

ذرائع افاضیہ جامعہ دارالوقیہ کراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کچھ دیگر کتابت کیساتھ

کتابت افاضیہ

مع عنوانات

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی

دارالافتاء
کراچی

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

کفایت المفی

مُدَلَّلٌ، مُکَمَّلٌ

مُفْتًی عَظِیْمٌ حَضْرَتُ مَوْلَانَا مُفْتًی
مُحَمَّدٌ کَفَیْتُ اللّٰهُ دِهْلَوِی رَحِمَهُ اللّٰهُ

جلد سوم

کِتَابُ الصَّلَاةِ

دارالافتاء
ازدو بازار کراچی
فون: 021-2213768

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

اس جدید تخریج و ترتیب و عنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء شکیل پریس کراچی۔
ضخامت : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

﴿..... ملنے کے پتے﴾

ادارۃ المعارف جامعہ ارا العلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارک، لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ بی بی ہسپتال روڈ ماٹا
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26 نا بھر روڈ لاہور
تشمیر بکڈ پو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار اوپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

دیباچہ

نحمد الله العلی العظیم ونصلی علی رسولہ الکریم ط

امابعد۔ یہ کفایت المفتی کی جلد سوم قارئین کے پیش نظر ہے۔ جلد اول کے دیباچے میں عرض کیا گیا تھا کہ جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاویٰ جو مدرسہ امینیہ کے رجسٹروں میں سے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المفتی پر نمبر بھی ہے اور مستفتی کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ جواب دیگر کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔ دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ الجمعیت سے لیے گئے ہیں ان میں لفظ سوال کے نیچے اخبار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کیے گئے یا مطبوعہ کتب میں سے لیے گئے۔

لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے

لئے سیریل نمبر ہے۔ یہ جلد سوم جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں درج شدہ فتاویٰ کی اقسام کی تفصیل یہ ہے۔

رجسٹروں سے ۲۲۷ الجمعیت سے ۱۳۷ متفرق ۲۰۱ کل ۷۸۶

کفایت المفتی جلد اول و دوم و سوم کے کل فتاویٰ کی تعداد پندرہ سو اکٹھ ہوئی۔

اب انشاء اللہ جلد چہارم آئے گی جو کتاب الجنائز سے شروع ہوتی ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین

احقر حفیظ الرحمان واصف

فہرست عنوانات

کتاب الصلوٰۃ

پہلا باب

اذان و تکبیر

۴۵ نماز کے علاوہ کن مواقع پر اذان کہنا جائز ہے؟
" ۲ فرض نماز کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے
۴۶ ۳ اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا
" ۴ اقامت میں دائیں پیادیں مڑنے کا حکم
" ۵ نبالغ لڑکے کی اذان کا حکم
۴۷ ۶ اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا
" ۷ اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھے چومنا
" ۸ اقامت کے لئے کوئی جگہ متعین نہیں
" ۹ جواب دیگر
۴۸ ۱۰ اقامت میں بوقت کلمہ شہادت امام کا پیٹھ پھیرنا
" ۱۱ اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا
" ۱۲ بے نماز اور غلیظ شخص کو مؤذن بنانا درست نہیں
۴۹ ۱۳ اذان سے پہلے یا بعد میں نقارہ بجانا درست نہیں
" ۱۴ اذان کے بعد پیتل کی تختی بجانا بدعت ہے
" ۱۵ اذان و اقامت کے اختتام پر ”محمد رسول اللہ!!“ کا اضافہ
۵۰ ۱۶ فوٹو گرافر کے اذان کہنے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی
" ۱۷ اقامت میں ”حی علی الصلوٰۃ“ پر کھڑا ہونا مستحب ہے
۵۱ ۱۸ رفع و با کے لئے اذان کہنا مباح ہے
" ۱۹ اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھے چومنا
" ۲۰ اذان کے بعد جماعت کے لئے گھنٹہ بجانا مکروہ ہے
۵۲ ۲۱ اذان کے لئے اسپیکر کا استعمال مباح ہے
" ۲۲ امام مصلیٰ پر کب کھڑا ہو؟

صفحہ	مضمون
۵۳	۲۳ امام اور مقتدیوں کا شروع اقامت میں کھڑے ہونا.....
"	۲۴ تکبیر اولیٰ میں شرکت کی حد.....
۵۴	۲۵ اذان کا جواب دینا سنت ہے.....
"	۲۶ شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے.....
"	۲۷ اذان کے بعد دعائیں ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں.....
"	۲۸ اذان کے بعد نماز کے لئے بلانا تشویب میں داخل ہے.....
۵۵	۲۹ جماعت کے وقت مؤذن کا باآواز بلند درود پڑھنا.....
۵۶	۳۰ مؤذن کی موجودگی میں دوسرے شخص کا اذان کہنا.....
۵۷	۳۱ شہادتین سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے.....
"	۳۲ سوال مثل بالا.....
۵۸	۳۳ جواب دیگر.....
"	۳۴ اذان فجر کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانا.....
۶۰	۳۵ ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے.....
"	۳۶ اذان کے بعد دعائیں ”والدرجۃ الرفیعة“ اور ”وارزقنا شفاعتہ“ کا اضافہ.....
۶۱	۳۷ رمضان المبارک میں نماز مغرب کو تاخیر سے پڑھنا.....
"	۳۸ اذان میں روافض کی طرف سے کیا گیا اضافہ ثابت نہیں.....
	دوسرا باب
	اوقات نماز
۶۲	۳۹ نماز فجر ظہر اور عصر کا مستحب وقت کیا ہے؟.....
۶۳	۴۰ ظہر اور عصر کے وقت کی تحقیق.....
"	۴۱ مثل اول کے نماز عصر کا حکم.....
۶۴	۴۲ نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنا مکروہ ہے.....
"	۴۳ عشاء کو کب تک مؤخر کر سکتے ہیں؟.....
۶۵	۴۴ شفق ایض کے غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا بہتر ہے.....
"	۴۵ نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل پڑھنے کا حکم.....
"	۴۶ طلوع فجر کے بعد سنت کے علاوہ نوافل پڑھنا مکروہ ہے.....
"	۴۷ مسجد میں جماعت کی نماز کے لئے وقت مقرر کرنا.....

صفحہ	مضمون
۶۶	۴۸ رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں.....
۶۷	۴۹ نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح ہے.....
۶۸	۵۰ جماعت کے وقت جنازہ آجائے تو کس کو مقدم کیا جائے؟.....
۶۸	۵۱ مغرب کا وقت کب تک رہتا ہے؟.....
۶۸	۵۲ طلوع آفتاب زوال اور غروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں.....
۶۸	۵۳ جواب دیگر.....
۶۹	۵۴ رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھنا جائز ہے.....
۶۹	۵۵ وقت عصر کے بارے میں چند سوالات.....
۷۰	۵۶ نمازیوں کی آسانی کے لئے جماعت کا وقت مقرر کرنا بہتر ہے.....
۷۱	۵۷ دو نمازوں کو اکٹھے وقت میں پڑھنا جائز نہیں.....
۷۱	۵۸ اذان و جماعت میں کتنا وقفہ کیا جائے؟.....
۷۱	۵۹ نماز فجر سورج طلوع ہونے کے بعد قضاء کی جاسکتی ہے.....
۷۲	۶۰ غروب آفتاب کے کتنی دیر بعد عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے؟.....
	تیسرا باب
	امامت و جماعت
۷۲	فصل اول: امامت.....
۷۲	۶۱ نابالغ کی امامت کا حکم.....
۷۲	۶۲ (۱) کشتی دیکھنے والے کی امامت.....
۷۲	(۲) حنیفوں کو مشرک کہنے والے غیر مقلد کی امامت کا حکم.....
۷۳	۶۳ مسجد میں امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟.....
۷۳	۶۴ بغیر شرعی عذر کے پہلے امام کو معزول کرنا درست نہیں.....
۷۵	۶۵ غلط خوال کی امامت.....
۷۶	۶۶ جھوٹ بولنے والے تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز کا حکم.....
۷۶	۶۷ ضالین کو ظالین پڑھنے والے کی امامت.....
۷۷	۶۸ امامت کی اجرت لینا جائز ہے.....
۷۷	۶۹ صرف ٹوپی پہن کر امامت کرنا جائز ہے.....
۷۷	۷۰ حالت جنابت میں نماز پڑھانے والے کا حکم.....

صفحہ	مضمون
۷۸	۷۱ امام کا ”در“ یا محراب کے اندر کھڑا ہونا.....
”	۷۲ خواہ مخواہ امام سے اختلاف نہ کیا جائے.....
۷۹	۷۳ ڈاڑھی کٹانے والے اور مسائل سے ناواقف کی امامت مکروہ ہے.....
”	۷۴ تہ بند باندھ کر نماز پڑھانا جائز ہے.....
۸۰	۷۵ (۱) اس نابینا کے پیچھے نماز بلا کر اہت جائز ہے جو طہارت میں محتاط ہو.....
”	(۲) نابینا حافظ کے پیچھے تراویح کا حکم.....
”	(۳) چونکہ پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے.....
”	۷۶ منکر رسالت کو امام بنانا جائز نہیں.....
”	۷۷ غلط پیشے سے تائب متقی اور پرہیزگار کی امامت.....
۸۱	۷۸ تراویح میں پختہ حفظ والے حافظ کو امام بنایا جائے.....
”	۷۹ عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت.....
۸۲	۸۰ پندرہ سال کی عمر والے کے پیچھے نماز جائز ہے.....
”	۸۱ شہوت پرست مبتدع کے پیچھے نماز کا حکم.....
”	۸۲ بدعتی پیر کے موحد خلیفہ کے پیچھے نماز کا حکم.....
۸۳	۸۳ جو امام ”قاف“ کا مخرج ادا نہ کر سکے.....
”	۸۴ تعویذ گنڈے کرنے اور فال نامے دیکھنے والے کی امامت.....
۸۴	۸۵ ڈاڑھی منڈے سے خود کو بہتر کہنے والے کی امامت.....
”	۸۶ غیر مختون کی امامت کا حکم.....
”	۸۷ جو اکھیلنے والے اور والدین کے نافرمان کی امامت.....
۸۵	۸۸ غسل کے پیچھے نماز جائز ہے.....
”	۸۹ غلط پڑھنے والے کی اقتدا کا حکم.....
۸۶	۹۰ غیر شرعی فعل کے مرتکب شخص کی امامت.....
”	۹۱ مؤذن اور خادم کے فرائض.....
”	۹۲ امام مقرر کرنا متولی کا حق ہے.....
۸۷	۹۳ فیون اور پوست پینے والے کی امامت.....
”	۹۴ امام وقت پر نہ پہنچے تو دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے.....
۸۸	۹۵ بلاوجہ شرعی امام سے اختلاف نہ کیا جائے.....

صفحہ	مضمون
۸۸	۹۶ ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے.....
»	۹۷ ذبح کرنے والے کی امامت.....
۸۹	۹۸ میت کو غسل دینے والے کو امام مقرر کرنا کیسا ہے؟.....
۹۰	۹۹ بد چلن بیٹی والے کی امامت.....
۹۱	۱۰۰ (۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟.....
»	(۲) خود کو یزید جیسا کہنے والے کی امامت.....
»	(۳) حضرت حسینؓ کی طرف منسوب ایک روایت.....
»	۱۰۱ مسائل سے واقف، پیشہ ور شخص کی امامت.....
»	۱۰۲ (۱) شافعی مذہب چھوڑ کر حنفی بننے والے کی اقتدا کا حکم.....
»	(۲) شافعی مذہب والے کے پیچھے حنفی کی اقتدا.....
»	(۳) صبح کی نماز میں شافعی امام کے پیچھے حنفی قنوت پڑھیں یا نہیں؟.....
۹۲	(۴) جہاں اکثر مقتدی حنفی ہوں تو شافعی امام کس طرح نماز پڑھائے؟.....
»	۱۰۳ ضرورت کی بنا پر امام اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے.....
۹۴	۱۰۴ بیٹی کی بد کرداری پر راضی ہونے والے کی امامت کا حکم.....
۹۵	۱۰۵ (۱) ختم قرآن کی اجرت لینے والے کی امامت.....
»	(۲) دم اور تعویذ کی اجرت لینا جائز ہے.....
»	۱۰۶ امام سے عمامہ باندھ کر نماز پڑھانے کا مطالبہ درست نہیں.....
۹۶	۱۰۷ امام کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کو امامت کا حق نہیں.....
»	۱۰۸ ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے.....
»	۱۰۹ بدعات شنیعہ کے مرتکب کی امامت کا حکم.....
۹۷	۱۱۰ نیک اور صالح ولد الزنا کی امامت کا حکم.....
»	۱۱۱ ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے.....
»	۱۱۲ بد کردار امام کو معزول کرنا جائز ہے.....
۹۸	۱۱۳ جو عالم حافظ و قاری ہو وہ زیادہ حق دار ہے.....
»	۱۱۴ زیادہ عمر والے متقی عالم کو امام بنانا افضل ہے.....
۹۹	۱۱۵ اختلاف کے وقت کثرت رائے سے امام مقرر کرنا چاہیے.....
»	۱۱۶ ڈاڑھی منڈے کے پیچھے نماز مکروہ ہے.....

صفحہ	مضمون
۹۹	۱۱۷ زبردستی امام بنانا درست نہیں.....
۱۰۰	۱۱۸ چورن کی سزا کاٹنے والے کی امامت.....
۱۰۱	۱۱۹ بیجڑے کی امامت کا حکم.....
#	۱۲۰ بدعتی کی امامت مکروہ ہے.....
"	۱۲۱ نامرد کی امامت جائز ہے.....
"	۱۲۲ (۱) مسجد کو دھرم شانہ اور امام کو پنڈت کہنے والے کی امامت.....
"	(۲) غیر محرم، کنواری لڑکی رکھنے والے کی امامت.....
"	(۳) بلاوجہ امام کو گالیاں دینے والے فاسق ہیں.....
۱۰۳	۱۲۳ شراب پینے اور خشکی ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت.....
"	۱۲۴ میت کو غسل دینے والے کی امامت.....
"	۱۲۵ سودی کاروبار کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے.....
۱۰۴	۱۲۶ جس کی بیوی کسی اور کے پاس چلی گئی اس کی امامت.....
"	۱۲۷ (۱) بد چلن بیوی رکھنے والے کی امامت.....
"	(۲) ولد الزنا کے پیچھے نماز کا حکم.....
"	۱۲۸ نیک اور صالح ولد الزنا کی اقتدا کا حکم.....
۱۰۵	۱۲۹ امام کی اجازت کے بغیر نماز نہ پڑھی جائے.....
"	۱۳۰ مسائل سے ناواقف اور جھوٹ بولنے والے حافظ کی امامت.....
"	۱۳۱ فاسق کی تعریف اور اس کی امامت کا حکم.....
۱۰۶	۱۳۲ (۱) دوران تقریر امام کا منبر پر گالیاں نکالنا.....
"	(۲) بلاوجہ امام کی مخالفت نہ کی جائے.....
"	(۳) احکام شریعہ سے ناواقف کے فیصلے کا حکم.....
"	(۴) تراویح پڑھانے والے کی دودھ سے خدمت.....
۱۰۷	۱۳۳ آدھی آستین والی قمیص میں نماز کا حکم.....
"	۱۳۴ تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز جائز ہے.....
۱۰۸	۱۳۵ غلط افعال والے کی امامت.....
۱۰۹	۱۳۶ تراویح پڑھانے والے کو روپے اور کپڑے دینا.....
"	۱۳۷ (۱) امام حافظ نہ ہو تو تراویح کے لئے حافظ کو مقرر کیا جائے.....

صفحہ	مضمون
۱۰۹	(۲) صحیح کی موجودگی میں نابینا کی امامت
۱۱۰	۱۳۸ کم علم اور متکبر امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے
۱۱۲	۱۳۹ (۱) امامت کے لئے کیسا شخص مناسب ہے؟
۱۱۲	(۲) جس کی عورتیں پردہ نہ کریں اس کی امامت
۱۱۲	۱۴۰ منکر شفاعت اور قادیانی کو کافر نہ سمجھنے والے کی امامت
۱۱۳	۱۴۱ بے نکاحی عورت رکھنے والے اور سینما دیکھنے والے کی امامت
۱۱۳	۱۴۲ (۱) مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی امامت
۱۱۳	(۲) مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی
۱۱۳	(۳) کچی مسجد کو گرا کر پختہ بنانا
۱۱۳	(۴) جس میں صلاحیت نہ ہو اس کو معزول کیا جائے
۱۱۵	۱۴۳ (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے
۱۱۵	(۲) تماشے اور سینما دیکھنے والے کی امامت
۱۱۵	۱۴۴ امامت کا حق کس شخص کو ہے
۱۱۶	۱۴۵ (۱) جذام والے شخص کے پیچھے نماز کا حکم
۱۱۶	(۲) نابالغ کی امامت تراویح میں بھی جائز نہیں
۱۱۶	۱۴۶ غیر مقلد کے پیچھے نماز کا حکم
۱۱۶	۱۴۷ یتیموں کا مال کھانے والے شخص کی امامت
۱۱۶	۱۴۸ رشوت خور اور جھوٹ بولنے والے کی امامت
۱۱۸	۱۴۹ امام نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے
۱۱۸	۱۵۰ جس سے اکثر نمازی ناراض ہوں اس کی امامت کا حکم
۱۱۹	۱۵۱ فعل بد کرنے والے کی اقتداء کا حکم
۱۱۹	۱۵۲ بد کردار امام جس سے اکثر مقتدی ناراض ہوں
۱۲۰	۱۵۳ ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے
۱۲۱	۱۵۴ قعدہ اولیٰ میں درود پڑھنے والے کی اقتداء
۱۲۱	۱۵۵ جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت
۱۲۱	۱۵۶ مسائل سے ناواقف اور نائف کرنے والے کی امامت
۱۲۲	۱۵۷ صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا

صفحہ	مضمون
۱۲۲	۱۵۸ حافظ قرآن ناظرہ خواں سے افضل ہے.....
"	۱۵۹ سوال متعلقہ صحت امامت.....
۱۲۳	۱۶۰ امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟.....
۱۲۴	۱۶۱ زنا کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے.....
"	۱۶۲ رشوت دینے اور بلیک کرنے والے کی امامت.....
"	۱۶۳ جواب دیگر.....
"	۱۶۴ جواب دیگر.....
۱۲۵	۱۶۵ بطور دوافیون کھانے والے کی امامت.....
"	۱۶۶ جس نے سنتیں نہ پڑھی ہو تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے.....
"	۱۶۷ پابند شریعت عالم کو امام بنانا افضل ہے.....
۱۲۶	۱۶۸ استحقاق امامت کس کو ہے؟.....
"	۱۶۹ (۱) نلٹ پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم.....
"	(۲) امام مسجد نماز پڑھانے کا زیادہ حق دار ہے.....
۱۲۷	۱۷۰ جس کی بیوی زانیہ ہو اس کی امامت.....
"	۱۷۱ ناظرہ کے پیچھے حافظ کی نماز درست ہے.....
"	۱۷۲ برص والے شخص کی امامت.....
۱۲۸	۱۷۳ جو لاپے کو امام بنانا کیسا ہے؟.....
"	۱۷۴ نماز جنازہ پڑھانے کا حق امام مسجد کو ہے.....
"	۱۷۵ ڈاڑھی کاٹنے والے کی امامت.....
۱۲۹	۱۷۶ (۱) تعزیہ بنانے والے کی امامت.....
"	(۲) سگریٹ پینے والے اور محفل میلاد کرنے والے کی امامت.....
"	۱۷۷ (۱) بذریعہ مشین ذبح کئے ہوئے بکرے کا گوشت بیچنے والے کی امامت.....
"	(۲) قصاب کا امام بنانا کیسا ہے؟.....
"	(۳) کچے چمڑے کے تاجر کی امامت.....
"	(۴) جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت.....
"	(۵) نشہ کرنے اور گالی دینے والے کی امامت.....
"	(۶) امام جس سے مقتدری ناخوش ہوں.....

صفحہ	مضمون
۱۲۹	(۷) فاسق و فاجر کی اقتداء کا حکم.....
۱۳۰	(۸) فاسق و فاجر کا زبردستی امام بننا.....
۱۳۱	۱۷۸ ایک چشم کی امامت.....
۱۳۲	۱۷۹ بلاوجہ شرعی امام کے پیچھے نماز کا ترک.....
۱۳۳	۱۸۰ بغیر عمامہ ٹوپی کے ساتھ نماز.....
۱۳۴	۱۸۱ دوسرے مذہب والے کی اقتداء کا حکم.....
۱۳۵	۱۸۲ امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہونا.....
۱۳۶	۱۸۳ مجاور کی امامت.....
۱۳۷	۱۸۴ پابندی سے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت.....
۱۳۸	۱۸۵ پیش امام کی تعظیم و تکریم واجب ہے.....
۱۳۹	فصل دوم : جماعت.....
۱۴۰	۱۸۶ مسجد میں تکرار جماعت کا حکم.....
۱۴۱	۱۸۷ جماعت سے ہٹ کر الگ نماز پڑھنا.....
۱۴۲	۱۸۸ جماعت اعادہ میں نئے آنے والے کی شرکت درست نہیں.....
۱۴۳	۱۸۹ جماعت میں عورتیں اور بچے کہاں کھڑے ہوں؟.....
۱۴۴	۱۹۰ مرتکب کبیرہ کی امامت.....
۱۴۵	۱۹۱ مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے.....
۱۴۶	۱۹۲ مسجد میں تکرار جماعت کا حکم.....
۱۴۷	۱۹۳ مسجد میں دو جماعت کے متعلق ایک استفادہ.....
۱۴۸	۱۹۴ مجزوم جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟.....
۱۴۹	۱۹۵ دوسرے قعدہ میں ملنے والے کو جماعت کا ثواب ملتا ہے.....
۱۵۰	۱۹۶ اعادہ والی نماز میں نئے آنے والے شریک نہیں ہو سکتے.....
۱۵۱	۱۹۷ امام چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے اٹھ گیا تو مقتدی کیا کریں؟.....
۱۵۲	۱۹۸ صف اول کی فضیلت.....
۱۵۳	۱۹۹ مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم.....
۱۵۴	۲۰۰ (۱) سلام اول کے بعد اقتداء درست نہیں.....
۱۵۵	(۲) بدعتی کی امامت مکروہ ہے.....

صفحہ	مضمون
۱۴۱	۲۰۱ عورتوں کی الگ جماعت جائز ہے یا نہیں؟
۱۴۲	۲۰۲ امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے
۱۴۲	۲۰۳ گھر میں نماز پڑھنے والے پر وعید
۱۴۳	۲۰۴ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے
۱۴۳	۲۰۵ اشکال بر جواب بالا
۱۴۴	۲۰۶ (۱) مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے
۱۴۴	(۲) صرف ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے
۱۴۵	۲۰۷ مقتدی نے زید کی نیت کی بعد میں معلوم ہوا کہ بحر تھا تو نماز نہیں ہوئی
۱۴۵	۲۰۸ امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے
۱۴۵	۲۰۹ صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے
۱۴۶	۲۱۰ (۱) مسجد کی بالائی منزل پر جماعت کرنا
۱۴۶	(۲) دروں کے درمیان صف بنانا
۱۴۶	۲۱۱ جہاں امام مقرر ہو وہاں جماعت ثانیہ کا حکم
۱۴۶	۲۱۲ مسجد کے صحن میں نماز کا حکم
۱۴۷	۲۱۳ صف میں جگہ نہ ہو تو آنے والا کہاں کھڑا ہو
۱۴۷	۲۱۴ جماعت ثانیہ کا حکم
۱۴۸	۲۱۵ بوقت تراویح فرض کی جماعت کرنا
۱۴۸	۲۱۶ مسجد محلہ میں تکرار جماعت مکروہ ہے
۱۴۹	۲۱۷ محلہ کی مسجد میں دوسری جماعت کا حکم
	چوتھ باب
	مسجد اور عید گاہ کے آداب
۱۴۹	فصل اول: مسجد میں جنبی کا داخل ہونا
۱۴۹	۲۱۸ مسجد میں سوئے ہوئے شخص کو احتلام ہو جائے تو کیا کرے؟
۱۴۹	۲۱۹ جنبی صحن مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟
۱۵۰	فصل دوم: مسجد کی کسی چیز یا زمین کو استعمال کرنا یا میت کو دفن کرنا
۱۵۰	۲۲۰ مسجد کے اندر تیمم کرنا
۱۵۰	۲۲۱ مسجد کی دری کا جلسہ میں استعمال

صفحہ	مضمون
۱۵۰	۲۲۲ مسجد کے پانی کا استعمال.....
۱۵۱	۲۲۳ تلاوت کے لئے مسجد کی بستی کا استعمال.....
۱	۲۲۴ مسجد کی زمین میں میت کو دفن کرنا.....
۱	۲۲۵ مسجد کی دریوں کو عید گاہ میں استعمال کرنا.....
۱۵۲	فصل سوم: مسجد کے سامنے باجہ بجانا.....
۱	۲۲۶ مسجد کے قریب باجہ بجانا.....
۱	۲۲۷ مسجد کے قریب شور مچانا اور گانا بجانا.....
۱۵۳	۲۲۸ مسجد کے قریب گانے والوں کو روکا جائے.....
۱۵۴	۲۲۹ مسجد کے سامنے باجہ وغیرہ بجاتے ہوئے گزرنا.....
۱	فصل چہارم: زمین مغصوبہ یا غیر موقوفہ پر بنائی یا مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد.....
۱	۲۳۰ مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم.....
۱۵۵	۲۳۱ ہجرتوں کی کمائی سے بنی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم.....
۱	فصل پنجم: مسجد میں یا سقف مسجد پر سونا قیام کرنا اور نماز پڑھنا.....
۱	۲۳۲ مسجد کے اوپر امام کے لئے کمرہ بنانا.....
۱	۲۳۳ مسجد میں سونا.....
۱۵۶	۲۳۴ خادم کا مسجد میں مستقل رہائش کرنا.....
۱	۲۳۵ مسجد میں رہائش کرنا.....
۱۵۷	۲۳۶ نمازیوں کا مسجد میں سونے کی عادت بنانا.....
۱	۲۳۷ (۱) مسجد کے برآمدے میں سونا.....
۱	(۲) مسجد میں سامان کے لئے صندوق رکھنا.....
۱	(۳) تعمیر کے لئے جمع شدہ چندہ کو امام و مؤذن کی تنخواہ میں دینا.....
۱	(۴) مسجد میں رات کو وظیفہ پڑھنا.....
۱۵۸	۲۳۸ مسافر کا مسجد میں سونا.....
۱	۲۳۹ مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا.....
۱۵۹	۲۴۰ (۱) مسجد کے اندر نماز کا ثواب زیادہ ہے یا اوپر؟.....
۱	(۲) دروازوں کے درمیان صف بنانا.....

صفحہ	مضمون
۱۵۹	۲۴۱ (۱) گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز.....
۱	۲۴۲ (۲) جمعہ کی سنتوں کے لئے "الصلوٰۃ قبل الجمعة" پکارنا.....
۱	فصل ششم: حقوق متعلقہ مسجد.....
۱	۲۴۲ قادیانیوں کا مسلمانوں کی مسجد میں جماعت کرنا.....
۱۶۰	۲۴۳ حفاظت کی خاطر مسجد کو تالا لگانا.....
۱۶۱	۲۴۴ مسجد کی حفاظت مسلمانوں پر لازم ہے.....
۱۶۲	۲۴۵ محلے کی مسجد میں نماز افضل ہے.....
۱۶۳	۲۴۶ مسجد پر ملکیت کا دعویٰ باطل ہے.....
۱	۲۴۷ مکان کے اندر مسجد بنانا.....
۱	۲۴۸ مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی.....
۱۶۳	۲۴۹ "مسجد کی دیوار توڑ دی گئی" کہنا.....
۱	۲۵۰ مسجد کا پیسہ دوسری جگہ خرچ کرنا جائز نہیں.....
۱	۲۵۱ مسجد کے بانی کو تولیت کا حق ہے.....
۱۶۵	۲۵۲ مسجد کے کسی حصہ پر قبضہ کرنا جائز نہیں.....
۱	فصل ہفتم: مساجد میں غیر مسلموں کا داخلہ.....
۱	۲۵۳ غیر مسلم مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟.....
۱۶۶	فصل ہشتم: مسجد کے سامان کا فروخت کرنا یا منتقل کرنا.....
۱	۲۵۴ ویران مسجد کے سامان کا حکم.....
۱	۲۵۵ (۱) مسجد کے ملبہ کا حکم.....
۱	(۲) ہندوؤں سے تعمیر مسجد کا کام لینا.....
۱۶۷	۲۵۶ مسجد کی تعمیر سے بچی ہوئی لکڑی کا حکم.....
۱	۲۵۷ تعمیر مسجد سے بچے ہوئے سامان کا حکم.....
۱۶۸	۲۵۸ فاضل سامان کو فروخت کرنا.....
۱	فصل نہم: مسجد میں چندہ کرنا اور سوال کرنا.....
۱	۲۵۹ نماز کے بعد مسجد میں چندہ کرنا.....
۱۶۹	۲۶۰ سوال مثل بالا.....

صفحہ	مضمون
۱۶۹	۲۶۱ دورانِ خُشبہ چندہ کا حکم.....
"	۲۶۲ ایضاً.....
"	۲۶۳ فرض نماز کے بعد دعا سے پہلے چندہ کرنا.....
۱۷۰	فصل دہم: مسجد میں بدبودار چیز کا استعمال.....
"	۲۶۴ مسجد کی دیواروں کو روغن لگانا.....
"	۲۶۵ مسجد میں مٹی کے تیل والے لائٹین کا استعمال.....
"	۲۶۶ مسجد کو ہر قسم کی گندگی سے پاک رکھا جائے.....
۱۷۱	۲۶۷ مسجد میں لیپ جلانا.....
"	فصل یازدہم: مسجد میں مکتب یا مدرسہ جاری کرنا.....
"	۲۶۸ مسجد میں مدرسہ جاری کرنا.....
۱۷۲	۲۶۹ مسجد میں دینی کتابیں پڑھانا.....
"	۲۷۰ بے سمجھ بچوں کو مسجد میں نہ پڑھایا جائے.....
۱۷۳	فصل دوازدہم: استقبالِ قبلہ.....
"	۲۷۱ مکہ سے دور رہنے والوں کے لئے جہتِ قبلہ کافی ہے.....
۱۷۴	۲۷۲ استقبالِ قبلہ کا طریقہ.....
"	۲۷۳ معمولی انحراف مفسد نماز نہیں.....
"	۲۷۴ قطبِ ستارے کے ذریعے سمتِ قبلہ کا تعین.....
۱۷۵	۲۷۵ جس مسجد کا رخ قبلہ کی طرف درست نہ ہو.....
۱۷۶	۲۷۶ قبلہ سے معمولی انحراف.....
"	۲۷۷ منحرف مسجد کا قبلہ درست کیا جائے.....
۱۷۷	۲۷۸ قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلافِ ادب ہے.....
"	۲۷۹ جہتِ مسجد سے منحرف ہو کر نماز پڑھنا.....
"	۲۸۰ دور والوں کے لئے جہتِ قبلہ کافی ہے.....
۱۷۸	فصل سیزدہم: جماعتِ خانہ و صحن و فنائے مسجد.....
"	۲۸۱ مسجد سے ملحق دکان پر امام کے لئے حجر ہنانا.....
۱۷۹	۲۸۲ مسجد کی دکان پر امام کے لئے حجرہ کی تعمیر.....

صفحہ	مضمون
۱۷۹	۲۸۳ استنجا خانوں کے اوپر امام کے لئے جگہ بنانا.....
۱۸۰	۲۸۴ مسجد کے دروازے کے متصل بازار لگانا.....
۱۸۲	۲۸۵ صحن مسجد میں حوض اور استنجا خانہ بنانا.....
۱۸۳	فصل چہارم ہم : مسجد کی دیواروں کو منقش کرنا آیات لکھنا یا کتبہ لگانا.....
۱۸۳	۲۸۶ مسجد کی قبلہ والی دیوار کو منقش کرنا.....
۱۸۳	۲۸۷ مسجد کی دیواروں پر رنگین ٹائل لگانا.....
۱۸۳	۲۸۸ (۱) مسجد کی دیواروں پر آیات قرآنی یا ترجمہ لکھنا.....
۱۸۳	(۲) مسجد کی قبلہ والی دیوار پر نقش و نگار کرنا.....
۱۸۳	۲۸۹ مسجد پر کتبہ لگانا.....
۱۸۳	فصل پانزدہم : مسجد میں نماز جنازہ.....
۱۸۳	۲۹۰ بلا عذر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے.....
۱۸۵	فصل شانزدہم : عید گاہ کے احکام.....
۱۸۵	۲۹۱ (۱) کافر کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز.....
۱۸۵	(۲) مسجد کو منہدم کرانے والے گناہ گار ہیں.....
۱۸۵	(۳) مسجد کو شہید کر کے دوسری جگہ مسجد بنانا.....
۱۸۵	(۴) مسجد میں عید کی نماز پڑھنا.....
۱۸۵	۲۹۲ عید گاہ میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے.....
۱۸۶	۲۹۳ عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنا.....
۱۸۶	۲۹۴ عید گاہ میں فٹ بال کھیلنا.....
۱۸۶	۲۹۵ عید گاہ میں حائضہ اور جنبی داخل ہو سکتے ہیں.....
۱۸۶	۲۹۶ عید گاہ میں نماز جنازہ کا حکم.....
۱۸۷	۲۹۷ گاؤں میں متعدد جگہ نماز عید.....
۱۸۷	فصل ہفدہم : مسجد میں خرید و فروخت کرنا.....
۱۸۷	۲۹۸ امام کا مسجد کے حجرے میں خرید و فروخت کرنا.....
۱۸۷	فصل ہجدهم : مسجد میں جلسہ یا وعظ و ترجمہ.....
۱۸۷	۲۹۹ مسجد میں وعظ و تبلیغ کرنا.....

صفحہ	مضمون
۱۸۸	۳۰۰ مسجد میں محفل میلاد کرنا.....
۱۸۹	۳۰۱ نماز عشاء کے بعد ترجمہ قرآن یاد بخوبی کتاب سنانا.....
۱۸۹	۳۰۲ سنتوں اور نفلوں کے وقت کتاب سنانا.....
۱۹۱	فصل نوزد ہم : مسجد میں اکھاڑہ بنانا.....
۱۹۱	۳۰۳ مسجد میں اکھاڑہ کرنا جائز نہیں.....
۱۹۲	۳۰۴ مسجد میں کھیل کودنا جائز ہے.....
۱۹۲	فصل بستم : متفرق مسائل.....
۱۹۲	۳۰۵ عناد کی وجہ سے بنی ہوئی مسجد اور اس کے امام کے پیچھے نماز کا حکم.....
۱۹۳	۳۰۶ مسجد میں جو تیاں رکھنا.....
۱۹۴	۳۰۷ (۱) جامع مسجد کے کہتے ہیں.....
۱۹۴	(۲) نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا.....
۱۹۴	۳۰۸ مسجد ہونے کے لئے کیا شرائط ہیں؟.....
۱۹۶	۳۰۹ صحن مسجد میں دکان بنانا جائز نہیں.....
۱۹۷	۳۱۰ مسجد میں کھانا پینا اور سونا وغیرہ.....
۱۹۷	۳۱۱ مسجد پر ملکیت کا دعویٰ.....
۱۹۸	۳۱۲ گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز.....
۱۹۸	۳۱۳ کافروں کے شور کی وجہ سے مسجد کی جماعت کونہ چھوڑیں.....
۱۹۸	۳۱۴ سوال مثل بالا.....
۱۹۸	۳۱۵ ایضاً.....
۱۹۹	۳۱۶ مسجد میں غیر مسلم بادشاہ کے لئے دعا مانگنا.....
۲۰۰	۳۱۷ (۱) قادیانی مسلمان نہیں.....
۲۰۰	(۲) مسجد کسی کی ذاتی ملک نہیں ہوتی.....
۲۰۰	(۳) جھوٹے اور پروپیگنڈہ کرنے والے کی امامت.....
۲۰۰	(۴) بلا وجہ کسی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے.....
۲۰۰	(۵) مسجد میں سگریٹ نوشی اور چائے پارٹی.....
۲۰۰	(۶) مسجد کے لئے دھوکہ دیکر چندہ کرنا.....
۲۰۲	۳۱۸ (۱) مسجد کا احترام واجب ہے.....

صفحہ	مضمون
۲۰۲	(۲) مسجد میں کیا کیا نیک کام کر سکتے ہیں؟
„	(۳) مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا۔
„	(۴) سوال مثل بالا۔
„	(۵) مسجد میں نعت خوانی اور مٹھائی کی تقسیم۔
„	(۶) جماعت کے بعد تنہا نماز پڑھیں۔
„	(۷) مشرک کے لئے دعائے مغفرت کرنا ممنوع ہے۔
„	(۸) بلند آواز سے درود پڑھنے کا حکم۔
„	(۹) تلاوت کرنا فرض نہیں، سننا فرض ہے۔
„	(۱۰) مسجد کی دیوار پر دکاندار کا بورڈ لگانا۔
„	(۱۱) امام کو مقتدیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھنا چاہئے۔
„	(۱۲) کھڑے ہو کر صلوٰۃ سلام پڑھنا۔
„	(۱۳) میلاد میں قیام کرنا بدعت ہے۔
„	(۱۴) چندہ کر کے قرآن خوانی کرنا۔
„	(۱۵) مسجد کی دیوار پر لگے ہوئے بورڈ کو اتارا جائے۔
	۳۱۹ جواب مکرر۔
۲۰۵	۳۲۰ مسلمان حاکم پر مسجد کا انتظام لازم ہے۔
„	۳۲۱ مسجد کے نیچے کی دکانوں کی آمدنی مسجد پر خرچ کی جائے۔
„	۳۲۲ مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنوانا مکروہ ہے۔
„	۳۲۳ مسجد کے حصے کو گودام بنانا جائز نہیں۔
۲۰۶	۳۲۴ مسجد کو مقفل کر کے بند کر دینا جائز نہیں۔
۲۰۷	۳۲۵ ضرورت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا۔
۲۰۸	۳۲۶ مسجد کے اندر حلقہ ذکر منعقد کرنا۔
„	۳۲۷ نماز فجر کے بعد ترجمہ قرآن کا درس۔
۲۰۹	۳۲۸ مسجد میں افطار اور شیرینی کی تقسیم۔
۲۱۰	۳۲۹ صبح کی نماز کے لئے چراغ جلانا۔
„	۳۳۰ مسجد میں میلاد کے اشعار پڑھنا۔
	۳۳۱ سوال متعلقہ ذکر در مسجد۔

صفحہ	مضمون
۲۱۰	۳۳۲ مسجد کو پاک و صاف ستھرا رکھا جائے.....
۲۱۲	۳۳۳ زیر تعمیر مسجد میں جو تاپہن کر جانا.....
۲۱۲	۳۳۴ قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا.....
۲۱۲	۳۳۵ احاطہ مسجد میں خرید و فروخت ممنوع ہے.....
۲۱۲	۳۳۶ (۱) مسجد کے لئے ہندوؤں سے چندہ لینا.....
۲۱۲	(۲) زیر تعمیر مسجد میں جو توتوں سمیت گھومنا.....
۲۱۳	۳۳۷ سودی رقم سے خریدی ہوئی دریوں پر نماز مکروہ ہے.....
۲۱۳	۳۳۸ (۱) تعمیر مسجد کے چندہ سے ذاتی مکان بنانا جائز نہیں.....
۲۱۳	(۲) میت کا قرضہ پہلے ادا کیا جائے.....
۲۱۳	۳۳۹ مسجد کو دھونا جائز ہے.....
۲۱۳	۳۴۰ ویران مسجد کو چار دیواری لگا کر بند کر دیا جائے.....
۲۱۵	۳۴۱ مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے.....
پانچوال باب	
نماز جمعہ	
۲۱۶	فصل اول: احتیاط الظہر.....
۲۱۶	۳۴۲ جہاں جمعہ شرعاً واجب ہو احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں.....
۲۱۶	۳۴۳ احتیاط الظہر کے مجوزین کے جوہات.....
۲۱۶	۳۴۴ بعد نماز جمعہ احتیاط الظہر جائز نہیں.....
۲۱۶	۳۴۵ عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کرنا.....
۲۱۸	۳۴۶ جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر جائز نہیں.....
۲۱۹	۳۴۷ جمعہ کے بعد احتیاط الظہر ناجائز ہے.....
۲۱۹	۳۴۸ ایضاً.....
۲۲۰	۳۴۹ متعدد جگہ جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم.....
۲۲۳	۳۵۰ قصبہ میں جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم.....
۲۲۵	فصل دوم: شرائط جمعہ.....
۲۲۵	۳۵۱ قصبہ جس میں تھانہ یا تحصیل ہو جمعہ کا حکم.....
۲۲۵	۳۵۲ دیہات میں جمعہ جائز نہیں.....

صفحہ	مضمون
۲۲۶	۳۵۳ تحقیق جمعہ فی القری اور مصر و قریہ کبیر کی تعریف
۲۲۹	۳۵۴ تین ہزار کی آبادی اور فوجی چھاؤنی والی جگہ میں جمعہ
۲۳۰	۳۵۵ مسجد کے قریب جماعت خانہ نانا
۲۳۱	۳۵۶ فتنہ کے خوف سے جمعہ جاری رکھنے کا حکم
۲۳۱	۳۵۷ (۱) مسجد کی تنگی کی وجہ سے مکان میں جمعہ پڑھنا
۲۳۲	۳۵۸ (۲) فنائے مصر کی تعریف
۲۳۲	۳۵۸ گاؤں جس کے لوگ مسجد میں نہ سما سکیں جمعہ کا حکم
۲۳۳	۳۵۹ جس گاؤں میں سو برس سے جمعہ ہوتا ہو
۲۳۳	۳۶۰ چھوٹی بستی میں جمعہ جائز نہیں
۲۳۳	۳۶۱ بستی والوں کا شہر جا کر جمعہ پڑھنا
۲۳۳	۳۶۲ مسجد کی تنگی کی وجہ سے میدان میں جمعہ پڑھنا
۲۳۳	۳۶۳ جہاں عرصہ سے جمعہ پڑھا جا رہا ہو
۲۳۵	۳۶۴ ہندوستان میں جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں
۲۳۶	۳۶۵ جہاں کافی عرصہ سے جمعہ پڑھا جاتا ہو
۲۳۶	۳۶۶ ڈھائی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم
۲۳۸	۳۶۷ تیس گھر والے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں
۲۳۸	۳۶۸ جواب بالا پر اشکال اور اس کا جواب
۲۳۹	۳۶۹ کل آبادی کا مسلمان ہونا ضروری نہیں اور مصر کی مفتی بہ تعریف
۲۴۰	۳۷۰ ہندوستان میں جمعہ کی فرضیت
۲۴۰	۳۷۱ شہر اور قصبہ میں جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں
۲۴۰	۳۷۲ قریہ کبیرہ میں جمعہ کا حکم
۲۴۲	۳۷۳ جمعہ کے بارے میں چند سوالات کے جوابات
۲۴۲	۳۷۴ "لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع" کا مطلب
۲۴۲	۳۷۵ شرائط جمعہ کیا ہیں؟
۲۴۳	۳۷۶ (۱) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے
۲۴۳	۳۷۷ (۲) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں
۲۴۳	۳۷۸ گھر والی بستی میں جمعہ کا حکم

صفحہ	مضمون
۲۲۴	۳۷۸ سات ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم
۲۲۵	۳۷۹ ہندوستان میں جمعہ جائز ہے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں
۲۲۶	۳۸۰ جس گاؤں میں پانچ سو گھر ہوں اور اشیاء ضرورت مل جائیں جمعہ کا حکم
۲۲۷	۳۸۱ ۸۶۵۰ والی آبادی میں تھانہ بھی ہو جمعہ کا حکم
۲۲۸	۳۸۲ دو سو گھر والی آبادی میں چالیس سال سے عید ہوتی ہو جاری رکھیں یا نہیں
۲۲۹	۳۸۳ تیس آدمیوں میں جمعہ درست نہیں
۲۳۰	۳۸۴ چھوٹی آبادی میں جمعہ درست نہیں
۲۳۱	۳۸۵ چھوٹی بستیوں میں جمعہ جائز نہیں
۲۳۲	۳۸۶ (۱) شہر کی شرعی تعریف کیا ہے؟
۲۳۳	(۲) چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں
۲۳۴	۳۸۷ ہندوستان میں جمعہ فرض ہے
۲۳۵	۳۸۸ دو سو آبادی والے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟
۲۳۶	۳۸۹ ۱۲۸۰ آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم
۲۳۷	۳۹۰ (۱) متعدد مساجد میں جمعہ جائز ہے
۲۳۸	(۲) جمعہ کے لئے کیا شرائط ہیں؟
۲۳۹	(۳) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کا حکم
۲۴۰	۳۹۱ ۲۵ گھر والی آبادی میں جمعہ کا حکم
۲۴۱	۳۹۲ اقامت جمعہ کے متعلق ایک خط کا جواب
۲۴۲	۳۹۳ جمعہ میں کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا ضروری ہے
۲۴۳	۳۹۴ (۱) شرائط جمعہ پائی جائیں تو جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں
۲۴۴	(۲) مصر اور فنائے مصر کی تعریف متعین ہے یا نہیں؟
۲۴۵	۳۹۵ جس گاؤں کو مرکزی حیثیت حاصل ہو وہاں جمعہ کا حکم
۲۴۶	۳۹۶ (۱) ایک موضع میں اقامت جمعہ کی تحقیق
۲۴۷	(۲) مسلم بادشاہ نہ ہو تو مسلمان اپنا امیر بنا لیں
۲۴۸	(۳) ہندوستان میں جواز جمعہ کے لئے ”شرح وقایہ“ سے استدلال
۲۴۹	(۴) ”عمدۃ الرعاۃ“ کی طرف منسوب عبارت کا مطلب
۲۵۰	۳۹۷ موضع پیر جی میں جمعہ کا حکم

صفحہ	مضمون
۲۵۷	۳۹۸ ہندوستان کی بستیوں میں جمعہ کا حکم.....
۲۵۸	۳۹۹ سے زائد آبادی والے گاؤں میں جمعہ.....
۲۵۸	۴۰۰ مصر کی تعریف میں ”مالا یسع اکبر مساجدہ“ کی شرط.....
۲۵۹	فصل سوم : خطبہ و اذان خطبہ.....
۲۶۰	۴۰۱ غیر عربی میں خطبہ خلاف سنت ہے.....
۲۶۰	۴۰۲ خطبہ میں حاکم وقت کا نام لیکر دعا کرنا.....
۲۶۰	۴۰۳ ہاتھ میں عصا لیکر خطبہ پڑھنا.....
۲۶۰	۴۰۴ اردو زبان میں خطبہ خلاف سنت متواتر ہے.....
۲۶۰	۴۰۵ اذان ثانی خطیب کے سامنے ہونی چاہیے.....
۲۶۰	۴۰۶ ڈھائی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم.....
۲۶۲	۴۰۷ جمعہ و عیدین کا خطبہ فارسی میں پڑھنا مکروہ ہے.....
۲۶۲	۴۰۸ (۱) مسجد میں آتے ہی سنتیں پڑھیں جائیں.....
۲۶۲	(۲) اذان ثانی کا جواب زبان سے نہ دیا جائے.....
۲۶۲	(۳) خطبہ کا کچھ حصہ عربی میں اور کچھ اردو میں پڑھنا.....
۲۶۲	(۴) دوران خطبہ منبر سے ایک زینہ اتر کر پھر چڑھنا بدعت ہے.....
۲۶۳	۴۰۹ (۱) جو خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے.....
۲۶۳	(۲) امام کے ساتھ محراب میں کھڑے ہونا.....
۲۶۳	(۳) خطبہ میں حاکم وقت کا نام لینا.....
۲۶۳	۴۱۰ پہلے و عطا کر کے خطبہ عربی میں پڑھا جائے.....
۲۶۳	۴۱۱ خطبہ جمعہ سے پہلے و عطا.....
۲۶۳	۴۱۲ غیر عربی میں خطبہ درست نہیں.....
۲۶۵	۴۱۳ ایضاً.....
۲۶۵	۴۱۴ ایضاً.....
۲۶۵	۴۱۵ ایضاً.....
۲۶۶	۴۱۶ اذان ثانی کے بعد دعا زبان سے نہ پڑھی جائے.....
۲۶۶	۴۱۷ بوقت خطبہ ہاتھ میں عصا لینا کیسا ہے؟.....
۲۶۷	۴۱۸ سوال مثل بالا.....

صفحہ	مضمون
۲۶۷	۴۱۹ خطبہ میں بادشاہ وقت اور خادم الحرمین کے لئے دعا.....
۲۶۸	۴۲۰ خطبہ عربی میں اور مختصر ہونا چاہئے اور منبر پر پڑھا جائے.....
۴۲۱	۴۲۱ (۱) خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال مباح ہے.....
۴۲۲	۴۲۲ (۲) خطبہ عربی زبان میں ہونا چاہئے.....
۴۲۳	۴۲۳ (۱) خطبہ اردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟.....
۴۲۴	۴۲۴ (۲) خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟.....
۴۲۵	۴۲۵ (۳) وعظ خطبہ سے پہلے ہو اور خطبہ عربی میں.....
۴۲۶	۴۲۶ (۴) نماز کے بعد انتشار فی الارض کا حکم اباحت کے لئے ہے.....
۴۲۷	۴۲۳ غیر عربی میں خطبہ متواتر سنت کے خلاف ہے.....
۴۲۸	۴۲۴ اردو یا فارسی میں خطبہ پڑھنے کا حکم.....
۴۲۹	۴۲۵ خطبہ سے پہلے وعظ کرنا جائز ہے.....
۴۳۰	۴۲۶ اذان ثانی خطیب کے سامنے دی جائے.....
۴۳۱	۴۲۷ غیر عربی میں خطبہ سنت متواتر کے خلاف ہے.....
۴۳۲	۴۲۸ حضرت شاہ اسماعیل کا خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟.....
۴۳۳	۴۲۹ اذان ثانی کا جواب اور دعا زبان سے نہ پڑھی جائے.....
۴۳۴	۴۳۰ خطبہ جمعہ زیادہ طویل نہ ہو.....
۴۳۵	۴۳۱ (۱) خطبہ عبادت ہے یا نصیحت؟.....
۴۳۶	۴۳۱ (۲) غیر عربی میں خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟.....
۴۳۷	۴۳۲ (۱) اردو زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے.....
۴۳۸	۴۳۲ (۲) ترکی ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھانا.....
۴۳۹	۴۳۲ (۳) ابتداء خطبہ میں تعوذ و تسمیہ آہستہ پڑھی جائے.....
۴۴۰	۴۳۲ (۴) خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینا جائز ہے.....
۴۴۱	۴۳۲ (۵) خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا ثابت نہیں.....
۴۴۲	۴۳۲ (۶) خطبہ سنتے وقت درود دل میں پڑھا جائے.....
۴۴۳	۴۳۲ (۷) خطبہ کے دوران سنتیں پڑھنا جائز نہیں.....
۴۴۴	۴۳۲ (۸) مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی حرام ہے.....
۴۴۵	۴۳۳ خطبہ عربی نثر میں پڑھا جائے.....

صفحہ	مضمون
۲۷۶	۲۳۴ عربی میں خطبہ مسنون ہے.....
۲۷۸	۲۳۵ (۱) خطبہ کا کچھ حصہ عربی اور کچھ اردو میں پڑھنا مکروہ ہے.....
۷	(۲) خطبہ میں لاوڈا اسپیکر کا استعمال.....
۷	۲۳۶ خطبہ سے پہلے یا بعد میں اس کا ترجمہ کرنا.....
۲۷۹	۲۳۷ خطبہ غیر عربی میں سنت متواترہ کے خلاف ہے.....
۲۸۰	۲۳۸ خطبہ غیر عربی میں مکروہ ہے.....
۷	۲۳۹ اذان ثانی خطیب کے سامنے کہی جائے.....
۷	۲۴۰ خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا جائز نہیں.....
۲۸۱	۲۴۱ خطبہ خالص عربی نثر میں پڑھا جائے.....
۷	۲۴۲ خطبہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا.....
۷	۲۴۳ خطبہ سے پہلے وعظ کمنا درست ہے.....
۲۸۲	۲۴۴ بوقت خطبہ درود دل میں پڑھا جائے.....
۷	۲۴۵ (۱) خطبہ میں ”اللهم اید الإسلام.....“ دعا پڑھنا.....
۷	(۲) خطبہ میں بادشاہ کا نام لیکر دعا کرنا.....
۷	(۳) جو صفات بادشاہ میں نہ ہوں نہ بیان کی جائیں.....
۷	(۴) غیر تابع شریعت حاکم کے لئے دعا کرنا.....
۷	(۵) بادشاہ کو خوشی کرنے کے لئے نعرے لگانا.....
۷	(۶) خطبہ میں دعا کے لئے کیسے الفاظ ہونے چاہئیں.....
۲۸۳	۲۴۶ خطبوں کے درمیان میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا.....
۷	فصل چہارم: تعطیل یوم جمعہ.....
۷	۲۴۷ جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو وہاں خرید و فروخت کی ممانعت نہیں.....
۷	۲۴۸ اذان جمعہ سے پہلے کاروبار جائز ہے.....
۲۸۵	۲۴۹ اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت ممنوع ہے.....
۷	۲۵۰ اذان جمعہ سے پہلے زبردستی بازار بند کرانا.....
۲۸۶	فصل پنجم: مصافحہ بعد جمعہ و عیدین.....
۷	۲۵۱ بعد نماز جمعہ و عیدین مصافحہ سنت نہیں.....
۷	فصل ششم: امامت جمعہ.....

صفحہ	مضمون
۲۸۶	۲۵۲ ہندو ریاست میں جمعہ کا قیام.....
۲۸۷	۲۵۳ نماز جمعہ میں سجدہ سہو کا حکم.....
	فصل ہفتم: تعدد جمعہ.....
۲۸۸	۲۵۴ متعدد مساجد میں نماز جمعہ.....
۲۸۹	۲۵۵ متعدد جگہ جمعہ ہو تو مسجد محلہ افضل ہے.....
	۲۵۶ شہر میں متعدد جگہ جمعہ جائز ہے.....
	۲۵۷ نماز جمعہ محلہ کی مسجد میں افضل ہے.....
۲۹۰	۲۵۸ قریب قریب مساجد میں جمعہ کا حکم.....
	۲۵۹ ایک جگہ نماز جمعہ کا اجتماع افضل ہے.....
۲۹۱	۲۶۰ دہلی میں متعدد جگہ جمعہ کا حکم.....
	فصل ہشتم: جمعہ کے نوافل مسنونہ.....
	۲۶۱ سنت جمعہ کے لئے "الصلوٰۃ قبل الجمعہ" پکارنا.....
	۲۶۲ بروز جمعہ زوال کے وقت نوافل پڑھنے کا حکم.....
۲۹۲	فصل نہم: مسافر کا جمعہ.....
	۲۶۳ سفر میں جمعہ و عیدین واجب نہیں.....
	فصل دہم: عورتوں کے لئے جمعہ و عیدین.....
	۲۶۴ عورتوں کے جمعہ میں شریک ہونے کا حکم.....
	۲۶۵ سوال مثل بالا.....
	چھٹا باب
	نماز عیدین
۲۹۳	۲۶۶ شافعی امام کے پیچھے حنفی کے لئے تکبیرات زوائد کا حکم.....
	۲۶۷ نماز عید میدان میں ادا کرنا سنت ہے.....
۲۹۴	۲۶۸ عورتوں پر نماز عید واجب نہیں.....
	۲۶۹ نماز عید سے پہلے نوافل کا حکم.....
۲۹۵	۳۷۰ عید گاہ میں بلند آواز سے ذکر کرنا.....
۲۹۶	۳۷۱ نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت ہے.....
	۳۷۲ (۱) مسجد میں نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟.....

صفحہ	مضمون
۲۹۶	(۲) شہر سنت باہر میدان میں نماز عید پڑھی جائے
"	(۳) بلا عذر مسجد میں نماز عید پڑھنا کیسا ہے؟
"	(۴) متعدد جگہ نماز عید جائز ہے
"	(۵) حدود شہر سے کیا مراد ہے؟
"	(۶) شہر کے اندر عید گاہ میں نماز عید کا حکم
"	(۷) "فتاویٰ عبدالحی" کی عبارت کی تحقیق
۲۹۸	۴۷۳ عورتوں کا عید گاہ میں نماز کے لئے جانا کیسا ہے؟
"	۴۷۴ دوران خطبہ چندہ کا حکم
"	۴۷۵ خطبہ کے وقت تکبیر کے بارے میں "عالمگیری" کی عبارت کا مطلب
۲۹۹	۴۷۶ عیدین کی نماز کے بعد دعا
۳۰۰	۴۷۷ (۱) دعا نماز عید کے بعد ہو یا خطبہ کے بعد
"	(۲) جمعہ و عید کے دن نقارہ بجانا
"	(۳) ہندوؤں سے مٹھائی خرید کر کھانا کیسا ہے؟
"	۴۷۸ جمعہ و عیدین میں سو کا حکم
"	۴۷۹ (۱) عورتوں کا عیدین میں حاضر ہونا جائز ہے؟
"	(۲) عہد نبوی ﷺ اور صحابہؓ میں عورتیں عید گاہ میں جاتی تھیں یا نہیں؟
"	(۳) موجودہ دور میں عورتوں کا جمعہ و عیدین میں جانا کیسا ہے؟
۳۰۲	۴۸۰ عید کے دن گلے ماننا سم ہے
"	۴۸۱ عید الاضحیٰ جلد پڑھنا بہتر ہے
۳۰۳	۴۸۲ عید گاہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ نماز عید پڑھنا
"	۴۸۳ عید گاہ میں نماز عید پڑھنا افضل ہے
"	۴۸۴ صحیح لفظ "عید الاضحیٰ" ہے
۳۰۴	۴۸۵ (۱) نماز عید آبادی سے باہر میدان میں پڑھنا سنت ہے
"	(۲) نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت متوارثہ ہے
"	۴۸۶ سنت زندہ کرنے کا ثواب
"	۴۸۷ شہر میں متعدد جگہ عید کا اجتماع
۳۰۵	۴۸۸ نماز عید میں سجدہ سو کا حکم

صفحہ	مضمون
۳۰۵	۴۸۹ تکبیر تشریق بلند آواز سے پڑھی جائے.....
۳۰۶	۴۹۰ نماز عید کے بعد تکبیرات تشریق کا حکم.....
۳۰۶	۴۹۱ شافعی امام کا دو مرتبہ نماز عید پڑھانا.....
۳۰۶	۴۹۲ نماز عیدین کے لئے اذان مسنون نہیں.....
۳۰۶	۴۹۳ نماز عید کے بعد مصافحہ کرنے کا حکم.....
۳۰۷	۴۹۴ عورتوں کا نماز عید کے لئے جانا جائز نہیں.....
۳۰۷	۴۹۵ نماز عید شہر سے باہر پڑھنا سنت ہے.....
۳۰۷	۴۹۶ عید الفطر کے دن سویاں پکانا محض رسم ہے.....
۳۰۷	۴۹۷ عید اور نکاح پڑھانے کی اجرت لینے والے کی امامت.....
۳۰۸	۴۹۸ نماز عید کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا جائز ہے.....
	ساتواں باب
	سنن و نوافل
۳۰۸	فصل اول : سنت فجر.....
۳۰۸	۴۹۹ جماعت کے وقت سنت فجر کا حکم.....
۳۱۰	۵۰۰ جماعت ہو رہی ہو، تو سنتیں کہاں پڑھی جائیں.....
۳۱۱	۵۰۱ جماعت شروع ہونے کے بعد آنے والے کے لئے سنت فجر کا حکم.....
۳۱۱	۵۰۲ سنت فجر رہ جائیں تو کب پڑھی جائیں؟.....
۳۱۱	۵۰۳ بوقت جماعت آنے والے کے لئے سنتوں کا حکم.....
۳۱۲	۵۰۴ فجر کی سنتیں رہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھی جائیں.....
۳۱۲	فصل دوم : احکام سنن و نوافل.....
۳۱۲	۵۰۵ بوقت جماعت آنے والے کے لئے سنتوں کا حکم.....
۳۱۳	۵۰۶ سلام کے بعد امام کے لئے محراب سے ہٹ کر سنتیں پڑھنا مستحب ہے.....
۳۱۳	۵۰۷ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسنون ہے.....
۳۱۳	۵۰۸ نماز مغرب سے پہلے نوافل کیوں مکروہ ہیں.....
۳۱۵	۵۰۹ (۱) وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے.....
۳۱۵	(۲) مغرب اور عشاء کی سنتیں اور نوافل ثابت ہیں یا نہیں؟.....
۳۱۵	۵۱۰ سنتوں اور نوافل کی نیت کس طرح کریں؟.....

صفحہ	مضمون
۳۱۶	۵۱۱ وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر
"	۵۱۲ سنتوں کے لئے اذان کا انتظار ضروری نہیں
"	۵۱۳ سنتیں گھر میں پڑھ کر آنے والے کے لئے تحیۃ المسجد کا حکم
۳۱۷	۵۱۴ فرضوں سے پہلے اور بعد میں سنتوں کی کیا حکمت ہے؟
"	۵۱۵ (۱) جمعہ کی پہلی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھیں؟
"	(۲) ظہر کی چار سنتیں رہ جائیں تو کس وقت پڑھیں؟
"	(۳) فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھ سکتے ہیں
۳۱۸	۵۱۶ وتر سے پہلے دو رکعت نفل کا ثبوت
"	۵۱۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہیں؟
"	۵۱۸ وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے
۳۱۹	۵۱۹ سنت مؤکدہ کے تارک کا حکم
"	۵۲۰ نوافل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے
"	۵۲۱ نفل کا ثواب فرض کے برابر نہیں
"	۵۲۲ چند احادیث کا مطلب
۳۲۱	۵۲۳ جماعت کے وقت سنتیں پڑھیں یا نہیں؟
"	۵۲۴ ظہر کی سنتیں پڑھتے وقت جماعت کھڑی ہو جائے تو کیا کرے؟
"	۵۲۵ سنت پڑھے بغیر امامت کرا سکتا ہے
۳۲۲	۵۲۶ سنتیں کس وقت تک مؤخر کر سکتے ہیں؟
"	۵۲۷ سنتوں اور نفلوں کے بعد دعا
"	۵۲۸ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا بہتر ہے
۳۲۳	۵۲۹ ظہر کی سنتیں رہ جائیں تو پہلے دو پڑھے یا چار؟
"	۵۳۰ جہاں سنتیں پڑھیں وہاں فرض پڑھنا جائز ہے
۳۲۴	فصل سوم: تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد
"	۵۳۱ نماز فجر اور مغرب سے پہلے تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد کا حکم
"	فصل چہارم: نماز استسقاء
"	۵۳۲ استسقاء نماز ہے یا صرف دعاء و استغفار
"	۵۳۳ نماز استسقاء کا طریقہ

صفحہ	مضمون
۳۲۵ ۵۳۴ نماز استسقاء پرانے کپڑوں کے ساتھ میدان میں پڑھی جائے
۳۲۶ ۵۳۵ (۱) نماز سے پہلے تین روزے رکھنا مستحب ہے
۴ (۲) نماز استسقاء کے لئے کوئی وقت مقرر ہے یا نہیں؟
۴ (۳) نماز استسقاء میں تکبیرات زوائد ہیں یا نہیں؟
۳۲۸ فصل پنجم: صلوٰۃ الحاجۃ
۴ ۵۳۶ صلوٰۃ الحاجۃ کا طریقہ
۴ فصل ششم: تحیۃ الوتر
۴ ۵۳۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہے
 آٹھواں باب
 دعا بعد نماز
۳۲۹ ۵۳۸ سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعائیں ثابت نہیں
۴ ۵۳۹ ایضاً
۴ ۵۴۰ سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنے کی کیا وجہ ہے؟
۳۳۰ ۵۴۱ فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا حکم
۴ ۵۴۲ نماز فجر و جمعہ کے بعد فاتحہ پڑھنے اور مصافحہ کا حکم
۴ ۵۴۳ نماز کے بعد تین مرتبہ دعا کرنا بدعت ہے
۳۳۱ ۵۴۴ ہر نماز کے بعد فاتحہ و اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کرنا
۴ ۵۴۵ ایضاً
۴ ۵۴۶ دعا بعد نماز عید ہے یا خطبہ کے بعد؟
۳۳۲ ۵۴۷ دعا نماز کے بعد ہو یا خطبہ کے؟
۳۳۳ ۵۴۸ فرض نماز کے بعد امام کس طرف منہ کر کے بیٹھے؟
۴ ۵۴۹ مغرب کی نماز کے بعد مختصر اذعان لگی جائے
۳۳۴ ۵۵۰ نماز کے بعد باواز بلند کلمہ کا ورد
۴ ۵۵۱ بعد نماز عید دعا ثابت ہے یا نہیں؟
۴ ۵۵۲ دعائیں ”حینا ربنا بالسلام“ کا اضافہ
۳۳۵ ۵۵۳ امام سلام کے بعد کس طرف منہ کر کے بیٹھے؟

صفحہ	مضمون
۳۳۵	۵۵۴ نماز کے بعد دعا کتنی دیر تک مانگی جائے.....
۳۳۶	۵۵۵ بعد نماز دعائیں ”ربنا و تعالیت“ کی زیادتی.....
۴	۵۵۶ فرض نماز کے بعد کتنی دیر دعا مانگی جائے؟.....
۴	۵۵۷ ”اللہم یا واجب الوجود“ کہہ کر دعا کرنا.....
۴	۵۵۸ سنن و نوافل کے بعد دعا کے بارے میں مفصل بحث.....
	نواں باب
	مسافر کی نماز
۳۴۲	۵۵۹ وطن اصلی کب باطل ہوتا ہے؟.....
۳۴۳	۵۶۰ (۱) جہاز کے ملازم کے لئے نماز کا حکم.....
۴	(۲) کارڈرائیور کے لئے نماز کا حکم.....
۴	۵۶۱ قریب قریب آبادیوں میں نماز کا حکم.....
۳۴۳	۵۶۲ مقیم مقتدی مسافر کے پیچھے بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟.....
۳۴۵	۵۶۳ ریلوے ڈرائیور کے لئے نماز کا حکم.....
۴	۵۶۴ انگریزی میل کے حساب سے مسافت سفر.....
۴	۵۶۵ (۱) نماز کن صورتوں میں قصر کریں؟.....
۴	(۲) جس راستہ پر چلے اس کا اعتبار ہوگا.....
۴	(۳) وطن اقامت سے دورے کرنے والے کا حکم.....
۳۴۶	۵۶۶ سفر کے ارادے سے اسٹیشن پر پہنچنے والا نماز پوری پڑھے.....
۴	۵۶۷ ہمیشہ سفر پر رہنے والے کے لئے نماز کا حکم.....
۳۴۷	۵۶۸ (۱) مقیم کے پیچھے مسبوق مسافر بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟.....
۴	(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں.....
۴	۵۶۹ (۱) مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام کے بعد بقیہ نماز کیسے پڑھے؟.....
۴	(۲) سفر میں فوت شدہ نماز میں کس طرح ادا کریں؟.....
۴	(۳) سفر میں سنتوں کا حکم.....
۳۴۸	۵۷۰ ریلوے ڈرائیور سفر میں قصر پڑھے.....
۴	۵۷۱ (۱) سفر سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے.....
۴	(۲) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر کر باتیں کیں.....

صفحہ	مضمون
۳۷۸	(۳) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟
"	(۴) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کریں؟
۳۷۹	۵۷۲ بحری جہاز کے ملازمین کیلئے نماز کا حکم
۳۸۰	۵۷۳ جواب الجواب
	دسوال باب
	قضاء نمازیں
۳۸۱	۵۷۴ قضائے عمری صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس کا طریقہ کیا ہے؟
۳۸۲	۵۷۵ فوت شدہ نمازوں کی قضاء ضروری ہے تو بہ کافی نہیں
"	۵۷۶ فوت شدہ نمازوں کو کس طرح ادا کیا جائے؟
"	۵۷۷ قضائے عمری کی کوئی اصل نہیں
۳۸۳	۵۷۸ عمر بھر کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟
"	۵۷۹ عصر کے بعد فوت شدہ نمازیں پڑھنا جائز ہے
"	۵۸۰ قضائے عمری کا حکم اور فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ
۳۸۴	۵۸۱ پانچ سال کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟
"	۵۸۲ قضائے عمری کی حقیقت
۳۸۶	۵۸۳ قضائے عمری کا مروجہ طریقہ بے اصل ہے
"	۵۸۴ کنویں سے مراہو اجانور نکلا تو کچھلی نمازوں کا کیا حکم ہے
	گیارہواں باب
	نماز وتر و دعائے قنوت
"	۵۸۵ امام دعائے قنوت بھول گیا پھر رکوع کے بعد پڑھ کر سجدہ سو کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟
۳۸۷	۵۸۶ وتر میں دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کا ثبوت
"	۵۸۷ وتر کے بعد دو رکعت نفل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے
۳۸۸	۵۸۸ فرض امام کے ساتھ نہیں پڑھے تو وتر میں شامل ہو سکتا ہے یا نہیں؟
"	۵۸۹ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کیوں پڑھی جاتی ہے؟
"	۵۹۰ کچھ رکعات تراویح رہ جائے تو وتر کے بعد پڑھ لے
"	۵۹۱ وتر کی پہلی رکعت میں سورہ نصر اور دوسری میں اخلاص پڑھنا
۳۸۹	۵۹۲ (۱) تارک واجب گناہ گار ہے

صفحہ	مضمون
۳۸۹	(۲) وتر واجب ہے یا نہیں؟
۳۸۹	(۳) وتر کا تارک گناہ گار ہے
۳۸۹	(۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض؟
۳۸۹	(۵) عیدین کا تارک گناہ گار ہے
۳۹۰	۵۹۳ (۱) فرض واجب اور سنت کی تعریف کیا ہے؟ اور ان کے تارک کا کیا حکم ہے؟
۳۹۰	(۲) وتر کے تارک کا حکم
۳۹۱	۵۹۴ وتر کا ثبوت
۳۹۲	۵۹۵ دعائے قنوت وتر سے پہلے پڑھی جائے یا بعد میں؟
بارھواں باب نماز تراویح	
۳۹۲	۵۹۶ تراویح میں ختم قرآن کے بعد سورہ بقرہ کی چند آیات پڑھنا
۳۹۳	۵۹۷ (۱) جماعت کے ساتھ فرض نہ پڑھنے والا تراویح میں امام بن سکتا ہے
۳۹۳	(۲) تراویح کے بعد آنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے
۳۹۳	۵۹۸ (۱) تراویح میں دوسری رکعت میں قعدہ کئے بغیر تیسری پر سلام پھیر دیا تو اعادہ واجب ہے
۳۹۳	(۲) درمیانی قعدہ کئے بغیر چار رکعت تراویح کا حکم
۳۹۳	۵۹۹ ہر ترویج میں بلند آواز سے ذکر
۳۹۳	۶۰۰ تراویح پڑھانے والے کی اجرت اور شبینہ کا حکم
۳۹۵	۶۰۱ (۱) حضور ﷺ سے پیش رکعت تراویح ثابت ہے یا نہیں؟
۳۹۵	(۲) کیا حضرت عمرؓ موجود تراویح میں؟
۳۹۵	(۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا
۳۹۶	۶۰۲ فرض الگ پڑھنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے
۳۹۶	۶۰۳ ایک حدیث کی تحقیق
۳۹۷	۶۰۴ ایک سلام کے ساتھ پیش رکعت تراویح
۳۹۷	۶۰۵ پیش رکعت تراویح کا ثبوت
۳۹۸	۶۰۶ تراویح کے بارے میں چند احادیث کی تحقیق
۳۹۹	۶۰۷ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت جابرؓ کی حدیث کی تحقیق
۳۹۹	۶۰۸ ایک اشکال اور اس کا جواب

صفحہ	مضمون
۴۰۱	۶۰۹ حضور ﷺ سے کتنی رکعات تراویح ثابت ہے؟
۴۰۲	۶۱۰ قراءت مقتدیوں کے حال کے مطابق کی جائے
۴۰۳	۶۱۱ شبینہ جائز ہے یا نہیں؟
۴۰۴	۶۱۲ مروجہ شبینہ کا حکم
۴۰۵	۶۱۳ چند احادیث کی تحقیق
۴۰۶	۶۱۴ سفر میں تراویح کا حکم
۴۰۷	۶۱۵ جتنی رکعات فاسد ہوئیں ان میں پڑھی ہوئی منزل کا اعادہ کیا جائے
۴۰۸	۶۱۶ دور نبوی ﷺ اور صحابہؓ میں کتنی رکعات تراویح پڑھنا ثابت ہے؟
۴۰۹	۶۱۷ ایک سلام کے ساتھ چھ رکعات تراویح
۴۱۰	۶۱۸ (۱) تراویح عورتوں کے لئے بھی سنت مؤکدہ ہے
۴۱۱	(۲) تنہا فرض پڑھنے والا اور جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے
۴۱۲	۶۱۹ بیس رکعات تراویح پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے
۴۱۳	۶۲۰ پندرہ سال والے لڑکے کے پیچھے تراویح کا حکم
۴۱۴	۶۲۱ حضور ﷺ سے کتنی رکعات تراویح ثابت ہیں؟
۴۱۵	۶۲۲ اجرت لیکر تراویح پڑھانا
۴۱۶	۶۲۳ درمیانی قعدہ کئے بغیر چار رکعت پڑھیں تو دو شمار ہوں گی
۴۱۷	۶۲۴ (۱) تنہا فرض پڑھنے والا اور جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے
۴۱۸	(۲) تراویح میں مقتدی کے لئے ثناء پڑھنے کا حکم
۴۱۹	۶۲۵ امامت کی اجرت لینا جائز ہے تراویح کی نہیں
۴۲۰	۶۲۶ نابالغ کے پیچھے تراویح جائز نہیں
۴۲۱	۶۲۷ تراویح میں دو مرتبہ قرآن مجید کا ختم
۴۲۲	۶۲۸ (۱) تراویح میں تسبیحات معمولی آواز سے پڑھی جائیں
۴۲۳	(۲) وتر کے بعد "سبحان الملك القدوس" بلند آواز سے پڑھنا
۴۲۴	۶۲۹ تراویح میں نابالغ کی امامت کا حکم
۴۲۵	۶۳۰ (۱) پیسے دیکر تراویح پڑھوانا کیسا ہے؟
۴۲۶	(۲) موقوفہ دکان کی آمدنی سے امام مسجد کو تنخواہ دینا
۴۲۷	(۳) تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز

صفحہ	مضمون
۳۱۲	(۴) تلاوت کی اجرت لینا جائز نہیں.....
	تیر ہواں باب
	سجدہ تلاوت اور نفلی سجدہ
۳۱۳	۶۳۱ بعد نماز سجدہ کی حالت میں دعا کرنا ثابت نہیں.....
۳۱۳	۶۳۲ نماز کے بعد سجدہ دعائیہ کا حکم.....
۳۱۴	۶۳۳ ”سورہ ص“ میں کونسی آیت پر سجدہ کیا جائے.....
۳۱۵	۶۳۴ رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کی تو ادا ہو گیا.....
۳۱۵	۶۳۵ صبح کی نماز کے بعد سجدہ تلاوت ادا کرنا جائز ہے.....
	چودھواں باب
	سجدہ سو
۳۱۶	۶۳۶ مقدار رکن کی تاخیر سے سجدہ سو واجب ہوتا ہے.....
۳۱۶	۶۳۷ سجدہ سو کئے بغیر ’سلام پھیر دیا‘ تو نماز ہوئی یا نہیں؟.....
۳۱۷	۶۳۸ ”التحیات“ کے بجائے ”الحمد للہ“ پڑھی تو سجدہ سو واجب ہوگا.....
۳۱۷	۶۳۹ جمعہ و عیدین میں سجدہ سو کا حکم.....
۳۱۷	۶۴۰ جہری نماز میں سرائقراءت کی تو سجدہ سو واجب ہوگا.....
۳۱۸	۶۴۱ قعدہ اولیٰ میں ”اللہم صل علی محمد“ تک پڑھ لیا تو سجدہ سو واجب ہوگا.....
۳۱۸	۶۴۲ عیدین کی تکبیرات زوائد میں کمی کی تو کیا حکم ہے؟.....
۳۱۸	۶۴۳ تاخیر واجب سے سجدہ سو واجب ہوتا ہے.....
۳۱۹	۶۴۴ امام نے مغرب کی دو رکعت پر سلام پھیر دیا بتلانے پر تیسری رکعت ملا کر سجدہ سو کیا تو نماز ہوئی؟.....
۳۱۹	۶۴۵ دوسری رکعت میں بیٹھتے ہی سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگی.....
۳۱۹	۶۴۶ سوال نمبر ۶۴۴ کا دوسرا جواب.....
۳۲۰	۶۴۷ جمعہ و عیدین میں سجدہ سو کیا جائے یا نہیں؟.....
۳۲۰	۶۴۸ (۱) پہلی رکعت میں بیٹھ کر کھڑا ہوا تو سجدہ سو واجب ہو یا نہیں؟.....
۳۲۰	(۲) سجدہ سو کئے بغیر ’سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟.....
	پندرہواں باب
	رکوع، سجدہ اور قعدہ
۳۲۰	۶۴۹ نماز میں دونوں سجدے فرض ہیں.....

صفحہ	مضمون
۴۲۱	۶۵۰ سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جانے کا حکم
۴	۶۵۱ امام کا درمیانی قعدہ میں دیر کرنا
۴	۶۵۲ رکوع میں ”ربی العظیم“ کے بجائے ”ربی الکریم“ پڑھنا
۴۲۲	۶۵۳ کرسی پر نماز پڑھنے کا حکم
۴	۶۵۴ تشہد میں حضور ﷺ کا تصور کرنا
سولہوالباب نماز کی تعریف اور طریقے (صفة الصلاة)	
۴۲۳	۶۵۵ بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے لئے کہاں تک جھکے؟
۴۲۴	۶۵۶ دوسری رکعت کے لئے اٹھتے ہوئے زمین پر ہاتھ ٹیکنا
۴	۶۵۷ عورتوں کے لئے نماز کا طریقہ
۴	۶۵۸ نماز میں ہاتھ اور بدن کا ہلانا مکروہ ہے
۴۲۵	۶۵۹ نماز میں ارسال یدین کا حکم
۴	۶۶۰ (۱) نماز کی رکعات ثابت ہیں یا نہیں؟
۴	(۲) نمازوں کی رکعات مختلف کیوں ہیں؟
ستر والباب مستحبات نماز	
۴۲۶	۶۶۱ تشہد میں انگلی سے اشارہ احادیث سے ثابت ہے
۴۲۷	۶۶۲ تشہد میں انگلی کس وقت اٹھائی جائے؟
۴۲۸	۶۶۳ انگلی اٹھائے رکھنا بہتر ہے یا گرا دینا؟
اٹھارواں باب مفسدات و مکروہات نماز	
۴۲۸	۶۶۴ آستین چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے
۴	۶۶۵ سجدہ میں جاتے ہوئے کپڑے سمیٹنا مکروہ ہے
۴۲۹	۶۶۶ نمازی کے سامنے چراغ ہونا
۴	۶۶۷ عصر کی تیسری رکعت پر سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟
۴	۶۶۸ جالی والی ٹوپی کے ساتھ نماز مکروہ نہیں
۴۳۰	۶۶۹ پانچامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

صفحہ	مضمون
۴۳۰	۶۷۰ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا.....
	انیسواں باب
	مدرک، مسبوق، لاحق
۴۳۱	۶۷۱ (۱) مسبوق تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا گیا.....
۴۳۲	۶۷۲ (۲) ”اللہ“ کھڑے ہونے کی حالت میں اور ”اکبر“ رکوع میں جا کر کہا، نمانو صحیح ہوئی.....
۴۳۳	۶۷۳ جن کا امام کے پیچھے رکوع چلا جائے ان کی یہ رکعت فوت ہو گئی.....
۴۳۴	۶۷۴ مقتدی کا دوران نماز وضو ٹوٹ گیا تو کس طرح پڑھے؟.....
۴۳۵	۶۷۵ مغرب کے قعدہ اولیٰ میں شریک ہونے والے کے لئے کیا حکم ہے؟.....
۴۳۶	۶۷۶ آخری دور رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟.....
۴۳۷	۶۷۷ مقتدی کا دوران نماز وضو ٹوٹ گیا تو کس طرح کرے؟.....
۴۳۸	۶۷۸ مسبوق بقیہ نماز میں قراءت کرے یا نہیں؟.....
۴۳۹	۶۷۹ مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی؟.....
۴۴۰	۶۸۰ کسی وجہ سے نماز دوبارہ پڑھی جائے تو مسبوق کے لئے کیا حکم ہے؟.....
۴۴۱	۶۸۱ (۱) مسبوق سجدہ سہو میں امام کی متابعت کرے.....
۴۴۲	۶۸۲ (۲) مسبوق نے عمد یا سہوا سجدہ سہو کے سلام میں امام کی متابعت کی تو نماز ہوئی؟.....
۴۴۳	۶۸۳ (۳) مسبوق امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے.....
۴۴۴	۶۸۴ (۴) مسبوق نے عمد یا سہوا امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟.....
۴۴۵	۶۸۵ مسبوق بقیہ نماز کے لئے کب کھڑا ہو؟.....
۴۴۶	۶۸۶ مغرب کی ایک رکعت پانے والا بقیہ رکعتوں میں قراءت کرے.....
۴۴۷	۶۸۷ تکبیر تحریمہ رکوع میں جا کر ختم کی تو نماز نہیں ہوئی.....
۴۴۸	۶۸۸ مسبوق کے تکبیر تحریمہ کہتے ہی امام نے سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟.....
۴۴۹	۶۸۹ جس کا امام کے پیچھے رکوع رہ جائے تو کیا حکم ہے؟.....
۴۵۰	۶۹۰ دور رکعت پانے والا بقیہ نماز میں قراءت کرے.....
۴۵۱	۶۹۱ جماعت کی ایک رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟.....
	بیسواں باب
	قنوت نازلہ
۴۵۲	۶۹۲ نماز فجر میں قنوت نازلہ کا حکم.....

صفحہ	مضمون
۴۳۹	۶۸۹ قنوت نازلہ جائز ہے یا نہیں؟
۴۴۱	۶۹۰ قنوت نازلہ میں بادشاہ کا حاضر ہونا ضروری نہیں
۴	۶۹۱ جواب دیگر
۴۴۲	۶۹۲ قنوت نازلہ پڑھنے کا طریقہ
۴	۶۹۳ جواب دیگر
۴۴۳	۶۹۴ قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہوئی
۴۴۹	۶۹۵ قنوت نازلہ پر اشکال اور اس کا جواب
ایک سوال باب قراءت و تلاوت	
۴۵۲	۶۹۶ فجر اور ظہر میں طووال مفصل پڑھنا سنت ہے
۴	۶۹۷ نماز میں خلاف ترتیب قراءت کا حکم
۴۵۳	۶۹۸ ”فمن تبعنی“ کی جگہ ”فمن تبعہ“ پڑھا تو کیا حکم ہے
۴	۶۹۹ درمیان میں چھوٹی سورت چھوڑنا مکروہ ہے
۴	۷۰۰ ”بصیرا“ کے وقف پر نون کی یاد دینا
۴	۷۰۱ ”لہ الصمد“ پڑھنے سے نماز ہوئی یا نہیں؟
۴۵۴	۷۰۲ تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھنا
۴	۷۰۳ پہلی رکعت میں ”سورہ اعلیٰ“ اور دوسری میں ”سورہ غاشیہ“ پڑھنا
۴۵۵	۷۰۴ نماز میں آیتوں کا تکرار
۴	۷۰۵ مل کر قرآن خوانی کا حکم
۴	۷۰۶ ننگے سر قرآن کی تلاوت کرنا
۴	۷۰۷ قراءت میں غلطی سے سجدہ سموا جب نہیں ہوتا
۴۵۶	۷۰۸ جمعہ، عیدین اور تراویح میں جہر قراءت واجب ہے
۴	۷۰۹ دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فاصلہ کرنا مکروہ ہے
۴	۷۱۰ نماز میں مکمل سورت پڑھنا افضل ہے
۴	۷۱۱ امام کو لقمہ دینا جائز ہے
۴۵۷	۷۱۲ (۱) ہر رکعت کی ابتداء میں ”بسم اللہ“ پڑھنا
۴	(۲) تیسری رکعت میں ملنے والا ثناء پڑھے یا نہیں؟

صفحہ	مضمون
۴۵۷	۱۳ سورہ یسین کے بعد درود پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟
۴۵۸	۱۴ خارج از صلوٰۃ کے لقمہ سے فساد نماز کا حکم
۴۵۸	۱۵ پہلی رکعت میں ”اخلاص“ اور دوسری میں ”فلق“ پڑھنا
۴۵۹	۱۶ ”قدح“ کو ”قدح“ پڑھنا
۴۵۹	۱۷ (۱) جہری نماز میں منفرد کے لئے قراءت کا حکم
۴۶۰	(۲) ہر رکعت کی ابتداء میں ”بسم اللہ“ پڑھنا سنت ہے
۴۶۱	(۳) ”سورہ فاتحہ“ نہ پڑھی تو سجدہ سموا واجب ہوگا
۴۶۱	(۴) ”سورہ فاتحہ“ قرآن کا جزو ہے یا نہیں؟
۴۶۱	۱۸ امام بھول جائے تو لقمہ دینا جائز ہے
۴۶۰	۱۹ نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھنا جائز ہے
۴۶۱	۲۰ مقتدی نے امام کی قراءت پر ”سبحان اللہ“ کہا تو نماز فاسد ہوئی؟
۴۶۱	۲۱ ”سورہ فاتحہ“ کتنی رکعتوں میں پڑھی جائے؟
۴۶۱	۲۲ قراءت مسنونہ کے بعد امام کو لقمہ دینا مفید صلوٰۃ نہیں
۴۶۱	۲۳ غیر عربی زبان میں نماز پڑھنا جائز نہیں
۴۶۲	۲۴ دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فاصلہ مکروہ ہے
۴۶۱	۲۵ بغیر معنی سمجھے تلاوت کرنا بھی ثواب ہے
بائیسواں باب	
فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، آمین بالجہر، اور بسم اللہ بالجہر	
۴۶۳	۲۶ (۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھیں یا ناف کے نیچے؟
۴۶۳	(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم
۴۶۳	(۳) مقتدی آمین سر ا کہے یا جہر؟
۴۶۳	(۴) نماز میں رفع یدین کا حکم
۴۶۳	۲۷ فاتحہ خلف الامام کا حکم
۴۶۵	۲۸ (۱) صحابہ کرام نے رفع یدین اور آمین بالجہر کہا یا نہیں؟
۴۶۵	(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی جائے یا نہیں؟
۴۶۵	۲۹ احناف کے نزدیک فاتحہ خلف الامام جائز نہیں
۴۶۶	۳۰ (۱) آمین بالجہر کا حکم

صفحہ	مضمون
۴۶۶	(۲) آمین بالجہر والے کو مسجد سے روکنا.....
"	(۳) کیا آمین بالجہر بدعت ہے؟.....
"	(۴) آمین بالجہر والے کو موذی کہنا.....
"	(۵) جماعت اہل حدیث کو گمراہ کہنا اور ان سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟.....
۴۶۷	۳۱ ۷ "بسم اللہ" سورہ فاتحہ کا جزو ہے یا نہیں؟.....
۴۶۹	۳۲ ۷ (۱) مرض وفات میں حضور ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے یا نہیں؟.....
"	(۲) اس وقت آپ ﷺ نے آمین بالجہر کہی یا سراً؟.....
۴۷۰	۳۳ ۷ (۱) غیر مقلد حنفیوں کی جماعت میں آمین بالجہر اور رفع یدین کر سکتا ہے یا نہیں؟.....
"	(۲) اہل السنۃ والجماعۃ کسے کہتے ہیں؟.....
"	(۳) غیر مقلدین اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟.....
"	(۴) سابقہ دور میں آمین بالجہر اور اخفاء والوں کا کیا معمول تھا؟.....
۴۷۲	اقتباس از تقریر ترمذی (حضرت مفتی اعظمؒ)
تنیسوال باب	
ستر عورت	
۴۷۵	۳۴ ۷ کافر کا ستر دیکھنا بھی ناجائز ہے.....
"	۳۵ ۷ سر پر رومال باندھ کر نماز پڑھنا.....
"	۳۶ ۷ ننگے سر نماز کا حکم.....
"	۳۷ ۷ دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا.....
۴۷۶	۳۸ ۷ دھوتی یا ساڑھی باندھ کر نماز پڑھنا.....
"	۳۹ ۷ مرد کا ستر کہاں سے کہاں تک ہے؟.....
"	۴۰ ۷ پانجامہ کے اندر لنگی پہن کر نماز پڑھنا.....
۴۷۷	۴۱ ۷ سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز مکروہ ہے.....
"	۴۲ ۷ گھٹنا ستر میں داخل ہے.....
۴۷۸	۴۳ ۷ آدھی آستین والی بنیان میں نماز.....
"	۴۴ ۷ عورت کا منہ اور ہاتھ ستر میں داخل ہیں یا نہیں؟.....

صفحہ	مضمون
	چوبیسواں باب متفرقات
۴۷۸	۷۴۵ تارک نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟
۴۷۹	۷۴۶ نماز عصر اور فجر کے بعد امام کا قبلہ رو ہو کر بیٹھنا
"	۷۴۷ "من ترك الصلاة متعمداً" کا مطلب
"	۷۴۸ نابالغ کو نماز روزہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟
۴۸۰	۷۴۹ تشدد میں "سبابہ" سے اشارہ سنت ہے
"	۷۵۰ نیت میں "منہ طرف کعبہ" کہنے کی ضرورت نہیں
"	۷۵۱ نماز کے بعد بلند آواز سے سلام کرنا
۴۸۱	۷۵۲ نماز میں امام کا جلسہ استراحت کرنا
"	۷۵۳ عید گاہ میں نماز استغفار پڑھنا
"	۷۵۴ صبح کی نماز کے بعد مصافحہ کا معمول
۴۸۲	۷۵۵ جہری نماز میں منفرد کے لئے قراءت کا حکم
"	۷۵۶ (۱) جیب میں روپے رکھ کر نماز پڑھنا
"	(۲) سجدے کی جگہ سکے گر جائیں تو ہٹا سکتے ہیں
۴۸۳	۷۵۷ (۱) درود میں "سیدنا" کا اضافہ
"	(۲) "وکن من الساجدین" سے پہلے تین مرتبہ "واستغفرہ" پڑھنا
"	۷۵۸ ظہر اور جمعہ کی سنتوں میں ثناء پڑھنے کا حکم
"	۷۵۹ نمازی کے سامنے کتنی دور سے گزرا جا سکتا ہے؟
۴۸۴	۷۶۰ نجاست لگی ہوئی صف پر نماز کا حکم
"	۷۶۱ عمد اتارک نماز کا حکم
۴۸۵	۷۶۲ (۱) صاحب ترتیب کسے کہتے ہیں؟
"	(۲) قضاء یاد ہونے کی حالت میں وقتی نماز پڑھنا
"	۷۶۳ نماز صبح کے بعد ملقتیوں کے آگے چپے رکھنا
۴۸۶	۷۶۴ "سلام علیکم" کہنا
"	۷۶۵ محلہ کی مسجد میں نماز افضل ہے
"	۷۶۶ خطبہ و نماز کے لئے لاہوا اسپیکر کا استعمال

صفحہ	مضمون
۴۸۷	۷۶۷ (۱) محراب سے ہٹ کر جماعت کرنا.....
۴۸۷	۷۶۷ (۲) مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم.....
۴۸۷	۷۶۷ (۳) خطبہ جمعہ کے بعد اس کا ترجمہ پڑھنا.....
۴۸۷	۷۶۷ (۴) عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا افضل ہے.....
۴۸۸	۷۶۸ بے نمازی کے ہاتھ کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟.....
۴۸۸	۷۶۹ بے نمازی کا جنازہ پڑھا جائے.....
۴۸۸	۷۷۰ قرآن مجید سے پانچوں نمازوں کا ثبوت.....
۴۸۹	۷۷۱ (۱) مسجد میں باواز بلند ”سورہ کف“ پڑھنا.....
۴۸۹	۷۷۱ (۲) بعد نماز بلند آواز کلمہ پڑھنا کیسا ہے؟.....
۴۸۹	۷۷۲ کپڑے سے منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے.....
۴۹۰	۷۷۳ نماز کے بعد مصافحہ بدعت ہے.....
۴۹۰	۷۷۴ منتقش جا نماز پر نماز کا حکم.....
۴۹۰	۷۷۵ عمدۃ اتارک نماز فاسق ہے.....
۴۹۱	۷۷۶ (۱) جیل میں اذان دی جائے یا نہیں؟.....
۴۹۱	۷۷۶ (۲) جیل میں پانی نہ ملے تو تیمم کیا جائے.....
۴۹۱	۷۷۶ (۳) جیل میں جماعت کرانا جائز ہے.....
۴۹۱	۷۷۶ (۴) احتجاجاً بھوک بڑتال کا حکم.....
۴۹۱	۷۷۷ بے نمازی کی نماز جنازہ پڑھی جائے.....
۴۹۲	۷۷۸ عمدۃ اتارک نماز فاسق ہے.....
۴۹۲	۷۷۹ نماز کے بعد مصلے کو الٹ دینا.....
۴۹۲	۷۸۰ نماز میں خیالات اور وساوس کا حکم.....
۴۹۳	۷۸۱ نماز کب معاف ہوتی ہے.....
۴۹۳	۷۸۲ ”اللہ اکبار“ کہنا مفسد نماز ہے یا نہیں؟.....
۴۹۳	۷۸۳ نماز میں تصور شہنشاہ کا حکم.....
۴۹۳	۷۸۴ نماز کے سامنے کتنے فاصلے پر گزرنا جائز ہے؟.....
۴۹۳	۷۸۵ (۱) انتشار پھیلانے والا گناہ گار ہے.....
۴۹۳	۷۸۵ (۲) غیر مقلدین اہل السنۃ والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟.....

صفحہ	مضمون
۳۹۲	(۳) غیر مقلدین کے پیچھے نماز عید کا حکم.....
„	(۴) عیدین میں عندالاحناف تکبیرات زوائد چھ ہیں.....
„	(۵) احناف کو ”اہل حدیث“ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟.....
„	(۶) تراویح جمع وتر تینیس رکعات مسنون ہیں.....
„	(۷) گیارہ رکعت تراویح کو سنت کہنا.....
„	(۸) عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت.....
„	(۹) حق بات کو چھپانا گناہ ہے.....
۳۹۵	۷۸۶ نماز میں کیا تصور کیا جائے؟.....

پہلا باب اذان و تکبیر

نماز کے علاوہ کن مواقع پر اذان کہنا جائز ہے؟

(سوال) اذان کی مشروعیت علاوہ ہجگانہ نماز کے کسی اور طریق سے بھی حدیث یا فقہ سے ثابت ہوئی یا نہیں؟ جیسا کہ کثرت جنات میں یا آگ کے لگنے میں یا اعمال بزرگوں سے بوقت و بقاء بعد صلوة عشاء چند اشخاص کا جمعاً فرداً فرداً اذانوں کا کہنا سنا جاتا ہے فی الشرع ثبوت رکھتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱) نماز کے علاوہ اذان کئی چیزوں کے لئے ثابت ہے بچے کے کان میں اذان دینا تو معروف و مشہور ہے اس کے علاوہ بھی فقہاء نے لکھا ہے کہ شدت غم کے وقت مغموم کے کان میں اذان کہی جائے تو اس کے غم کو زائل کر دیتی ہے قال الملا علی القاری فی شرح المشکوٰۃ قالوا یسن للمغموم ان یامر غیرہ ان یؤذن فی اذنه فانه یزیل الهم کذا عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نقل الاحادیث الواردة فی ذلك فراجعہ انتھی (رد المحتار) (۱) بحر الرائق کے حاشیے میں علامہ خیر رملی نے ذکر کیا ہے کہ کتب شافعیہ میں ہے کہ نماز کے علاوہ بچے کے کان میں اذان کہنا اور مغموم و مصروع اور غضبناک شخص یا کسی بگڑے ہوئے انسان یا جانور کے کان میں اذان کہنا یا دشمن کے حملے کے وقت یا آگ لگ جانے کے وقت یا جنات کی کثرت کی صورت میں اذان مسنون ہے پھر کہا کہ ہمارے نزدیک بھی اس میں کچھ بعد نہیں۔ وفی حاشیة البحر للخیر الرملی رأیت فی کتب الشافعیة انه قد یسن الاذان لغير الصلوة کما فی اذن المولود و المغموم و المصروع و الغضبان و من ساء خلقه من انسان او بهیمة و عند مزدحم الجیش و عند الحریق و عند تغول الغیلان ای عند تمرد الجن لخبر صحیح فیہ اقول ولا بعد فیہ عندنا انتھی مختصراً (۲) شدت و بقاء کے وقت بطور عمل کے اگر اذان کہی جائے اور اسے سنت یا مستحب نہ سمجھا جائے تو مباح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فرض نماز کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے

(سوال) بغیر اذان مسجد میں جماعت کرتے ہیں اور جب کہو تو کہتے ہیں کہ کیا نماز اذان کے سوا بھاگتی ہے اس کا جواب حدیث و فقہ سے عنایت فرمائیں؟

(۱) (باب الأذان ۱/۳۸۵ ط سعید کمپنی کراچی)

(۲) منحة الخالق علی هامش البحر الرائق باب الأذان ۱/۲۶۹ ط دار المعرفة بیروت لبنان و رد المحتار: باب الأذان ۱/۳۸۵ ط سعید

(جواب ۲) فرض نماز کے لئے اذان کہنا سنت مؤکدہ ہے چونکہ یہ شعار اسلام سے ہے اس کے تارک کو گناہ بہت ہوگا بلکہ اگر کسی شہر والے مصر ہوں تو فقہاء ان سے جہاد کا فتویٰ دیتے ہیں وہو سنة مؤکدة ہی کالواجب فی لحوق الاثم (در مختار) قولہ ہی کالواجب بل اطلق بعضهم اسم الواجب علیہ لقول محمد رحمہ اللہ لو اجتمع اهل بلدة علی ترکہ قاتلتهم علیہ ولو ترکہ واحد ضربتہ و حبستہ (ردالمختار) (۱)

اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا

(سوال) بعض شہروں میں اذان کے بعد مسجد میں گھنٹہ بجا کر وقت کا اعلام کیا جاتا ہے آیا یہ امر بدعت حسنہ جائز ہے یا نہیں اور کلاک مسجدوں میں رکھی جاتی ہے اس میں بھی ہر ایک کلاک پر وقت کا اعلام اور کلاکوں کی تعداد کا گھنٹہ بجاتا ہے اور یہ امر بھی مروج ہے آیا یہ بھی بدعت حسنہ ہے یا نہیں؟

(جواب ۳) اذان کے بعد اعلام الصلوة کی غرض سے گھنٹہ بجانا بدعت ہے اگرچہ بعض فقہاء نے تشویب کی اجازت دی ہے اور تشویب کی صورتوں کو تعارف پر چھوڑ دیا ہے لیکن رنج قول یہی ہے کہ تشویب مکروہ و بدعت ہے وهو الموافق للسنة ہاں مسجد میں گھڑی لگانا اور اس کے گھنٹوں کے موافق گھنٹہ بجانے میں مضائقہ نہیں کیونکہ یہ گھنٹہ شرعی جہت سے نہیں بجایا جاتا بلکہ وقت کا اعلام ہے اس میں کوئی حرج نہیں (۲) واللہ تعالیٰ اعلم

اقامت میں دائیں بائیں مڑنے کا حکم

(سوال) اقامت میں بھی مثل اذان کے حی علی الصلوة اور حی علی الفلاح کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا چاہیے یا نہیں اکثر کتب متون و شروح فقہ میں لکھا ہے کہ الاقامة مثل الاذان او مثله الخ تو آیا مثلیت میں تحویل و جہاں التفات الی الیمین والشمال داخل ہے یا نہیں؟

(جواب ۴) ہاں اقامت میں بھی مثل اذان حی علی الصلوة اور حی علی الفلاح کے وقت منہ پھیرنا چاہیے کیونکہ تحویل وجہ سنت ہے و يتحول فيه و كذا فيها مطلقاً يميناً و يساراً بصلوة و فلاح لانه سنة الاذان مطلقاً (در مختار) (۳) واللہ اعلم

نابالغ لڑکے کی اذان کا حکم

(سوال) نابالغ بچے جو اکثر مسجدوں میں اذان کہتے ہیں یا امام خود ان سے اذان کہلا دیتے ہیں اس اذان کو دہرانا

(۱) (باب الأذان ۱/۳۸۴ ط سعید) (۲) ولا تشویب إلا فی صلاة الفجر لما روی أن علیاً رضی اللہ عنہ رأی مؤذناً ینوب فی العشاء فقال: "أخرجوا هذا المبتدع من المسجد الخ (المبسوط للسرخسی: باب الأذان ۱/۱۳۰ ط دار المعرفة بیروت لبنان) (۳) (باب الأذان ۱/۳۸۷ ط سعید)

چاہیے یا نہیں؟

(جواب ۵) بچے اگرنا سمجھ ہوں تو ان کی اذان کو دہرانا چاہیے کیونکہ ان کی اذان سے مقصود اذان یعنی اعلام حاصل نہیں ہوتا اس لئے کہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ بچے کھیل میں کہہ رہے ہیں لیکن اگر بچے سمجھدار ہوں اور ان کی اذان سے مقصود حاصل ہو جائے تو وہ اذان جائز ہے دہرانے کی حاجت نہیں (۱)

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

(سوال) اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر مناجات کرنا کیسا ہے اس کا کچھ ثبوت ہے یا نہیں؟ پینو اتوجروا
(جواب ۶) اذان کے بعد جو الفاظ ادا کئے جاتے ہیں وہ دعا کے الفاظ ہیں اور رفع یدین آداب دعا میں سے ہے اس لئے ہاتھ اٹھانے میں مضائقہ نہیں (۲)

اذان میں بوقت شہادتین انگوٹھے چومنا

(سوال) بے شک حدیث صدیق اکبرؓ موضوع ہے لیکن شامی نے لکھا ہے کہ تقبیل ظفر ابہامین عند استماع اسمہ ﷺ عند الاذان جائز ہے؟

(جواب ۷) شامی نے اس مسئلے کو قہستانی سے اور قہستانی نے کنز العباد سے نقل کیا ہے نیز شامی نے فتاویٰ صوفیہ کا حوالہ دیا ہے کنز العباد اور فتاویٰ صوفیہ دونوں قابل فتویٰ دینے کے نہیں ہیں اور جب کہ حدیث کا ناقابل استدلال ہونا ثابت ہے تو پھر اس کو سنت یا مستحب سمجھنا بے دلیل ہے اور اس کے تارک کو ملامت یا طعن کرنا مذموم۔ زیادہ سے زیادہ اس کو بطور علاجِ رمد کے ایک عمل سمجھ کر کوئی کر لے تو مثل دیگر اعمال کے مباح ہو سکتا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت ثابت نہیں (۳) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

”اقامت کے لئے کوئی جگہ متعین نہیں“ وجواب دیگر

(سوال) تکبیر داہنی طرف امام کے ہونی چاہیے یا پشت پر یا آئیں جانب؟ کونسی جگہ افضل اور جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۱۶۵ ۷ رمضان ۱۴۲۲ھ

(۱) فیصح أذان الكل سوى الصبي الذي لا يعقل: لأن من سمعه لا يعلم أنه مؤذن بل يظن أنه يلعب بخلاف التسيبي العاقل: لأنه قريب من الرجال الخ (رد المحتار: باب الأذان ۱/ ۳۹۴ ط سعید)

(۲) الأفضل في الدعاء أن يبسط كفيه ويكون بينهما فرجة وإن قلت الخ (عالمگیریة: كتاب الكراهية الباب الرابع في الصلاة والتسبيح والذكر والدعاء ۳۱۸/۵ ط مكتبة ماجديه كوثه)

(۳) وذكر ذلك الجراحي والحال ثم قال: ولم يصح في المرفوع من كل هذا شئ الخ (شامية: باب الأذان ۳۹۸/۱ ط سعید)

(جواب ۸) تکبیر کے لئے کوئی جہت اور کوئی صف متعین نہیں ہے (۱)

(جواب دیگر ۹) مسجد میں اذان ایسی جگہ کہنی چاہئے جہاں سے آواز زیادہ نمازیوں کو پہنچے خواہ جنوب میں ہو یا شمال میں (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اقامت میں بوقت کلمہ شہادت امام کا پیٹھ پھیرنا

(سوال) امام تکبیر میں حضور ﷺ کا نام سن کر اپنی پشت ادا پھیرے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۵، ۷ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۰ء

(جواب ۱۰) امام حضور ﷺ کا نام سن کر اپنی پشت نہ پھیرے کیونکہ پشت پھیرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹہ بجانا

(سوال) مسجد میں قبل اذان یا بعد اذان کانس کی گھنٹی ہاتھ سے بجانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۳ سید محمد شاہ (ضلع احمد آباد) ۲۹ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۴ مئی ۱۹۳۲ء

(جواب ۱۱) اگر مسجد بڑی ہو جس کے مختلف گوشوں میں متعدد مؤذن اذان کہتے ہوں جیسے دہلی کی جامع مسجد اور ان مؤذنون کو وقت اذان کی اطلاع دینے کے لئے گھنٹہ بجایا جائے یعنی اذان سے پہلے اس لئے کہ سب مؤذن ایک وقت میں ایک ساتھ اذان کہیں تو یہ جائز ہے نمازیوں کو اطلاع دینے کی غرض سے اذان مقرر ہے اذان کے قائم مقام گھنٹہ بجانا جائز نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

بے نماز اور غلیظ شخص کو مؤذن بنانا درست نہیں

(سوال) جو شخص غلاظت پسند ہو اور پاکی ناپاکی نہ جانتا ہو تارک صوم و صلوٰۃ ہو ایسے شخص کو مسجد میں

مؤذن و جاروب کش رکھنا کیسا ہے اور ایسے آدمی کے ہاتھ سے بھرے ہوئے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟ بے

نمازی کے ہاتھ کا بھرنا ہو یا پانی غیر مطہر ہے یا نہیں؟ المستفتی محمد حسین صاحب (سارمٹی)

(جواب ۱۲) غلاظت پسند اور بے نمازی کو مؤذن بنانا درست نہیں اگرچہ اس کے ہاتھ کا پانی مطلقاً غیر

(۱) و یقیم علی الأرض هكذا فی القنیة و فی المسجد الخ (ہندیہ: باب الأذان، الفصل الثانی فی کلمات الأذان و الإیامۃ و کیفیتہما، ۱/۵۶ ط ماجدیہ)

(۲) رفی العالمیگیریہ: "والسنة أن یؤذن فی موضع عال ینظر لوجہه و یرفع صوته (باب الأذان، الفصل الثانی فی کلمات الأذان و الإیامۃ و کیفیتہما، ۱/۵۵ ط ماجدیہ)

(۳) ولا تثویب إلا فی صلاة الفجر: لماروی ان علیا رضی اللہ عنہ رأى مؤذنا یثوب فی العشاء فقال: "أخرجوا هذا المبتدع من المسجد الخ (مبسوط السرخسی: باب الأذان، ۱/۱۳۰ ط دار المعرفة، بیروت، لبنان)

مطر تو نہیں لیکن احتیاطاً اور زجر استعمال نہ کیا جائے تو مضائقہ نہیں (۱) فقط

اذان سے پہلے یا بعد میں نقارہ بجانا درست نہیں

(سوال) ضرب نقارہ قبل اذان یا بعد اذان برائے ہو شیاری و بیداری غافلین جو کہ مسجدوں سے دور رہتے ہیں اور اذان کی آواز کان تک نہیں پہنچتی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۴۹۳ محمد صالح مدراسی

۹ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۲۲ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۳) ضرب نقارہ سلف صالحین میں مروج نہ تھی اور ممکن ہے کہ عوام اس کو شرعی چیز سمجھنے لگیں اس لئے اس کا رواج قابل ترک ہے اور اذان کے بعد تو اس کو تشویب کی حیثیت حاصل ہو جائے گی جو مکروہ اور بدعت ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

ایضاً

(سوال) شہر پیراں پٹن گجرات میں مسجدوں کی اذان گاہ پر ایک پیتل کی تختی جسے گھنٹہ کہتے ہیں صلوة خمسہ کی اذان مسنون کے بعد بجایا جاتا ہے شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۵۱ محمد سعید (بمبئی) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۷ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۴) شریعت مقدسہ نے صلوات خمسہ کی اطلاع کے لئے اذان مقرر فرمائی ہے اور وہ شعائر اسلامیہ میں سے ہے اذان کے بعد کوئی اور چیز اطلاع اور اعلام کے لئے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام اور ائمہ عظام نے تعلیم نہیں کی اذان کے بعد مساجد میں گھنٹہ بجانے کا طریقہ مقرر کرنے سے اذان کی بے وقتی اور کفار کی مشابہت ہوتی ہے اس لئے یہ بدعت ہے اور اس کو ترک کرنا لازم ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

اذان و اقامت کے اختتام پر محمد رسول اللہ کا اضافہ

(سوال) اذان و اقامت اور دعا بعد صلوة جماعت کا اختتام صرف لا الہ الا اللہ پر ہونا چاہیے یا محمد رسول اللہ بھی کہنا چاہیے؟ المستفتی نمبر ۶۶۱ حمید الدین احمد (ضلع رنگپور)

۲۸ رجب ۱۳۵۴ھ م ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء۔

(۱) من سنن المؤذن کونہ رجلاً عاقلاً صالحاً عالماً بالسنة الأوقات، مواظباً علیہ، محتسباً ثقةً منطهرًا الخ (رد المختار، باب الأذان ۱/۳۹۳ ط سعید)

(۲) ولا تشویب إلا فی صلاة الفجر لما روی أن علیاً رضی اللہ عنہ . رأى مؤذناً یثوب فی العشاء فقال : "أخرجوا هذا المتبدع من المسجد الخ (المبسوط للسرخسی: باب الأذان ۱/۱۳۰ ط بیروت)

(۳) عن ابن عمر . رضی اللہ عنہما . كان المسلمون حین قدموا المدینة : یجتمعون فی الصلوات و لیس ینادی بها أحد فتکلموا فی ذلك يوماً فقال بعضهم : " اتخذوا ناقوساً مثل ناقوس النصارى " وقال بعضهم : " اتخذوا قرناً مثل قرن اليهود " قال : فقال عمر : " أولا تبغون رجلاً ینادی بالصلوة " فقال رسول اللہ ﷺ : " یا بلال ! قم فناد بالصلوة (ترمذی، باب ماجاء فی بدء الأذان ۱/۴۸ ط سعید کمپنی)

(جواب ۱۵) اذان و اقامت کے آخر میں تو بے شک صرف لا الہ الا اللہ پر اذان و اقامت ختم ہوتی ہے اس کے بعد محمد رسول اللہ کا اضافہ نہیں کرنا چاہیے اور بعد جماعت کے بھی ادعیہ ماثورہ میں محمد رسول اللہ کا اضافہ اپنی طرف سے نہیں کرنا چاہیے دعائے ماثورہ کے جتنے الفاظ حدیثوں میں ثابت اور منقول ہوں اس کو انہیں الفاظ پر رکھنا چاہیے اگر اذان اور اقامت کے اخیر میں محمد رسول اللہ کا اضافہ اسی آواز اور لہجے سے کیا جائے جس آواز اور لہجے سے اذان و اقامت کہی ہے تو یہ اضافہ بدعت ہے اور اگر آہستہ سے کوئی اپنے دل میں محمد رسول اللہ بھی کہہ لے تو یہ مباح ہوگا اسی طرح کسی دعائے ماثورہ میں اپنی طرف سے یہ اضافہ مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فوٹو گرافر کے اذان یا تکبیر کہنے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی

(سوال) زید فوٹو گرافی کا کام کرتا ہے اور پابندی کے ساتھ نماز پڑھتا ہے بجز کہتا ہے کہ زید کا یہ پیشہ فوٹو گرافی درست نہیں ہے اس لئے نماز میں زید کے تکبیر پڑھنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۷۹۸ محمد یسین (دہلی) ۶ اذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۱۱ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶) تصویر اور فوٹو بنانا بے شک ناجائز ہے یعنی جاندار کے فوٹو تصویر کے ہی حکم میں ہیں مگر زید کے اذان یا اقامت کہنے سے نماز میں کراہت نہیں ہوتی۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اقامت میں حی علی الصلوة پر کھڑا ہونا مستحب ہے

(سوال) عبارت شرح وقایہ کی و يقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوة و یشرع عند قد قامت الصلوة آیا یہ سنت ہے یا مستحبات یا کچھ اور؟ اگر بارادہ آراستگی صف قبل حی علی الصلوة کھڑے ہو جائے تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟ اگر بروقت حی علی الصلوة امام مع قوم کھڑا ہو لیکن بوجہ صف آرائی بعد قد قامت الصلوة نماز شروع کرے تو کیا حرج ہے؟

المستفتی نمبر ۹۳۸ متولی جامع مسجد (ڈبرو گڈھ آسام) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۴ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۷) و يقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوة و یشرع عند قد قامت الصلوة (۲) یہ مستحبات میں سے ہے اور یہ بھی جب کہ پہلے سے لوگ اتنے درست ہو کر بیٹھیں کہ کھڑے ہونے کے بعد صفیں درست نہ کرنا پڑیں بلکہ خود بخود درست ہو جائیں اس کا خلاف یعنی حی علی الصلوة سے پہلے کھڑے ہو جانا جب کہ امام موجود ہو مکروہ نہیں اسی طرح قد قامت الصلوة کے بعد نماز شروع کرنا مکروہ نہیں خصوصاً جب کہ تاخیر اقامت و تسویہ صفوف کی وجہ سے واقع ہو یہ مسئلہ صرف اسی قدر حیثیت رکھتا ہے اس

(۱) والریادة فی الأذان مکروہة الخ (البحر الرائق: باب الأذان) ۱/۲۶۱ ط بیروت

(۲) (باب الأذان) ۱/۱۳۶ ط سعید

سے زیادہ اس کو اہمیت دینا غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دفع و بقاء کے لئے اذان کہنا مباح ہے

(سوال) دفع و بقاء کے لئے اذان دینا جائز ہے یا نہیں؟ تنہا یا گروہ کے ساتھ مسجد میں یا گھر میں؟

المستفتی نمبر ۱۰۰۷ عبد الستار صاحب (گیا) ۲۹ ربيع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۰ جون ۱۹۳۰ء

(جواب ۱۸) دفع و بقاء کے لئے اذانیں دینا تنہا یا جمع ہو کر بطور علاج اور عمل کے مباح ہے سنت یا مستحب

نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اذان میں بوقت شہادتیں انگوٹھے چومنا

(سوال) اذان کے وقت اشہدان محمد رسول اللہ پر لوگ اکثر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہیں تو یہ

جائز ہے کہ ناجائز؟ اس کو بالشریح تحریر کیجئے گا۔

المستفتی نمبر ۱۱۷۳ عبد الرزاق صاحب (ضلع میدانی پور) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹) انگوٹھا چوم کر آنکھوں پر لگانے کا کوئی ثبوت نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اذان کے بعد جماعت کے لئے گھنٹہ بجانا مکروہ ہے

(سوال) شہر پیران پٹن علاقہ گجرات میں مسجدوں کی اذان گاہ پر بعد اذان مسنونہ صلوٰۃ خمسہ کے ایک پیتل

کی تختی جسے عرف عام میں (گھنٹہ) کہتے ہیں بجایا جاتا ہے اس کا بجانا شریعت محمدی سے جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۲۳ محمد سعید۔ ناگدیوی اسٹریٹ نمبر ۱۵۰ بمبئی نمبر ۳

۲۱ رجب ۱۳۵۵ھ ۸ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب) (از اشرف علی مفتی اول بلدہ و صدارت عالیہ) حامد و مصلیاً۔ ابتداء زمانہ اسلام میں لوگ بہ یک

وقت نماز کے لئے جمع نہ ہو سکتے تھے اور ضرورت تھی کہ نماز کے اعلان کا کوئی مخصوص طریقہ ہو صحابہ کرام

میں سے بعض نے بوق اور بعض نے ناقوس وغیرہ کی بابت رائے دی جو بوجہ تشبہ یہود و نصاریٰ ناپسند ہوئی ابھی

اس امر کی بابت کوئی تصفیہ نہ ہوا تھا کہ حضرت عبد اللہ بن زید عبد رب انصاری نے اسی غنودگی کی حالت میں

جو نیند اور بیداری کے درمیاں تھی دیکھا کہ ایک شخص آسمان سے نازل ہوا جس کے ہاتھ میں ناقوس سے

(۱) وفي حاشية البحر للخير الرملى : " رأيت في كتب الشافعية أنه قد يسن الأذان لغير الصلاة كما في أذان

المولود .. قال الملا على القارى في " شرح المشكاة " قالوا : " يسن للمهموم أن يأمر غيره أن يؤذن في أذنه فإنه

يزيل الهم الخ (رد المحتار : باب الأذان ۱/ ۳۸۵ ط سعید)

(۲) وذكر ذلك الحراحي وأطال ثم قال ولم يصح في المرفوع من كل هذا شئ الخ (رد المحتار : باب الأذان

۱/ ۳۹۸ ط سعید)

مشابہ کوئی شے تھی حضرت عبداللہ بن زید انصاری نے اسے خریدنا چاہا تو اس نے پوچھا کہ کیا کرو گے انہوں نے جواب دیا کہ ہم اپنی نمازوں کا اس سے اعلان کریں گے اس نے کہا کہ میں کیوں ایسی شے تمہیں نہ بتاؤں جو اس سے بہتر ہو بہر حال اس شخص نے اذان کی تعلیم دی اور یہ خواب سماعت فرما کر حضرت نبی کریم ﷺ نے تصدیق فرمائی۔ والمشہور انہ ﷺ لما قدم المدينة كان يؤخر الصلوٰۃ تارةً و يعجلها اخرى فاستشار الصحابة في علامة يعرفون بها وقت اداء الصلوٰۃ لكي لا تفوتهم الجماعة فقال بعضهم نصب علامة حتى اذا رآها الناس اذن بعضهم بعضا فلم يعجبه ذلك و اشار بعضهم بضرب الناقوس فكرهه لاجل انصاری و بعضهم النفخ في الشبور فكرهه لاجل اليهود و بعضهم بالبوق فكرهه لاجل المجوس ففترقوا قبل ان يجتمعوا على شئٍ قال عبداللہ بن زید الانصاری فبت لا يأخذني النوم و كنت بين النائم واليقظان اذ رأيت شخصا نزل من السماء و عليه ثوبان اخضران و في يده شبه الناقوس فقلت اتبعني هذا فقال ما تصنع به فقلت نصر به عند صلاتنا فقال الا ادلك على ما هو خير من هذا فقلت نعم الخ ص ۱۲۷ جلد اول مبسوط باب الاذان۔ اسلام میں اذان ہی طریقہ اعلان نماز پنجگانہ ہے اذان کے بجائے یا اذان کے بعد ناقوس یا اسی سے مشابہ کسی چیز سے اعلان نماز شرعاً درست نہیں ہے ایسے طریقہ ہائے اعلان کو حضرت نبی کریم ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے فقط شرف علی مفتی اول بلدہ و صدارت العالیہ

(جواب ۲۰) (از حضرت مفتی اعظم) بے شک بجائے اذان کے یا اذان کے بعد گھنٹہ بجانا اور اس کو نماز باجماعت کا اعلان قرار دینا مکروہ اور بدعت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اذان کے لئے اسپیکر کا استعمال مباح ہے

(سوال) اذان کی آواز دور تک پہنچانے کے لئے منارے پر آلہ مہجر الصوت یعنی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال عند الشرح جائز ہے یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۱۳۳۶ امام عبدالصمد (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۱) اذان کی آواز دور تک پہنچانے کے لئے منارے پر لاؤڈ اسپیکر لگانا مباح ہے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام مصلیٰ پر کب کھڑا ہو؟

(سوال) جب مؤذن نماز جماعت کے وقت تکبیر پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے امام کو تکبیر اولیٰ میں مصلیٰ

(۱) ولا تثویب إلا فی صلاة الفجر لما روی أن علیاً رضی اللہ عنہ . رأى مؤذنا یثوب فی العشاء فقال : "أخرجوا هذا المبتدع من المسجد ولحدیث مجاهد (المبسوط للسرخسی : باب الأذان ۱/۲۷۵ ط بیروت لبنان) (۲) و ینبغی للمؤذن فی موضع یکون أسمع للجیران و یرفع صوته الخ (البحر الرائق : باب الأذان ۱/۲۶۸ ط بیروت لبنان)

کے اوپر کھڑا ہونا چاہیے یا بعد کو اللہ اکبر جس وقت مؤذن کہتا ہے اس وقت کھڑا ہو یا حی علی الفلاح کے بعد کھڑا ہو امام اگر محمد رسول اللہ کے بعد مصلے پر کھڑا ہو جائے تو مقتدی گناہ گار ہوتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۱۴۹۶ قاضی کمال الدین صاحب (ضلع کاٹھیاواڑ)

(جواب ۲۲) مؤذن جس وقت اقامت شروع کرے اسی وقت امام مصلے پر کھڑا ہو سکتا ہے اور اگر اس وقت کھڑا نہ ہو بلکہ حی علی الصلوة کہنے کے وقت کھڑا ہو تو یہ بھی جائز ہے اس کے بعد بیٹھنا نہیں چاہیے بلکہ حی علی الصلوة پر ضرور کھڑا ہونا چاہیے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

امام اور مقتدیوں کا شروع اقامت میں کھڑا ہونا

(سوال) مقتدی اور امام کے لئے حی علی الفلاح پر کھڑے ہو جانا اور قد قامت الصلوة پر تحریمہ باندھ لینا ہر وقت مستحب اور ضروری ہے یا کسی تعذر مثلاً صف بندی کی درستگی کی بنا پر ضروری اور مستحب نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ محمد حبیب حسین (بہار) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۳) مقتدی اور امام حی علی الفلاح پر کھڑے ہو جائیں یعنی اس کے بعد بیٹھے نہ رہیں یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے کھڑے نہ ہوں اگر صف بندی کرنی ہو تو پہلے سے (یعنی شروع اقامت سے) کھڑا ہو جانا بہتر ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

تکبیر اولیٰ میں شرکت کی حد

(سوال) تکبیر اولیٰ کا ثواب سورہ فاتحہ کے ختم سے قبل شریک ہونے میں ملتا ہے یا کسی بھی رکعت میں شامل ہونے سے مل جاتا ہے۔ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۲۴) تکبیر اولیٰ کا ثواب پہلی رکعت میں بعض فقہاء کے نزدیک قرأت شروع ہونے سے پہلے شریک ہونے والے کو اور بعض کے نزدیک سورہ فاتحہ کے ختم تک اور بعض کے نزدیک پہلی رکعت میں شریک ہونے والے کو ملتا ہے اور ہر قول مقبول ہے وسعت رحمت باری کے لحاظ سے آخری قول راجح ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

(۱) فذهب مالك و جمهور العلماء إلى أنه ليس لقيامهم حذولكن استحباب عامتهم القيام إذا أخذ المؤذن في الإقامة (عمدة القاری: باب متى يقوم الناس ۱۵۳/۵ ط بیروت) وقال الطحطاوی تحت قوله: "والقيام لإمام و مؤتم": "والظاهر أنه احتراز عن التأخير لا التقديم حتى لو قام أول الإقامة لا بأس به" (حاشية الطحطاوی علی الدر المختار: باب صفة الصلاة ۱/۲۱۵ ط دار المعرفة بیروت لبنان)

(۲) ایضاً

(۳) و تظهر فائدة الخلاف في وقت إدراك فضيلة تكبيرة الافتتاح فعنده بالمقارنة و عندهما إذا كبر في وقت الشاء و قبل بادراك الركعة الأولى و هذا اوسع و هو الصحيح الخ (رد المختار: باب صفة الصلاة) مطلب في وقت إدراك فضيلة الافتتاح ۱/۵۲۶ ط سعید

اذان کا جواب دینا سنت ہے

(سوال) جب مؤذن اذان پڑھتا ہے تو اذان کے الفاظ دہرانا اور بعد میں دعا کا پڑھنا واجب ہے یا سنت یا مستحب اور نہ پڑھنے سے کوئی گناہ تو نہیں ہوتا۔

المستفتی نمبر ۱۶۷۳ فقیر سید منور علی صاحب (ہمت نگر) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۱۱ اگست ۱۹۳۰ء
(جواب ۲۵) اذان کے وقت اذان کے الفاظ کو دہرانا اور حی علی الصلوة حی علی الفلاح کی جگہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنا اور ختم اذان کے بعد اللهم رب هذه الدعوة التامة الخ دعا پڑھنا سنت ہے نہ پڑھنے سے ترک سنت ہوگا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

شہادتیں سن کر انگوٹھے چومنا ثابت نہیں

(سوال) جب مؤذن اذان دیتا ہے تو سننے والا اشہد ان محمد رسول اللہ پر دونوں انگشت چوم کر آنکھوں پر رکھتے ہیں تو کیا یہ گناہ ہے یا ثواب؟ المستفتی ۱۱۹۱ محمد موسیٰ صاحب امام مسجد منجن آباد (بہاولپور)

۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۰ء

(جواب ۲۶) شہادتیں سن کر انگوٹھے چومنا ثابت نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اذان کے بعد دعائیں ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں

(سوال) بعد الاذان عند الدعاء رفع یدین ثابت ہے یا نہیں۔ اگر جواب عدم میں ہو تو بخاری شریف میں جو حدیث ہے اس کا کیا مطلب ہے اذا دعا رسول اللہ ﷺ رفع یدیه الحدیث

المستفتی نمبر ۱۹۶۱ محمد انصار الدین صاحب ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۰ء

(جواب ۲۷) اذان کے بعد کی دعائیں ہاتھ اٹھانے کا کوئی خاص ثبوت نہیں پس عموم سے استدلال کر کے ہاتھ اٹھانا اور خصوصی ثبوت نہ ہونے کی بنا پر نہ اٹھانا دونوں باتیں جائز ہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اذان کے بعد نماز کے لئے بلانا تشویب میں داخل ہے

(سوال) (۱) اذان و اقامت کے درمیان ان الفاظ میں تشویب "اعلام بعد اعلام" ہر نماز کے لئے پکارنا الصلوة

(۱) ویجب وجوباً وقال الحدیثی: "ندبا" والواجب الا جابة بالقدم من سمع الاذان. بان يقول بلسانه كما قالته الا في الحیعتین فیحو قل وفي "الصلوة خیر من النوم" فیقول: صدقت و بررت. و يدعوا عند فراغة بالوسيلة لرسول الله ﷺ (التنوير و شرحه: باب الاذان ۱/۳۹۶ تا ۳۹۸ ط سعید)
(۲) و ذکر ذلك الجراحی و اطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شئی الخ (رد المحتار: باب الاذان ۱/۳۹۸ ط سعید کمپنی) (۳) الا فضل فی الدعاء ان یسط کفیه و یكون بینهما فرجة الخ (عالمگیریة: کتاب الکراهیة: باب الرابع فی الصلاة و التسیح و الذکر و الدعاء ۵/۳۱۸ مکتبه ماجدیہ: کونله)

والسلام علیک یا رسول اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ۔ جائز ہے یا ناجائز لغت اور اصطلاح شرعیہ میں تشویب کے کیا معنی ہیں جس مسجد میں یہ تشویب کبھی نہ پکاری گئی ہو اگر وہاں کچھ لوگ اس کو پکاریں اور بغیر پکارے نماز نہ پڑھیں نہ دوسروں کو پڑھنے دیں اور ان لوگوں پر جو اس فعل کو نا مناسب اور خلاف حکم نبی کریم ﷺ کہتے ہیں لعن و طعن کریں اور ان کو وہابی دیوبندی مردود کافر کہیں اور لڑنے جھگڑنے کو تیار ہو جائیں ان کے متعلق کیا حکم ہے۔

(۲) حدیث لا تشوبن فی شیء من الصلوٰۃ الا فی صلوٰۃ الفجر ترمذی ص ۷۲ (۱) کی روایت میں جو ایک راوی اسراہیلی واقع ہوئے ہیں ان کو صاحب ترمذی نے ضعیف کہا ہے تو کیا اس سے روایت قابل عمل رہتی ہے یا نہیں ان کی ثقاہت وعدالت وضبط وغیرہ کے بارے میں کتب اصول سے کیا مستنبط ہوتا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۶۸ حافظ عبد الجلیل خان صاحب ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۸) تشویب اس معنی کے لحاظ سے کہ اس سے مراد اذان اور اقامت کے درمیان میں کچھ الفاظ پکار کر لوگوں کو نماز کے لئے بلاناہ نظر ہو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اذان اور اقامت کے درمیان میں ایسی کوئی چیز نہ تھی نہ حضور ﷺ نے تعلیم فرمائی اس کو لوگوں نے بعد حضور ﷺ کے ایجاد کیا اور صحابہؓ نے اس کا انکار کیا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نماز کے لئے ایک مسجد میں گئے اور وہاں تشویب پکاری گئی تو وہ اس مسجد سے بغیر نماز پڑھے چلے آئے اور کہا کہ اس مبتدع کے پاس سے مجھے لے چلو یہ واقعہ ترمذی اور ابو داؤد میں موجود ہے امام ابو یوسفؒ نے قاضی یا مفتی یا کسی ایسے ہی شخص کے لئے جو خدمت مسلمین میں مشغول رہتا ہو اس امر کی اجازت دی ہے کہ اس کو اقامت سے کچھ قبل اطلاع دیدی جایا کرے تو وہ جماعت میں شریک ہو جائے اور خدمت خلق میں نقصان نہ پڑے ان کی اجازت کا بھی یہ مطلب نہیں کہ اذان اور اقامت کے درمیان تشویب کی رسم ہی قائم کر لی جائے اور پھر طرفہ یہ کہ اس کو ایک واجب کا درجہ دے دیا جائے اور منکر یا تارک کو وہابی مردود کہہ کر لعن طعن کیا جائے یہ تو یقینی تعدی اور ظلم اور انتہائی بدعت ہے ترمذی کی روایت ابو اسراہیل الملائکی کی اگرچہ ضعیف ہے مگر عبداللہ بن عمرؓ کی روایت مذکورہ بالا سے اس کی تقویت ہو جاتی ہے اور وہ قابل عمل ہو جاتی ہے (۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

جماعت کے وقت مؤذن کا بااواز بلند درود پڑھنا

(سوال) بعض جگہ یہ دستور ہے کہ جس وقت نماز کے واسطے جماعت کھڑی ہوتی ہے تو مؤذن تکبیر

(۱) (ترمذی) باب ماجاء فی الثوب فی الفجر ۱/ ۵۰ ط سعید کمپنی

(۲) قال فی العنایة: "أحدث المتأخرون الثوب بین الأذان والإقامة علی حسب ما تعارفوه فی جمیع الصلوات الخ و حصر ابو یوسف بمن یشغل بمصالح العامة كالقاضي والمفتی والمدرس الخ (رد المحتار) باب الأذان ۱/ ۳۸۹ ط سعید کمپنی) و عند المتقدمین هو مکروه فی غیر الفجر وهو قول الجمهور الخ (البحر الرائق) باب الأذان ۱/ ۲۷۵ ط بیروت لبنان

پڑھنے سے پہلے باواز بلند درود شریف پڑھتا ہے پھر اس کے ملحق تکبیر پڑھتا ہے اور ہر جماعت کے وقت یہی دستور اختیار کیا جاتا ہے آیا یہ طریقہ شرعاً مستحسن ہے اور اس طریقہ کے لئے شرعی ثبوت موجود ہے اگر شرعی ثبوت نہیں تو یہ فعل کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۳۹۶ چودھری اسلوب الہی صاحب دہلی

۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۱ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۹) اقامت سے پہلے باواز بلند درود شریف پڑھنا کہیں ثابت نہیں نہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نہ صحابہ کرامؓ اور ائمہ عظام کے زمانے میں اور اگر اس کو ایک طریقہ و ائمہ بنا لیا جائے تو بدعت ہے (۱) واللہ اعلم۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مؤذن کی موجودگی میں دوسرے شخص کا اذان کہنا

(سوال) ایک شخص عرصے سے مسجد کی خدمت یعنی اذان پڑھنی، تکبیر کہنی، مسجد کی صفائی دیکھ بھال وغیرہ بے غرض حسبہ اللہ باجائز مؤذن انجام دیا کرتا تھا وہی نہیں بلکہ اس شخص کا باپ کا بھی یہی حال تھا بعض خود غرض دشمنوں نے مسجد کے ممبران کمیٹی سے شکایت کی، ممبران میں سے بعض انگریزی داں اور وکیل بھی ہیں وہ وکیل صاحبان یہ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ کے سامنے کیا جواب دیں گے یہ کہہ کر اس شخص کو نیک کام سے روکا کر محروم کر دیا کیا یہ فعل ممبران کمیٹی کو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۰۰ نور الہی صاحب (دہلی) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ ۱۵ مئی ۱۹۳۰ء

(جواب ۳۰) اگر کوئی شخص حسبہ اللہ مسجد کی خدمت، صفائی، نگرانی وغیرہ کرے تو وہ ثواب کا مستحق ہے اور اگر مؤذن مقرر نہ ہو تو اذان و اقامت کہنی بھی موجب ثواب ہے لیکن اگر مؤذن مقرر ہے تو پھر اذان و اقامت مؤذن کا حق بلکہ اس کا منصبی فریضہ ہے اگر ممبران کمیٹی مؤذن سے مواخذہ نہ کریں کہ وہ خود اذان کیوں نہیں کہتا تو مؤذن دوسرے شخص کو اذان و اقامت کی اجازت دے سکتا ہے اور اس کی اجازت سے دوسرا شخص اذان و اقامت کہہ سکتا ہے لیکن اگر کمیٹی مؤذن سے اذان نہ کہنے پر مواخذہ کرے تو کمیٹی کو اس کا حق ہے اور مؤذن کو بھی حق ہے کہ وہ خود اذان کہنے پر اصرار کرے اور دوسرے شخص کو اجازت نہ دے ایسی حالت میں اس شخص کو جو حسبہ اللہ اذان کہنا چاہتا ہے کمیٹی کے قاعدے میں اور مؤذن کے فرض منصبی کی انجام دہی میں مداخلت نہ کرنی چاہیے بلکہ اگر وہ اس ثواب کو حاصل کرنے کا آرزو مند ہے تو کسی ایسی مسجد میں جہاں مؤذن تنخواہ دار مقرر نہ ہو اذان کہہ کر یہ فضیلت حاصل کرنا چاہیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) عن عائشہ قالت: " قال رسول اللہ ﷺ " من أحدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد (بخاری باب اذا اصطحوا علی صلح جوز ۱/۳۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) التسلیم بعد الأذان حدث فی ربیع الآخر سنة سبعمائة وإحدى وثمانین الخ وهو بدعة حسنة (الدر المختار، باب الأذان ۱/۳۹۰ ط سعید کمپنی)
(۲) أقام غیر من أذن بعبیته ای المؤذن لا یکره مطلقاً وإن بحضوره کره إن لحقه وحشة الخ (التنویر و شرحه) وفي الشامية: "أی بأن لم یرض به الخ (باب الأذان ۱/۳۹۵ ط سعید)

شہادتیں سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے

(سوال) پنجابی زبان میں ایک کتاب ہے جس کا نام پکی روٹی کلاں ہے اس میں تقبیل ابہما میں وقت اذان نزدیک سننے اشہدان محمد رسول اللہ کے متعلق حدیث لکھی ہے کہ پیغمبر خدا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی شہادت دے نوٹھ دائیں انگوٹھیاں دے اے اکھیں دے رکھداتے چمداتے پڑھد اقرۃ عینی بک یا رسول حق تعالیٰ گناہ اسدے نشیندہا ہے اوسیدیاں اکھیں کدی در ذکر سن اتے پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا لے ڈرساں اسنوں طرف بہشت دے جناب یہ تحریر فرمائیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا موضوع اس پر عمل کرنا چاہئے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۲۹۱ علی جہاں خاں ضلع میانوالی (پنجاب)

۷ اذی الحجہ ۱۳۶۰ھ ۵ جنوری ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۱) تقبیل ابہما میں کا کوئی پختہ ثبوت نہیں اس لئے اس کو موجب ثواب سمجھ کر کرنا بے ثبوت بات ہے البتہ بعض لوگ اس کو بیماری چشم سے محفوظ رہنے کا عمل سمجھ کر کرتے ہیں تو اس صورت میں مثل دیگر عملیات و تعویذات کے یہ عمل بھی مباح ہوگا مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے تارک پر کوئی طعن یا ملامت نہ کی جائے جو اس عمل کو کرے، کرے جو نہ کرے نہ کرے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

سوال مثل بالا و جواب دیگر

(سوال) اذان کے وقت انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر رکھنا حدیث صحیح سے ثابت ہے یا نہیں اور بشرط ثبوت تارک قابل ملامت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۱۷۲ فیروز خاں (جہلم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۲) اذان میں کلمہ اشہدان محمد رسول اللہ سن کر انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا کوئی شرعی حکم نہیں ہے اس کے متعلق جو روایت مسند فردوس وغیرہ میں ہے وہ صحیح نہیں ہے بعض بزرگوں نے اس فعل کو آنکھوں کی بیماری سے محفوظ رہنے کا ایک عمل قرار دیا ہے تو یہ شرعی بات نہ ہوئی اگر اس کو یہ سمجھ کر کرے کہ اس عمل کو کرنے سے آنکھیں نہیں دکھتیں تو اسے اختیار ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی یہ عمل نہ کرے تو اسے مجبور نہ کیا جائے نہ اس پر اعتراض کیا جائے، کیونکہ عملیات و تعویذات کوئی شرعی چیزیں نہیں ہیں ہر شخص کو حق ہے کہ کوئی عمل کرے اور تعویذ باندھے یا عمل نہ کرے اور تعویذ نہ باندھے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) و ذکر ذلك الجراحی و اطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شئی الخ (رد المحتار، باب الأذان

۳۹۸/۱ ط سعید کمپنی)

(۲) (حوالہ بالا)

(جواب ۳۳) تقبیل ایہا میں حیثیت ایک شرعی فعل کے صحیح سند سے ثابت نہیں ہاں ایک رقیہ کی حیثیت سے بعض بزرگوں نے یہ عمل اس لئے کیا ہے کہ آنکھیں دکھنے سے محفوظ رہیں تو بحیثیت رقیہ کے کوئی کرے اور نہ کرے تو مورد الزام نہیں ہو سکتا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

اذان فجر کے بعد لوگوں کو نماز کے لئے بلانا

(سوال) فجر کی اذان دینے کے بعد مؤذن یا دوسرا کوئی شخص محلہ والوں کو نماز کے سارے محلہ میں گھر گھر پھر کر بیدار کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کر سکتا ہے تو کیونکر اور نہیں کر سکتا تو اس کی توضیح فرمائیں۔
المستفتی نمبر ۳۶۷۲۷۲ منشی مسرور علی صاحب۔ ملازم ہمدرد و خانہ دہلی۔

۲۹ جولائی ۱۹۳۲ء ۱۳ رجب ۱۳۶۱ھ

(جواب ۳۴) یہ عمل اول تو تشویب میں داخل نہیں بلکہ اس سے زیادہ حیثیت رکھتا ہے دوسرے تشویب بھی ایک امر مستحدث اور مبتدع ہے اذان سے پہلے بہ نیت امر بالمعروف اس امر کی گنجائش ہے اذان کے بعد یہ امر کراہت سے خالی نہیں ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(جواب از مولانا مفتی مظہر اللہ صاحب) ہاں اس فعل میں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ موجب ثواب ہے کہ یہ تشویب کے معنی میں ہے والتشویب حسن عند المتأخرین تشویب میں ہے ویؤذن الفجر ثم یقعد قدر ما یقرأ عشرين اية ثم یثوب ثم یقعد مثل ذلك ثم یقیم ہکذا فی العالمگیری (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
محمد مظہر اللہ غفرلہ امام مسجد جامع فتح پوری دہلی

(جواب الجواب) از حضرت مفتی اعظم۔ تشویب کو اگرچہ متاخرین حنفیہ نے مستحسن قرار دیا ہے مگر اس میں شبہ نہیں کہ یہ امر مستحدث ہے یعنی رسول خدا ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں تشویب نہ تھی حضرت ابن عمر سے منقول ہے کہ وہ اس کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے ایک مسجد میں نماز پڑھنے گئے وہاں مؤذن نے تشویب کی تو وہ بغیر نماز پڑھے چلے آئے اور چونکہ نابینا ہو گئے تھے اس لئے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس بدعتی کے پاس سے ہم کو لے چلو عن مجاہد قال دخلت مع عبد اللہ بن عمر مسجد او قد اذن فیہ و نحن نرید ان نصلی فیہ فثوب المؤذن فخرج عبد اللہ بن عمر من المسجد وقال اخرج بنا من عند هذا المبتدع ولم یصل فیہ (ترمذی شریف) (۴) نیز متاخرین حنفیہ کا تشویب کو مستحسن فرمانا اور اس کی یہ تعریف کرنا کہ اذان کے بعد تھوڑا وقفہ کر کے مؤذن یہ الفاظ پکار کر کہے الصلوة یا قامت

(۱) (حوالہ بالا صفحہ گزشتہ)

(۲) قال فی العنایة: "احدث المتأخرون بین الأذان والاقامة علی حسب ما تعارفوه و خصه أبو یوسف بسن

یشتغل بمصالح العامة كالقاضي والمفتي والمدرس الخ (رد المختار: باب الأذان ۱/۳۸۹ ط سعید)

(۳) (باب الأذان الفصل الثانی فی کلمات الأذان والاقامة و کیفیتہما ۱/۵۶ ط ماجدیہ)

(۴) (باب ماجاء فی التشویب فی الفجر ۱/۵۰ ط سعید)

قامت وغیرہ تو یہ عمل عام طور پر مساجد حنفیہ میں معمول نہیں ہے عام عمل اس پر ہے کہ جو جامع صغیر کی روایت سے تشویب کا مکروہ ہونا ثابت ہوتا ہے و فی الجامع الصغیر انه یکرہ فی سائر الصلوٰت (جامع الرموز ص ۷۵ ج ۱) پھر تشویب جس کو متاخرین حنفیہ مستحسن فرماتے ہیں وہ صرف مؤذن کا عمل ہے دوسروں کا نہیں۔ قید بكون المثنوب هو المؤذن لانه لا ینبغی لاحدان یقول لمن فوقه فی العلم والجاه حان وقت الصلوٰۃ سوى المؤذن لانه استفضال لنفسه (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۰۷) میں نے پہلے جواب میں اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ محلہ میں گھر گھر جا کر بیدار کرنا تشویب سے کچھ زیادہ ہے اس کا مطلب یہ تھا کہ تشویب تو مؤذن کا مسجد میں اذان کے بعد الفاظ معہودہ پکار کر کہنے کا نام ہے اور یہ عمل اس سے آگے بڑھ کر گھروں پر جانے اور کتڑیاں کھٹکھا کر لوگوں کو جگانے اور کئی کئی آدمیوں کا مل کر گھومنے پر مشتمل ہے اور یہ امور تشویب معروف عند الفقہاء سے جس کو انہوں نے مستحسن فرمایا ہے یقیناً زیادہ ہیں صرف مؤذن کی تشویب بھی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ مبارک میں نہیں تھی ولم یکن فی زمنہ ﷺ ولا فی زمن الصحابہؓ (طحطاوی) یعنی تشویب حضور ﷺ کے زمانے میں اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں نہ تھی۔

اور ان زیادہ باتوں کا وجود بھی مستحدث اور مبتدع ہونے کے علاوہ کئی منکرات پر مشتمل یا محتمل ہو سکتا ہے اول یہ کہ جگانے والے اور کتڑیاں بجا کر بیدار کرنے والے بسا اوقات ایسے گھروں کی کتڑیاں بھی کھٹکھا دیں گے جن میں کوئی مریض ہو جو درد و تکلیف کی وجہ سے رات بھر سونہ سکا تھا اس کی اسی وقت آنکھ لگی تھی وہ جاگ کر پھر درد و کرب میں مبتلا ہو گیا۔ دوم یہ کہ بعض گھر والے بیباک اور دنیوی حیثیت سے بڑی پوزیشن والے ہوتے ہیں اور جگانے والے بے چارے غریب اور دنیوی حیثیت سے کم درجے کے ہوتے ہیں تو گھر والے بجائے ان کی بات سننے کے ان کو گالیاں دینے لگتے ہیں یہاں تک بھی صبر کیا جاسکتا تھا مگر وہ بیباکی اور دلیری سے نعوذ باللہ خدا اور رسول اور نماز کی شان میں بھی ایسے کلمات کہہ دیتے ہیں جو کفر تک نوبت پہنچا دیتے ہیں اور چونکہ اسلامی حکومت اور محکمہ احتساب موجود نہیں اس لئے اس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا مجھے خوف ہے کہ ایسی صورت میں ان کے کفر کی کسی حد تک ذمہ داری ان جگانے والوں پر بھی نہ آجائے جنہوں نے تبلیغ و تذکیر میں حکمت و موعظہ حسنہ کی رعایت میں کوتاہی کی اور اس وجہ سے ایک مسلمان (گو فاسق ہو) کافر ہو گیا سوم یہ کہ یہ جگانے والے اگر مرتاض اور مخلص نہ ہوں تو ان میں اپنے متعلق تکبر اور ترفع اور دوسرے لوگوں کے متعلق نفرت و حقارت کے جذبات بڑی حد تک پیدا ہونے کا یہ عمل قوی ذریعہ بن جاتا ہے حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں یہ عمل اختیار نہیں کیا گیا باوجود یہ کہ نماز اور جماعت سے رہ جانے والوں کا وجود اس زمانہ میں بھی تھا جو وعید احراق بیوت کی روایت سے واضح

(۱) (فصل الأذان ۱/ ۱۲۵ ط قرآن)

(۲) (باب الأذان ۱/ ۱۱۷ ط مصر)

ہے۔

بہر حال اذان کے بعد تو یہ عمل ضرور مکروہ ہے اور اذان سے پہلے بھی ہر دروازے کی بلا تمیز کنڈی بجانا خطرناک اور گلی میں سے درمیانی درجہ کی آواز دیتے ہوئے نکل جانا مباح اور جس شخص پر بھروسہ ہو یا جس کی طرف سے اجازت ہو اس کو جگادینا مستحسن ہے۔

حضرت امام یوسفؒ نے ایسے لوگوں کے لئے جو امور مسلمین یعنی اسلامی ضروریات میں مصروف رہتے ہوں یہ اجازت دی ہے کہ اذان کے بعد جب جماعت کا وقت قریب ہو اور موذن ان کو دوبارہ اطلاع کر دے تو وہ دوسری بات ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ایک شخص کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے

(سوال) مسئلہ در مختار میں لکھا ہے کہ ایک شخص کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان کہنا مکروہ ہے اور رکن الدین کتاب میں لکھا ہے کہ اذان کے بعد نماز اس مسجد میں نہ پڑھے تو دوسری مسجد میں اذان کہنا مکروہ نہیں ان دونوں میں سے صحیح مسئلہ کون سا ہے؟

المستفتی نظیر الدین امیر الدین (امیزہ ضلع مغربی خاندیس)

(جواب ۳۵) ہاں اگر اذان کے بعد نماز اس مسجد میں نہ پڑھے تو دوسری مسجد میں اذان کہنا مکروہ نہیں یہی مطلب در مختار کی عبارت کا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اذان کے بعد دعائیں ”والدرجة الرفیعة“ اور ”وارزقنا شفاعتہ“ کا اضافہ

(سوال) اذان کی دعا میں بعد والفضیلة کے والدرجة الرفیعة اور بعد وعدتہ کے وارزقنا شفاعتہ اکثر لوگ پڑھتے ہیں کیا ان کلمات کی کوئی اصل ہے؟

(جواب ۳۶) اذان کے بعد دعائے مسنون یہ ہے۔ اللہم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمد ا الوسيلة والفضيلة وبعثه مقاما محمودا الذي وعدته (کذا فی البخاری ص ۸۶) اور الدرجة الرفیعة اور وارزقنا شفاعتہ يوم القيامة کا ثبوت نہیں۔ ہاں آخر میں انک لا تخلف الميعاد شہتی کی ایک روایت میں آیا ہے (کذا فی الشامی) (۲) پس غیر ثابت الفاظ کو نہ پڑھنا ہی بہتر ہے لیکن

(۱) یکرہ لہ أن یؤذن فی مسجدین (در مختار) و فی الشامیة: " إذا صلی فی المسجد الأول یكون متنقلاً بالأذان فی المسجد الثانی، والنفل بالأذان غیر مشروع، ولأن الأذان للمکتوبة، وهو فی المسجد الثانی یصلی النافلة، فلا یبغی أن یدعو الناس إلى المکتوبة، وهو لا یساعد هم فیها الخ (باب الأذان) ۱/۰۰ ط سعید کمپنی

(۲) (بخاری) باب الدعاء عند النداء ۱/۸۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) وروی البخاری وغیره: " من قال حین یسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة الخ وقال ابن حجر فی شرح السنہاج: " و زیادة والدرجة الرفیعة و ختم بیا أرحم الراحمین لا أصل لهما " (رد المحتار: باب الأذان) ۱/۳۹۸ ط سعید کمپنی

اگر کوئی شخص اس اعتقاد کے ساتھ کہ یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں پڑھ لے تو مضائقہ بھی نہیں۔
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

رمضان المبارک میں مغرب کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا

(سوال) رمضان المبارک میں بعد اذان مغرب کے عموماً افطاری کی وجہ سے جماعت میں توقف ہوتا ہے اس کی کیا دلیل ہے اور کس قدر وقفہ چاہیے؟

(جواب ۳۷) مغرب کی اذان اور اقامت میں اتصال نہ کرنا چاہیے تھوڑا سا فرق ضروری ہے مقدار فرق میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہونا چاہیے اور امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک اس قدر بیٹھنا چاہیے جس قدر دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے ہیں ان العلماء اتفقوا علی انه لا یصل الاقامة بالاذان فی المغرب بل یفصل بینہما لکنہم اختلفوا فی مقدار الفصل فعند ابی حنیفہ المستحب ان یفصل بینہما بسکة یسکت قائما ساعة ثم یقیم و مقدار السکة عنده قدر ما یتمکن فیہ من قراءة ثلاث آیات او اية طويلة و عندهما یفصل بینہما بجلسة خفيفة مقدار الجلسة بین الخطبتین کذا فی الهدایة (۱) الجلد الاول ص ۷۳ اور رمضان المبارک میں اگر افطاری کی وجہ سے قدرے تاخیر بھی ہو جائے تو مضائقہ نہیں ہے یہ تاخیر کسی کے انتظار کی نہیں ہے بلکہ ایک واقعی ضرورت ہے ہاں زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

اذان میں روافض کی طرف سے کیا گیا اضافہ ثابت نہیں

(المجمعیۃ مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۳ء)

(سوال) شیعہ صاحبان اپنی اذان میں باوازل بند ان مقامات میں جہاں مکانات اہل سنت والجماعت کے ملحق بہ مسجد شیعان ہیں مندرجہ ذیل کلمات بھی کہتے ہیں علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصل۔

یہ کلمات تبرا میں داخل ہیں یا نہیں اور پانچوں وقت اذان میں ہم لوگوں کو سننا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۸) یہ الفاظ اگرچہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے خلاف ہیں مگر حدود تبرا میں داخل نہیں ہیں اور سنیوں کو ان کے سننے سے کوئی گناہ نہیں ہوتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (حاشیہ ہدایۃ: باب الأذان ۱/۳۹ ط مکتبہ شریکۃ علمیہ ملتان)

(۲) (الزیادۃ فی الأذان مکروہۃ الخ (البحر الرائق: باب الأذان ۱/۳۶۱ ط بیروت لبنان)

دوسرے باب اوقات نماز

نماز فجر، ظہر اور عصر کا مستحب وقت کیا ہے؟

(سوال) ایک شخص پابند نماز پنجگانہ باجماعت کا ہے اور اعتقاداً مسائل شافعی پر کاربند ہے اور مسجد ہذا کا مہتمم بھی ہے اگرچہ اکثر نمازیان حنفی المذہب بھی اس جامع مسجد کے مہتمم ہیں لیکن بوجہ پابندی جماعت اور خاندانی شرافت اور مولوی صاحب کمانے کے اور تمام محلے کے نمازیوں پر حاوی ہو جانے کے نماز صبح اور نماز ظہر و عصر پر تکرار کر کے اپنے اعتقاد کے موافق اوقات ہذا میں امام کو زبردستی کھڑا کر لیتے ہیں بسا اوقات یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ جس کو اس مسجد میں نماز پڑھنی ہو انہیں اوقات میں پڑھے۔ کہتے ہیں کہ نماز صبح کی غلّس میں پڑھو اور حنفی کہتے ہیں اسفار میں پڑھو ہم ان لفظوں کے معنی نہیں سمجھتے ہمیں گھڑی کی رو سے وقت بتائیے؟

(جواب ۳۹) حنفیہ کے نزدیک نماز فجر اسفار میں (یعنی اجالا کر کے) پڑھنا مستحب ہے لیکن یہاں تک کہ اگر نماز میں کوئی فساد واقع ہو جائے تو قرآنہ مستحب کے ساتھ طلوع آفتاب سے قبل نماز کا اعادہ ہو سکے

يستحب تاخير الفجر ولا يؤخرها بحيث يقع الشك في طلوع الشمس بل يسفر بها بحيث لو ظهر فساد صلوة يمكنه ان يعيدها في الوقت بقراءة مستحبة كذا في التبيين (ہندیہ) (۱) اور غلّس یعنی اندھیرے میں پڑھنا خلاف اولیٰ ہے اور امام جب کہ ہمیشہ اسی وقت نماز پڑھائے اور نمازیوں کا اکثر حصہ جماعت میں شریک نہ ہو سکے تو اسے روک دینے کا حق جماعت کے غالب گروہ کو حاصل ہے ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے کے بعد شروع ہو کر ہر شے کے سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل سایہ ہونے تک ہے و وقت الظہر من الزوال الی بلوغ الظل مثلیہ سوی الفنی کذا فی الکافی وهو الصحیح ہکذا فی محیط السرخسی (ہندیہ) (۲) اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ و وقت العصر من صیرورة الظل مثلیہ غیر فیئنی الزوال الی غروب الشمس ہکذا فی شرح المجمع (ہندیہ) (۳) اور وقت مستحب آفتاب کے زرد ہونے سے پہلے تک ہے اس کے بعد غروب آفتاب تک وقت مکروہ ہے لیکن گرمیوں میں ظہر کی نماز مؤخر کر کے پڑھنا اور جاڑوں میں اول وقت پڑھنا مستحب ہے اور عصر کی نماز اس قدر مؤخر کرنا کہ آفتاب زرد نہ ہو جائے مستحب ہے و يستحب تاخير الظہر فی الصيف و تعجیلہ فی الشتاء ہکذا فی

(۱) (الفصل الثانی فی بیان فضیلة الأوقات ۱/۵۱، ۵۲ ط مکتبہ ماجدیہ کولتہ)

(۲) (الفصل الأول فی أوقات الصلاة ۱/۵۱ ط مکتبہ ماجدیہ کولتہ)

(۳) (ایضاً)

الكافي و يستحب تاخير العصر في كل زمان ما لم تتغير الشمس الخ (ہندیہ مختصراً) (۱)
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

ظہر اور عصر کے وقت کی تحقیق

(سوال) حنفیہ کے نزدیک انتمائے وقت ظہر کہاں تک ہے ایک مثل تک یا دو مثل تک۔ یعنی نماز کب سے قضاء پڑھنی چاہیے اور نماز عصر کس وقت پڑھنی چاہیے؟

(جواب ۴۰) امام ابو حنیفہ سے ظاہر روایت جو اکثر متون میں منقول ہے وہ یہی ہے کہ ظہر کا وقت زوال سے شروع ہو کر دو مثل سایہ ہونے تک باقی رہتا ہے اور اس روایت کو بدائع و محیط و ینایع میں صحیح اور غیاثیہ میں مختار بتایا ہے اور اسی کو امام محبوبی نے اختیار کیا ہے اور امام نقی اور امام صدر الشریعہ نے اس پر اعتماد کیا ہے لیکن خود امام صاحب سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک مثل تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور دوسرے مثل سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور یہ مذہب امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر اور ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا ہے اور امام طحاوی نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں اور غرور الاذکار میں اسے ماخوذ بہ اور برہان میں اسے اظہر کہا ہے اور فیض میں لکھا ہے کہ اسی پر لوگوں کا عمل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ انتہی۔ یہ تمام مضمون در مختار اور رد المختار میں موجود ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلے میں مشائخ مذہب کا اختلاف ہے اور تصحیح اور فتویٰ بھی مختلف ہے بعضوں نے دو مثل کے قول کو ترجیح دی ہے اور بعضوں نے ایک مثل کی روایت کو مختار اور مفتی بہ بتایا ان دو قولوں اور دو روایتوں کے علاوہ امام صاحب سے ایک تیسری روایت اور بھی ہے وہ یہ ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر پڑھ لی جائے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے اور اس روایت کو شیخ الاسلام نے بہ نظر احتیاط پسند کیا ہے کہ اس میں دونوں نمازیں باتفاق ائمہ اپنے اپنے وقت میں بے تردد صحیح ہو جائیں گی۔ (۲) واللہ اعلم

مثل اول کے بعد نماز عصر کا حکم

(سوال) یہاں از روئے مذہب شافعی نماز عصر سایہ اصلی کے سوا ایک سایہ پر ادا کی جاتی ہے۔ دریافت

(۱) (الفصل الثانی فی بیان فضیلة الأوقات ۱/۵۲ ط ماجدیہ)
(۲) و وقت الظہر من زواله إلى بلوغ الظل مثليه و عنده مثله وهو قولهما وزفر والائمة الثلاثة قال الإمام الطحاوی: "و بد ناخذ و فی غرر الأذکار وهو ماخوذ به و فی البرہان: "هو الأظہر" و فی الفیض: "و علیہ عمل الناس الیوم؟ و بہ یفتی (در مختار) و فی الشامیة: "قوله إلى بلوغ مثليه) هذا ظاهر الرواية عن الإمام "نهاية" وهو الصحيح "بدائع و محیط و ینایع" وهو المختار "غیاثیة" واختاره الإمام المحبوبي الخ و فی رواية عنه أيضاً أنه بالمثل يخرج وقت الظہر ولا يدخل وقت العصر إلا بالمثلین ذکرها الزیلعی وغیره والأحسن ما فی السراج عن شیخ الإسلام ان الاحتیاط أن لا يؤخر الظہر إلى المثل وأن لا یصلی العصر حتی یبلغ المثلین لیكون مؤدیا للصلا تین فی وقتہما بالإجماع (کتاب الصلوة: ۱/۳۵۹ ط سعید کمپنی)

طلب یہ ہے کہ آیا احناف مقتدیوں کی اقتدا شافعی المذہب امام کے ساتھ درست ہوگی یا نہیں؟
 المستفتی نمبر ۱۳۱ منشی ناظم حسین صاحب کلیان۔ ۴ شعبان ۱۳۵۲ھ م ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء
 (جواب ۴۱) ایک مثل سایہ ہو جانے پر عصر کا وقت ہو جانے کا بہت سے مشائخ حنفیہ نے بھی فتویٰ دیا
 ہے اس لئے ایک مثل ہو جانے کے بعد شافعی جماعت میں حنفی شریک ہو کر نماز عصر ادا کر سکتے ہیں (ایک
 مثل سے مراد سایہ اصلی کے سوا مثل ہے) وعنه مثله وهو قولهما وزفر والائمة الثلاثة قال الامام
 الطحاوی وبه ناخذ وفي غرر الاذکار وهو الماخوذ به وفي البرهان وهو الاظهر لبيان جبریلؑ وهو
 نص في الباب وفي الفيض وعليه عمل الناس وبه يفتي (در مختار علی ہامش رد المحتار ص ۲۵۱ ج ۱) (۱)

نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھی
 جائے اگر یہ صحیح ہے توفیق کی کتابوں میں نفل نماز کے سوا دیگر نمازوں کا جواز کیوں بتایا ہے؟
 المستفتی نمبر ۳۰۱ محمد عبد الحفیظ (ضلع نیل گری) ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ م ۲۶ ستمبر ۱۹۳۴ء
 (جواب ۴۲) بخاری شریف کی وہ حدیث جس میں عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے کی ممانعت
 ہے اس میں نفل نماز کی ہی ممانعت مراد ہے یہ تصریح نہیں ہے کہ نفل و فرض کوئی نماز نہیں ہو سکتی (۲) محمد
 کفایت اللہ کان اللہ لہ

عشاء کو کب تک مؤخر کر سکتے ہیں؟

(سوال) مسجد کے باہر کوئی چچاس فٹ پرو عظ ہو رہا تھا اتنے میں نماز عشاء کے لئے اذان ہوئی جس کو
 لوگوں نے بخوبی سنا یہاں کی مسجد میں اذان ہوا کرتی ہے جس کی آواز عام طور سے دو ڈھائی سو گز کے فاصلے سے
 سنی جاتی ہے کیا بعد اذان و عظ یا کسی دنیاوی اغراض کے لئے نماز میں تاخیر کی جا سکتی ہے؟
 المستفتی نمبر ۱۱۳۱ نصیر الدین صاحب (ضلع رنگپور) ۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء
 (جواب ۴۳) اذان سننے کے بعد جماعت میں شرکت بہتر تھی لیکن اگر اہل جلسہ اسی مسجد کے نمازی نہ
 تھے اور جلسہ بھی کسی صحیح شرعی غرض کے لئے تھا اور انہوں نے ختم جلسہ کے بعد کسی دوسری مسجد یا دوسری
 جگہ میں جماعت سے نماز پڑھنے کا ارادہ کر لیا تھا تو وقت مستحب تک نماز کی تاخیر کا مضائقہ نہ تھا (۳) فقط
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) کتاب الصلوٰۃ : ۳۵۹/۱ ط سعید کمپنی

(۲) عن ابن عباس قال : " شهد عندی رجال مرضیون وأرضاهم عندی عمرٌ ان النبی ﷺ نہی عن الصلاة بعد الصبح حتی
 تشرق الشمس و بعد العصر حتی تغرب (باب الصلاة بعد الفجر حتی مرفوع الشمس ۸۲/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
 (۳) ويستحب . وكذا تاخير العشاء إلى ثلث الليل (عالمگیریہ الفصل الثانی فی بیان فضیلة الأوقات ۵۲/۱ ماجدیہ کونہ)

شفق ابیض غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا بہتر ہے

(سوال) آپ تعلیم الاسلام میں شفق ابیض کے غائب ہو جانے سے مغرب کا اخیر وقت بتلاتے ہیں حالانکہ شامی وغیرہ کتابوں میں شفق احمر کے غائب ہو جانے سے اخیر وقت بتاتے ہیں (بنا مذہب مفتی بہ) اس میں محقق قول کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۱۸۷ پروفیسر محمد طاہر صاحب ایم اے (ضلع میمن سگھ)

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۴) شفق ابیض غائب ہونے کے بعد عشاء پڑھنا احوط ہے اس احتیاط کے پیش نظریہ قول اختیار کیا گیا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نماز فجر اور عصر کے بعد نوافل کا حکم

(سوال) فجر اور عصر کی فرض نمازوں کے پڑھنے کے بعد دوسری کوئی نماز پڑھنی کیوں ممنوع ہے؟ المستفتی ۱۵۲۲ خواجہ عبدالحمید شاہ صاحب (بنگال) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۵) فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک نفل نماز مکروہ ہے قضا فرض اور واجب نماز کی جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

طلوع فجر کے بعد سنت کے علاوہ نوافل پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) کیا صبح کی نماز سے پہلے نوافل نہیں پڑھے جاسکتے؟ المستفتی نمبر ۶۲۳ ملک محمد امین صاحب (جالندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۶) ہاں طلوع صبح صادق کے بعد سوائے سنت فجر کے اور کوئی نفل نماز نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسجد میں جماعت کی نماز کے لئے وقت مقرر کرنا

(سوال) عام رواج ہے کہ مقررہ وقت گھڑیوں سے لیا جاتا ہے کوئٹہ میں نماز ظہر کا وقت تین بجے ہے اور عصر کا وقت ساڑھے پانچ بجے ہے اور مغرب کا وقت آٹھ بجکر بیس منٹ کا ہے اور عشاء کا وقت ۹ بجکر ۴۵

(۱) وقت المغرب منه إلى غيبوبة الشفق وهو الحمرة عند هما و به يفتى و عند أبي حنيفة الشفق هو البياض الذي يلي الحمرة وقول أبي حنيفة . رحمه الله أحوط لأن الأصل في باب الصلوة أن لا يثبت فيها ركن ولا شرط إلا بما فيه يقين (عالمگیریة : الفصل الأول في اوقات الصلاة ۱/۵۱ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) وكره نفل ولو سنة الفجر بعد صلاة الفجر و صلاة العصر . ولا يكره قضاء فائتة ولو وترأ الخ الدر المختار : كتاب الصلاة ۱/۳۷۴ ط سعید کمپنی)

و كذا الحكم من كراهة نفل و واجب لغيره لا فرض و واجب لعينه بعد طلوع فجر سوى سنته لشغل

(۳) الوقت به تقديراً الخ (الدر المختار : كتاب الصلاة ۱/۳۷۵ ط سعید کمپنی)

منٹ اور مسجد میں گھڑی موجود ہے اگر مولوی صاحب سے کہا جاتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو مولوی صاحب جواب دیتے ہیں کہ وقت مقرر کرنے والا کافر ہے اور پیش امام سے کہنے والا کافر۔ جب ان سے سوال کیا گیا تو کہتے ہیں کہ ہم آل رسول ہیں ابو طالب کے پوتے ہیں ایسوں کو کوئی حق نہیں ہے جو آل رسول ﷺ سے یا پیش امام سے کہے کہ نماز پڑھائیے جس وقت امام کی خوشی ہو نماز ادا کر سکتا ہے اگر ان سے گھڑی دیکھ کر کہا جائے کہ مولانا صاحب نماز کا وقت ہو گیا ہے تو ان الفاظ کو بے ادنی سمجھتے ہیں اور مثلاً نماز کا وقت ۳ بجے مقرر ہے پچاس ساٹھ آدمی نماز کے واسطے بیٹھے ہیں یکے بعد دیگرے آدمی آتے ہیں اور سنت ادا کرتے ہیں تو ان کی سنت کی وجہ سے فرض نماز ادا نہیں کر سکتے یا ان کے واسطے ٹھہرنا چاہیے اور مولانا صاحب کو ۲۲ روپے ماہوار تنخواہ صرف نماز ادا کرنے کی ملتی ہے تو تنخواہ مقرر کر کے نماز پڑھانی جائز ہے کہ نہیں اس مسجد میں نماز پڑھنے والے ملازمت پیشہ آتے ہیں ان کو وقت کی بڑی پابندی ہوتی ہے اور مولانا صاحب کا یہ فرمان ہے کہ جس کی تم بلازمت کرتے ہو اگر وہ تم کو نماز کی چھٹی نہ دے تو نوکری کرنی حرام ہے نماز کی چھٹی ملتی ہے مگر وقت کی پابندی نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۱۹۱۷ ایس ایم یوسف علی۔ کونہ بلوچستان

۱۹ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۷) امام کا یہ کہنا کہ ”وقت مقرر کرنے والا کافر ہے اور امام سے یہ کہنے والا کہ وقت ہو گیا کافر ہے اور امام کو حق ہے کہ جب چاہے نماز پڑھاوے اور اس سے نماز پڑھانے کو کہنا تو ہین ہے“ یہ سب باتیں غلط ہیں امام کو چاہیے کہ نمازیوں کی آسانی کا لحاظ کرتے ہوئے وقت مقرر کرے اور مقررہ وقت پر نماز پڑھاوے ورنہ خود گناہ گار ہوگا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں

(سوال) ہماری مسجد کے امام عرصہ چھ برس سے رمضان المبارک میں ایک مہینہ تک صبح کی نماز اس وقت پڑھاتے ہیں کہ جب سحری کے آخری گولے چھوٹ جاتے ہیں تو فوراً اذان دلاتے ہیں اذان کے دس منٹ کے بعد فوراً نماز پڑھانے کھڑے ہو جاتے ہیں اکثر مقتدیوں نے دریافت کیا تو یہ حدیث انہوں نے سنائی کہ (والفجر حین حرم الطعام والشراب علی الصائم) حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھائی جبریل نے مجھے صبح کی اس وقت جب کہ حرام ہوا کھانا پینا روزہ دار پر (رواہ ابو داؤد وغیرہ) اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے لہذا گزارش ہے کہ یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں یہ بھی واضح رہے کہ اس نماز میں کم از کم دو سو آدمی جمع ہو جاتے ہیں تمام مقتدی امام صاحب کے موافق ہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۷۹ محمد نذیر لال کنواں دہلی۔ ۲۶ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸) جبرئیل کی نماز اوقات کی ابتدا اور انتہا معین کرنے کی نیت سے تھی پس اس حدیث کا

مطلب یہ ہے کہ نماز فجر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے کہ صائم پر کھانا پینا حرام ہو جائے یعنی صبح صادق طلوع ہو جائے حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رمضان شریف میں صبح کی نماز باقی سال کی صبح کی نماز سے کچھ مختلف ہے یہ نماز اگر صبح صادق ہونے کے بعد ہوتی ہے تو نماز صحیح ہو جاتی ہے اور رمضان المبارک میں مصلحتاً جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح ہے

(سوال) نماز جمعہ کا صحیح وقت از روئے حدیث و قرآن کیا ہے اور مذہب حنفیہ میں کس وقت نماز جمعہ جائز ہے؟ کیونکہ یہاں کے مفتی صاحبان کہتے ہیں کہ دوپہر کے وقت بعد زوال سایہ کو دس قدم و آٹھ قدم و ساڑھے چھ قدم ماپو۔ حدیث قرآن میں اس کی کچھ اصلیت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۷۵ عبد القدوس صاحب اسلام آباد (کشمیر) ۱۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۹ء
(جواب ۴۹) آنحضرت ﷺ جمعہ کی نماز زوال کے بعد متصل پڑھتے تھے یعنی زیادہ تاخیر نہیں فرماتے تھے سردی کے موسم میں زوال کے بعد متصل نماز پڑھنا اولیٰ اور افضل ہے اور گرمی کے موسم میں زوال کے بعد ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ کی تاخیر کرنے کا مضائقہ نہیں، مگر پونے چار بجے جمعہ کی نماز پڑھنا کسی طرح ثابت نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

جماعت کے وقت جنازہ آجائے تو کس کو مقدم کیا جائے؟

(سوال) فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے مستحب وقت میں جنازہ آئے تو پہلے نماز کونسی گزارنی چاہیے۔

المستفتی نمبر ۲۴۸۳ محمد یوسف صاحب (ناسک) ۲۵ صفر ۱۳۵۸ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۹ء
(جواب ۵۰) مغرب کی نماز کا تو ہمیشہ یہی حکم ہے کہ پہلے مغرب کی نماز ادا کی جائے پھر جنازے کی نماز پڑھی جائے باقی نمازوں کا حکم یہ ہے کہ اگر وقت فرض کے لئے تنگ ہو یا روزانہ جماعت کا مقررہ وقت ہو گیا تو ان دونوں صورتوں میں بھی پہلے فرض نماز ادا کی جائے پھر جنازہ کی نماز کیونکہ فرض کی جماعت میں بہت سے افراد ایسے ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں جو ضرورت مند اور کاروباری لوگ ہیں اور ان کی جنازے میں شرکت لازمی نہیں جمعہ اور عیدین کی نماز میں بھی جنازے سے پہلے اس غرض سے ادا کی جاتی ہیں کہ اس

(۱) عن قتادة عن أنس أن زيد بن ثابت حدثه أنهم تسحروا مع النبي ﷺ ثم أقاموا إلى الصلوة، فقلت: "كم بينهم" قال: "قدر خمسين أو ستين" يعني آية (بخاری باب وقت الفجر ۸۱/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) و وقت الفجر من طلوع الفجر الثاني، وهو البياض المنتشر المستطير لا المستطيل إلى قبيل طلوع ذكاء الخ (الدر المختار كتاب الصلوة ۱/۳۵۹ ط سعید کمپنی)

(۲) و جمعة كظهر أصلاً واستحباً في زمانين، لا نها خلفه الخ (در مختار) و في الشامية: "أى في الشتاء والصيف الخ (كتاب الصلاة ۱/۳۲۷ ط سعید کمپنی)

میں ایک جماعت عظیمہ شریک ہوتی ہے اور جنازے کی تقدیم کی صورت میں انتشار جماعت کا خوف ہے ہاں فجر اور ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں کی جماعت کے روزانہ مقررہ وقت سے پہلے جنازہ آجائے تو جنازے کی نماز پڑھ لی جائے اس کے بعد مقررہ وقت پر جماعت فرض ادا کی جائے اس صورت میں یہ لازم نہیں کہ فرض نماز ضرور پہلے ادا کی جائے کیونکہ وقت میں گنجائش ہے اور روزانہ مقررہ وقت سے پہلے فرض پڑھ لینے میں تفویت یا تقلیل جماعت لازم آتی ہے یا جنازے کی بلا وجہ تاخیر کرنی پڑے گی اور یہ سب مکروہ ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مغرب کا وقت کب تک رہتا ہے؟

(سوال) اگر چھ بج کر پندرہ منٹ پر مغرب کی نماز ہوتی ہے تو مغرب کی نماز کب تک پڑھ سکتے ہیں اور عشاء کی نماز کا وقت کس وقت سے شروع ہوگا؟ بیٹو اتوجروا

المستفتی نمبر ۲۸۰۸ نعمت اللہ بارکپور۔ ۲۵ صفر ۱۳۶۵ھ

(جواب ۵۱) مغرب کا وقت غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ بیس منٹ سے ایک گھنٹہ پینتیس منٹ تک مختلف موسموں کے لحاظ سے رہتا ہے ایک گھنٹہ بیس منٹ سے کم نہیں ہے اور ایک گھنٹہ پینتیس منٹ سے زیادہ نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

طلوع آفتاب، زوال اور غروب کے وقت کوئی نماز جائز نہیں۔ جواب دیگر

(سوال) طلوع آفتاب و نصف النہار و غروب آفتاب ان تینوں وقتوں میں نماز، سجدہ تلاوت و نماز جنازہ کیوں ممنوع ہے؟ المستفتی نمبر ۲۷۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دھولیہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۲) یہ تینوں وقت بتوں کی عبادت اور پوجا کے ہیں اور ان میں شیطان خوش ہوتا ہے کہ کوئی بتوں کی عبادت کرے اور خدا کی عبادت کرنے والوں کی حالت بھی مشتتبہ ہو سکتی ہے اس لئے ان اوقات میں

(۱) و تقدم صلاتها على صلاة الجنابة إذا اجتماعاً لانه واجب عيناً و الجنابة كفاية و تقدم صلاة الجنابة على الخطبة و على سنة المغرب وغيرها الخ لكن في آخر أحكام دين الأئمة: ينبغي تقديم الجنابة والكسوف حتى على الفرض ما لم يضق وقته الخ (درمختار) و في الشامية: ولو اجتمع عيد و كسوف و جنازة ينبغي تقديم الجنابة و كذا لو اجتمعت مع فرض و جمعة و لم تحف خروج وقته الخ (باب العيدين، ۲/ ۱۶۷ ط سعید کمپنی)

(۲) و وقت المغرب منه إلى غيبوبة الشفق وهو الحمرة عندهما و به يفتى... (عالمگیریة، الفصل الأول في الأوقات، ۵۱/۱ ط ماجدیہ، کونند)

(و وقت المغرب منه إلى غروب الشفق وهو الحمرة (الدر المختار: كتاب الصلاة ۳۶۱/۱ ط سعید) (عموماً یہ وقت ایک گھنٹہ سے زائد ہوتا ہے)

نماز پڑھنے سے روک دیا گیا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(جواب دیگر ۵۳) فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز اس وقت نہ پڑھی جائے۔ آفتاب نکلنے کے بعد جب اونچا ہو جائے تو پڑھے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھنا جائز ہے

(سوال) زید کہتا ہے کہ چونکہ صبح صادق پانچ بجکر ۴۵ منٹ پر ہو رہی ہے اس لئے نماز فجر چھ بجے کے بعد ہونی چاہیے عمر کہتا ہے کہ صحابہ نے اندھیرے میں نماز فجر ادا کی ہے اگر ہم کسی صحابی کی اقتدا کر لیں اور رمضان المبارک میں لوگوں کی سستی کی وجہ سے ذرا پہلے کھڑے ہو جائیں تو کیا حرج ہے؟

المستفتی خادم العلماء محمد سلطان زبیری

(جواب ۵۴) بعض احادیث سے رمضان المبارک میں فجر کی نماز ہمیشہ کے معمول سے کسی قدر پہلے پڑھنا مفہوم ہوتا ہے اس لئے اس کی گنجائش ہے کہ رمضان المبارک میں نماز فجر ذرا جلدی پڑھ لی جائے۔ لیکن طلوع صبح صادق سے پہلے نماز جائز نہیں صبح صادق پونے چھ بجے کے بھی کچھ بعد (آج کل یعنی دسمبر کے دوسرے عشرے میں) ہوتی ہے اس لئے نماز چھ بجے شروع کر دی جائے تو مضائقہ نہیں اس سے پہلے نہیں ہونی چاہیے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

وقت عصر کے بارے میں چند سوالات

(سوال) (۱) حنفی مذہب میں ایک مثل پر عصر کا وقت ہوتا ہے یا نہیں؟ (۲) امام اعظمؒ سے جیسے دو مثل کی روایت ہے ویسے ان سے ایک مثل کی بھی روایت ہے یا نہیں؟ (۳) امام اعظمؒ کا رجوع صاحبین کے قول کی

(۱) و کرہ تحریماً و کل مالا يجوز مکروه (صلاة) مطلقاً . مع مشروق واستواء : و غروب (در مختار) و فی الشامیة : " لکن الصحیح الذی علیہ المحققون انه لا نقصان فی ذلك الجزء نغمہ بل فی الأداء فیہ من التشبة بعدة الشمس الخ (کتاب الصلاة ۱/۳۷۳ ط سعید کمپنی)

و فی الہندیة " ثلث ساعات لا تجوز فیہا المكتوبة ولا صلاة الجنابة ولا سجدة التلاوة الخ حتی ترتفع و عند الا انتصاف إلى أن تنزل و عند احمر ارھا الى أن تغیب الخ (عالمگیریة الفصل الثانی) فی بیان فضیلة الاوقات ۱/۵۲ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) یہ جواب مجمل ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ فجر کی نماز کے بعد نوافل اور واجب لغیرہ پڑھنا مکروہ ہے 'فرائض اور واجب لعینہ پڑھنا درست ہے۔

و کرہ نقل . و کل ما کان واجباً لا لعینہ بل لغیرہ . بعد صلاة فجر و عصر الخ (التنویر مع شرحہ : کتاب الصلاة ط سعید)

(۳) عن قتادة عن أنس أن زید بن ثابت ثابت حدثہ انہم تسحروا مع النبی ﷺ ثم قاموا إلى الصلاة قلت : " کم بینہم " قال : قدر خمسين أو ستين یعنی آیة (بخاری) باب وقت الفجر ۱/۸۲ ط قدیمی کتب خانہ) قال الشعرانی فی المیزان " و فی روایة لأحمد ان الاعتبار بحال المصلین فان شق علیہم التغلیس کان الأسفار افضل وان اجتمعوا کان التغلیس افضل (فتح الملہم : کتاب الصلوة ۲/۲۱۲ ط ادارة القرآن کراچی)

طرف ثابت ہے یا نہیں؟ (۴) فتویٰ دو مثل کی روایت پر ہے یا صاحبین کے قول پر جو کہ امام صاحب سے دوسری روایت ایک مثل کی ہے موافق قول صاحبین کے (۵) جو شخص ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھ لے تو اس کو اعادہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ (۶) جو شخص عصر کی نماز ایک مثل پر پڑے اس کو غیر مقلد کہنا اور کہنا کہ تیری نماز نہیں ہوئی جائز ہے یا نہیں؟

۲۲ محرم ۱۳۳۹ھ

(جواب ۵۵) (۱) حنفی مذہب میں خود امام ابو حنیفہ سے دو مثل کے بعد عصر کا وقت ہونے کی روایت اشہر الروایات ہے اور متون میں اسی روایت کو اختیار کیا گیا ہے (۱) اور صاحبین سے ایک مثل کے بعد عصر کا وقت ہونا منقول ہے (۲) امام صاحب سے ایک روایت میں ایک مثل کے بعد عصر کا وقت ہو جانا بھی مروی ہے جیسا کہ صاحب در مختار نے ذکر کیا ہے (۲) (۳) امام صاحب سے بعض علمائے رجوع بھی نقل کیا ہے کہ حضرت امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا (۲) (۴) بہت سے فقہاء نے ایک مثل کے قول پر فتویٰ دیا ہے اور بہت سے دو مثل والے قول کو ترجیح دیتے ہیں جیسے صاحب بحر الرائق بہر حال اس میں ترجیح اور فتویٰ دونوں جانب موجود ہے (۵) احتیاط یہ ہے کہ عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے اور ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر اور احتیاطاً اگر اسی عصر کا جو دو مثل سے پہلے پڑھی گئی اعادہ کر لیا جائے تو مضائقہ نہیں (۶) (۴) ایسے شخص کو غیر مقلد کہنا یا یہ کہنا کہ تیری نماز صحیح نہیں ہوئی درست نہیں جب کہ خود حنفیہ میں سے صاحبین کا یہ مذہب ہے اور فقہائے حنیفہ میں سے ایک جماعت اسے ترجیح دے رہی ہے اور مفتی بہ بتا رہی ہے اسی طرح دو مثل کے بعد عصر پڑھنے والے کو یہ کہنا کہ یہ شخص قول مردود پر عمل کرتا ہے یا اس کا یہ عمل خطا ہے درست نہیں۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

نمازیوں کی آسانی کے لئے جماعت کا وقت مقرر کرنا بہتر ہے

(المجمعیۃ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) امام مسجد اور مصلیوں نے باتفاق رائے اوقات نماز باجماعت مقرر کئے زید نے ایک روز جھگڑا کیا اور امام سے کہا کہ تم وقت مقرر کرنے والے کون ہوتے ہو اس کی ضرورت کیا ہے ہم جس وقت چاہیں اس وقت تمہیں نماز پڑھانی ہوگی ورنہ یہاں مار پیٹ ہوگی اور گردن پکڑ کر تمہیں مصلے پر کھڑا کروں گا اور نقشہ

(۱) قوله ای بلوغ الظل مثلیہ' هذا ظاهر الروایة عن الامام' وهو الصحيح (رد المحتار' کتاب الصلوٰۃ ۱/۳۵۹ ط سعید کمپنی)

(۲) ووقت الظہر من زوالہ الی بلوغ الظل مثلیہ و عنہ مثله' وهو قولہما وزفر والائمة الثلاثة الخ (الدرالمختار' کتاب الصلوٰۃ ۱/۳۵۹ ط سعید کمپنی)

(۳) قوله والیہ رجوع الامام ای الی قولہما الذی هو روایة عنہ أيضاً و صرح فی المجمع بأن علیہا الفتوی الخ (رد المحتار' کتاب الصلوٰۃ ۱/۳۶۱ ط سعید کمپنی)

(۴) والأحسن ما فی السراج عن شیخ الاسلام أن الاحتیاط أن لا یؤخر الظہر الی المثل ولا یصلی العصر حتی یبلغ المثلین لیكون مؤدیاً للصلاۃ فی وقتہما بالاجماع الخ (رد المحتار' کتاب الصلوٰۃ ۱/۳۵۹ ط سعید کمپنی)

اوقات کو پھاڑ کر پھینک دوں گا۔ وغیرہ

(جواب ۵۶) بے شک زید نے امام اور جماعت کی توہین کی ہے نماز و جماعت کا وقت مقرر کرنا آسانی اور کثرت جماعت کے خیال سے جائز اور اکثر بلاد اسلامیہ میں معمول و متعارف ہے اس پر اعتراض کرنا ناواقفیت ہے زید کو توبہ کرنا اور امام سے معافی مانگنا لازم ہے اور جب اکثر جماعت تعیین وقت سے راضی ہے تو صرف ایک یا دو شخصوں کی ناراضی قابل اعتنا نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دو نمازوں کو اکٹھے ایک وقت میں پڑھنا جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۹ء)

(سوال) اگر کوئی صحیحین کی احادیث جمع بین الصلوٰتین کو جمع صوری پر محمول کرنے کو تاویل محض سمجھ کر جمع حقیقی پر محمول سمجھتا ہو اچیاناً اس پر عمل کرے تو اس کا یہ فعل موافق سنت کے سمجھا جائے گا یا نہیں؟
(جواب ۵۷) حنفی کو جمع بین الصلوٰتین حقیقیہ کرنی جائز نہیں الا یہ کہ کسی شدید ضرورت کے موقع پر امام شافعی کے مسلک پر عمل کرے تو معذور ہوگا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اذان و جماعت میں کتنا وقفہ کیا جائے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۰ء)

(سوال) اذان کے بعد کتنی دیر مقتدیوں کا انتظار کرنا چاہیے؟

(جواب ۵۸) کم از کم پندرہ منٹ کا وقفہ اذان و اقامت کے درمیان ہونا چاہیے۔ مگر مغرب میں نہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز فجر سورج طلوع ہونے کے بعد قضا کی جاسکتی ہے

(سوال) سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز پڑھے تو کیا نیت کرے؟

المستفتی نمبر ۲۹۶ محمد انور (ضلع جالندھر) ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۳۰ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۹) سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز قضا ہوتی ہے قضا کی نیت کرے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) قال فی التنبیہ و شرحہ " و یجلس بینہما بقدر ما یحضر الملا زمون مراعیاً لوقت النداء " الخ (باب الأذان) ۳۸۹/۱ ط سعید کمپنی) و فی الہندیۃ " و ینبغی ان یؤذن فی أول الوقت و یقیم فی وسطہ حتی یفرغ المتوضی من وضونہ و المصلی من صلاتہ و المختصر من قضاء حاجۃ (باب الأذان ۵۷/۱ ط ماجدیہ)
(۲) ولا جمع بین فرضین فی وقت بعدد سفر و مطر خلافاً للشافعی الخ ولا بأس بالتقلید عند الضرورة الخ (الدر المختار کتاب الصلوة ۳۸۱/۱ ط سعید) (۳) قال فی التنبیہ و شرحہ " و یجلس بینہما بقدر ما یحضر الملا زمون مراعیاً لوقت النداء الا فی المغرب (باب الأذان ۳۸۹/۱ ط سعید) (۴) فی التنبیہ و لا بد من التعین عند النیۃ لفرض ولو قضاء (باب شروط الصلاة ۱۸/۱ ط سعید)

غروب آفتاب کے کتنی دیر بعد عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے؟

(سوال) غروب آفتاب کے بعد کتنی دیر تک شفق باقی رہتی ہے یعنی کب غائب ہو کر عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے؟

(جواب ۶۰) یہ وقفہ ہمیشہ یکساں نہیں رہتا ماہ ہماہ یعنی تھوڑے تھوڑے دن میں اس میں کمی پیشی ہوتی رہتی ہے مگر یہ وقفہ ایک گھنٹہ اڑتیس منٹ سے کبھی زائد نہیں ہوتا اور ایک گھنٹہ اکیس منٹ سے کبھی کم نہیں ہوتا جون کے مہینے میں وہ سب سے زائد یعنی ایک گھنٹہ اڑتیس منٹ کا ہوتا ہے اور ستمبر میں سب سے کم یعنی ایک گھنٹہ اکیس منٹ کا ہوتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

تیسرے باب

امامت و جماعت

فصل اول امامت

نابالغ کی امامت کا حکم

(سوال) امامت نابالغ کی بالغین کے واسطے تراویح میں ازروئے مذہب حنفیہ جائز ہے یا نہیں؟ تمام کتب معتبرہ حنفیہ متون و شروح و فتاویٰ اس پر ہیں کہ امامت مسطورہ جائز نہیں ہے جیسا کہ ہدایہ، کفایہ، عنایہ، کبیری، شامی، درالمختار، یعنی عالمگیری، قاضی خاں، مستخلص، بحر الرائق وغیرہ سب کے سب لکھتے ہیں کہ جائز نہیں ہیں بنا بر روایات صحیحہ ظاہر الروایۃ۔ المستفتی مولوی احمد الدین شاہ پولی گنجالی

(جواب ۶۱) بیشک صحیح اور معتبر یہی ہے کہ نابالغ کی امامت تراویح میں بھی جائز نہیں اور یہ فقیر متعدد بار اسی روایت صحیحہ پر فتویٰ دے چکا ہے (۲) واللہ اعلم۔ کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا

(۱) کشتی دیکھنے والے کی امامت

(۲) حنفیوں کو مشرک کہنے والے غیر مقلدوں کی امامت کا حکم

(سوال) پہلوانوں کی کشتی اور کبڈی دیکھنا کیسا ہے زید کہتا ہے کہ ان چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں اور حدیث

(۱) ووقت المغرب منه إلى عيبوبة الشفق وهو الحمرة عند هما و به يفتى . و عند أبي حنيفة الشفق هو البياض الذي يلي الحمرة . و قول أبي حنيفة . رحمه الله أحوط : لان الأصل في باب الصلاة أن لا يثبت فيها ركن ولا شرط إلا بما فيه يقين كذا في النهاية (عالمگیریة الفصل الأول في أوقات الصلاة ۱/ ۵۱ ط ماجدیه کونئہ) عام طور پر یہ وقت ایک گھنٹہ بیس منٹ رہتا ہے۔

(۲) قال في التوير و شرحه: " ولا يصح اقتداء رجل بامرأة و خنثى و صبي مطلقاً ولو جنازة و نقل على الأصح " الخ و في الشامية: " والمختار أنه لا يجوز في الصلاة كلها الخ (باب الأمامة ۱/ ۵۶۰ ط سعید کمپنی)

پیش کرتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علیؓ کو زندہ اور مردہ کی رائے دیکھنے سے منع فرمایا عمر کہتا ہے کہ یہ تمام باتیں جائز ہیں اور کبڈی و کشتی وغیرہ کی تعریف بھی کرتا ہے اب ایسی صورت میں عمر کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور ہوتی ہے تو کیسے ہوتی ہے اور عمر کا کیا جواب ہے؟

(۲) جو غیر مقلدین ڈھیلے سے استنجا نہیں کرتے اور پیس رکعت تراویح جو صحابہ کی سنت ہے اسے بدعت کہتے ہیں اور احناف کو کافر و مشرک بتاتے ہیں ان کا کیا حکم ہے اور ایسے لوگوں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں اگر ہوتی ہے تو کیسی ہوتی ہے؟

(جواب ۶۲) کشتی ایسی طرح دیکھنا کہ ستر کھلے نا جائز ہے (۱) اور عمر جو اسے جائز کہتا ہے غلطی پر ہے اور اگر وہ باوجود ستر کھلنے کے اسے جائز کہنے پر اصرار کرے تو اس کی امامت مکروہ ہے (۲)

(۲) جو غیر مقلدین کہ خفیوں کو مشرک اور کافر کہیں صحابہ کو بدعتی بتائیں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (۳) کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ۔

مسجد میں امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے؟

(سوال) کسی مسجد میں امام مقرر کرنے کا شرعاً کسے اختیار ہے؟

(جواب ۶۳) اگر مسجد کا بانی معلوم ہو اور موجود ہو تو امام اور مؤذن اور متولی مقرر کرنے اور مرمت وغیرہ کرانے کا اختیار خود بانی کو ہے۔ رجل بنی مسجداً لله تعالى فهو احق الناس بمرمته و عمارته و بسط البواری و الحصر و القنادیل و الاذان و الاقامة و الا مامة ان كان اهلا لذلك فان لم يكن فالرأى في ذلك اليه (قاضي) ص ۶۵ ج ۱ علی ہامش السنديہ و كذاني فتاوى (د) السنديہ ص ۷۱ ج ۱) و كذلك لو فازعه اهل السكة في نصب الامام و المؤذن كان ذلك اليه (فتاوى قاضي خان) ص ۳۲۸ ج ۳ علی ہامش السنديہ) لیکن اگر بانی معلوم و موجود نہ ہو تو اس نے اگر کسی کو متولی بنا کر اختیارات مذکورہ اسے دیئے ہوں تو اسے نصب امام وغیرہ کا اختیار ہوگا اور اگر بانی نے کسی کو متولی مقرر نہ کیا ہو تو متولی مقرر کرنے کا اختیار قاضی یعنی حاکم اسلام کو ہے وہ جسے مناسب سمجھے متولی مقرر کرے۔ و مع هذا لا يكون لا هل

(۱) ويجوز ان ينظر الرجل إلى الرجل إلا إلى عورته و عورته ما بين سرتة حتى تجاوز ركبته (عالمگیریة) كتاب الكراهية الفصل الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه و ما لا يحل ۳۲۷/۵ ط ماجدیہ

(۲) و يكره امامة عبد و أعرابي و فاسق الخ (التنوير و شرحه) و في الشامية: "أما الفاسق فقد عللوا كراهة تعديمه فان لا يهتم لأمر دينه و بأن في تقديمه لا مامة تعظيمه و قد وجب عليهم اهانتة شرعاً. بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم (باب الامامة ۱/ ۵۶۰ ط سعيد)

(۳) ايضاً

(۴) (فصل في المسجد ۱/ ۶۷ ط ماجدیہ كونته)

(۵) (فصل كره غلق المسجد ۱/ ۱۱۰ ط ماجدیہ كونته)

(۶) (باب الرجل يجعل داره مسجداً ۳/ ۲۹۷ مكتبة ماجدیہ)

مسجد نسب القیم والمتولی بدون استطلاع رأی القاضی (قاضی خان^(۱)) علی ہامش ہندیہ ج ۳ ص ۳۲۸) لیکن جس جگہ حاکم اسلام نہ ہو تو پھر اہل مسجد قائم مقام قاضی کے ہیں وہ متولی مقرر کر سکتے ہیں اسی طرح نصب امام ومؤذن کا اختیار رکھتے ہیں۔ اہل مسجد با عواغلة المسجد او نقض المسجد ان فعلوا ذلك بامر القاضی جازوان فعلوا بغير امره لا يجوز الا ان يكون في موضع لم يكن هناك قاض انتهي مختصراً (قاضی خان ص ۳۲۲ ج ۳ ہندیہ)^(۲) لیکن بانی یا متولی یا اہل مسجد کا اختیار اسی وقت راجح ہوگا کہ لائق شخص مستحق امامت کو امام مقرر کریں ورنہ اگر بانی یا متولی کسی غیر مستحق کو امام بنانا چاہے اور اہل مسجد کسی لائق شخص کو تو اہل مسجد کا حق راجح ہوگا۔ الا اذا عين الباني لذلك رجلا و عين اهل السكة رجلا آخر اصلح ممن عينه الباني فحينئذ لا يكون الباني اولی (قاضی خان ص ۳۳۸ ج ۳ ہندیہ)^(۳) اما اذا كان الباني موجودا فنصب الامام اليه وهو مختار الا سكاف رحمه الله قال ابو الليث و به نأخذ الا ان ينصب شخصا والقوم يريدون من هو اصلح منه (عنایہ علی ہامش فتح القدیر جلد ۸ ص ۳۳۹ طبع مصر) اور اگر اہل مسجد کسی امام کے مقرر کرنے میں دو فریق ہو جائیں تو جس فریق کا تجویز کردہ امام زیادہ لائق ہو وہ راجح ہوگا اور دونوں فریق کے امام لائق ہوں تو بڑے فریق کا امام راجح ہوگا۔ رجلا في الفقة والصلاح سواء الا ان احدهما اقرأ فقدم اهل المسجد غير الا قرأ فقد اساء واوان اختار بعضهم الا قرأ واختار بعضهم غيره فالعبرة للاكثر. كذا في السراج الوهاج. (فتاویٰ عالمگیری ص ۸۸ ج ۱)^(۴) واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاواہ محمد المدعو بحفایۃ اللہ عفاعنہ مولانا

مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

بغیر عذر شرعی کے پہلے امام کو معزول کرنا درست نہیں (سوال) ایک قریہ میں جس میں تقریباً ساٹھ گھر ہوں گے ان کا ایک امام ۸ یا ۷ سال سے نماز پڑھایا کرتا تھا اب اس سے لوگوں کا اختلاف پڑ گیا ہے اور اس قریہ کے آدھے بلکہ زیادہ لوگوں نے دوسرا پیش امام مقرر کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو پیش امام نہیں رکھا تھا بلکہ ویسے ہی نماز پڑھاتا تھا آیا اس پیش امام ثانی کے لئے کوئی صورت جواز کی ہے یا نہیں اور مسجد مذکور میں دو جماعتیں ہوتی ہیں یہ جماعتیں جائز ہیں یا نہیں؟ (جواب ۶۴) صورت مسئلہ میں اگر کوئی وجہ کراہت شرعی موجود ہو جب تو لوگوں کو اختیار ہے بلکہ مناسب یہی ہے کہ اس کو علیحدہ کر کے دوسرا امام مقرر کر لیں اور اگر اختلاف کا باعث صرف نفسانیت ہے

(۱) (ایضاً) گذشتہ صفحہ حاشیہ آخری

(۲) (فصل فی وقف المنقول ۳/۳۱۲ ط ماجدیہ)

(۳) (باب الرجل يجعل داره مسجداً ۳/۲۹۷)

(۴) (الفصل الثانی فی بیان من هو احق بالامامة ۱/۸۴ ط ماجدیہ)

تو دوسرے لوگوں کو ایسا کرنا جائز ہے رجل ام قوما وهم له کارهون ان كانت الكراهة لفساد فيه
اولا نهم احق بالا مامة يكره له ذلك وان كان هو احق بالا مامة لا يكره. هكذا في المحيط
(ہندیہ ص ۹۱ ج ۱) (۱) اور ایک مسجد میں دو جماعتیں کرنا بہت برا ہے دوسری جماعت کرنے والے گناہ گار
ہوں گے مگر یہ کہ پہلی جماعت کا امام ظالم اور مقتدی ناحق پر ہوں قوم جلوس فی المسجد الداخل وقوم
فی المسجد الخارج اقام المؤذن فقام امام من اهل الخارج فامهم وقام امام من اهل الداخل
فامهم من يسبق بالشروع فهو والمقتدون به لا كراهة في حقهم كذا في الخلاصة (ہندیہ ص
۸۸ ج ۱) (۲)

غلط خوال کی امامت

(سوال) ایک شخص امامت کرتا ہے اور کلام پاک کو غلط پڑھتا ہے یعنی بجائے قاف اور بڑے شین کے
چھوٹا کاف اور چھوٹا سین پڑھتا ہے مثلاً اس آیت کریمہ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً کو ان یبعثق ربک
مکاماً محموداً اور دیگر حروف کو بھی مثلاً ز کے بجائے ج وغیرہ ادا کرتا ہے اور ایسی غلطیاں کرتا ہے کہ
ایک ادنیٰ درجہ کا قرآن خوال بھی تمیز کر لیتا ہے اور امام مذکور کے بعض مقتدی ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ اعلم
بالسنة اور قرآن پاک کو اچھی طرح ادا کرنے والے تو ایسی صورت میں سب کی نماز ہوتی ہے یا نہیں اور اس امام
کو امی کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور امی اصطلاح فقہ میں کس کو کہتے ہیں؟ بینوا تو جروا

(جواب ۶۵) صورت مسئلہ میں جو شخص امامت کرتا ہے اگر وہ قاف کو اپنے مخرج سے ادا کرنے پر قادر
ہی نہیں ہے تو اس کی امامت جائز نہیں اگر وہ امامت کرے گا تو نہ خود اس کی نماز ہوگی نہ مقتدین کی۔ ولا
يجوز امامة الا لشع الذی لا يقدر على التكلم ببعض الحروف الا لمثله اذا لم یکن فی القوم من
يقدر على التكلم بتلك الحروف فاما اذا كان في القوم من يقدر على التكلم بها فسدت صلواته
وصلوة القوم (انتہی۔ ہندیہ ص ۹۰ ج ۱) (۲) ایسے شخص کی امامت صرف اس صورت میں جائز ہے کہ اس
کے تمام مقتدی بھی اسی جیسے ہوں لیکن سوال میں مذکور ہے کہ اس کے پیچھے قاری بھی نماز پڑھتے ہیں اور اس
حالت میں تمام جماعت کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر وہ ایسا شخص ہے کہ مثلاً قاف کو اپنے مخرج سے ادا کرنا
چاہے تو کر سکتا ہے لیکن دقت سے۔ تو اس صورت میں بھی اس کی اور تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی
لیکن اگر وہ کسی طرح قاف کو ادا نہیں کر سکتا تو اس کو ایسی آیت پڑھنی چاہیے جس میں یہ حرف نہ ہو اور اگر اس
کو ایسی آیت نہ ملے یا یاد نہ ہو تو خود اس کی نماز ہو جائے گی لیکن امامت نہ کرے اور اگر اس کو ایسی آیت مل

(۱) (الفصل الثالث فی بیان من يصلح إماماً لغيره ۸۷/۱ ط ماجدیہ)

(۲) (الفصل الثانی فی بیان من هو أحق بالامامة ۸۴/۱ ط ماجدیہ)

(۳) (الفصل الثالث فی بیان من يصلح إماماً لغيره ۸۶/۱ ط ماجدیہ)

جائے جس میں قاف نہ ہو تو اس کی نماز و امامت جائز ہے اور اگر باوجود ایسی آیت نہ ملنے کے اس نے ایسی آیت پڑھی جس میں قاف تھا اور قاف کی جگہ کاف پڑھا تو اس کی نماز تنہا بھی نہ ہوگی۔ ومن لا يحسن بعض الحروف ينبغي ان يحهد ولا يعذر في ذلك فان كان لا ينطق لسانه في بعض الحروف ان لم يجد آية ليس فيها لك الحروف تجوز صلوته ولا يؤم غيره وان وجد آية ليس فيها فقراً جازت صلوته عند الكل وان قرأ الآية التي فيها تلك الحروف قال بعضهم لا تجوز صلوته . هكذا في فتاوى قاضي خان وهو الصحيح كذا في المحيط (ہندیہ ص ۸۳ ج ۱) (۱)

جھوٹ بولنے والے تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک شخص مسجد میں بیٹھ کر مجمع عام میں جھوٹ بولے اور علانیہ طمع نفس کے واسطے امامت کرے ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

(جواب ۶۶) سوائے ان مواقع کے جہاں تو یہ جائز ہے جھوٹ بولنے کی عادت سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور اسکے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے (۲) رہا طمع نفس سے امامت کرنا تو اگر اس سے مراد یہ ہے کہ امامت کی تنخواہ لیتا ہے اور تنخواہ لیکر امامت کرتا ہے تو متاخرین حنفیہ کے فتویٰ کے مطابق امامت کی اجرت جائز ہے اور جب جائز ہے تو تنخواہ لینا اور تنخواہ لیکر امامت کرنا بھی جائز ہے۔ وفي روضة الزند و يستی كان شيخنا ابو محمد عبد الله الخزاخيزي يقول في زماننا يجوز للامام والمؤذن والمعلم اخذ الاجرة . انتهى (عینی شرح کنز) (۳) اور اگر طمع سے مراد کچھ اور ہے تو اسے بیان کیا جائے۔

ضالین کو ظالین پڑھنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد ضالین کو ہمیشہ غیر مقلدین اور روافض کی طرح ظالین پڑھتا ہے جب بعض مقتدیوں نے اس بات سے منع کیا تو کہا کہ اس کے جواز کا فتویٰ میرے پاس موجود ہے اور میں نے قاریوں سے بھی خوب تحقیق کر لیا ہے لہذا میں تو اسی طرح پڑھوں گا تم میرے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو اختیار ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۷) حرف ضاد۔ ظا اور ذال سے بالکل مبائن اور جداگانہ حرف ہے اس کو اپنے مخرج سے ادا کرنا چاہیے اور مخرج سے ادا کرنے کے قصد و ارادہ کے بعد اگر وہ ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ مشابہ ہو جائے تو مضائقہ نہیں لیکن اگر قصد اطاء یا ذال پڑھے گا تو نماز فساد ہو جائے گی ضاد اپنی صفات کے لحاظ سے ظا کے

(۱) (الفصل الخامس في زلة القاري ۱/ ۷۹ ط ماجدیہ)

(۲) و يكره امامة عبد و اعرابي و فاسق الخ (الدر المختار باب الامامة ۱/ ۵۶۰ ط سعید کمپنی)

(۳) (باب الاجارة الفاسدة ۲/ ۱۵۴ ط ادارة القرآن كراچی)

ساتھ زیادہ مشتبہ الصوت ہے مگر یہ اسی وقت جب کہ اپنے مخرج سے ادا کیا جائے ورنہ یہ آواز بھی جس کو وال منعم کہا جاتا ہے اسی ضد کی بجڑی ہوئی آواز ہے بوجہ امتیاز خالص ظا کی آواز سے بہتر ہے (۱)

امامت کی اجرت لینا جائز ہے

(سوال) امامت کی اجرت یا تعلیم قرآن و دیگر کتب دینیہ کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں اور اگر کوئی شخص اجرت لیکر امامت کرے یا اجرت لیکر قرآن شریف پڑھائے ایسے شخص کے واسطے شریعت میں کیا حکم ہے؟ (جواب ۶۸) امامت و تعلیم قرآن کی اجرت (بنا بر فتویٰ متاخرین حنفیہ) لینا جائز ہے۔ قال فی الهدایة و بعض مشائخنا رحمہم اللہ تعالیٰ استحسنوا الا ستنجا علی تعلیم القرآن الیوم لظہور التوانی فی الامور الدینیة ففی الامتناع تضيع حفظ القرآن و علیہ الفتویٰ زاد فی مختصرا لوقایة و متن الاصلاح تعلیم الفقه و زاد فی متن المجمع الامامة و مثله متن الملتقى و درر البحار (رد المحتار مختصراً) (۲)

صرف ٹوپی پہن کر امامت کرانا جائز ہے

(سوال) امام کو ٹوپی سے نماز پڑھانا جائز ہے یا عمامہ سے۔ اگر ٹوپی سے نماز پڑھانا جائز ہے تو وہ کون سی ہے؟ عمامہ اور ٹوپی میں ثواب کس کے ساتھ نماز پڑھانے میں زیادہ ہے؟ (جواب ۶۹) امامت عمامہ اور ٹوپی دونوں سے جائز ہے اور کسی خاص قسم کی ٹوپی سے ضروری نہیں جس ٹوپی سے چاہے امامت کر سکتا ہے عمامہ کے ساتھ ثواب زیادہ ہوگا لیکن ٹوپی میں کوئی کراہت نہیں ہے (۳)

حالت جنابت میں نماز پڑھانے والے کا حکم

(سوال) ایک شخص جنابت میں نماز پڑھاتا ہے آیا ایسا شخص کون ہے اور لوگوں کی نماز اس کے پیچھے ہوئی یا نہیں؟ بینوا تو جروا

(۱) وإن كان لا يمكن الفصل بين الحرفين إلا بمشقة كالطاء مع الضاد والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشائخ قال اكثرهم " لا تفسد صلوته " هكذا في فتاوى قاضى خان و كثير من المشائخ أفتوا به قال القاضى الأمام ابو الحسن والقاضى الامام أبو عاصم إن تعمد فسدت وإن جرى على لسانه أو كان لا يعرف التمييز لا تفسد وهو اعدل الا قوايل والمختار هكذا في الوجيز للكرورى (عالمگیریة) الفصل الخامس فى زلة القارى ۷۹/۱ ط ماجدیہ

(۲) کتاب الأجاراة مطلب تحریر ہم فی عدم جواز الا ستنجا علی التلاوة والنهليل ۵۵/۶ ط سعید
(۳) وقد ذكروا ان المستحب أن یصلی فی قمیص وازار وعمامة ولا یكره الا كتفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشتهر بین العوام من كراهة ذلك؛ وكذا ما اشتهر أن المؤتم لو كان معتما بعمامة والأمام مكثفيا بالقلنسوة یكره الخ (عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقایة كتاب الصلوة ۱۶۹/۱ ط سعید كمپنی)

(جواب ۷۰) جو شخص حالت جنابت میں نماز پڑھائے وہ کافر ہے (۱) اور جن لوگوں نے ناواقفیت میں اس کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان کو علم ہونے کے وقت نماز کا اعادہ لازم ہوگا لیکن اگر حالت جنابت میں نماز پڑھانا صرف اس کے قول سے معلوم ہوا ہو اور یہ بھی ثابت ہو کہ وہ بیباکی اور رندی کی وجہ سے ایسا کہتا ہے تو اس کا قول غیر معتبر سمجھا جائے گا اور اعادہ صلوة کا حکم نہیں دیا جائے گا ہاں اگر یہ خیال ہو کہ یہ شخص تورعاً اور خوف خدا کی وجہ سے یہ بات ظاہر کرتا ہے تو اعادہ نماز کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم

امام کا ”در“ یا ”محراب“ کے اندر کھڑا ہونا

(سوال) محراب کا اطلاق ازروئے شرع شریف آیا صرف اس پر ہوتا ہے جو منبر کے قریب دیوار میں کندہ ہوتا ہے یا باہر جو دروازے محراب نما ہوتے ہیں اس کو بھی محراب کہا جاسکتا ہے؟ محراب کی صحیح تعریف فرمائیے نیز باہر کے محراب نما دروازہ پر جو عوام کراہتہ صلوة کا حکم لگاتے ہیں صحیح ہے یا غلط جواب شافی و مدلل تحریر فرمائیں لوگوں میں اس مسئلے میں اختلاف شدید ہو رہا ہے۔ فقط بینوا تو جروا؟

المستفتی حافظ محمد شفیع اللہ کوچہ میر ہاشم دہلی

(جواب ۷۱) محراب اصل تو وہی ہے جو دیوار قبلہ میں ہوتی ہے لیکن اس کا حکم ان دروں پر بھی جو باہر کے دروازوں میں بصورت محراب بنائے جاتے ہیں بعض فقہانے عائد کیا ہے اس لئے احتیاط یہ ہے کہ امام ان دروں کے باہر کھڑا ہو تاکہ کسی قسم کا شبہ اور شک باقی نہ رہے لیکن اگر امام در میں بھی کھڑا ہو جائے تو لڑنے جھگڑنے کا موقع نہیں ہے کیونکہ زیادہ سے زیادہ لوٹی اور خلاف لوٹی کا اختلاف ہے اور لڑائی جھگڑا حرام ہے (۲) فقط۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

خواہ مخواہ امام سے اختلاف نہ کیا جائے

(سوال) متولی و پیش امام صاحب سے اگر مسلمانوں کو کچھ شکایات پیدا ہو جائے اور وہ ان شکایات کو خاطر میں نہ لائیں اور مسلمانوں کے جذبات کی کچھ پروا نہ کریں اور بائیں وجہ مسلمان مسجد میں جانا چھوڑ دیں تو ایسی

(۱) کفر کا حکم اس وقت ہے جب کہ بطور استخفاف ایسا کرے۔ قال فی الدر المختار ”وبهذا ظهر أن تعمد الصلاة بلا طهر غير مكفر فليحفظ وقد مر الخ وفي الشامية“ قوله وقد مر ”أى فى أول كتاب الطهارة قدمنا هناك عن الحلية البحث فى هذه العلة وإن علة الأكفار إنما هى الاستخفاف“ (كتاب الطهارة ۱/۱۵۱ ط سعید کمپنی) وفى العالمگیریة ”رجل ام قوماً شهراً ثم قال : ”كنت محوسياً“ الخ وكذا لو قال ”صليت بكم المدة على غير وضوء وهو ما جن لا يقبل قوله وإن لم يكن كذلك والمحتمل أن قال على وجه التورع وإلا احتياط أعادوا أصلاً تهمة الخ وكذا إذا جان أن الإمام كافر أو محنون الخ أو محدثاً أو جنباً الخ (الفصل الثانى فى بيان من يصلح إماماً لغيره ۱/۸۷ ط ماجدیہ)

(۲) او يكره قيام الإمام وحده فى الطاق وهو المحراب ولا يكون سجوده فيه إذا كان قائماً خارج المحراب هكذا فى التبيين وإذا ضاق المسجد بمن حلف الإمام فلا بأس بأن يقوم فى الطاق. (عالمگیریة الفصل الثانى فيما يكره فى الصلاة وما لا يكره ۱/۱۰۸ ط ماجدیہ)

صورت میں نماز باجماعت نہ پڑھنے اور نماز جمعہ مسجد میں ادا نہ کرنے کا گناہ کس پر عائد ہوگا۔ اور ان حالات میں متولی و امام مسجد پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

(جواب ۷۲) ہاں متولی و پیش امام کا مذہبی و اخلاقی فریضہ ہے کہ مسجد کے نمازیوں کی جماعت ان سے خوش رہے اور کوئی جائز شکایت پیدا نہ ہونے پائے اگر نمازیوں کو کوئی جائز شکایت ہو تو رفع کریں اور اگر لوگ ان کی بے پروائی سے اس مسجد میں آنا چھوڑ دیں گے تو اس کا وبال ان پر ہوگا بشرطیکہ وجہ شکایت اتنی قوی ہو جو ترک مسجد و ترک جماعت کے لئے عذر ہو سکتی ہو لیکن اگر لوگوں کو خواہ مخواہ متولی یا امام سے شکایت ہو اور متولی یا امام کے اندر فی الحقیقت کوئی عیب یا وجہ شکایت موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں نہ متولی و امام ان کی دلجوئی کا مکلف ہے اور نہ ان کے مسجد چھوڑ دینے کا مواخذہ متولی یا امام سے ہو سکتا ہے (۱)

ڈاڑھی کٹوانے والے اور مسائل سے ناواقف کی امامت مکروہ ہے

(سوال) ایسے امام کی امامت جائز ہے یا نہیں جو بالکل جاہل ہے اور نماز کی امامت کے واسطے جن مسائل اور جس قدر علم کی ضرورت ہے اس سے ناواقف ہے اور علاوہ اس جہالت کے فاسق معین ہے ڈاڑھی کتر و اتا ہے حد شرعی تک نہیں بڑھنے دیتا اور بازاروں راستوں میں کھاتا پیتا ہے اور جھوٹ بہت بولتا ہے اور متولیان مسجد کے خانگی کاروبار میں غلاموں کی طرح ایسا ہر وقت مشغول رہتا ہے کہ نماز کی امامت کی بھی پروا نہیں کرتا اور دیگر مبتدعات میں مصروف رہتا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۵ عبدالرحیم میرٹھ۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۳) اگر واقعات مذکورہ سوال درست ہیں تو متولی کو لازم ہے کہ ایسے امام کو علیحدہ کر کے دوسرا صالح متقی امام مقرر کر لے ایسے شخص کو امام راتب مقرر کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

تہنڈ بانڈھ کر نماز پڑھانا جائز ہے

(سوال) اگر پیش امام تہنڈ بانڈھے ہوئے نماز پڑھائے تو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۶ پیر محمد پان فروش (ساگر) ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۴) تہنڈ بانڈھ کر نماز پڑھانا بلاشبہ جائز ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) ولو ام قوما وهم له کارهون ان الکراہة لفساد فیہ اولا نهم احق بالامامة منه کرہ له ذلك تحریماً وان هو احق لا والکراہة علیہم الخ (الدر المختار باب الامامة ۱/۵۵۹ ط سعید)
(۲) ویکرہ امامة عبد و اعرابی و فاسق الخ (در مختار) و فی الشامیة: " قوله فاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة الخ (باب الامامة ۱/۵۶۰ ط سعید کمپنی) (۳) والرابع ستر عورتہ الخ وهي للرجل ما تحت سترته إلى ما تحت ركبته الخ (الدر المختار باب شروط الصلاة ۱/۴۰۴ ط سعید کمپنی)

(۱) اس نابینا کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے جو طہارت میں محتاط ہو

(۲) حافظ نابینا کے پیچھے تراویح کا حکم

(۳) چونکہ پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے

(سوال) (۱) حافظ نابینا کے پیچھے فرض نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲) نابینا کے پیچھے تراویح جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر امام بغیر چونکہ نماز پڑھاوے تو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۸ پیر محمد پان فروش (ساگر) ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۵) (۱) حافظ نابینا کے پیچھے نماز جائز ہے جب کہ وہ محتاط ہو اور اس سے بہتر کوئی دوسرا شخص یا دوسرا حافظ موجود نہ ہو (۲) فرض نماز ہو یا تراویح سب جائز ہیں (۳) امام بغیر چونکہ نماز پڑھائے تو جائز ہے

منکر رسالت کو امام بنانا جائز نہیں

(سوال) زید توحید و رسالت اور جمیع ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہوئے اور عمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ جو شخص صرف توحید کا قائل ہو اور رسالت اور قرآن کو نہ مانتا ہو وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ آخر میں اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی زید کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۶ محمد ابراہیم خاں ضلع غازی پور۔ ۹ رجب ۱۳۵۲ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۶) جو شخص آنحضرت ﷺ کی رسالت و نبوت کو نہ مانے اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب تسلیم نہ کرے وہ جماہیر امت محمدیہ علی صاحبہا زکی السلام والتحیہ کے نزدیک ناجی نہیں ہوگا ایسا شخص جو اس کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو اس کو امام بنانا جائز نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غلط پٹھے سے تائب متقی اور پرہیزگار کی امامت

(سوال) جو قومیں حرام پٹھے کی مرتکب ہیں جیسے گویا نقل ڈھاڑی، میراثی اگر ان میں سے کوئی حافظ ہو اور وہ بذات خود اپنے پٹھے سے تائب ہو اور متقی ہو دوسرے یہ کہ ایک بھلے خاندان کے اس سے علم میں زیادہ متقی اور حفاظ وہاں موجود ہوں تو ان کے مقابل اس کو جامع مسجد کا امام اور شہر کا نکاح خواں بنانا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۴ حافظ رحیم بخش (متھرا)

(۱) تبع ذلك صاحب النهر حيث قال " قید کراہة إمامة الأعمى في المحيط وغيره بان لا يكون افضل القوم " فان كان افضلهم فهو أولى الخ (رد المختار باب الامامة ۱/۵۶۱ ط سعید) وفي الهداية " و يكره تقديم العبد... والأعمى لانه لا يتوفى النجاسة الخ (باب الإمامة ۱/۱۲۲ ط مكتبة شركة علميه ملتان)

(۲) وإن انكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها فلا يصح الاقتداء به أصلاً (الدر المختار باب الامامة ۱/۵۶۱ ط سعید)

۹ رجب ۱۳۵۲ھ م ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۷) جب کہ کوئی شخص بذات خود متقی اور پرہیزگار ہو اور علم و فضل رکھتا ہو تو اس کو امامت کے لئے مقرر کرنا جائز ہے اگر اس کے مقابلے میں کوئی اونچے خاندان کا شخص بھی تقویٰ اور پرہیزگاری اور علم و فضل میں اس کے برابر موجود ہو تو اس کو امامت کے لئے ترجیح دینے میں مضائقہ نہیں ہے مگر باوجود اس کے اون کی درجے کی قومیت والے شخص کو امام بنانے میں کراہت نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تراویح میں پختہ حفظ والے کو امام بنایا جائے

(سوال) دو حافظ ہیں اور دونوں متقی ہیں ان میں سے ایک صاحب کو تو رمضان میں محراب سناتے وقت بہت زیادہ متشابہ لگتے ہیں اور دوسرے صاحب کو بہت کم جن صاحب کو متشابہ زیادہ لگتے ہیں وہ بقدر ضرورت علم صرف و نحو فارسی اور مسائل دینیہ سے اچھے واقف ہیں اور پیشہ سلائی کا کرتے ہیں اور جن صاحب کو متشابہ کم لگتے ہیں وہ حفظ کے علاوہ مسائل دینیہ سے ناواقف ہیں اور قوم کے مراشی ہیں مگر اپنے حرام پیشے سے تائب ہیں ان دونوں میں سے جامع مسجد کی پجگانہ امامت کے لئے کس کو مقرر کیا جائے؟

المستفتی نمبر ۹۵ حافظ رحیم بخش صاحب متحرک ۹ رجب ۱۳۵۲ھ م ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۸) پجگانہ نماز کی امامت کے لئے جو صاحب مسائل سے زیادہ واقف ہیں ان کو مقرر کرنا بہتر ہے البتہ تراویح میں قرآن مجید سنانے کے لئے ایسے حافظ کو ترجیح دی جائے تو مضائقہ نہیں جس کو قرآن شریف خوب یاد ہے اور بقدر ضرورت مسائل سے بھی واقف ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت

(سوال) جماعت میں ایک عالم کے ہوتے ہوئے جس کے ساتھ کثیر جماعت راضی ہو ایسے معمولی خواندہ آدمی کو امامت کی اجازت دینا جس کے ساتھ قلیل جماعت راضی نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد عنایت حسین صاحب کنور۔ ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ م ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۹) اتفاقیہ طور پر ایسا معاملہ پیش آجائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے البتہ مستقل طور پر افضل آدمی کو امام بنانا چاہئے اس کا خلاف مکروہ ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) والأحق بالامامة تقديماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة و حفظه قدر فرض و قيل واجب (الدر المختار، باب الامامة ۱/ ۵۵۷ ط سعید)

(۲) والأحق بالإمامة تقديماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلاة الخ ثم الا حسن تلاوة و تجويداً للقراءة (الدر المختار، باب الإمامة ۱/ ۵۵۷ ط سعید)

(۳) والأحق بالإمامة تقديماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلاة (إلى أن قال) فان اختلفوا اعتبر اكثرهم ولو قد مواعير الأولى أساء والخ (الدر المختار، باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

پندرہ سال کی عمر والے کے پیچھے نماز جائز ہے

(سوال) ایک لڑکا جو قرآن شریف حفظ کر رہا ہے اس کی عمر پندرہ سال کچھ ماہ کی ہے یعنی کہ سولہواں سال جاری ہے اس کے پیچھے تراویح پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۷ اکبر علی ریواری ضلع گورگانوہ۔ ۱۶ رمضان ۱۳۵۲ھ م ۳ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۸۰) اگر اس کی عمر پندرہ سال کی پوری ہو چکی ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

شہوت پرست مبتدع کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) یہاں کا ایک امام مسجد باوجود سخت مبتدع ہونے کے فاحشہ اور بازاری عورتوں کی دعوتیں بلا دغدغہ کھاتا ہے ان کے دیئے ہوئے کپڑے پہنتا ہے اور باوجود متعدد بار سمجھانے کے باز نہیں آتا ایسے امور کی ارتکاب کی وجہ سے لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے رک گئے ہیں وہ بوقت فمائش یہی جواب دیتا ہے کہ تم ان کنجریوں اور بازاری عورتوں کو روکو کہ میری دعوت نہ کیا کریں اور نہ مجھے اپنے گھر بلایا کریں ورنہ میں تو ضرور کھاؤں گا اور ان کے ہاں ضرور جاؤں گا ہمارے شہر میں جھگڑا پڑا ہوا ہے عید کا بھی وہی امام ہے ایسے شخص کو عیدین و جمعہ و صلوات ختمہ میں امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۸۵ محمد لائل پوری دیوبندی۔ رائے کوٹ ضلع لودھیانہ

۸ شوال ۱۳۵۲ھ م ۲۴ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۱) ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ ہے اگر وہ پہلے سے امام ہے تو اس حرکت کی وجہ سے اس کو امامت سے علیحدہ کر سکتے ہیں لیکن جب تک کہ وہ علیحدہ نہ ہو اس وقت تک وہی امامت کرے گا ہنجانہ نماز و جمعہ و عیدین سب کا یہی حکم ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

بدعتی پیر کے موحد خلیفہ کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک مسلمان جو بذات خود نیک متقی اور پرہیزگار ہے پیر ظہور شاہ کا مرید ہے عوام الناس میں مشہور ہے کہ پیر صاحب مذکور سجدہ تعظیمی کا قائل ہے اور نیز وہ حضرت صلعم کو غیب دان جانتا ہے لیکن ان کے مرید صاحب اپنے پیر کے ان اعتقادات کے قائل نہیں اندریں حالات کہ وہ پیر صاحب کا مرید ہے کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے، کیا وہ امامت کا اہل ہے؟ مکرر عرض ہے کہ مرید صاحب نہ ہی سجدہ تعظیمی کے

(۱) بلوغ الغلام بالا حتلام والاحمال والانزال الخ فان لم يوجد فيهما شئ فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر اعمار اهل زماننا (الدر المختار فصل بلوغ الغلام بالا حتلام ۱۵۳/۶ ط سعید)
(۲) ويكره امامة عبد . و فاسق . و مبتدع (درمختار) وفي الشامية " فان امكن الصلاة خلف غير هم وهو افضل والا فالا فتداء اولى من الانفراد (باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید)

قاتل ہیں اور نہ ہی ان کو اس پر اعتقاد ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی بھی عالم الغیب ہے صرف وہ پیر ظہور شاہ کے مرید ضرور ہیں کیا عام مسلمان ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں عوام الناس امام صاحب سے خوش ہیں اس کے علاوہ ان کو کوئی اعتراض نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۹ غلام رسول صاحب اسکول ماسٹر سلیم پورہ راہوال سیٹ ۲۶ شوال ۱۳۵۲ھ م ۱۱ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۲) اگر یہ امام صاب خود سجدہ تعظیمی نہیں کرتے اور نہ اس کے جواز کے قائل ہیں اور نہ آنحضرت ﷺ کو عالم الغیب سمجھتے ہیں اور اپنے پیر کو ان مسائل میں غلطی پر جانتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

جو امام ”قاف“ کا مخرج ادا نہ کر سکے

(سوال) زید نے نماز میں سورہ منافقون کی آیت یعنی وانفقوا مما رزقناکم جس میں چھ قاف آتے ہیں پڑھی عمرو نے کہا کہ تم نے قاف کے بجائے کاف پڑھے لہذا نماز فاسد ہے براہ کرم شرعی حکم سے مطلع فرمائیں دوسرے یہ کہ ناپینا کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ جماعت والوں کو توفیق ہے کہ اچھے آدمی کو رکھیں اور زیادہ تنخواہ دیں مسجد کا پیسہ بہت ہے مگر آنکھوں والے آدمی کو نہیں رکھتے۔

المستفتی نمبر ۲۶۳ غلام محمد صاحب مانگر دل۔ کاٹھیاواڑ۔ ۷ محرم ۱۳۵۳ھ م ۲۲ اپریل ۱۹۳۴ء (جواب ۸۳) جو شخص ادائے قاف پر قادر نہیں اس کی اپنی نماز تو درست ہے اور ایسے لوگوں کی وہ امامت بھی کر سکتا ہے جو اس کی طرح ادائے قاف پر قادر نہ ہوں لیکن مسجد کے متولی کو لازم ہے کہ وہ صحیح طور پر حروف ادا کرنے والے کو امام مقرر کرے ناپینا اگر محتاط ہو اور مسائل سے واقف ہو اور نماز باقاعدہ پڑھاتا ہو قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو تو اس کی امامت جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

تعویذ گنڈے کرنے اور فالنامے دیکھنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد تعویذ گنڈے کا کام کرتے ہیں فالنامہ کھولنا اور بیمار کے وارثوں کو بتا دینا کہ پیسہ کی پھٹکری لیکر ہمارے پاس آئے بیمار کے وارث لادیتے ہیں امام صاحب اس پر قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھ کر بیمار کے وارث کو دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سات دفعہ بیمار کے اوپر سے اتار کر آگ میں ڈال دو پھر آگ سے نکال کر ہمارے پاس لے آؤ ہم پھٹکری دیکھ کر علاج کر دیں گے تین مرتبہ یہ کام کرتے ہیں ایک سیاہ رنگ

(۱) والحق بالامامة تقدیماً بل نصباً الا علم بأحكام الصلاة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱/ ۵۵۷ ط سعید)

و یکره امامة عبد . و فاسق . و مبتدع الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۲) ولا يجوز امامة الالئع الذی لا یقدر علی التکلم ببعض الحروف إلا لمثله اذا لم یکر فی القوم من یقدر علی التکلم بها فسدت صلواته . و صلاة القوم الخ (عالمگیریة الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغيره ۱/ ۸۶ ط ماجدیہ)

بجرا بتاتے ہیں ہمارے پاس لاؤ اسکے کان میں سورہ منزل پڑھ کر خود ذبح کر کے یا اپنے سامنے دوسرے سے ذبح کرا کر گوشت کھال پچ کر اپنے خرچ میں لاتے ہیں اور مالک موجود ہو تو گوشت فی سبیل اللہ کہہ کر تقسیم کر دیا کھال کی قیمت اپنے خرچ میں آوے گی ایسے پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۲۳ سید حاکم علی شاہ شہر میرٹھ۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۸ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۴) یہ کام جو سوال میں مذکور ہیں شرعاً درست نہیں ہیں اس لئے ایسے امام کے پیچھے جو ان افعال کا مرتکب ہو نماز مکروہ ہوتی ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ڈاڑھی منڈے سے خود کو بہتر کہنے والے کی امامت

(سوال) ایک امام صاحب نے کسی سے کہا کہ ”آپ ڈاڑھی منڈاتے ہیں میں نہیں منڈاتا اس لئے میں آپ سے بہتر ہوں“ لوگ کہتے ہیں کہ امام صاحب کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے کیونکہ انہوں نے یہ کلمہ تکبر کا کہا ہے۔ المستفتی نمبر ۳۴۱ نواب احمد خاں (ضلع کرپور) ۸ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۱ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۵) کلام مذکور فی السؤال کے معنی یہی ہو سکتے ہیں کہ اس فعل میں میں بہتر ہوں اور اگر اسی طرح تھا تو اس کلام میں کوئی تکبر نہیں ہے کیونکہ اس کا خلاصہ یہی ہے کہ ڈاڑھی رکھنا ڈاڑھی منڈانے سے بہتر ہے اس کلام کی بنا پر امام صاحب کے پیچھے نماز نہ ہونے کا حکم لگانا غلط ہے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غیر مختون کی امامت کا حکم

(سوال) بے ختنہ بالغ مسلمان باختہ مسلمانوں کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۹۷ محمد حیات (ضلع بجاپور) ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۶) اگر وہ استنجا اور طہارت میں احتیاط کرتا ہو تو وہ ختنہ والے مسلمانوں کی امامت کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ اتفاقی طور پر غیر مختون رہ گیا ہو ختنہ کے سنت ہونے کا قائل ہو (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جو اکھیلنے والے والدین کے نافرمان کی امامت

(سوال) جو شخص اپنے والد کو دشنام دیتا ہو اور مارنے میں بھی دریغ نہ کرتا ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص جو ایساٹھ اور تاش کھیلتا ہو اور تعزیہ بنانے میں کوشش کرتا ہو یا بناتا ہو اور نہ بنانے والوں کو

(۱) ویکرہ امامة عبد . و فاسق . و مبتدع الخ (الدر المختار ' باب الإمامة ۱ / ۵۵۹ ط سعید)

(۲) (فتاوی دار العلوم دیوبند ' باب الإمامة ۳ / ۱۹۶ مکتبہ امدادیہ ملتان)

گالیاں دیتا ہو اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۹۹ محمد صدیق رہتک۔ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۲ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۸۷) جو شخص اپنے باپ کو دشنام دے یا مارنے کا ارادہ کرے وہ سخت فاسق اور گناہ گار ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے جب تک وہ توبہ نہ کرے اور باپ سے معافی نہ مانگے۔ اس کو ہرگز امام نہ بنایا جائے جو اسٹہ بازی لگا کر تاش کھیلنا بھی گناہ اور موجب فسق ہے ایسے شخص کے پیچھے بھی نماز مکروہ ہے تعزیہ بنانا یا اس کے متعلق کوئی کام کرنا بھی گناہ ہے اس سے بھی آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور اس کی امامت بھی مکروہ ہوتی ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غسال کے پیچھے نماز جائز ہے

(سوال) غسال کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۵۸ مولانا فضل احمد صاحب (حیدرآباد سندھ) ۱۳ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۸ اپریل ۱۹۳۵ء

(جواب ۸۸) غسال اگر نیک صالح ہو تو اس کی امامت جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غلط پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم

(سوال) امام مسجد جامع بوقت خواندن نماز در سورہ الف لام الحمد للہ رانمی خواند بلکہ بجائے الحمد حمد للہ میخواند نمازش صحیح است یا نہ؟ اما تش درست شود یا نہ؟ المستفتی نمبر ۷۸۷ ۳۷۳ میاں مولین برما۔

۱۱ صفر ۱۳۴۰ھ ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء

(ترجمہ) جامع مسجد کے امام صاحب نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتے وقت الحمد للہ کو بغیر الف لام کے پڑھتے ہیں اور بجائے الحمد للہ کے حمد للہ پڑھتے ہیں ان کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور ان کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۸۹) اگر امام تلفظ الف لام نمی کند از مکروہ میشود لیکن اس بعید است ظاہر این است لفظ الف لام آہستہ واقع می شود کہ مقتدیان سموع نمی شود و دریں صورت در نماز کراہتے نمی شود۔ محمد کفایت اللہ

(ترجمہ) اگر امام صاحب الف لام کا تلفظ ہی نہیں کرتے تو نماز مکروہ ہوتی ہے لیکن یہ بعید از قیاس ہے ظاہر یہ ہے کہ الف لام کا تلفظ آہستہ کرتے ہوں گے جو مقتدیوں کو سنائی نہیں دیتا ہو گا اور اس صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوگی۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ویکرہ امامة عبد و أعرابی و فاسق . و مبتدع (التنوير 'باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ . ۵۶۰ ط سعید)

(۲) والأحق بالإمامة تقدیماً بل نصباً الا علم باحکام الصلوة فقط صحة و فساداً بشرط اجتنابہ للفواحش الظاهرة

الخ (الدر المختار 'باب الإمامة ۱/ ۵۵۷ ط سعید کمپنی)

(۳) فالذی لا یقدر علی اخراج الحروف إلا بالجهد' ولم یکن تنمة أو فافاة فإذا اخرج الحروف اخرجها علی الصحة

لا یکره ان یكون إماماً الخ (ہندیة: الفصل الثالث فی بیان من یصلح إماماً لغيره ' ۱/ ۸۷ ط ماجدیہ)

غیر شرعی فعل کے مرتکب شخص کی امامت کا حکم

(سوال) کیا ایسا شخص جس میں مندرجہ ذیل خرابیاں ہوں امامت کے قابل ہے اور اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے ڈاڑھی مطابق شرع نہ ہو، خضاب کرتا ہو، رمضان شریف میں قرآن شریف اجرت پر پڑھے اور اس کو جائز قرار دے، ایفون کو حرام نہ جانے، اگر صبح کے فرض پڑھ لئے جائیں اور سنتیں رہ جائیں ان کو طلوع آفتاب سے قبل اگر موقع پڑ جائے خود بھی پڑھے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی اجازت دے، تیجا، سوال، یہ سوال چالیسواں وغیرہ کو اس لئے جائز جانے کہ اگر منع کروں گا تو لوگ ناراض ہو جائیں گے اور دعوتیں ختم ہو جائیں گی۔ المستفتی نمبر ۵۴۴ فقیر احمد (نگرور) ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۹۰) سوائے آخری بات کے کہ دنیوی مفاد کے لئے صحیح مسئلہ نہ بتائے اور سب اختلافی مسائل ہیں جو مطلقاً موجب فسق نہیں ہیں بلکہ خاص خاص حالات میں وہ موجب فسق ہو سکتے ہیں اور آخری بات کا مدار بھی نیت پر ہے جو امر مخفی ہے اس لئے ایسے شخص کی امامت کو کھیتہ ناجائز کہنا محل تامل ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

مؤذن اور خادم کے فرائض

(سوال) جس جامع مسجد میں ایک امام اور ایک مؤذن ہو (جو خادم مسجد بھی ہو) ان ہر دو کے مسجد کے متعلق فرائض کیا کیا ہیں درال حالیکہ وہ ہر دو مسجد کے وظیفہ خوار بھی ہوں نیز امام مسجد اور مؤذن مذکور اپنے اپنے فرض منصبی میں مستقل بالذات ہیں یا ان میں علاقہ تابعیت اور مقبوعیت کا بھی ہے؟

المستفتی نمبر ۶۱۶ حکیم عطا حسین (جالندھر) ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۹۱) امام اپنے منصب کے لحاظ سے صرف نماز پڑھانے کا ذمہ دار ہے البتہ اگر اس سے وعظ یا تعلیم طلبا وغیرہ کی شرط کر لی جائے اور وہ منظور کر لے تو اس کی ذمہ داری بھی اس پر عائد ہوگی یہ ضروری ہے کہ امام سے ایسے کاموں کے لئے شرائط نہ کئے جائیں جو اس کی حیثیت امامت اور وقعت کے خلاف ہوں مؤذن سے مسجد کی خدمت کی شرط کی گئی ہو تو وہ ذمہ دار ہوگا کہ شرط کے موافق کام پورا کرے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

امام مقرر کرنا متولی کا حق ہے

(سوال) (۱) ایک گاؤں میں بقدر ایک سال مولوی صاحب پیش امام رہا مولوی صاحب موصوف پانچ وقت

(۱) اگر کسی مطابق شرع نہ ہو یا سیاہ خضاب کرنا اور دنیوی فرض سے صحیح مسئلہ نہ بتانا ایسے سب افعال موجب فسق ہیں اور ایسا شخص سخت گناہگار ہے۔ سب تک تو یہ ہیں کہ اس کے پیچھے نماز ہو۔ ویکرہ امامة عدو اعرابی و فاسق و مستدع الخ (التنوير باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید) و يستحب للرجل خضاب شعره ولحيته و يكره بالسواد (درمختار) و في الشامية قوله يكره بالسواد أي بغير الحرب، وان ليزين نفسه للنساء فمكرهه و عليه عامة المشايخ (كتاب الحظر والاماحة باب في البيع ۶/۴۲۲ ط سعید)

ٹھیک طور پر حاضر نہ رہا بعض وقت حاضر بعض وقت غیر حاضر رہا گاؤں والے اس وجہ سے ناراض تھے قوم نے امام جدید بلار ضامن دی امام سابق کے مقرر کیا کیا فعل مذکور قوم کے لئے شرعاً جائز تھا یا نہیں؟

(۲) مولوی صاحب موصوف کے پاس رویت ہلال عید الفطر کی شہادت پیش ہوئی مولوی صاحب نے شہادت گزار کر شرعاً کافی تصور کر کے افطار کا حکم صادر فرمایا لیکن قوم نے شہادت پر اطمینان نہ کیا اور حکم کی تعمیل سے انحراف کیا اور صائم رہے کیا قوم اس خلاف ورزی کی وجہ سے عاق اور مستحق کفر ہو گئی؟ اور کیا اس کا نماز روزہ قبول نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۹۴ معراج گل کوہاٹی

۸ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ۳ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۲) مسجد میں امام مسجد مقرر کرنا متولی مسجد کا حق ہے اگر متولی نہ ہو تو پھر قوم کا حق ہے اور جب امام پابندی نہ کرے اور اکثر اوقات نماز میں غیر حاضر رہے تو قوم دوسرا امام مقرر کر سکتی ہے جو پہلے امام سے افضل اور اوقات کا پابند ہو۔ قوم کو انحراف کا حق نہیں تھا ان کو امام کے فیصلے کی متابعت کرنی چاہیے تھی لیکن وہ اس کی وجہ سے کافر یا فاسق نہیں ہوئے عاق ہو جانے کا حکم کر دینا بھی صحیح نہیں اور اس کی وجہ سے ان کی نماز روزہ بھی ناقابل قبول نہیں ہوئے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

افیون اور پوست پینے والے کی امامت

(سوال) جو امام مسجد اہم اور پوست پیتا ہو وہ امامت کے لائق ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۳۱ مولوی محمد انور (ضلع جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۳) افیون اور پوست پینے والا امام امامت کے لائق نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

امام وقت پر نہ پہنچے تو دوسرا شخص نماز پڑھا سکتا ہے

(سوال) اگر امام صاحب مسجد کے اوقات مقررہ پر جماعت کے لئے حاضر نہ ہوتے ہوں اور وقت گزر جانے کا اندیشہ ہو تو نمازیان مسجد کسی اور شخص کو امام مقرر کر کے جماعت ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۴۲ عبد المجید خاں (کوہ شملہ) ۱۶ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۴) ہاں جب مقررہ وقت پر امام صاحب بغیر کسی مجبوری اور بغیر کسی عذر کے حاضر نہ ہوں تو قوم کو حق ہے کہ وہ دوسرے شخص سے نماز پڑھو الے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) البانی للمسجد اولی من القوم بنصب الإمام والمؤذن فی المختار إلا إذا عین القوم أصلح ممن عینہ البانی الخ (در المختار) کتاب الوقف ۴/۳۰ ط سعید

(۲) وکذ تکره خلف أمر دو سقیہ و مفلوج و أبرص شاع برصد و شارب الخمر و أکل الربا و نمام و مرء و متصنع الخ (در المختار) باب الإمامة ۱/۵۶۲ ط سعید

(۳) (فتاوی دار العلوم دیوبند) باب الإمامة ۳/۲۹۹ ط مکتبہ امدادیہ ملتان

بلاوجہ شرعی امام سے اختلاف جائز نہیں

(سوال) زید نے ایک امام صاحب کو خود عام مجلس کے اتفاق رائے سے امام مقرر کیا ان کے پیچھے نماز پڑھتا رہا اب تین چار سال کے بعد دنیاوی اختلاف کی بناء پر امام صاحب کی بے عزتی کی اور گالیاں دیں اور زور کو بکیا اب امام صاحب اس کو اپنا عاق قرار دیتے ہیں عندالشرع کیا حکم ہے۔

المستفتی نمبر ۸۵۲ مولوی محمد شاہ (ریاست بھاولپور) ۲۰ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۹۵) اگر شخص مذکور نے امام صاحب کی بغیر کسی خطا و قصور کے توہین کی ہے تو وہ سخت گناہ گار ہو ہے اور اس کو امام صاحب سے معافی طلب کرنی اور توبہ کرنی لازم ہے ورنہ وہ فاسق اور مستحق مواخذہ ہے عاق قرار دینا کوئی شرعی طریقہ نہیں ہے اور نہ کسی کے عاق بنانے سے کوئی عاق بنتا ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے

(سوال) اگر امام ترکی ٹوپی یا اور کسی قسم کی ٹوپی پہن کر نماز پڑھائے تو نماز جائز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۵۶ حلیم قاضی محمد نور الحق (چامراجنگر) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۹۶) ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور امامت کرنا جائز ہے کوئی کراہت نہیں ہے ہاں امام صاحب کے لئے عمامہ افضل ہے عمامہ نہ ہو تو افضلیت حاصل نہ ہوگی مگر نماز مکروہ نہ ہوگی (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

ذبح کرنے والے کی امامت

(سوال) ایک ملا ماہوار بارہ روپے لیکر مسجد میں اذان دیکر پنجوقتہ پیش امامی بھی کرتا ہے دیگر اس گاؤں کے تمام قصبوں کی گائیں اور بحریاں مکائے کو دو آنے اور بحری کو ایک آنہ لیکر ذبح کرتا ہے گاؤں کے لوگ اسے ملا کو اس کام پر مقرر کئے ہیں علاوہ ازیں گاؤں میں شادی نکاح میں فی نکاح پانچ روپے لیکر نکاح پڑھاتا ہے بغیر اپنی فیس پانچ روپے دیئے کسی کو نکاح پڑھانے نہیں دیتا اور جنازے پر ڈالی ہوئی چادر اپنے سوائے دوسرے فقیروں کو دیئے نہیں دیتا ایسے شخص کے پیچھے اقتدا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۹۹ حاجی شیخ محی الدین صاحب (بمبئی) ۸ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء

(۱) سیاب المسلم فسوق و قتاله کفر (مسلم) باب قول النبی ﷺ 'سیاب المسلم فسوق و قتاله کفر ۱/۵۸' قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) "وقد ذکرنا أن المستحب أن یصلی فی قمیص و ازار و عمامة ولا یکره الا کتفاء بالقلنسوة ولا عبرة بما اشتہ بین العوام من کراهة ذلك" (عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقایة کتاب الصلوة ۱/۱۶۹ ط سعید کمپنی)

(جواب ۹۷) ذبح کرنا اور اس کی اجرت لینا فی حد ذاتہ جائز ہے مگر جو لوگ کہ اس کام کو بطور پیشہ کے اختیار کرتے ہیں اکثری طور پر ان کے عادات و اخلاق خراب اور قابل مذمت ہو جاتے ہیں تو ان عوارض اور اخلاق ذمہ کی وجہ سے لوگ ان سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور اس بناء پر ان کو امام بنانا مکروہ ہو جاتا ہے (۱) نکاح خوانی کی اجرت پانچ روپے مقرر کر لینا اور پھر ہر شخص سے پانچ روپے جبراً وصول کرنا اور دوسرے شخص کو نکاح خوانی سے منع کرنا ناجائز ہے بلکہ یہ اجرت فریقین کی رضامندی سے مقرر ہونی چاہیے اور ہر شخص کو حق ہے کہ وہ جس سے چاہے نکاح پڑھوائے اسی طرح جنازے کی چادر کو اپنا حق سمجھنا غلط ہے اور ان مکروہات کے مرتکب سے لوگوں کا نفرت کرنا جائز ہے اور اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

میت کو غسل دینے والے کو امام مقرر کرنا کیسا ہے؟

(سوال) ہمارے علاقہ میں یہ رسم ہے کہ جس شخص کو امام مقرر کرتے ہیں غسل اموات عرفاً اسی کے ذمہ ہوتا ہے خواہ وہ خود یہ کام انجام دے یا کسی کو اپنا نائب مقرر کرے امام کیلئے اس کام کا علیحدہ کوئی معاوضہ متعین نہیں کیا جاتا بقدر وسعت اسقاط میت میں سے کچھ دے دیتے ہیں اور صدقہ فطر عشر وغیرہ میں سے دے دیتے ہیں ایسی صورت میں کہ امام خود اموات کو غسل دے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) جس علاقہ میں یہ رسم ہے کہ پیش امام اموات کو غسل دیتے ہیں تو اس علاقہ کے لوگ اگر اس فعل کرنے والے امام کو بوجہ اس فعل کے حقیر جانتے ہیں تو نماز اس پیش امام کے پیچھے پڑھنی مکروہ تنزیہی ہوگی۔ والظاهر ان العلة النفرة (۲) اور اگر اس علاقہ کے لوگ غسل دینے اموات کو حقیر نہیں جانتے تو غاسل پیش امام کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تنزیہی بھی نہیں ہے بوجہ نہ ہونے نفرت و تقلیل جماعت کے۔ واللہ اعلم اجابہ و کتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ

(جواب ۹۸) (از حضرت مفتی اعظم) اگر مردہ شوئی باجرت نہ ہو اور افعال خلاف مروت و خلاف مکارم اخلاق امام سے سرزد نہ ہوتے ہوں تو اس کی امامت جائز ہے مکروہ نہیں ہے اور اگر غسل اجرت لیتا ہو اور بد اخلاقی کے اعمال اس سے صادر ہوتے ہوں تو اس کی امامت مکروہ ہوگی کیونکہ ایسے شخص کو لوگ نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، الجواب صواب عبدالرحمن مدرسہ فتح پوری

(۱) و يجوز الاستنجار على الذكاة لأن المقصود منها قطع الأوداج دون افاتة الروح وذلك يقدر عليه فأشبهه القصاص فيما دون النفس كذا في السراج الوهاج (عالمگیریة) كتاب الإجارة ۴/ ۵۴ ط ماجدیہ کونہ

(۲) رد المحتار باب الإمامة ۱/ ۵۶۲ ط سعید کمپنی

(۳) والأفضل أن يغسل الميت مجاناً فان ابتغى الغاسل الأجر جاز إن كان ثمه غيره 'والا لا' لتعینه عليه و ینفی حکم الحمال والحفار كذلك الخ (الدر المختار) باب صلوة الجنان ۲/ ۱۹۹ ط سعید

(الدر المختار) باب الإمامة ۱/ ۵۵۷ ط سعید

دہلی، الجواب صحیح بندہ نسیاء الحق عنی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی، الجواب صواب غلام رسول غفرلہ، مدرسہ امینیہ، الجواب صواب خدا بخش عنی عنہ مدرسہ امینیہ، الجواب صحیح انظار حسین عنی عنہ مدرسہ امینیہ، الجواب حق محمد شفیع عنی عنہ مدرسہ عبدالرب دہلی، درہ مجیباً مصیبا محمد شریف اللہ عنی عنہ مدرسہ فتح پوری، الجواب صحیح محمد مظہر اللہ عفا اللہ عنہ مدرسہ عبدالرب، الجواب حق محبوب الہی مدرسہ عبدالرب، دونوں جواب صحیح ہیں ولایت احمد عنی عنہ مدرسہ فتح پوری، الجواب حق اشفاق مدرس فتح پوری، الجواب صحیح خادم العلماء سلطان محمود مدرسہ فتح پوری دہلی۔

بد چلن بیسی والے کی امامت

(سوال ۱) ایک مسجد کے امام تنخواہ دار کی تیس سالہ دوشیزہ پردہ دار لڑکی کا چال چلن خراب ہے اور اسے اپنی لڑکی کے مشتبہ چال چلن کا علم ہے لیکن وہ نہ تو اس کی روک تھام کرتا ہے نہ اس کا رشتہ کسی کو دیکر اس گناہ کبیرہ کا سدباب کرتا ہے امام مسجد حافظ قرآن بھی ہے کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

(۲) اس علاقہ کے عام رواج کے مطابق ائمہ مساجد کو نماز پڑھانے کے علاوہ مردہ شوئی اور نکاح خانی وغیرہ کے تمام کام سپرد ہوتے ہیں اور اس کے معاوضہ میں گاؤں کے ہر گھر سے روزانہ رات کو ایک روٹی ملتی ہے جو خود امام مسجد ہر گھر پر جا کر حاصل کرتا ہے نکاح خوانی جنازہ وغیرہ کا صلہ الگ بھی ملتا ہے کیا یہ گداگرانہ صورت نہیں ہے اور ایسے امام کی اقتدا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۹۳ خلیفہ محمد صاحب (ضلع منگمری) ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۹۹) (۱) اگر امام اپنی لڑکی کے چال چلن کی خرابی سے واقف اور اس پر راضی ہے تو وہ فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ ہے اس کو لازم ہے کہ لڑکی کا نکاح کر دے اور خود اپنی غفلت اور بے پروائی سے توبہ کرے تو اس کی امامت درست ہو سکتی ہے (۱)

(۲) جب کہ اماموں کے ذمہ یہ سب کام نمازیوں نے خود لگا رکھے ہیں اور خود ہی امام کو ایک ایک روٹی روزانہ گھر پر بلا کر دیتے ہیں یعنی امام کی نہ تو تنخواہ مقرر کرتے ہیں اور نہ مردہ شوئی اور نکاح خوانی کے لئے دوسرے آدمی مقرر کرتے ہیں اور نہ عزت و احترام سے اس کو کھانا پہنچاتے ہیں تو پھر ان کو یہ سوال کرنے کا حق کیسے ہوا کہ آیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں بلکہ ان حالات میں تو یہ سوال کیا جائے گا کہ کیا اس امام کے سوا کوئی امام ایسا بھی ہے جو ان کاموں سے مستثنیٰ ہو اور عزت سے اس کو کھانا اس کے گھر پہنچایا جاتا ہو یا اس کی تنخواہ اتنی مقرر کر دی گئی ہو کہ وہ گھر گھر سے روٹی لانے کا محتاج نہ رہا ہو اگر کوئی ایسا کام مل سکتا ہو تو بیشک سابق الذکر امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

- (۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟
 (۲) خود کو یزید جیسا کہنے والے کی امامت
 (۳) حضرت حسینؑ کی طرف منسوب ایک روایت
 (سوال) (۱) یزید پر لعنت کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ (۲) زید کہتا ہے کہ مجھے یزید سمجھو یا یزید کا بھائی آیا اس کے پیچھے ہم نماز پڑھیں یا نہیں؟ (۳) عمر و کہتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے اپنے رومال کو جھاڑ دیا جس سے پہلی صف کٹ گئی کیا یہ روایت صحیح ہے یا غلط؟ المستفتی نمبر ۲۴۶ مولوی محمد عالم (ویجاپور)
 یکم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء
 (جواب ۱۰۰) (۱) یزید نے جو کچھ کیا اپنے لئے کیا اس کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے ہمارے لئے احتیاط یہ ہے کہ ہم اس کا نام لیکر لعنت نہ کریں (۲) اس کہنے والے کا مطلب کیا ہے اگر یزید کے اعمال کو اچھا قرار دیکر یہ کہتا ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے (۳) یہ روایت صحیح نہیں۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسائل سے واقف پیشہ ور شخص کی امامت

- (سوال) شرائط امامت کیا ہیں یا قوم بافندہ میں سے کوئی شیخ و سید سے علم شریعت میں بڑھا ہوا ہو اور شریعت کا ان لوگوں سے زیادہ پابند ہو مگر عورتیں پردہ کے بموجب شرع شریف کی پوری پابند نہ ہوں لیکن بد چلنی کی شکایت کبھی اس کے خاندان میں نہ ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہوگی یا نہیں؟
 المستفتی نمبر ۱۱۰۱۹ ایم عمر صاحب (ضلع سارن) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۴ جون ۱۹۳۶ء
 (جواب ۱۰۱) اگر کوئی بافندہ یا اور کوئی پیشہ ور شخص علوم شریعت اور صلاحیت میں شیخ و سید سے زیادہ ہو تو وہ امامت کا زیادہ مستحق ہے عورتوں کی بے پردگی اگر حدود شرعیہ سے متجاوز ہو اور وہ منع نہ کرے تو یہ اس کی امامت میں کراہت پیدا کریگی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

- (۱) شافعی مذہب چھوڑ کر حنفی بننے والے کی اقتداء کا حکم
 (۲) شافعی مذہب والے کے پیچھے حنفی کی اقتداء
 (۳) صبح کی نماز میں شافعی امام کے پیچھے حنفی قنوت پڑھیں یا نہیں؟

(۱) وہی لا تكون الا لکافر ولدا لم تحز علی معین لم يعلم موته علی الکفر بدلیل وان کان فاسقاً تهوراً کبرید علی المعتمد بخلاف نحو ابلیس الخ و بخلاف غیر المعین کالظالمین والکاذبین فیجوز الخ (رد المحتار باب الرجعة مطلب فی حکم لعن العصاة ۳/ ۱۶ ط سعید)
 (۲) والأحق بالإمامة تقدیماً بل نصاً الا علم بأحكام الصلاة فقط صحة و فساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱/ ۵۵۷ ط سعید)

(۳) جہاں اکثر مقتدی حنفی ہوں وہاں امام کس طرح نماز پڑھائے

(سوال) (۱) شافعی المذہب امام جماعت احناف کی کثرت کی وجہ سے جو اس کے مقتدی ہیں اپنا مذہب چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کر سکتا ہے یا نہیں؟ (۲) کیا شافعی مذہب پر رہ کر نماز پڑھانے سے حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی جب کہ اکثر مقتدی حنفی المذہب ہوں (۳) کیا شافعی امام کے نماز صبح میں دعائے قنوت پڑھنے سے حنفی مقتدیوں کی نماز میں کوئی قباحت آجاتی ہے (۴) جہاں اکثر مقتدی حنفی ہوں تو شافعی امام کو کون امور میں رعایت کرنی چاہیے؟ المستفتی نمبر ۱۰۲۵ امام عبدالصمد صاحب ڈرین۔ ناٹال (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۳۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۲) (۱) بالکل مذہب بدل لینا یعنی مذہب شافعی چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کر لے یہ بھی جائز ہے اور نماز میں حنفی مذہب کی رعایت کر لیا کرے یہ بھی جائز ہے (۲) شافعی امام کے پیچھے حنفیوں کی نماز ہو جاتی ہے (۳) اگر شافعی امام نماز فجر میں قنوت پڑھے تو حنفی خاموش کھڑے رہیں حنفیوں کی نماز میں قباحت نہیں آئے گی مگر روزانہ ایسا ہونے سے اکثریت کے لئے وساوس تو پیدا ہوں گے (۴) جو امور کہ حنفیہ کے نزدیک موجب فساد نماز یا موجب کراہت نماز ہیں اور شوافع کے نزدیک ان کے ترک سے نماز میں فساد یا کراہت نہیں آتی انہیں ترک کر دے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ضرورت کی بناء پر امام اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے

(سوال) (۱) جماعت لاہوری و قادیانی کے رشتہ دار اپنے رشتہ دار مرزائیوں کو مسلمان اور مذہب حنفی میں مسلمان تصور کرتے ہیں حالانکہ بروئے شریعت و فتویٰ ہائے علماء دین مرزائی اور ان کے حامی و رشتہ دار اور جو ان کو مسلمان جانیں وہ سب خارج از اسلام و کافر ہیں اور یہ بھی ہم کو بخوبی معلوم ہے کہ ان کو مسجد اہل اسلام میں بھی داخل نہ ہونے دیں مگر ہم لوگ ان کو مسجد میں آنے سے روکنے میں سخت مجبور ہیں اگر روکتے ہیں تو وہ آمادہ فساد ہوتے ہیں اور مسجد میں جنگ و جدال کی نوبت ہو جاتی ہے اب جماعت مرزائی کے رشتہ دار ہماری مسجد میں آتے ہیں اور جس لوٹے سے وہ وضو کرتے ہیں اور مسجد میں جن گھڑوں سے ہم پانی پیتے ہیں وہ بھی پیتے ہیں اور ہماری جماعت نماز میں شریک نہیں ہوتے جو کہ مؤذن مسجد پڑھاتا ہے اور ان کی ضد یہ ہے کہ اگر امام صاحب معین جماعت کرائیں گے تو ہم بھی شریک جماعت ہوں گے کیونکہ ہمارا چندہ مشترک

(۱) ولو أن رجلاً برئ من مذهبه باجتهاد وضح له كان محموداً مأجوراً الخ (رد المحتار) باب التعزیر مطلب فيما ارتحل إلى غير مذهبه ۸۰/۴ ط سعید کمپنی

(۲) وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المقتدى عليه الإجماع (رد المحتار) باب الإمامة مطلب في الاقتداء بالشافعي ۵۶۳/۱ ط سعید

(۳) وضح الاقتداء فيه بالشافعي على الاصح الخ ويأتي المأموم بقنوت الوتر لا الفجر منسوخ بل يقف ساكناً على الأظهر الخ (الدر المختار) باب الوتر والوافل ۹/۲ ط سعید

ہے (یہ چندہ اس وقت کا ہے جب کہ یہ اہل سنت والجماعت شمار کئے جاتے تھے) ایسی صورت میں اگر یہ لوگ ہماری جماعت فرض و واجب میں شامل ہو جائیں اور ہم ان کو علیحدہ کرنے کی طاقت نہ رکھیں تو نماز سب کی درست ہو جائے گی یا نہیں اور امام کی امامت کرانی درست ہے یا نہیں

(۲) جو لوگ باوجود واقف ہونے اس امر کے کہ ان کا مسجد میں آنا از روئے شریعت منع ہے اور وہ لوگ بوجہ کسی خوف کے مسجد میں آنے سے نہ روکیں یا بوجہ لحاظ ورشتہ داری کے چشم پوشی کریں تو ایسے لوگ نمازی کسی جرم شرعی کے مرتکب ہیں یا نہیں

(۳) امام معین مسجد نے فتاویٰ علماء اہل اسلام کہ متعلق قادیانیوں کے جاری تھے مسجد میں محلہ والوں کو سنائے اور یہ کہا کہ قادیانی یا ان کے رشتہ داران جو ان کے ساتھ شامل ہیں وہ ہماری جماعت نماز میں شریک ہوں گے تو میں نماز نہیں پڑھاؤں گا جن کو سن کر اہل محلہ نے مرزائیوں کے رشتہ داروں سے باوجود سمجھانے اور ان کا کہنا نہ ماننے کے قطع تعلق ان سے کر دیا اسی وجہ سے مرزائیوں کے رشتہ دار امام صاحب ہی کے مخالف ہو گئے اور وہ چاہتے ہیں کہ امام معین کسی طرح امامت سے جدا ہو جاویں اس واسطے جب امام صاحب جماعت کراتے ہیں تو ضد ایہ لوگ شامل جماعت نماز ہوتے ہیں جیسا کہ سوال نمبر اسے واضح ہے اور اگر نائب امام جو مؤذن بھی ہے وہ جماعت کرائے یا دیگر شخص جماعت کرائے تو وہ شریک جماعت نماز نہیں ہوتے اس سے صاف عیاں ہے کہ ذاتی نقصان تنخواہ کا امام کو پہنچانا ہے ہم اہل محلہ نے امام صاحب کو نہ امامت سے علیحدہ کیا ہے نہ انہوں نے استعفا دیا ہے بلکہ ہر نماز میں امام صاحب حاضر رہتے ہیں لیکن بوجہ فساد کے ہم لوگ نائب امام صاحب سے جماعت کراتے ہیں ایسی صورت میں مسجد فنڈ سے تنخواہ امام صاحب کو دینی اور امام صاحب کو یعنی درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۴۱ عبد الرحمن صاحب (چاندنی چوک)

۵ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۴ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۳) قادیانی فتنہ بہت زیادہ مضر اور مسلمانوں کی دینی اور اخلاقی بلکہ سیاسی حالت کے لئے بھی تباہ کن ہے اگر مسلمان ان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے ان کے ساتھ تعلقات نہ رکھیں تو اس میں وہ حق بجانب ہیں (۱) باقی رہا امام کا معاملہ تو اگر اہل مسجد امام سے کسی شرعی ضرورت کے ماتحت نماز نہ پڑھوائیں تو مضائقہ نہیں اور امام جب تک امام ہے اس کو مسجد فنڈ سے تنخواہ دی جاسکتی ہے جب کہ اس کی نیابت میں دوسرا شخص اہل مسجد کی رضامندی سے اس کا کام انجام دیتا رہتا ہے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) الاستخلاف جائز مطلقاً ای سواء كان لضرورة أولا كما يعلم من عبارة مجمع الأنهر الخ (رد المحتار) باب الجمعة مطلب فی جواز استنابة الخطیب ۱۴۲/۲ ط سعید

(۲) وفي الشامية عن القنية: "استخلف الإمام خليفة في المسجد ليوم فيه زمان غيبته لا يستحق الخليفة من أوقاف الإمامة شيئاً إن كان الإمام ام أكثر السنة" وفي الخلاصة: "أن الإمام يجوز استخلافه بلا إذن بخلاف القاضي و على هذا لا تكون وظيفته شاعرة و تصح النيابة" (كتاب الوقف مطلب في الغيبة التي يستحق بها العزل عن الوظيفة ومالا يستحق ۴/۲۰ ط سعید)

بیٹھی کی بد کرداری پر راضی ہونے والے کی امامت

(سوال) شیخ فرید صاحب کند نظر مسجد کے پیش امام ہیں ان کی ایک بیس بائیس سالہ لڑکی سن بلوغت کو پہنچے ہوئے سات آٹھ سال ہوئے رہتی ہے امام صاحب باوجود تعلیم یافتہ ہونے کے کئی ایک منگیوں کو حیلہ و حوالہ اور چناں چینی کے بلاء میں مبتلا ہو کر ٹھکرا دیا اور اب تک کسی کے نکاح میں نہ دے کر رکھے ہیں نتیجہ میں اس نامعد لڑکی کے بطن سے ایک لڑکا تولد ہو کر پندرہ دن ہوئے اور اب تک زندہ موجود ہے

(۲) مسلمانان محلہ عموماً مصلیان مسجد ہذا نے باز پرس کی کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے جس نامعلوم شخص سے یہ حمل قرار پایا ہے کھوج کر کے اس کے ساتھ نکاح کیوں نہیں کر دیتے تو امام صاحب جواباً (اوہام پرستی میں عام لوگوں کو مبتلا کرنے کی نیت سے) فرماتے ہیں کہ میری لڑکی تو کچھ جانتی ہی نہیں ہے وہ تو بڑی پارسا ہے اور جو بچہ کہ تولد ہوا ہے کسی ناجائز تعلقات سے نہیں ہے بلکہ جیسا کہ نعوذ باللہ پیغمبروں کے گھروں میں (مثلاً مریم و عیسیٰ) پیدا ہوئے اسی طرح میرے ہاں بھی یہ معاملہ قدرتی طور پر ہوا ہے ڈھٹائی اور بے شرمی سے یہ بھی کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ من شرور النفسنا و من سیئات اعمالنا الخ) میرے ہاں ملائک اور مؤکلان نازل ہوتے رہتے ہیں کیونکہ میری پارسا لڑکی بڑی ہی عابدہ و زاہدہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

(۳) اس پر اہل جماعت ناراض ہو گئے ہیں اور کہنے لگے ہیں کہ یہ معاملہ سراسر جھوٹ ہے نہ قدرتی ہے نہ اور کچھ بلا باپ کے بچہ ہونانی زمانہ ناممکن ہے امام صاحب کا ذب اور دھوکہ باز ہیں اور جان بوجھ کر احمق اور نادان بنانا چاہتے ہیں ایسے کاذب دیوٹ کے پیچھے نماز پڑھنا مناسب نہیں اور نہ پڑھیں گے کیونکہ ہم لوگوں کو کراہت ہے (۵) جناب امام صاحب (بہ اللہ آمدنی امامت و ملازمت) کہنے لگے کہ میری لڑکی کے ناجائز چال چلن سے میں قصور وار ہو نہیں سکتا مجھے امامت سے اتار دینا بے انصافی ہے (۶) مذکورہ حالات کے پیش نظر سوائے چند افراد کے جو ان کے ہوا خواہ اور کم فہم ہیں باقی تمام اہل جماعت امام صاحب سے کراہت کرتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

المستفتی نمبر ۱۱۴۶ حکیم محمد عبداللہ صاحب۔ بادشاہ صاحب (کسٹنا)

۷ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۶ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۴) بیشک امام صاحب کی اس ڈھٹائی سے کہ میری لڑکی پاکباز اور پارسا ہے اور میرے یہاں ملائک و مؤکل نازل ہوتے ہیں اور یہ بچہ ایسا ہی ہے جیسے معاذ اللہ حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تھے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس فاحشہ کو جو لڑکی سے سرزد ہوئی نہ صرف جائز سمجھتے ہیں بلکہ اس کو قابل تحسین قرار دیتے ہیں اور یہ بات اتنی خطرناک ہے کہ اس میں زوال ایمان کا قوی خطرہ ہے یہ ضرور ہے کہ لڑکی کی بد فعلی کا گناہ باپ پر عائد نہیں ہوتا مگر جب باپ اس بد فعلی کو جائز بلکہ اپنی لڑکی کی کرامت بتلائے تو وہ خود فاسق اور گناہ گار ہو گیا اور اس کی امامت یقیناً مکروہ تحریمی ہے اور جب کہ جماعت کا بڑا حصہ امام سے اس بات پر ناراض ہے تو اس کی ناراضی درست ہے اور ناراضی جماعت کی حالت میں امام کی امامت دوسری وجہ سے بھی مکروہ تحریمی

ہوگی (۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) ختم قرآن پر اجرت لینے والے کی امامت

(۲) دم اور تعویذ کی اجرت لینا جائز ہے

(سوال) (۱) حافظ قرآن کو کسی میت کے واسطے پڑھنے کے لئے اجرت پیشتر سے طے کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے نماز اس حافظ کے پیچھے ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۲) حافظ قرآن کو شیطان یا جن یا بلیات کے واسطے دم کرنا اور اس سے اجرت طے کر لینا پیشتر سے کہ ہم اتالیس گے تب چلیس گے جائز ہے یا ناجائز؟ ایسے شخص کی امامت میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۳۷۱ عبد الرزاق صاحب (ضلع میدانی پور)

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۵) (۱) ایصال ثواب کے لئے قرآن مجید پڑھنے کی اجرت طے کر کے لینا ناجائز ہے (۲) (۲) دم کرنے یعنی علاج کی اجرت لینے طے کرنی جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام سے عمامہ باندھ کر نماز پڑھانے کا مطالبہ درست نہیں

(سوال) نماز کی حالت میں دوپٹہ باندھنا افضل ہے یا ضروری ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۸۶ قاری حامد حسین صاحب مدرس فتح پوری دہلی - ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۰۶) عمامہ کے ساتھ نماز افضل ہے اور اس میں ثواب زیادہ ہے لیکن بغیر عمامہ کے نماز پڑھنا یا نماز پڑھانا بھی جائز ہے یعنی اس میں کوئی کراہت نہیں حضور ﷺ کے عمامہ باندھنے کے متعلق عادتاً یا عبادتاً کا سوال بیکار ہے کیونکہ عمامہ کی فضیلت اور زیادتی اجر نماز مع العمامہ میں کلام نہیں ہو سکتا لوگوں کا انکار اگر اس بنا پر ہے کہ ترک عمامہ کو مکروہ سمجھتے ہیں تو غلط ہے اور اگر تحصیل فضیلت کے لئے ہے تو مضائقہ نہیں مگر اس کے لئے لازم ہے کہ ترک عمامہ پر امام کو برائہ کہیں اور نہ اس کو مجبور کریں کہ ضرور عمامہ

(۱) قال فی التنبیہ و شرحہ: "ولو ام قوماً وهم له کارهون ان الکراہة لفساد فیہ او لأنہم أحسن بالإمامة منه کرہ له ذلك تحریماً: لحديث ابی داؤد: "لا یقبل أنه صلاة من تقدم قوماً وهم له کارهون" (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۲) ولا یصح الا ستنجار علی القراءة واهدانها إلى المیت؛ لانه لم ینتقل عن أحد من الأئمة فی ذلك وقد قال العلماء: "إن القاری إذا قرأ لأجل المال فلا ثواب له فأی شئی یهدیه إلى المیت (رد المحتار) باب الإجارة الفاسدة ۵۷/۶ ط سعید)

(۳) قال النووی: "قوله صلى الله عليه وسلم: "خذو منهم واضربوا لی بسهم معکم" هذا تصریح بجواز أخذ الأجرة علی الرقية بالفاتحة والذکرو أنها حلال لا کراہية فیها و منعها ابو حنیفة فی تعلیم القرآن و أجاز مافی الرقية (شرح النووی علی مسلم: باب جواز أخذ الأجرة علی الرقية بالقرآن ۳/ ۲۲۴ ط قدیمی کتب خانہ)

باندھے امام کو بھی تحصیل فضیلت کے لئے عمامہ باندھ کر نماز پڑھانے میں اعتراض نہ ہونا چاہیے اور بیان جواز کے لئے کبھی بلا عمامہ نماز پڑھاوے تو تہیوں کو اعتراض نہ کرنا چاہیے (۱) فقط۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کو امامت کا حق نہیں

(سوال) ایک شخص بعہدہ قانون گویا پیٹواری بدون اجازت امام جی خود بخود بطور حکومت امامت کرتا ہے کچھ لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور کچھ نہیں پڑھتے آیا ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۷۷۷۱۲ برکت علی صاحب (ریاست کپور تھلہ) ۱۶ شوال ۱۳۵۵ھ ۳۱ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۰۷) جب کسی مسجد میں امام مقرر ہو اور اس کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا امامت کرے تو اس کے لئے یہ امامت مکروہ ہے اور وہ بغیر اجازت امام جی امامت کرنے میں گناہ گار ہوگا اس کے پیچھے نماز بجا رہت ہوگی (۲) فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے

(سوال) کسی صاحب علم کو عمامہ باندھنے کے عوض ترکی ٹوپی پہننے کی عادت ہے اب اگر وہ صاحب ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنے میں جماعت کی امامت کریں تو اس ٹوپی سے نماز جائز ہوگی یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد کھوڑو خاں صاحب ضلع دھارواڑ
(جواب ۱۰۸) ٹوپی یا ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا یا پڑھنا جائز ہے ترکی ٹوپی پہن کر امامت کرنا مفسد نماز نہیں ہے۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

بدعات شنیعہ کے مرتکب کی امامت کا حکم

(سوال) جو شخص دائمی طور پر بدعات شنیعہ کا مرتکب ہو اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد کھوڑو خاں صاحب۔ ضلع دھارواڑ۔ ۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ ۳ جنوری ۱۹۳۶ء

(۱) وقد ذکروا أن المستحب أن یصلی فی قمیص وإزار وعمامة ولا یکره الا کتفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشتهر بین العوام من کراهة ذلك الخ (عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقایة: کتاب الصلوة ۱/۱۶۹ ط سعید کمپنی)
(۲) واعلم أن صاحب البيت و مثله إمام المسجد الراتب أولى بالإمامة من غیره مطلقاً الخ ولو أم قوماً وهم له کارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لا نهم أحق بالإمامة منه کره له ذلك تحريماً الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید کمپنی)
(۳) وقد ذکروا أن المستحب أن یصلی فی قمیص وإزار وعمامة ولا یکره الا کتفاء بالقلنسوة ولا عبرة بما اشتهر بین العوام من کراهة ذلك الخ (عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقایة ۱/۱۶۹ ط سعید)

(جواب ۱۰۹) بدعات شنیعہ کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

نیک اور صالح ولد الزنا کی امامت کا حکم

(سوال) رنڈی زادہ قرآن کا حافظ ہے ایسی صورت میں اس کے پیچھے تراویح پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور علاوہ ازیں اس کے پیچھے پنج وقتہ نماز فرائض پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۹۱ محمد مصطفیٰ صاحب (جے پور شاہ پور) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ ۷ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۰) اگر رنڈی زادہ نیک اور صالح ہو اور اس کے اعمال و افعال میں کوئی بات قابل اعتراض نہ ہو صرف رنڈی کالڑکا ہونا ہی باعث تامل ہو تو اس کی امامت فرائض اور تراویح میں جائز ہے اور رنڈی کالڑکا ہونا مضر نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) جو شخص ہمیشہ کے لئے ڈاڑھی صاف کرتا رہتا ہے اور ڈاڑھی رکھتا نہیں اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۸۷۸ شیخ اعظم شیخ معظم ملا جی صاحب (مغربی خاندیش)

۷ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۱۱ مارچ ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۱) ڈاڑھی منڈانے والی کی امامت مکروہ ہے ہاں اگر سب مقتدی بھی ڈاڑھی منڈے ہوں تو ڈاڑھی منڈانے والا امام بن جائے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

بد کردار امام کو معزول کرنا جائز ہے

(سوال) ایک مسجد کے امام کے متعلق بعض نمازیان مسجد کو یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ وہ اپنے شاگردوں اور بچوں سے بد اخلاقی سے پیش آتے ہیں اور وہ بد اخلاقی اس قسم کی ہے کہ جس کا اظہار ایک مسلمان کے لئے امام کے متعلق زیبا نہیں ہے اس لئے دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو امام افعال قبیحہ کا مرتکب ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اگر امام کی بد افعالی کا ثبوت بہم پہنچ جائے تو متولیان مسجد کو امام کا علیحدہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۸۴ انواب حسین صاحب۔ باپنچی اچھے جی۔ باڑہ ہندوراؤ۔ دہلی

(۱) ویکرہ امامة عبد و اعرابی و فاسق . و مبتدع الخ (التنوير و باب الامامة ۱/۵۵۹ ط سعید)

(۲) قال فی التنوير : " ویکرہ امامة عبد . وولد الزنا " الخ و فی الشامیة : " لکن ما بحثہ فی البحر صرح بہ فی الاختیار حیث قال : " ولو عدمت ای علة الکراهة بأن کان الأعرابی افضل من الحضری و العبد من الحر و ولد الزنا من ولد الرشدة او الأعمی من البصیر فالحکم بالصد " الخ (باب الإمامة ۱/۵۶۰ ط سعید کمپنی)

(۳) قال فی التنوير : " ویکرہ امامة عبد و اعرابی و فاسق " الخ و فی الشامیة و أما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمة بأنه لا یهتم لأمر دینہ و بأن فی تقدیمة للإمامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانتہ شرعاً الخ (باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید)

(جواب ۱۱۲) اگر امام کی بد افعالی کا ثبوت بہم پہنچ جائے تو متولی کو لازم ہے کہ ایسے امام کو امامت سے علیحدہ کر دے کیونکہ ایسے بد افعال امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۸ مارچ ۱۹۳۳ء ۴ محرم ۱۳۵۶ء

جو عالم حافظ و قاری ہو وہ زیادہ حقدار ہے

(سوال) (۱) زید صرف حافظ قرآن شریف و نو عمر ہے مگر مسائل سے بالکل ناواقف ہے یہاں تک کہ ارکان و شرائط و مفسدات نماز و نواقض و ضوابط کا بھی علم نہیں ہے اور بحر مولوی قاری، متقی، واعظ، خوش الحان سن رسیدہ ہے اب شاہی مسجد کے لئے جہاں کے مقتدی علماء، صوفیاء و حفاظ و عوام مسئلہ داں ہوں کس کو امام مقرر کرنا چاہیے (۲) علماء و صوفیاء و حفاظ و غیر ہم کی نماز زید مذکور کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۵ معین الدین احمد صاحب (آرہ شاہ آباد) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۵ مئی ۱۹۳۳ء (جواب ۱۱۳) ظاہر ہے کہ امامت کے لئے مقرر کرنے کے لائق بحر سے جو مولوی حافظ قاری، متقی ہے زید سے وہ اہق و اقدم ہے زید کے پیچھے نماز تو عالم حافظ، صوفی، سب کی صحیح ہو جائے گی بشرطیکہ اس سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جو نماز کو فاسد کر دیتی ہے کہ ایسی حالت میں کسی کی نماز بھی نہ ہوگی (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

زیادہ عمر والے متقی عالم کو امام بنانا افضل ہے

(سوال) (۱) شہر کی ایسی جامع مسجد کہ جس میں ہر طبقہ کے لوگ علماء کرام و صوفیاء عظام و غیرہ نماز پڑھتے ہوں ایسی مسجد میں امام کس طرح کا مقرر کرنا چاہیے (۲) زید مولوی حافظ، متقی ۳۵-۳۶ برس کا بحر صرف حافظ ۱۸-۱۹ برس کا مسائل ضروریہ و وضو نماز سے ناواقف۔ ان دونوں میں از روئے شرع شریف مستحق امامت کون ہے (۳) اگر ممبران یا مصلیان مسجد زید موصوف کے رہتے ہوئے بلا عذر شرعی بحر موصوف کو امام مقرر کریں تو ممبران کا یہ فعل مذموم مکروہ ہوگا یا نہیں اور ایسی صورت میں مسائل ضروریہ سے واقف بحر کے پیچھے نماز پڑھنے سے پرہیز کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۷۳ محمد عبدالحامد خاں صاحب (آگرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۶ جولائی ۱۹۳۳ء (جواب ۱۱۴) ظاہر ہے کہ عالم متقی اور زیادہ عمر والا زیادہ مستحق ہے لیکن اگر بحر کا کوئی اور استحقاق ہے مثلاً

(۱) قال فی التنبیر: "و یکرہ إمامة عبد و أعرابی و فاسق" الخ (باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید) و فی الشامیة: "بل مشی فی شرح المنیة: أن کراهة تقدیمہ کراهة تحریم" (باب الإمامة ۱/۵۶۰ ط سعید)
(۲) والأحق بالإمامة تقدیمًا بل نصبًا الأعلیٰ بأحكام الصلوة الخ ثم الأحسن تلاوة و تجویداً للقراءة ثم الأورع أی الأكثر اتقاءً للشبهات الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعید)

ائمہ سابق کا وہ بیٹا ہے تو اس کو امامت کے لئے مقرر کرنا اور اس کا نائب نماز پڑھانے کے لئے متعین کر کے بحر کی تعلیم کا انتظام کر دینا جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اختلاف کے وقت اکثریت رائے سے امام مقرر کیا جائے
(سوال) (۱) مصلیوں کی رائے امام مقرر کرنے میں کس وقت لی جائے گی (۲) مسجد کے مال وقف سے پیش امام کے ورثہ کو وظیفہ دینا پرورش یا تعلیم کے واسطے (باوجودیکہ واقف نے وقف نامہ میں اس کا کچھ تذکرہ نہ کیا ہو) جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۷۳ محمد عبدالحامد خاں صاحب (آگرہ)

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۶ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۵) اگر متولیوں کا اختلاف ہو تو پھر نمازیوں کی رائے سے امام مقرر کرنا مناسب ہے (۲) اگر واقف نے تصریح نہ کی ہو اور متولیان سابق کا طرز عمل بھی ثابت نہ ہو تو پرورش یا تعلیم کے لئے وظیفہ وقف کی آمدنی میں سے نہ دیا جائے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ڈاڑھی منڈے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین صاحب (ضلع حصار پنجاب) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۱۶) ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

زبردستی امام بنانا درست نہیں

(سوال) زید ایک مسجد میں امامت کرتا ہے جماعت کثیر اس کی اقتدا سے نفرت کرتی ہے مگر زید کسی صورت میں بھی عمدہ امامت سے معزول ہونے کو پسند نہیں کرتا بلکہ اس کا دعویٰ ہے کہ امامت و قضاء اس کا خاندانی پیشہ ہے وہ اپنے اس خاندانی حق سے دستبردار ہونا نہیں چاہتا حالانکہ شہر میں چند افراد کے سوا جماعت کثیر اس دعویٰ امامت کی سخت مخالف ہے زید نے اپنی مدد کے لئے اپنے خویش و اقارب کی ایک الگ جماعت بنالی ہے اس لئے مسجد میں نقض امن کا خطرہ پیدا ہو جانے کے باعث سرکار کی جانب سے تقریباً چھ

(۱) والا حق بالامامة . ثم الاسن الخ (ایضاً صفحہ گزشتہ حاشیہ ۲)

(۲) قال فی الدر المختار: "والخيار إلى القوم" فان اختلفوا اعتبر اكثرهم (باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید)

(۳) شرط الواقف كنص الشارع أى فى المفهوم والدلالة ووجوب العمل به (الدر المختار) كتاب الوقف ۴/۴۳۳ ط سعید کمپنی)

(۴) قال فى التوير: "ويكره إمامة عبد وأعرابي و فاسق الخ (باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید) وقال فى الدر المختار: "ولا بأس بنتف الشيب وأخذ أشراف اللحية والسنة فيها القبضة . ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته (كتاب الحضر والإباحة) فصل فى البيع ۶/۴۰۷ ط سعید)

سات ماہ سے مسجد مقفل کر دی گئی ہے لہذا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ :

(۱) کیا زید کا دعویٰ امامت حق بجانب ہے جب کہ جماعت کثیر اس کے اس دعویٰ امامت سے سخت نفرت و اظہار کرتی ہے (۲) کیا اسلامی شریعت کی رو سے زید کا اسی طرح اپنی خاندانی امامت و قضاء کا حق جتلا جائز ہے جب کہ مدعی اس کی اہلیت بھی نہ رکھتا ہو (۳) اب صورت مصدرہ میں اسلامی نقطہ نظر سے سرکار والی مسجد (جو سرکار اور مسلمانان شہر کے مشترکہ سرمایہ سے تیار کی گئی ہے) کس کے حوالے کرنی چاہئے؟ زید کے حوالے یا جماعت کے (۴) خاندانی امامت و قضاء کا دعویٰ کرنا شریعت اسلامیہ کی نظر میں کب حیثیت رکھتا ہے چونکہ زید کا دعویٰ ہے کہ امامت و قضاء اس کا خاندانی حق ہے لہذا سرکار والی مسجد زید کے حوالے کر دی جائے؟ المستفتی نمبر ۱۵۹۸ امر زامد علی بیگ (ضلع میسور)

۴ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۱۷) امامت میں اہلیت اور لیاقت درکار ہے مگر اہلیت موجود ہو اور جماعت راضی ہو تو خاندانی استحقاق موجب ترجیح ہو سکتا ہے لیکن اگر اہلیت نہ ہو اور جماعت راضی نہ ہو اور ان کے راضی نہ ہونے کی وجہ معقول ہو یعنی امام اہلیت نہ رکھتا ہو اور پھر زبردستی امامت کرے تو ایسے امام کے حق میں جو حدیث شریفہ وارد ہوئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ لعن رسول اللہ ﷺ ثلثہ۔ رجل ام قوماً وهم له کارهون الحدیث (ترمذی) (۱) یعنی رسول اللہ ﷺ نے تین شخصوں پر لعنت فرمائی ہے (ان میں ایک وہ ہے) جو کسی جماعت کا امام بن بیٹھے حالانکہ جماعت اس سے ناخوش ہے یہی حکم قضاء کا ہے کہ اس کے لئے بھی اہلیت شرط ہے پس نااہل کا یہ دعویٰ کہ امامت و قضاء میرا خاندانی حق ہے باطل اور ناقابل قبول ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

چوری کی سزا کاٹنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص حافظ ہے اور اس نے چوری کی اور سزا بھی کاٹی اور اب امامت کرنا چاہتے ہیں کیا ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟
المستفتی عزیز احمد مدرس مکتب عبداللہ پور (میرٹھ)

(جواب ۱۱۸) اس شخص کی امامت مکروہ ہے ہاں جب وہ نیک ہو جائے اور لوگوں کو اس پر اعتماد ہو جائے تو پھر امامت میں مضائقہ نہ ہوگا (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) (باب من ام قوماً وهم له کارهون ۱/۸۳ ط سعید کمپنی)

(۲) قال فی التنویر و شرحہ : " ولو ام قوماً " وهم له کارهون ان الکراہة لفساد فیہ او لأنہم أحق بالإمامة منه کرہ له ذلك تحریماً لحديث أبي داود : " لا يقبل الله صلوة من تقدم قوماً " وهم له کارهون " (باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید)

(۳) قال فی التنویر : " ویکرہ الإمامة عبد و أعرابی و فاسق " (باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید) الثانی من الذنب کمن لا ذنب له (ابن ماجہ : باب ذکر التوبة ۳۱۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ہجڑے کی امامت کا حکم

(سوال) ہجڑا ہجڑوں کی امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی
 (جواب ۱۱۹) ہجڑا ہجڑوں کی امامت کر سکتا ہے ہجڑوں کی جماعت ہجڑے کے پیچھے ہو جائے گی
 (محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی)

عتی کی امامت مکروہ ہے

(سوال) بدعتی امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟
 مستفتی نمبر ۱۶۲۵ ملک محمد امین صاحب (جالندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء
 (جواب ۱۲۰) بدعتی امام کی امامت مکروہ ہے۔ و یکرہ امامة عبد و اعرابی و فاسق و اعمی الا ان
 کون اعلم القوم و مبتدع ای صاحب بدعة (در مختار) (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مرد کی امامت جائز ہے

(سوال) ایک شخص فطرتی نامرد ہو یعنی قوت مردی سے فطرۃ محروم ہو نیز اس کے چلنے اٹھنے بیٹھنے بولنے
 میں بھی عورتوں سے مشابہت ہو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز کی اقتدا صحیح ہوگی اور کیا ایسے شخص کو امام بنانا
 صحیح ہوگا۔ المستفتی قاضی عبدالحمید صاحب امام مسجد جامع کرلا (بمبئی)
 (جواب ۱۲۱) عین کا نکاح صحیح ہو جاتا ہے خواہ مادر زاد عین ہو جب کہ مرد کے اعضاء موجود ہوں اور
 نورت کے اعضاء نہ ہوں (جیسے کہ خنثی میں دونوں اعضاء ہوتے ہیں) تو وہ مرد ہے اور اس کا نکاح صحیح ہے
 زکات اور یول چال میں عورتوں کی مشابہت ہو تو یہ بات صحت نکاح کے لئے مانع نہیں ہے ایسے شخص کی
 امامت بھی درست ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) مسجد کو دھرم شالہ اور امام کو پنڈت کہنے والے کی امامت کا حکم

(۲) غیر محرم کنواری لڑکی رکھنے والے کی امامت

(۳) بلاوجہ امام کو گالیاں دینے والے فاسق ہیں

(سوال) (۱) ایک شرعی احکام کی پابند مسجد جس میں کوئی بھی کام خلاف شریعت نہ ہوتا ہو اور امام مسجد جو کہ

(۱) و قد صرح فی القنیة: "بأن اقتداء الخنثی بمثلہ فیہ روایتان وإن روایة الجواز استحسنان" لا قیاس" و یلزم من
 وایة الجواز لا تفسد صلواتہ بمحاذاتہ مثله الخ (رد المحتار، باب الإمامة ۱/ ۵۷۲ ط سعید)

(۲) (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۳) عین ہونے سے امامت پر کوئی اثر نہیں پڑتا یہ کوئی ظاہری اور نمایاں عیب نہیں جو باعث کراہت ہو (فتاویٰ دار العلوم دیوبند
 ۱۵۶/۲ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)

اہل سنت والجماعت حنفی المذہب شرعی امور کا پابند ہو کوئی شخص جو دوسری مسجد کا امام ہے اس مسجد کو دھرم شمالہ اور امام مسجد کو پنڈت کے لقب سے تشبیہ دیتا ہے تو اس کے لئے شریعت کیا حکم دیتی ہے کیا وہ امام مسجد رہنے کے قابل ہے اور اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا جنازہ اس کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا نہیں نیز اگر مقتدی کہے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(۲) ایک شخص کسی غیر قوم کی کنواری جوان لڑکی کو جس کا والد انتقال کر چکا ہو اپنی زبان سے بیٹی کہے کہ تو میری فلاں بیٹی کی مانند ہے میری نظروں میں جیسی تو ہے ویسی وہ بعد میں اسے گھلا کر اس سے زنا کرے اور جب اس کا حمل ظاہر ہو تو اسے بذریعہ دایہ نکلا کر زندہ دفن کر دے یہ بات عام لوگوں پر ظاہر ہو تو شرم و حیا کے لئے اس لڑکی کو گھر سے نکال دے اس شخص مقتدی کے لئے کیا حکم ہے اگر امام مسجد اس کام کا خوگر ہو تو اسکے لئے کیا حکم ہے دونوں کے ساتھ برتاؤ کرنے اور نماز پڑھانے یا نماز میں کھڑے ہونے کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

(۳) ان مقتدیوں کے لئے کیا حکم ہے جو پانچوں وقت ایک امام مسجد کے پیچھے نماز پڑھیں اور اعلیٰ اعلیٰ عمدے ہونے کے باعث امام مسجد کو خنزیر یا گدھے سے تشبیہ دیں کیا ان کی نماز اس امام مسجد کے پیچھے ہو سکتی ہے اگر نہیں ہو سکتی تو کھلے طور پر تحریر فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۳۳ محمد رفیق امام مسجد تحصیل پنڈی گھیب (ضلع اٹک)

۲۶ رجب ۱۳۵۶ھ ۲ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۲) (۱) کسی مسجد کو دھرم شمالہ اور امام مسجد کو پنڈت کہنا کذب اور موجب تعزیر ہے اور ایسا کہنے والا فاسق اور مستحق تعزیر ہے اگر کہنے والا امام ہے تو جب تک وہ توبہ نہ کرے اور جس کو پنڈت کہنا ہے اس سے معافی نہ مانگے اس کی امامت مکروہ ہے (۱)

(۲) امریہ حرکت واقعی سر زد ہوتی ہے اور ثبوت ہو جائے اور گرنے والا امام ہو تو یہ فاسق ہے اس کی امامت مکروہ ہے اور جب تک توبہ نہ کرے نہ اس کو امام بنایا جائے اور نہ اس سے تعلقات اسلامیہ رکھے جائیں اور امام نہیں ہے تو اس سے بھی زجر تعلقات منقطع کر دیئے جائیں تا وقتیکہ توبہ نہ کرے اس سے تعلقات قائم نہ رکھے جائیں (۲)

(۳) امام کو خنزیر یا گدھا مناسبات المسلم فسوق میں داخل ہے اور ان کو فاسق بنانے کے لئے یہ حرکت کافی ہے اور خصوصاً امام کو ایسے الفاظ سے یا کرنا جو ادنیٰ مسلمانوں کے حق میں بھی نہیں کہے جاتے ہیں

(۱) "سبب المسلم فسوق و قتالہ کفر" (صحیح مسلم) باب قول النبی ﷺ: سبب المسلم فسوق و قتالہ کفر

۵۸۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) قال فی التنویر: "ویکرہ امامة عند وأعراہی و فاسق الخ (باب الإمامة ۱، ۵۵۹ ط سعید کمپنی) الثالث من الذنب کمن لا ذنب له (ابن ماجہ) باب ذکر التوبة ۳۱۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

اشد درجہ کافسق ہے مگر ان لوگوں کی نماز اس امام کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

شراب پینے اور خشخشی ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص ہمیشہ شراب پیتا ہے اور اس کی ڈاڑھی خشخشی ہے اور فتنہ مچانے والا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۰۶ شیخ سکندر صاحب نائب کو تو ال

۷ اشعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۳) شراب پینے والے اور ڈاڑھی خشخشی رکھنے والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے کسی نیک شخص کو امام بنانا چاہیے۔ فقط (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

میت کو غسل دینے والے کی امامت

(سوال) امام مسجد مردہ کو غسل فی سبیل اللہ دیوے اجرت نہ لیوے تو نماز امام کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۱۱ محمد موسیٰ صاب امام مسجد منجن آباد (بہاولپور)

۷ اشعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۴) جو امام کہ بلا اجرت میت کو غسل دیتا ہے اس کی امامت جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

سودی کاروباری کرنے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) ایک شخص حافظ ہے اور وہ بیاج یعنی سود وغیرہ کا کاروبار کرتا ہے اور مسجد میں کھڑے ہو کر قرآن شریف سناتا ہے کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز تراویح جائز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۵۳ عبید اللہ صراف (فیروز پور شہ) ۲۴ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۵) سود کا کاروبار کرنے والوں کے پیچھے نماز تراویح وغیرہ تو ہو جائے گی لیکن مکروہ ہوگی لہذا اس کے پیچھے قرآن شریف سننے سے نہ سننا بہتر و افضل ہے ہاں اگر سود کے لین دین سے توبہ کر لے گا تو اس کے پیچھے بغیر کراہت کے نماز پڑھنی جائز ہو جائے گی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) وكذا تكره خلف امر دو سفیه و مفلوج و أبرص و شارب الخمر الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۵۶۲/۱ ط سعید)

(۲) والأفضل أن يغسل الميت محانا فان ابتغى العاسل الأجر جاز إن كان ثمة غيره، وإلا لا الخ (الدر المختار، باب صلاة الجنائز ۱۹۹، ۲ ط سعید)

(۳) وكذا تكره خلف أمرد، واكل الربا ومرار الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۱ / ۵۵۹ ط سعید) عن عبد الله بن مسعود قال: " قال رسول الله ﷺ: " التائب من الذنب كمن لا ذنب له " (ابن ماجه، باب ذكر التوبة ۳۱۳ ط قديمي كتب خانہ كراچی)

جس کی بیوی کسی اور کے پاس گئی، اس کی امامت

(سوال) ایک امام ہے اس کی بیوی اپنے باپ کے یہاں گئی تھی باپ کے گھر سے کسی دوسرے آدمی کے ساتھ چلی گئی دو ماہ تک اس اجنبی آدمی کے پاس رہی اب وہ عورت مذکورہ اپنے باپ کی کوشش سے امام صاحب کے یہاں واپس آگئی اب جناب کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ اس امام صاحب کے پیچھے قوم کی نماز درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۸ مولوی محمد سعید صاحب (ضلع روہنگ)

کیم رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۶) ہاں امام کی اس میں خطا نہیں اس کی امامت ناجائز نہیں ہوئی (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) بد چلن بیوی رکھنے والے کی امامت

(۲) ولد الزنا کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) ایک شخص ہے اور اس کی زوجہ بدروش ہے اور ایک دوسرے مرد سے جو اہل ہنود ہے اس کا تعلق ہو گیا ہے اور اس سے فعل بد سرزد ہوتا ہے اور اس فعل سے اس کا خاوند آگاہ ہے یا اگر اس کا خاوند ناواقفیت رکھتا ہے دوسرے لوگ اس کے فعل سے آگاہ ہیں تو ایسی حالت میں اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) حرامی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۶۸۶ بہادر خان صاحب

کیم رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۷) خاوند اگر اس فعل بد سے آگاہ ہو اور عورت کو روکے نہیں تو وہ قابل گرفت ہو گا اور اس کی امامت مکروہ ہوگی ورنہ نہیں (۲) (۲) اگر وہ پڑھا لکھا اور جماعت میں سب سے بہتر اعمال اور علم رکھتا ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

نیک اور صالح ولد الزنا کی اقتداء کا حکم

(سوال) ایک حافظ صاحب ہیں جو خوش الحان صوم و صلوة کے پابند اور خلیق بھی ہیں قرآن شریف خوب یاد ہے، لیکن ولد الزنا ہیں یعنی ایک طوائف کے لڑکے ہیں کیا ان کو امام بنایا جاسکتا ہے اور ان کے پیچھے نماز

(۱) ولا تزر وازرة وزر اخرى الآية (سورة فاطر آیت ۱۸)

(۲) قال في التنوير يكره امامة عبد وأعرابي وفاسق الخ وفي الشامية بل مشى في شرح المنية على أن كراهة

تقديمه كراهة تحريم (باب الامامة ۱ / ۵۵۹ - ۵۶۰ ط سعید)

(۳) في التنوير و يكره امامة عبد... وولد الزنا الخ ولو عدت أي علة الكراهة بأن كان الأعرابي افضل من الحضري والعبد من الحر وولد الزنا من ولد الرشيد والأعمى من البصير فالحكم بالضد (رد المحتار باب الامامة ۵۶۰ / ۱ ط سعید)

فرض اور تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۹۳ محمد حسین تمباکو فروش (ستنا)

۲ رمضان ۱۳۵۶ھ ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۸) اگر یہ حافظ صاحب صالح اور نیک اور معاشرت کے لحاظ سے محفوظ ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے ولد الزنا ہونا ایسی صورت میں موجب کراہت نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام کی اجازت کے بغیر نماز نہیں پڑھانی چاہیے

(سوال) جس مسجد میں امام مقرر ہے اس میں بلا اجازت امام مقررہ کے اگر کسی شخص نے موجودگی امام مقررہ نماز پڑھائی امام مقررہ مقتدی ہو تو نماز کل جماعت کی ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۱۵ ظفر یار خاں صاحب (ہردوئی) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ ۵ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۲۹) نماز تو ہو گئی مگر امام معین سے اجازت لئے بغیر نماز پڑھانا نہیں چاہیے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسائل سے ناواقف اور جھوٹ بولنے والے حافظ کی امامت کا حکم

(سوال) زید ایک مسجد کا امام ہے اور حافظ ہے لیکن نماز کے مسائل ضروریہ سے اچھی طرح واقف نہیں ہے جھوٹ بولنے سے پرہیز نہیں آمدنی میں حلال و حرام، جائز و ناجائز کا خیال نہیں ایسے شخص کو امام مقرر کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۲۹ شیخ حاجی ینگو و محمد مصطفیٰ سلطانی پور (اودھ) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۰) دوسرا اچھا امام جو مسائل سے واقف ہو اور متقی پرہیزگار ہو پیدا کر کے اس کو مقرر کرنا

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

چاہیے (۲)

فاسق کی تعریف اور اس کی امامت کا حکم

(سوال) اگر کوئی شخص باوجود عقیدہ صحیح رکھنے کے تارک ارکان اسلام ہو تو کیا بروئے شریعت اس کو کافر فاسق، فاجر، یا منافق کہنا صحیح ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو جو شخص ایسے آدمی کو کافر کہے تو عند الشریعہ اس کے لئے کیا حکم ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۱) ولو عدت ای علة الكراهة..... رد المحتار باب الامامة ۱/۵۶۰ ط سعید

(۲) واعلم أن صاحب البيت و مثله إمام المسجد الراتب أولى بالإمامة من غيره مطلقا الخ (الدر المختار) باب

الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید

(۳) قال فی التنبیر: "ویکره إمامة عبدو اعرابی و فاسق الخ (باب الإمامة ۱/۵۵۹. ۵۶۰ ط سعید)

المستفتی نمبر ۲۰۴۳ مظفر خاں صاحب (لاہور) ۱۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۸ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۳۱) اگر عقیدہ صحیح ہو مگر ارکان اسلام مثلاً نماز روزہ وغیرہ فرائض کا تارک ہو یا محرمت مثلاً
شراب نوشی نسیبت کذب وغیرہ کا مرتکب ہو اس کو اصطلاح میں فاسق کہا جاتا ہے کافر کہنا تو درست نہیں
مگر ایسے شخص کو فاسق کہنا صحیح ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی

(۱) دوران تقریر امام کا منہ پر گالیاں نکالنا

(۲) بلا وجہ امام کی مخالفت نہ کی جائے

(۳) احکام شرعیہ سے ناواقف کے فیصلے کا حکم

(۴) تراویح پڑھانے والے کی دودھ سے خدمت

(سوال) (۱) ایک شخص شاہ محمد اردو عربی کو روانی سے بھی نہیں پڑھ سکتا صرف و نحو عربی سے نابلد حدیث
و قرآن کے معنی سے بیگانہ جمعہ کے روز قرآن شریف سورہ جمعہ رکوع آخر آیت شریفہ یا ایہا الذین آمنوا
اذا نودی للصلوة سے شروع کر کے تعلمون تک پڑھنے کے بعد ممبر شریف پر وعظ فرمانے لگے تو
پنجابی دہقانوں کے حسب رواج کچھ گالیاں بھی استعمال کیں مثلاً ہم پنجابی (گالی) لوگ حقہ نوشی میں
مصروف رہتے ہیں (۲) جو شخص امام مسجد کا قلبی طور پر تو مقلد نہ ہو مگر ظاہر داری کے طور پر اس کے پیچھے
نماز ادا کرے اور جب موقع ملے تب ہی فساد پر آمادہ ہو جائے اور بلا وجہ چھیڑ چھاڑ شروع کر دے تو کیا ایسے
شخص کی نماز امام کے پیچھے جائز ہے (۳) جو شخص قانون شریعت سے قطعی ناواقف اور قانون رائج الوقت
سے بھی قطعی واقفیت نہ رکھتا ہو تو اگر وہ فرقان حمید کا یہ حلف اٹھا کر اقرار کرے کہ میں پنجایت میں بیٹھ کر
انصاف کروں گا ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے (۴) موجودہ رمضان المبارک کی ایک رات کا واقعہ ہے کہ
بعد ختم نماز عشاء امام مسجد نے کہا کہ مجھے کچھ تکلیف ہے آمدیہاتی نمازی میرے واسطے پچھلے سال کی
طرح دودھ کا انتظام کر دیں تو ان کی مہربانی سے مقتدی رضامند ہو گئے مگر شاہ محمد نامی ایک شخص نے کہا کہ تم
آیتوں کو بیچتے ہو الغرض امام صاحب نے شاہ محمد کی منت سماجت کی مگر وہ بار بار یہی کہتا رہا اور امام صاحب کے
لونا اٹھا کر مارنے کو دوڑا مگر خود گریبا نمازیوں نے اس واقعہ کی تصدیق کی ہے اس بارے میں شاہ محمد کا ایسا کرنا کیا
حکم رکھتا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۴۷ حافظ عباس حسین صاحب (ضلع اودھیانہ)

۱۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۲) (۱) ایسے ناواقف اور بے علم شخص کو وعظ کہنا نہیں چاہیے اور ممبر پر گالیاں زبان سے نکالنا

(۱) وتار کھا عمداً محالاً ای تکا سلا فاسق الخ (الدر المختار کتاب الصلاة ۱/۳۵۲ ط سعید) وفي الشامية
والفاسق من فعل کبیرة او اصغر علی صغیرة (کتاب الشهادة ۵/۸۳ ط سعید) و فی قواعد الفقه من یر تکب
الکمان و یصر علی الصغائر ص ۴۰۵ ط دہاکہ

حرام ہے (۱) (۲) نماز تو ہو جائے گی مگر امام سے جھگڑا فساد کرنا ناجائز ہے (۳) اس پر اعتماد اور بھروسہ ہو تو خیر وہ احکام شریعت معلوم کر کے اس کے موافق انصاف کر سکتا ہے (۴) اس معاملے میں اگر یہ بیان صحیح ہو تو شاہ محمد کی زیادتی ہے اور اگر امام کی لوگ دودھ سے تواضع کر دیں تو یہ آیات پھینا نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

آدھی آستین والی قمیص میں نماز کا حکم

(سوال) ایک شخص جس کی امامت کو جماعت پسند کرتی ہے اور جس کی اتباع کئی بار کر چکی ہے اگر سر پر ٹوپی اور آدھی آستین کی شرٹ پہن کر خطبہ جمعہ پڑھائے تو درست ہے یا نادرست جائز ہے یا ناجائز (۲) اگر نماز پڑھائے تو کیا حکم ہے (۳) کیا پوری آستین کی شرٹ آدھی آستین کی شرٹ پر کچھ فوقیت رکھتی ہے یا دونوں برابر ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۵۵ جی عبداللطیف صاحب (گلین پیٹ)

۱۵ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۳) سر پر ٹوپی رکھنا تو موجب کراہت نہیں مگر آدھی آستین کی قمیص پہن کر خطبہ پڑھنا نماز پڑھانا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ یہ وضع مسلمان کی عبادت کی وضع نہیں ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز جائز ہے

(سوال) (۱) قصبہ کلیانہ میں مدرسہ اشاعت العلوم عرصہ ۲۰-۲۲ سال سے جاری ہے اور طلبائے عربی تعلیم پاتے ہیں طلباء کی تعلیم کے لئے ایک مولوی صاحب بشرح ۲۰ روپے ماہوار اور دوسرے قاری صاحب جو حافظ بھی ہیں بشرح ۲۰ روپے ماہوار اور تیسرے حافظ صاحب بشرح پندرہ روپے ماہوار ملازم ہیں ہمیشہ رمضان المبارک میں یہ صاحب قرآن مجید تراویح میں سناتے ہیں اور اہل محلہ سے چندہ بااثر آدمی وصول کر کے اجرت دیتے ہیں شرعاً چندہ دینا ان اشخاص کو اور اجرت لینا ان صاحبوں کو جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اور مسجدوں میں امام مقرر ہیں ایک مسجد میں امام صاحب رحم علیہ شاہ مقرر ہیں اور وہی مدرسہ میں بہ زمرہ چہر ایسان ملازم ہیں اور پانچ روپے ماہوار مدرسہ سے اور دو روپے ماہوار اہل محلہ دیتے ہیں ان کو بھی چندہ بموجب فقرہ نمبر ادیا جاتا ہے وہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۱) سبب المسلم فسوق وفسالہ کفر (مسلم) ۱، ۵۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) لہ صلی رافعا کفیدہ الی المرفقین کردہ کدافی فتاوی قاضی خان (عالمگیریۃ) الفصل الثانی فیما یکرہ فی

الصلاة وما لا یکرہ ۱، ۶، ۱۰ ط ماحدیہ کونہ) قال فی التنبیر و شرحہ " کرہ کفہ ای رفعہ ولو لشراب کمشر کم

او ذیل (باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا) ۱، ۶۴۰ ط سعید کمپنی

(۳) ایک مسجد میں امام صاحب عبدالرحیم شاہ مقرر ہیں ان کو اہل محلہ تین روپے ماہوار دیتے ہیں اور وہ ملازم نہیں ہیں ایک اور دوکان بساط خانہ وغیرہ کی ہے اس میں ان کا بھی حصہ حق یعنی چھارم حصہ ہے ان کو بھی فقرہ نمبر ۱ کے بموجب دینا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۶۰ سر بلند خاں کلیانہ (ریاست جنید) ۱۶ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۱ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۳۴) امامت کی تنخواہ لینا جائز ہے مگر تراویح میں قرآن مجید سنانے کی اجرت لینا جائز نہیں ہے اگر امام مطالبہ نہ کرے اور لوگ خود کچھ رقم جمع کر کے اسے دے دیں تو یہ مباح ہے بشرطیکہ اس کی طرف سے مطالبہ اور خواہش نہ ہو اور نہ ملے تو ناراض بھی نہ ہو (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

غلط افعال والے کی امامت

(سوال ۱) ایک امام مسجد اغلام کراتا ہے اور اس کو اس کی عادت ہے جو لوگ اس کے ساتھ اغلام کرتے ہیں وہ مسجد کے اندر شہادت دیتے ہیں کہ ہم نے یہ فعل اس امام کے ساتھ کیا امام وہاں کے لوگوں کے کہنے کی وجہ سے توبہ کر لیتا ہے اور مسجد میں اقرار کرتا ہے کہ اب ایسا فعل نہیں کروں گا مگر پھر اس کے بعد بھی وہ اس فعل کو کراتا ہے تو اس صورت میں اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اور اگر توبہ کے بعد اس نے یہ فعل نہیں کر لیا مگر لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے کراہت کرتے ہیں اور شک ہے کہ اس نے توبہ توڑ دی تو پھر شرع کا حکم کیا ہے؟

(۳) اور اگر توبہ کے بعد لوگوں کو شک نہ ہو اور اس فعل کی وجہ سے لوگوں نے نہیں پڑھی یعنی ایک جماعت اس کے پیچھے نماز پڑھتی ہے ایک نہیں پڑھتی بلکہ دوسری جماعت اسی وقت دوسرے امام بلاتی ہے ایک مسجد میں ایک ہی وقت میں دو امام نماز پڑھاتے ہیں پہلی محراب میں پہلا امام اور دوسری محراب میں دوسرا امام فساد کی جڑ جو ہے یہ امام ہے تو اس صورت میں کون سی جماعت کی نماز ہوتی ہے امام سے کہا جاتا ہے کہ تم چلے جاؤ اس وجہ سے کہ تمہاری وجہ سے فساد ہو رہا ہے مگر وہ نہیں جاتا تو اس صورت میں بھی نماز جائز ہے یا نہیں اور امام کا جو حق ہے وہ بھی اس کو دینا چاہیے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۷۱ ضامن حسین صاحب بیت السلام دیوبند (سہارنپور)

۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۵) اگر امام نے خود اس فعل قبیح کے ارتکاب کا اقرار کیا ہے اور اس کے اس فعل قبیح سے لوگ متنفر ہو گئے ہیں تو ان کا متنفر بے جا نہیں ہے اور جب تک وہ طرز عمل سے اپنی پوری صلاحیت اور نیک اعمال کا ثبوت نہ دے اور لوگ مطمئن نہ ہو جائیں تو ان کو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں معذور سمجھنا چاہیے اور

(۱) وفتی الیوم بصحتها ليعلم القرآن والفقہ والإمامة والأذان الخ (الدر المختار كتاب الإجارة مطلب فی الاستئجار علی الطاعات ۵۵/۶ ط سعید)

اس امام کی حمایت میں جو لوگ اصرار کریں اور دو جماعتیں مسجد میں قائم کر لیں وہ گناہ گار ہوں گے یہ واضح رہے کہ انعام کرنے والوں کی شہادت بالکل ساقط الاعتبار ہے امام کے اقرار کی صورت میں یہ حکم ہے جو تحریر کیا گیا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

تراویح پڑھانے والے کو روپے اور کپڑے دینا

(سوال) ایک حافظ مسجد کی پجگانہ نماز پڑھاتے ہیں اور رمضان المبارک میں قرآن مجید بھی سناتے ہیں ملازم مسجد بھی ہیں ان کو متولیان رمضان المبارک میں بطور نذرانہ نقد روپیہ بھی اور پارچہ وغیرہ بھی دیتے ہیں اور یہ روپیہ اور پارچہ کی قیمت مسجد کا روپیہ ہے ایسی صورت میں مسجد کے روپے سے دینا درست ہے کہ نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۲۰۳ منشی محمد عبدالغفور صاحب (علی گڑھ) ۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۱۳۶) اگر یہ رقم اور کپڑے پہلے سے ان کے لئے معین کئے ہوئے ہیں تو مسجد کی رقم سے دینا بطور ایک معین شدہ تنخواہ یا معاوضہ کے جائز ہے اور اگر معین کی ہوئی نہیں ہے تو جہاں تک عرف کا تعلق ہے اس حد تک جائز ہے۔ لان المعروف كالمشروط لیکن یہ نذرانہ صرف قرآن مجید سناتے کانہ ہو بلکہ سالانہ خدمت مسجد انجام دینے کا ہو (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) امام حافظ نہ ہو تو تراویح کے لئے حافظ کو مقرر کیا جائے

(۲) صحیح کی موجودگی میں نایبنا کی امامت

(سوال) (۱) ایک شخص قرآن مجید متواتر کئی سال سے ایک مسجد میں امام مسجد کی اور مسلمانوں کی مرضی سے رمضان شریف میں قرآن شریف سناتا رہتا ہے اور امام مسجد اس کو اپنی غیر حاضری میں لوگوں کا نائب امام مقرر کرتا رہتا ہے لیکن اب امام مذکور لوگوں سے یہ کہتا ہے کہ میں اس حافظ کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ قرآن مجید سنائے اور امام مذکور اس میں کوئی شرعی نقص بھی نہیں بتاتا کیا جمہور مسلمان اس حافظ کا رمضان شریف میں قرآن سن سکتے ہیں یا نہیں جب کہ و تراور فرض خود امام پڑھائے گا۔

(۲) امام کہتا ہے کہ لوگ میری اجازت کے بغیر حافظ مذکور کو اپنا امام تراویح میں مقرر نہیں کر سکتے ہیں کیا لوگ اس کو اپنا امام تراویح میں مقرر کر سکتے ہیں جب کہ امام مذکور کو شرعاً اس حافظ پر کوئی اعتراض نہیں (۳) اگر نایبنا حافظ قرآن مجید ماہ رمضان میں بحیثیت امام تراویح سنائے اس حالت میں جب کہ آنکھوں والے حافظ قرآن موجود ہیں جن میں کوئی شرعی نقص نہ ہو تو نماز مکروہ ہوگی یا نہیں؟

(۱) ویکوہ امامة عبد و اعرابی و فاسق الخ (التنوير) و فی الشامیة : ” واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقديمه بأنه لا یهتم لأمر دینه و بأن فی تقديمه لإمامة تعظیمه وقد وجب علیهم امانته شرعاً (باب الإمامة ۱/ ۵۶۰ ط سعید)
(۲) و یفتی الیوم بصحتها لیعلم القرآن و الفقه و الإمامة و الأذان الخ (الدر المختار کتاب الإجارة) مطلب فی الاستئجار علی الطاعات ۵۵/۶ ط سعید

المستفتی نمبر ۲۰۷۸ محمد شریف رنگریز کیمبل پور (انک) ۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۱۳۷) (۱) و (۲) اگر امام خود حافظ نہیں ہے تو مسلمان نمازیان مسجد کو حق ہے کہ جس حافظ کو پسند کریں اس کو تراویح میں قرآن مجید سنانے کے لئے مقرر کر لیں امام مسجد کی اجازت ضروری نہیں اور جب کہ حافظ صاحب کے اندر کوئی شرعی نقص بھی نہیں ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ امام صاحب ان کو قرآن سنانے سے روکیں (۱) (۳) محض نابینا ہونے کی وجہ سے تو نماز مکروہ نہ ہوگی ہاں اگر نابینا کے اندر بے احتیاطی اور کوئی شرعی قصور موجود ہو تو بے شک دوسرے حافظ احق بالامامۃ ہوں گے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

کم علم اور متکبر امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے

(سوال) جامع قدیم کے امام صاحب جو جمعہ و عیدین کے بھی امام ہیں جو حفظ قرآن کریم کے ساتھ چند اردو کتابیں بھی پڑھے ہوئے ہیں بوجہ کبر و غرور شریعت آشنا پبلک کو متواتر پے درپے روحانی خدمات پہنچا رہے ہیں اور متعدد مرتبہ جسمانی بھی مگر شریعت آشنا پبلک نے ہمیشہ ان کی تفصیلات پر پردہ ڈال کر ان کو متعدد مرتبہ معافیاں دیکر ان کے ادب و احترام کو بحال رکھا ہے لیکن اب جب کہ امام صاحب کی ذات گرامی سے بوئے استہزاء اسلام و استخفاف و تحقیر مسائل شرعیہ آنے لگی تو ہم مجبور ہو کر امام صاحب کے رویہ کو جو مقتدیوں کے ساتھ ہے نیز اس کے الفاظ بنا بر اظہار عامۃ المسلمین نقل کرتے ہیں امید ہے کہ حضرات علمائے کرام و مفتی صاحب جمعیتہ علمائے ہند مولانا حسین احمد صاحب خصوصاً اپنے قیمتی و بے بہا احکام شریعت مقدسہ کی رو سے ہم مصلحین کی ہدایت فرمائیں گے کیونکہ ہزار ہا اشخاص کی نمازوں کا سوال ہے
(امام صاحب موصوف کا مقتدیوں کے ساتھ رویہ)

(۱) سال گزشتہ یعنی رمضان المبارک ۱۹۳۵ء ایک حافظ صاحب محراب بنا رہے تھے جس کے امام صاحب مذکورہ بالا سامع تھے حافظ صاحب کو سہواً تشابہ ہو امام صاحب نے دو دفعہ لقمہ دیا پھر اسی جگہ تشابہ ہوا تو تیسری مرتبہ امام صاحب نے حافظ صاحب کو حقارت کی نظر سے نہ صرف جھڑکا بلکہ اپنے جنون یا تکبر کو کام میں لا کر مسجد کا احترام مد نظر نہ رکھتے ہوئے مغلف الفاظ کے ساتھ محراب سے جبراً اٹھا دیا اور آپ مصلے پر جا کھڑے ہوئے اور شروع سے قرآن شروع کیا حالانکہ چوبیس پارے ہو چکے تھے۔

(۲) امام صاحب نے مقتدیوں کو اس درجہ ذلیل و خوار سمجھ رکھا ہے کہ مقتدیوں کا بات کرنا بھی امام صاحب کی بے عزتی کا باعث ہے نیز اگر کوئی مقتدی مونا تازہ مالدار ذی وجاہت مر جائے تو اس کے جنازے کی

(۱) قال فی التوبیر و شرحہ: "أو الخیار إلى القوم فإن اختلفوا اعتبروا أكثرهم الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۵۸ ط سعید)

(۲) قال فی التوبیر و شرحہ: "ویکرہ امامة عبد. و اعمی إلا أن یكون أی غیر الفاسق أعلم القوم فهو أولى (باب

الإمامة ۱/ ۵۵۸ ط سعید)

نماز کو خود پڑھانا اس کے کوٹھی بنگلے پر جا کر عیادت بھی کرتے ہیں مگر ایک اوسط درجہ کا مقتدی اگر عالم دین بھی ہو تو پروا نہیں نماز جنازہ نائب یا کوئی اور پڑھا دیتا ہے کیا رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ اسی کا نام ہے۔

(۳) امام صاحب نے ایک دن مقتدیان سے صبح کی نماز کے بعد فرمایا۔ لوگو! مجھ سے مصافحہ کرو میں نے تم کو مسجد قبا میں معیثیت امام نماز پڑھائی ہے اور ایک دن فرمایا کہ جناب رسول کریم ﷺ مسجد میں بحکم تشریف لائے تھے مسجد کے چاروں طرف پھر کر اور مجھے دیکھ کر واپس چلے گئے تم مجھ سے مصافحہ کرو۔

(۴) ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ کو امام صاحب کو سورہ نمل میں آیت یمشی فی الاسواق پر تشابہ لگا پیچھے جو سامع تھا اس نے بجائے یمشی فی الاسواق کے یمشون فی الاسواق بتلایا سلام کے بعد جب امام صاحب بعارضہ سلس البول وضو کرنے چلے گئے تو نائب مؤذن نے کہا اس شخص کو جس نے لقمہ دیا تھا کہ یہ دریا ہے ذرا سوچ سمجھ کر لقمہ دیا کرو اس پر مقامی ایک عالم نے (جو باقاعدہ مدرسہ عربیہ امر وہہ کا فارغ التحصیل اور سند یافتہ و دستار بند مولوی ہے) فرمایا کہ یہ شرعاً کوئی اعتراض نہیں کبھی سامع کو بھی لقمہ دیتے وقت تشابہ لگتا ہے اس پر چند آدمیوں نے کہا کہ مولوی صاحب حافظ یعنی امام صاحب سے دریافت کیا جائے کہ کیا سامع کا لقمہ دینا ان کو ناگوار معلوم ہوتا ہے چونکہ سولہ رکعتیں ہو چکی تھیں اس لئے اس دن دریافت کرنا مناسب معلوم نہ ہو اور سرے دن امام صاحب کو ایک رکوع میں تین مرتبہ تشابہ ہو اور مقتدی نے گزشتہ شب کے غصہ کی بنا پر لقمہ نہ دیا تو امام صاحب نے سلام کے بعد قرآن کو خود دیکھا پھر فوراً نیت باندھ لی جب یہ نماز تمام ہو چکی تو عالم صاحب نے امام صاحب سے کہا کہ کیا آپ کو مقتدی حافظ کا لقمہ دینا ناگوار گزرتا ہے امام صاحب نے نہایت کرخت آواز سے جواب دیا ہاں سخت ناگوار گزرتا ہے مولوی صاحب نے پوچھا کیوں؟ امام صاحب نے جواب دیا: میری مرضی اس کے بعد چہ میگوئیاں ہوتی رہیں اور معلوم ہوا کہ امام صاحب نے مؤذن مسجد کو کہہ دیا کہ کوئی شخص مجھ کو لقمہ نہ دے اس سے میری بے عزتی ہوتی ہے۔

(۵) ان کے عام رویہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ اپنے برابر شہر بھر میں کسی کو بھی عالم نہیں سمجھتے ہیں۔

(۶) امام صاحب ہمیشہ روزانہ عشاء میں دوران نماز سلام کے بعد تازہ وضو کرتے ہیں معلوم ہوا کہ ان کو سلس البول کا مرض ہے ان کا اپنا بیان ہے کہ میں بہت روکتا ہوں قطرے کا شہہ ہو جاتا ہے اس لئے تازہ وضو کرتا ہوں بہت ممکن ہے کہ نماز کی حالت میں قطرہ باہر ہو۔ یہ ہیں وہ واقعات جن کا انکار پبلک نہیں کر سکتی۔ کیا ایسا شخص جو کم علم ہو، کج خلق ہو، مغرور و متکبر ہو، خاندانی لحاظ سے بھی کم درجہ کا ہو، یعنی نہ تو شیخ، نہ سادات سے ہو، جو علماء میں سے صدر جمعیت علماء وغیرہ کو برا کہتا ہو اس کی اہانت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۸۳ محمد عبدالرحمن انصاری دہرہ دون ۲۵ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۳۰ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۱۳۸) امور مندرجہ بالا اگر صحیح واقعات ہیں تو ایسے شخص کو امام قائم رکھنا مکروہ ہے نماز اس کے پیچھے

درست تو ہو جاتی ہے مگر کراہت کے ساتھ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) امامت کے لئے کیسا شخص مناسب ہے؟

(۲) جس کی عورت پردہ نہ کرے، اس کی امامت

(سوال) (۱) امامت کیسے شخص کی ہونی چاہیے اس کی تفصیل بیان کیجئے (۲) امامت میرا سی کی اور غنڈہ گردی اور لوگوں میں اشتعال پھیلانے اور جھوٹ بولنے والے اور جس کی عورت بے پردہ ہو، ایسے آدمی کی امامت کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۲۱۱۴ شیخ محمد شفیع صاحب (فیروزپور)

۱۱ شوال ۱۳۵۶ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۳۹) (۱) امامت کے لئے ایسا شخص مستحق ہے جو علم دین خصوصاً نماز روزہ کے مسائل سے واقف ہو متشرع ہو اور جماعت میں افضل و بہتر ہو (۲) میرا سی ہونا تو امامت کے منافی نہیں ہاں جن لوگوں کی عورتیں بے پردہ پھریں اور وہ منع نہ کریں، جھوٹ بولنے کے عادی ہوں، لغویات کے مرتکب ہوں وہ امامت کے مستحق نہیں ہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

منکر شفاعت اور قادیانی کو کافر نہ سمجھنے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص اپنے آپ کو اہل سنت و الجماعت کہے اور ظاہر نمازیں پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو اور شکل مسلمانوں والی ہو اور حافظ قرآن ہو اور دیوبندی ہو لیکن مرزا ملعون اور اس کے تبعین کو کافر نہ کہے بلکہ اصلی مسلمان سمجھے اور اس کے گھر سے شادی کی ہو اور اس کے ساتھ تعلق اور برت برتاؤ ہو اور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قائل ہو اور نبی اکرم ﷺ کی جسمانی معراج کا منکر ہو اور شفاعت اور کرامت اولیاء اللہ کا منکر ہو، آیا ایسے عقیدہ والا شخص عند اللہ شریعت محمدیہ میں مسلمان ہے یا کافر ہے اور اس کے پیچھے نماز جمعہ و عید وغیرہ پڑھنی درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۶۴ خلیل الرحمن (پنڈی بہاؤ الدین)

۲۸ شوال ۱۳۵۶ھ م یکم جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۰) جو شخص مرزا اور مرزائی جماعت کو کافر نہ سمجھے اور مرزائیوں سے رشتہ ناتا رکھتا ہو اور وفات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل ہو اور معراج جسمانی کا منکر ہو اور شفاعت کا منکر ہو وہ گمراہ اور بددین ہے اس

(۱) ویکرہ امامة عبد و اعرابی و فاسق و اعمی الخ و فی النهر عن المحيط: "صلی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة الخ (التنوير مع شرحه: باب الإمامة ۱/۵۵۹ تا ۵۶۲ ط سعید)

(۲) والأحق بالإمامة تقدیماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة و فساداً بشرط اجتنابہ للفواحش الظاهرة، ثم الأحسن تلاوة و تجويداً للقراءة ثم الأورع (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعید)

(۳) قال فی التنوير: "ویکرہ امامة عبد و اعرابی و فاسق الخ (باب الإمامة ۱/۵۵۸ ط سعید)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

کی امامت جائز نہیں (۱)

بے نکاحی عورت رکھنے والے اور سینما دیکھنے والے کی امامت

(سوال) زید ایک جامع مسجد کا امام ہے عرصہ بارہ سال سے اس کے خلاف چند بستنی والوں کی درخواست اراکین جامع مسجد کے پاس آئی ہے کہ زید کے چال چلن کے متعلق بھی لوگوں کے بہت سے شکوک اور اعتراضات قابل وثوق ہیں اور اس کے متعلق بہت سی شہادتیں موجود ہیں اور وہ اکثر سینما تھیٹر اور ناچ گانوں کی محفلوں میں شریک رہتے ہیں درخواست دینے والے نے صرف چودہ گواہوں کے نام پیش کئے ہیں جن میں سے بارہ گواہوں کا بیان تو یہ ہے کہ ہم نے ایک دوسرے سے سنا اور ذکر کیا دو گواہوں نے جو بیان دیا وہ حسب ذیل ہے:

ہم نے زید کو جنگل کی طرف دو کافرہ عورتوں کے ہمراہ جن میں سے ایک جوان اور دوسری بوڑھی تھی دن کے بارہ بجے قریب دو سال پیشتر جاتے دیکھا ہم بھی پیچھے ہوئے شہر سے قریب ڈیڑھ میل کے فاصلے پر زید اور دونوں عورتوں جنگل میں دس قدم ایک دوسرے سے فاصلے پر کھڑی ہوئیں زید ان میں سے ایک کو اپنی طرف بلارہا تھا گواہ عمر و بحر جو الگ چھپے ہوئے تھے ان پر زید کی نگاہ پڑی اور زید وہاں سے چلا آیا گواہ بحر نے ان عورتوں سے دریافت کیا تو انہوں نے اقرار کیا کہ زید نے ایک روپیہ دینا تھا اس معاملہ میں دونوں گواہوں کی ایک ہی زبان ہے راستہ وغیرہ دونوں گواہ برابر بتاتے ہیں ایک گواہ نے جائے وقوع نہیں بتلائی لیکن جو نشانات پہلے گواہ نے بتلائے تھے وہی راستے بتلائے جن کے ہمراہ یہ دو گواہ مختلف اوقات میں جائے وقوع بتلانے گئے تھے ان میں کا ایک سیکریٹری جامع مسجد اور دوسرا ممبر ہے اور وہ دو اراکین بھی ان دو گواہوں کے بیان جائے وقوع کے بتلانے سے اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ زید جنگل میں گیا۔

دونوں گواہ صوم و صلوة کے پابند ہیں دونوں میں دوستی ہے ایک ہی جگہ کام کرتے ہیں دونوں نے بے نکاح عورتیں رکھی ہوئی ہیں زید یقیناً سینما دیکھتے ہیں زنا کا ثبوت نہیں ہے لیکن یہ سب کچھ شک پر ہو رہا ہے زید شادی شدہ ہے صاحب اولاد ہے عمر ۳۵ سال سے ۳۰ سال تک ہے نوپنجوں کا باپ ہے اوپر لکھی باتوں پر زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۱۶۶ سیٹھ حاجی عمر ملاں (برار)

۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ ۲ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۱) گواہوں کے پاس بے نکاحی عورتیں ہیں تو وہ خود فاسق ہیں نیز دو سال پہلے کا واقعہ بیان کرنا بھی قابل سماعت نہیں دوبرس تک انہوں نے یہ واقعہ کیوں بیان نہیں کیا اس کے اخفا کی وجہ سے بھی یہ

(۱) قال فی التنبیر و شرحہ: "وإن أنکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها فلا یصح الاقتداء به أصلاً الخ

(باب الإمامة ۱/ ۵۶۱ ط سعید)

شہادت قابل سماعت نہیں ہاں سیٹھا دیکھنے کی وجہ سے امام کی امامت مکروہ ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی امامت

(۲) مسجد کسی کی ملک نہیں

(۳) کچی مسجد کو گرا کر پختہ بنانا

(۴) نا اہل متولی کو معزول کرنے کا حکم

(سوال) (۱) ایک بستی کے مسلمانوں نے ایک شخص کو امام بنایا پھر امام کے حالات خراب ہو گئے لوگ شک کی نظر سے دیکھنے لگے اور علاوہ ازیں امام مذکور کا مرزائیوں کے ساتھ بہت میل ملاپ ہے ایسا کئی دفعہ عید کے موقع پر بستی کے شریف مسلمانوں نے اپنا امام اور مقرر کر لیا کیا امام اول کو امامت سے ہٹانا اور دوسرا مقرر کرنا درست ہے (۲) کوئی مسلمان کہلانے والا شخص کسی مسجد کے مالک ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے امام اول اس مسجد کی ملکیت کا دعویٰ کرتا ہے

(۳) کیا کسی بستی کے اکثر مسلمان بستی کی کچی مسجد کو گرا کر اس جگہ پر پہلے کی نسبت مضبوط اور پختہ مسجد بنا سکتے ہیں۔

(۴) اگر کوئی امام مسجد جس کا کیر کٹر (چال چلن) خراب ہو اور مرزائیوں کے ساتھ سخت میل جول رکھتا ہو وہ بلا ثبوت مسجد کے متولی ہونے کا دعویٰ کرے تو شریف اہل محلہ اس کو امامت اور خود ساختہ تولیت سے ہٹا سکتے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۱۹۵ قاضی محمد شفیع صاحب (لاہور)

۸ ازیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۸ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۲) (۱) ان حالات میں پہلے امام کو علیحدہ کر دینا اور دوسرا امام مقرر کر لینا جائز ہے (۲) مسجد کا مالک کوئی نہیں ہو سکتا ہاں متولی کو تولیت کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں مگر ملکیت کا دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا (۳)

(۳) ہاں بستی والوں کو یہ حق ہے کہ وہ کچی مسجد کو پختہ بنانے کے لئے گرا دیں اور پختہ بنالیں (۴)

(۱) قال فی التنویر: " ویکرہ إمامة عبد وأعرابی و فاسق " الخ و فی الشامیة: " وأما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لا یهتم لأمر دینہ وبأن فی تقدیمه للإمامة تعظیمه" وقد وجب علیهم اهانتہ شرعاً الخ (باب الإمامة ۵۶۰/۱ ط سعید)

(۲) وینزع وجوباً لو الواقف فغیره بالأولی غیر مأمون أو عاجز أو ظهر به فسق الخ (الدر المختار، کتاب الوقف، ۳۸۰/۴ ط سعید)

(۳) وأن المساجد للآیة . سورة جن

(۴) أراد أهل المحلة نقض المسجد و بناء أحکم من الأول . لهم ذلك (الدر المختار، کتاب الوقف، مطلب أحكام المسجد ۳۵۷/۴ ط سعید)

(۴) استحقاق تولیت کا ثبوت نہ ہو تو متولی ہونے کے مدعی کو ہٹایا جاسکتا ہے، بالخصوص جب کہ اس کے حالات بھی صلاحیت کے خلاف ہوں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے

(۲) تماشے اور سینما دیکھنے والے کی امامت

(سوال) (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ہماری مسجد میں اس کا بہت جھگڑا ہے اگر امام عمامہ نہ باندھے اور ٹوپی اوڑھ کر نماز پڑھاوے تو ایک فریق کا اس پر اصرار ہے کہ نماز نہیں ہوتی یا مکروہ ہوتی ہے۔
(۲) یہاں بعض مساجد کے امام لوگ سینماناٹک وغیرہ میں اکثر جاتے ہیں ایسے اماموں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۷۲۲۴ جناب فیض اللہ میاں صاحب مالیا گاول (ناسک)

الربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۱۲ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۳) (۱) ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا اور پڑھنا بلاشبہ جائز ہے کوئی حدیث یا فقہ کی عبارت ایسی نہیں جو یہ ثابت کرے کہ بغیر عمامہ کے امامت جائز نہیں عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا افضل تو ہے مگر بغیر عمامہ کے امامت کرنا مکروہ نہیں کراہت ایک امر شرعی ہے جس کے لئے شرعی دلیل کی ضرورت ہے جو لوگ بغیر کسی شرعی دلیل کے کسی بات کو مکروہ قرار دیں ان کو خدا سے ڈرنا چاہئے (۲)

(۲) سینماؤں، تماشوں اور ناٹکوں میں شریک ہونا موجب فسق ہے ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے (۳) ایسے امام اگر توبہ نہ کریں اور یہ عمل ترک نہ کریں تو ان کو علیحدہ کر کے بہتر صالح امام مقرر کرنا چاہئے۔ فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امامت کا حق کس شخص کو ہے

(سوال) (۱) زید و بکر معمولی سی بات پر ضد میں آکر امام مسجد کو بلا قصور بلا اجازت تمام مصلیان و اہل محلہ ہٹا کر ایک ایسے لڑکے کو امام مقرر کرتے ہیں جو احکام دین سے بالکل ناواقف ہے اور بد رویہ ہے نصف مردمان محلہ اس کی امامت سے ناراض ہیں جس کی وجہ سے وہ لوگ زید و بکر کے تظلم و جہل نہ افعال سے رنجیدہ ہو کر دوسری مسجدوں میں نماز پڑھنے جاتے ہیں بروئے شریعت زید و بکر کا یہ فعل کیسا ہے؟

(۱) قال فی الإسحاف: "ولا یولی إلا آمین۔ من طالب التولية علی الوقف لا یعطى له وهو کمن طلب القضاء لا یقلد (رد المحتار، کتاب الوقف، مطلب فی شروط المتولی، ۴/۳۸۰ ط سعید)
(۲) وقد روا أن المستحب أن یصلی فی قمیص وازار و عمامة ولا یکره الا کتفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشتهر بین العوام من کراهة ذلك الخ (عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقایة، کتاب الصلوة ۱/۱۶۹ ط سعید)
(۳) فی التنویر: "ویکره إمامة عبد۔ و ناسق الخ و فی الشامیة: "بل مشی فی شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحريم (باب الإمامة، ۱/۵۵۹ ط سعید)

(۲) تمام نمازیوں میں کس صفت اور کس قابلیت کا امام ہونا چاہیے
 المستفتی نمبر ۲۲۹۵ عبدالحکیم (نارنول) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۶ جون ۱۹۳۸ء
 (جواب ۱۴۴) (۱) یہ فعل زید و بجر کا صحیح نہیں اور احکام دین سے ناواقف شخص کو امام بنانا جب کہ اس
 سے زیادہ مستحق شخص موجود ہو غلط کاری ہے جس سے زید و بجر کو توبہ کرنا اور باز آنا چاہیے۔
 (۲) احکام نماز سے واقف قرآن مجید صحیح پڑھنے والا صالح شخص امامت کا مستحق ہے (۱) فقط
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) جذام والے شخص کے پیچھے نماز کا حکم
 (۲) نابالغ کی امامت تراویح میں بھی جائز نہیں
 (سوال) (۱) کوڑہ یا جذام والے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۲) نابالغ لڑکے کے پیچھے تراویح اور
 ولد الزنا کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۱۸ اے سی منصور (بمبئی)
 ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۵ جون ۱۹۳۸ء
 (جواب ۱۴۵) (۱) اگر بدن سے رطوبت بہتی نہ ہو جسم خشک ہو تو اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی لیکن
 لوگ کراہت کریں تو اس کو امام بنانا نہیں چاہیے (۲)
 (۲) نابالغ کی امامت جائز نہیں (۳) ولد الزنا اگر عالم اور صالح ہو تو اس کی امامت درست ہے (۳)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

غیر مقلد کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) اہل حدیث کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟
 المستفتی نمبر ۲۳۳۱ حافظ محمد اسماعیل صاحب (آگرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۶ جون ۱۹۳۸ء
 (جواب ۱۴۶) اہل حدیث کے پیچھے نماز جائز ہے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) والأحق بالإمامة تقديماً بل لصباً الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة
 ثم الأحسن تلاوة ثم الأورع (الدر المختار، باب الإمامة ۱/ ۵۵۷ ط سعید)
 (۲) وكذا تكره خلف أمردوسفيه و مفلوج وأبرص شاع برصه الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۱/ ۵۶۲ ط
 سعید)
 (۳) ولا يصح اقتداء الرجل بامرأة وخنثى وصبى مطلقاً الخ (تنوير الأبصار باب الإمامة ۱/ ۵۷۷ ط سعید)
 (۴) قال الشامي "ولو عدت أي علة الكراهة بأن كان الأعرابي أفضل من الحضري. وولد الزنا من ولد الرشيد
 فالحكم بالصد (باب الإمامة ۱/ ۵۶۰ ط سعید)
 (۵) قال في الدر المختار: "ومخالف كشافعي لكن في وتر إن تيقن المراعاة لم يكره أو عدمها لم يصح وإن شك
 كره وفي الشامية: "وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالكشافعي فيجوز ما لم يعلم منه (جاری ہے)

قیموں کا مال کھانے والے شخص کی امامت

(سوال) ایک امام مسجد چند یتیم بچوں کو پریشان کرتا ہے ان کی حق رسی میں روڑے اٹکا کر ان کا حق ضبط کراتا ہے کچھ عرصہ ہو ایسی امام مسجد ان قیموں کی حق رسی کا ضامن ہوا تھا مگر اب پر زور مخالفت کرتا ہے اس کی مخالفت کی وجہ محض ذاتی ہے کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز میں کوئی خلل واقع تو نہیں ہوتا؟
المستفتی نمبر ۱۷۱۲۳ عبد اللہ صاحب (مالیر کوئٹہ) ۱۴ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۸ء
(جواب ۱۴۷) اگر امام مسجد قیموں کا حق تلف کرتا ہے یا کراتا ہے یا اتلاف میں سعی کرتا ہے تو وہ فاسق ہے اس کی امامت مکروہ ہے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

رشوت خور اور جھوٹ بولنے والے شخص کی امامت

(سوال) ایک امام نے اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے طلاق نامہ نبی نبی کو اور خلع نامہ شوہر کو دونوں کی راضی برضا پر دلوا دیا ایک ماہ کے اندر ہی یعنی عدت پورا نہ گزرنے پر اس نبی نبی نے دوسری بستی جا کر دوسرے شوہر کے نکاح میں جانے کے لئے آمادہ ہو کر اس بستی کے قاضی سے دریافت کیا تو اس قاضی نے طلاق نامہ دیکھ کر عدت پورا نہ ہونے پر نکاح پڑھنے سے انکار کر دیا بعد میں یہی امام جس نے طلاق نامہ و خلع نامہ اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے دلویا تھا اس نے اپنی جماعت کو بغیر اطلاع کئے ہوئے خفیہ طور پر جا کر کچھ رشوت لیکر نکاح پڑھ دیا کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں بعد ہفتہ عشرہ جماعت کو یہ خبر معلوم ہونے پر اس پیش امام سے اس نکاح کے متعلق جماعت کے دریافت کرنے پر اس نکاح کو میں نے نہیں پڑھایا کہہ کر جھوٹ بول کر جماعت کو انکار کر دیا اس تاریخ سے جماعت نے اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیا بعد دو چار دن کے اس پیش امام نے عام جماعت میں کہا کہ خود میں نے ہی یہ نکاح پڑھایا یہ اقرار کر کے معافی کا خواستگار ہوا تو کیا پھر یہ امام امامت کے قابل ہو گیا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۱۴ محمد غوث صاحب۔ گوادری۔ ۲۳ رجب ۱۳۵۵ھ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۸ء
(جواب ۱۴۸) اس امام نے اول تو عدت کے اندر نکاح پڑھنے کا بڑا گناہ کیا دوسرے رشوت لی (اگر رشوت لینا ثابت ہو) تیسرے جھوٹ بولا کہ میں نے نکاح نہیں پڑھایا۔

پس اگرچہ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر زجر اس امام کو کچھ دنوں کے لئے امامت سے علیحدہ کر دیا جائے اور جو رشوت لی ہے وہ واپس کر ان جائے اور وہ نکاح عدت کے بعد از سر نو پڑھایا جائے جب

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ما یفسد الصلاة علی اعتقاد المقتدی 'علیہ الإجماع' (باب الإمامة ۱/۵۶۳ ط سعید) اس غیر مقلد کے پیچھے نماز جائز ہے جو اہل سنت کے اجماعی مسائل کی مخالفت نہ کرے مثلاً متد کی حرمت کا قائل ہو اور سب سلف کرنا ناجائز سمجھتا ہو وغیرہ وگرنہ ان کا حکم اہل البدعہ جیسا ہے ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے (امداد الفتاویٰ ۱/۲۵۳، باب الإمامة ط دار العلوم کراچی)

(۱) قال فی التنویر: "ویکرہ امامة عبد وأعرابی و فاسق الخ (باب الإمامة ۱/۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)

لوگوں کو اطمینان ہو جائے کہ امام نے سچی توبہ کر لی ہے اور آئندہ وہ ایسا کام نہ کرے گا تو پھر اس کو امام بنا سکتے ہیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے

(سوال) ایک تبصرہ عالم دین جو عرصہ دراز تقریباً ۳۰ سال سے عید گاہ میں عیدین کی امامت کرتا چلا آتا ہے اور چونکہ خطابت میں عدیم المثل ہے وقت اور ضرورت کے لحاظ سے اپنی خطابت میں مسلمانوں کو دینی اور دنیاوی فلاح و بہبود اور جماعتی زندگی کے لئے صحیح راہ عمل بتاتا رہتا ہے جس سے مسلمانوں کو گونا گوں فوائد حاصل ہو رہے ہیں آج کل ہندوستان میں سیاسی اختلافات کے باعث مسلمان دو جماعتوں میں منقسم ہو گئے ہیں یعنی مسلم لیگ اور کانگریس اس سیاسی اختلاف کی بنا پر ایک جماعت کے چند لوگ دوسری جماعت کے امام کے پیچھے جس کی تعریف اوپر درج ہے نماز پڑھنے کو ناجائز قرار دیکر مسلمانوں کو اس کی اقتداء سے روکتے ہیں اور مجبور کرتے ہیں اور بہت سے لوگ حسب سابق اسی امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے پر مصر ہیں ایسی حالت میں مسلمانوں میں افتراق و تشتت اور ہنگامہ و فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہے لہذا سوال یہ ہے کہ سیاسی اختلاف کے باعث امام مذکور کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں عدم جواز کے دلائل و وجوہ کیا ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۲۵ حاجی آلہ بخش صاحب محمد یوسف صاحب کلکتہ۔

۲۳ رمضان ۱۳۵۷ھ ۷ نومبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۹) جو عالم کہ عرصہ دراز سے امامت کرتے چلے آتے ہیں وہی امامت کے مستحق ہیں۔ بلا وجہ ان کو علیحدہ کرنا درست نہیں ہے بلکہ ایک طرح مسلمانوں میں تفریق اور فتنہ کا دروازہ کھلتا ہے سیاسی مسلک کا اختلاف اس کی وجہ نہیں بن سکتا کہ امامت جیسے وظائف شرعیہ میں مداخلت کی جائے۔ (۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

جس سے اکثر نمازی ناراض ہوں، اس کی امامت

(سوال) (۱) زید مسجد کا امام ہو یا مولوی امامت کی خدمت کو انجام دیتا ہے اور اس کو ایک دیرینہ انعام بازی کا بھی شوق ہے مگر اس کے اس فعل کا لوگوں کو صرف شک و شبہ تھا مگر اب وثوق کے ساتھ وہ اس جرم کا پوری طرح مرتکب ہو چکا ہے تو کیا ایسے امام یا مولوی کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) دوسرا امر دریافت طلب یہ ہے کہ منجملہ ایک کثیر جماعت کے کچھ تھوڑے لوگ امام کے موافق ہوں اور

(۱) عن عبد اللہ بن مسعود قال: "قال رسول الله ﷺ: "التائب من الذنب كمن لا ذنب له" (ابن ماجہ 'باب

ذکر التوبة ۳۱۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) قال فی التویر و شرحہ: "واعلم أن صاحب البيت و مثله إمام المسجد الراتب أولى بالإمامة من غيره مطلقاً

(باب الإمامة ۵۵۹/۱ ط سعید)

بہت سارا حصہ اس کے مخالف تو کیا ایسے امام کے پیچھے بھی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟
 المستفتی نمبر ۲۴۶ جناب ابو الفرح صاحب (حیدر آبادی) ۲۸ محرم ۱۳۵۸ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۹ء
 (جواب ۱۵۰) اگر زید کا یہ فعل ثابت ہو یا جماعت کی اکثریت کو اس کی اس حرکت قبیحہ کا ظن غالب ہو
 تو ایسے امام کو معزول کر دیا جائے کیونکہ مہتمم امام کو امام رکھنا جماعت کی نماز کو خراب کرتا ہے اور جب کہ
 جماعت کی اکثریت ناراض ہے اور ناراضی کی وجہ بھی شرعی ہے تو ایسے امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے (۱)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

فعل بد کرنے والے امام کی اقتداء کا حکم

(سوال ۱) جب امام جامع مسجد کے متعلق (جو حافظ حاجی تہجد گزار اور عمر بھی ساٹھ سال سے متجاوز ہے
 دو شخص کو ایک لڑکے کا باپ اور دوسرے استاد شرعی جو عالم بھی ہیں علم الیقین ہو کہ اس لڑکے کے عمر ۱۱ یا ۱۲
 سال کے ساتھ مرتکب فعل لواطت ہوا ہے اس پر دریافت آپ نے یہ فتویٰ فرمایا تھا کہ ایسے امام کے پیچھے
 نماز باکراہت ہو جائے گی اور اس بدکار امام کی پردہ پوشی نہیں کرنا چاہیے اب دریافت طلب یہ ہے کہ علم الیقین
 والوں کو نماز میں اقتداء تا قیام امام رکھنی چاہیے یا ترک کر دینی چاہیے؟

(۲) متولی صاحب مسجد نے بطور خود چند آثار کی وجہ سے امام مذکور کاراز معلم صاحب مذکور سے معلوم
 کر کے صرف یہ کہہ کر کہ پہلے تو یہ عادت نہیں تھی اب ہو گئی ہو گی معاملہ ختم کر دیا ہے متولی صاحب کی یہ
 پردہ پوشی مناسب ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو کیا کچھ گناہ ان کے ذمہ نہیں ہوتا ہے متولی صاحب کو مذہب علم
 ہونے کی صورت میں کیا صرف سکوت مباح ہے یا کوئی اور عمل بھی ان پر واجب ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۳۹ شجاعت حسین صاحب (آگرہ) ۹ رجب ۱۳۵۸ھ ۲۶ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۵۱) (۱) اگر ان کو یقین ہو گیا ہو تو امام کو علیحدہ کر دینا لازم ہے (۲)

(۲) جب کہ متولی صاحب کو یقینی علم نہ ہو تو وہ سکوت ہی کر سکتے ہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

بد کردار امام جس سے اکثر نمازی ناراض ہوں

(سوال) زید جو مسجد کا تنخواہ دار ملازم ہے اس کے اعمال و افعال سے مسلمان ناراض ہیں کیونکہ یہ باتیں اس

(۱) فی التنویر: "ویکفرہ إمامة عبد وأعرابی و فاسق" الخ و فی الشامیة: "بل مشی فی شرح المنیة علی ان

کراہة تقدیمہ کراہة تحریم" (باب الامامة ۱/ ۵۵۹-۵۶۰ ط سعید)

(۲) قال فی التنویر و شرحہ: "ولو ام قوماً و ہم له کارهون" إن الکراہة لفساد فیہ أولا نهم أحق بالامامة منه کره
 له ذلك تحریماً؛ لحديث أبی داؤد: "لا یقبل الله صلاة من تقدم قوما و هم له کارهون" (باب الامامة ۱/ ۵۵۹ ط

سعید)

(۳) و ینزع وجوباً لو الواقف فعیره بالأولی غیر مأمون أو عاجز أو ظہر به فسق (الدر المختار، کتاب الوقف

۴/ ۳۸۰ ط سعید)

الیقین لا یزول بالشک (الأشیاء والنظائر ' القاعدة الثالثة ' ۵۶ ط میر محمد کتب خانہ کراچی)

میں موجود ہیں۔

(۱) جھوٹ بولنا اور جھوٹی شہادت دینا (۲) مسجد کاروپہ اپنے ذاتی مفاد میں خرچ کرنا (۳) مسجد کاروپہ اپنی وجاہت پیدا کرنے یا قائم رکھنے کے لئے خرچ کرنا (۴) مسجد کے ملازموں سے اپنے گھر کے ذاتی کام لینا اور اپنی خدمت کرنا (۵) قبرستان کی قبروں کو منہدم کر کے اس پر ذاتی مکان بنانا (۶) اپنے رشتہ داروں کو مسجد کا ملازم مقرر کرنا اور پھر ان سے مسجد کے کام میں غفلت اور بے پروائی پر باز پرس نہ کرنا (۷) اپنے مخالف مسلمانوں کی شکایتیں افسران و حکام بالا تک پہنچا کر ان کو نقصان پہنچانا۔

سوال یہ ہے کہ جس شخص میں یہ سب باتیں موجود ہوں تو مسلمانوں کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا درست ہے یا نہیں اور وہ باوجود ان اعمال کے امامت کا اہل ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۴ محمد یوسف صاحب۔ پشاور۔ ۴ رجب ۱۳۵۹ھ ۱۹ اگست ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۵۲) اگر یہ واقعہ ہو کہ کسی امام میں یہ باتیں پائی جائیں جو سوال میں نمبر ۶ سے لکھی گئی ہیں تو ایسا شخص امامت کے لائق نہیں ہے اور جماعت کا اس کی امامت سے ناخوش ہونا بجا ہے اور جب کہ امام سے تمام جماعت یا جماعت کی اکثریت وجوہ شرعیہ کی بناء پر ناراض ہو تو امام کو ہرگز امامت کرنا جائز نہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ ثلاثة لا تجاوز صلاحاتهم اذ انهم العبد الأبق حتى يرجع وامرأة باتت و زوجها عليها ساخط و امام قوم وهم له كارهون (ترمذی شریف) یعنی تین شخص ہیں جن کی نماز ان کے کانوں سے تجاوز نہیں کرتی (یعنی درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی) ایک غلام جو آقا کے پاس سے بھاگ گیا ہو جب تک واپس نہ آئے دو مہر عورت جو خاوند کی ناراضی اور خفگی میں رات بسر کرے سوم وہ امام جس سے جماعت بیزار ہو یہ واضح رہے کہ جماعت کی بیزاری وہی معتبر ہے جو وجوہ شرعیہ پر مبنی ہو کیونکہ اگر امام صالح امامت کی اہلیت رکھنے والا امتدین تبع سنت ہو تو جماعت کی ناراضی اور بیزاری مؤثر نہ ہوگی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ٹوپی پہن کر نماز جائز ہے

(سوال) اگر زید کے مقتدی نوے فیصدی دستار پوش ہوں تو کیا زید صرف معمولی ٹوپی پہن کر ہمیشہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۹۰ ۷۲۷ وزیر معارف ریاست قلات (بلوچستان) ۲۲ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ (جواب ۱۵۳) ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے اور امامت بھی بلا کراہت جائز ہے خواہ مقتدی متعمم ہوں یا نہ ہوں زیادہ سے زیادہ (یہ کہہ سکتے ہیں کہ) خلاف اولیٰ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) (باب ماجاء من ام قوماً وهم له كارهون ۱/ ۸۲ ط سعید کمپنی) ولو ام قوماً وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه أو لا نهم أحق بالأمامة منه كره له ذلك تحريماً وإن هو أحق لا والكراهة عليهم (الدر المختار باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۲) وقد ذكر وأ أن المستحب أن يصلى في قميص وإزار و عمامة ولا يكره إلا كنفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشهر بين العوام من كراهة ذلك الخ (عمدة الرعاية باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها ۱/ ۱۶۹ سعید کمپنی)

قعدہ اولیٰ میں درود پڑھنے والے کی اقتداء

(سوال) ایک امام درمیانی قعدے میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھ لیتا ہے اور اس کو جائز سمجھ کر سجدہ سو بھی نہیں کرتا اور خود اقرار کرتا ہے کہ ہاں میں ایسا کرتا ہوں اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۷۹۶

(جواب ۱۵۴) ولا یزید فی الفرض علی التشهد فی القعدة الاولى اجماعاً فان زاد حامداً کره فتجب الاعادة او ساهياً وجب علیه سجود السهو اذا قال اللهم صل علی محمد فقط علی المذهب المفتی به (درمختار) قوله اجماعاً وهو قول اصحابنا و مالک و احمد و عند الشافعی علی الصحیح انها مستحبة فیها للجمهور ما رواه احمد و ابن خزيمة من حدیث ابن مسعود ثم ان كان النبی ﷺ فی وسط الصلوة نهض حین فرغ من تشهده قال الطحاوی من زاد علی هذا فقد خالف الا جماع بحر (ردالمحتار) درمیانی قعدے میں جو امام تشہد کے بعد قصد درود پڑھے اس کی نماز مکروہ واجب الاعادہ ہوتی ہے لہذا اس کے پیچھے اقتدا کرنی مکروہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت کا حکم

(سوال) جس شخص کی عورت پردے میں نہ رہے وہ شخص امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھ لیں تو دوہرا ناپائیدگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۳ عبدالحق امام جامع مسجد۔ دوحد ضلع پنج محل۔

۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۹ھ م ۲۰ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۵۵) اگر امام اپنی عورت کو بے پردگی سے منع کرتا ہو اور اس کے اس فعل سے راضی نہ ہو مگر عورت خاوند کی بات نہ مانے تو امام پر اس کا مواخذہ نہیں ہے اور اس کی امامت جائز ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مسائل سے ناواقف ناناہ کرنے والے کی امامت

(سوال) ہمارے محلے کی مسجد میں ایک پیش امام صاحب ہیں وہ صرف قرآن شریف پڑھے ہوئے ہیں ان کو مسائل کا علم بھی نہیں ہے اب کچھ عرصے سے انہوں نے لکڑیوں کا بیوپار شروع کر دیا ہے بعض وقت وہ نماز میں غیر حاضر بھی رہتے ہیں۔

(۱) (باب صفة الصلاة ۱ ۵۱۰ ط سعید کمپنی) قال الله تعالى "ولا تزر وازرة وزر اخرى (سورة فاطر: ۱۸)

(۲) قال الله تعالى: "ولا تزر وازرة وزر اخرى الآية (فاطر: ۱۸)

(المستفتی نظیر الدین امیر الدین (املیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۵۶) تجارت کرنا تو ایسا فعل نہیں ہے جس کی وجہ سے امامت مکروہ ہو۔ مگر ان کا نمازوں کے وقت میں غیر حاضر بننا اور مسائل سے واقف نہ ہونا یہ ایسی باتیں ہیں جن کی وجہ سے دوسرا عالم حافظ امام مقرر کرنا جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا

(سوال) ایک امام صاحب جان بوجھ کر بغیر عذر کے ٹوپی پہن کر فرض نماز پڑھاتے ہیں رکن الدین فتاویٰ برہنہ بہار شریعت اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں لکھا ہے کہ نسیان کے ساتھ جائز ہے ورنہ مکروہ ہے۔
المستفتی نظیر الدین امیر الدین (املیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۵۷) ٹوپی سے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا افضل ہے مگر بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی سے نماز پڑھنا بھی مکروہ نہیں ہے بھول سے اور قصد ترک کرنے میں مختلف حکم نہیں (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

حافظ قرآن ناظرہ خوال سے افضل ہے

(سوال) پیش امام حافظ قیامت کے دن مقتدیوں کی خدا سے بخشش کرائے گا ایسی کوئی حدیث ہے یا نہیں؟ اور ناظرہ پیش امام سے حافظ پیش امام کی بزرگی ہے یا نہیں؟
نظیر الدین امیر الدین (املیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۱۵۸) حافظ قرآن ناظرہ خوال سے افضل ہے بشرطیکہ اعمال صالحہ دونوں کے یکساں ہوں (۲) نیک لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بخشے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے مقبول ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے شفاعت کر سکیں گے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

متعلق صحت امامت

(سوال) متعلقہ صحت امامت

(۱) والأحق بالامامة تقدیماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعید)
(۲) وقد ذكروا أن المستحب أن يصلى في قميص وإزار وعمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/۱۶۹ ط سعید)
(۳) قال في التتارخانية: "ولو أن رجلين في الفقد والصلاح سواء إلا أن أحدهما أقرأ فقدم القوم الآخر فقد أساؤا السنة (رد المختار باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید)

(جواب ۱۵۹) اگر امام سود خوار کے ہاں روزہ افطار کرتا ہے تو وہ اپنا نقصان کرتا ہے اس سے تمہاری نمازیں کوئی خلل نہیں بیوی ہونا تو اچھی بات ہے لیکن جس کے بیوی نہیں اگر وہ اور باتوں کے لحاظ سے بیوی والے امام ہے بہتر ہو تو اس کو ترجیح دی جائے گی مثلاً متقی پر ہیزگار ہو، قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو وغیرہ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

امام مقرر کرنے کا اختیار کس کو ہے

(سوال) (۱) جس ملک میں سلطان یا نائب سلطان نہ ہوں یا موجود تو ہوں لیکن شرعی امور کی طرف ان کی بالکل توجہ نہ ہو تو امام یا نائب امام مقرر کرنے کا حق شرعاً کس کو ہے؟ (۲) اگر مصلیان و کمیٹی مسجد ایک ایسے متدین شخص کو نیابت کے لئے مقرر کریں جس پر جمہور مصلیان حسن اعتقاد رکھتے ہیں اور بطیب خاطر اس کی اقتدا کرتے ہیں اور امام نیابت کے لئے ایسے شخص کو پیش کرے جس پر مصلیوں کا اعتماد اور اطمینان نہ ہو تو کیا مصلیان امام کے پیش کردہ نائب کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں؟ (ص ۱۴۰ ج ۲ سعید) (۳) شامی جلد اول ص ۵۶۲ میں ہے ہو صریح فی جواز استنبابة الخطيب مطلقاً او كالصریح (ص ۱۴۲ ج ۲ سعید)۔ اور ص ۵۶۳ ج ۱ میں ہے لو صلی احد بغير اذن الخطيب لا يجوز (ص ۱۴۳ ج ۲ سعید) اور ص ۵۶۳ ج ۱ میں ہے و نصب العامة الخطيب غير معتبر بعض ظاہر میں عالم مذکورہ فقہی روایات سے اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ نائب مقرر کرنے کا حق شرعاً صرف امام کو ہے۔

المستفتی عبد الوہاب سکریٹری مسجد کمیٹی

(جواب ۱۶۰) (۱) اگر مسجد کی کوئی کمیٹی ہے تو وہ امام یا نائب امام مقرر کرنے کی مستحق ہے لیکن اگر کمیٹی نہیں ہے تو مسجد کے نمازیوں کی جماعت کا حق ہے (۲) نائب امام وہی ہو گا جس کو مسجد کی کمیٹی یا نمازیوں کی کثرت رائے سے مقرر کیا گیا ہے صرف امام کو تنہا اس کا اختیار نہیں ہے خصوصاً جب کہ امام خود بھی امامت کا تنخواہ دار ملازم ہو (۳) خطیب سے تنخواہ دار خطیب مراد نہیں ہے کیونکہ تنخواہ دار خطیب تو ملازم مستاجر ہے اس کے اوپر احکام استیجار کے نافذ ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) والأحق بالإمامة تقدیماً بل لصباً إلا علم بأحكام الصلوة صحة و فساداً بشرط اجتنابه للفواحش الطاهرة . ثم الأحسن تلاوة و تجويداً للقراءة . ثم الأورع أى الأكثر اتقاءً للشبهات (التنوير مع الدر' باب الإمامة' ۱/ ۵۵۷ ط سعید کمپنی)

(۲) والخيار إلى القوم' فاختلفوا اعتباراً كثرهم . ولو أم قوما وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق منه كره له ذلك تحريماً لحديث ابى داؤد: " لا يقبل الله صلاة من تقدم قوماً وهم له كارهون الخ (التنوير مع الدر' باب الإمامة' ۱/ ۵۵۷ ط سعید)

(۳) واختار بعضهم الأقرأ واختار بعضهم غيره فالعبرة للأكثر كذا فى السراج الوهاج (عالمگیریة: الفصل الثانى فى بيان من هو أحق بالإمامة ۱/ ۸۴ ط مکتبہ ماجدیہ، کونہ)

زنا کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے

(سوال) زید پیدائشی نیک اور پابند شریعت حد درجہ کا ہے اور نماز باجماعت کا پابند بھی اسی درجہ کا ہے اور عرصہ تیس سال سے نماز فی سبیل اللہ پڑھاتا ہے مگر اب کچھ دنوں سے ایک ایسے چکر میں پھنسا اور مجبوراً پھنسا کہ زنا کا مرتکب ہو گیا زید عرصہ چودہ سال سے مجرد تھا صرف نکاح کرنے کی غرض سے زنا کا مرتکب ہوا۔ مگر زید کا زنا کسی کو معلوم نہیں ہے اور واقعہ ٹھیک ہے اگر زید اس فعل سے باز آجائے اور توبہ کرے تو اس صورت میں زید کی امامت درست ہوگی یا نہیں؟

(جواب ۱۶۱) زید زنا کا مرتکب ہوا تو اس کی امامت ناجائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) رشوت دینے والے اور بلیک کرنے والے کی امامت

(۲) جواب دیگر

(۳) جواب دیگر

(سوال) زید رشوت دیکر اور بلیک کر کے اپنی روزی کماتا ہے اور زید کا لڑکا زید کی شرکت میں ہے اور زید دیگر تجارت بھی کرتا ہے وہ بلیک سے کہیں زیادہ ہے اور زید نے دوسروں کا روپیہ مار کر دیوالہ نکالا ہے کیا زید کے لڑکے کی امامت درست ہے؟

(جواب ۱۶۲) زید اور اس کے لڑکے کی امامت ناجائز ہے کیونکہ لڑکا بھی اس حرام کاروبار میں شریک ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(جواب دیگر ۱۶۳) پیش امام اگر ڈاڑھی کتروائے اور خشخاشی رکھے تو اس کی امامت مکروہ ہے اس کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے مسجد کے بور یوں پر بلا کسی عذر کے سونا ناجائز ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(جواب دیگر ۱۶۴) خدا اور رسول کے احکام میں سید اور امتی دونوں داخل ہیں اور مکلف ہیں اگر کوئی سید کوئی خلاف شرع کام کرے تو اس پر بھی اسی طرح مواخذہ ہوگا جس طرح کسی غیر سید پر ہوتا ہے اگر سید نے کسی جائز معاہدے پر رضامندی دیدی اور اس کے بعد اس سے بلاوجہ انحراف کیا تو عمد شکنی اور وعدہ خلافی کا ان پر بھی گناہ عائد ہوگا سید ہونے کی وجہ سے وہ اس مواخذے سے بری نہ ہو جائیں گے چار آدمیوں کے سامنے اقرار کر کے پھر جانا بھی ایسی ہی عمد شکنی ہے جیسے کہ پوری پنچایت کے سامنے وعدہ کر کے پھر جانے

(۱) قال فی التنویر: "ویکرہ امامة عبد و اعرابی و فاسق" الخ و فی الشامیة: "من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الكبائر کشارب الخمر والزانی الخ (باب الامامة ۱/ ۵۶۰ ط سعید)

(۲) قال فی التنویر: "ویکرہ امامة عبد و اعرابی و فاسق الخ (باب الامامة ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)

(۳) فی التنویر: "ویکرہ امامة عبد و اعرابی و فاسق الخ و فی الشامیة: "بل مشی فی شرح المنیة علی آن کراهة تقدیمہ کراهة تحریم (باب الامامة ۱/ ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)

کی صورت میں ہوتی بلکہ سیدوں پر اتباع شریعت کی ذمہ داری ان کے منصب کے لحاظ سے زیادہ ہوتی ہے اگر سید صاحب اپنے عہد کو پورا نہ کریں اور اپنی کوتاہی پر نادم ہو کر توبہ نہ کریں تو لوگوں کو حق ہے کہ وہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور دوسرا امام مقرر کر لیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

بطور دو ایفون کھانے والے کی امامت

(سوال) ایک شخص جس کی عمر اٹھتر ۷۸ سال ہے سولہ سال قبل پچپن میں مبتلا ہوا تھا عرصہ دراز تک علاج کرانے پر کوئی فائدہ نہیں ہوا تو حکیم صاحب نے ایفون کھانے کا مشورہ دیا جب سے وہ ایفون کھاتا ہے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۸۷ اندیر الدین ضلع چاندہ (سی پی)

کیم رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۶۵) اگر ایفون کھانے کی وجہ سے حرکات و سکنات اور شعور و احساسات میں تفاوت آتا ہو تو امامت ناجائز ہے اور اگر یہ بات نہ ہو اور کھانا بھی بر بنائے علاج ہو تو امامت جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

جس نے سنتیں نہ پڑھی ہوں، نماز پڑھا سکتا ہے

(سوال) جو امام فرضوں سے پہلے کی سنتیں ادا نہ کرے اور نماز کے لئے کھڑا ہو جائے اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۶۶) اس کے پیچھے نماز تو ہو جاتی ہے مگر اسے ایسا بلا ضرورت کے کرنا نہ چاہئے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

پابند شریعت عالم کو امام بنانا افضل ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید پابند شریعت ہے اور مسائل سے واقف ہے دیندار اور متقی ہے امامت اور درس و تدریس مشغلہ ہے اور عمر و صاحب اکثر نماز نہیں پڑھتے عمر میں بڑے ہیں لیکن محصل مدرسہ ہیں اور اس بستی میں جتنا مسلمانوں کو قرض سودی دیا جاتا ہے اس کے محرر اور منیب ہیں امامت کے لئے ان دونوں میں سے کون بہتر ہے؟

(۱) وأوفوا بالعہد إن العہد کان مستولاً (بنی اسرائیل : ۳۴)

(۲) (احسن الفتاویٰ : ۲۸۶/۳ ط سعید کمپنی، خیر الفتاویٰ ۳۳۱/۲ ط ملتان)

(جواب ۱۲۷) صورت مسئلہ میں زید امامت کا مستحق ہے اور عمر و جو نماز کا پابند بھی نہیں اس کی امامت مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ ان اللہ

استحقاق امامت کس کو ہے؟

(المجمیۃ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) -----

(جواب ۱۶۸) جو شخص نماز روزے کا پابند اور نماز روزے کے احکام سے واقف ہے وہ امامت کا مستحق ہے امامت کے لئے ذاتی صلاحیت و لیاقت چاہیے باپ دادا سے امامت چلی آنے سے لازمی استحقاق حاصل نہیں ہوتا ہاں اگر خود بھی صلاحیت و اہلیت رکھتا ہو تو خاندانی امامت وجہ ترجیح ہو سکتی ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ، مدرسہ امینیہ، دہلی

(۱) غلط پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم

(۲) امام مسجد نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے

(المجمیۃ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک جامع مسجد میں باوجود امام مقررہ موجود ہونے کے ان کے حضوری میں متولی نے ایک ایسے شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دیا جو قرآن صحیح نہیں پڑھتا اور قاف میں فرق نہیں کرتا، مذکورہ قصر کا لحاظ نہیں پھر اکثر مصلی اس سے متنفر و کارہ ہیں اب اس نے نماز پڑھائی اور نماز میں سورت یسین کا پہلا رکوع پڑھا پس کثرت سے غلط فاحش سرزد ہوئے یہاں تک کہ لمن المرسلین کی جگہ لا من پڑھا اور حکیم کو حقیم پڑھا خشى الرحمن کی جگہ خشى الرحمن بالضم پڑھا مقتدیوں میں عالم محقق موجود تھے انہوں نے امام مقررہ سے نماز کو اعادہ کر لیا یہ اعادہ کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۱۶۹) ایسے شخص کی موجودگی میں جو قرآن شریف صحیح پڑھ سکتا ہے غلط پڑھنے والی کی امامت درست نہیں (۲) اگر کسی شخص سے سہواً کوئی غلطی ہو جائے تو اس کا حکم جداگانہ ہے اور صورت مسئلہ کا حکم جدا ہے اس صورت میں بیشک نماز کا اعادہ کرنا صحیح تھا کیونکہ پہلی نماز درست نہیں ہوئی تھی امام معین کے سامنے بدون اس کے اذن کے دوسرے شخص کا نماز پڑھانا بھی مکروہ ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ

.....

(۱) و کذا تکرہ خلف امور د . و شارب الخمر و اکل الربا الخ (الدر المختار، بالإمامة ۱/ ۵۶۲ ط سعید)

(۲) والأحق بالإمامة تقدیماً بل نصیباً الأعمم بأحكام الصلاة فقط صحة و فساداً بشرط اجتنابہ للفواحش الظاهرة الخ الدر المختار، باب الإمامة ۱/ ۵۵۷ ط سعید)

(۳) ولا غیر الألتغ به أى بالألتغ على الأصح (الدر المختار، باب الإمامة ۱/ ۵۸۱ ط سعید)

(۴) واعلم أن صاحب البيت و مثله امام المسجد الراتب أولى بالإمامة من غیره مطلقاً الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

جس کی بیوی زانیہ ہو اس کی امامت

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص کی عورت غیر مرد کے ساتھ کھلم کھلا زانیہ ہے خاوند کو بھی اس کا علم ہے ایسے شخص کو امام بنانا مقرر کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۱۷۰) اگر یہ شخص اپنی عورت کو اس فعل شنیع سے منع کرتا ہو اور اس کو روکنے کی کوشش کرتا ہو مگر وہ باز نہ آتی ہو تو یہ معذور ہے لیکن اگر منع نہ کرے اور نہ اس کو روکنے کی کوشش کرے تو یہ دیوث اور بے غیرت ہو گا اور اس کی امامت مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ناظرہ خواں کے پیچھے حافظ کی نماز درست ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ناظرہ خواں یا ناخواندہ امام کے پیچھے حافظ قرآن کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۱) ناظرہ خواں یا ناخواندہ امام جب کہ قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو اور مفسدات نماز کا ارتکاب نہ کرتا ہو اس کے پیچھے حافظ اور عالم کی نماز بھی ہو جاتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

برص والے شخص کی امامت

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص مرض برص میں مبتلا ہے ہاتھ پیر چہرہ اور جسم کے اکثر حصے پر سفید داغ سرخی مائل ہیں اطبا کہتے ہیں کہ یہ مرض جذام کی حد تک پہنچتا ہے کیا ایسے شخص کی امامت جائز ہے؟ کیا اس سے مصافحہ کر سکتے ہیں؟ کیا وہ مسجد کے حوض میں یا لوٹوں سے وضو کر سکتا ہے؟

(جواب ۱۷۲) مبروص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے البتہ جب برص اس حد تک ظاہر ہو جائے کہ مقتدیوں کو نفرت اور کراہت پیدا ہو تو اس کی امامت مکروہ ہے (۳) حوض میں وضو کرنا جائز ہے کیونکہ برص میں ظاہری طور پر کوئی نجاست نہیں ہوتی صرف جلد پر دھبے ہوتے ہیں مسجد کے برتن بھی وہ وضو کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ

(۱) قال فی التنبیہ: "ویکرہ امامة عبد و اعرابی و فاسق الخ (باب الإمامة ۱/۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)
(۲) و اعلم أن صاحب البيت و مثله إمام المسجد الراتب أولى بالإمامة من غیره مطلقاً (در مختار) و فی الشامیة
و إن كان غیره من الحاضرين هو أعلم و أقرأ (باب الإمامة ۱/۵۵۹، ط سعید)
(۳) و کذا تکره خلف أمر د. و أبرص شاع برصه الخ و فی الشامیة: "والظاهر أن العلة النفرة و کذا قید الأبرص
بالشیوع لیکون ظاهراً (باب الإمامة ۱/۵۶۲، ط سعید)

جولائے کو امام بنانا کیسا ہے؟

(الجمعیتہ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) فی زمانہ سید لوگ کہتے ہیں کہ جولائے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور وہ خود پنج وقتہ نماز ادا نہیں کرتے اور جاہل و ناخواندہ ہیں اور قوم جو لاہان میں حافظ عالم ہیں ان کے پیچھے جاہل سید نماز نہیں پڑھتے۔
(جواب ۱۷۳) جولائے کی امامت جائز ہے اور جب کہ وہ علم و صلاح میں باقی لوگوں سے اچھا ہو تو اسی کو امام مقرر کرنا افضل ہے یہ خیال کہ سید کی نماز جولائے کے پیچھے نہیں ہوتی غلط ہے (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ

امام مسجد نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے

(الجمعیتہ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) ایک شخص امام ہوتا ہو کوئی غلطی کرتا ہے یا مسلمانوں میں نا اتفاقی ڈال رہا ہے بعض مسلمانوں کو اس پر بہت سے شکوک ہیں یعنی اس کے ایسے جرم ہیں جو کہ ظاہر ہیں اگر وہ امام جنازے کی نماز پڑھائے تو کیا اس امام کے پیچھے نماز جنازہ ہو سکتی ہے؟

(جواب ۱۷۴) اس امام کے وہ افعال لکھنا چاہئے تھے تاکہ معلوم ہوتا کہ وہ کس درجے کے جرم ہیں اور جب وہ پجگانہ نماز میں امامت کرتا ہے تو جنازے کی نماز بھی پڑھا سکتا ہے جو حکم پجگانہ نمازوں میں امامت کا ہو گا وہی جنازے کی نماز میں امامت کا ہو گا (۲) محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ

ڈاڑھی کاٹنے والے کی امامت

(الجمعیتہ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۳۴ء)

(سوال) ہمارے شہر میں صرف ایک حافظ قرآن ہے لیکن اس کی ڈاڑھی ایک مشت سے کچھ کم ہے کیونکہ وہ ڈاڑھی کو تراش لیتا ہے اس کے پیچھے تراویح پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۱۷۵) اگر دوسرا امام اس سے بہتر مل سکتا ہے تو اس کو امام نہ بنایا جائے یا ایک مشت ڈاڑھی رکھنے کے لئے اس کو کہا جائے اور وہ ڈاڑھی بڑھالے تو جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) والأحقق بالامامة تقديماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة و فساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة (الدر المختار) باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعید
(۲) أولى الناس بالصلوة عليه السلطان . ثم إمام الحي ثم المولى هكذا في الاكثر المتون (عالمگیریة) باب الحادی والعشرون في الجنائز ۱/۱۶۳ ط ماجدیہ كونته
(۳) ولا بأس بنسف الشيب وأخذ أطراف اللحية والسنة فيها القبضة . ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته الخ (الدر المختار) كتاب الحظر والإباحة فصل في البيع ۶/۴۰۷ ط سعید

(۱) تعزیہ بنانے والے کی امامت

(۲) سگریٹ پینے والے اور محفل میلاد کرنے والے کی امامت

(سوال) (۱) ایک شخص امام مسجد اپنے ہاتھ سے تعزیہ بناتا ہے اور منع کرنے والے کو کہتا ہے کہ اس کی ممانعت قرآن مجید میں دکھاؤ اور امام مذکور پیشاب کے بعد ڈھیلا بھی استعمال نہیں کرتا ہے کیا ایسے شخص کی امامت درست ہے؟

(۲) ایک دوسرا شخص امام مسجد محفل میلاد کی نعت خوانی میں باعتماد تشریف آوری رسول کریم ﷺ قیام کو واجب جانتا ہے اور بیڑی سگریٹ بھی پیتا ہے اور نجومیوں کی پیشن گوئیوں کہ فلاں تاریخ کسوف خسوف ہوگا وغیرہ کی تصدیق کرتا ہے تو ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟

(جواب ۱۷۶) (۱) تعزیہ بنانا اہل سنت والجماعت کے نزدیک سخت گناہ ہے کہ اس میں اسراف و تبذیر اور شرکیہ اعمال و اعتقادات شامل ہوتے ہیں اس لئے اس فعل کے مرتکب کی امامت مکروہ ہے (۱)

(۲) قیام کو باعتماد تشریف آوری آنحضرت ﷺ واجب جاننا جہالت اور ضلالت ہے حضور ﷺ کی تشریف آوری کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں اس فعل کے مرتکب کی امامت بھی مکروہ ہے کسوف خسوف کی خبر کو تجربہ کی بنا پر یہ سمجھنا کہ ممکن الوقوع ہے یہ غیب دانی سے علیحدہ ہے اور یہ وجہ ممانعت امامت کی نہیں ہو سکتی (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) بذریعہ مشین ذبح کئے ہوئے بکرے کا گوشت پینچنے والے کی امامت

(۲) قصاب کا امام بننا کیسا ہے؟

(۳) کچے چمڑے کے تاجر کی امامت

(۴) جس کی بیوی بے پردہ ہو اس کی امامت

(۵) نشہ خور اور گالی دینے والے کی امامت

(۶) جس امام سے مقتدی ناخوش ہوں اس کی امامت

(۷) فاسق و فاجر کی امامت کا حکم

(۸) فاسق و فاجر کا زبردستی امام بننا

(المجمعیتہ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) اگر ایک مسلمان حافظ قرآن باوجود دین کے ضروری احکام سے واقفیت رکھنے کے غیر مسلم اقوام کے پاس بغرض جھٹھے یعنی گردن مارنے کے لئے جانور (بکرہ وغیرہ) پختا ہو جب کہ اس کو علم ہے کہ وہ

(۱) قال فی التنویر: "ویکرہ امامة عبد و اعرابی و فاسق الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۲) (ایضاً)

جھٹھ کرے اور پھر صاف ہونے کے بعد ان کے پاس تول فروخت کرتا ہو یا زندہ بکرا ہی قیمت مقرر کر کے دے دیتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اس سے گوشت خرید کر کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) قضائی کا پیشہ اسلام میں کیسا ہے نیز ایک قصاب کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جو خود ہی کھال اتارے خود ہی بوٹی کر کے پتے اور اسی کو اپنا پیشہ بنائے کیا وہ جماعت کروا سکتا ہے؟ (۳) کچے چمڑے کی تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو ایسا کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ (۴) اگر کسی شخص کی عورت گانے والی ہو یا برائے نام پردہ کرتی ہو اس کی امامت کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۵) ایک شخص بد کلام ہے (گالی گلوچ دیتا ہے) اور مدھک، چندو گانجہ، فیون وغیرہ میں سے کسی چیز کا نشہ کرتا ہے اس کو امام بننا جائز ہے یا نہیں؟ یا ایک شخص گناہ کبیرہ علانیہ کرتا ہے مثلاً چوری کرنا، سود خوری یا فوٹو کھنچواتا ہے اس کی امامت کا حکم بھی لکھیں نیز ایک خانساں جو خنزیر پکا کر انگریزوں کو کھلاتا ہے اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ کیا ایسا آدمی ایک مسلم جماعت یا انجمن کا صدر ہو سکتا ہے؟ (۶) ایسا شخص جس میں مذکورہ عیوب ہیں اور مقتدی اس کی امامت نہیں چاہتے لیکن ایک صاحب اقتدار شخص کے بل پر وہ جبراً امامت کرتا ہے اس کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۷) ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ نماز فاسق و فاجر کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے فاسق کی تعریف کیا ہے؟ (۸) اگر کچھ مقتدی باوجود تمام باتوں کے علم کے اپنی ضد پر قائم رہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز سمجھتے رہیں تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۷۷) (۱) اگر کوئی مسلمان کسی ایسے شخص کے ہاتھ بکرا پتے دے جو جھٹھ کرتا ہے تو یہ مسلمان گناہ گار نہیں ہوگا کیونکہ جھٹھ کرنا اس کا فعل نہیں ہے ہاں اگر اس کو یہ معلوم ہے کہ یہ جھٹھ کرے گا تو پھینا بہتر ہے اور ذبح دے تو گناہ گار نہیں البتہ جھٹھ کئے ہوئے بکرے کا گوشت پھینا مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔ پہلی صورت میں امامت جائز ہے اور دوسری صورت میں مکروہ ہے یعنی جب کہ وہ اپنا جانور جھٹھ کر اگر گوشت فروخت کرتا ہو (۱) (۲) قصاب کا پیشہ اسلام میں جائز ہے اور قصاب کے پیچھے نماز بھی جائز ہے اگرچہ وہ خود کھال اتارتا ہو اور گوشت فروخت کرتا ہو (۲) (۳) مذبو حلال جانوروں کے کچے چمڑے کی تجارت جائز ہے ہاں غیر مذبو ح جانوروں کی کھال کی تجارت بعد دباغت جائز ہوتی ہے (۴) (۴) اگر یہ شخص اپنی عورت کے اس فعل سے راضی نہ ہو اور اس کو منع کرتا ہو تو اس کی امامت جائز ہے (۵) (۵) جو شخص بد

(۱) لا بأس ببيع العصر لمن يعلم أن يتخذ حمرًا ومن آجر بينا ليتخذ فيه بيت نار أو كنيسة أو بيعة أو يباع فيه الحمر بالسواد فلا بأس به (هداية) كتاب الكراهية فصل في البيع ۴/ ۷۶ ط مکتبہ شرکة علمیه ملتان

(۲) ويجوز الاستنحار على الذكاة لأن المقصود منها قطع الأوداج الخ (عالمگیریة) كتاب الإجارة فصل في المتفرقات ۴/ ۵۵ ما جدیدہ کولہ

(۳) قال في التويرو و شرحه: "و جلد ميتة قبل الدبغ و بعده أي الدبغ يباع و ينتفع به الخ و في الشامية (قوله) جلد ميتة قيد بها لأنها لو كانت مذبوحة فباع لحمها أو جلدها جاز لأنه يظهر بالذكاة الخ (باب البيعة الخامسة ۷۳/ ۵ ط سعید)

(۴) قال الله تعالى: "ولا تزرزرة و زرا حرى (سورة فاطر ۱۸)

کلام و شنام دہندہ نشہ باز ہو یا علانیہ گناہ کبیرہ کرتا ہو مثلاً چور زانی شراب خور ہو (اس کو فاسق کہتے ہیں) اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اسی طرح فوٹو کھنچوانے والے اور خنزیر پکا کر کھلانے والے کی امامت بھی مکروہ ہے اور ان صفات کا شخص اس قابل بھی نہیں کہ انجمن اسلامیہ کا صدر بنایا جائے صدر کوئی صالح دیندار ہونا چاہیے (۶) جب کہ مقتدی بجا طور پر امام صاحب کی امامت سے ناخوش ہوں تو امام صاحب کو نماز پڑھانی اور زبردستی امامت کرنی گناہ ہے (۱۲) (۷) فاسق و فاجر کے پیچھے نماز جائز ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ بغیر کراہت جائز ہے نماز ہو جاتی ہے مگر کراہت تحریمیہ کے ساتھ ہوتی ہے (۲) (۸) جو لوگ ایسے شخص کو امام بنانے پر اصرار کریں جس کی امامت ناجائز یا مکروہ ہے وہ خطاکار ہیں اور اگر ان کی ضد جان بوجھ کر ہو تو وہ بھی فاسق ہو جائیں گے۔

اگر وہ شخص جس کی امامت مکروہ ہے زبردستی امامت کرے تو دوسرے خیال کے لوگوں کو چاہیے کہ دوسری مسجد میں نماز باجماعت پڑھ لیا کریں اسی مسجد میں دوسری جماعت قائم نہ کریں یا اسی امام کے پیچھے نماز پڑھ کر اعادہ کر لیا کریں (۱۰) واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کانے شخص کی امامت

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) ایک شخص یک چشم ہے امامت کرتا ہے حافظ قرآن بھی ہے کیا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے جب کہ دونوں آنکھوں والا مل سکتا ہے؟

(جواب ۱۷۸) یک چشم کی امامت جائز ہے کوئی وجہ کراہت کی نہیں ہے (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بداوجہ شرعی امام کے پیچھے نماز کا ترک

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) زید محض غلط فہمی سے اپنے محلہ کی مسجد کے امام سے لڑائوت سخت کلامی اور ہاتھ پائی تک پہنچ گئی

(۱) قال فی التنویر: "ویکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فاسق الخ و فی الشامیۃ: بل مشی فی شرح المنیۃ علی أن کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم (باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹. ۵۶۰ ط سعید)

(۲) ولو ام قوماً و ہم لہ کارہون إن الکراہۃ لفساد فیہ اولاً نہم احق بالامامۃ کرہ لہ تحریماً لحديث ابی داؤد: "لا یقبل اللہ صلاۃ من تقدم قوماً و ہم لہ کارہون" (الدر المختار باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۳) قال فی التنویر: "ویکرہ امامۃ عبد و اعرابی و فاسق الخ و فی الشامیۃ: بل مشی فی شرح المنیۃ علی أن کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم (باب الإمامۃ ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(۴) یہ حکم بطور تجربی احتیاط کے ہے ورنہ فاسق کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے و فی النہر عن المحیط صلی خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعۃ (رد المختار باب الإمامۃ ۱/ ۵۲۲ ط سعید)

(۵) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۳/ ۳۱۳. ۳۱۴ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)

تھی سچ پچاؤ ہو گیا جب سے زید نے امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی لوگوں نے اعتراض کیا تو زید نے کہا کہ میں نے مارنے کے واسطے ہاتھ اٹھایا تھا اس امام کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔

(جواب ۱۷۹) زید کی یہ غلطی ہے اس کو امام سے معافی مانگنا چاہیے اور صفائی کر لینی چاہیے اور امام کے پیچھے نماز اس کی درست ہے معافی مانگنے اور صفائی کرنے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بغیر عمامہ ٹوپی کے ساتھ نماز

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ ادا سمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) ۱۸ رجب ۱۳۵۳ھ کے الجمعیۃ کے حوادث و احکام میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ”بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھ کر نماز پڑھنی مکروہ ہوتی ہے“ اس جواب پر مندرجہ ذیل کتابوں کی عبارت سے شبہ ہو گیا ہے امید ہے کہ اس شبہ کو رفع فرمائیں گے شرح سفر السعادت مطبوعہ نولکھنور صفحہ ۴۳۶، مصنفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں ہے۔ ”وآن حضرت ﷺ گاہ عمامہ بے کلاہ می پوشید گاہ بگاہ کلاہ بے عمامہ“ اور مسند امام اعظم مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ صفحہ ۲۰۴ کے حاشیے پر ہے یہ حاشیہ مولانا محمد حسن سنبھلی کا ہے۔ ”رواہ الطبرانی عن ابن عمر انہ ﷺ کان یلبس قلنسوة بیضاء و فی روایة ابن عساکر عن عائشة کان لہ قلنسوة بیضاء لا طینية و فی روایة انه کان یلبس القلانس تحت العمام و بغیر العمام و یلبس العمام بغیر قلانس الخ کذا قال القاری (۲)

(جواب ۱۸۰) عمامہ بغیر ٹوپی کے اور ٹوپی بغیر عمامہ کے پہننا جائز بلا کراہت ہے اور ان دونوں صورتوں میں امامت بھی بلا کراہت جائز ہے الجمعیۃ میں جو فتویٰ ۸ رجب کے پرچہ میں مولانا حبیب المرسلین کے قلم سے شائع ہوا ہے کہ ”بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھ کر نماز پڑھنی مکروہ ہے“ اس میں کراہت سے مراد محض خلاف اولیٰ ہے نہ کراہت تنزیہیہ نہ تحریمیہ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دوسرے مذہب والے کی اقتدا کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) حنفی امام کی اقتدا کرتے ہوئے کسی شافعی مقتدی کو امام شافعی صاحب کے طریقے پر نماز کا پڑھنا جائز

(۱) ولو ام قوماً وهم له کارهون ان الکراهة لفساد فيه . کره له ذلك تحریماً . وان هو احق لا والکراهة علیهم (التنوير و شرحه باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید)
(۲) (مرفقة کتاب اللباس الفصل الثانی ۸/۲۴۶ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)
(۳) وقد ذکر و ان المستحب ان یصلی فی قمیص و ازار و عمامة و لا یکره الاکتفاء بالقلنسوة الخ (عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقایة باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیها ۱/۱۶۹ ط سعید کمپنی کراچی)

ہے یا نہیں مثلاً رفع یدین اور آمین بالجہر وغیرہ اسی طرح حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے حنفی طریقے پر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۱) ہاں شافعی مقتدی حنفی امام کے پیچھے بھی رفع یدین اور آمین بالجہر پر عمل کر سکتا ہے اسی طرح حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے اپنے طریق پر یعنی بغیر رفع یدین اور بغیر آمین بالجہر نماز پڑھ سکتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہونا
(الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) اگر امام مقتدیوں سے چار یا چھ انگل اونچائی پر ہو تو نماز ہوتی ہے یا نہیں؟
(جواب ۱۸۲) اگر امام دو چار انگل اونچی جگہ پر ہو تو نماز میں نقصان نہیں آتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

مجاور کی امامت

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) اگر ایک مجاور ولی اللہ کا پیشہ امامت کر رہا ہو تو اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟
(جواب ۱۸۳) مجاور اگر کوئی شرک و بدعت کا کام نہ کرتا ہو تو اس کی امامت درست ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

پابندی سے نماز نہ پڑھنے والے کی امامت

(الجمعیۃ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) (۱) زید ایک شہر کی جامع مسجد کا امام اور کو نسل کا ممبر بھی ہے جمعہ اور عیدین بھی پڑھاتا ہے مگر وہ ظہر عصر کی نماز نہیں پڑھتا اور جب کو نسل میں جاتا ہے تو کئی وقت کی نمازیں غائب کر دیتا ہے۔
(۲) ایک شخص ایک مسجد میں مؤذن ہے اور امامت بھی کر لیتا ہے جمعہ اور پنج وقتی نماز پڑھاتا ہے کیا اس کے پیچھے نماز صحیح ہو جاتی ہے۔

(۱) وكذا تكبره خلف أمره (إلى أن قال) وزاد ابن ملك: ومخالف كشافعي، لكن في وتر البحر إن تيقن المراعاة لم يكره الخ وفي الشامية: "وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المقتدى عليه الإجماع (باب الإمامة ۱/ ۵۶۲، ۵۶۳ ط سعید)
(۲) قال في التنوير و شرحه: "وكرهه أن نفراد الإمام على الدكان للنهي بقدر الارتفاع بذراع، ولا بأس بما دونه و قبل ما يقع به الامتياز وهو الوجه (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۲۴۶ ط سعید)
(۳) قال في التنوير: "ويكره إمامة عبد وأعرابي و فاسق و مبتدع الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید)

(جواب ۱۸۴) (۱) ترک نماز موجب فسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ ہے (۱)

(۲) ایک شخص مؤذن بھی ہو وہی امامت بھی کرے اس میں کوئی کراہت نہیں (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پیش امام کی تعظیم و تکریم واجب ہے

(المعینہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) پیش امام کا کتنا تہ ہے؟

(جواب ۱۸۵) پیش امام کی عزت و توقیر کرنی چاہیے اس کی بے عزتی اور توہین اور ہتک کرنی گناہ ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ دہلی

فصل دوم

جماعت

مسجد میں تکرار جماعت کا حکم

(سوال) جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۶) جماعت ثانیہ اگر جماعت اولیٰ کی نیت پر ہو اور ایسی مسجد میں ہو کہ جس میں جماعت معینہ

ہوتی ہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر بہ تبدیل نیت ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور لفظ لا باس یا لفظ جوار مکروہ

تنزیہی کے منافی نہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جماعت سے ہٹ کر الگ نماز پڑھنا

(سوال) ایک مسجد میں نماز فرض کی جماعت ہو رہی ہے اور ایک دوسرا شخص جماعت ہونے کے وقت اپنی

الگ نماز پڑھنی شروع کر دیتا ہے حالانکہ وہ جماعت میں داخل ہو سکتا ہے تو اس شخص کی نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۵ عین اللہ طر فدار ضلع میمن سنگھ۔ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ ۲ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۸۷) نماز تو ہو جائے گی لیکن اگر وہ بلا عذر قصداً جماعت کو چھوڑ کر علیحدہ نماز پڑھے گا تو ترک

(۱) ایضاً حاشیہ صفحہ گذشتہ

(۲) الافضل کون الإمام هو المؤذن (الدر المختار باب الأذان ۱/۱ ۴ ط سعید)

(۳) ویکرہ تکرار الجماعة بأذان وإقامة فی مسجد محلہ (در مختار) و فی الشامیة: "وقد منافی باب الأذان أن عند

ابی یوسف أنه إذا لم تكن الجماعة علی الهیة الأولى لا تکره" والإ تکره" وهو الصحيح (باب الامامة) مطلب فی

تکرار الجماعة فی المسجد ۱/۵۵۳ ط سعید

جماعت کا گناہ گار ہوگا (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جماعت اعادہ میں نئے آنے والے کی شرکت درست نہیں

(سوال) فرض نماز کی جماعت میں امام صاحب سے واجب ترک ہو گیا اور سجدہ سہو بھی بھول گئے اس وجہ سے دوبارہ جماعت کی گئی دوبارہ ہونے والی جماعت میں کچھ نمازی جو پہلی جماعت میں شریک نہیں ہو سکے تھے شریک ہوئے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کچھلی نماز میں شریک ہونے والوں کی نماز ہو گئی یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۵۵ محمد اختر خاں پہاڑ گنج دہلی۔ ۷ اربع الاول ۱۳۵۳ھ م ۳۰ جون ۱۹۳۲ء (جواب ۱۸۸) ان لوگوں کی نماز فرض ادا نہیں ہوئی جو اعادہ والی نماز میں آکر شریک ہوئے اور پہلے وہ شریک جماعت نہ تھے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جماعت میں عورتیں اور بچے کہاں کھڑے ہوں؟

(سوال) (۱) جامع مسجد میں عیدین کی نماز پر اور رمضان المبارک کے بخترت نمازی ہونے پر جماعت کی صفیں دس بارہ اور بیس پچیس تک ہو جاتی ہیں حکم ہے کہ اول صف مردوں کی ان کے پیچھے لڑکوں کی ان کے پیچھے خنثی پھر عورتیں پھر لڑکیاں یہ توجہ ہو سکتا ہے کہ شروع میں قسم دار افراد موجود ہوں اور ہر قسم اپنی صف میں ختم ہو جائیں اور مرد ایک صف سے زیادہ نہ ہوں بچے وغیرہ تو زیادہ ہوتے ہی ہیں اگر مرد بہت زیادہ ہوں کچھ شروع نہیں آئے ہوئے نہ ہوں اور اخیر تک آتے رہیں تو کیا لڑکوں کی صف نمبر دو سے ہٹا ہٹا کر پیچھے کرتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ مسجد سے برآمدے میں پہنچادیں اور برآمدے سے صحن میں اور صحن سے اور بھی باہر۔ یا ایسے موقع پر ترتیب اور کوئی ہے؟

(۲) میں بچوں لڑکوں کو مسجد میں نماز کی عادت پڑنے کے لئے بھجھتا ہوں جب چند لڑکے جمع ہو جاتے ہیں تو جماعت میں گاہے ہنس بھی پڑتے ہیں ان پر بعد نماز آنکھیں بھی دکھائی جاتی ہیں کوئی جو شیلا تھپڑ بھی مار دیتا ہے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسجد میں نہ آیا کرو تم ہماری نمازیں خراب کرتے ہو کیا کیا جاوے؟

المستفتی نمبر ۴۶۶ نور محمد صاحب ہیڈ ماسٹر۔ جو نڈلہ ضلع کرنال ۷ اذیقعدہ ۱۳۵۳ھ ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء (جواب ۱۸۹) (۱) یہ حکم ابتدائے نماز کا ہے مگر عورتیں بہر حال مردوں کے پیچھے رہیں اگر درمیان نماز میں عورتیں کسی مرد سے آگے ہو جائیں تو ان مردوں کی نماز نہ ہوگی جو عورتوں سے پیچھے ہوں گے لڑکے

(۱) الجماعة سنة مؤكدة للرجال . و قيل واجبة . ثمرته تظهر في الإثم بتركها مرة (الدر المختار) باب الامامة ۵۵۴/۱ ط سعید

(۲) والمختار أنه جابر للأول لأن الفرض لا يتكرر (در مختار) وفي الشامية : " اى الفعل الثانى جابر للأول بمنزلة الجبر بسجود السهني وبالاول يخرج عن العهدة وإن كان على وجه الكراهة على الأصح (باب صفة الصلاة مطلب واجبات الصلاة ۵۷/۱ ط سعید)

درمیان میں آجائیں تو نماز فاسد نہ ہوگی ایک لڑکا ہو تو مردوں کی صف کے بائیں طرف کھڑا ہو سکتا ہے دویا زیادہ ہوں تو ان کی صف علیحدہ پیچھے کر دی جائے گی (۱)
 (۲) بچوں کو نماز کے لئے مسجد میں لانا چاہیے ان کی کسی شرارت اور ہنسی پر انہیں تنبیہ بھی کرنی چاہیے مگر سختی سے مارنا یا مسجد میں آنے سے روک دینا درست نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مر تکب کبیرہ کی امامت کا حکم

(سوال) اگر کسی گاؤں میں ایک امام بد عمل صحیح ادائیگی میں کمزور لیکن مفسد صلوة نہ ہو نسبت صحیح مؤذن نسبت نیک عمل اگر ہمیشہ کے لئے اپنی علیحدہ پڑھتا رہے اس کے پیچھے پڑھنا اس کے اخلاق ذمیرہ و ادائیگی قرآۃ کی کمزوری و ارتکاب کبیرہ کی وجہ سے پسند نہیں کرتا گناہ گار ہو گیا نہیں؟
 (جواب ۱۹۰) جماعت کو چھوڑ دینا مکروہ ہے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرے جس کی اقتداء جائز ہے ہاں ایسے امام کی اقتداء کرنا صحیح نہیں جس کی اقتداء ناجائز ہو (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے

(سوال) جامع مسجد میں جہری نماز کے ختم کے بعد لوگ سنتیں پڑھ رہے تھے اس وقت کچھ لوگوں نے آکر جماعت ثانیہ شروع کر دی اور قرآۃ بھی بالجہر کی ایسی حالت میں جماعت ثانیہ جائز ہے یا نہیں اور عموماً مساجد میں جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۵۷۵ مولوی عبدالخالق (میرٹھ)

۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۱) یہ دوسری جماعت ایسی حالت میں کہ لوگ سنن و نوافل میں مشغول ہیں ایسے مقام پر پڑھنا اور ایسی طرح پڑھنا کہ لوگوں کی نمازوں میں خلل پڑے اس وجہ سے بھی مکروہ ہے کہ دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل انداز ہے اور اس وجہ سے بھی مکروہ ہے کہ مسجد محلہ میں تکرار جماعت مکروہ ہے مسجد محلہ سے وہ مسجد مراد ہے جس میں پنج وقتہ التزام سے جماعت ہوتی ہو (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) قال فی التنویر مع شرحہ : " ویصف الرجال ثم الصبیان" ظاہرہ تعدد ہم فلو واحدا دخل الصف ثم الخنثی ثم النساء" (باب الامامة ۱/ ۵۷۱ ط سعید) و فی الشامیة : " ان المرأة تفسد صلوة رجلین من جانبیہا واحد عن یمینہا و واحد عن یسارہا . و کذا تفسد صلوة من خلفہا الخ (باب الامامة ۱/ ۵۷۳ ط سعید)

(۲) ان تار کھا ای الجماعة من غیر عذر یعزر و ترد شہادتہ و یا ثم الجیران بالسکوت الخ (حلبی کبیر) فصل فی الامامة ص ۵۰۰ ط سہیل اکیدمی لاہور پاکستان) اگر دوسرا امام نہ ملے تو اس کے پیچھے پڑھ لی جائے و فی النہر عن المحيط صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة الخ (الدر المختار باب الامامة ۱/ ۵۶۲ ط سعید)

(۳) و مقتضی هذا الاستدلال کراهة التکرار فی مسجد المحلہ ولو بدون اذان و یؤیدہ ما فی الظہیریة لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلی فیہ اہلہ یصلون واحداً وهو ظاہر الروایة (رد المختار باب الامامة ۱/ ۵۵۳ ط سعید)

سوال مثل بالا

(سوال) ایک مسجد میں پیش امام مقرر ہیں نماز پابندی وقت کے ساتھ وبا جماعت ہوا کرتی ہے تاہم کچھ لوگ ایسے بھی آجایا کرتے ہیں جو جماعت ثانیہ کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں کیا جماعت اولیٰ کے بعد ثانی جماعت بھی درست ہے یا الگ الگ؟ المستفتی نمبر ۱۱۳۱ انصیر الدین صاحب (ضلع رنگ پور)

۲۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۱۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۹۲) جس مسجد میں باقاعدہ پابندی وقت کے ساتھ جماعت ہوتی ہو اس میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے اگر جماعت اولیٰ کے بعد کچھ لوگ آجائیں تو وہ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ لیا کریں (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

سوال مثل بالا

(سوال) ایک چھوٹی مسجد ہے جب ایک مرتبہ جماعت ہو چکی تو اسی مسجد میں دوبارہ جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۱۶۲ شیخ حشمت اللہ (ضلع میرٹھ)

۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۳۱ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب۔ از مولوی ابو محمد عبدالستار صاحب) صورت مرقومہ و مسئلہ بالا میں واضح بات کہ شرعاً دوبارہ جماعت ہو سکتی ہے احادیث سے ثابت ہے کذا فی المشکوٰۃ۔ فقط۔ ابو محمد عبدالستار غفرلہ الغفار
(جواب) دوسری جماعت مسجد مذکور میں درست ہے۔ فقط واللہ اعلم حررہ احمد اللہ سلمہ غفرلہ مدرس مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی۔ مورخہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ۔ الجواب صحیح مظفر احمد غفرلہ نائب امام مسجد فتح پوری دہلی

(جواب ۱۹۳) (از حضرت مفتی اعظم) اگر اس مسجد میں جماعت سے نماز ہونے کا انتظام ہے تو اس میں دوسری جماعت کرنی مکروہ ہے (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مجزوم جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) مجزومی اپنے محلہ کی مسجد چھوڑ کر دیگر محلہ کی مسجد میں آکر نماز جماعت میں شریک ہو جاتا ہے اور صف میں مل کر بھوں کے ساتھ نماز باجماعت پڑھتا ہے خوف متعدی ہونے اس بیماری کے نمازیوں کو اس کا جماعت میں شریک ہونا دشوار گزرتا ہے اس لئے اس کو شرکت جماعت سے اور مسجد میں آنے سے روکا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۱) (ایضاً صفحہ گزشتہ حاشیہ ۳)

(۲) و مقتضی هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجد المحلة الخ (شامية، باب الامامة ۱/ ۵۵۳ ط سعید)

المستفتی نمبر ۱۳۹۱ محمد علی صاحب قطار کریمی دو خانہ (ضلع پٹنہ) ۱۴ محرم ۱۳۵۶ھ ۲۸ مارچ ۱۹۳۷ء (جواب ۱۹۴) مجزوم کی مختلف حالتیں ہیں اگر جذام کا اثر زیادہ نہ ہو محض معمولی ہو اور لوگوں یعنی دوسرے دیکھنے والوں کو اس سے کراہت و نفرت کی اذیت نہ ہوتی ہو تو ایسے مجزوم کو جماعت میں شریک ہونا جائز ہے اور اس کو روکنادرست نہیں اور بیماری لگ جانے کا خیال کوئی حقیقت نہیں رکھتا لیکن اگر مجزوم کی حالت زیادہ خراب ہو اور اس کو دیکھنے سے ہی طبعی طور پر نفرت پیدا ہوتی ہو یا اس کے بدن سے زخموں کی وجہ سے بو آتی ہو یا اس کے زخموں سے رطوبت بستی ہو اور مسجد کے لوٹے وغیرہ ملوث ہوتے ہوں یا فرش پر اجزائے رطوبات لگنے کا اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں خود مجزوم پر لازم ہے کہ وہ مسجد میں نہ جائے اور جماعت میں شریک نہ ہو اور اگر وہ نہ مانے تو لوگوں کو حق ہے کہ وہ اسے دخول مسجد اور شرکت جماعت سے روک دیں اور اس میں مسجد محلہ اور مسجد غیر محلہ کا فرق نہیں ہے محلہ کی مسجد سے بھی روکا جاسکتا ہے تو غیر محلہ کی مسجد سے بالاولیٰ روکنا جائز ہے اور یہ روکنہ بیماری کے متعدی ہونے کے اعتقاد پر مبنی نہیں ہے بلکہ تعدیہ کی شرعا کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ نمازیوں کی ایذا یا خوف تلویث مسجد یا تخیس و بقاء نفرت و فروش پر مبنی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

قعدہ اخیر میں ملنے والے کو جماعت کا ثواب ملتا ہے

(سوال) آخری رکعت کے قعدہ میں جماعت میں شامل ہونے سے جماعت کا ثواب ملتا ہے کہ نہیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق دہلوی

(جواب ۱۹۵) ہاں جماعت کا ثواب ملنے کی امید ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

اعادہ والی نماز میں نئے آنے والے شریک نہیں ہو سکتے

(سوال) امام سے واجب ترک ہو اس نے سجدہ سہو نہیں کیا جب ان کو یاد دلا یا گیا تو انہوں نے نماز کا اعادہ کیا

اس لوٹانے والی نماز میں جو اور لوگ آکر شریک ہوئے ہیں ان کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق دہلوی

(جواب ۱۹۶) اس نماز میں دوسرے لوگ جو پہلی جماعت میں شریک نہیں تھے شریک نہیں ہو سکتے اگر

شریک ہوں گے تو ان کے فرض ادا نہ ہوں گے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

(۱) و یسمع منه . و کذا کل مؤذ . ولو بلسانہ (درمختار) و فی الشامیة : " و كذلك القصاب والسماك والمجدوم والأبرص أولى بالإلحاق " الخ (باب ما یفسد الصلاة و ما یکرہ فیہا مطلب فی الغرس فی المسجد ۱/ ۶۶۱ ط سعید) (۲) و کذا لو أدرك التشهد یكون مدرکاً لفضيلتها علی قولهم الخ (رد المحتار) باب إدراك الفضيلة ۲/ ۵۶ ط سعید) (۳) والمختار أنه جابر للأول لأن الفرض لا يتكرر (تنوير مع الدر) و فی الشامیة : " أى الفعل الثاني جابر للأول بمنزلة الجبر بسجود السهو " و بالأول یخرج عن العهدة وإن كان علی وجه الكراهة علی الأصح (باب صفة الصلاة) مطلب واجبات الصلاة ۱/ ۴۵۷ ط سعید

امام چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے اٹھ گیا تو مقتدی کیا کریں؟
(سوال) ظہر یا عصر کی نماز میں امام کو سہو ہو اور وہ چار رکعت پڑھ کر پانچویں کے لئے کھڑا ہو گیا اور مقتدیوں کو یاد ہے کہ یہ چوتھی رکعت ہے تو وہ بیٹھے رہیں یا امام کی اقتدا میں وہ بھی کھڑے ہو جائیں۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۱۹۷) مقتدیوں کو چاہئے کہ وہ سبحان اللہ کہہ کر امام کو تنبیہ کریں تاکہ وہ بھی بیٹھ جائے اور اگر باوجود تنبیہ کے وہ نہ بیٹھے تو پھر مقتدی بھی کھڑے ہو جائیں ممکن ہے کہ امام سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے اور سب کی نماز ہو جائے یہ جب کہ آخری قعدہ کر کے کھڑا ہو (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

صف اول کی فضیلت

(سوال) (۱) کیا نماز میں صف اول میں کھڑے ہونے سے اور دوسری صف میں کھڑے ہونے سے ثواب میں فرق ہے۔ (۲) اور صف میں دائیں یا بائیں کھڑے ہونے میں کیا فرق ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۳ فرزند علی صاحب (برما) ۷ اذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۹۸) (۱) پہلی صف کا ثواب زیادہ ہے (۲) امام کے پیچھے کھڑا ہونا بہتر ہے پھر دائیں طرف (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

(سوال) محلہ میں ایک مسجد ہے جس میں امام و مؤذن مقرر ہیں اور مصلیٰ بھی معین و معلوم ہیں وقت پر بلا ناغہ نماز ہوتی ہے اور ہوتی چلی آئی ہے اب کچھ عرصہ سے بعض لوگوں نے علیحدہ جماعت ثانیہ کرنے کا ارادہ کیا ہے جو جماعت اولیٰ کی طرح بلا ناغہ پانچویں وقت اقامت کے ساتھ بالالتزام و تداعی اور پابندی وقت کے ساتھ ہوا کرے گی اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس قسم کی جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے اور شریعت مقدسہ اور فقہ حنفی میں اس کی اجازت ہو سکتی ہے فقہ میں اگر کہیں جماعت ثانیہ کے لئے لا باس یا لم یکن علی الهيئة الاولیٰ وغیرہ بیان کیا ہے اس سے جماعت ثانیہ اتفاقیہ گاہ بگاہ مراد ہے یا بالتداعی وبالالتزام در مختار یا فتویٰ عالمگیری میں جو اجازت دی ہے تو کیا اس سے اس قسم کی اجازت مراد ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۶۸ حافظ عبد الجلیل خاں صاحب (بریلی) ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۸ء

(۱) وإن قعد فی الرابعة مثلاً قدر التشهد ثم قام عادو سلم ولو سلم قائماً صح ثم الأصح أن القوم ينتظر ونه فإن عاد تبعوه الخ (الدر المختار، باب سجود والسهو ۸۷/۲ ط سعید)

(۲) والقیام فی الصف الأول أفضل من الثانی و فی الثانی أفضل من الثالث و افضل مکان المأموم حیث یكون أقرب الی الإمام فإن تساوت السراضع ففی بین الإمام الخ (عالمگیری، الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الخامس فی بیان مقام الإمام و المأموم، ۱، ۸۹ ط ماجدیہ، کوئٹہ)

(جواب ۱۹۹) جس مسجد میں کہ پنج وقتہ جماعت اہتمام و انتظام سے ہوتی ہو اس میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک جماعت ثانیہ مکروہ ہے کیونکہ جماعت دراصل پہلی جماعت ہے اور مسجد میں ایک وقت کی فرض نماز کی ایک ہی جماعت مطلوب ہے حضور انور ﷺ کے زمانہ مبارک اور خلفائے اربعہ و صحابہ کرام کے زمانوں میں مساجد میں صرف ایک ہی مرتبہ جماعت کا معمول تھا پہلی جماعت کے بعد پھر جماعت کرنے کا طریقہ اور رواج نہیں تھا دوسری جماعت کی اجازت دینے سے پہلی جماعت میں نمازیوں کی حاضری میں سستی پیدا ہوتی ہے اور جماعت اولیٰ کی تقلیل لازمی ہوتی ہے اس لئے جماعت ثانیہ کو حضرت امام صاحب نے مکروہ فرمایا اور اجازت نہ دی اور جن ائمہ نے اجازت دی انہوں نے بھی اتفاقاً طور پر جماعت اولیٰ سے رہ جانے والوں کو اس شرط سے اجازت دی کہ وہ اذان و اقامت کا اعادہ نہ کریں اور پہلی جماعت کی جگہ بھی چھوڑ دیں تو خیر پڑھ لیں لیکن روزانہ دوسری جماعت مقہور کر لینا اور اہتمام کے ساتھ اس کو ادا کرنا اور اس کے لئے تداعی یعنی لوگوں کو بلانا اور ترغیب دینا یہ تو کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں نہ اس کے لئے کوئی فقہی عبارت دلیل بن سکتی ہے یہ تو قطعاً ممنوع اور مکروہ ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

(۱) سلام اولیٰ کے بعد اقتداء درست نہیں

(۲) بدعتی شخص کی اقتداء کا حکم

(سوال) (۱) مقتدی بہ نیت اقتداء صرف تکبیر تحریمہ ہی کہنے پایا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو کیا مقتدی اس تحریمہ سے اپنی نماز پوری کر لے یا ارد گرد انفرادی نیت کر کے تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرے۔

(۲) اگر پیش امام رسوم بدعیہ مروجہ فی زمانہ مثل سوم و چہلم و مولود جو لحوق فسادات سے خالی نہیں اعتقاداً موجب حصول اجر و ثواب اور داخل دین جانتا ہو۔ اس کی اقتداء میں کیا نماز بلا کراہت ہو جاتی ہے یا مکروہ تحریمی ہے کیا واجب الاعادہ ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۲۹ مولوی محمد ابراہیم صاحب (گوڑ گاؤں) ۲۲ شوال ۱۳۵۵ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۰۰) (۱) اگر سلام سے پہلے مقتدی نے تکبیر تحریمہ ختم کر لی تھی تو وہ نماز میں شریک ہو گیا اور اسی نماز کو پورا کر لے (۲) ایسے امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے مگر بکراہت۔ ایسی نماز واجب الاعادہ نہیں ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

(۱) قال فی الدر المختار: "ویکرہ تکرار الجماعة فی مسجد محللة الخ و فی الشامیة: "و مقتضى هذا الاستدلال كراهة التكرار فی مسجد محللة ولو بدون اذان" و يؤيده ما فی الظهيرية: "لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه اهلہ يصلون واحد انا الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۵۲ ط سعید)

(۲) قال فی الدر المختار: "و تنقضى قدوة بالأول قبل عليكم على المشهور عندنا و عليه الشافعية" الخ و فی الشامیة: "أى بالسلام الأول قال فی النجيس الإمام إذا فرغ من صلاته فإذا قال السلام جاء رجل واقتدى به قبل ان يقول عليكم لا يصير داخلًا فی صلاته" الخ (باب صفة الصلوة ۱/ ۴۶۸ ط سعید)

(۳) قال فی التنوير: "و يكره إمامة عبد وأعرابي و فاسق - و مبتدع الخ" صلى خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة (الدر المختار باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ تا ۵۶۲ ط سعید)

عورتوں کی الگ جماعت جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) (الف) انگریزی تعلیم یافتہ عورتوں کی ایک جماعت نے پوری آزادی کے ساتھ اعلان کر کے مردوں کی طرح ایک بڑی جماعت میں بقر عید کی نماز قائم کرنی چاہی اور ایک اجنبی مرد کو پیش امام کر کے نماز پڑھ لی علمائے وقت نے عدم جواز کے فتوے دیئے مگر نہ مانیں کیا یہ کوئی شرعی نماز ہوگی نیز ان کا یہ فعل کیا احداث فی الدین نہ ہوگا اور ایسی عورتوں کو شرعاً کیا کہنا چاہیے؟

(ب) ان کے مشیر کار مردوں کا یہ دعویٰ ہے کہ حدیث نبوی میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا نماز میں شریک ہونا ثابت ہے تو کیا اس وقت زمانہ کی ضرورت کے مطابق فقہاء کے اقوال کو مسترد کر کے ہم اجتہاد نہیں کر سکتے کہ عورتوں کو بھی مردوں کی طرح جماعت سے نماز عید ادا کرنے کی آزادی دی جائے ایسے لوگوں کو شرعاً کیا کہنا چاہیے۔

المستفتی نمبر ۲۴۵۹ عبد الرشید صاحب (بنگال) ۱۶ محرم ۱۳۵۸ھ ۸ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۰۱) صرف عورتوں کی علیحدہ اور مستقل جماعت قائم کرنا بے اصل اور بے ثبوت ہے اس کو بدعت کہنا صحیح ہے حضور ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کو عید کی نماز میں مردوں کی جماعت میں شامل ہونے کی اجازت بلکہ تاکید تھی عورتوں کو مردوں کے پیچھے کھڑے ہونے کی تاکید تھی لیکن حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک کے بعد صحابہ کرام نے عورتوں کو جماعت میں آنے سے ممانعت کی۔ فقہائے کرام نے بھی زمانہ کی حالت اور لوگوں کی اخلاقی کیفیت بدل جانے کی وجہ سے ممانعت کو درست سمجھا۔

اب اگر عورتیں نہ مانیں تو وہی صورت اختیار کرنی چاہیے جو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں تھی یعنی عورتیں مردوں کی جماعت میں شریک ہو جائیں ہاں ایسا انتظام کر دیا جائے کہ عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو عورتوں کی صفیں مردوں کے پیچھے اور علیحدہ ہوں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) (۱) منیۃ المصلیٰ و کنز الدقائق۔ شرح و قایہ وغیرہ کتب میں امام کا محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھانا مکروہ تحریمی میں سے لکھا ہے کہ اس میں مشابہت اہل کتاب کے ساتھ ہے اس لئے اس میں نماز مکروہ ہے۔

(۲) مرقاۃ جلد اول ص ۳۷۳ میں حضرت ملا علی قاری مرحوم فرماتے ہیں۔ ان المحاریب فی المساجد محدثۃ اول من احدثہ عمر بن عبدالعزیز فی امارۃ الولید ومن ثم کرہ جمع من

(۱) ویکرہ تحریمہ جماعة النساء 'ولو فی الترابیح . ویکرہ حضور ہن الجماعة' ولو لجمعة و عید و وعظ' ولو عجوزا لیلا علی المذہب المفتی' لفساد الزمان (الدر المختار) باب الإمامة ۱/۵۶۵ و ۵۶۶ ط سعید) و فی التنبیہ: "و بصف الرجال' ثم الصبیان' ثم الخنثی' ثم النساء (باب الإمامة ۱/۵۷۱ ط سعید)

السلف اتخاذها والصلوة فيها (مرقاة باب المساجد ومواضع الصلاة ص ۴۶ ج ۲ مکتبہ حبیبیہ، کوئٹہ پاکستان)

اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی فتاویٰ جلد اول میں فرماتے ہیں۔ المسجد الشریف لم یکن له محراب فی عہدہ ﷺ ولا فی زمن الخلفاء. انتھی. اسی طرح سفر السعادت اور جذب القلوب میں ہے۔

(۳) عون المعبود میں شیخ ابن الہمام سے نقل کیا گیا ہے۔ بنی المحاریب فی المساجد من لدن رسول اللہ ﷺ وایضاً لا یکرہ الصلوة فی المحاریب ومن ذهب الی الکراہة فعلیہ البینة (عون المعبود، کتاب الصلوة، باب فی کراہیة البزاق فی المسجد ص ۱۴۶ ج ۲، ط دار الفکر بیروت)

جناب سے جواب طلب امر یہ ہے کہ زید عبارت اول و دوم سے محراب کا بنانا اور اس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی بتاتا ہے اور بحر عبارت نمبر سوم سے محراب کا بنانا اور اس میں نماز پڑھنا مسنون ثابت کرتا ہے دونوں میں سے کون حق پر ہے اور مفتی بہ قول مذہب حنفیہ میں کونسا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۹۲ شیر احمد بھاو پور۔ ۳ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ م ۲۲ اپریل ۱۹۴۰ء (جواب ۲۰۲) صحیح یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں مسجد نبوی میں محراب نہ تھی اور یہ بھی محقق ہے کہ صحابہ کرام کے زمانے میں مساجد میں محرابیں بنائی گئیں پس بناء محاریب کو ناجائز اور بدعت بتانا درست نہیں اور محراب میں نماز پڑھنا جائز ہے ہاں امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے اور کراہت کی وجہ یا تشبہ بالیسود یا اختفاء حال امام ہے یہ نہیں ہے کہ محراب بدعت ہے اگر امام کے قدم محراب سے باہر ہوں تو پھر مکروہ نہیں ہے۔ قال فی البحر الرائق . وجهة الکعبة تعرف بالدلیل والدلیل فی الامصار والقری المحاریب التي نصبها الصحابة والتابعون رضی اللہ عنہم فعلینا اتباعہم فی استقبال المحاریب المنصوبة الخ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

گھر میں نماز پڑھنے والے پر وعید

(سوال) حضور اکرم ﷺ کی حدیث مبارک ہے کہ جس وقت بہت سے آدمی نماز جمعہ کو نہیں آتے تھے تو اس وقت حضور اکرم ﷺ نے یوں فرمایا تھا کہ اگر اس وقت میری جگہ کوئی دوسرا آدمی پیش امام ہوتا تو میں جو نماز جمعہ پڑھنے کو نہیں آئے ان کے گھروں کو جا کر آگ لگا دوں، یہ حدیث مبارک صحیح ہے یا نہیں اور ایک شخص یہاں پر یوں کہتے ہیں کہ حضور جناب ﷺ رحمۃ اللعالمین ہیں ایسا اپنی زبان سے نہیں کہہ سکتے پس مذکورہ بالا حدیث مبارک صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۴۴ سید احمد علی صاحب ضلع منمناڑ۔ ۱۰ رجب ۱۳۵۹ھ ۱۵ اگست ۱۹۴۰ء
(جواب ۲۰۳) بخاری شریف میں یہ حدیث ہے۔ لقد هممت ان امر المؤذن فقیم ثم امر رجلا
یؤم الناس ثم اخذ شعلا من نار فا حرق علی من لا ینخرج الی الصلوة بعد (۱) یعنی آنحضرت ﷺ
نے فرمایا کہ یقیناً میں نے ارادہ کیا کہ مؤذن کو حکم کروں کہ وہ اقامت کہے اور کسی شخص کو حکم کروں کہ وہ نماز
پڑھادے اور پھر میں آگ کے شعلے لیکر جاؤں اور جو لوگ ابھی تک نماز کے لئے نہیں نکلے ان کے گھروں
کو آگ لگا دوں اکثر روایات میں یہ فرمان عشا کی نماز کے متعلق ہے اور بعض روایات میں جمعہ کے متعلق۔
اور یہ بات رحمتہ للعالمین کے خلاف نہیں ہے جیسے کہ خدا کا گناہ گاروں اور کافروں کو جہنم میں ڈالنا
اس کے رحم الراحمین ہونے کے خلاف نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے

(سوال) ایک عورت تدریس قرآن مجید کرتی ہے اور ایک لڑکی بالغہ کو حفظ قرآن کر لیا اس عورت معلمہ کا
خیال ہوا کہ رات کو نماز تراویح باجماعت اپنے گھر میں شروع کروں تا آنکہ دیگر عورتیں بھی آجاویں گی اور
لڑکی کا ختم بھی ہو جائے گا چنانچہ گزشتہ سال نماز تراویح باجماعت اپنے مکان میں جو کہ حویلی کے اندر ہے
پڑھتی رہی ہیں اور بڑی جماعت ہو جاتی ہے اسی طرح اس سال میں بھی دوسری لڑکی سے نماز تراویح میں
قرآن سننا شروع کر دیا ہے اندر مکان کے باجماعت پڑھتی ہیں کافی عورتیں جمع ہو جاتی ہیں جو امام ہوتی ہیں وہ
درمیان میں کھڑی ہو جاتی ہے آیا ان کا یہ طرز عمل جائز ہے یا مکروہ تحریمی ہے اگر مکروہ ہے تو ان کے عمل کو
بالکل بند کر دیا جائے یا کہ جائز مع الکرہت عمل کو کسی مصلحت کی بنا پر جاری رکھا جائے۔

المستفتی نمبر ۲۶۵۵ حکیم غلام رسول صاحب (ملتان) ۱۵ شوال ۱۳۵۹ھ ۱۶ نومبر ۱۹۴۰ء

(جواب ۲۰۴) حنفیہ کے نزدیک عورتوں کی جماعت مکروہ ہے کیونکہ قرون اولیٰ میں اس کا طریقہ جاری
نہیں کیا گیا پس حنفیہ کے لئے تو اس طریقہ کا اختیار کرنا صحیح نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(اشکال بر جواب بالا)

غریب نواز ہمارے حنفی ہی فرماتے ہیں کہ جائز بلا کرہت ہے چنانچہ مولانا عبدالحی صاحب رحمتہ
اللہ علیہ شرح وقایہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں (۲) کما یکرہ جماعة النساء و حد هن سواء کان فی
الفرض او النفل و عللوه بانها لا یخلو عن ارتکاب ممنوع وهو قیام الامام و سطر لصف و
لا یخفی ضعفه بل ضعف جمیع ما وجهوا به الکرہة کما حققناه فی تحفة النبلاء الفناء فی

(۱) (باب فضل الجماعة ۹۰/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) ویکرہ تحریماً جماعة النساء ولو فی التراویح (الدر المختار باب الإمامة ۱/۵۶۶ ط سعید)

(۳) (حاشیة شرح الوقایة باب الجماعة ۱/۱۵۳ ط سعید کمپی)

مسئلة جماعة النساء و ذكرنا هناك ان الحق عدم الكراهة كيف لا وقد امت بهن ام سلمة وعائشة في التراويح وفي الفرض كما اخرجہ (۱) ابن ابى شيبه وغيره و امت ام ورقة في عهد النبي ﷺ بامرہ كما اخرجہ ابو داؤد (۲) انتهى . حاشية (۳) مؤطا محمد میں امامت حضرت عائشہ کی تراویح میں نقل فرمائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خیر القرون میں مروج تھی۔

(جواب ۲۰۵) میں نے حنفیہ کے مذہب کے مطابق جواب لکھا تھا مولانا عبدالحی نور اللہ مرقدہ کی عبارت سے جو آپ نے نقل کی ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حنفیہ کا مذہب کراہت جماعت نساء کا ہے مولانا نے اس مسلک پر اعتراض کیا ہے اور دلائل کراہت کو ضعیف بنا کر عدم کراہت کو حق کہا ہے یہ ان کی رائے حنفیہ کے خلاف ہے میں خود بھی ان کی رائے کو قوی سمجھتا ہوں لیکن فتویٰ حنفی فقہ کے موافق دے سکتا ہوں ہاں یہ عرض کر دوں کہ خاص خاص صحابیات نے جماعت سے نماز پڑھ لی یا پڑھادی تو اس سے میرا یہ لکھنا کہ قرون اولیٰ میں عورتوں کی جماعت کارواج نہیں تھا غلط نہیں بلکہ وہ باوجود اس بات کو مان لینے کے کہ بعض صحابیات نے جماعت کر لی محالہ قائم اور صحیح ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

(۱) مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے

(۲) صرف ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے

(سوال) مسجد میں جماعت سے نماز ہو گئی بعد میں چند آدمی اور آگے تو جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے؟ یا علیحدہ علیحدہ ادا کی جائے؟ (۲) امام صاحب ٹوپی پہن کر نماز پڑھائیں تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۲۴۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دھولیہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۰۶) جس مسجد میں نماز کا باقاعدہ انتظام اور التزام ہو اس میں دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے اگر جماعت اولیٰ کے بعد کچھ لوگ آجائیں تو وہ اپنی اپنی نماز علیحدہ علیحدہ پڑھیں (۴) ٹوپی پہن کر امامت کرنا بلا کراہت جائز ہے (۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

(۱) کتاب الصلوات المرأة تؤم النساء ۱/ ۴۳۰ ط دار الکتب العلمیة بیروت لبنان

(۲) ابو داؤد باب إمامة النساء ۱/ ۹۴ ط مکتبہ امدادیہ ملتان

(۳) باب قیام شہر رمضان ص ۱۴۳ ط نور محمد کتب خانہ کراچی

(۴) ویکرہ تکرار الجماعة . فی مسجد محللة الخ (درمختار) و فی الشامية : " و مقتضى هذا الاستدلال کراهة التکرار فی مسجد المحللة ولو بدون اذان و یؤیدہ ما فی الظہیریة " لودخل جماعة المسجد بعد ما صلی فیہ اهلہ یصلون وحد انا الخ (باب الامامة ۱/ ۵۵۲ ط سعید)

(۵) وقد ذکرنا أن المستحب ان یصلی فی قمیص وازار وعمامة ولا یکرہ الاکتفاء بالقلنسوة الخ (عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقایة) باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیها ۱/ ۱۶۹ ط سعید

مقتدی نے زید کی نیت کی بعد میں معلوم ہوا کہ بخر تھا تو نماز نہیں ہوئی

(سوال) عالمگیری میں ہے نیت اقتدائیں یہ ضروری نہیں کہ امام کون ہے زید ہے عمرو ہے اگر یہ نیت کی کہ اس امام کے پیچھے اور اس کی نیت میں وہ زید ہے بعد کو معلوم ہوا کہ وہ عمرو ہے تو اقتدا صحیح ہے اور اگر اس شخص کی نیت نہ کی بلکہ یہ کہمازید کی اقتدا کرتا ہوں بعد کو معلوم ہوا کہ عمرو ہے تو صحیح نہیں عالمگیری یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط؟

المستفتی نظیر الدین امیر الدین۔ اسلیزہ ضلع مشرقی خاندیس

(جواب ۲۰۷) جب اس شخص کی اقتدا کی نیت کی جو نماز پڑھا رہا ہے تو نماز ہو جائے گی خواہ مقتدی کو یہ علم ہو کہ وہ کون ہے یا نہ ہو یا اس کو وہ خود زید سمجھ رہا تھا حالانکہ وہ عمرو تھا ان سب صورتوں میں نماز ہو جائے گی لیکن اگر مقتدی نے امامت کرنے والے شخص کی اقتدا کی نیت نہ کی بلکہ پہلے سے یہ نیت کی کہ زید کی اقتدا کرتا ہوں اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عمرو تھا تو زید کی نیت کرنے والے کی نماز نہ ہوگی (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) متعلقہ قیام امام محراب

(جواب ۲۰۸) اگر امام محراب میں کھڑا ہو اور مقتدی باہر ہوں تو نماز مکروہ ہوتی ہے ہاں امام کے قدم محراب سے باہر ہوں تو نماز درست ہوگی (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے

(سوال) نمازی کو صف سے علیحدہ تنہا کھڑا ہونا جو دیکھ صف میں فرجہ نہیں ہے مکروہ ہے یا کیا؟

(جواب ۲۰۹) صف کے بعد اکیلا کھڑا ہونا مکروہ ہے اس شخص کو چاہیے کہ اگلی صف میں سے ایک آدمی کو اپنے ساتھ کھڑا کرنے کے لئے لے لے ہاں اس کا لحاظ رکھے کہ کسی واقف کار کو لے تاکہ نماز میں مزاحمت کی صورت پیدا نہ ہو جائے (۳) واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) ولو نوى الاقتداء بالإمام أولم يخطر بباله أنه زيد أو عمرو أو يرى أنه زيد فإذا هو عمرو صح اقتداءه فإذا نوى الاقتداء بزيد فإذا هو عمرو لم يجز كذا فى التبیین (عالمگیریة) فصل فى النية ۱/۶۷ مکتبہ ماجدیہ کونئہ
(۲) وكره. و قیام الامام فى المحراب لا سجوده فيه، و قد ماہ خارجہ، لأن العبرة للقدم الخ (التنوير و شرحه) باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۱/۶۴۵ ط سعید
(۳) قال فى الشامیة: "وان وجد فى الصف فرجة سدھا" وإلا انتظر حتى یجنى آخر فیقفان خلفه وان لم یجنى حتى رکع الإمام یختار اعلم الناس بهذه المسئلة فیجذبہ و یقفان خلفه الخ (باب الامامة) ۱/۵۶۸ ط سعید

(۱) مسجد کی بالائی منزل پر جماعت کرنا

(۲) دروں کے درمیان صف بنانا

(سوال) (۱) مسجد میں نیچے نماز پڑھنا بہتر ہے یا اوپر؟ چند نمازی کہتے ہیں کہ جب اوپر بھی باقاعدہ مسجد و محراب بنی ہوئی ہے تو اوپر بھی نماز پڑھنے کا ثواب اتنا ہی ہے جتنا نیچے کا۔

(۲) بڑی جماعت میں تیسری یا چوتھی صف میں لوگ جگہ کم ہونے کی وجہ سے دروں کے بیچ میں نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں کیا ان لوگوں کی نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۱۰) (۱) اگر اوپر بھی مسجد بنی ہوئی ہے تو نیچے یا اوپر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر اوپر مسجد نہ بنی ہو یعنی محراب نہ ہو تو فرض کی جماعت نیچے پڑھیں سنتیں اور نوافل اوپر پڑھ سکتے ہیں (۱)

(۲) دروں کے درمیان کھڑے ہونے والوں کی نماز ہو جاتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جہاں امام مقرر ہو وہاں جماعت ثانیہ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مسجد میں امام مقرر ہے بیچ وقتہ جماعت ہوتی ہے اس میں جماعت ثانیہ کے واسطے کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۱۱) ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

صحیح مسجد میں نماز کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مسجد کے متولی صاحبان نے مسجد کی خدمت کے لئے ایک شخص مسلمان کو تنخواہ مقرر کر کے رکھا اور اس سے یہ شرط کی ہے کہ مسجد کو خوب صاف رکھنا اور مسجد کی حفاظت کرنا اور جب نماز کی جماعت مسجد میں کھڑی ہووے اس وقت تم جوتے جہاں مصلیوں کے رکھے جاتے ہیں اس کے قریب کھڑے ہو کر نماز باجماعت ادا کرنا چنانچہ موافق اس شرط کے وہ خادم جماعت سے بہت دور بلکہ مسجد سے باہر جوتیوں کے نزدیک جماعت خانہ سے علیحدہ کھڑا ہو کر باجماعت نماز ادا کرتا ہے ایسی صورت میں اس خادم کی نماز میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے یا نہیں؟

(۱) الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ و بہذا إذا اشتد الحر یکرہ أن یصلون بالجماعة فوقہ إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لا یکرہ الصعود علی سطحہ للضرورة الخ (عالمگیریۃ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس فی آداب المسجد الخ ۵/۳۲۲ ط سعید)

(۲) والا صطفاف بین الاسطواناتین غیر مکروہ لانه صف فی حق کل فریق (مبسوط باب الجمعة ۳۵/۲ ط بیروت لبنان)

(۳) ویکرہ تکرار الجماعة فی مسجد محلة الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱/۵۵۲ ط سعید)

(جواب ۲۱۲) اگر یہ شخص مسجد کے باہر ہو تو اس کی اقتدا صحیح نہ ہوگی اور مسجد کے کسی حصے میں ہو تو اقتدا تو صحیح ہو جائے گی مگر علیحدہ تنہا ہو جانے کی وجہ سے کراہت ہوگی اس کے ساتھ کوئی اور بھی دو ایک آدمی کھڑے ہو جائیں تو کراہت بھی جاتی رہے گی اگر اس کام پر کسی غیر مسلم کو رکھا جائے تو بہتر ہوگا (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

صف میں جگہ نہ ہو، تو آنے والا کہاں کھڑا ہو؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۳۱ء)

(سوال) نماز باجماعت ہو رہی ہے کسی طرف جگہ نہیں ہے باہر سے آنے والا اگلی صف میں سے بائیں سے آدمی کو نکالے گا یا دائیں سے؟ اگر باہر سے آنے والے کو بائیں والے پر یہ شک ہے کہ شاید یہ شخص واقف ہے یا نہیں اور دائیں والے سے واقف ہے کہ یہ جانتا ہے تو کس کو نکالے گا؟ پھر اگر دونوں کو نہیں نکال سکتا تو اکیلے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر اس نے کسی طرف سے آدمی کو نکال لیا ہے تو پھر پیچ میں کھینچ کر لے جائے یا وہیں پر دونوں کے پیچھے کی صف میں کھڑے ہو جائیں؟ کتنی رکعت تک وہ پیچھے کھینچ سکتا ہے؟

(جواب ۲۱۳) آنے والا صف کے دائیں بائیں جانب سے جس طرف ایسا آدمی ہو جو اشارہ پانے سے ہٹ آئے ایک کولے کرو ہیں پر پیچھے دونوں کھڑے ہو جائیں اسے کھینچ کر درمیان میں نہ لائے اگر دونوں طرف ایسا آدمی نہ ہو تو تنہا پیچھے کھڑا ہو جائے رکعت پہلی ہو یا دوسری یا تیسری یا چوتھی کا حکم یہی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جماعت ثانیہ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) جماعت ثانیہ (ایسی مسجد میں جس میں نماز کے اوقات مقرر اور مؤذن و امام مامور ہیں اور جماعت میں شریک ہونے والے یا مسجد میں نماز پڑھنے والے اکثر حضرات مقامی ہوتے ہیں) جائز ہے یا نہیں؟ عدم شرکت جماعت کی وجہ سے اگر کوئی شرعی مجبوری یا عدم اطلاع اذان ہو تو ایسی صورت میں جماعت ثانیہ کی اجازت ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۱۴) جس مسجد میں پہچگانہ جماعت مقررہ اوقات پر ہوتی ہو اور مؤذن و امام مقرر ہو اس میں

(۱) فناء المسجد له حکم المسجد حتی لو قام فی فناء المسجد و اقتدی بالامام صح اقتداءه و ان لم تکن الصفوف متصله الخ (عالمگیریۃ) کتاب الصلوة فصل کره غلق المسجد ۱/۱۰۹ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ
(۲) وان وجد فی الصف فرجة سدھا والا انتظر حتی یحتمی آخر فیقفان خلفه وان لم یحتمی حتی رکع الإمام یختار أعلم الناس بهذه المسئلة فیجد به و یقفان خلفه ولو یجد عالماً یقف خلف الصف یحتمی بالإمام للضرورة (رد المحتار) باب الإمامة ۱/۵۶۸ ط سعید

دوسری جماعت تکرار اذان و اقامت و قیام محراب باتفاق مکروہ ہے اور اگر اذان و اقامت کی تکرار نہ کی جائے اور پہلی جماعت کی جگہ بھی بدل دی جائے تو مکروہ تحریمی نہیں ہے مگر علمائے محققین کی ایک بڑی جماعت اس کو خلاف اولیٰ بتاتی ہے اور دلائل اس کے قوی ہیں اور دوسری جماعت اس کو خلاف اولیٰ نہیں کہتی جماعت اولیٰ میں شرکت نہ ہونے کی وجہ کچھ بھی ہو اس کا اس مسئلے پر کچھ اثر نہیں (۱) واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ

بوقت تراویح فرض کی جماعت کرنا

(المجمعیۃ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) رمضان شریف میں تراویح کی جماعت ہو رہی ہے دوسری صف میں چارپانچ نمازیوں نے اگر فرض کی جماعت شروع کر دی آیا دونوں جماعتوں کی نماز ہو گئی؟

(جواب ۲۱۵) دونوں کی نماز تو ہو گئی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے دونوں جماعتیں علیحدہ علیحدہ ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر ہونی چاہیے تھیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفر لہ

مسجد محلہ میں تکرار جماعت کا حکم

(المجمعیۃ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) اگر کسی مسجد میں نماز باجماعت ہو چکی ہے تو کیا اسی مسجد میں دوبارہ جماعت ناجائز ہوگی؟ اور جماعت ہو جانے کے بعد انفرادی طور پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۲۱۶) حنفیہ کے نزدیک ایسی مسجد میں جس میں پنج وقتہ منظم طریقہ پر جماعت سے نماز ہوتی ہے پہلی جماعت ہو جانے کے بعد دوسری جماعت مکروہ ہے اگر دوسری جماعت اذان و اقامت کے اعادہ کے ساتھ ہو تو ہمارے ائمہ ثلاثہ کراہت تحریمیہ پر متفق ہیں لیکن اگر اذان و اقامت کا اعادہ نہ ہو اور محراب سے بھی عدول کر لیا جائے تو اس کو امام ابو یوسف جائز فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ کے نزدیک وہ بھی مکروہ ہے لیکن کراہت تحریمی نہیں تنزیہی ہے ہاں انفرادی طور پر (جماعت اولیٰ کے بعد) نماز پڑھنا اسی مسجد میں جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) المسجد إذا كان له إمام معلوم و جماعة معلومة في محلة فصلی أهلہ فیہ بالجماعة لا یباح تکرارها فیہ بأذان ثان أما إذا صلوا بغير أذان یباح اجماعاً الخ (عالمگیریۃ الفصل الأول فی الجماعة ۱/۸۳ ط ماجدیہ کوئٹہ)
(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳/۵۳ ط مکتبہ امدادیہ ملتان و احسن الفتاویٰ ۳/۵۲۶ ط سعید کمپنی)
(۳) قال فی الدر المختار: "ویکره تکرار الجماعة بأذان و إقامة فی مسجد محلة الخ و فی الشامیة: " (قولہ یکره) ای تحریماً لقول الکافی: "لا یجوز". ولو کثر أهلہ بدونها أو کان مسجد طریق جاز اجماعاً کما فی مسجد لیس له إمام ولا مؤذن. و مقتضى هذا الاستدلال کراهة التکرار فی مسجد المحلة و یؤیدہ ما فی الظہیریة لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلی فیہ أهلہ یصلون و حدانا الخ و عن ابی یوسف إذا لم تکن علی الهيئة الأولى لا تکره و الا تکره وهو الصحیح و بالعدول عن المحراب تختلف الهيئة الخ (باب الإمامة) مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد ۱/۵۵۲، ۵۵۳ ط سعید کمپنی

محلہ کی مسجد میں دوسری جماعت کا حکم

(سوال) محلہ کی مسجد میں امام نہیں ہے لیکن اس کے قریب چھوٹا سا بازار بھی ہے اور بازار کی سڑک بھی مسجد کے دس بارہ ہاتھ کے فاصلے پر ہے آیا اس مسجد میں دوسری جماعت بلا کراہت جائز ہے یا نہیں اگر مکروہ ہو تو جماعت بہتر ہے یا الگ الگ؟ المستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یونس صاحب (مقرر)

۲۷ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۷) جس مسجد میں کہ جماعت کا انتظام ہو اور نماز کا وقت معین ہو اور امام بھی مقرر ہو اس میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے بازار کے قریب ہونے نہ ہونے سے اس حکم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

چوتھا باب

مسجد اور عید گاہ کے آداب و احکام فصل اول۔ مسجد میں جنبی کا داخل ہونا

مسجد میں سوتے ہوئے شخص کو احتلام ہو جائے تو کیا حکم ہے؟
(سوال) اگر کوئی مسجد میں سو گیا اور اس کو احتلام ہو گیا تو کیا کرے؟

(جواب ۲۱۸) اگر کوئی شخص مسجد میں سو جائے اور اس کو احتلام ہو جائے تو تیمم کر کے باہر نکل جائے
اذا خاف الجنب او الحائض سبعا اولصا او بردا فلا بأس بالمقام فيه والا ولي ان يتيمم تعظيماً
للمسجد . هكذا في التارخانيه (عالمگیری ص ۳۹ ج ۱) (۲) وفي فتاوى قاضى خان ص ۶۲
(۳) ولو كان الرجل فى المسجد فغلبه النوم و احتلم تكلموا فيه قال بعضهم لا يباح له الخروج
قبل التيمم و قال بعضهم يباح . انتهى

جنبی صحن مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) صحن مسجد بھی مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں اور جنبی کے دخول اور خروج کا کیا حکم ہے؟
(جواب ۲۱۹) صحن مسجد سے مراد شاید وہ جگہ ہو جو فرش مہیا للصلوة سے زائد خالی پڑا رہتا ہے وہ مسجد کے حکم وقف میں تو مسجد کے ساتھ شامل ہے مگر حرمت دخول جنبی میں نہیں کیونکہ وہ مصالح مسجد اور

(۱) قال فى الدر المختار: " و يكره تكرار الجماعة فى مسجد المخلة (باب الإمامة ۱/ ۵۵۲ ط سعید)

(۲) (الفصل الرابع فى أحكام الحيض والنفس والا استحاضة ۱/ ۳۸ ط ماجديه كونه)

(۳) (فتاوى قاضى خان على هامش العالمگیریة: فصل فيما يجوز به التيمم ۱/ ۶۴ ط سعید)

آرام مصلین کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے اور اس کا مبنی واقف کی نیت پر ہے (۱) واللہ اعلم۔
محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا

فصل دوم۔ مسجد کی کسی چیز یا زمین کو استعمال کرنا یا میت کو دفن کرنا

مسجد کے اندر تیمم کرنا

(سوال) اگر کوئی شخص مسجد کے اندر تیمم کر کے نماز پڑھے تو درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۲۰) مسجد کے اندر مسجد کے اجزاء سے تیمم کرنا غیر مستحسن ہے۔ فی الاشباہ والنظائر منہا

اخذ شنی من اجزائه قالوا فی توابہ ان کان مجتمعاً جازاً لا خذ منہ و مسح الرجل منہ والا لا

انتہی۔ (۲)

مسجد کی درمی کا جلسہ میں استعمال

(سوال) مسجد کی ٹاٹ جو صرف مسجد کے لئے ہے اس کو کسی جلسہ جلوس میں استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۶۱ محمد انصار الدین صاحب (آسام) ۲۵ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۲۱) مسجد کے ٹاٹ کو مسجد سے باہر لے جانا اور کسی جلسہ میں استعمال کرنا جائز نہیں (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مسجد کے پانی کا استعمال

(سوال) (۱) مساجد میں نمازیوں کے لئے پانی رکھا جاتا ہے اب اگر کوئی شخص خارج از مسجد بیٹھا ہو وہ مسجد

کے اندر سے پانی منگا کر پی سکتا ہے یا نہیں؟ (۲) حمام میں وضو کے لئے پانی بھرا جاتا ہے تو اس پانی سے

غسل بھی کر سکتے ہیں یا نہیں جب کہ کنواں موجود ہے نیز ایسا فعل کرنے والے پختہ نمازی بھی نہیں گاتے

گا ہے نماز پڑھ لیتے ہیں ایسے شخص و دیگر پابند صوم و صلوٰۃ کا دونوں کا حکم یکساں ہے۔ یا کچھ فرق ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۵۹ مئی دیدار احمد صاحب (چیند) ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۲۲) (۱) اگر پانی رکھوانے والا صرف نمازیوں کے لئے پانی رکھواتا ہے تو سوائے نمازیوں کے اور

(۱) وأما المتحدہ لصلاة جازة أو عبء فهو مسجد في حق جواز الاقتداء لا في غيره فحل دخوله لجنب و حائض

كفناء مسجد و رباط الخ (التنوير مع الدر مطلب احكام المسجد ۱/ ۶۵۷ ط سعید کمپنی پاکستان)

(۲) (الفن الثالث القول في احكام المسجد ۴/ ۵۴ ط ادارة القرآن کراچی)

(۳) (امداد الاحكام ۱/ ۶۲ ط دکتہ دار العلوم کراچی)

کوئی شخص یہ پانی نہیں پی سکے گا (۱) (۲) جو پانی صرف وضو کے لئے بھرا جاتا ہے اس کو غسل میں خرچ نہ کرنا چاہئے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

تلاوت کے لئے مسجد کی بتی کا استعمال

(سوال) متعلقہ استعمال مال مسجد

(جواب ۲۲۳) عمر و کو بڑی بتی جلانا نماز کے بعد درست نہیں اگر وہ قرآن شریف مسجد ہی میں پڑھنا چاہے تو چھوٹی بتی میں پڑھے ورنہ اپنے گھر جا کر تلاوت کرے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسجد کی زمین میں میت کو دفن کرنا

(المجمیۃ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ڈلہوزی کی جامع مسجد میں متولیوں نے اپنی بددیانتی اور حکام کی مدد سے ایک شخص منشی عبد اللہ کو دفن کر دیا ہے جو علانیہ سود کھاتا تھا اور انگریزوں کے ساتھ بلا تمیز حلال و حرام کھانا کھانے کا عادی تھا کیا یہ فعل جائز ہے؟

(جواب ۲۲۴) جو زمین مسجد کے لئے وقف ہے اس پر سوائے مصالح مسجد کے اور کوئی تصرف جائز نہیں پس اس قطعہ زمین میں جو مسجد کا ہے اموات کو دفن کرنا ناجائز تھا اور اس حکم میں نیک و بد کا کوئی فرق نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کی دریوں کو عید گاہ میں استعمال کرنا

(سوال) جامع مسجد کی دریاں وغیرہ عید کے روز عید گاہ میں لے جانا اور اس پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں جگن پور ضلع فیض آباد

(جواب ۲۲۵) جامع مسجد کی دریاں عید گاہ میں عید کی نماز کے لئے لے جانا نہیں چاہئے الا جب کہ دریاں

(۱) و إذا وقف للوضو لا يجوز الشرب منه وكل ما أعد للشرب حتى الحيض لا يجوز فيها التوضؤ كذا في خزانة

المفتين (عالمگیریہ) کتاب الوقف الباب الثانی عشر فی الرباطات الخ ۲/۶۵۴ ما حدیہ

(۲) لا يجوز الوضؤ من الحيض المعدة للشرب في الصحيح و يسع من الوضؤ منه وفيه و حملة لأهله إن ما ذونا به

جاز و إلا لا (الدر المختار) کتاب الحظر و الإباحة فصل فی البیع ۶/۲۷ ط سعد

(۳) و يجوز أن يدرس الكتاب قبل الصلاة و بعدها ما دام الناس يصلون فيه (قاضي خان علی هامش العالمگیریہ)

فصل فی المسجد ۱/۶۸ ط ما حدیہ و فی العالمگیریہ ولا بأس بأن يترك سراج المسجد في المسجد إلى ثلث

الليل ولا يترك أكثر من ذلك (فصل کره غلق المسجد ۱/۱۱۰ ط ما حدیہ)

(۴) بل ينقل إلى مقابر المسلمين و مقتضاه أنه لا يدفن في مدفن خاص كما يفعله من بسى مدرسة و نحوها و بسى

لہ بقرہا مدفنا الخ (رد المختار) کتاب الحنازیر مطلب فی دفن الميت ۲/۲۳۵ ط سعید کمپنی

کسی ایک شخص کی دی ہوئی ہوں اور اس نے اجازت دی ہو کہ جامع مسجد و عید گاہ میں استعمال کی جائیں (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

فصل سوم۔ مسجد کے سامنے باجہ بجانا

مسجد کے قریب باجہ بجانا

(سوال) عرصہ پچیس سال سے قصبہ سوئی پت میں رام ایلا ہوتی ہے اس کے راستے میں چھ مسجدیں پڑتی ہیں حکم سرکاری سے ہر ایک مسجد کے قریب پچیس قدم آگے اور پچیس قدم پیچھے باجہ بند ہو جاتا تھا لیکن امسال بعض مسلمانوں نے اس کے برعکس کام کرنا چاہا یعنی بر اور ان وطن کے ساتھ مل کر باجہ بجانے کی کوشش کی اور ہر وقت اس کوشش میں سرگرم رہتے ہیں اور اسلام کے برخلاف کام کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے شرع شریف کا کیا حکم ہے۔ بینواتوجروا؟ المستفتی سید شریف حسین

(جواب ۲۲۶) جب کہ پچیس سال کے عرصہ سے مسلمانوں کا یہ حق مسلم ہے کہ ان کی مساجد کے سامنے مساجد کے احترام کے لحاظ سے باجہ نہیں بجایا جاتا تھا اور اس حق کے ثبوت میں انتظامی قانون ان کا حامی ہے تو اب کوئی وجہ نہیں کہ کوئی مسلمان اس حق سے دستبرداری کریں اور وہ مساجد کے احترام کی مخالفت اور باجہ کی اجازت کی صورت میں جو قطعاً اسلام میں حرام ہے خلاصہ یہ کہ باجہ بجانا شریعت اسلامیہ میں ممنوع و حرام ہے اور مساجد کی اہانت یا ان کے احترام کے خلاف کوئی فعل کرنا یہ بھی حرام ہے اور ثابت شدہ حق جس کے چھوڑنے میں کسی حرام کی اجازت لازم آتی ہو اس سے دست برداری کرنا بھی ممنوع ہے جو لوگ محض ہندوؤں کی خاطر خلاف قاعدہ مستمرہ باجہ بجانے کی اجازت دیں یا اس کی سعی کریں وہ گناہ گار اور فاسق ہوں گے (۲) محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

مسجد کے قریب شور مچانا اور گانا بجانا

(سوال) شہر کے مشرکین بغرض اہانت و حقارت مسجد و تذلیل و توہین اسلام و تحقیر مسلمین اپنے بتوں کے جلوس کو شان و شوکت سے مع باجوں گاجوں اور نعرہ ہائے غیر اللہ کے مساجد کے سامنے سے گزارنا چاہتے ہیں اور یہ امر ان کے مذہبی ضروری احکام میں سے بھی نہیں ہے شہر کی آبادی مساوی ہے یعنی ہندو و مسلم نصفاً نصف تعداد میں ہیں ایسی صورت میں آیا مسلمانوں کو حتی الامکان و حسب استطاعت ان خرافات کو

(۱) شرط الواقف کنص الشارح ای فی المفہوم والد لالة ووجوب العمل بہ الخ (الدرالمختار: کتاب الوقف: مطلب فی قولہم شرط الواقف کنص الشارح ۴/۳۳ ط سعید)

(۲) قال اللہ تعالیٰ: "ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان يذكر فيها اسمه و سعی فی خرابها الآیة (بقرة آیت

۱۴۴) وقال تعالیٰ: "تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (المائدة آیت: ۲)

روکنے اور مساجد کی حرمت قائم رکھنے کا شرعاً حق ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۵۲ سکریتی جمعیتہ المسلمین مانگرول ضلع کاٹھیاواڑ۔

۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۲۷) ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں ہے انگریزی قانون رائج ہے عام سڑکیں گزرگاہ عامہ کے لئے ہیں غیر مسلموں کو بتوں کے جلوس نکالنے اور نعرے لگانے سے باز رکھنا مسلمانوں کے اختیار میں نہیں ہے مساجد کے سامنے سڑک پر باجا بجانے اور شور مچانے سے نماز و جماعت کے اوقات میں روکا جاسکتا ہے کہ اس سے نماز میں اور عبادت میں خلل آتا ہے خالی اوقات میں غیر مسلموں کو حق ہمسائیگی کی بنا پر باجہ روکنے کی فرمائش کی جاسکتی ہے مسلمانوں کو اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کرنا چاہیے کہ وہ اپنی مساجد کی کس قدر تکریم کرتے ہیں اگر خود مسلمان اپنے جلوسوں شادیوں میں مساجد کے سامنے باجے بجائیں تو ان کو بھی شرم کرنی چاہیے (۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسجد کے قریب گانے والوں کو روکا جائے

(سوال) شہر کے مشرکین اپنے بتوں کے جلوس کو باجوں گاجوں اور نعرہ بانی غیر اللہ کے ساتھ مساجد کے سامنے سے گزارنا چاہتے ہیں مسلمانوں کو ان خرافات کو روکنے کا حق ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۶۳، ۵۲ سکریتی جمعیتہ المسلمین مانگرول

۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۲۸) مساجد شعائر اللہ میں داخل ہیں اور شعائر اللہ کا احترام مسلمانوں پر لازم ہے اصنام کے جلوس نکالنا اور شان و شوکت کے ساتھ ان کو شوارع عامہ پر گشت کرنا کفر و شرک کے شعائر میں سے ہے ہندوستان میں چونکہ حکومت تسلط کا قانون رائج ہے اور مسلمان غیر مسلموں کو اظہار شعائر کفر سے روکنے پر قادر نہیں ہیں اس لئے ان پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں ہے رہا مسجد کے سامنے شور کرنا شرکیہ نعرے لگانا تو یہ نماز و جماعت کے اوقات میں حقوق عامہ اور احکام نماز کے منافی ہے کہ اس سے نماز و عبادت میں خلل آتا ہے اس کے انسداد کے لئے مسلمانوں کو قانونی سعی کرنی چاہیے جہاں تک ممکن ہو اس قضیے کو باہمی تصفیے سے سلجھانا چاہیے مسلمانوں کا یہ بھی فرض ہے کہ خود اپنے جلوسوں شادیوں میں بھی مساجد کا احترام قائم رکھیں اور مساجد کے سامنے ہرگز باجہ وغیرہ نہ بجائیں اور جنگ و جدل سے حتی الامکان احتراز کریں (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) قال النبی ﷺ: "من رأى منكم منكراً فليغيره بيده" فان لم يستطع فليسانه فان لم يستطع فليقلبه، وذلك أضعف الإيمان (مسلم) باب كون النهي عن المنكر من الإيمان ۱/۵ ط قدیمی كتب خانہ كراچی

(۲) (ایضاً)

مسجد کے سامنے باجے وغیرہ بجاتے ہوئے گزرنا

(سوال) گزشتہ ۷ جولائی کو یہاں ہندو مسلم فساد ہو گیا ہے عام مسلمان اور علماء پونے دو سو گرفتار ہو چکے ہیں ہنوز گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے (خدارا دعا فرمائیے) جانین سے متعدد مقدمات دائر ہیں مسجد کے سامنے باجا وغیرہ بجا کر جانے کے سلسلہ میں یہ فساد ہوا ہے یہ سلسلہ گفتگوئے صلح ہندوؤں نے ایک تحریر اس مضمون کی دستخط کر کے حاکم کے سامنے دے دی ہے کہ اگر شریعت اسلام اس کو منع کرے تو ہم چھوڑ دیں گے اب مع دلائل اور حوالجات ایک فتوے کی ضرورت ہے ورنہ کم از کم مسلمانوں کی عزت و آبرو خاک میں مل جائے گی اس سے زیادہ کیا عرض کروں مخفی نہ رہے کہ تمام ہندوستان میں اس قسم کے فسادات کی جو نوعیت ہے یہاں بھی وہی ہے اس لئے اور زیادہ توضیح کی ضرورت معلوم نہیں ہوئی صرف اتنی بات ہے کہ ہندو غیر اوقات صلوٰۃ میں بجانا چاہتے ہیں اور مسلمان یہ کہتے ہیں کہ مسجد عبادت بندگی کے لئے ہے اور کوئی وقت اس سے خالی نہیں ہے اس لئے کسی وقت میں مسجد کے سامنے باجا وغیرہ بجا کر جانے نہیں دیں گے اب حالت کا اندازہ لگا کر جلد ہماری خبر گیری فرمائیے دلائل پیش کرنے کی تاریخ مورخہ ۱۱ اگست مقرر ہوئی ہے اس لئے ہم زیادہ بیتاب ہیں قرآن حدیث فقہ غرضیکہ ہر چیز پر نظر رہے تو اچھا ہے اور چونکہ ہم جیسے بے بضاعتوں کو ہی دلائل پیش کرنا پڑے گا اس لئے توضیح اور تشریح کی طرف توجہ فرمائی جائے۔

المستفتی نمبر ۲۳۹۲ محمد عبداللطیف صاحب (آسام) ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۹ اگست ۱۹۳۸ء (جواب ۲۲۹) اوقات صلوٰۃ میں تو باجے وغیرہ سے نماز میں خلل واقع ہونے کی بنا پر باجے کو روکنا درست ہے، لیکن غیر اوقات صلوٰۃ میں تو یہ وجہ نہیں اس میں تو صرف مسجد کا احترام پیش کیا جاسکتا ہے لیکن یہ احترام ایک اسلامی حکم ہے غیر مسلم اپنے مذہبی نقطہ نظر سے احترام کا پابند نہیں لہذا اس معاملے میں رواداری اور تعامل قدیم کو استدلال میں پیش کرنا قرین صواب ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

فصل چہارم - زمین معصوبہ یا غیر موقوفہ پر بنائی ہوئی یا مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد

مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم

(سوال) جو مسجد ناجائز کمائی سے زمین معصوبہ پر بنائی جائے اس میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۳ شیخ بھائی جی علاقہ خاندیس۔ ۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ م ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۳۰) جو مسجد مال حرام سے بنی ہو یا عصب کی زمین پر اس میں نماز پڑھنی مکروہ ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

ہجڑوں کی کمائی سے بنی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم

(الجمعیتہ مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) قصبہ کوچ ضلع جالون میں اہل ہنود کے محلے میں نہایت عمدہ موقع پر ایک مسجد قدیم شکستہ ہجڑوں کی ناجائز کمائی سے بنائی ہوئی غیر آباد حالت میں موجود ہے کیا مسجد مذکور کو درست کر کے نماز پڑھنا جائز ہے؟ مسجد کا ملبہ اسی مسجد یا اس کے متعلقات میں یا کسی دوسری جگہ اسلامی مدرسہ میں لگایا جاسکتا ہے؟ کیا اسی زمین پر نئے اینٹ پتھر سے دوسرے مسلمان نئی مسجد بنا سکتے ہیں؟ بعض مفسد ہندو اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں؟

(جواب ۲۳۱) اس مسجد کو غیر مسلموں کے قبضہ سے بچانا مسلمانوں پر لازم ہے اور اس کو تعمیر کر کے آباد کرنا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے اس کا ملبہ اگر اس میں صرف ہو سکتا ہے تو اسی میں لگادینا چاہیے ورنہ دوسری جگہ منتقل بقیمت کیا جاسکتا ہے اگر اصل بانی کے وارث موجود ہیں تو ان کو زمین کی قیمت دیدی جائے اور مسلمان اپنی طرف سے مسجد کو تعمیر و وقف کر دیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

فصل پنجم۔ مسجد میں یا سقف مسجد پر سونا اور قیام کرنا یا نماز پڑھنا

مسجد کے اوپر امام کے لئے کمرہ بنانا

(سوال) مسجد کی چھت پر کمرہ وغیرہ بنانا امام کے رہنے یا کرائے پر دینے کے لئے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۶ عبد المجید خاں ۸ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ م کیم اگست ۱۹۳۳ء
(جواب ۲۳۲) مسجد کی چھت پر رہائش کرنا یا رہائش کے لئے کمرہ بنانا درست نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

مسجد میں سونا

(سوال) بعد نماز عشا مسجد میں شب بھر سونا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۶ پیر محمد پان فروش (ساگر) ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ م ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۲۳۳) مسجد میں بلا ضرورت سونا مکروہ ہے بال اگر کوئی شخص مسافر ہو اور اس کے لئے اور کوئی جگہ نہ ہو اور وہ ضرورتاً مسجد میں سورتے تو مضائقہ نہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

(۱) و بفضله یصرف الی عسارندہ او بدخو لوقت الحاجة الیہ و بعد عنہ الیہا بیع و صرف ثمنہ الیہا (شرح الریایۃ کتاب الوقف ۲/ ۳۵۵ ط سعید) (۲) مسجد کے لئے پیر اور درست ہے ورنہ نہیں۔ قال فی شرح التنبیہ: الوبی عوفہ بیتا للامام لا یضر لانه من السباح اذ یست مسجدیۃ ثم اراد البناء مع ولو قال عنیت ذلك لم یصدق (کتاب الوقف) مطلب فی احکام المسجد ۴/ ۳۵۸ ط سعید (۳) و بکفرہ النوم والا کل فیہ لغیر المعکف الح ولا یأس للعرب ولصاحب الدار ان ینام فی المسجد عالمگیریۃ کتاب الکراهیۃ الباب الخامس فی آداب المسجد ۳۲۱/۵ ط سعید

خادم کا مسجد میں مستقل رہائش کرنا

(سوال) مسجد کے اندر یعنی اس جگہ جہاں جماعت ہوا کرتی ہے کسی شخص کا قیام بالا استقامت ماہ دو ماہ خواہ وہ مسافر ہو یا مقیم اس طور پر کہ شخص مذکور وہیں رہے سوئے اور باتیں دنیاوی اور تمام لوازمات زندگی وہیں مسجد میں پوری کرے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۵۳ محمد عثمان صاحب بمبئی

۷ اذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۱۲ اپریل ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۳۴) اگر یہ شخص مسجد کے متعلقہ اشخاص میں سے ہو کہ مسجد کی ضروریات اس سے وابستہ ہوں مثلاً امام یا مؤذن یا خادم ہو اور اس کے لئے رہنے کی اور کوئی جگہ میسر نہ ہو اور اس کے رہنے سے نمازیوں کو تکلیف پیش نہ آئے اور وہ مسجد کے احترام کا پورا لحاظ رکھے تو ان شرائط کے ساتھ مسجد میں قیام کی اجازت ہے اور اگر دوسری جگہ سکونت کے لئے میسر ہو یا مسجد سے غیر متعلق ہو اور مسافر بھی نہ ہو یا اس کی رہائش سے نمازیوں کو تکلیف اور تنگی ہو یا مسجد کی بے ادنی یا توہین ہوتی ہو یا تلویٹ و تکلیف لازم آتی ہو تو ان صورتوں میں اس کو اجازت نہیں ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

مسجد میں رہائش کرنا

(سوال) کوئی ایسا شخص مسجد میں ٹھہر سکتا ہے یا نہیں جو مسجد میں ہی کھاتا پیتا ہے اور مسجد میں ہی سوتا ہے اور دنیاوی باتیں بھی مسجد میں ہی کرتا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۹۰ سیٹھ میاں محمد دوست محمد (ہمت نگر)

۷ صفر ۱۳۵۳ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۳۵) مسجد میں اس طرح ٹھہرنا کہ مسجد گویا قیام گاہ ہے اور نمازیوں پر نماز پڑھنے کی جگہ کو تنگ کرنا یا مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا اور بلا ضرورت شدیدہ مسجد میں سونا خفیوں کے نزدیک مکروہ ہے کسی مسافر کو جب کہ اس کے لئے مسجد سے علیحدہ کوئی جگہ نہ ہو سخت ضرورت کے لئے مسجد میں سو رہنا جائز ہے مگر اسی شرط سے کہ اس کے شہر نے سے مسجد کے احترام میں فرق نہ آئے اور نمازیوں کے لئے نماز کی جگہ تنگ نہ ہو اور ضرورت پوری ہوتے ہی وہ مسجد کو چھوڑ دے اور مسجد میں کھانے پینے سے اگر مسجد ملوث ہوتی ہے تو مکروہ ہے ورنہ نہیں اگر مسجد کے علاوہ کوئی قیام گاہ مسافروں کے لئے ہو تو مسجد کو مسافر خانہ بنانا مکروہ ہے

(۲) وهذا كله معروف في الفقه الحنفی والله تعالى و علمه اتم واحکم محمد کفایت اللہ کان اللہ له

(۱) والعاشر أن لا يضيق على أحد في الصف . والرابع عشر أن ينزهه عن النجاسات والصبان (عالمگیریہ) کتاب الکراہیۃ آداب المسجد ۳۲۱/۵ ط ماجدیہ

(۲) ويكره النوم والأكل فيه لغير المعتكف الخ ولا بأس للغريب ولصاحب الدار أن ينام في المسجد في الصحيح من المذهب والأحسن أن يتورع فلا ينام الخ (عالمگیریہ) کتاب الکراہیۃ آداب المسجد ۳۲۱/۵ ط ماجدیہ
کوئٹہ پاکستان

نمازیوں کا مسجد میں سونے کی عادت بنانا

(سوال) (۱) جامع مسجد دہلی کے دلانوں میں مسلمان بے نمازی اور فقراء آوارہ گرد سوتے ہیں نماز ادا نہیں کرتے، مسجد کو سرائے بنا رکھا ہے (۲) نمازی مسلمان بھی بعد نماز ظہر، عصر کی نماز تک اندرون مسجد سوتے رہتے ہیں مسجد کے اندر یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی نمبر ۱۱۱۱ محمد عثمان صاحب منتظم جامع مسجد دہلی۔ ۷ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۱۶ اگست ۱۹۳۶ء (جواب ۲۳۶) بے نمازیوں کو مسجد میں سونے اور اس کو خواب گاہ بنالینے کا کوئی حق نہیں کیونکہ بے نمازی ہونے کی جہت سے بھی یہ اندیشہ ہے کہ وہ مسجد کی تطہیر و تنظیف کا خیال بھی نہ رکھیں نمازیوں کا مسجد میں اوقات نماز کے علاوہ لیٹ جانا اور سو جانا اگر اتفاقی طور پر ہو تو مباح ہے لیکن مسجد کو ایک خواب گاہ بنالینا ان کے لئے بھی درست نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) مسجد کے برآمدے میں سونا

(۲) مسجد میں سامان کے لئے صندوق رکھنا

(۳) تعمیر کے لئے جمع شدہ چندہ کو امام و مؤذن کی تنخواہ میں دینا

(۴) مسجد میں رات کو وظیفہ پڑھنا

(سوال) (۱) ایک شخص متقی پرہیزگار کا جائے ٹھکانا نہیں اس شخص کا مسجد کے باہر برآمدہ میں رہنا سونا جائز ہے یا نہیں (۲) مسجد کا سامان مسجد کے اندر یا باہر برآمدہ میں بیٹی میں بند کر کے رکھنا جائز ہے یا نہیں (۳) مسجد میں مؤذن روزانہ پتی سے پیسہ اٹھاتا ہے مسجد کی مرمت کرنے کے واسطے سب آدمی بطور صدقہ دیتا ہے اس جمع شدہ پیسہ سے پیش امام کی تنخواہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ حالانکہ پیش امام کی تنخواہ بستنی والوں کے چندہ سے مقرر و معین بھی ہے (۴) مسجد میں بعد نماز عشاء کے ایک دو بجے رات اس وقت کسی آدمی کا نام و نشان نہیں اس وقت میں ذکر و اذکار و مراقبہ کرنا جائز ہے یا نہیں حالانکہ جامع مسجد نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۷ مولوی سراج الحق صاحب (ضلع پردم) ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۷ فروری ۱۹۳۷ء (جواب ۲۳۷) (۱) مسجد کا برآمدہ اگر مسجد سے خارج ہے تو اس میں کسی نیک متقی کے اتفاقاً سوجانے کا مضائقہ نہیں اگر یہ شخص مسجد کے متعلقین میں سے ہے مثلاً امام ہے یا مؤذن یا نگران تو اس کو برآمدہ میں (جب کہ برآمدہ مسجد سے خارج ہو) سونا روزانہ بھی جائز ہے لیکن اگر مسجد کے متعلقین میں سے نہیں ہے اور اکثر یا دوامی طور پر مسجد میں سونے کی عادت ڈال رکھی ہے تو یہ مکروہ ہے (۲)

(۱) ویکرہ النوم والأکل لغير المعتكف وإذا أراد أن يفعل ذلك ينبغي أن ينوي الاعتكاف فيدخل فيه ويذكر الله تعالى بقدر مانوى أو يصلى ثم يفعل ماشاء (عالمگیریہ) کتاب الکراہیة آداب المسجد ۳۲۱/۵ ط ماجدیہ
(۲) ویکرہ النوم والأکل فیہ ای المسجد لغير المعتكف ولا بأس للغریب الخ عالمگیریہ کتاب الکراہیة آداب المسجد ۳۲۱/۵ ماجدیہ

- (۲) مسجد کا سامان بیٹی میں بند کر کے مسجد کے ورائڈہ میں رکھ دینا جائز ہے بشرطیکہ اس کی حفاظت کا انتظام بھی کر لیا جائے اور چوری ہو جانے یا ضائع ہو جانے کا خوف نہ ہو (۱)
- (۳) مؤذن روزانہ مسجد میں جو پیسہ جمع کرتا ہے اگر مرمت کے نام سے جمع کرتا ہے تو اس پیسہ کو مرمت کے کام میں ہی خرچ کرنا چاہئے مؤذن کی یا امام کی تنخواہ اس میں سے دینا جائز نہیں (۲)
- (۴) مسجد میں ایک دو بجے رات کو وظیفہ پڑھنا یا مراقبہ کرنا یا نماز پڑھنا جائز ہے مگر آواز سے پڑھنا اگر کسی سونے والے کو تکلیف پہنچائے تو مکروہ ہے آہستہ پڑھنے میں مضائقہ نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

مسافر کا مسجد میں سونا

- (سوال) کیا فقراء و مساکین اور ہر کس و نا کس کا مسجد میں سونا جائز ہے؟
- المستفتی نمبر ۲۸۰۷ محمد احسن کراچی۔ ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ
- (جواب ۲۳۸) مسجد میں لوگوں کا سونا مکروہ ہے سوائے مسافر یا سخت ضرورت مند کے کہ بوقت ضرورت سوجائیں تو مباح ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا

- (سوال) مسجد اور اس کے صحن میں سونا بیٹھنارات دن درست ہے یا نہیں؟ اور مسجد کی چھت پر کھانا پکانا اور سونا درست ہے یا نہیں؟ باوجود حجرہ ہونے کے حجرے کو استعمال نہیں کرتے؟
- (جواب ۲۳۹) مسجد اور اس کی چھت کو ایسے کاموں سے جن میں مسجد کی تلویث ہوتی ہو یا احتمال تلویث ہو یا مسجد کے احترام میں نقصان آتا ہو محفوظ رکھنا لازم ہے ضرورتاً کسی مسافر کو یا ہماری کی وجہ سے امام یا مؤذن کو مسجد میں سونا مباح ہے مگر جب کہ حجرہ یا دوسری کوئی جگہ موجود ہو تو مسجد کو خواب گاہ بنانے سے احتراز ضروری ہے۔ (۵) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) ولا بأس بأن يتخذ في المسجد بيتاً توضع فيه البواری (عالمگیریة فضل کره غلق باب المسجد ۱/۱۱۰ ط ماجدیہ)

(۲) وإذا أراد أن يصرف شيئاً من ذلك إلى إمام المسجد أو إلى مؤذن المسجد ليس له ذلك إلا إذا كان الواقف شرط ذلك في الوقف كذافي الذخيرة (عالمگیریة) كتاب الوقف الفصل الثاني في الوقف على المسجد ۲/۶۳ ط ماجدیہ

(۳) وفي حاشية الحموی عن الامام شعرانی: أجمع العلماء سلفاً و خلفاً على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها إلا أن يشوس جهرهم على نائم أو مصل أو قاری الخ (رد المحتار) كتاب الصلاة مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱/۶۶۰ ط سعید

(۴) ويكره النوم والأكل فيه لغير المعتكف الخ ولا بأس للغريب ولصاحب الدار أن ينام في المسجد (عالمگیریة) كتاب الكراهية آداب المسجد ۵/۳۲۱ ط ماجدیہ

(۵) (ایضاً)

(۱) مسجد کے اندر نماز کا ثواب زیادہ ہے یا اوپر؟

(۲) دروازوں کے درمیان صف بنانا

(سوال) (۱) مسجد میں نیچے نماز پڑھنا بہتر ہے یا اوپر بھی نماز پڑھنے کا وہی ثواب ہے چند نمازی کہتے ہیں کہ جب اوپر بھی باقاعدہ مسجد و محراب بنی ہوئی ہے تو اوپر نماز پڑھنے کا ثواب بھی اتنا ہی ہے جتنا کہ نیچے نماز پڑھنے کا ہے۔

(۲) بڑی جماعت میں تیسری یا چوتھی صف میں لوگ جگہ کم ہونے کی وجہ سے دروں کے پیچ میں نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں کیا ان لوگوں کی نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۴۰) (۱) اگر اوپر بھی مسجد بنی ہوئی ہے تو نیچے یا اوپر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر اوپر مسجد نہ بنی ہو یعنی محراب نہ ہو تو فرض کی جماعت نیچے پڑھیں سنتیں اور نوافل اوپر پڑھ سکتے ہیں (۱)

(۲) دروں کے درمیان کھڑے ہونے والوں کی نماز ہو جاتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز

(۲) جمعہ کی سنتوں کے ”الصلوة قبل الجمعة“ پکارنا

(المجمیۃ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

(سوال) مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جمعہ کے روز مسجد میں صلوة پکارتے ہیں۔ الصلوة قبل

الجمعة الصلوة سنة رسول الله پھر لوگ سنتیں پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں کیا یہ فعل مستحب ہے؟

(جواب ۲۴۱) مسجد کی چھت بھی مسجد ہی کا حکم رکھتی ہے چھت پر نماز پڑھنا خصوصاً گرمی کی وجہ سے بلا

کراہت جائز ہے (۲) یہ صلوة پکارنا درست نہیں کیونکہ اس کا ثبوت نہیں ہے (۳) محمد کفایت اللہ غفرلہ

فصل ششم۔ حقوق متعلقہ مسجد

قادیانیوں کا مسلمانوں کی جماعت کرنا

(سوال) شہر پیٹالہ میں ایک مسجد معروف ڈوگراں والی ہمارے ہوش سنبھالنے سے پہلے کی تعمیر شدہ ہے

(۱) قال الشامی، أو جعل فوقه بيتا الخ ظاهره أنه لا فرق بين أن يكون البيت للمسجد، أو لا لأنه يؤخذ من التعليل أن محل عدم كونه مسجداً فيما إذا لم يكن وفقاً على مصالح المسجد، و به صرح في الاسعاف الخ (رد المحتار) كتاب الوقف، مطلب في احكام المسجد ۳۵۷/۴ ط سعيد و امداد الاحكام ۳۵۱/۱ ط مكتبة دار العلوم كراچی (۲) والا صطفاف بين الأسطواناتين غير مكروه، لأنه صف في حق كل فريق الخ (مبسوط باب الجمعة ۳۵/۲ ط بيروت لبنان) (۳) الصعود على سطح كمال مسجد مكروه ولهذا إذا اشتد الحر يكره أن يصلوا بالجماعة فوقه إلا إذا ضاق المسجد فحينئذ لا يكره الصعود على سطحه للضرورة (عالمگیریة) كتاب الكراهية، آداب المسجد ۳۲۲/۵ ط سعيد (۴) من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد (بخاری) كتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود ۳۷۱/۱ ط قديمی

سات آٹھ سال سے فرقہ حنفیہ میں سے اس محلہ میں دو ایک نمازی تھے اس لئے فرقہ احمدی کے اشخاص جو اس محلے میں تھے اس مسجد میں نماز پڑھنے لگے اب چونکہ اس محلے کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی اور فرقہ حنفی کے چالیس پچاس اشخاص نمازی ہو گئے ہیں نماز کے وقت دونوں فرقوں میں تکرار ہونے پر پولیس نے یہ انتظام کیا ہے کہ جمعہ کی نماز ہمیشہ پہلے حنفی پڑھ لیا کریں بعد میں احمدی پڑھ لیا کریں اور دوسری نمازیں ایک دن پہلے حنفی پڑھ لیا کریں اور ایک دن احمدی پہلے پڑھ لیا کریں چونکہ احتمال ہمیشہ دنگہ کا رہتا ہے اس لئے دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایک مسجد میں دو فرقوں کے دو امام اور دو جماعتیں ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ اس مسجد کا بانی بھی حنفی تھا۔ المستفتی نمبر ۵۹ مطبوع محمد ٹھیکیدار۔ پیالہ

۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۴۲) جب کہ وہ مسجد قدیم سے اہل السنّت والجماعۃ حنفی فرقے کی مسجد تھی اور وہی اس کے بانی تھے تو اس میں نماز اور جماعت کا حق صرف اسی فرقے کے اہل محلہ کو ہے وہی مسجد کے مہتمم اور متولی ہیں اور وہی جماعت قائم کرنے اور نماز پڑھنے کے مستحق ہیں مرزائی فرقہ جو جمہور علمائے اسلام کے نزدیک کافر ہیں اس مسجد میں کسی قسم کے تصرف کا اور جماعت قائم کرنے کا حق نہیں رکھتے مرزائی نہ تو حنفیوں کی جماعت سے پہلے جماعت قائم کر سکتے ہیں اور نہ حنفی جماعت کے بعد اپنی جماعت کر سکتے ہیں پہلے تو اس لئے نہیں کر سکتے کہ اصل مستحقین بانی مسجد فرقہ سے پہلے انہیں اقامت جمعہ کا کوئی حق نہیں اور بعد میں اس لئے کہ صحیح طور پر جماعت ہو جانے کے بعد دوبارہ کوئی جماعت منظم طور پر قائم نہیں کی جاسکتی اگر وہ ناحق اپنی جماعت قائم کرنے پر اصرار کریں تو پولیس کا فرض ہے کہ ان کو داخلہ مسجد سے روک دے کہ ان کو اس کا بھی حق نہیں ہے۔ (۱) وھذا اکلہ ظاہر واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

حفاظت کی خاطر مسجد کو تالا لگانا

(سوال) قصبہ نظام آباد کی گنبدی جامع مسجد (یادگار محی الملّت والدین اورنگ زیب عالمگیر) کے چند مصلیان جو نماز جمعہ اور عیدین اس مسجد میں پڑھتے ہیں ان کا مصمم ارادہ ہے کہ جامع مسجد کے فنڈ سے مسجد کے کل محرابوں اور دروازوں میں لوہے کا پھانگ لگا دیا جائے اور ہمہ وقت دروازوں میں قفل پڑا رہے اور اوقات نماز پہنچانے میں مؤذن مسجد اپنے گھر سے آکر قفل کھول دے اور نماز وقتی ادا کرنے کے بعد فوراً قفل لگا دے باقی مصلیان مسجد جو نماز جمعہ اور عیدین اس مسجد میں پڑھتے ہیں اکثر خاموش اور بعض ناراض ہیں مگر وہ مصلیان جو اکثر وقتی نماز اس مسجد میں ادا کرتے ہیں وہ بالکل مخالف اور ناراض ہیں کیونکہ ان کے خیال میں اس سے عبادت الہی میں رکاوٹ پیدا ہوگی اور وہ خانہ خدا کا متفضل رہنا خلاف شرع سمجھتے ہیں کیونکہ جمہور کی مساجد عام

(۱) "ماکان للمشرکین أن یعمروا مساجد اللہ شاہدین علی أنفسهم بالكفر" (سورۃ توبہ آیت: ۱۷) إنما یعمرو

مساجد اللہ من أمن باللہ والیوم الآخر الآیة (سورۃ توبہ: آیت: ۱۸)

مسلمانوں کے لئے ہمہ وقت کھلی رہتی ہیں جس سے احتمال تصادم مصلیان مسجد سے (نوٹ) صحن مسجد چمار دیواری سے محفوظ ہے اندرون مسجد کوئی ایسی چیز نہیں رہتی کہ جو چرالی جاوے مثل درمی و فرش و جھاڑو و فانوس وغیرہ اور نہ اس مسجد میں امام مسجد مقرر ہے ایک خاندان پٹھانوں کا دعویٰ ہے کہ شہنشاہ عالمگیر نے ہمارے اسلاف فوجی ملازمین کی استدعا پر یہ خانہ خد تعمیر کر لیا چنانچہ باوجود دور رہنے کے وہ التزاماً نماز جمعہ و عیدین ہمیشہ اس مسجد میں ادا کرتے ہیں اور مرمت مسجد کے فنڈ کے بھی حامی ہیں لہذا ان کی خاموشی شرعاً موجب رضائے الہی ہے یا باعث گناہ ان کو کس فریق کی تائید کرنی چاہیے تاکہ رفع شر ہو بحالت خاموشی افتراق مصلیان و رکاوٹ عبادت الہی کا گناہ ان کے سر تو نہیں ہوگا۔

المستفتی نمبر ۱۶۳۵ منشی عبداللطیف صاحب (ضلع اعظم گڑھ)

۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۴۳) مسجد کے دروازوں کو بند یا مقفل کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ صورت نماز سے روکنے کے ہم پلہ ہے۔ کما کرہ غلق باب المسجد (در مختار) وانما کرہ لانه یشبہ المنع من الصلوٰۃ قال تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یدکر فیہا اسمہ الخ (رد المحتار نقلاً عن البحر) ہاں مسجد کے سامان و اسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو تو پھر فارغ از نماز اوقات میں مقفل کرنا مباح ہے۔ الا لحوف علی متاعہ بہ یفتی (در مختار) (۲)

اگر پھانک لگانے اور قفل ڈالنے کی ضرورت نہ ہو تو پھر اس میں روپیہ لگانا فضول و ناجائز ہے جن لوگوں کو مسجد کے انتظام میں بجا طور پر مداخلت کرنے کا حق ہے ان کو لازم ہے کہ وہ بلا ضرورت مسجد کو مقفل کرنے کے خلاف اپنی رائے ظاہر کریں اسی طرح نمازیوں کو بھی چاہیے کہ اس ناجائز فعل کے خلاف آواز بلند کریں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مسجد کی حفاظت مسلمانوں پر لازم ہے

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین دربارہٴ تحت حکم آیت قرآنی ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یدکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے کہ اللہ کی مسجدوں میں ذکر اللہ کو بند کرے اور اس کی خرابی میں کوشاں ہو۔ ریاست دہار میں ایک قدیم مسجد ہے جسے ہندوؤں اور وہاں کی حکومت نے ہوج شمالہ بنانا چاہا تھا اور اسی نام کی تختی وہاں نصب کر دی تھی مسلمانان دہار کی کوشش سے حکومت نے اس افترائی لقب کو اور اس تختی کو نکلوا دیا اور مسجد کو اس کے اصلی نام سے موسوم کیا۔

(۱) امسال رمضان شریف میں وہاں پہنچ کر احقر العباد نے قرآن خوانی تراویح میں شروع کی حکومت مانع

(۱) (باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا) مطلب فی احکام المسجد ۱/۶۵۶ ط سعید

(۲) (ایضاً)

ہوئی اور قرآن ختم نہیں کرنے دیا آخر عشرہ میں اعتکاف کیا تو رات کو نکال دیا جاتا تھا اور مسجد میں قفل حکومت کی طرف سے ڈالا جاتا ہے چند روز کے بعد معتکف کو مسجد سے اور شہر سے نکال دیا۔ ۱۹۳۵ء میں تاریخ ۷ اکتوبر کو احقر نے چلہ کیا تھا اس موقع پر بھی صورت مسطورہ بالا پیش آئی تھی اور چلہ نہیں کرنے دیا تھا۔

(۲) مسجد میں روشنی کے لئے کافی طور پر انتظام نہیں کرنے دیا جاتا اور ایک ستون جو روشنی کے لئے قائم تھا اس کو نکلوا دیا۔

(۳) دس بجے رات کو مسجد میں قفل ڈال دیا جاتا ہے اور ہر قسم کی عبادت سے مقیم اور مسافر کو روک دیا جاتا ہے۔

(۴) پبلک نے چندہ کر کے ایک گھڑی ٹائم دیکھنے کے لئے خریدی ہے اس کو مسجد میں نہیں لگانے دیا جاتا مسجد کے اندر حوض ہے اس میں پانی کا انتظام بحفایت کرنے سے مانع ہے اور اسی قسم کے ناجائز تصرفات حکومت کی جانب سے ہیں۔

صورت ہائے مسطورہ میں مسلمانوں کے کیا فرائض ہیں اور ایسی صورت میں جب کہ حکومت کا تشدد نگرانی حقوق مسجد کے غاصبانہ دباؤ پر مبنی ہے مسلمانوں کو انتہائی جدوجہد و آگراشت و آزادی مسجد میں حکومت سے کرانا اور گورنمنٹ برطانیہ کو خاص توجہ دلانا اور سعی بلیغ کرنا کس حد تک ضروری ہے۔

المستفتی نمبر ۲۱۷۲ حافظ مظہر احمد (بھوپال) ۶ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ، ۹ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۴۴) مسلمانوں کو مسجد کی حفاظت اور نگرانی کا حق حاصل کرنے اور اس کو آزاد کرانے اور آزادی کے ساتھ اس میں نماز و عبادت اور امور شرعیہ ادا کرنے کا اختیار بہم پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی لازم ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

محلے کی مسجد میں نماز افضل ہے

(سوال) ہم نے محلے کی مسجد میں پرانے امام کو علیحدہ کر کے ایک اچھا حافظ قرآن پیش امام امامت کے لئے مقرر کیا ہے اس پر ہمارے محلے کے کچھ آدمیوں نے ناراض ہو کر دوسری مسجد میں جانا شروع کر دیا ہے تو ان پر محلے کی مسجد کا حق ہے یا نہیں اور ناظرہ پیش امام سے حافظ قرآن پیش امام اچھا ہے یا نہیں؟

المستفتی نظیر الدین امیر الدین (اسلیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۲۴۵) اپنے محلے کی مسجد کا حق ہے بلاوجہ اسے چھوڑ کر دوسرے محلے کی مسجد میں نماز کے لئے جانا

(۱) من رأی منکم منکرأ فلیغیر یدہ وإن لم یستطع فلیسانہ وإن لم یستطع فلیقلہ وذلك اضعف الإیمان (مسلم، باب کون النهی عن المنکر من الإیمان ۱/۵۱ ط قدیمی کتب خانہ) انما یعمر مساجد اللہ من أمن باللہ والیوم الآخر الآیة (سورۃ توبہ، آیة ۱۸)

اچھا نہیں ہے حافظ امام اگر قرأت صحیح پڑھتا ہو تو ناظرہ خواں سے افضل ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد پر ملکیت کا دعویٰ باطل ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) اگر کسی مسجد پر کوئی شخص اپنی یا اپنے خاندان کی ملکیت کا دعویٰ کرے اور اس کا اظہار نہ صرف خلوت میں بلکہ مجمع عام میں بھی کرے تو کیا عوام کے لئے اس مسجد میں نماز پڑھنا درست ہے؟

(جواب ۲۴۶) جو مسجد بقاعدہ شریعہ ایک مرتبہ مسجد بنا دی گئی اور اس میں باقاعدہ جماعت کے ساتھ نماز ہو گئی اس کو اگر کوئی شخص اپنی ملک بتائے یا ملکیت جیسے معاملات کرے یا ملکیت کا دعویٰ کر کے دوسرے مسلمانوں کو روکے تو یہ سب ناجائز اور ظلم ہے (۲) اس مسجد میں مسلمانوں کو نماز پڑھنا اور نماز کے لئے کھلا رکھنے کی سعی کرنا چاہیے اور اس مدعی ملکیت کے غلط دعوے سے متاثر ہو کر اس میں نماز ترک نہ کرنی چاہیے ہاں اگر کوئی مکان فی الحقیقت کسی شخص کی ملک میں داخل ہے اور اس نے اسے وقف نہیں کیا مسجد نہیں بنایا صرف اس میں نماز پڑھی جاتی تھی تو اس پر اس کا دعویٰ ملکیت درست ہوگا اور جب وہ لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے سے روک دے گا تو بغیر اس کی اجازت کے اس میں نماز پڑھنا جائز نہ ہوگا۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

مکان کے اندر مسجد بنانا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک نہایت وسیع مکان کے اندر ایک مسجد ہے شب کو اس مکان کو اندر سے بند کر لیا جاتا ہے مسجد عرصے سے غیر آباد ہے صاحب خانہ نماز نہیں پڑھتے ہیں کیا اس مسجد میں نماز ہو جاتی ہے؟

(جواب ۲۴۷) اگر اس مسجد کا راستہ عام نہیں ہے اور مکان والے اس کو جب چاہیں بند کر سکتے ہیں تو وہ مسجد شرعی نہیں ہوئی نماز جب مالک کی اجازت سے پڑھی جائے تو نماز ہو جاتی ہے البتہ مسجد شرعی نہ ہونے کی صورت میں مسجد کا ثواب نہیں ملتا (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی

(الجمعیۃ مورخہ ۸ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) اگر کوئی متولی مسجد چند پابند صوم و صلوة مسلمان مصلیوں کو محض صوفیانہ سماع سننے کی بنا پر مسجد

(۱) والأفضل اختيار الذي إمامه أفقه وأصلح و مسجد حبه وإن قل جمعه أفضل من الجامع (رد المحتار) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها مطلب في أفضل المساجد ۱/۶۵۹ ط سعید

(۲) قوله تعالى: "ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه وسعى في خرابها" (سورة بقره آية ۱۱۴)

(۳) فلو جعل وسط داره مسجد أو أذن للناس في دخوله والصلوة فيه إن شرط معه الطريق صار مسجداً في قولهم والإفلا (عالمگیریة) كتاب الوقف ۲/۴۵۴ ط ماجدیہ

سے جمعہ کے وقت نکال دے یا نکل جانے کو کہے تو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟
(جواب ۲۴۸) مسجد کسی کی ملک نہیں وہ خانہ خدا اور وقف ہے متولی کو جائز نہیں کہ وہ ان لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکے کسی شخص کو اس کی کسی ناجائز حرکت کی وجہ سے مسجد سے روکنے کا حق بادشاہ اسلام یا اس کے نائب کو ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

”مسجد کی دیوار توڑ دی گئی“ کہنا

(الجمعیۃ مورخہ یکم مئی ۱۹۳۵ء)

(سوال) مسجد کی دیوار شہید کر دی گئی کے بجائے توڑ دی گئی کہنا کیسا ہے؟

(جواب ۲۴۹) ”مسجد کی دیوار شہید کر دی گئی“ یا ”مسجد کی دیوار توڑ دی گئی“ ان دونوں عبارتوں کا کہنا جائز ہے اس میں کوئی توہین نہیں ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کا پیسہ دوسری جگہ خرچ کرنا جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) بندہ ایک مسجد کا متولی ہے۔ عرصہ ایک سال کا ہو مسجد پر تعمیر لگائی گئی تھی جو کہ کچھ روپے کی کمی سے نامکمل رہ گئی تھی مسجد کے برابر میں ایک شخص کا مکان ہے مسجد پر چڑھنے سے اسکے مکان کی بے پردگی ہوتی ہے کیا مسجد کی رقم سے اسکا پردہ کر لیا جاسکتا ہے؟ وہ دیوار مالک مکان کی ہے۔

(جواب ۲۵۰) مسجد کی رقم سے دوسرے کی دیوار پر بغرض پردہ دیوار تعمیر کرنا جائز ہے ہاں مسجد کی دیوار پر تعمیر کر دی جائے تو جائز ہے اور اگر مسجد کی دیوار پر پردہ قائم کرنے کی صورت نہ ہو سکتی ہو تو اہل مسجد مالک مکان کی اپنے پاس سے اتنی اعانت کر دیں کہ وہ اپنی دیوار پر پردہ قائم کر سکے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کے بانی کو تولیت کا حق ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) اگر کوئی یہ کہے کہ مسجد صرف ہماری قوم کی ہے دیگر قوم کو کسی امر میں دخل دینے کا حق نہیں جس کو نماز پڑھنی ہو پڑھو مگر انتظام میں کسی کو دخل دینے کا حق نہیں تو کیا حکم ہے؟

(جواب ۲۵۱) نماز پڑھنے کا حق تو تمام مسلمانوں کو ہے مگر مسجد کا انتظام کرنے کا حق مسجد کے بانی اور

(۱) والمسجد خالص لله تعالى وليس لاحد فيه حق قال الله تعالى "وان المساجد لله" (فتح القدير كتاب

الوقف فصل في احكام المسجد ۶/۲۳۴ ط مصر)

(۲) کیونکہ یہ مصلحت مسجد میں سے نہیں ہے ویداً من غلته بعمارته ثم ما هو اقرب بعمارته ثم السراح والبساط كذلك

الی آخر المصالح (الدر المختار كتاب الوقف احكام المسجد ۴/۳۶۷ ط سعید)

واقف یا متولی کو ہے اگر وہ انتظام درست رکھے تو خیر ورنہ دوسرے مسلمانوں کو مشورہ دینے کا حق ہے۔
زبردستی انتظام میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسجد کے کسی حصہ پر قبضہ کرنا جائز نہیں
(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۹ء)

(سوال) ایک مسجد واقع سیوہی بنارس اسٹیٹ میں قدیم تھی اس کے مینارہ کو زید نے بطمع نفسانی منہدم کر کے زنانہ مکان میں شامل کر لیا ہے اور دوسرے میناروں کو بھی گرا دیا ہے جس سے شکل مسجد تبدیل ہو گئی ہے۔

(جواب ۲۵۲) مسجد یا اس کے کسی حصے کو منہدم کرنا اور اس پر غاصبانہ قبضہ کر لینا سخت گناہ اور موجب فسق ہے ایسا شخص فاسق اور گناہ گار اور مستحق تعزیر ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کا بائیکاٹ کر دیں اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اور مسجد کے نقصان کی تلافی نہ کرے اس کو شامل نہ کریں قرآن پاک میں ہے ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یدکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل ہفتم۔ مساجد میں غیر مسلموں کا داخلہ

غیر مسلم مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال) بازار میں مسلم آباد ہیں مسلمانوں نے ایک بورڈ برائے اتحاد قائم کیا ہے جس میں ہندو مسلمان شامل ہیں بورڈ کا جلسہ کرنا ضروری ہے ایسی جگہ کوئی نہیں ملتی جہاں یہ مشترک جلسہ کیا جائے یہ جلسہ برائے امن و اتحاد اگر مسجد میں کر لیا جائے تو کیا حکم ہے؟ المستفتی نمبر ۱۷۱ حقداد خان۔ درہمہ کلاں دہلی

۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ م ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۲ء

(جواب ۲۵۳) مضائقہ نہیں۔ مسجد میں ہندو عیسائی اور دیگر غیر مسلموں کا داخلہ ممنوع نہیں جامع مسجد میں سیر و تفریح کے لئے روزانہ غیر مسلم داخل ہوتے ہیں تو ایک صحیح غرض (اتحاد و قیام امن) کے لئے داخل ہونے میں کیا مضائقہ ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) رجل نبی مسجدا او جعلہ للہ تعالیٰ فهو احق الناس بمرمتہ و عمارتہ و بسط البواری والحصیر والقنادیل والا
دان والاقامة والامامة ان كان أهلا لذلك فان لم يكن فالرأى في ذلك إليه (عالمگیریۃ فصل کرہ غلق المسجد
۱۱۰ ط ماجدیہ)

(۲) (سورة البقرة - ۱۱۴) قال ابن الهمام " والمسجد خالص للہ تعالیٰ وليس لاحد فيه حق " قال اللہ تعالیٰ: " وان المساجد للہ الخ (فتح القدير" كتاب الوقف" فصل في أحكام المسجد ۶/۲۳۴ ط مصر)

(۳) وفي الحاوی: " ولا بأس أن یدخل الکافر وأهل الذمة المسجد الحرام وبيت المقدس وسائر المساجد لمصالح
المسجد وغيرهما من المهمات الخ (الحر الرائق" كتاب الوقف" أحكام المسجد ۵/۲۷۱ ط بيروت لبنان و رد
المحتار ۴/۳۷۸)

فصل ہشتم۔ مسجد کے سامان کا فروخت کرنا یا منتقل کرنا

ویران مسجد کے سامان کا حکم

(سوال) ڈیرہ اسماعیل خاں میں چھاؤنی میں مسلمانوں کے پیسے سے جو وہاں ملازم تھے ساٹھ ستر برس سے مسجدیں تعمیر کرائی گئی ہیں باقاعدہ وہاں جمعہ و عیدین کی نمازیں پڑھائی جا چکی ہیں چونکہ چھاؤنی اٹھ گئی ہے اس لئے مسجدیں خالی رہ گئی ہیں چھاؤنی کا تمام اسباب مکانات وغیرہ نیلام ہو چکا ہے اب گورنمنٹ نے مسلمانوں کو مطلع کیا ہے کہ یا تو ان کا تمام ملبہ شہتیر کڑیاں وغیرہ لے جاؤ یا ان کو آباد کرو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مسجدیں گرا کر ان کا سامان اسلامیہ اسکول میں لگا دینا چاہئے یہ مسجدیں لب سڑک شہر سے کچھ فاصلے پر ہیں۔ المستفتی نمبر ۱۲۰ حاجی احمد دین ڈیرہ اسماعیل خاں۔ ۲۸ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۸ نومبر ۱۹۳۳ء (جواب ۲۵۴) جو مسجد کہ ایک بار شرعی قاعدے سے مسجد ہو جائے وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی اس کو غیر مسجد کے کام میں نہیں لاسکتے اگر اس کے قریب آبادی نہ رہے اور مسجد میں کوئی نماز پڑھنے والا نہ رہے تو جب بھی اس کی حفاظت کا سامان کر کے اسکو محفوظ کر دینا ضروری ہے البتہ اگر کوئی مسجد پہلے ہی شرعی قاعدے سے مسجد نہ ہو۔ مثلاً اس کی زمین موقوفہ نہ ہو کسی کی ملک ہو جس نے وقف نہ کی ہو تو وہ مسجد کا حکم نہیں رکھتی۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

(۱) مسجد کے ملبہ کا حکم

(۲) ہندوؤں سے تعمیر مسجد کا کام لینا

(الجمعیتہ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۹ء)

(سوال) (۱) مسجد کہنہ کی تعمیر کے سلسلے میں اگر اس کا ملبہ فروخت کر کے اس کی قیمت کو تعمیر مسجد میں لگایا جائے تو اس حالت میں ملبے کو فروخت کرنا جائز ہو گا یا نہیں اور اگر تعمیر کے بجائے زر ثمن کو کسی اور مصرف میں لایا جائے تو جائز ہو گا یا نہیں؟ بعض اصحاب کو حضرت عالمگیر بادشاہ اسلام کے اس فقرے سے دھوکا ہو رہا ہے ”سادات بارہہ چوب مسجد اند نہ لائق داشتی نہ قابل سوختنی“

(۲) تعمیر و مرمت مسجد میں اگر ہندو معمار اور ہندو مزدور جو مستعد اور ہوشیار ہوں کام کریں تو شرعاً گراہت ہے یا نہیں؟ اور انما المشر کون نجس کا کیا مطلب ہے؟

(جواب ۲۵۵) (۱) مسجد کا ملبہ جو کام میں نہ آسکے اس کو فروخت کر کے جدید تعمیر میں اس کی قیمت خرچ

(۱) ولو خرب ما حولہ واستغنی عند بقی مسجداً عند الإمام والثانی أبداً إلى قیام الساعة وبہ یفتی الخ (الدر المختار کتاب الوقف ۴/۳۵۸ ط سعید)

کردینا جائز ہے۔ (۱) عالمگیر کا فقرہ بھی صحیح ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فروخت کرنا بھی ناجائز ہو (۲) تعمیر مسجد کا کام غیر مسلم مزدوروں معماروں سے لینا جائز ہے۔ انما المشركون نجس سے نجاست ظاہری مراد نہیں ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسجد کی تعمیر سے بچی ہوئی لکڑی کا حکم

(الجمعیتہ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) (۱) ایک قصبے کی جماعت نے مسجد کی تعمیر کے لئے چند لکڑی جنگل سے لا کر جمع کر دیں اس مسجد کی منتظمہ جماعت کی اجازت سے ایک شخص نے بوجہ ضرورت ان جمع شدہ لکڑیوں میں سے ایک لکڑی لیکر اپنے گھر کی عمارت میں لگا دی پس یہ فعل جائز تھا یا نہیں؟
(۲) مسجد کی تعمیر کے لئے جو لکڑیاں تخمیناً جمع کر دی گئیں آیا وہ تمام لکڑی مسجد کی تعمیر میں لگنے سے قبل مسجد کی ملکیت میں شمار ہوگی یا نہیں؟

(جواب ۲۵۶) جن لوگوں نے مسجد کی تعمیر کے لئے لکڑیاں جمع کی تھیں اگر جماعت منتظمہ کے حوالے کر دی تھیں تو وہ لکڑیاں مسجد کی ہو گئی تھیں اور اگر مسجد کی تعمیر میں ان سب لکڑیوں کی حاجت نہ تھی تو جماعت منتظمہ زائد از حاجت لکڑی کو مسجد کے لئے بیعت کسی کو دیکر قیمت کو مسجد میں خرچ کر سکتی تھی بلا قیمت کسی کو دے دینے کا حق نہیں تھا جس شخص کو دے دی گئیں اس سے اب بھی قیمت وصول کی جاسکتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

تعمیر مسجد سے بچے ہوئے سامان کا حکم

(الجمعیتہ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۰ء)

(سوال) -----

(جواب ۲۵۷) اگر مسجد کے لئے سامان تعمیر اس کے متولی کے حوالے کر دیا جائے اور اس میں سے کچھ سامان بچ رہے تو وہ سامان مسجد کی ملک ہوتا ہے اور اگر مسجد میں لگنے کے قابل نہ ہو تو فروخت کر کے اسی مسجد

(۱) وما انهدم من بناء الوقف ولته صرفه الحاکم فی عمارة الوقف ان احتاج اليه وان استغنى عنه أمسكه حتى يحتاج إلى عمارته فيصرفه فيها الخ وإن تعذر إعادة عينه إلى موضعه بيع و صرف ثمنه إلى المزمة صرفاً للبدل إلى مصرف

المبدل (هدایة) کتاب الوقف ۲/۶۴ ط مکتبہ شریکة علمیه ملتان)

(۲) وفي البحر نقلاً عن الحاوی : "ولا بأس أن يدخل الكافر ولاهل الذمة المسجد الحرام وبيت المقدس و سائر المساجد لمصالح المسجد وغيرها من المهمات (رد المحتار) کتاب الوقف ۴/۳۷۸ ط سعید)

(۳) حشيش المسجد إذا كانت له قيمته فلاهل المسجد أن يبعوه وإن رفعوا إلى الحاکم فهو أولى (عالمگیریة) کتاب الوقف ۲/۵۹ ط ماجدیہ)

کے مصارف متعلقہ تعمیر میں لگا دیا جائے اور اگر کوئی شخص مسجد میں از خود تعمیر کراتا ہو اور سامان تعمیر خرید کر لگاتا جاتا ہو یعنی خرید شدہ سامان کو مسجد کی ملک قرار نہ دے اور نہ متولی کے حوالے کرے تو اس صورت میں بچا ہوا سامان اس کی ملک ہے جو چاہے کرے مسجد کا کم نہ سامان مسجد میں کام آسکے تو کام میں لانا چاہئے اور کام نہ آسکے تو فروخت کر کے مسجد میں خرچ کر دینا چاہئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

فاضل سامان کو فروخت کرنا

(المعیۃ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۳ء)

(سوال) ایک مسجد کا سائبان کچھریل کا بنا ہوا ہے اور لوگوں کا ارادہ ہے کہ اس کے بجائے پختہ چھت بنا دیں اس محلے میں بقدر ضرورت چند فراہم نہیں ہو سکتا اس لئے خیال ہے کہ جو لکڑی وغیرہ سائبان کے نکلے وہ فروخت کر کے وہی روپیہ چھت میں لگایا جائے۔

(جواب ۲۵۸) کچھریل کی جگہ پختہ چھت بنانا جائز ہے کچھریل کا نکلا ہوا سامان جو چھت کے کام میں نہ آسکے اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت پختہ چھت بنانے میں صرف کر دینا جائز ہے۔ و نقضہ یصرف الی عمارتہ ان احتیج الیہ والایع و صرف ثمنہ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

فصل نہم - مسجد میں چندہ کرنا اور سوال کرنا

نماز کے بعد مسجد میں چندہ کرنا

(سوال) عیدین میں بعد نماز عید یا قبل نماز خاص مسجد میں مسجد کی ضروریات کے لئے اگر لوگوں سے چندہ کیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۲ مولانا احمد بزرگ صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

نیم شعبان ۱۳۵۲ھ ۲۰ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۵۹) اگر عیدین کی نماز مسجد جماعت میں ہو اور بعد نماز کے امام عید نمازیوں کو مسجد یا اور کسی دینی ضرورت کے لئے چندہ کی ترغیب دے اور لوگ خود جا جا کر امام کو یا کسی دیگر شخص کو جو چندہ کے لئے متعین ہو یا ہوا اپنا اپنا چندہ دیدیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں اور نماز سے قبل بھی امام کی ترغیب پر دینا جائز ہے لیکن صفوف کے درمیان لوگوں کا گھوم کر مانگنا اگر ایذائے تخطئی و مرورین یدی المصلیٰ سے خالی ہو تو وہ بھی جائز ہے بشرطیکہ شور و شغب بھی نہ ہو۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱۔ ان رما بنو مسجدا و فضل من حشبه شی قالوا یصرف الفاضل فی بنانه ولا یصرف الی الدھن و الحصیر و عند اذا سلموہ الی المتولی لیسی نہ المسجد و الا یكون الفاضل لہم یصعون ماشاؤا کذا فی البحر الرائق نقلا عن سعاف (عالمگیریۃ الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد ۲ ۶۶ ط سعید) (۲) (شرح الوفاۃ کتاب الوقف ۲ ۳۵۵ ط سعید کسینی) (۳) و یکرہ فیہ السؤال و بکرہ الاعطاء مطلقا و قبل ان تخطی (در مختار) و فی الشامیۃ - بکرہ اعطاء المسائل المسجد الا اذا لم یحط رقاب الناس فی المختار (باب ما یفسد الصلاۃ و ما یکرہ فیہا ۱/ ۶۵۹ ط سعید)

عنوان مثل بالا

(سوال) بعد نماز مسجد میں اللہ کی راہ پر سوال کرنا کیسا ہے اور سائل کو دینا چاہیے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۲۰۱ غلام ربانی عباسی صاحب (ضلع غازی پور) ۹ رجب ۱۳۵۵ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۲۶۰) مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور سائل کو دینا بھی ناجائز ہے کسی محتاج کو بغیر سوال کے مسجد میں دیدے تو جائز ہے یا مسجد میں سوال کرنے والے کو باہر نکل کر دیدے تو یہ بھی جائز ہے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دوران خطبہ چندے کا حکم

(سوال) عین خطبہ خوانی کے وقت مسجد یا مدرسہ کی نقد وصولی کے لئے صف بہ صف تگ و تاز کرنا اور پیسہ وغیرہ کو آواز دیتے ہوئے چلنا تا کہ مصلیان متنبہ ہو جائیں جائز ہے یا ناجائز؟
المستفتی نمبر ۷۳۴ حافظ عبدالکریم انصاری (ضلع بگلی)

۳ رجب ۱۳۵۶ھ ۹ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶۱) اثنائے خطبہ میں یہ کام نہیں کرنا چاہیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

عنوان مثل بالا

(الجمعیۃ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۳۵ء)

(سوال) عیدین کے خطبہ ثانی میں کسی عالم یا مسافر یا امام و مؤذن کے لئے بطور خوشی چندہ کیا جائے مجبوراً اگر بعد میں کرتے ہیں مقصود بر نہیں آتا زحام کثیر کی وجہ سے۔

(جواب ۲۶۲) خطبہ کے اثنائیں چندہ کرنا جائز نہیں خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد کر سکتے ہیں یعنی امام سفارش کر دے اور لوگ دیدیں تو یہ عمل خطبے کے بعد ہو سکتا ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فرض نماز کے بعد دعا سے پہلے چندہ کرنا

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) جمعہ کی فرض نماز باجماعت ادا کر کے بعد دعا مانگنے سے پہلے چندہ کرنا کیسا ہے؟

(۱) ویحرم فیہ السؤال و یکرہ الإعطاء مطلقاً و قیل ان نحطی الخ (الدر المختار باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا ۱ ۶۵۹ ط سعید)

(۲) وکل ما حرم فی الصلاة حرم فیہا ای الحطۃ خلاصۃ " وغیرھا فی حرم اکل و شرب و کلام بل یجب ان یسمع و یسکت الخ (الدر المختار باب الجمعة ۲ ۱۵۹ ط سعید)

(۳) (ایضاً) اذا حرج الامام فلا صلوة ولا کلام الخ (تنویر الانصار باب الجمعة ۲ ۱۵۸ ط سعید)

(جواب ۲۶۳) سلام پھیرنے کے بعد دعائے گننے سے پیشتر کسی مذہبی کام کے لئے چندہ کرنا جائز ہے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل دہم - مسجد میں بدبودار چیز کا استعمال

مسجد کی دیواروں کو روغن لگانا

(سوال) مسجد کے اندر کا حصہ چاروں طرف سے نیچے کا جس کو ادارہ کہتے ہیں بوجہ نوئی لگ جانے کے خراب ہو جاتا ہے جو دیکھنے میں بہت برا معلوم ہوتا ہے ایسی صورت میں یا تو ٹائل لگوائے جائیں یا ولایتی روغن لگایا جائے تو کچھ عرصے کے لئے محفوظ ہو جاتا ہے روغن جب تک سوکھتا نہیں ہو باقی رہتی ہے۔
المستفتی نمبر ۱۶۲ مولوی محمد اسحاق صاحب امام مسجد گھنٹے والی۔ قصاب پورہ دہلی۔

۳ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۱ دسمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۶۴) روغن میں اگر ناگوار بدبو ہو تو اس سے مسجد کو محفوظ رکھنا چاہیے البتہ اگر ناگوار بدبو نہ ہو تو جائز ہوگا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسجد میں مٹی کے تیل والی لائین کا استعمال

(سوال) مسجد میں مٹی کا تیل لائین میں بھر کر جلا سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۶ حافظ احمد جمدل پور ضلع راجپور۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۶۵) مسجد میں بدبودار چیز لانا منع ہے، مٹی کا تیل بھی مسجد میں جلانا مکروہ ہے (۳) محمد کفایت اللہ

مسجد کو ہر قسم کی گندگی سے پاک رکھا جائے

(سوال) مسجد کے حجرے کے نیچے دھونی بسے ہوئے ہیں بھٹی کپڑوں کی وہ وہیں چڑھاتے ہیں جس میں ہر قسم کے کپڑے غلیظ وغیرہ ہوتے ہیں اس کی تمام تعفن مسجد میں جاتی ہے اور اسی کے برابر سائیس لوگ آباد ہیں جن کے پاس گھوڑے گاڑی ہیں وہ ان کو وہیں رکھتے ہیں اور دھوبیوں کی بیل بھی وہیں رہتے ہیں قرب و

(۱) قال الدر المختار: "ويكره التخطي للسؤال بكل حال الخ وفي الشامية: "قال في النهر: "والمختار: إن السائل إن كان لا يمر بين يدي المصلي ولا يتخطى الرقاب ولا يسأل الحافاً بل لا مر لا بد منه فلا بأس بالسؤال والإعطاء" (باب الجمعة) مطلب في الصدقة على سؤال المسجد ۱۶۴/۲ ط سعيد

(۲) وعن جابر قال: "قال رسول الله ﷺ: "من أكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا" فإن الملائكة تنأذى مما يتأذى منه الألس (متفق عليه) (مشكوة) باب المساجد ص ۶۹ ط سعيد كمپنی

(۳) (ايضاً)

جوار میں گھوسی بھی آباد ہیں متولی مسجد کو اس بات کی اہل محلہ نے اطلاع بھی کر دی ہے مگر متولی کوئی توجہ نہیں کرتا۔

(جواب ۲۶۶) مسجد کا احترام اور ادب لازمی ہے اس کو غلاظت، کثافت، بدبو سے محفوظ اور پاک صاف رکھنا واجب ہے (۱) دھونی گھوسی وغیرہ کو مسجد کی جائیداد میں، مسجد کے نیچے یا مسجد کے متصل آباد کرنا اس لئے ممنوع ہے کہ ان کی سکونت سے مسجد اور اس کا راستہ اس کی عمارت غلاظت، کثافت، بدبو سے محفوظ نہیں رہ سکتی متولی کا فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو جن سے مسجد کے احترام میں نقصان آتا ہے مسجد کی جائیداد میں آباد نہ کرے ورنہ اہل محلہ پر حفاظت مسجد کا فرض عائد ہوگا۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسجد میں لیمپ جلانا

(المجمعیتہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مٹی کے تیل کا لیمپ مسجد میں جلانا منع ہے، استدلال یہ کرتے ہیں کہ چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ پیاز لسن کھا کر مسجد میں نہ جائے اسی طرح مٹی کا تیل بھی بدبو کی وجہ سے ممنوع ہے۔

(جواب ۲۶۷) ہاں یہ صحیح ہے کہ بدبو دار چیز مسجد میں لے جانا منع ہے، اور مٹی کا تیل بھی بدبو دار ہے اور جلانے میں اور زیادہ بدبو ہوتی ہے اس لئے مسجد میں مٹی کا تیل جلانا مکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل یازدہم۔ مسجد میں مکتب یا مدرسہ جاری کرنا

مسجد میں مدرسہ جاری کرنا

(سوال) ایک مسجد مسلم آبادی سے دور محلہ ہنود میں واقع ہے جہاں شاذ و نادر ہی کوئی مسلمان نماز کے لئے آجاتا ہے کیا ایسی مسجد میں مدرسہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز اس مسجد کے متعلق جو دکانیں ہیں اس کی آمدنی مدرسہ کے مصارف ضروریہ میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۹۲ قاضی محمد امیر (پالن پور)

۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ یکم ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۲۶۸) اس مسجد میں مدرسہ قائم کر لینا جائز ہے مدرسہ قائم ہونے سے اس کی مسجدیت باطل

(۱) (ایضاً حاشیہ ۲ صفحہ گزشتہ)

(۲) وعن جابر قال قال رسول الله ﷺ: "من أكل هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا الحديث (متفق عليه) (مشکوٰۃ باب المساجد ص: ۶۹ ط سعید)

نہیں ہوگی بلکہ مدرسے کے قیام سے مسجد کی آبادی ہو جائے گی اس لئے قیام مدرسہ کی اجازت سے صورت مذکورہ میں دکانوں کی آمدنی مسجد مدرسہ مذکورہ پر صرف کی جاسکتی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد میں دینی کتابیں پڑھانا

(سوال) شہر بھاگلپور میں شہر اور میونسپل حلقے سے کچھ دور شاہ جنگلی تالاب کے متصل تالاب سے پورب میں ایک قدیم عید گاہ کی مسجد ہے اب جماعت کی روز افزوں ترقی کی وجہ سے اسکا اردکھن اور پورب جانب پختہ چار دیواری سے محاصرہ کر دیا گیا ہے جماعت اس میں کثیر ہوتی ہے اس کے پچھم جانب بڑا تالاب ہے اور اتر اور دکھن جانب میدان کربلا ہے پورب جانب قریب دو تین رسی کے فاصلے پر ہستی ہے چند روز سے اس مسجد کے اندر ایک شخص نے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا سلسلہ جاری کیا ہے جس میں چھوٹی چھوٹی درسی ابتدائی کتابیں اور قرآن شریف کی تعلیم بچوں کو دی جاتی ہے وہ بھی باضابطہ اور منظم طریقے سے نہیں مسجد کے اندر اس تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنے کے بارے میں دو مختلف جماعت پیدا ہو گئی ہیں ایک جماعت کا خیال ہے کہ مسجد کے اندر تعلیمی سلسلہ رہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ مسجد صرف نمازی جگہ ہے اس میں سوائے نماز کے اور کوئی کام جائز نہیں ہے براہ کرم آگاہ فرمائیں ؟

المستفتی نمبر ۷۴۷ سید احسن علی بھاگلپور۔ ۲ محرم ۱۳۵۴ھ م ۷ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۶۹) عید گاہ کا حکم مسجد کے احکام سے کچھ تھوڑا مختلف ہے لیکن تعلیم کے حق میں کچھ زیادہ اختلاف نہیں حتی الامکان مسجد یا عید گاہ میں بچوں کی تعلیم کا سلسلہ جاری نہ کیا جائے کہ بچے پاکی ناپاکی اور احترام مسجد کا خیال نہیں رکھ سکتے لیکن اگر کسی دوسری جگہ کا انتظام نہ ہو سکے تو پھر مجبوری کی حالت میں مسجد یا عید گاہ میں بھی تعلیم دینا ناجائز نہیں ہاں معلم کا فرض ہے کہ وہ مسجد یا عید گاہ کے احترام و صفائی کا لحاظ رکھے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ علی

بے سمجھ بچوں کو مسجد میں نہ پڑھایا جائے

(سوال) ایسے چھوٹے بچوں کا مکتب مسجد میں قائم کرنا جو کہ استنجا و طہارت بھی نہیں کرتے نہ مسجد کا ادب و احترام کر سکتے ہیں ان کے جسم و لباس کی طہارت بھی مشکوک ہوتی ہے مسجد کی چیزیں ضائع اور مسجد کا پانی خراب مشکوک کرتے ہیں اور بے طہارت رہتے ہیں ایسے بچوں کو مسجد میں پڑھانا اور ان کا مکتب مسجد میں قائم

(۱) واما المعلم الذى يعلم الصبيان باجر إذا جلس فى المسجد يعلم الصبيان لضرورة الحرأ وغيره لا يكره (عالمگیریة احكام المسجد ۱/ ۱۱۰ ماجدیہ)

(۲) واما المعلم الذى يعلم الصبيان باجر إذا جلس فى المسجد يعلم الصبيان لضرورة الحرأ وغيره لا يكره (عالمگیریة فصل كره غلق باب المسجد ۱/ ۱۱۰ ط ماجدیہ) فيجب تنزيهه المسجد عنه كما يجب تنزيهه عن المحاط والبلغم الخ (رد المحتار كتاب الصلاة احكام المسجد ۱/ ۶۶۰ ط سعید)

کرنا جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۹ شیخ حاجی ہنگو محمد مصطفیٰ سلطانیپور (اودھ)

۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۰) مکتب کے لئے مسجد کے علاوہ کوئی دوسری جگہ تجویز کرنی چاہیے اور جب دوسری جگہ تجویز ہو جائے تو مسجد کو بچوں سے محفوظ رکھا جائے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

فصل دوازدهم - استقبال قبلہ

مکہ سے دور رہنے والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ذیل کے نقشے کے صحیح و چشم دید حالات کے بارے میں۔ نمبر ایک نماز پنجگانہ کی مسجد جدید ہے نمبر دو جنازہ گاہ نو تعمیر۔ نمبر تین قدیمی جنازہ گاہ نمبر ایک کی محراب سے آلات قطب نما سے پچیس درجے شمال کی طرف پھری ہوئی ہے۔ نمبر چار قدیمی جنازہ گاہ آلات قطب نما سے بائیس درجے شمال کی طرف پھری ہوئی ہے اور قبریں بھی جدید و قدیم اسی نمبر تین و چار کے مطابق دفناتے ہیں مسلمانوں میں چھ سات سال سے نا اتفاقی ہو رہی ہے اول گروہ کہتے ہیں بلا کراہت ہر سہ جنازہ گاہ میں نماز جنازہ جائز ہے اور پنجگانہ بھی کیونکہ جہت قبلہ شمال تا جنوب درمیان میں جہت ہے دوم گروہ کہتے ہیں ہر سہ حصے میں جائز ہوئے تو بھی صحیح و بلا کراہت کے ہوتے ہوئے اور ایک ہی احاطہ میں اتنے قریب کہ فقط چار پانچ گز کا فاصلہ ہے اس لئے نمبر دو میں درست ہوگی سوم گروہ کہتے ہیں ہر سہ میں ایک صحیح ہے تو ایک غلط ہے اگر قدیم کو صحیح کہتے ہیں تو قدیم ہی میں پڑھیں اگر جدید کو صحیح مانتے ہیں تو جدید ہی میں سب پڑھیں کیونکہ ایک ہی امامت کرنے والا اور جدید میں بھی امامت کریں تو اس کی اقتدا کراہیت سمجھتا ہوں اس لئے اس طرف والے کی امامت نہیں کرتا۔ المستفتی نمبر ۵۶۱ اسد اللہ خاں۔ (مرگوئی برما)

۴ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ ۵ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۱) یہ صحیح ہے کہ مکہ معظمہ سے دور دراز فاصلے کے شہروں میں خاص کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دینا دشوار اور مسلمانوں کے لئے مشقت کا موجب ہے اس لئے بغرض آسانی جہت قبلہ کو قائم مقام قبلہ کا قرار دے دیا گیا ہے مشرقی ممالک میں رہنے والوں سے قبلہ یعنی کعبہ جہت مغرب میں واقع ہے اہل مشرق کا قبلہ جہت مغرب ہے اور یہ حکم اس بنا پر دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو استقبال قبلہ میں دشواری بھی نہ ہو اور قبلہ سامنے نہ ہونے کے باوجود مسلمانوں کی جماعت مختلف سمتوں کی طرف منہ کر کے بھی کھڑی نہ ہو کہ یکجہتی اور اتحاد ملت اور اتحاد قبلہ کی حکمت کے یہ امر منافی تھا اس حکم کا فائدہ یہ تھا کہ نہ صرف

(۱) ویحرم ادخال صبيان و مجالین حیث غلب تجسیہم والا فیکرہ (الدر المختار، احکام المسجد ۱، ۶۵۶ ط

ایک شہر یا دس شہروں یا ایک صوبے یا ایک احاطے کا قبلہ ایک رہے بلکہ کعبہ سے مشرقی سمت میں رہنے والے تمام شہروں اور تمام صوبوں اور تمام احاطوں کے مسلمان ایک ہی جہت میں نماز پڑھتے رہیں اور اسی کے باعث وحدت قبلہ اور وحدت ملت کا نظام قائم رہے اس لئے تمام اہل مشرق پر لازم ہے کہ وہ سیدھی مغربی جہت کو قبلہ قرار دیکر مسجدیں بنائیں اور نماز ادا کریں اور اسی پر سلفاً و خلفاً عمل چلا آ رہا ہے اور اس مغربی جہت میں نماز پڑھنے والے خاص کعبہ سے مختلف سمتوں میں رہنے والے ہیں بعض شمالی ہیں بعض جنوبی اور پھر شمال و جنوب میں قرب و بعد کا تفاوت ہے تو تمام اہل مشرق کا قبلہ جہت مغرب ہے خواہ وہ آپس میں شمالاً و جنوباً کتنے ہی مختلف ہوں۔

پس نمبر ۲ میں جو جہت مغرب پر صحیح بنی ہوئی ہے اور مسجد نماز پجگانہ نمبر ایک کے موافق ہے نماز جنازہ پڑھنی چاہیے اور نمبر ۳ و نمبر ۴ کو بھی اسی کے موافق کر لیں یا ان میں کھڑے ہونے کے وقت ذرا ترچھے کھڑے ہوں تاکہ سب کا قبلہ ایک ہو اور آپس میں اختلاف و انتشار ظاہر نہ ہو۔

یہ بات کہ ایک ہی بستی بلکہ ایک ہی قبرستان کے احاطے میں تین جنازہ گاہوں کے قبلے تین سمت کو ہوں سخت مذموم ہے اور اسلامی حکمت وحدت قبلہ کے منافی ہے جس کے لئے شریعت مقدسہ نے حقیقی استقبال قبلہ کو ساقط کر کے جہت قبلہ کے استقبال کا حکم دے دیا تھا (۱) ان لوگوں نے اس حکم کی حکمت کو ہی باطل کر دیا اور ایک احاطے میں تین قبلے بنائے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور اتباع حق کی توفیق عطا فرمائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) استقبال قبلہ کا طریقہ

(۲) معمولی انحراف مفسد نماز نہیں

(۳) قطب ستارے کے ذریعے سمت قبلہ کی تعیین

(سوال) اگر قطب نمازی کے عین شانہ سے ذرا دھرا دھرا ہٹ جائے تو اس کی جہت درست ہونے کی بابت کیا حکم ہے جہت کعبہ کہاں سے کہاں تک لی جاتی ہے؟

المستفتی نمبر ۶۴۹ مولوی خدائش (یکم گڑھ) ۱۸ رجب ۱۳۵۴ھ م ۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۲۷۲) قطب دائیں شانہ سے ذرا پیچھے رہنا چاہیے دہلی کی جامع مسجد کا قبلہ اس طرح ہے جہت کعبہ میں تو وسعت ہے تاہم قبلہ کی جہت مساجد قدیمہ کی جہت سے صحیح کر لینا چاہیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔

(۱) والسادس استقبال القبلة فللمسكى إصابة عينها ولغيره أى غير معانيها إصابة جهتها بأن يبقى شئ من سطح الوجه

مسامتا للكعبة أو لهوائها الخ (الدر المختار كتاب الصلاة مبحث فى استقبال القبلة ۱/ ۲۸ ط سعید)

(۲) قال فى الدر المختار: " وهو فى القرى والأمصار محارِب الصحابة والتابعين " و فى المفاوز والبحار النجوم كالقطب الخ و قال الشامى: (قوله " كالقطب ") وهو أقوى أدلة وهو نجم صغير فى بنات النعش الصغرى بين الفرقدين و الجدى إذا جعله الواقف خلف أذنه اليمنى كان مستقبل القبلة (مبحث فى استقبال القبلة ۱/ ۳۰ ط سعید)

(جواب ۲۷۳) (۶۷۳) قصد باوجود علم کے نودس درجے کے انحراف کو نظر انداز کر دینا اور غلط سمت پر نماز پڑھنا مسلمانوں کے قلوب میں خطرات و وساوس پیدا کرنے اور استقبال قبلہ کی وقعت کو گھٹانے کا موجب ہوگا اس لئے مسجد میں صحیح سمت کے نشان قائم کر کے ہی نمازیں ادا کرنی چاہئیں ہاں یہ صحیح ہے کہ ادا شدہ نمازوں کا اعادہ لازم نہیں ہے کیونکہ موجودہ انحراف اتنا نہیں ہے کہ سمت قبلہ کی حد معین سے باہر ہو گیا ہو (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ ۱۳ شعبان ۱۳۵۴ھ

(جواب ۲۷۴) (۶۷۴) تمام ہندوستان کعبہ معظمہ سے جہت مشرق میں واقع ہے اور جہت قبلہ میں اس قدر توسع ہے کہ قطب تارہ سیدھا دائیں کندھے پر ہو یا قدرے پیچھے کو یا قدرے آگے کو ہٹا ہوا ہو دونوں صورتوں میں جہت قبلہ کا استقبال ہو جاتا ہے لیکن صحیح صورت یہ ہے کہ قطب تارہ دائیں کندھے کے پچھلے حصے کے مقابل رہے دہلی کی جامع مسجد کی یہی جہت ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ ۲۱ شعبان ۱۳۵۴ھ م ۹ نومبر ۱۹۳۵ء

جس مسجد کا رخ قبلہ کی طرف درست نہ ہو

(سوال) ایک شرقی ملک میں ایک شہر ہے اس میں ایک قدیمی قبرستان ہے اس میں نماز جنازہ کے لئے تین عمارت پختہ بنی ہوئی ہیں یہ تینوں قریب قریب واقع ہیں اور اسی قبرستان میں نماز پجگانہ کے لئے ایک مسجد بھی ہے یہ تینوں جنازہ گاہیں تین قسم کی جہت پر ہیں ایک بالکل مغربی جہت پر ہے شہر کی قدیمی مسجد سے اور آلات قطب نماز سے بھی۔ دوسری پجگانہ مسجد کے مطابق ہے نمبر ۳ شہر کی قدیمی مسجد سے اور آلات قطب نما سے بالکل ۲۵ درجے شمال کی طرف جھکی ہے نمبر ۴ آلات قطب نما سے نیز شہر کی مسجد سے بائیں درجہ شمال کی طرف پھری ہوئی ہے ان میں سے کس میں نماز جنازہ جائز ہے؟

المستفتی نمبر ۹۳۲ حاجی محمد حنیف مرگونی ۲۶ صفر ۱۳۵۵ھ ۱۸ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۵) نماز پجگانہ والی مسجد اور جنازہ کی مسجد نمبر ۲ درست ہیں نمبر ۳ و ۴ غلط ہیں اگرچہ نماز جنازہ ان کے اندر پڑھنے سے ہو جائے گا لیکن قصد غلط جہت پر نماز ادا کرنا مکروہ ہے ان دونوں کو نمبر ۲ کی طرح درست کر لینا چاہئے یا جنازہ رکھنے اور صفیں قائم کرنے میں جہت نمبر ۲ کے موافق انحراف کر لینا چاہئے۔ فقط (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) فعلم أن الإنحراف اليسر لا يضر؛ وهو الذي يبقى منه الوجه أو شئ من جوانبه مسامتا لعين الكعبة أو لهوائها الخ (رد المحتار، مبحث في استقبال القبلة، ۱/۳۰ ط سعید و امداد المفتين ۱/۲۶)

(۲) وفي المفازة والبحار النجوم، كالقطب (در مختار) وفي الشامية وهو أقوى الأدلة. إذا جعله الواقف خلف أذنه اليسنى كان مستقبل القبلة (مبحث في استقبال القبلة، ۱/۳۰ ط سعید)

(۳) والسادس استقبال القبلة. فللمكى اصابة عينها ولغيره اى غير معانيها اصابة جهتها بأن يبقى شئ من سطح الوجه سامتا للكعبة أو لهوائها (التنوير مع الدر، كتاب الصلاة مبحث في استقبال القبلة، ۱/۲۷-۲۸ ط سعید)

قبلہ سے معمولی انحراف

(سوال) ایک مسجد کی بنیاد تھوڑی سی ٹیڑھی رکھی گئی اور عمارت بلند ہو چکی ہے زمیندار غریب آدمی ہے اس کی عمارت پر چھت ڈال دی جائے یا کہ نہیں؟

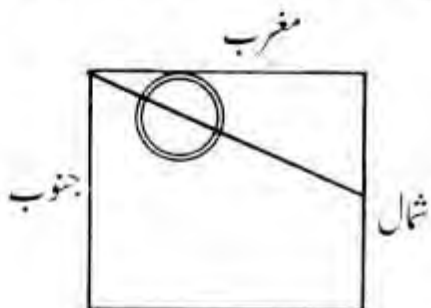
المستفتی نمبر ۱۴۳۶ چودھری خیر الدین صاحب (ضلع انبالہ) ۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۱۸ مئی ۱۹۳۷ء (جواب ۲۷۶) بہتر تو یہی ہے کہ مسجد کو قبلہ کی سمت کے موافق کر لیا جائے پھر چھت ڈالی جائے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو اور چھت ڈال لی جائے تو مسجد میں صفیں قبلہ رخ کھڑی ہو کر میں نماز ہو جائے گی۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

منحرف مسجد کا قلمہ درست کیا جائے

(سوال) قصبہ پر اگپورہ ریاست جے پور میں ایک مسجد قدیم زمانے شاہی کی تعمیر کی ہوئی ہے اس میں جمعہ و جماعت ہوتی ہے اب تک کسی کو کچھ خیال نہ ہوا اب چند شخصوں نے قطب نما وغیرہ کے ذریعہ سے دیکھا تو مسجد کا رخ سمت قبلہ سے کسی قدر ٹیڑھا معلوم ہوتا ہے بدیں وجہ چند صاحبان کہتے ہیں کہ بغیر درستی مسجد نماز درست نہیں ہوتی اور مسجد کی درستی از سر نو تعمیر جدید سے ہو سکتی ہے یہ کام مسلمانوں کی حالت اور طاقت موجودہ سے بعید ہے کیونکہ قصبہ ہذا میں بہت تھوڑے گھر غریب مسلمانوں کے ہیں علاوہ اس کے فتنہ و فساد کا پورا احتمال ہے کہ متعصب ہندوؤں کی اکثریت کا غالبہ ہے مسجد کو شہید کرنے میں اور جدید تعمیر کرنے پر ضرور رکاوٹ پیدا کرنے کا خطرہ ہے خطوط کے ذریعہ صفوف کو سیدھا کرنے میں بجائے دو صفوں کے ایک صف کا ہونا بھی ناممکن ہو جاتا ہے اور نمازیوں کو جگہ نہیں ملتی ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ حالیہ مسجد میں نماز بلا کر بہت درست و جائز ہے یہ مسجد بادشاہی زمانے کی بنی ہوئی ہے قطب نما کی جہت کا کچھ اعتبار نہیں لہذا علمائے دین سے گزارش ہے کہ ایسی صورت میں جو حکم شرع شریف کا ہو اس سے بحوالہ کتب فقہ حنفی مطلع فرما کر مسلمانوں کو مشکور فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۱۹۱۵ ملا عبد الغنی صاحب (جے پور) ۱۸ شعبان ۱۳۵۶ھ م ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۷ء (جواب ۲۷۷) اس مسجد کی سمت کا نقشہ صحیح صحیح قطب نما کے لحاظ سے بنوا کر میرے پاس بھیجو تو پھر میں اس کا حکم بتاؤں گا نقشہ لینے کی صورت یہ ہے کہ ایک کاغذ پر مسجد کی عمارت کا مربع نقشہ بناؤ اور پھر اس



پر قطب نما رکھ کر دیکھو کہ مسجد کی سمت سے کس قدر ہٹ کر خط سمت جاتا ہے اور جنوب یا شمالاً کس قدر تفاوت ہوتا ہے یہ نقشہ مسجد کے اندر اس کی سمت نماز پر کاغذ رکھ کر بن سکے گا مثلاً یہ مربع مسجد کی موجودہ عمارت کی سمت پر درست کر کے رکھو کہ خط مغربی مغرب کی دیوار پر سیدھا منطبق ہو اس کے بعد مغربی خط پر قطب نما رکھو اور اس کی سوئی کی دونوں طرفوں کی سیدھ میں خط لگالو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف ادب ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے قصد سونا کیسا ہے؟

(جواب ۲۷۸) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف ادب ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ مدرسہ امینیہ دہلی

چھت مسجد سے منحرف ہو کر نماز پڑھنا

(الجمعیۃ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۴ء)

(سوال) زید جب نماز پڑھتا ہے تو پچھم دکھن کے کونے کو قبلہ رخ تصور کر کے نماز پڑھتا ہے اور سمجھانے سے نہیں مانتا اس کے مکان کے قریب ہی مسجد ہے مسجد قطب ستارے سے ملی ہوئی ہے لیکن زید مسجد کو ٹیڑھی بتاتا ہے اور اگر قطب ستارہ پہنچوانے کو کہا جاتا ہے تو زید کہتا ہے کہ تم کسی شرعی دلیل سے قطب ستارے کو ثابت کرو ہم لوگوں کو قطب کی شناخت معلوم نہیں ہے۔

(جواب ۲۷۹) زید جنوب مغرب کے گوشے کی طرف منہ کر کے کس وجہ سے نماز پڑھتا ہے؟ اگر وہ

اس جہت کو اپنے مقام کے لئے قبلہ کی صحیح جہت سمجھتا ہے اور اس کے پاس اس کی دلیل بھی ہو تو اس کی نماز صحیح ہوگی ورنہ اس کو اپنے شہر کی مساجد قدیمہ کی جہت کا اتباع کرنا چاہیے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

دور والوں کے لئے جہت قبلہ کافی ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) قرآن مجید میں نماز پڑھنے کے لئے کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہے۔ فولو او جوہکم شطر

(۱) وفي العالمگیریۃ: "ويكره مد الرجلين إلى الكعبة في النوم وغيره عمداً الخ (الناب الخامس في آداب المسجد ۳۱۹/۵ ماجدیہ كوند) وفي الشامیۃ: "ويكره تحريماً استقبال القبلة. وكما كره مدر جليلين في نوم أو غيره إليها أي عمداً: لأنه إساءة آداب (مطلب في أحكام المسجد ۱/۶۵۵ ط سعید)

(۲) وجهة الكعبة تعرف بالدليل والدليل في الأمصار والقرى المحارِب التي نصيها الصحابة والتابعين فعلينا إتباعهم الخ (عالمگیریۃ الفصل الثالث في استقبال القبلة ۱/۶۳ ط ماجدیہ)

المسجد الحرام بنگلور اور میسور میں عموماً مساجد کا رخ عین مغرب کی طرف ہے جو قبلہ سے بہت ہٹ کر پڑتا ہے مستفتی کا ارادہ ایک مسجد تیار کرنے کا ہے کیا میں بھی اسی طرح مسجد تیار کروں جس طرف دوسری مساجد کا رخ ہے یا نقشہ اور کمپاس کے لحاظ سے عین خانہ خدا کی سمت مسجد کا رخ رکھا جائے۔

(جواب ۲۸۰) یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کا قبلہ مسجد حرام یعنی کعبہ مقدسہ ہے لیکن چونکہ دور دراز ممالک کے رہنے والے مسلمانوں کے لئے یہ بات بہت دشوار تھی کہ وہ ہر مقام پر کعبہ کی صحیح سمت معلوم کریں اس لئے شریعت مقدسہ نے آسانی کے لئے جہت قبلہ کو قبلہ کا حکم دے دیا ہے اور دور دراز کے ان ممالک کے لئے جو مشرقی ممالک کے رہنے والے ہیں مغربی جہت قبلہ ہو گئی اور ان کی نمازیں مغربی جہت کی طرف منہ کر لینے سے درست ہو جاتی ہیں اس لحاظ سے کہ آپ بنگلور میں صحیح سمت کعبہ معلوم کر کے اپنی زیر تجویز مسجد کو اس کے موافق تیار کریں اصل کے لحاظ سے وہ مسجد صحیح اور بہتر ہوگی مگر چونکہ اس میں مسلمانوں کے خیالات میں انتشار اور طرح طرح کے اوہام پیدا ہونے کا قوی امکان ہے کہ ساری مسجدیں تو ایک طرح کی ہیں اور ایک مسجد دوسری طرح کی اس لئے اس انتشار و ہم سے بچانے کے لئے آپ اپنی مسجد کو متمیز طریقے پر دوسری مساجد کے خلاف تعمیر نہ کریں اگر کوئی غیر متمیز تفاوت ہو تو مضائقہ نہیں۔ تاکہ مسلمان انتشار خیال اور باہمی اختلاف سے بچیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

فصل سیزدہم۔ جماعت خانہ و صحن و فنائے مسجد

مسجد سے ملحق دکان پر امام کے لئے حجرہ بنانا

(سوال) مسجد کے دائیں جانب ایک دکان ہے جس کی دیوار مسجد کی اور دکان کی ایک ہے لیکن دکان کا دروازہ باہر کی طرف ہے اسی دکان کی چھت کے اوپر ایک حجرہ امام کے رہنے کے واسطے تعمیر کر لیا ہے جو دیوار مسجد کی دکان میں آگئی ہے وہی دیوار اوپر حجرے میں آگئی ہے اور حجرے کا دروازہ بھی باہر کی طرف ہے امام بال بچے دار نہیں، تنہا ہے تو کیا اس حجرے میں رہنا جائز ہوگا۔؟

المستفتی نمبر ۸۵ نور محمد لکھنؤ۔ ۵ رجب ۱۳۵۳ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۸۱) امام کو اس حجرے میں جو مسجد کی فضا پر نہیں ہے بلکہ دکان کی چھت پر ہے رہنا جائز ہے البتہ مسجد کی دیوار کو حجرے میں شامل کرنا نہیں چاہیے تھا (۲) تاہم اس کی وجہ سے امام کو حجرہ میں رہنا جائز نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) فی التنبیہ و شرحہ: "والسادس استقبال القبلة حقيقة او حکما فللمکی إصابة عینہا ولغير إصابة جہتہا بان یبقی شئی من سطح الوجہ مسامتا للکعبۃ او لہو انہا (مبحث فی استقبال القبلة) ۱/ ۲۷۷، ۲۸۰ ط سعید (۲) ولا یوضع الجذع علی جدار المسجد وان کان من او قافہ (رد المحتار) کتاب الوقف، احکام المسجد ۴/ ۳۵۸ وخیر الفتاویٰ احکام المسجد ۲/ ۷۲۲ ط ملتان

مسجد کی دکان پر امام کے لئے حجرہ بنانا

(سوال) مسجد کی دکانوں پر مسجد کے متصل ایک مختصر بالا خانہ ہے جس کا باہر آنے جانے کا دروازہ بھی مسجد کے دروازہ سے علیحدہ ہے اس میں امام مسجد مذکور مع اپنے اہل و عیال کے رہتا ہے لہذا امام کو مع اپنے اہل و عیال کے ایسے مکان یا حجرے میں رہنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۰۵ قاری عبدالرحیم (دہلی) ۱۱ شوال ۱۳۵۴ھ ۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۲) اگر حجرہ مسجد پر نہیں ہے بلکہ دکانوں پر ہے اور اس کا راستہ اور دروازہ بھی مسجد سے علیحدہ ہے تو اس میں امام مسجد مع اہل و عیال کے رہ سکتا ہے اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ (۱) فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

استنجاء خانوں کے اوپر امام کے لئے جگہ بنانا

(سوال) ایک دو منزلہ مسجد کے نیچے سے جس قدر جگہ نماز کے لئے مقرر ہے سیدھا اوپر بھی اسی قدر جگہ نماز کے لئے مقرر ہے یعنی نیچے سے لیکر سیدھا اوپر تک ایک برابر جگہ نفس مسجد بنی ہوئی ہے اور مشرقی جانب نیچے میں کسی قدر جگہ میں حوض ہے متصل اس کے پیشاب خانہ ہے، کسی قدر جگہ خالی ہے جہاں لوگ جوتی وغیرہ چھوڑتے ہیں اس کے متصل گوشہ میں چھوٹی سی کوٹھری دکان ہے جس قدر جگہ میں نیچے حوض دکان وغیرہ ہیں اس کے سیدھا اسی قدر اوپر جگہ میں امام کی کوٹھری بھی ہے جو کہ وقت بنائے مسجد خود واقف و بانی مسجد نے امام کی بیت سکونت کے لئے خارج کر کے رکھا ہے بیت الامام میں امام کم از کم چالیس سال سے سکونت بھی کرتا ہے خلاصہ یہ کہ یہ کوٹھری امام کی مشرقی جانب مسجد کے سامنے دو منزلہ پر ہے جس کے نیچے بھی نماز نہیں پڑھی جاتی۔ بلکہ حوض و دکان وغیرہ ہیں نیچے جہاں تک مسجد ہے اوپر بھی وہاں تک مسجد ہی ہے بیت الامام بالا خانہ پر اگرچہ مستقل ہے لیکن اس کی حدود دیوار سے علیحدہ کی ہوئی ہیں یعنی بذریعہ دیوار وغیرہ کے کوٹھری محدود و محفوظ کی ہوئی ہے اس کا دروازہ بھی الگ ہے اوپر نیچے مسجد میں آمد و رفت کے دروازے الگ ہیں غرض امام کی کوٹھری کے باعث کوئی آلودگی یا بے حرمتی مسجد یا مصلیٰ کی آمد و رفت اوپر یا نیچے میں کوئی رکاوٹ نہیں کوٹھری کا تمام انتظام علیحدہ ہے آنا جانا پانی وغیرہ میں ایسی حالت میں کوٹھری مذکورہ میں امام اپنی اہلیہ کے ساتھ بود و باش کر سکتے ہیں یا نہیں؟ در مختار بحر الرائق وغیرہ میں جو لکھتے ہیں لو بنی فوقہ بیتا للامام (للسکنی) لا یضر لانه من المصالح اس سے کیا مراد ہے۔ کیا امام کا مجرد رہنا یا مع اہل و عیال کے یا امام کا خالی بیٹھے رہنا اور کھانا پینا وغیرہ حاجات انسانیہ کچھ بھی یہاں پر نہ کرنا جس سے حرمت مسجد میں خلل ہو حال آنکہ یہ کوٹھری زمان ابتدائے بنائے مسجد سے ہے اور امام مدت

(۱) و کرہ تحریم الوطاء فوقہ والبول والتغوط' لانه مسجد إلى عنان السماء (الدر المختار' باب ما یفسد الصلاة'

وما یکرہ فیہا ۱/ ۶۵۶ ط سعید)

مدید سے سکونت بھی کرتے ہیں اور بدستور اپنے کام کے لئے یہ سب منجانب واقف وقف بھی ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۰۲۳ مولوی محمد ادریس صاحب گوہری امام مسجد گوئن اسٹریٹ سنگاپور

۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۷ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۳) صورت مسئلہ میں یہ کوٹھری جو مسجد سے علیحدہ دکان یا حوض کی چھت پر ہے اس میں امام اپنے اہل و عیال کے ساتھ سکونت کر سکتا ہے کیونکہ جب کہ یہ ابتدا سے اسی کام کے لئے بنائی گئی اور اصل مسجد یعنی مکان مہیا للصلوٰۃ سے یہ بالکل جدا ہے تو اس کا حکم نفس مسجد کا نہیں اور اس میں سکونت کرنے سے مسجد کے احترام میں بھی کوئی نقصان واقع نہیں ہوتا۔ درمختا کی عبارت ولو بنی فوقہ الخ (۱) تو اس بیت یعنی کوٹھری کے متعلق ہے جو نفس مسجد پر ہو اس میں بھی امام گورہنا جائز ہے مگر اس میں اہل و عیال کے ساتھ رہنا یا کوئی ایسا کام کرنا جو آداب مسجد کے منافی ہو جائز نہ ہوگا مگر سوال میں جو صورت ہے یہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ (۲) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مسجد کے دروازے کے متصل بازار لگانا

(سوال) جامع مسجد کے شرقی دروازے کے آگے جہاں جو تیاں اتاری جاتی ہیں اور وہ جگہ مسجد کی ملکیت ہے ایک بازار کبوتران و مرغ فروشان کا بر روز لگا کر تباے اور خوانچہ والے بخت و ہاں سودا بیچتے ہیں ان کبوتر فروشوں اور خوانچہ والوں کی وجہ سے وہاں ایک جھوم رہتا ہے اور مسجد کا دروازہ بالکل گھرا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ نمازی اگر نماز کے لئے مسجد میں جانا چاہیں تو اس وقت ان کو سخت دشواری کا سامنا ہوتا ہے بھیر اس کثرت سے ہوتی ہے کہ راستہ نہیں ملتا اور بعض اوقات نمازیوں کو جھوم کی کثرت کی وجہ سے واپس آنا پڑتا ہے اس کے علاوہ مسجد کے دروازہ کے آگے لوگ حقہ بیڑی، سگریٹ وغیرہ پیتے ہیں اور گالی گلوچ بچتے ہیں غرض اس بازار کے لوگ نہ مسجد کا احترام کرتے ہیں نہ نمازیوں کے راستہ کی پروا کرتے ہیں منتظمین مسجد سے کئی بار استدعا کی گئی لیکن وہ یہ کہہ کر نال دیتے ہیں کہ یہ بازار شاہی زمانے سے لگتا ہے مسجد کے دروازہ کے آگے بازار لگانا اور لوگوں کا وہاں گالی گلوچ بچنا اور نمازیوں کے لئے قریب قریب راستہ کو بند کر دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور جو منتظمین توجہ دلانے کے باوجود اس امر کی طرف توجہ نہ کریں بلکہ صورت موجودہ میں بازار قائم رہنے اور نمازیوں کو راستہ کی تکلیف ہونے دیں ان کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۴۱۴ حاجی محمد دین صاحب لیس والے (خلف حاجی رفیع الدین مرحوم) چاندنی چوک دہلی

۱۴ صفر ۱۳۵۶ھ ۲۶ اپریل ۱۹۳۷ء

(۱) الدر المختار کتاب الوقف احکام المسجد ۴/ ۳۵۸ ط سعید

(۲) والتنویر و شرحہ "وکرہ الوط فوقہ والبول والتغوط لانه مسجد إلى عنان السماء" (باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا ۱/ ۶۵۶ ط سعید)

(جواب) (از امام صاحب فتح پوری) ہو الموفق دروازہ مسجد اسی لئے بنایا جاتا ہے تاکہ نمازی اس سے مسجد میں داخل ہوں پس خلاف منشاء واقف اس پر دکانیں قائم کرنا یا کبوتر فروشوں وغیر ہم کو اس پر خرید و فروخت کی اجازت دیکر نمازیوں کی راہ تنگ کرنا ہرگز جائز نہیں لانه لا يجوز تغيير شرط الواقف كما في عامة كتب الفقه قال في الاسعاف ولو اراد قيم المسجد ان يبنى حوانيت في حرم المسجد و فناءه قال الفقيه ابو الليث لا يجوز له ان يجعل شيئا من المسجد سكنا و مستغلا انتهى ص ۷۴۷ اور سلاطین ماضیہ کے عمل کو صورت مذکورہ میں حجت گردانا صحیح نہیں کہ یہ حجج شرعیہ سے نہیں ہے پس یہ دلیل جواز نہیں ہو سکتا پھر حضرت شاہ جہاں نور اللہ مرقدہ سے تو یہ امر ثابت ہو ہی نہیں سکتا انہوں نے اس مقام پر بازار لگوانے کی اجازت دی ہوگی لامحالہ اس کا رواج اگر پڑا ہوگا تو پچھلے زمانہ کے سلاطین کے زمانہ میں پڑا ہوگا جس کا باعث سلاطین کی غفلت اور لاپرواہی کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے اور اس صورت میں ان کی اتباع کیونکر کی جاسکتی ہے کمیٹی مسجد جامع چونکہ اس کی اصلاح پر قادر ہے اس لئے شارع کا حکم اسی کی جانب متوجہ ہے کہ وہ اس طرف اپنی توجہ مبذول فرما کر اس مفسدہ کا انسداد فرماوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد مظہر اللہ امام مسجد فتح پوری دہلی

(جواب ۲۸۴) (از حضرت مفتی اعظم) ہو الموفق۔ مسجد کے دو حصے ہوتے ہیں ایک تو وہ حصہ جو مہیا للصلوة یعنی ادا نماز و عبادت کی غرض سے بنایا جاتا یا معین کیا جاتا ہے دوسرا وہ حصہ جو پہلے حصے (مہیا للصلوة) سے خارج مگر احاطہ مسجد یا فناء مسجد میں شامل ہوتا ہے ان دونوں حصوں کے احکام جدا جدا ہیں پہلے حصے میں ناپاک (جنابت والے انسان اور حیض و نفاس والی عورت) کا داخل ہونا حرام ہے اور اس میں نماز پڑھنے والے کو مسجد کا ثواب ملتا ہے اس میں بیع و شراں جائز ہے معتکف کو اس حصے کے اندر رہنا لازم ہے یہ حصہ اوپر آسمان تک اور نیچے تحت الثریٰ تک مسجد کا حکم رکھتا ہے دوسرے حصے میں جو مہیا للصلوة سے خارج ہے ناپاک آدمی داخل ہو سکتا ہے اس میں نماز پڑھنے والے کو مسجد کا ثواب نہیں ملتا اس میں بیع و شراں حرام نہیں ہے معتکف اس حصے میں بغیر عذر شرعی چلا جائے تو اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے اور اس کا یہ حکم نہیں کہ اوپر آسمان تک اور نیچے تحت الثریٰ تک مسجد کے احکام جاری کئے جائیں ان مسائل کے دلائل یہ ہیں۔ لانه مسجد الی عنان السماء (درمختار) و کذا الی تحت الثریٰ كما في البيروني عن الاسي جابى (رد المحتار) ۱. ويحرم بالحدث الاكبر دخول مسجد لا مصلی عيد و جنازة و رباط مدرسة (درمختار) قوله لا مصلی عيد و جنازة فليس لهما حکم المسجد في ذلك وان كان لهما حکمة في صحة الاقتداء وان لم تتصل الصفوف و مثلها فناء المسجد و تمامه في البحر (رد المحتار) ۲. كما كره فيه مبايعة غير المعتكف مطلقا للنهي (درمختار) ۳. پس ان تصيحات

(۱) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها مطلب في أحكام المسجد ۱ ۶۵۶ ط سعید

(۲) کتاب الطهارة ۱ ۱۷۱ ط سعید (۳) باب الاعتكاف ۲ ۴۴۹ ط سعید

کے بموجب مسجد کے حصہ اول یعنی مہیا للصلوٰۃ کے کسی جزو کو یا اس کے اوپر یا نیچے رہائش کے لئے استعمال کرنا یا اس کے اوپر آمدنی کے لئے کمرے اور مکان یا اس کے نیچے دکانیں بنانا ناجائز ہے خواہ یہ دکانیں تجارتی اغراض میں استعمال کرنے کے لئے یا رہائش کے لئے کر ایہ پر اٹھائی جائیں پس فقہاء کی تصریحات اور اسعاف کی عبارت منقولہ بالا اور فقیہ ابو الیث کے قول کے بموجب مسجد فتح پوری کی تمام دکانیں فناء مسجد میں اور سنہری مسجد اور احاطہ کالے صاحب اور دیگر مساجد کی دکانیں جو عین مسجد کے نیچے واقع ہیں فناء مسجد میں واقع ہیں اور سب ناجائز ہونے میں شریک ہیں اور عین مسجد کے نیچے کی دکانوں کا حکم عدم جواز شدید ہے۔ نسبت فناء مسجد کی دکانوں کے۔ جامع مسجد کے شرقی دروازے کے بازار حیوانات اور اس کے شور و شغب کا اصل حکم یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے اور زمانہ قدیم سے ہونا وجہ جواز نہیں اور اگر کمیٹی اس کی اصلاح پر قادر ہے تو اسے اصلاح کرنی چاہیے اور یہی حکم ان دکانوں کا ہے جو دیگر مساجد کے فناء میں واقع ہیں اور اس سے زیادہ شدید ان مساجد کی دکانوں کا جو عین مسجد کے نیچے یا اوپر واقع ہیں۔ واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

صحن مسجد میں حوض استنجاء خانہ بنانے کا حکم

(المجمیۃ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) کیا صحن مسجد میں برائے وضو حوض اور برائے بول و براز طہارت خانہ بنا سکتے ہیں؟ ایک مسجد کو منہدم کر کے صحن قرار دینا اور تقریباً پچیس گز کے فاصلے پر دوسری مسجد تیار کرنا کس حد تک صحیح ہے؟ (جواب ۲۸۵) صحن مسجد کا اطلاق دو معنوں پر کیا جاتا ہے اول مسجد کے اس غیر مسقف حصے کو صحن کہتے ہیں جو مہیا للصلوٰۃ تو ہوتا ہے یعنی نماز و جماعت ادا کرنے کے لئے بنایا جاتا ہے لیکن بغیر چھت کے کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے دوم اس حصے کو بھی صحن کہہ دیتے ہیں جو موضع مہیا للصلوٰۃ کے مسقف اور غیر مسقف حصے کے بعد خالی زمین یا فرش کی صورت میں چھوڑ دیا جاتا ہے مگر وہ نماز و جماعت ادا کرنے کے لئے نہیں بنایا جاتا۔

پہلے معنی کے لحاظ سے صحن تو مسجد کا ہی ایک حصہ ہے اور اس کے احکام مسجد کے احکام ہیں اس میں حوض اور وضو کی نالی وغیرہ بنانا جائز نہیں کیونکہ جو جگہ ایک مرتبہ مسجد ہو جائے اور اس کو نماز کے لئے مخصوص کر دیا جائے پھر اس کو کسی دوسرے کام میں نہیں لاسکتے اور دوسرے معنی کے لحاظ سے صحن ایک علیحدہ چیز ہے یعنی اگرچہ وہ مسجد کے ساتھ وقف ہونے میں شامل ہے مگر مسجد کے احکام اس کے لئے ثابت نہیں اس میں جو تیاں پس کر جانا جنابت کی حالت میں گزرنا جائز ہے (۱) مسجد کی توسیع کی ضرورت سے اس

(۱) محل دخول جنب و حالض کھنساء مسجد و باط و مدرسة الخ (الدر المختار) احکام المسجد ۱ ۶۵۷ ط سعید (وفي العالمگیریة : "قیم المسجد لا يجوز له أن یبنی حوائت فی حد المسجد أو فناءه لأن المسجد اذا جعل حائوتا أو مسکنا تسقط حرمتہ وهذا لا يجوز و الفناء تبع المسجد فیکون حکمہ حکم المسجد کذا فی المحيط الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد و تصرف القیم ۲/۶۲۴ ما جدیدہ کونہ)

کو مسجد میں شامل کر لینا یا اس میں حوض اور وضو کی نالی بنالینا جائز ہے اگر وہ مسجد میں ایک مرتبہ شامل کر لیا جائے گا تو پھر وہ مسجد کے حکم میں ہو جائے گا اسی صحن بالمعنی الثانی کے کسی ایسے گوشے میں جو نفس مسجد سے دور ہو پانخانہ بنالینا بھی جائز ہے بشرطیکہ اس کی بدبو مسجد تک نہ پہنچے مسجد کو منہدم کر کے صحن بنالینا بالمعنی الاول جائز ہے اور مسجد کو صحن بالمعنی الثانی بنانا جائز ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

فصل چہارم ہم۔ مسجد کی دیواروں کو منقش کرنا یا آیات لکھنا یا کتبہ لگانا

مسجد کی قبلہ والی دیوار کو منقش کرنا

(سوال) مسجد میں قبلہ رخ چاند سورج پھول پتے و آیات سنہری رنگ میں یا لالی میں منقش کرنا جائز ہے یا منع ہے؟ المستفتی نمبر ۶۳۱ عبد الستار (ضلع بلاری) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۲۸۶) مکروہ ہے۔ (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

مسجد کی دیواروں پر رنگین ٹائل لگانا

(سوال) کیا مسجد میں دیواروں پر ٹائل لگانا جائز ہے؟
المستفتی نمبر ۹۴۶ مولوی محمد عالم (دیجاپور) یکم ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۲۸۷) مسجد کی دیواروں پر اور خصوصاً قبلہ کی دیوار پر رنگین ٹائل لگانا مکروہ ہے۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ له

(۱) مسجد کی دیواروں پر آیات قرآنی یا ترجمہ لکھنا

(۲) مسجد کی قبلہ والی دیوار پر نقش و نگار کرنا

(سوال) (۱) مسجد کے دروازہ یا کھڑکی یا بیرونی یا اندرونی حصے کے کسی مناسب جگہ منظر عام پر بہ نسبت نفع خلق کلمہ طیبہ یا آیات قرآنی یا ترجمہ کسی آیت یا حدیث کی بر زبان بنگلہ لکھنا جائز ہے یا نہیں (۲) مسجد کی قبلہ کی دیوار میں یا محراب میں نقش و نگار کرنا کیسا ہے خصوصاً چندہ کے پیسے سے اور ایسا نقش جو بوقت صلوة نمازی کے دل کو مائل کرنے والا ہو۔ المستفتی نمبر ۱۶۳۲ محمد عبدالنور صاحب سلمٹ (آسام)

۱۵ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ ۲۴ جولائی ۱۹۳۷ء

(۱) وکروہ بعض مشائخنا النقش علی المحراب و حائط القبلة؛ لأنه يشغل قلب المصلی الخ (رد المحتار) مطلب فی احکام المسجد، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۱/۶۵۸ ط سعید

(۲) وکروہ بعض مشائخنا النقوش علی المحراب و حائط القبلة؛ لأن ذلك يشغل قلب المصلی الخ (عالمگیریة) الباب الخامس فی آداب المسجد ۵/۳۱۹ ط ماجدیہ

(جواب ۲۸۸) دیواروں، دروازوں، محرابوں یا عمارت کے کسی حصہ پر آیات و احادیث یا ان کا ترجمہ لکھنا خلاف ادب اور مکروہ ہے (۱) (۲) دیوار قبلہ پر نقش و نگار بنانا بھی مکروہ ہے چندہ دینے والے اگر اس کام سے راضی ہوں تو پھر وجہ کراہت یہی ہوگی کہ نمازیوں کا دل اس پر مشغول رہے گا (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مسجد پر کتبہ لگانا

(المعیۃ مورخہ کیم فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال) ضلع جالندھر میں ایک مسجد جو چندہ عام سے تعمیر کی گئی ہے عرصہ بیس سال کا ہوا کہ ایک پتھر اس مضمون کا وہاں لگوا دیا ہے۔ ”اس مسجد مبارک بسمایہ چندہ باہتمام شیخ قائم الدین ولد حاجی احمد بخش حسن پذیرفت“ اب محلے میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ پتھر لگانا جائز نہیں ہے ہر دو فریق نے آپ کو ثالث مانا ہے براہ کرم جلد اپنا حکم صادر فرمائیں۔

(جواب ۲۸۹) اس پتھر کے لگ رہنے میں کوئی شرعی اعتراض نہیں ہے جو لوگ اس کو ناجائز سمجھتے ہیں ان سے ناجائز ہونے کی وجہ دریافت کی جائے جب کہ اس میں بسمایہ چندہ لکھا ہے تو سب مسلمانوں کا حق اعتراض نہ کور ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

فصل پانزدہم۔ مسجد میں نماز جنازہ

بلا عذر مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) مسجد کے فرش پر نماز جنازہ پڑھائی جانی درست ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۷۴۶ نور محمد صاحب بیڈما ستر جو نڈلہ ضلع کرنال۔

۷ اذیقعدہ ۱۳۵۴ھ ۱۱ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۹۰) مسجد میں بلا عذر جنازے کی نماز مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

۱) اذیس بمستحسن کتابۃ القرآن علی المحارِبِ وَالْحَدَرِ اِنْ مَسَا يَخَافُ مِنْ سَقُوطِ الْكِتَابَةِ وَاِنْ تَوَطَّأَ وَفِي جَمْعِ الْمَسْفِيْ مُضَلِّيْ اَوْ بِسَاطِ فِيْهِ اَسْمَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰى يَكْرَهُ سَطْحُ الْحِ (عَالِ الْكِبْرِيَّةِ الْفَصْلُ الثَّانِي فِيمَا يَكْرَهُ فِي الصَّلَاةِ وَمَا لَا يَكْرَهُ ۱۰۹ ط ماجدیه)

(۲) وَاكْرَهُ مَشَانِحَنَا النَّقْشَ عَلٰى الْمَحَارِبِ وَحَانِطِ الْقُبَلَةِ لِاَنَّهُ يَشْعَلُ قَلْبَ الْمُصَلِّي الْحِ (رَدُّ الْمَحْتَارِ مُطْلَبٌ فِيْ احْكَامِ الْمَسْجِدِ ۱۰ ۶۵۸ ط سعید)

(۳) (خَيْرُ الْفَتَاوَى) بَابُ احْكَامِ الْمَسْجِدِ ۲ ۷۶۳ ط ملتان

(۴) وَكْرَهُتْ تَحْرِيمًا وَفِيْلِ تَنْزِيْهِهَا فِيْ مَسْجِدٍ جَمَاعَةً جُوْ اَى الْمَسْتَفِيْدِ وَحَدُّهُ اَوْسَعُ الْقَوْمِ وَاخْتَلَفَ فِي الْخَارِجَةِ عَنِ الْمَسْجِدِ وَحَدُّهُ اَوْ مَعَ بَعْضِ الْقَوْمِ وَالْمَحْتَارُ الْكِرَاهَةُ مُطْلَقًا "خِلَاصَةٌ" بِنَاءٌ عَلٰى اَنْ الْمَسْجِدَ اِسْمَانِيٌّ لِلْمَكْتُوبَةِ وَتَوَابِعُهَا (الدَّرُّ الْمَحْتَارُ) بَابُ الْحَانِطِ ۲ ۲۲۵ ط سعید

فصل شانزدهم - عید گاہ

- (۱) کافر کی بنائی ہوئی مسجد میں نماز
- (۲) مسجد کو منہدم کرانے والے گناہ گار ہیں
- (۳) مسجد کو شہید کر کے دوسری جگہ مسجد بنانا
- (۴) مسجد میں نماز عید پڑھنا

(سوال) ایک ہندو ریاست ہے عید گاہ میں جو قدیم زمانے سے قائم تھی تین چار سال سے عیدین کی نماز نہیں پڑھنے دی جاتی تھی اور اس لئے نماز دوسری جگہ ادا کرنی ہوتی تھی اب دانی ریاست کے حکم اور تین چار مسلموں کی رائے سے مسجد غیر مسلموں کے ذریعہ شہید کرادی گئی ہے اس مسجد کے پتھر سے اور ریاست کے خرچ سے دوسری مسجد تقریباً دو میل کے فاصلے پر بلارضائے مسلمانان شہر ہذا تعمیر کرائی ہے مسلمانان شہر ہذا غریبی و دباؤ کی وجہ سے کچھ بھی بول نہ سکے چونکہ بلارضامندی مسلمانوں کے عید گاہ مسجد شہید کر کے دوسری مسجد تعمیر کرائی ہے اس لئے اس کی تعمیر میں ایک بھی مسلم کا ہاتھ نہیں لگا۔

(۱) آیا اس مسجد میں نماز عیدین جائز ہے یا نہیں (۲) وہ مسلمان جنہوں نے مسجد شہید کرنے کی رائے دی اور علاوہ ان کے جو مسلمان اس رائے کی خلاف ہیں مگر بوجہ غریبی و خوف و دھمکی کے غیر مسلموں کو مسجد شہید کرنے سے روک نہ سکے ایسی حالت میں کن مسلمانوں پر کیسا گناہ عائد ہوا؟ (۳) اسی طرح اگر دیگر مسجدیں جن میں پنج وقتہ نمازیں ہوا کرتی ہیں جبراً شہید کر دی جائیں اور بجائے ان کے دوسری تعمیر کرادی جائیں تو ایسی مسجدوں میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۴) جن مسجدوں میں جمعہ و پنج وقتہ نمازیں ہوا کرتی ہیں کیا ان مسجدوں میں عیدین کی نمازیں ہو سکتی ہیں؟

المستفتی نمبر ۷۰۲ شاہ محمد ڈوگر پور۔ ۱۱ شوال ۱۳۵۴ھ ۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۹۱) (۱) نماز تو جائز ہے مگر مسلمان اس میں نماز نہ پڑھیں تو بہتر ہے (۲) انہدام کی رائے دینے والے سخت مجرم اور گناہ گار ہیں اور مجبوری سے خاموش رہنے والے معذور ہیں (۳) اس کا بھی وہی جواب ہے جو نمبر ایک کا ہے (۴) نماز عید تو جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ شہر سے باہر میدان میں پڑھی جائے (۱۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) عید گاہ میں فرض نماز پڑھنا جائز ہے؟

(۱) ولو جعل ذمی دارہ مسجداً للمسلمین وبنائہ کما بی المسلمون واذن لہم بالصلاة فیہ فصلوا فیہ ثم مات بصر میراثاً لو رثتہ وهذا قول الكل (عالمگیریة) کتاب الوقف مطلب فی وقف الذمی ۲/۳۵۳ ط ماجدیہ (۲) ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یدکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا الخ (البقرۃ: ۱۱۴) (۳) والخروج الیہا ای الحبانۃ لصلاة العید سنة وان وسعیم المسجد الجامع هو الصحیح (الدر المختار) باب العیدین ۳/۱۶۹ ط سعید

(۲) عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے

(سوال) عید گاہ میں علاوہ عیدین کے کسی روز اتفاقاً کسی وقت نماز تنہا یا جماعت سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۸۲۴ حبیب اللہ صاحب (ضلع غازی پور) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ م کلیم اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۲۹۲) ہاں عید گاہ میں احیاناً فرائض پہنچانے میں سے کوئی نماز پڑھی جاسکتی ہے تنہا یا جماعت سے
پڑھنا دونوں صورتیں جائز ہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ
(جواب دیگر ۲۹۳) عید گاہ میں جنازے کی نماز پڑھنی جائز ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

عید گاہ میں فٹ بال کھیلنا

(سوال) عید گاہ میں فٹ بال یا اور کسی قسم کا کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۵۴۶ حاتم احمد (بنگال) ۲۷ شعبان ۱۳۵۸ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء
(جواب ۲۹۴) عید گاہ میں بطور لہو و لعب کے فٹ بال کھیلنا اور کوئی کھیل کھیلنا مکروہ ہے۔ (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) عید گاہ میں حائضہ اور جنبی داخل ہو سکتے ہیں
(۲) عید گاہ میں نماز جنازہ کا حکم

(سوال) مسجد اور عید گاہ دونوں میں کیا فرق ہے؟ مرتبہ مسجد کا زیادہ ہے یا عید گاہ کا؟
المستفتی نمبر ۲۴۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دہلیہ ضلع مغربی خاندیس)
۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۹۵) مسجد میں جنبی آدمی داخل نہیں ہو سکتا عید گاہ میں اجازت ہے مسجد کا مرتبہ زیادہ بلند ہے
(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی
(جواب دیگر ۲۹۶) عید گاہ میں نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے۔ اس کا حکم مسجد کا نہیں ہے (۵) محمد کفایت اللہ

(۱) أما المتخذة لصلوة جنازة أو عيد فهو مسجد في حق جواز الاقتداء الخ (الدر المختار، مطلب في أحكام المسجد ۱/۶۵۷ ط سعید)
(۲) وكرهت تحريما و قيل تنزيها في مسجد و جماعة هو الميت فيه الخ (الدر المختار، باب صلاة الجنائز ۲/۲۳۵ ط سعید) (۳) وأما المتخذة لصلوة جنازة أو عيد فهو مسجد في حق جواز الاقتداء (در مختار) وفي الشامية قال في البحر: ظاهره أنه لا يجوز الوطاء والبول (إلى أن قال) فينبغي أن لا يجوز الخ (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها) مطلب في أحكام المسجد ۱/۶۵۷ ط سعید و فتاوى دار العلوم ديوبند ۲۱۴/۵ 'مكتبة امدادية' ملتان (۴) وأما المتخذة لصلوة جنازة أو عيد فهو مسجد في حق جواز الاقتداء، لا في غيره به يفتي فحل دخوله لجنب و حائض (تنوير مع شرحه كتاب الصلاة، مطلب في أحكام المسجد ۱/۶۵۷ ط سعید)
(۵) وقيده بمسجد الجماعة لأنها لا تكره في مسجد أعدلها وكذا في مدرسة ومصلى عيد لأنه ليس لها حكم المسجد في الأصح (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح ص ۳۶۰ ط مصر)

گاؤں میں متعدد جگہ نماز عید

(سوال) ایک شہر جس کی آبادی ایک ہزار مسلمانوں کی ہے اور عید گاہ موجود ہے کسی اختلاف کی بنا پر چند مسلمان دوسری عید گاہ اس کے قریب ہی بنانا چاہتے ہیں چند قدم کا فاصلہ ہے اور ایک کی تکبیر کی آوازیں بھی دوسری عید گاہ تک پہنچیں گی راستہ بھی ایک ہی ہے۔

(جواب ۲۹۷) دو عید گاہیں چھوٹی سی بستی میں بنانا اچھا نہیں سب کو ایک ہی عید گاہ میں نماز عید ادا کرنا چاہیے اور خصوصاً اتنی قریب دوسری عید گاہ بنانا کہ ایک کی تکبیر کی آواز دوسری میں سنی جائے زیادہ برا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

فصل ہفتم مسجد میں خرید و فروخت کرنا

امام کا مسجد کے حجرہ میں خرید و فروخت کرنا

(سوال) مسجد کا امام نمازیان اہل محلہ کی اجازت سے حجرہ مسجد میں اپنے ذریعہ معاش کے لئے خرید و فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً جلد بندی کتب فروشی وغیرہ؟

المستفتی نمبر ۸۲۵ اکبر حسین انوار حسین (لدھیانہ)۔ ۸ محرم ۱۳۵۵ھ مکیم اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۲۹۸) اگر حجرہ کا دروازہ مسجد کے اس حصہ میں نہ کھلتا ہو جو نماز کے لئے مخصوص ہوتا ہے یعنی خرید و فروخت کرنے والوں کو مسجد میں سے نہ گزرنا پڑے تو امام کا ایسے کام کرنا مباح ہے (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل ہجدهم مسجد میں جلسہ یا وعظ و ترجمہ

مسجد میں وعظ و تبلیغ کرنا

(سوال) جامع مسجد میں یا کسی اور مسجد میں مسلمانوں کی بہبودی کے لئے کسی امر کا باہمی مشورہ کرنا یا کسی امر کی نسبت جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو اس سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا جائز ہے یا ناجائز عام طور سے جمعہ کے دن مجمع کثیر ہوتا ہے جس میں مقامی و بیرونی اشخاص شریک ہوتے ہیں چند اشخاص جو آخر جماعت میں شریک ہوتے ہیں یا تسلی سے نماز پڑھتے ہیں یا نماز کے بعد تشریف لاتے ہیں اگر ان صاحبان کا انتظار کیا جائے تو بیشتر حصہ انتظار کرنا نہیں چاہتے جس کی وجوہات ملازمت یا دیگر کاروبار ہیں اگر کوئی دیگر جگہ ہو یا وقت مقرر کیا جائے تو مقامی اشخاص زمانے کے رجحان کے مطابق دلچسپی نہیں لیتے اور نہ ہی کثرت سے شریک ہوتے ہیں اور بیرونی تو قطعی طور سے محروم رہتے ہیں اگر مذکورہ بالا وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے

(۱) والخروج إليها أي الجبابة لصلوة العيد سنة وإن وسعهم المسجد الجامع وهو الصحيح (الدر المختار) باب العیدین ۱۶۹/۲ ط سعید

(۲) وكره تحريم الوطاء فوقه والبول والتغوط واتخاذها طريقاً بغير عذر الخ (الدر المختار) باب ما يقصد للصلاة وما كره فيها مطلب في أحكام المسجد ۱ ۶۵۶ ط سعید

مسجد میں قومی مفادات کی وجہ سے مشورہ کرنا ہو تو ایسے اشخاص یا پارٹی کی نسبت جو تفرقہ بازی پیدا کرے اور جمعہ علیحدہ کرنے کی تحریک کرے کیا خیال ہے؟

المستفتی نمبر ۷۱۰ محمد امیر صاحب۔ پریزیڈنٹ انجمن اسلامیہ کالکاتا۔ انبالہ

۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۳ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۹۹) مسجد میں تبلیغ یا وعظ کا جلسہ یا مشورہ کے لئے اجتماع کرنا جائز ہے اور نماز جمعہ کے بعد اس قسم کا اجتماع مناسب ہے نماز سے پہلے اعلان کر لیا جائے تاکہ لوگ سنتیں، نقلیں پڑھ کر جلد فراغت کر لیں اور اطمینان سے تقریر اور مشورہ ہو سکے اور تقریر یا مشورہ شروع ہونے کے بعد جن لوگوں کو سننا، نوافل پڑھنا باقی ہو ان کے لئے خود یہ مناسب ہے کہ وہ جلسہ کے موضوع سے علیحدہ ہو کر یا مکانوں میں جا کر سنیں پڑھیں ۱۱

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

مسجد میں مختل میلاد کرنا

(سوال) زید کا مکان محلہ کے مسجد کے قریب میں ہے اور مکان میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ آدمی جمع ہو سکیں اگر وہ زید مسجد کے نماز وقت کے علاوہ وقت میں میلاد شریف پڑھوائے تو شرعاً کوئی گناہ اس پر عائد ہوتا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۱ سید محمد اسماعیل صاحب (پونا) ۱۲ شوال ۱۳۶۰ھ ۶ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۰۰) مسجد میں نماز کے اوقات کے علاوہ وقت میں وعظ و تذکیر کی مجلس قائم کرنا مباح ہے مگر مولود شریف کی مروجہ میلاد شریف پر چونکہ بہت سے امور غیر شرعیہ پر مشتمل ہوتی ہیں اور ان میں بعض باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو احرام مسجد کے خلاف ہیں مثلاً غیر پابند شرع اشخاص کا گانا اور غیر معتدل آواز سے چلا کر خلاف شرع مضامین کے اشعار پڑھنا اور مسجد میں غیر منتشر آدمیوں، بچوں وغیرہ کا اجتماع اور فرش وغیرہ کو مٹا کر اس لئے ایسی مجالس کے انعقاد سے مسجد کو محفوظ رکھنا اہم ہے ہاں اگر کوئی منتشر عالم بطور تذکیر کوئی وعظ یا تقریر کرے اور اس کے دشمن میں آنحضرت ﷺ کے واقعات مبارکہ و اہل بیت و فضائل و مناقب نبوت کا بھی بیان کرے اور فضول رسوم مروجہ میلاد سے مجتنب رہے تو اس میں کوئی نقصان اور ممانعت نہیں بلکہ ایسا بیان موجب خیر و برکت ہوگا مولود مروج میں اکثر مولود خواں روایات موضوعہ بیان کرتے ہیں اور بے سرو پا اور بے اصل واقعات کا ذکر کرتے ہیں ذمہ و اہل بیت کے وقت قیام کرتے ہیں یہ باتیں جائز نہیں ہیں (۱۰)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له ولی

(۱) أما للتدریس او للتذکیر فلا لانه ما بنی له وان حاز فیه ولا یجوز التعلیم فی دکان فی فناء المسجد عند اہل حینة و عندہما یجوز الحج و عسارتہ و اصلاحہ للامام اولاً لہ البحر الرائق فصل کرہ استقبال القبلۃ ۲/ ۳۸ ط بیروت لبنان

(۲) عن واثلہ بن اسقع قال: " حیوا مساجدکم صباکم و مجالسکم و شراءکم و بیعکم و خصوصاً ما تکلم و رفع اصواتکم الحدیث سنن ابن ماجہ باب ما یکرہ فی المساجد ص ۵۵ ط میر محمد کتب خانہ، أما للتدریس او للتذکیر فلا لانه ما بنی له وان حاز فیه الحج البحر الرائق فصل کرہ استقبال القبلۃ ۲/ ۳۸ ط بیروت لبنان

(۱) نماز عشاء کے بعد ترجمہ قرآن یا دینی کتاب کا درس

(۲) سنتوں اور نوافل کے وقت کتاب سنانا

(سوال) (۱) ایک شخص قریباً چار سال سے جامع مسجد کلاں میں عشاء کی نماز و سنتیں دو ترو نوافل کے ختم ہو جانے نصف گھنٹہ گزرنے اور پوری جماعت کے مقتدیان میں سے دو حصے آدمی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر جانے کے بعد لوجہ اللہ صرف نصف گھنٹہ تفسیر حقانی اور ساتھ ہی ساتھ دیگر مسائل وغیرہ کی کتابیں مثلاً رکن الدین یا عقائد الاسلام مرتبہ مولوی عبدالحق صاحب مصنف تفسیر حقانی یا بہار شریعت یا تعلیم الاسلام کے حصے یا مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی کتابوں میں سے جزء الاعمال یا شوق و طن یا فتاویٰ اشرفیہ یا معراج المؤمنین وغیرہ وغیرہ پڑھ کر سنا تا ہے اور پندرہ سولہ آدمی دلچسپی سے سنتے بھی ہیں لیکن شخص مذکور عالم نہیں ہے البتہ دینیات سے شوق و دلچسپی ضرور ہے تو ایسی صورت میں شخص متذکرہ بالا کا فعل مسجد میں جائز ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ یہ فعل مسجد میں ناجائز ہے (مسجد بڑی ہے)۔ اکثر دو ایک آدمی رات گئے تک قضا و ادایا و طائف وغیرہ دیر تک پڑھتے ہیں)

(۲) لیکن بحر مقتدی زید کو جواب دیتا ہے کہ جو صاحب دیر تک وظیفہ پڑھتے ہیں یا جماعت ختم ہونے کے بعد آتے ہیں (اور وہ بھی ایک دو صاحب) اگر ان کو خلل واقع ہوتا ہے تو ایسے صاحب ذرا علیحدہ فاصلہ پر جا کر پڑھ لیں کیا حرج ہے اور جو نیک کام عرصے سے ہو رہا ہے اور مخلوق خدا کو فیض پہنچ رہا ہے اس کو کیوں بند کراتے ہو آج تک کسی عالم نے اعتراض نہیں کیا اور اگر بالقرض ایسا فعل ناجائز ہے تو اکثر علماء و عظماء پند و غیرہ کی مجالس مساجد میں کیوں منعقد کرتے ہیں اسی طرح پیش امام صاحب جمعہ وہ بھی مستند عالم ہیں قبل از خطبہ خطبہ کا ترجمہ اردو میں کیوں بیان کرتے ہیں۔ اس وقت بھی بہت سے اشخاص سنن و نوافل و اوراد وغیرہ پڑھتے رہتے ہیں اور یہ وقت بہ نسبت عشاء کے وقت کے بہت کم ہوتا ہے عشاء میں قضا نماز و نوافل بعد تاخیر سے بھی پڑھ سکتے ہیں اور ثواب بھی زیادہ ہو گا تو یہ بحر کا کہنا صحیح ہو گا یا نہیں؟

(۳) زید معترض کہتا ہے کہ وعظ و پند و غیرہ کی مجالس اور خطبہ کا ترجمہ ہفتہ میں ایک بار ہوتا ہے اور یہ فعل بھی ناجائز ہے جس صاحب کے وظیفہ وغیرہ میں خلل واقع ہو تو وہ اس کام کو بھی فوراً بند کر سکتا ہے مجھے تو عشاء کی نماز میں تفسیر خوانی سے خلل واقع ہوتا ہے اس لئے میں تو اس کام کو بند کر کے ہی رہوں گا اگر یہ ویسے ٹھوٹی بند نہیں کریں گے تو بذریعہ پولیس بند کر اؤں گا مسجد مذکور میں پچاس پچپن نمازی ہوتے ہیں کوئی شاکہ نہیں ہے صرف ایک شخص زید اس کام میں حارج ہے جملہ مقتدیان کی یہی مرضی ہے کہ جو کام جس طرح کر رہے ہو کرو ہماری نماز میں کسی قسم کا خلل آپ کے پڑھنے سے واقع نہیں ہوتا تو ایسے آدمی کے لئے کیا حکم ہے اور اس سے دیگر مسلمانوں کو کیا برتاؤ رکھنا چاہیے؟

المستفتی عبدالعزیز خاں پسر مولوی عبدالکریم صاحب مفتی۔ ۲۸ اپریل ۱۹۵۲ء

(جواب ۳۰۱) (۱) نماز عشاء کے نصف گھنٹہ بعد مسجد میں لوگوں کو ترجمہ القرآن مجید یا ضروریات دینیہ سنائی جائز ہیں (۱) جو لوگ نوافل و سنن پڑھتے ہوں اور مسجد بڑی ہو تو وہ ہٹ کر نماز پڑھیں یا اپنے گھر جا کر پڑھیں نوافل و سنن کے لئے گھر پر ادا کرنا افضل ہے (۲)

(۲) بحر کا قول صحیح اور شرع کے موافق ہے (۳)

(۳) زید معترض کا یہ کہنا کہ وعظ ہفتہ میں ایک دن ہوتا ہے اور وہ بھی ناجائز ہے صحیح نہیں ہے اس کو خود اپنی نماز و وعظ کے مقام سے ہٹ کر ادا کرنی چاہیے اس ذکر خیر کو بند کرنا درست نہیں ہے (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(جواب) (از علماء ٹونک) استفتاء ہذا اور اس کے ہمراہ دوسرے استفتاء دو فریق کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں دونوں استفتاء ایک ہی موقع کے لئے ہیں لیکن مضامین استفتاء اپنے اپنے خیال کے تحت لکھے گئے ہیں یہ واقعہ جامع مسجد امیر گنج ٹونک کی نسبت ہے اس مسجد میں ایک عرصہ سے ایک صاحب تفسیر حقانی وغیرہ بعض مقتدیوں کو سنایا کرتے ہیں سننے والوں کے علاوہ دیگر مقتدی اس مقام پر صحن میں جہاں عشاء کی جماعت ہوتی ہے، سنن وتر اور دو وظائف پڑھتے ہیں اور ایسے بھی نمازی جو شریک جماعت نہیں ہوئے تھے وہ آکر اپنے فرائض وغیرہ پڑھتے ہیں اس واقعہ کو ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے ایسے وقت میں جب کہ عشاء کی جماعت ختم ہو چکی تھی اور مقتدی اپنی نمازیں پڑھ رہے تھے اور بعض مشغول وظائف تھے تفسیر حقانی بیان کی جا رہی تھی اور دو چار آدمی سن رہے تھے۔

ہر ایک کام خواہ اوامر سے ہو یا نواہی سے اس کا ایک موقع اور محل ہوا کرتا ہے ہر ایک کام ایک موقع پر زیبا ہوتا ہے اور دوسرے موقع پر وہ نازیبا ہو جاتا ہے دیکھو امر معروف۔ نہی منکر ہر وقت ضرور ہوتا ہے یا جس وقت حضور ﷺ کا نام نامی آوے اس وقت درود شریف پڑھنی چاہیے لیکن یہ موقع اگر خطبہ کے وقت آوے تو ہرگز امر معروف نہی منکر کی اجازت نہیں اسی طرح خطبہ کے وقت حضور ﷺ کا نام نامی باوجود سننے کے درود شریف پڑھنا زبان سے درست نہیں پس تفسیر حقانی وغیرہ کتابوں کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا اگرچہ ایک بہتر کام ہے مگر اس کی بہتری اسی حد تک ہے جبکہ دوسروں کی نمازوں میں خلل واقع نہ ہوتا ہو دیکھو قرآن شریف پڑھنا افضل عبادت ہے مگر اس کو ایسی جگہ نہ پڑھنا چاہیے جہاں نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہو حکم اذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا (جب قرآن پاک پڑھا جائے تو اس کو سنو اور کان دھرو) قرآن شریف کا سننا فرض ہے پس ایسی جگہ قرآن شریف کا پڑھنا جہاں دوسرے لوگ مشغول نماز

(۱) اما للتدریس او للتذکیر فلا لانه ما بنی له وان جاز فیہ ولا يجوز التعلم فی دکان فی فناء المسجد و عند ابي حنیفة و عندہما يجوز إذا لم یضر بالعامۃ (البحر الرائق فصل کرہ استقبال القبلة ۲/۳۸ ط بیروت)
 (۲) قال النبی ﷺ " فعلیکم بالصلوٰۃ فی بیوتکم فان خیر صلوٰۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ (مسلم) باب استحباب صلوٰۃ النافلۃ فی بیتہ ۱/۲۶۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
 (۳) اما للتدریس او للتذکیر الخ
 (۴) (ایضاً)

ہوں یا وظیفہ ہوں ہرگز زیبا نہیں ہے اور ممانعت کے باوجود اگر وہ شخص باز نہ آئے گا تو وہ گناہ گار ہوگا پس جس جگہ تفسیر حقانی پڑھی جاتی ہے یا تو ایسی جگہ پڑھی جائے کہ جہاں سے نمازیوں کی نماز اور وظیفہ میں حرج واقع نہ ہو یا ایسے وقت میں پڑھی جائے جب کہ نمازی اپنی نماز اور وظیفہ سے فارغ ہو کر چلے جائیں۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کا جزو اعظم اتحاد ہے اور اسی اتحاد کو قائم کرنے کے لئے پنج وقتہ نماز جمعہ و عیدین مقرر کی گئی ہیں آپس میں مسلمانوں کو یک جہتی سے زندگی بسر کرنی چاہیے اور آپس کے اختلافات سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے کہ نتیجہ اس کا بہتر نہیں۔

(دستخط مفتی صاحب ٹونک) محمد ایوب صاحب مفتی سابق۔ ۹ شعبان ۱۳۵۳ھ ۵ مئی ۱۹۵۲ء (جواب ۳۰۲) (از حضرت مفتی اعظم) یہ جواب اصول شرعیہ کے پیش نظر صحت سے گرا ہوا ہے مسجد میں نوافل و وظیفہ پڑھنے کا جس طرح ہر مسلمان کو حق ہے اسی طرح تذکیر و تعلیم دین کا بھی حق ہے اگر مسجد بڑی ہے اور اس میں گنجائش زیادہ ہے تو نوافل و وظیفہ پڑھنے والے اس کے ایک گوشہ میں پڑھیں اور تعلیم و تدریس کرنے والے دوسرے گوشہ میں کریں اس طرح دونوں کام ہوتے رہیں گے اور لوگوں کو فائدہ پہنچتا رہے گا۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

فصل نوزد ہم۔ مسجد میں اکھاڑہ بنانا

مسجد میں اکھاڑا کرنا جائز نہیں

(سوال) اندرون چہاردیواری مسجد علاوہ صحن مسجد جو زمین ہو وہ حکم میں مسجد کے اور حلقہ مسجد میں متصور ہوگی یا نہیں بصورت اول صحن مسجد یا حلقہ مسجد میں کوئی محرمی اکھاڑہ یا دنگلی اکھاڑہ یا دنگل قائم کرنا اور ساتھ عدم ستر کے محض لنگوٹ یا جالیگہ باندھ کر لڑنا شرعی نقطہ نگاہ سے جائز ہوگا یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ تیر اندازی و فن پہنچاری کے لئے عہد نبوی ﷺ میں صحن مسجد نبوی ہی تھا اور صحابہ کرام تیر اندازی وغیرہ صحن مسجد میں ہی کرتے تھے۔ المستفتی نمبر ۶۰۵ حکیم حافظ مولوی محمد حسین صاحب (ضلع گیا)

۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۰۳) اکھاڑے میں کشف ستر اور شور و شغب اور بسا اوقات سب و شتم ہوتے رہتے ہیں اور احاطہ مسجد اور حریم مسجد میں یہ چیزیں احترام مسجد کے خلاف ہیں اس لئے مسجد کے احاطے میں اکھاڑہ خواہ محرم کا خواہ دنگل قائم کرنا جائز نہیں ہے زید کا استدلال صحیح نہیں کیونکہ صحابہ کرام کے حالات و اخلاق بہت ارفع و اعلیٰ تھے۔ وہ احترام مسجد کا پورا لحاظ رکھتے تھے۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) أما للتدریس أو للتذکیر فلا لأنه ما بنی له وإن جاز فیہ ولا يجوز التعلیم فی دکان فی فناء المسجد عند أبی حنیفة و عندہما يجوز إذا لم یضربا لعامة الخ (المحرر الرائق) فصل کرہ استقبال القبلة ۳۸/۲ ط بیروت
(۲) عن وائلة بن أسقع أن النبی ﷺ قال: "جنبوا مساجدکم و مجانینکم و شراءکم و بیعکم و خصوصاتکم و رفع أصواتکم" (سنن ابن ماجہ) باب ما یکرہ فی المساجد ص ۵۵ ط میر محمد کتب خانہ کراچی

مسجد میں کھیل کود ناجائز ہے

(سوال) مسجد کے صحن میں بنوٹ سیکھنا اور سکھانا مسلمانوں کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ درآں حالیہ ستر دھکار ہے اگر جائز ہے تو اس سے مسجد کی توہین تو نہیں ہوتی؟

المستفتی نمبر ۲۲۴۰ ضیاء الحق محلہ چوڑی گراں دہلی۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ، ۸ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۰۴) مسجد میں (یعنی موضع مہیا للصلوة میں) شور و شغب اور لہو و لعب کرنا منع ہے اگر ستر ڈھکا رہے اور بنوٹ میں مقصد بھی ایک فن کی تعلیم ہو تو علت کراہت (لہو و لعب یا توہین مسجد بوجہ کشف ستر) تو نہ ہوگی مگر شور و شغب سے تخر ز اور لوگوں کے عرف میں مسجد کی حیثیت ایک اکھاڑہ کی ہو جائے گی اس لئے مسجد کو اس سے بچانا ہی مناسب ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

فصل بستم۔ متفرق مسائل

حناد کی وجہ سے بنائی ہوئی مسجد اور اس کے امام کے پیچھے نماز کا حکم

(سوال) (۱) مسلمانوں کی بنائی ہوئی مسجد (خواہ وہ حسد و نفسانیت سے ہو) ضرار ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ضرار ہو سکتی ہے تو کیا جمیع امور و احکام میں وہ مسجد مثل اسی مسجد ضرار کے ہے جو منافقین نے حضرت ﷺ کے زمانے میں بنائی تھی اور جسے آپ ﷺ نے منہدم کر دیا تھا اگر تمام امور میں مسجد ضرار کے مانند ہے تو جو حکم مسجد ضرار کے لئے دیا گیا تھا اس کے لئے بھی وہی دیا جائے گا یا نہیں؟

(۲) مسجد ضرار کا امام دیگر مساجد میں امامت کرے تو جائز ہے اور اس کے پیچھے نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ یا جو شخص وہاں کبھی کبھی نماز پڑھتا ہے اور پڑھاتا ہے اس کے پیچھے بھی نماز درست ہے یا نہیں؟

(۳) مسجد ضرار کا مؤذن یا وہ شخص جو کبھی کبھی وہاں اذان پڑھتا ہے دوسری مسجد میں اذان پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر پڑھے تو اذان کا اعادہ کرنا چاہیے یا نہیں؟

(۴) تفسیر خازن جلد ۲ ص ۲۶۶ مطبوعہ مصر میں ذیل کی روایت مرقوم ہے کیا اس سے مسجد ضرار کے امام کا یا اس میں نماز پڑھنے والے شخص کا دوسری مسجد میں امامت کرنا ناجائز ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ یہ روایت خازن کے سوا دیگر کتب معتبرہ میں بھی ہے اور صاحب خازن نے اس کو کہاں سے نقل کیا ہے؟ دروی ان بنی عمر و بن عوف الذین بنوا مسجد قباء اتوا عمر بن الخطاب فی خلا فسالوه ان یأذن مجمع بن جارية ان یؤمهم فی مسجد ہم فقال لا و نعمة عین ال هو امام مسجد الضرار قال مجمع یا امیر المؤمنین لا تعجل علی فوالله لقد صلیت فیام انا لا اعلم ما اضمروا و اعلیہ ولو علمت ما صلیت معهم و کنت غلاماً قارئاً للقران و شیوخاً لا یقرؤن فصلیت بهم ولا احسب

الا انهم يتقربون الى الله ولم اعلم مع انفسهم فعذره عمر فصدقه وامره بالصلوة في مسجد قباء . قال عطاء لما فتح او على عمر بن الخطاب الا مزار امر المسلمين ان ينوا المساجد وامرهم ان لا يبنى في موضع واحد مسجدين يضار احدهما الاخر (۱)

۶ رجب ۳۳۵ھ

(جواب ۳۰۵) حسد و نفسانیت ریاء و فخر سے بنائی ہوئی مسجد بے شک مسجد ضرار کا حکم رکھتی ہے کہ تفسیر مدارک و کشاف وغیرہ میں اتہرت ہے۔ لیکن آج کل ہم کسی مسجد پر یہ حکم نہیں لگا سکتے کہ وہ حسد و نفسانیت یا ریاء و فخر کی نیت سے بنائی گئی ہے یہ باتیں امور باطنیہ ہیں اور ہمیں لوگوں کے ضمائر قلوب کا علم نہیں زمانہ وحی میں آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی لوگوں کے دلی خیالات پر اطلاع کر دی جاتی تھی اس لئے آپ حکم لگا سکتے تھے۔

(۲) مسجد ضرار کا امام اگر خود اضرار کا ارادہ نہ رکھتا ہو بلکہ لاعلمی سے وہاں امامت کرتا ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔

(۳) یہی جواب اس نمبر کا ہے۔

(۴) اس روایت سے تو وہی تفصیل معلوم ہوتی ہے جو جواب نمبر ۲ میں بیان کی گئی یہ روایت خازن میں غالباً تفسیر معالم التنزیل للبعغوی سے لی گئی ہے اس میں بھی یہ روایت مذکور ہے لیکن بعغوی نے بھی اس کی سند ذکر نہیں کی صرف روی کر کے بیان کی ہے لیکن اس حدیث میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ مسجد ضرار کا امام اگر خود بھی مضارت کی نیت رکھتا ہو تو اس کے فاسق یا منافق ہونے میں کیا کلام۔ اور اس وجہ سے وہ مکروہ الامامتہ اور ناقابل امامت ہوگا لیکن اگر وہ قصد مضارۃ میں شریک نہ ہو اور لاعلمی سے وہاں امامت کرتا رہا ہو تو اس کے ذمہ الزام نہیں بلکہ وہ معذور ہے اور اس کی امامت جائز ہے جیسا کہ خود حضرت عمرؓ کا مجمع بن جاریہ کے عذر کو قبول فرما کر مسجد قبا میں امامت کی اجازت دے دینا اسی حدیث میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

مسجد میں جو تیاں رکھنا

(سوال) جو تیاں کس طریقے سے مسجد میں رکھنا جائز ہے اور کس طریقے سے جائز نہیں؟

(جواب ۳۰۶) اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں جو تیاں رکھی جا سکیں تو جو تیاں کا مسجد میں لے جانا مناسب نہیں اور اگر نہ ہو تو مسجد میں لے جانے کا مضائقہ نہیں لیکن اس طرح رکھے کہ مسجد ملوث نہ ہو۔ وینبغی لداخله تعاہد نعلہ و خفہ (در مختار) (۲)

(۱) (تفسیر معالم التنزیل للبعغوی: سورہ توبہ ۲/۳۲۷ ط ادارہ تالیفات رشدیہ ملتان)

(۲) (باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا ۱/۶۵۷ ط سعید)

(۱) جامع مسجد کے کہتے ہیں؟

(۲) نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

(سوال) کسولی ایک پہاڑی مقام ہے فوجی چھاؤنی ہے مجموعی آبادی قریباً تین ہزار مسلمانوں کی آبادی قریباً ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے کیا اس کو جامع مسجد کے نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے؟

(۲) موجودہ مسجد مسلم آبادی کے ایک بڑے حصے سے دور واقع ہے، نگلوں اور مارکیٹ بازار کچھری اور ڈاکخانہ وغیرہ سے کافی فاصلہ پر ہے اکثر مسلمان بالخصوص تجارت و ملازمت پیشہ اصحاب پنج وقتہ نماز جمعہ و تراویح میں بوجہ دوری و قلت وقت شامل ہونے سے قاصر رہتے ہیں اور ایک دوسری مسجد کی جو قریب تر واقع ہو ضرورت محسوس ہو رہی ہے اندریں صورت دوسری مسجد کی بناء ڈالنے والے کس حد تک اجر و ثواب کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

(جواب ۳۰۷) اس مسجد کو جب کہ وہ جمعہ کی جماعت کے لئے کافی ہو جامع مسجد کے نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے (۱) (۲) دوسری مسجد بنانا موجب اجر و ثواب ہے کیونکہ نمازیوں کو ہر وقت اتنی دور مسجد میں جانا یقیناً موجب حرج و مشقت ہے۔ والخرج مدفوع۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد ہونے کے لئے کیا شرطیں ہیں؟

(سوال) صوبہ گجرات اور بالخصوص ضلع سورت میں عام دستور یہ ہے کہ جب مسجد بناتے ہیں تو اس کے سقف حصے کو نماز پڑھنے کے لئے مخصوص کر دیتے ہیں اسی لئے اس کو جماعت خانہ کہتے ہیں اسی کے ساتھ کچھ کھلا ہوا حصہ بطور صحن کے بناتے ہیں اس لئے کہ اس میں اس قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں جو مسجد کے احترام کے خلاف اور ممنوع ہیں مثلاً ہر وقت اٹھنا بیٹھنا اور وہیں سونا اور دنیاوی باتیں کرنا یہاں تک کہ حالت جنابت میں بھی اس صحن میں رہتے ہیں کیونکہ اس کو خارج از مسجد شمار کیا جاتا ہے نیز اس میں جماعت خانہ کی طرح کبھی نماز باجماعت نہیں ہوتی پس راندیر کی مسجد چنارواڑ بھی اسی طرح پہلے کچھ مختصر بنی ہوئی تھی اور اس کے صحن کے ساتھ بالکل غیر مسجد کا برتاؤ کیا جاتا تھا تقریباً ۱۹۰۲ء میں یہاں کے بعض بزرگوں نے اسکو از سر نو بنایا اور ایک زمین خرید کر اس میں شامل کر کے وسیع کیا جس طرح اس کے جماعت خانہ کو بڑھایا اسی طرح اس کے صحن کو بھی وسعت دی چنانچہ جس جگہ قدیم مسجد کا حوض تھا اس جگہ کو ٹانکہ بنا کر اس کے بعض حصے کو صحن میں شامل کر لیا اور حصہ جنوبی جانب کا برآمدہ کے طریق پر ضروریات وضو کے لئے مخصوص رکھا جدید تعمیر کرنے والے اصحاب کے زمانہ سے اب تک بھی اس صحن کے ساتھ خارج مسجد کا سا برتاؤ کیا جاتا تھا اور وہ لوگ اہل علم اور سمجھ دار تھے جو داخل مسجد اور خارج مسجد کو خوب سمجھتے تھے پھر بھی

(۱) المسجد الجامع، هو المسجد الكبير العام (قواعد الفقه ص ۴۸۴ ط المصنف پبلشرز کراچی) وفي الشامي (قوله إلا الجامع) أي الذي تقام فيه الجمعة الخ (باب الجمعة ۲/ ۱۵۷ ط سعيد)

کبھی انہوں نے اس صحن کو مسجد میں شامل نہ سمجھا اس کے علاوہ ایک عام رواج یہ بھی ہے کہ اکثر مسجدوں کے صحن میں قبریں بناتے ہیں چنانچہ اس نواح کی کوئی مسجد ایسی مشکل سے ملے گی جس کے صحن میں کسی پرانی قبر کا نشان نہ پایا جاتا ہو پس یہ صورت بھی اس کا کھلا ہوا قرینہ ہے کہ صحن کو مسجد میں داخل نہیں سمجھتے۔

بعض حضرات تھوڑے عرصے سے یہاں کی مسجدوں کو دہلی وغیرہ کی مسجدوں پر قیاس کرتے ہیں یہ قیاس صحیح نہیں ہے اس لئے کہ وہاں کی مسجدیں اکثر ایسی بنائی جاتی ہیں کہ ہوادار نہیں ہوتیں اسی وجہ سے وہاں گرمی کے موسم میں صحن میں نماز پڑھنا اور صحن کو مسجد میں داخل سمجھنا ضروری ہوتا ہے اس کے برخلاف یہاں کی مسجدیں نہایت ہوادار اور کشادہ ہوتی ہیں ہو اکی آمدورفت کے لئے چاروں طرف درپچیاں وغیرہ بنائی جاتی ہیں اسی وجہ سے کبھی صحن میں نماز پڑھنے کی ضرورت واقع نہیں ہوتی اور اس صحن کو داخل مسجد کرنے کا اب تک کوئی ثبوت بھی باقاعدہ نہیں ہے پس ایسی صورت میں مسجد چنار واڑ کا صحن شرعاً مسجد سے خارج سمجھا جائے گا یا نہیں؟ اور جنازہ کی نماز صحن میں پڑھنا جائز ہو گا یا نہیں؟

المستفتیان محمد اسماعیل عارف۔ احمد ابراہیم سنگاپوری

(جواب ۳۰۸) کسی جگہ کے مسجد ہونے کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں۔

(۱) واقف نے جو صحیح طور پر زمین کا مالک تھا اور وقف کرنے کا اختیار شرعی رکھتا تھا اس کو مسجدیت کے لئے وقف کیا ہو خواہ وہ زمین خالی عن العمارة ہو یا عمارت بھی ہو (۱)

(۲) اس کو اپنی ملک سے ایسی طرح پر علیحدہ کر دیا ہو کہ کسی دوسرے شخص کا یا خود واقف کا کوئی حق متعلق

نہ رہے (۲)

(۳) وقف کر کے اس کو متولی کے سپرد کر دیا ہو یا واقف کی اجازت سے اس میں ایک مرتبہ بھی نماز باجماعت ہو گئی ہو۔

جس زمین یا عمارت میں یہ باتیں متحقق ہو جائیں وہ مسجد ہو جائے گی (۳) ان میں سے پہلی بات یعنی مسجدیت کے لئے وقف کرنا واقف کی نیت سے متعلق ہے اگر نیت کی تصریح موجود ہو جب تو کوئی اشکال ہی نہیں لیکن اگر تصریح نہ ہو تو پھر قرآن سے اس کی نوعیت متعین کی جاسکتی ہے گجرات کی اکثر مساجد اور بالخصوص مسجد چنار واڑ (راندر ضلع سورت) کے وہ صحن جو مسقف حصے کے سامنے مشرقی جہت میں واقع ہیں میرے خیال میں ان کی مسجدیت راجح ہے جماعت کا بالعموم مسقف حصے میں ہونا اس امر کا مقتضی

(۱) ولا يتم الوقف حتى يقبض. لم يقل للمتولي 'لان تسليم كل شئ بما يليق به' خفي المسجد بالا حراز و في

غيره بنصب المتولي و بتسليمه اياه الخ (التنوير مع الدر) كتاب الوقف ۴/ ۳۴۸ ط سعيد

(۲) من بني مسجدا لم يزله عن ملكه حتى يفرزه عن ملكه بطريقه و ياذن بالصلوة فيه اما الا فراز فلا نه لا مخلص لله

تعالى الا به الخ (عالمگیریة) الباب الحادى عشر فى المسجد ۲/ ۴۵۴ ط ماجديه

(۳) اسلم المسجد الى المتولى يقوم بمصالحة يجوزو ان لم يصل فيه وهو الصحيح (عالمگیریة) فصل اول

فصل مصرحاً مسجداً ۲/ ۴۵۵ ماجديه كونته) والتسليم فى المسجد ان تصلى فيه الجماعة باذنه الخ (ايضاً)

نہیں کہ غیر مسقف حصہ خواہ مخواہ مسجد کے حکم سے خارج ہو مسقف حصے کا نام جماعت خانہ رکھ دینا بھی غیر مسقف حصے کو مسجدیت سے نہیں نکالتا ہاں اس نام رکھ دینے کا یہ اثر ضرور ہوگا کہ گجرات کے لوگ اس کو جماعت کے لئے مخصوص سمجھنے لگے ورنہ میں نے خود دیکھا ہے کہ اس صحن میں نوافل و سنن برابر پڑھتے ہیں اور فرضوں کی جماعت بھی اگر بڑی ہو جیسے کہ جمعہ کی نماز میں ہوتی ہے تو اس صحن میں برابر صفیں ہو جاتی ہیں اگرچہ صحت اقتداء کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر یہ حصہ مسجد ہو تو اقتداء صحیح ہے ورنہ نہیں تاہم اس میں کھڑے ہونے والے اور نماز پڑھنے والے مسجد کا ثواب اسی وقت پاسکتے ہیں کہ یہ حصہ مسجد قرار دیا جائے میرا خیال ہے کہ اس حصہ کو مسجد قرار دینے میں نمازیوں کا بہت زیادہ فائدہ ہے اور اس لحاظ سے یہ امر اقرب الی القیاس ہے کہ واقف اس حصے کی مسجدیت کی نیت کرتے ہوں گے مسجد چنارواڑ کے شمالی سمت میں جو دالان ہے اور شمال مشرقی دالان اٹھنے بیٹھنے سونے کے لئے بنائے گئے ہوں تو یہ قرین قیاس ہے لیکن کھلا ہوا صحن بھی مسجد نہ ہو یہ بات میری سمجھ سے تو باہر ہے۔

مسجد کے جماعت خانے میں کتنی ہی کھڑکیاں ہوں لیکن جس وقت ہو بند ہوتی ہے تو کھڑکیاں کب فائدہ پہنچا سکتی ہیں اگر مسجد مذکور میں بجلی کے پتھے نہ ہوں اور وقت ہوا کے بند ہونے کا ہو تو جماعت خانہ اور صحن کا فرق بدیہی طور پر معلوم ہو سکتا ہے اگر اہل گجرات میں اس مسقف حصے کا نام جماعت خانہ مشہور نہ ہو گیا ہوتا اور ان کے خیالات میں جماعت کے لئے یہ حصہ مخصوص نہ ہو جاتا تو وہ بھی گرمیوں میں ہو بند ہونے کے زمانے میں باہر کے صحن میں جماعت کرتے بہر حال جماعت کا ہمیشہ اندر ہونا اس کی دلیل ہے کہ جماعت خانہ یقینی طور پر مسجد ہے مگر اس کی دلیل نہیں کہ صحن مسجد کے حکم سے خارج ہے۔

رہی اس صحن میں جنازے کی نماز تو حنفیہ کے نزدیک مسجد میں بلا عذر جنازے کی نماز مکروہ ہے (۱) کوئی عذر ہو مثلاً باہر کوئی پاک جگہ نماز کے لئے موجود نہ ہو تو اس صورت میں مکروہ بھی نہیں دوسرے کہ مسئلہ مجتہد فیہ ہے اس میں زیادہ جھگڑنے کا موقع بھی نہیں ہے جو لوگ پڑھ لیں ان کو مطعون کہنا نہیں چاہیے جو مسجد میں نہ پڑھیں ان کو برا کہنا نہیں چاہیے اگر یہ منظور ہو کہ سب لوگ شریک ہوں ایسے طور پر نماز پڑھو کہ کسی کو اختلاف نہ ہو یعنی صحن مسجد سے باہر پڑھو تاکہ سب بالاتفاق شریک ہو سکیں۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

صحن مسجد میں دکان بنانا جائز نہیں

(سوال) زمانہ قدیم کی ایک چھوٹی سی مسجد لب سڑک بنی ہوئی تھی اس کے متولی نے اس قدیم مسجد کی پشت پر ایک جدید وسیع مسجد تعمیر کی جس میں متولی و دیگر اشخاص نماز پڑھتے ہیں اب متولی مذکور نے قدیم

(۱) وکروہ تحریمًا - لانه مسجد الى عنان السماء الخ (الدر المختار ' باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا ۱/۶۵۲ ط سعید)

چھوٹی سی مسجد کے صحن میں جو لب سڑک ہے دکانیں تعمیر کی ہیں بروئے شرع کیا حکم ہے؟
المستفتی نمبر ۶۸ احاجی محمد اسحاق باڑہ ہندو روڈ دہلی۔ ۷ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۳۰۹) جو مسجد کہ ایک دفعہ باقاعدہ مسجد ہو چکی ہو اس کو پھر کسی دوسرے کام میں لانا جائز نہیں
ہے اس لئے مسجد قدیم میں دکانوں کی تعمیر درست نہیں (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد میں کھانا پینا اور سونا وغیرہ

(سوال) ایک مسجد شہر میں ہے اور پتہ بازار میں ہے مسجد کا دروازہ اور دروازے کے اوپر کی چھت اور مینار
موجود ہے اندر مسجد کا چہرہ صحن اور وضو کرنے کا انتظام وغیرہ سب منہدم ہو گیا ہے اب اس مسجد کے متولی
نے مسجد مع صحن ایک باورچی کو کرایہ پر دیدی ہے وہ باورچی اندر کھانا پکاتا ہے اور لوگ اس مسجد میں بیٹھ کر
کھاتے ہیں مسجد میں ناپاک جانور بھی جمع ہوتے ہیں اور متولی نمازوں کا انتظام نہیں کرتا اور اذان بھی نہیں
دیتی؟ المستفتی نمبر ۲۴۱ ڈاکٹر ڈی۔ ای۔ اینڈ کو مقام پٹن (گجرات)

۷ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ ۴ مارچ ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۱۰) مسجد خدا تعالیٰ کا گھر ہے اور اس کو خدا کی عبادت کرنے، نماز پڑھنے اور ذکر اللہ کے لئے
استعمال کرنے کا حکم ہے اس کو کرایہ پر دینا اور اس میں ایسے کام کرنا جو مسجد کے احترام کے خلاف ہوں ناجائز
ہے متولی کا یہ فعل خلاف شرع ہے اور اگر متولی اپنے فعل سے باز نہ آئے تو دیگر مسلمانوں کا فرض ہے کہ مسجد
کا احترام قائم کریں اور اس کو محض نماز و عبادت کے لئے تیار کریں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد پر ملکیت کا دعویٰ

(سوال) زید ایک مسجد کو اپنی خانگی وقف ملکیت بتلاتا ہے اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ حالانکہ
اس مسجد کو زید کے آبا و اجداد نے بنایا ہے ایسا ثبوت نہیں صرف زید متولی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۴۵ ڈاکٹر غلام نبی (ضلع احمد آباد) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۹ مارچ ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۱۱) اس مسجد میں اگر زید نماز پڑھنے کی عام اجازت دیتا ہے تو اس میں نماز کے جواز میں کلام
نہیں اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ وہ عام مسجد نہیں ہے جب بھی نماز جائز ہوگی اب یہ بات کہ آیا وہ مسجد
در حقیقت مسجد ہے یا نہیں اس کے لئے ثبوت درکار ہے زید جو اپنی ملکیت بتاتا ہے اس سے ملکیت کا ثبوت

(۱) قیم المسجد لا يجوز له أن يبني حوانيت في حدود المسجد أو في فئانه لأن المسجد إذا جعل حانوتا أو سكونا
تسقط حرمة وهذا لا يجوز (عالمگیریة) کتاب الوقف، أحكام المسجد ۲/۶۲ ط ماجدیہ (۲) أن المساجد لله
(سورہ جن: ۱۸) قال فی الدر المختار: " أن المسجد إنسا بنی للمکتوبه و توابعها کنافله و ذکر و تدریس علم الخ
(کتاب الجنائز ۲/۲۲۵ ط سعید) جنیوا مساجد کم صبیانکم و مجانینکم و شراء کم و بیعکم و خصوصاً تکم
الحديث (سنن ابن ماجه) باب ما یکره فی المساجد ص: ۵۵ ط میر محمد کتب خانہ کراچی

طلب کرنا چاہیے جو مسجد کہتے ہیں ان سے مسجد کا ثبوت مانگنا چاہیے مسجد کے ثبوت کے لئے تو یہ بھی کافی ہوگا کہ اس میں زمانہ قدیم سے بلا روک ٹوک جماعت کے ساتھ مسلمان نماز پڑھتے چلے آتے ہوں (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز

(سوال) مسجد کی چھت پر نماز جماعت جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۶۹ حکیم غلام احمد (ریاست سروہی) ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۴ء
(جواب ۳۱۲) (از حضرت مفتی اعظم) مسجد کی چھت پر نماز کی جماعت جائز ہے اور اگر گرمی وغیرہ کے عذر کی وجہ سے ہو تو کسی قسم کی کراہت بھی نہیں البتہ بلا عذر ہو تو اس بنا پر کہ جماعت کی اصلی جگہ نیچے کا درجہ اور محراب ہے اوپر جماعت کرنا خلاف اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب) (از مولوی حبیب المرسلین نائب مفتی) تشریح اس کی یہ ہے کہ اگر گرمی کی ایسی شدت ہو کہ خشوع و خضوع قائم نہ رہے تو مسجد کی چھت پر نماز جماعت و سنن و نوافل پڑھنے بھی مکروہ نہ ہوں گے اور اگر اس قدر شدت کی گرمی نہ ہوگی تو مسجد کی چھت پر نماز جماعت وغیرہ مکروہ ہوگی فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔
الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ وهذا اذا شتدت الحریکہ ان یصلوا بالجماعة فوقه الا اذا ضاق المسجد فحينئذ لا یکره الصعود علی سطحه للضرورة کذا فی الغرائب (۲) (جلد خامس ص ۳۵۶) فقط حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) کافروں کے شور کی وجہ سے مسجد کی جماعت کونہ چھوڑیں

(۲) ایضاً (۳) ایضاً

(سوال) اگرہ میں چند ہفتوں سے ہنود نے یہ مشغلہ نکالا ہے کہ جب نماز مغرب کی اذان ہوتی ہے تو بہت سے لوگ جمع ہو کر ناقوس و گھنٹہ اور بے کارے مسجد کے قریب ایسی زور و شور سے لگاتے اور جاتے ہیں اور چلاتے ہیں کہ مسلمانوں کو نماز پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے اور سوائے شور کے کچھ آواز نہیں آتی امام خود بھی اپنی آواز نہیں سن سکتا پس ایسی صورت میں کیا کیا جاوے یا مسجدوں میں نماز نہ پڑھی جائے؟

المستفتی نمبر ۳۸۸ فضل احمد (اگرہ)۔ ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۳) نماز مسجدوں میں ضرور پڑھنی چاہیے اور ہندوؤں کے اس فعل کو آئینی طریقوں سے

(۱) وأما الصلوة فلأنه لا بد من التسليم عند أبي حنيفة الخ والتسليم في المسجد أن يصلی فيه الجماعة بإذنه الخ (عالمگیریہ کتاب الوقف احکام المساجد ۲/۴۵۵ ط ماجدیہ)

(۲) (کتاب الکراہیة الباب الخامس فی آداب المسجد ۵/۳۲۲ ط ماجدیہ کونہ)

روکنے کی کوشش کی جائے مسلمان اپنی طرف سے جھگڑے کی ابتدا ہرگز نہ کریں اور اپنے اسلامی فریضے کی ادائیگی اور معاملے کو آشتی سے سلجھانے کی کوشش کرتے رہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب ۳۱۴) (نمبر ۳۹۰) ہنود کا یہ فعل کہ مسلمانوں کی نماز کے وقت مسجد کے قریب بلکہ اس کے دروازے پر اس قدر شور و شغب کریں کہ مسلمان اپنی نماز ادا نہ کر سکیں اخلاقاً اور قانوناً اور معاشرۃ ہر طرح جرم ہے اور مسلمانوں کو اپنی نماز کی درستی اور صحت اور عبادت کی سلامتی کے لئے اس حرکت کی مدافعت قانونی اور باہمی مفاہمت سے کرنی لازم ہے مساجد کو بند کر دینا جائز نہیں اور نہ اس سے کوئی معتدبہ فائدہ ہو سکتا ہے اگر مسجد کی نماز شور و شغب کی وجہ سے ٹھیک طور پر ادا نہ ہو سکے تو گھر میں جا کر نماز کا اعادہ کر لیں مگر مسجد کو نہ چھوڑیں اس حالت میں مسلمان مظلوم ہیں اور مظلوم کو مدافعت کا حق قانوناً و شرعاً و اخلاقاً حاصل ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ - ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ ۳۰ اگست ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۱۵) (۳۹۱) ایسی نماز یقیناً خراب ہوگی اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کا اطمینان کی جگہ اعادہ کر لیا کریں مگر اس فتنہ کی وجہ سے مساجد میں نماز کی ادائیگی ترک نہ کریں مسجد میں باقاعدہ اذان و نماز و جماعت قائم رکھیں (۳)

ہندوؤں کی اشتعال انگیزی سے صبر و سکون ہاتھ سے نہ دیں اور تمام ممکن تدابیر اور آئینی ذرائع سے اس فتنہ کو دفع کرنے کی کوشش کرتے رہیں اپنی طرف سے جھگڑے کی ابتدا نہ کریں ہندوؤں کے ظالمانہ رویہ کی مدافعت میں مسلمان معذور ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۴ء

مسجد میں غیر مسلم بادشاہ کے لئے دعا مانگنا

(سوال) مساجد جو کہ خالص عبادت اور ذکر اللہ کے واسطے بنائی گئی ہیں ان میں کسی غیر مسلم بادشاہ خصوصاً ایسا جس کی ذات سے اسلام کو کافی نقصان پہنچ چکا ہو اس کی سلامتی کے لئے دعا مانگنی اور اس کی تاج پوشی کی خوشی میں مساجد اللہ میں روشنی کرنی مسلمانوں کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص ایسے بادشاہ کی تعریف میں قصیدہ لکھے اور کہے کہ اے اللہ جب تک باد نسیم چلتی رہے اور پھولوں میں خوشبو باقی رہے ان کے سائے کو ہمارے سر پر قائم رکھ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسا شخص نائب رسول ﷺ کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں؟

(۱) فإن الصلاة في المسجد من أكبر شعائر الدين وعلاماته و في تركها بالكلية أوفى المفسد و نحو آثار الصلوة بحيث تفض إلى قعود هم أكثر الخلق عن أصل فعلها ولهذا قال عبدالله بن مسعود لو صليتم في بيوتكم الخ (مجموعه)

الحديث النووي كتاب الصلاة لابن القيم هل البيت كالمسجد في اداء فضيلة الجماعة ص ۵۵۴ ط (رياض)

(۲) (ایضاً)

(۳) (ایضاً)

المستفتی نمبر ۴۷۵ محمد عطاء الرحمن اجمیر۔ ۲۵ محرم ۱۳۵۴ھ ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء
(جواب ۳۱۶) مساجد اللہ صرف ذکر و عبادت اور احترام شعائر اللہ کے لئے استعمال کی جاسکتی ہیں کوئی
غیر مسلم بادشاہ بلکہ مسلمان ظالم یا فاسق و فاجر بادشاہ بھی اس کا مستحق نہیں کہ اس کے اعزاز و اکرام یا جشن کے
لوازم مساجد میں ادا کئے جائیں غیر مسلم کی زندگی زیادہ ہونے کی دعا کسی خاص وصف مطلوب کی جہت
سے اور اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مشرف باسلام فرمائے مباح ہے مساجد کو روشنی کی بدعت سے
محفوظ رکھنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

- (۱) قادیانی مسلمان ہیں یا نہیں؟
- (۲) مسجد کسی کی ذاتی ملکیت نہیں
- (۳) جھوٹے اور پروپیگنڈہ کرنے والے کی امامت
- (۴) بلاوجہ کسی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے
- (۵) مسجد میں سگریٹ نوشی اور چائے پارٹی
- (۶) مسجد کے لئے دھوکہ دیکر چندہ کرنا

(سوال) (۱) مرزائی خواہ وہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور سے تعلق رکھتے ہوں یا انجمن احمدیہ قادیان
سے 'مسلمان ہیں یا نہیں؟ (۲) انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور نے تمام مسلمانوں سے روپیہ اکٹھا کر کے
برلن میں ۱۹۲۲ء میں مسجد تعمیر کی لیکن وہ مسجد جناب صدر الدین صاحب نمائندہ جماعت احمدیہ لاہور کی
ذاتی ملکیت ہے کیا از روئے احکام اسلام مسجد کسی شخص کی ذاتی جائیداد ہو سکتی ہے (۳) کیا اس مسجد کا امام ایسا
شخص ہو سکتا ہے جس نے اکثر دفعہ مرزائی اخبار پیغام صلح کے ذریعے برلن مشن کے بارے میں محض اس
لئے جھوٹ بولا ہو کہ آمدنی اچھی ہو اور ہندوستان سے زیادہ رقم آئے (۴) کیا اس مسجد کے امام کو حق ہے کہ
ایک جرمن نو مسلم کو مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت کر دے (۵) کیا یہ جائز ہے کہ برلن کی مسجد میں
جرمنوں کو چائے کی دعوت دی جائے اور مسجد میں کرسیاں بچھا دی جائیں اور سگریٹ نوشی ہو (۶) کیا یہ جائز
ہے کہ مسجد کا امام اکثر احمدی رسالوں میں یہ پروپیگنڈا کرے کہ برلن میں اس مسجد میں پانچوں وقت نماز و اذان
ہوتی ہے حالانکہ درحقیقت جمعہ تک کی نماز نہیں ہوتی۔

المستفتی نمبر ۶۲۴ حبیب الرحمن سیکریٹری جماعت اسلامیہ برلن

۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۵ء

(۱) قال اللہ تعالیٰ: "وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا" الآیة (سورہ جن ۱۸) وفي العالمگیریة ولا يجوز
أن يزداد على سراج المسجد سواء كان في شهر رمضان أو غيره قال ولا يزين به المسجد الخ (كتاب الوقف
أحكام المسجد ۲/ ۴۶۱ ط ماجديه)

(جواب ۳۱۷) (۱) مرزائی فرقہ ضالہ کی دونوں شاخیں لاہوری اور قادیانی جمہوری علمائے اسلام کے متفقہ فتوے کے بموجب دائرہ اسلام سے خارج ہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوائے نبوت کیا یہ دعویٰ ان کی تالیفات میں اتنی کثرت اور صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ کسی شخص کو اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی قادیانی جماعت تو اس کا التزام ہی کرتی ہے اور مرزا صاحب کی نبوت ثابت کرنے کے لئے ایزی چوٹی کا زور لگاتی ہے اور لاہوری جماعت اگرچہ التزام نہیں کرتی اور مرزا صاحب کی عبارتوں کی تاویلیں کرتی ہے مگر وہ تاویلیں کسی حالت میں بھی مقبول نہیں ہو سکتیں اس لئے ان کا نبوت مرزا اور دعائے نبوت سے انکار کرنا مفید نہیں اس کے علاوہ اس فرقہ ضالہ کے خارج از اسلام ہونے کے اور بھی وجوہ ہیں (۱)

(۲) اگر کوئی شخص اپنے ذاتی روپے سے بھی مسجد تعمیر کر کے وقف کر دے اور وہ مسجد باقاعدہ مسجد ہو جائے تو اس کو بھی وہ اپنی ذاتی ملکیت قرار نہیں دے سکتا جب کہ وہ خود واقف بھی ہو انتظام کے بعض حقوق رکھتا ہے لیکن اگر وہ مالکانہ حقوق کا مدعی ہو تو خائن قرار دیا جائے گا اور مسجد اس کے قبضہ تولیت سے نکال لی جائے گی اور مسجد جب کہ عام مسلمانوں کے چندے سے تعمیر ہوئی ہو تو پھر تو بنانے والے کو کوئی مزید حقوق حاصل ہی نہیں ہو سکتے بلکہ چندہ دینے والوں کی مرضی سے کوئی جماعت یا کوئی فرد انتظام کے لئے مقرر یا معزول کیا جاسکتا ہے (۲)

(۳) اگر امام کا کاذب ہونا اور جھوٹا پروپیگنڈا کرنا ثابت ہو جائے تو وہ امامت کا اہل نہیں (۳)

(۴) مسجد میں آنے سے کسی کو روکنے کا بلاوجہ شرعی کسی کو حق نہیں اگر کسی کو دخول مسجد سے روکا جائے تو اس کے لئے کوئی شرعی وجہ بیان کرنی لازم ہوگی (۴)

(۵) سگریٹ نوشی مسجد میں حرام ہے اور چائے کی پارٹی دینی بھی ان لوازم کے ساتھ جو فی زمانہ مروج ہیں اور جو احترام مسجد کے منافی ہیں مکروہ ہے (۵)

(۶) اگر مسجد میں بیچ وقت نماز جماعت بلکہ جمعہ کی نماز بھی التزام کے ساتھ نہیں ہوتی تو یہ شائع کرنا کہ مسجد مذکور میں پانچوں وقت اذان و نماز ہوتی ہے کذب صریح اور دھوکہ دہی ہے اور سی طرح اس جھوٹے پروپیگنڈے کی شریعت مقدسہ اجازت نہیں دے سکتی اور اگر اس جھوٹے پروپیگنڈے سے جلب زر مقصود

(۱) وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۶۱ ط سعید)
 (۲) من بنی مسجد الم یزل ملکہ عند حتی یفرزہ عن ملکہ بطریقہ و یأذن بالصلوة فیہ، أما الإفراد فلا ینالہ لا یخلص للہ تعالیٰ فلو جعل وسط دارہ مسجداً و أذن للناس فی الدخول والصلوة فیہ إن شرط فیہ الطریق صار مسجداً الخ (عالمگیریہ، کتاب الوقف، الفصل الأول فیما یصیرہ مسجداً ۲/۴۵۴ ماجدیدیہ، کونہ) قال فی البحر، قدمنا أن الولاية للواقف ثابتة مدحیاً ته الخ (رد المختار، کتاب الوقف، مطلب ولاية نصب القیم للواقف ۴/۴۲۱ ط سعید)
 (۳) قال فی التنویر، ویکره امامة عبد أعرابی و فاسق الخ (باب الإمامة ۱/۵۵۹ ط سعید)
 (۴) ومن أظلم ممن مع مساحد اللہ أن یدکر فیہا اسمہ الآیة (البقرة: ۱۱۴)
 (۵) عن جابر قال: " قال رسول اللہ ﷺ: من أکل هذه الشجرة الممتنة فلا یقربن من مسجدنا فإن الملائكة تتأذى مما یتأذى منه الإنس (مسلم ۱/۲۰۹ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ہو تو اس کی قباحت دو چند ہو جاتی ہے (۱)

- (۱) مسجد کا احترام واجب ہے
 - (۲) مسجد میں کیا کیا نیک کام کر سکتے ہیں؟
 - (۳) مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا
 - (۴) سوال مثل بالا
 - (۵) مسجد میں نعت خوانی اور مٹھائی تقسیم کرنا
 - (۶) جماعت کے بعد تنہا نماز پڑھیں
 - (۷) مشرک کے لئے دعائے مغفرت کرنا ممنوع ہے
 - (۸) بلند آواز سے درود پڑھنے کا حکم
 - (۹) تلاوت کرنا فرض نہیں، سننا فرض ہے
 - (۱۰) مسجد کی دیوار پر دکاندار کا بورڈ لگانا
 - (۱۱) امام کو مقتدیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھنا چاہئے
 - (۱۲) کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا
 - (۱۳) میلاد میں قیام کرنا بدعت ہے
 - (۱۴) چندہ کر کے قرآن خوانی کرنا
 - (۱۵) مسجد کی دیوار پر لگے ہوئے بورڈ کو اتارا جائے
- (سوال) مندرجہ ذیل مسائل میں شرعی حکم تحریر فرمائیں -
- (۱) احترام مسجد (۲) مسجد میں نماز کے علاوہ دیگر نیک کام کیا کیا کر سکتے ہیں (۳) مسجد میں ہر نماز کے بعد یا کسی نماز کے بعد کلمہ شریف یا درود شریف جب کہ جماعت سے علاوہ دوسرے اور نمازی بھی اپنی نماز ادا کر رہے ہوں بلند آواز سے پڑھنا کہ دوسروں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہو (۴) علاوہ ازیں کوئی نماز بھی نہ ہو تو باآواز بلند کلمہ شریف یا درود شریف مسجد میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵) مسجد میں اس جگہ جہاں جماعت ہوتی ہو یعنی محراب مصلیٰ میں بیٹھ کر ختم کلام پاک کرنا اور محراب مصلیٰ کے نزدیک نعت خوانی باآواز بلند کرنا اور ایسی تقریب میں چائے بسکٹ پان وغیرہ تقسیم کرنا اور گلاب چھڑکنا جب کہ اور نمازی اپنی نماز ادا کر رہے ہوں جائز ہے یا نہیں (۶) مسجد میں جماعت کی نماز کے علاوہ جس شخص کو جماعت نہ ملی ہو اس نمازی کو اپنی نماز ادا کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ (۷) مسجد میں مشرک کے لئے دعائے مغفرت مانگ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۱) قال فی الدر المختار واکل نحو نوم و يمنع منه کذا کل مودو لو بلسانہ (کتاب الصلوٰۃ احکام المسجد

(۸) نماز کے بعد مسجد میں چند آدمی کلام پاک کی تلاوت کرتے ہوں اور وہیں چند آدمی باواز بلند درود شریف پڑھتے ہوں دونوں میں راہ راست پر کون ہے؟ (۹) کلام پاک کا پڑھنا فرض ہے یا غور سے سننا؟ (۱۰) مسجد کے بیرونی حصے یعنی دروازہ صدر پر ایک دوکاندار نے اپنی جانب سے بائیسکوپ کا تصویر دار بورڈ لگایا ہوا ہے، شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ (۱۱) مقتدی اور امام میں کسی مسئلے پر اتفاق نہ ہو تو مقتدی کو امام یہ کہہ سکتا ہے کہ جاؤ مجھے تمہارے جیسے مقتدیوں کی کوئی پروا نہیں چاہے میرے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ (۱۲) جب کہ مسجد میں میلاد شریف کر لیا جائے اس میں سلام ختم الانبیاء کی ذات و صفات کے لئے بیٹھ کر پڑھنا یا کھڑے ہو کر پڑھنا دونوں صورتوں میں کون سی صورت جائز ہے؟ (۱۳) میلاد شریف کا کرانا یا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو کس صورت میں اور ناجائز ہے تو کس صورت میں؟ (۱۴) کسی شیعہ سے چندہ لیکر کلام پاک کا ختم کرنا اور مسجد میں نعت خوانی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مسجد اہل سنت والجماعت کی ہے (۱۵) سوال نمبر ۱۰ کے متعلق متولی مسجد و کارکنان مسجد کو شرعاً یہ اختیار ہے کہ بائیسکوپ کی تصویر والے بورڈ کو مسجد سے اترا دے یا نہیں؟ اگر متولی یا کارکنان مسجد اس پر غور نہ کریں تو عام مسلمانوں کو یہ اختیار ہے کہ اس بورڈ کو اتار پھینکیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۳۲ عبدالمجید خاں (شملہ) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۱۸) (۲) ہر مسلمان پر مسجد کا شرعی احترام لازم ہے اس کا احترام یہ ہے کہ اس میں نماز اور ذکر اللہ کیا جائے اور اسکو پاک و صاف رکھا جائے شور و غل بیع و شرا سے بچایا جائے وغیرہ (۱) (۳) دوسرے نمازی نہ ہوں تو بلند آواز سے کلمہ یا قرآن مجید پڑھنا جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ آہستہ پڑھے (۲) (۴) جو فعل کہ نمازیوں کی نماز میں خلل پیدا کرے یا مسجد کو ملوث کرے یا شور و شغب ہو وہ مکروہ ہے (۲) (۶) ہاں وہ مسجد میں اپنی نماز ادا کر سکتا ہے اس کو اس کا حق ہے (۴) (۷) مشرک کے لئے دعائے مغفرت ممنوع ہے مسجد میں ہو یا اور کہیں (۵) (۸) بلند آواز سے ایسی حالت میں درود شریف پڑھنا کہ ذکر و تلاوت و نماز میں خلل

(۱) قال اللہ تعالیٰ: "وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ الْآيَةَ (سورة جن ۱۸) فيجب تنزيه المسجد عنه كما يجب تنزيهه من المخاط والبلغم الخ (رد المحتار) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها' مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱/ ۶۶۰ ط سعید) عن وائلة بن الأسقع أن النبي ﷺ قال: "جنبوا مساجدكم و صبيانكم و مجانينكم و شراءكم و بيعكم و خصوصاً تكلم و رفع أصواتكم الخ (سنن ابن ماجه) باب ما يكره في المساجد' ص ۵۵ ط مير محمد كتب خانہ كراچی)

(۲) قد أجمع العلماء على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها إلا أن يشوش جهرهم على نائم أو مصل أو قارئ الخ (رد المحتار) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها' مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱/ ۶۶۰ ط سعید)

(۳) عن وائلة بن الأسقع أن النبي ﷺ قال: جنبوا مساجدكم صبيانكم الحديث (ابن ماجه)

(۴) لو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى فيه أهله يصلون واحد انا الخ (رد المحتار) باب الإمامة ۱/ ۶۶۰ ط سعید)

(۵) ما كان للنبي والدين امنو أن يستغفروا للمشركين ولو كانوا أولى قرى (سورة توبه: ۱۱۳)

پڑھ کر وہ ہے (۱) (۹) تلاوت کرنا فرض نہیں ہے لیکن سننا فرض ہے (۲) (۱۰) اس کو مسجد کی دیوار پر بورڈ لگانے کا حق نہیں (۱) (۱۱) یہ گفتگو امام کے شایان شان نہیں ہے آہستگی سے مسئلہ سمجھا دینا اور اختلاف رفع کر دینا چاہیے (۱۲) مسجد میں صلوة و سلام پڑھنا جائز ہے مگر کھڑا ہونا ضروری نہیں بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے ہیں قیام کو ضروری سمجھنا ناجائز ہے (۱۳) میاں و شریف کی مروجہ صورت اور تمام قیود و شرائط جو رواج پذیر ہیں بدعت ہیں (۴) ہاں آنحضرت ﷺ کے حالات اور سیرت مقدسہ صحیح روایتوں سے بیان کی جائے تو موجب خیر و برکت ہے (۱۴) چندہ لیکر قرآن خوانی یا نعت خوانی کرنا ہی درست نہیں (۵) (۱۵) ہاں متولی اور نمازیوں کو اس کی کوشش کرنی چاہیے کہ دکاندار اس بورڈ کو وہاں سے اتار لے (۶)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ (جواب مکرر ۳۱۹) (۸۴۲) (۱) مسجد کا احترام یہ ہے کہ اس میں نماز اور ذکر اللہ کیا جائے اور اس کو نجاست، میل پچیل، شور و شغب، بیع و شراء سے محفوظ رکھا جائے اور کوئی ناجائز بات اس کے اندر نہ کی جائے (۲) و (۸) جب کہ مسجد میں نماز پڑھنے والا کوئی نہ ہو تو اس میں ذکر اللہ یا تلاوت قرآن مجید یا اور کچھ کلام خیر جہر پڑھنا جائز ہے۔

(۳ و ۶) جن لوگوں کو جماعت نہیں ملی ان کو مسجد میں نماز ادا کرنے کا حق ہے اور ان کی نماز کے درمیان میں کسی کو زور زور سے ذکر کرنے کا یا تلاوت کرنے یا درود و اشعار پڑھنے کا حق نہیں ہے۔ (۵) چائے بسکٹ کھانا کھلانا اگر بطور اجرت ذکر کے ہو تو ناجائز اور بطور اجرت کے نہ ہو تو مباح ہے مگر اس شرط سے کہ مسجد کا فرش ملوث نہ ہو۔

(۱۰) اگر اس شخص نے مسجد کی دیوار پر چسپال کیا ہے تو قطعاً ناجائز ہے اور اگر اپنی دیوار پر کیا ہے تو یہ بات کسی قدر احترام مسجد کے خلاف ہے اس لئے نرمی اور حسن تدبیر سے اس کو علیحدہ کر دینا چاہیے۔ (۱۴) ہاں مسجد میں یا اس کی جائیداد متعلقہ میں کوئی ایسا فعل جو احترام مسجد کے خلاف ہو اور اتفاق طور پر ناجائز ہوتا ہو اور امام اور متولی اسے نہ روکیں تو مسلمانوں کو روکنے کا حق ہے۔

(۱) وفي حاشية الحموي للشعراني "قد اجمع العلماء سلفا و خلفا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها الا ان يشوش جنيرهم على نائم او فصل او قارى الخ (رد المحتار) كتاب الصلاة" مطلب في رفع الصوت بالذکر ۱/ ۶۶۰ ط سعید

(۲) واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون (سورة الاعراف: ۲۰۴)

(۳) ولا يجوز أخذ الأجرة منه ولا أن يجعل شيئا منه مستغلا ولا سكنى الخ (در مختار) وفي الشامية "قلت" وبه علم حكم ما يصنعه بعض حيران المسجد من وضع جذوع على جداره فإنه لا يحل ولو دفع الأجرة الخ (كتاب الوقف) أحكام المسجد ۴/ ۳۵۸ ط سعید

(۴) عن عائشة قالت قال النبي ﷺ: "من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد" (بخاری)

(۵) قال تاج الشريعة في شرح الهداية: "إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارى وقال العيني في شرح الهداية" وسمع القارى للدنيا والأخذ والمعطى آثمان الخ (رد المحتار) الإجارة الفاسدة" مطلب في عدم جواز الاستنحاز على التلاوة ۶/ ۵۶ ط سعید

(۶) فيجب هدمه ولو على جد المسجد ولا يجوز أخذ الأجرة منه ولا أن يجعل مسكنا الخ (الدر المختار) كتاب الوقف أحكام المسجد ۴/ ۳۵۸ ط سعید

محمد کفایت اللہ۔ ۱۶ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۹ اپریل ۱۹۳۶ء

مسلمان حاکم پر مسجد کا قیام لازم ہے
(سوال) شرعاً مسجد کا انتظام کرنا قاضی شرع پر فرض و لازم ہے کہ نہیں؟
(جواب ۳۲۰) مسجد کا انتظام کرنا مسلمانوں پر لازم ہے جہاں باختیار مسلمان حاکم ہو تو اس پر لازم ہے کہ نماز کے لئے مسجد بناوے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسجد کے نیچے کی دکانوں کی آمدنی مسجد میں خرچ کی جائے
(سوال) ایک مسجد جس کے نیچے خلا ہو (یعنی دکانیں ہوں) اس میں نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ ایسی دکانیں جن پر مسجد کی بنیاد ہو مسجد کی ملک ہو سکتی ہیں یا کسی اور شخص کی جو ان کا کرایہ وصول کر کے کچھ مسجد پر صرف کر دیتا ہو اور کچھ اپنے صرف میں لاتا ہو۔

المستفتی نمبر ۹۵۵ ڈاکٹر محمد یاسین (کرنال) ۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۲۱) جس مسجد کے نیچے دکانیں ہوں اسکے نماز پڑھنی درست ہے مسجد کے نیچے کی دکانیں مسجد ہی کی ملک ہو سکتی ہیں کسی دوسرے کی ملک نہیں ہو سکتیں نہ کوئی دوسرا ان کی آمدنی میں بحیثیت شریک ملکیت کے حقدار ہو سکتا ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنوانا مکروہ ہے
(سوال) ایک مسجد میں بیٹھ کر امام مسجد حجامت بنواتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اس کا ایمان کامل ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۸۷۸ رفیق میر محمد یعقوب صاحب میر (گجرات پنجاب)

۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۲۲) مسجد میں بیٹھ کر حجامت بنوانا مکروہ ہے مگر اس درجہ کا گناہ نہیں ہے کہ موجب فسق ہو اور اس کی وجہ سے امامت ناجائز ہو جائے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

مسجد کے حصے کو گودام بنانا جائز نہیں
(سوال) ایک مسجد قبرستان میں ہے اس کے مستقف حصے یعنی دالان کو زید نے لوہے کا جنگلہ اور جالی لگا کر

(۱) وإذا جعل تحته سرداباً بالمصالحة أي المسجد جاز (درمختار) قال الشامي: "وظاهره أنه لا فرق بين أن يكون البيت للمسجد أولاً إلا أنه يؤخذ من التعليل أن محل عدم كونه الخ (كتاب الوقف) مطلب في احكام المسجد ۳۵۷/۴ ط سعید
(۲) فلا يجوز الا استباح بدهن نجس فيه ولا تطينه بنجس ولا البول والفضد فيه، ولو في إناء الخ (الدر المختار) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/۶۵۶ ط سعید

قفل لگا دیا ہے اور اس میں الماریاں کتب احادیث وفقہ اگالداں، منکے، صراحیاں، ٹرنک اور بستر وغیرہ رکھ کر مال گودام بنا لیا ہے اور قبضہ جمالیہ ہے اور اس کا نام زروبہ گور غریباں رکھ کر اپنے نام سے منسوب کر دیا ہے اب اسے کہا جاتا ہے کہ اپنا مال گودام سے ہٹاؤ تو کہتا ہے کہ مسجد ویران تھی میں نے اس کو آباد کیا تھا پہلے اس میں بہت کم کوئی نماز پڑھتا تھا اب اس کے صحن میں نماز پڑھنے سے کوئی چیز خارج نہیں بلکہ اکثر نماز ہوتی ہے نیز دالان میں جس پر قفل لگا ہوا ہے حدیث وفقہ کی کتابیں ہیں اگر یہ چیزیں ہٹا دی گئیں تو میں پھر مسجد کی صفائی کا ذمہ دار نہیں یہ ویران ہو جائے گی دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا کوئی شخص کسی ویران مسجد کی صفائی رکھے اور اس کے صحن میں اقامت الصلوٰۃ کے لئے سہولت کا انتظام کر دے تو کیا اس کے صلے میں اس کو حق ہے کہ مسجد کے دالان (سقف حصہ) پر قبضہ کر کے جس میں محراب و ممبر ہے اس کو بند رکھ سکے اور رہائش و مال گودام کے کام میں لاسکے خصوصاً جب کہ بارش یا دھوپ و گرمی کی وجہ سے صحن میں نماز پڑھنا ناممکن ہو جائے تو اس حالت میں بھی کیا وہ شخص سقف حصے کو بند رکھنے کا مجاز ہے؟ فقط

المستفتی نمبر ۱۱۰۳ احمد حسین بیگ صاحب طبیب دہلوی (اجمیر شریف)

۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۲۳) مسجد نماز کے لئے ہے نہ کہ گودام بنانے کے لئے اور حفاظت کے صلے میں اس کو مال گودام بنانے کا حق نہیں فوراً اس کو خالی کر کے نماز و جماعت کے کام میں لانا چاہیے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(الجواب صحیح) مسجد مسجد ہونے کے بعد قیامت کے قائم ہونے تک مسجد ہی رہتی ہے اور اس کے آداب و حرمت ہر وقت مسلمانوں پر واجب ہے گودام بنانا مسجد کو مسجد کی نہایت بے حرمتی ہے اور گودام بنانے والا سخت گناہ گار ہو گا جو بے حرمتی کرنے مسجد کے۔ فقط

حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

مسجد کو مقفل کر کے بند کر دینا درست نہیں

(سوال) ایک مسجد جس میں لوگ جمعہ و نماز پنجگانہ باجماعت مدت تک ادا کرتے رہے ہوں اور عرف عام میں مسجد مشہور ہو بلکہ کاغذات سرکار میں بھی مسجد کا اندراج باقاعدہ ہو اور بعد میں کسی وجہ سے مسجد کو مقفل کر کے مسلمانوں کو اس میں عبادت کرنے سے محروم کر دیا جائے تو ایسی صورت میں کیا مسجد کی حیثیت میں کوئی فرق آجاتا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۱۹۰ غلام قادر صاحب (ریاست فریدکوٹ)

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(۱) ولا أخذ الأجرة منه ولا أن يجعل شيئاً منه مستغلاً ولا سكنى الخ (الدر المختار، کتاب الوقف، أحكام المسجد ۴/۳۵۸ ط سعید)

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) جب کسی مسجد میں بعد تعمیر کے بہ اجازت بانی مسجد کے اذان و نماز باجماعت ایک مرتبہ بھی ہو جائے گی تو یہ مسجد تا قیام قیامت مسجد ہی رہے گی اور نمازیوں کا حق نماز پڑھنے کا اس میں قیامت کے قائم ہونے تک رہے گا جو شخص کہ اس کو مقفل کر کے نمازیوں کو نماز پڑھنے سے روکے گا تو یہ شخص بڑے سخت گناہ کا مرتکب ہوگا۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ و سعی فی خرابہا الا یہ (۱) لہذا اس شخص پر لازم ہے کہ اس بیجا حرکت سے توبہ کرے اور مسجد کے قفل کو کھول کر نمازیوں کو نماز پڑھنے دے ورنہ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کے ساتھ میل جول ترک کر دیں تاکہ یہ پریشان ہو کر توبہ کر لے فقط واللہ اعلم اجابہ و کتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ۔

نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۳۲۴) (از حضرت مفتی اعظم نور اللہ مصلح) جب بانی مسجد کسی جگہ کو مسجد قرار دیدے اور اس کی اجازت سے اس میں ایک مرتبہ نماز باجماعت ہو جائے تو قیامت تک وہ مسجد رہتی ہے اسے بند کرنا اور نماز سے روکنا ظلم عظیم ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ضرورت کی وجہ سے دوسری مسجد بنانا

(سوال) قصبہ جاکھولی ضلع ربتک میں ایک جامع مسجد خام عرصہ ۳۶ سال سے قائم ہے اور تادم تحریر اذان، جماعت، پنجگانہ، نماز جمعہ، جملہ امور بہ اہتمام تمام انجام دیئے جا رہے ہیں اس کے علاوہ کوئی دوسری مسجد اس قصبہ میں موجود نہیں ہے اب مسلمانان قصبہ نے اس کی عمارت پختہ کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ ہندوؤں نے پختہ تعمیر کرنے سے انکار کر دیا مسلمانوں نے اس کے متعلق عدالت دیوانی میں استغاثہ دائر کر دیا ہندو بھڑک اٹھے اور مسلمانوں کا کیم جنوری ۱۹۳۳ء سے سوشل بائیگاٹ کر دیا اس پر فوجداری مقدمہ قائم ہوا اور اس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی ضمانتیں ۱۴-۱۴ مردمان کی بحساب دو ہزار روپے فی کس تا فیصلہ عدالت مجاز نے حاصل کر لیں مقدمات جاری ہیں، مسلمان پریشان ہیں۔

(۲) عدالت مجاز اور پولیس افسران اور ہندوؤں کی یہ مرضی ہے کہ مسلمان مسجد جامع متنازعہ کے بجائے کسی دوسرے مقام پر پختہ مسجد بنالیں اور اس مسجد مذکور کو بدستور رہنے دیا جائے تو معاملہ رفع ہو سکتا ہے اور نیز یہ بھی ان کا وعدہ ہے کہ مسجد متنازعہ کی بے حرمتی نہ کی جائے گی وہ بدستور رہنے کے بعد نماز، اذان، جمعہ، جملہ امور شرعیہ انجام دینے کی اجازت ہوگی اور اس مسجد کے جملہ حقوق محفوظ رہیں گے تو کیا مسلمان ایسی صورت

(۱) (البقرة: ۱۱۴)

(۲) ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ و سعی فی خرابہا الا یہ (البقرة: ۱۱۴) التسليم فی المسجد ان تصلى فیہ الجماعة یاذنہ الخ (عالمگیریة) کتاب الوقف الفصل الاول فیما یصر بہ مسجدًا ۴۵۵/۲ ط ماجدیہ کونئہ) قال فی التنبیور و شرحہ: "ولو حارب ما حوله" واستغنی عنہ یبقی مسجدًا عند الإمام والثانی ابدأ الی قیام الساعة" وہ یفتی الخ (کتاب الوقف احکام المسجد ۴/۳۵۸ ط سعید)

میں اس جامع مسجد خام کو کچی ہی رہنے دیں اور اس کی جگہ اور حقوق کو محفوظ رکھتے ہوئے دوسرے مقام پر مسجد پختہ تعمیر کر لیں تو کوئی باعث گناہ کا تو نہ ہوگا اور جب کہ ہندو لوگ کثیر التعداد ہیں اور مسلمان اقلیت میں تو کیا رفع فساد و شر کے لئے ایسا کرنے کی اسلامی اجازت بھی ہے یا نہیں؟

(۳) کیا اس دوسری جدید پختہ مسجد میں نماز و واجبات و جملہ امور مفروضہ درست ہوں گے یا نہیں؟
 (۴) ان جملہ امور کے متعلق نص قرآنیہ و احادیث کا بھی حوالہ دیا جائے تاکہ حکام مجاز کی تسلی اور عام مسلمانوں کو آگاہی ہو۔ المستفتی نمبر ۱۳۷۳ سلیم الدین احمد، خالد حمیدی، عمر الہی (معرفت مولوی سکندر دین صاحب) مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی ۲۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۷ جون ۱۹۳۷ء
 (جواب ۳۲۵) اگر مسجد مذکور بدستور مسجد ہی رہے اور اس میں اذان و نماز باجماعت کے تمام حقوق قائم رہیں اور اس بات پر نزاع رفع ہوتا ہو کہ اس کی عمارت پختہ نہ کی جائے بلکہ پختہ مسجد دوسری جگہ تعمیر کر لی جائے اور مسجد خام کو خام ہی رہنے دیا جائے تو مسلمان اس فیصلے پر عمل کرنے میں گناہ گار نہ ہوں گے اور دوسری پختہ مسجد میں جو مسلمان بنائیں گے نماز و اذان و جمعہ سب امور ادا کرنا جائز ہوگا (۱)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مسجد کے اندر حلقہ ذکر منعقد کرنا

(سوال) کیا مسجد کے اندر حلقہ ذکر کرنا درست ہے بشرطیکہ مصلیوں کو یا آس پاس سونے والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ المستفتی نمبر ۱۵۲۲ خواجہ عبدالمجید شاہ صاحب (بنگال)
 ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جون ۱۹۳۷ء
 (جواب ۳۶۲) مسجد کے اندر ذکر منعقد کرنا مباح ہے بشرطیکہ کسی نمازی کی نماز میں یا کسی سونے والے کی نیند میں خلل انداز نہ ہو اور ذکر بھی زیادہ شور و شغب اور افعال مکروہہ پر مشتمل نہ ہو۔ (۲)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

نماز فجر کے بعد ترجمہ قرآن کا درس دینا

(سوال) (۱) مسجد حنفیہ کا امام صبح نماز سے فارغ ہو کر مسجد مذکور میں قرآن عزیز کا ترجمہ کرتا ہے امام مذکور کا ترجمہ قرآن بیان کرنا اہل حدیث کو خوش نہیں آتا وہ چاہتے ہیں کہ یہاں ترجمہ قرآن نہ ہو اور وہ ہمیشہ صبح کی

(۱) وتؤدی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقاً الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعید)
 (۲) قال الشامي: " وفي حاشية الحموي للشعراني: " أجمع العلماء سلفاً و خلفاً على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها إلا أن يشوش جهرهم على نائم أو مصل أو قارئ الخ (باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها، مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱/ ۶۶۰ ط سعید)

نماز ختم ہونے کے بعد اگر اپنی الگ الگ نماز پڑھتے ہیں اور یہ نماز کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے کہ جس وقت تک قرآن کا ترجمہ ہوتا رہتا ہے جب ترجمہ ختم ہوتا ہے تو پھر یہی لوگ امام صاحب سے لڑتے ہیں کہ یہاں پر لوگ نماز پڑھتے ہیں اور تم ترجمہ کر رہے ہو یہ کہاں جائز ہے ترجمہ بند کرو۔ ایسی صورت میں امام صاحب کو قرآن مجید کا ترجمہ بیان کرنا نماز فجر سے فارغ ہو کر جائز ہے کہ نہیں۔

(۲) امام مذکورہ بالا نے مصلین سے کہا کہ تم اپنے مسلک کے مطابق آئین بالبحر کہو مگر ضد میں آکر ایزی چوٹی کا زور لگا کر مسجد کو سر پر نہ اٹھاؤ تو انہوں نے اس کے بالکل برعکس عمل کیا اور بچوں اور جوانوں نے بہت چیخ کر آئین کہی تاکہ یہ لوگ اور چڑیں اور کوئی بولے تو اس سے لڑیں برابر میں اہل حدیث کی مسجد ہے یہ لوگ اس میں نماز نہیں پڑھتے مسجد حنفیہ میں آتے ہیں کیا لوگوں کے جلانے اور چڑانے کے لئے آئین اتنی بلند آواز سے پکارنا جائز ہے؟

(۳) مذکورہ بالا قسم کے اہل حدیث صاحبان کو مسجد میں غل شور اور لڑائی جھگڑے کے لئے نماز کے یہاں آنے دینا جائز ہے کہ نہیں؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب) (از مولانا مظہر اللہ صاحب) (۱) بعد نماز فجر مسائل دینیہ کا بیان اور ترجمہ قرآن کرنا نہایت مستحسن امر ہے جو لوگ جماعت کے بعد نماز کے لئے آتے ہیں ان کو چاہیے کہ کسی علیحدہ مقام پر یا اپنی مسجد میں جا کر نماز پڑھیں (۲) امام صاحب صحیح فرماتے ہیں ان لوگوں کو اس پر عمل کرنا چاہنیے جہر پر عمل صرف اتنی آواز سے ہو سکتا ہے کہ قریب کا آدمی اس کو سن لے جو لوگ اپنی مسجد چھوڑ کر محض فساد کے لئے اس مسجد میں آتے ہیں ان کو روکنا ان پر واجب ہے جو روکنے پر قدرت رکھتے ہیں (۲)

مہر مسجد فتح پوری۔ محمد مظہر اللہ غفرلہ امام جامع فتح پوری دہلی
(جواب ۳۲۷) (از حضرت مفتی اعظم) قرآن مجید کا ترجمہ بیان کرنا ایک بہتر صورت ہے مگر نمازیوں کا خیال رکھنا لازم ہے قرآن مجید کا ترجمہ آفتاب نکلنے کے بعد شروع کیا جائے تاکہ وقت کے اندر نماز پڑھنے والوں کی نماز میں خلل نہ آئے جواب نمبر ۲ و نمبر ۳ صحیح ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسجد میں افطار اور شیرینی تقسیم کرنا

(سوال) (۱) ہمارے یہاں رواج ہے کہ اکثر مسجد میں مولود شریف پڑھواتے ہیں اور کچھ شیرینی وغیرہ مسجد ہی میں تقسیم کرتے ہیں یہ جائز ہے یا ناجائز؟

(۱) أما للتدریس أو للتذکیر فلا لأنه ما بنی له وإن جاز فیہ ولا یجوز التعلیم فی دکان فی فناء المسجد عند أبی حنیفة و عندہما یجوز (البحر الرائق، فصل فی المسجد ۳۸/۲ ط بیروت)

(۲) وأکل نحو ثوم و یمنع منه و کذا کل موذ ولو بلسانہ الخ (الدر المختار، باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا ۶۶۱/۱، ۶۶۲ ط سعید)

(۳) أما للتدریس أو للتذکیر فلا الخ (البحر الرائق، ۳۸/۲ ط بیروت)

(۲) نیز رمضان شریف میں افطاری مسجد میں سب مصلی کرتے ہیں، یہ بھی جائز ہے یا نہیں؟
 المستفتی نمبر ۲۰۲۱ محمد مقبول الرحمن (سلسلہ) ۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۷ء
 (جواب ۳۲۸) (۱) مسجد میں کوئی چیز تقسیم کر دینی درست ہے بشرطیکہ مسجد کو ملوث کرنے والی چیز نہ ہو (۱) (۲) مسجد میں افطار کرنا جائز ہے مگر مسجد ملوث ہونے سے محفوظ رکھا جائے (۲)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) صبح کی نماز کے لئے چراغ جلانا

(۲) مسجد میں میلاد کے اشعار پڑھنا

(سوال) متعلقہ روشنی مسجد

(جواب ۳۲۹) اگر صبح کی نماز کسی بند جگہ پڑھی جاتی ہو اور وہاں اندھیرا ہو تو چراغ جلانے میں کچھ حرج نہیں۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب ۳۳۰) مسجد میں شور و شغب کرنا اور ایسے اشعار پڑھنا جن کا مضمون صحیح نہیں ہو تا جو اکثر میلاد خوال پڑھا کرتے ہیں بے شک ناجائز ہے (۲)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مسجد میں ریاضت (ورزش)

(سوال) متعلقہ ورزش در مسجد

(جواب ۳۳۱) مسجد میں ریاضت (کسرت) کے لئے تیز رفتاری کرنا اس صورت سے مباح ہے کہ رفتار کے اثناء میں کچھ ذکر بھی کرتا رہے اور اسی ذکر کو اصل مقصد رکھے اور کسی نماز پڑھنے والے یا ذکر کرنے والے کو اذیت نہ پہنچے (۲)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کو پاک اور صاف ستھرا رکھا جائے

(سوال) مسجد کے احکام متعلقہ صفائی و نظافت

(جواب ۳۳۲) قال رسول الله ﷺ من اكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن

(۱) فيجب تنزيه المسجد عنه كما يجب تنزيهه عن المخاط والبلغم (رد المحتار) مطلب في رفع الصوت بالذكر (۱/ ۶۶۰ ط سعید)

(۲) (ايضا)

(۳) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: "نهى رسول الله ﷺ عن البيع والابتاع و عن تناشد الأ شعار في المساجد (ابن ماجه) باب ما يكره في المساجد ص ۵۴ ط قديمي كتب خانه كراچي)

(۴) أجمع العلماء سلفاً و خلفاً على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها إلا أن يشوش جهرهم على نائم أو مصل أو قارئ (رد المحتار) باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها مطلب في رفع الصوت بالذكر (۱/ ۶۶۰ ط سعید)

مسجدنا (الحديث بخاری ۱۱) و مسلم (۲) مشکوة (۳) البزاق فی المسجد خطیئة (الحديث بخاری ۴) و مسلم (۵) مشکوة (۶) وجدت فی مساوی اعمالها النخامة فی المسجد لا تدفن (مسلم ۷) مشکوة (۸) امر رسول الله ﷺ ببناء المسجد فی الدووان ینظف و یطیب (ابوداؤد ۹) ترمذی (۱۰) ابن ماجه (۱۱) مشکوة (۱۲) قال رسول الله ﷺ اذا رأیتم الرجل یتعاهد المسجد فاشهدوا له بالایمان (الحديث ترمذی ۱۳) ابن ماجه (۱۴) دارمی (۱۵) مشکوة (۱۶) رای النبی ﷺ نخامة فی القبلة فشق ذلك علیه حتی رئی فی وجهه فقام فحكه بیده (الحديث بخاری ۱۷) مشکوة (۱۸) جنبوا مساجدکم صیبانکم و مجانینکم و بیعکم و شراءکم و رفع اصواتکم (الحديث منذری رد المختار ص ۴۶۱ ج ۱) و کره تحریما الوطی فوقه و البول و التغوط و اتخاذه طریقا بغير عذرواد خال نجاسة فيه و علیه فلا يجوز الا ستصباح بدهن نجس فيه و لا تطیینه بنجس و لا البول و الفصد فيه و لو فی اناء (درمختار) لا یدخل المسجد من علی بدنه نجاسة (رد المختار ۲۰) عن الهندیة ص ۴۶۱ ج ۱) کره تحریما البول و التغوط فوقه لانه مسجد الی عنان السماء (درمختار) و کذالی تحت الثری (رد المختار) (۲۱)

- (۱) (باب ماجاء فی الثوم و البصل و الکرات ۱/۱۱۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۲) (باب النهی من أکل ثوماً أو بصلاً الخ ۱/۲۰۹ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۳) (باب المساجد و مواضع الصلاة ۱/۶۸ ط سعید)
- (۴) (باب كفارة البزاق فی المسجد ۱/۵۹ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۵) (باب النهی عن البزاق فی المسجد ۱/۲۰۷ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۶) (باب المساجد و مواضع الصلاة ۱/۶۹ ط سعید)
- (۷) (باب النهی عن البزاق فی المسجد ۱/۲۰۷ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۸) (باب المساجد و مواضع الصلاة ۱/۶۹ ط سعید)
- (۹) (باب اتخاذ المساجد فی الدور ۱/۷۲ ط مکتبه امدادیہ ملتان)
- (۱۰) (باب ما ذکر فی تطیب المساجد ۱/۱۳۰ ط سعید)
- (۱۱) (باب تطهیر المساجد و تطیبها ص ۵۵ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۱۲) (باب المساجد و مواضع الصلوة ص ۶۹ ط سعید)
- (۱۳) (باب ماجاء فی حرمة الصلاة ۲/۲۰ ط سعید)
- (۱۴) (باب المساجد و انتظار الصلاة ص ۵۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۱۵) (باب المحافظة علی الصلوات ۱/۳۰۲ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۱۶) (باب المساجد و مواضع الصلاة ص ۶۹ ط سعید)
- (۱۷) (باب حک البزاق بالیدین فی المسجد ۱/۵۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۱۸) (باب المساجد و مواضع الصلاة ص ۶۹ ط سعید)
- (۱۹) (باب ما یکره فی المساجد ص ۵۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
- (۲۰) (باب ما یفسد الصلاة و ما یکره فیها ۱/۶۵۴ ط سعید)
- (۲۱) (ایضاً)

زیر تعمیر مسجد میں جو تاپہن کر جانا

(اخبار الجمعیتہ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) صحن مسجد زیر تعمیر جس میں صفائی وغیرہ ابھی نہیں ہوئی ہے اس میں نمازیوں کا جو تاپہن کر جانا کیسا ہے؟

(جواب ۳۳۳) بہتر یہی ہے کہ جو تاپہن کر جائیں تاہم اگر جو تاپہن ناپاک نہ ہو تو مباح ہے (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ

قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا

(سوال) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے قصد سونا کیسا ہے؟

(جواب ۳۳۴) قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا خلاف ادب ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

احاطہ مسجد میں خرید و فروخت ممنوع ہے

(اخبار الجمعیتہ مورخہ ۵ اگست ۱۹۲۹ء)

(سوال) احاطہ مسجد میں بیٹھ کر امام مسجد اپنا ذاتی کاروبار کرتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۳۵) مسجد یعنی اس حصے میں جو نماز کے لئے مہیا کیا جاتا ہے، بیع و شرا کرنا یا کوئی ایسا کام کرنا جس سے نمازیوں کو تکلیف ہو یا احترام مسجد کے منافی ہو جائز نہیں ہے، باقی مسجد کے احاطے میں دوسرے حصص جو نماز کے لئے مہیا نہیں کئے جاتے ان میں بیع و شرا جائز ہے مگر متولی کی اجازت سے ہونی چاہئے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

(۱) مسجد کے لئے ہندوؤں سے چندہ لینا

(۲) زیر تعمیر مسجد میں جو توں سمیت گھومنا

(الجمعیتہ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) (۱) تعمیر مسجد میں منظور شدہ مالی بدنی امداد غیر مسلم، ہندو وغیرہ کی شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۱) إذا خشي تلويث المسجد بها ينبغي عدمه، وإن كانت طاهرة الخ (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد ۱/ ۶۵۷ ط سعید)

(۲) كما كره مد الرجلية في نوم أو غيره إليها أي عمدًا، لأنه إساءة أدب (الدر المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد ۱/ ۶۵۵ ط سعید)

(۳) عن وائلة بن الأسقع قال: "قال النبي ﷺ: "جنبوا مساجدكم و صبيانكم و مجانينكم و شراءكم و بيعكم و خصوصياتكم" (ابن ماجه، باب ما يكره في المساجد ص ۵۴ ط قدیمی)

(۲) نئی مسجد کی تعمیر کے وقت یا مسجد قدیم کی تعمیر جدید کے وقت سردی یا گرمی یا بوجہ سنگرزوں کے راج مزدور جو تا پین کر مسجد میں کام کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(جواب ۳۳۶) (۱) اگر غیر مسلم بطیب خاطر کوئی رقم یا سامان مسلمانوں کو دیدے کہ وہ مسجد میں لگا دیں تو اس کا لینا اور لگانا جائز ہے ہاں مسلمانوں کو مسجد کے لئے غیر مسلم سے امداد طلب کرنی ناجائز ہے (۲) نئی مسجد تکمیل اور اقامت نماز باجماعت کے بعد مسجد ہوگی اس لئے اس میں تعمیر کے درمیان جو تا پین کر آنے جانے میں مضائقہ نہیں ہاں مسجد قدیم میں اگر ضرورت داعی ہو تو پاک اور نیا جو تا پین کر کام کرنا جائز ہوگا۔ نجس اور پرانا جو تا پیننا خلاف ادب اور ناجائز ہے (۲)

محمد کفایت اللہ غفر لہ

سودی رقم سے خریدی ہوئی دریوں پر نماز مکروہ ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۳۲ء)

(سوال) ایک شخص سود یعنی ربو کی رقم کی دریاں خرید کر مسجد کو دیتا ہے یا رقم سود نقد دے دیتا ہے اور ارکان مسجد بدون تحقیق مسئلہ مسجد کے صرف میں لے آتے ہیں اور تنبیہ کرنے پر ضد کرتے ہیں کہ جو کچھ ہے ٹھیک ہے ایسے لوگ مسجد کے رکن بننے کے لائق ہیں یا نہیں؟

(جواب ۳۳۷) اگر یہ بات محقق ہو جائے کہ دی ہوئی دریاں سود کے روپے سے خریدی گئی تھیں یا جو رقم نقد دی گئی ہے وہ سود میں حاصل کی ہوئی رقم ہے تو اس کو مسجد میں استعمال کرنے کے لئے لینا ناجائز ہے ایسی دریوں پر جو مال حرام سے خریدی گئی ہوں نماز پڑھنا مکروہ ہے جن ممبروں نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ روپیہ حرام طریقے سے کمایا ہوا ہے مسجد کے لئے قبول کیا یا قبول کرنے پر اصرار کیا وہ مسجد کی رکنیت کے قابل نہیں ہیں (۲) فقط واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) تعمیر مسجد کے لئے چندہ سے ذاتی مکان بنانا جائز نہیں

(۲) میت کا قرضہ پہلے ادا کیا جائے

(الجمعیۃ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۵ء)

(۱) إن شرط وقف الذمی أن یكون قربة عندنا و عندهم كالوقف علی الفقراء أو علی مسجد الخ (رد المحتار) کتاب الوقف ۳۴۱/۴ ط سعید

(۲) التسليم فی المسجد أن تصلى فی الجماعة یا ذنه الخ (عالمگیریۃ) الباب الحادی عشر فی المسجد ۵۵/۲ ط ماجدیہ کونہ) لكن إذا حشی تلویث فرش المسجد وبها ینبغی عدمه الخ (رد المحتار) باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۶۵۷/۱ ط سعید

(۳) قال تاج الشریعة: "أما لو أنفق فی ذلك مالا حیثاً وما لا سببه الخبیث والطیب فیکره لأن اللہ تعالی لا یقبل إلا الطیب فیکره تلویث بینه بما لا یقبله الخ (رد المحتار) باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۶۵۸/۱ ط سعید

(سوال) (۱) ایسے مسلمان کے لئے کیا حکم ہے جو تعمیر مسجد کے نام سے وصول کر کے زرچندہ اپنے مکان کی تعمیر میں صرف کر ڈالے (۲) ایسے مسلمان کی فوتیگی کے بعد جو تمام عمر تارک الصلوٰۃ و تارک الصوم رہا ہو اس کے ورثا کا ایصال ثواب اور متوفی کی بخشش کے لئے خرچ کرنا کیا حکم رکھتا ہے اور جب کہ متوفی مقروض ہو اور ورثاء بار بار تقاضا کرنے کے بعد بھی ادا نہ کرتے ہوں۔

(جواب ۳۳۸) (۱) وہ شخص سخت گناہ گار اور فاسق ہے اور اس رقم کا ضامن ہے جو اس نے مسجد کے نام سے وصول کی ہے (۱) (۲) اس کی طرف سے ایصال ثواب کرنا جبکہ ورثا اپنے مال میں سے کریں تو جائز ہے مگر اس کے ذمہ کا قرضہ ادا کرنا مقدم ہے پہلے قرضہ ادا کرنا چاہیے اس کے بعد اگر کوئی وارث اس کے ساتھ احسان کرنا چاہے اور اپنے پاس سے مال خرچ کر کے ایصال ثواب کرے تو جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کو دھونا جائز ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) یہاں ہر جمعہ کو مسجد دھوئی جاتی ہے اگر ضروری سمجھ کر دھوئی جائے تو کیا حکم ہے؟
(جواب ۳۳۹) ہر جمعہ کو مسجد دھونا کوئی شرعی حکم نہیں ہے اگر صفائی کے لئے دھوئی جائے اور اس کو شرعی حکم نہ سمجھا جائے تو مباح ہے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ویران مسجد کو چار دیواری بنا کر بند کر دیا جائے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) پندرہ سال کی مدت گزری کہ مقام کمال پور ضلع گیا کے ایک زمیندار نے مسجد بنانے کو ایک قطعہ زمین وقف کیا تھا شیخ کارو مستری اور سید نبی اختر کی کوشش سے چندہ سے مسجد کا اندرونی والا بن گیا اور نصف گنبد بھی بنا اور مینار بھی تیار ہو گیا چار دیواری اور بیرونی والا فنڈ ختم ہو جانے کی وجہ سے نہ بن سکا اس کے بعد سے آج تک مسجد یوں ہی نامکمل ہے قرب و جوار میں بھی کوئی خوش حال مسلمان نہیں کہ اس کی تکمیل کرائیں چار دیواری نہ ہونے سے جانور کتے سؤر تک اندر آجاتے ہیں اس بے حرمتی کو

(۱) رجل جمع مالاً من الناس لیتفقہ فی بناء المسجد وأنفق من تلك الدراهم فی حاجة نفسه - لا یسعه ان یفعل ذلك . نرجو الہ فی الاستحسان أن ینفق مثل ذلك من مالہ فی المسجد فیجوز ویخرج عن الوبال فیما بینہ و بین اللہ الخ (فتاویٰ قاضی خان) باب الرجل یجعل دارہ مسجداً ۳/ ۲۹۹ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۲) یدأ من تركة الميت - بتحییرہ من غیر تفتیر ولا تذریر ثم تقدم دیونہ التي لها مطالب من جهة العباد الخ (الدر المحتار) کتاب الفرائض ۶/ ۷۵۹ ط سعید

(۳) عن عائشہ قالت: "أمر رسول اللہ ﷺ أن يتخذ المسجد فی الدور وأن ینطیب وأن ینظہر الخ (ابن ماجہ) باب تطہیر المساجد و تطہیرها ص ۵۵ قدیمی کتب خانہ

دیکھ کر شیخ کارو مستری اور سید نبی اختر نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جب کہ مسلمانوں کے افلاس کو دیکھتے ہوئے اس کی تعمیر ممکن نہیں تو اس کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا جائے اب سوال یہ ہے کہ اس کی بے ادنیٰ و بے حرمتی کا قائم رکھنا بہتر ہے یا اس کا انہدام بہتر ہے؟

(جواب ۳۴۰) جب زمین مسجد کے لئے وقف ہو چکی اور اس پر مسجد کی تعمیر بھی شروع ہو گئی تو اب اس کو کسی دوسرے کام میں لانا جائز نہیں اس کے گرد احاطہ کر کے اسے محفوظ کر دینا چاہیے یا کسی طرح تکمیل کی کوشش کرنی چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے

(المجمیۃ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۳۴۱) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا مکروہ ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پانچواں باب

نماز جمعہ

فصل اول - احتیاط الظہر

جہاں جمعہ شہر عا واجب ہو وہاں احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں

(سوال) زید قصبہ یا قریہ میں بعد نماز جمعہ کے احتیاط الظہر پڑھنے کو ناجائز بتلاتا ہے اور عمر و جائز کہتا ہے اور کہتا ہے کہ جو شخص اس نماز کے پڑھنے کو ناجائز بتلائے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں اب شرعاً نماز احتیاط الظہر پڑھنے کا کیا حکم ہے اور منع کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۲) شہر اور قصبہ میں جمعہ کی نماز درست ہے اور صرف جمعہ کی فرض ہے اور چونکہ بقول صحیح و مفتی بہ جمعہ پڑھنا ہندوستان کے شہروں اور قصبوں میں جائز ہے اس لئے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں اور چونکہ اکثر عوام کے لئے احتیاط الظہر موجب فساد عقیدہ ہے اس لئے احتیاط الظہر کے جواز کا فتویٰ دینا جائز نہیں لہذا عمر و کا قول غلط ہے البتہ گاؤں میں جمعہ کی نماز جائز نہیں دیہات میں ظہر کی نماز

(۱) إذا سلم المسجد إلى متولى يقوم بمصالحه يجوز وإن لم يصل فيه وهو الصحيح الخ التسليم في المسجد أن تصلی فیہ الجماعة باذنه الخ (عالمگیریۃ الباب الحادی عشر فی المسجد ۴۵۵/۲ ماجدیہ)
(۲) والكلام المباح وقیده فی الظہیریۃ بأن یجلس لأجله لكن فی النہر الإطلاق أو جه الخ (الدر المختار باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا ۱/۶۶۲ ط سعید)

باجماعت پڑھنی چاہیے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولانا مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

احتیاط الظہر کے مجوزین کے جوابات

(سوال) جہاں پر جمعہ صحیح ہو اس موقع پر بعض شرائط کے عدم وجود کی وجہ سے مثلاً قاضی وغیرہ شرط ہونا مفقود ہے یا مشکوک کے مسئلے پر قیاس کر کے صلوة آخر الظہر یا احتیاط الظہر کا مسئلہ استنباط کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں تو اس کی کیا دلیل اور تقریر ہے اور اس طرح کہہ کر دلیل پکڑنا کہ فتاویٰ عزیزہ میں آخر الظہر پڑھنا ضروری لکھا ہے اور جامع الرموز میں فرض لکھا ہے اور فتاویٰ عالمگیریہ میں ینبغی لفظ موجود ہے اور شامی والے کی رائے پڑھنے کی طرف زیادہ ہے اور مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر سو سال میں ایک مجدد ہوتا ہے سب لوگوں کو اس کی اتباع کرنی چاہیے چنانچہ مقامات امام ربانی میں جو کہ حضرت مجدد الف ثانی کی تصنیف ہے آخر الظہر پڑھنے کے لئے ضروری فرمایا ہے لہذا اسی کو پڑھنا واجب ہے اور صراط مستقیم اور سراجیہ وغیرہ میں بھی اسی طرح مرقوم ہے اب اگر صرف صاحب بحر کا قول عدم جواز احتیاط الظہر کا ہے باوجود ان کتابوں کے جو کہ مذکورہ بالا ہیں کسی طرح ترجیح دی جائے وللا کثر حکم الكل کو سب تسلیم کرتے ہیں اور بڑے بڑے بزرگ لوگ اور علامہ مولانا ہمیشہ پڑھتے تھے اور سب کو حکم دیتے تھے اور زمانہ حال میں بھی بڑے بڑے کا ملین پڑھتے ہیں اور جناب مولانا مولوی کرامت علی صاحب جو پوری ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اور جو جو کتابیں انہوں نے تصنیف کی ہیں سب میں یہی حکم ہے بہر حال اس مختلف فیہ مسئلے کا صحیح حکم کیا ہے؟ مع سند کے جس کتاب کا حکم سب علمامائے ہیں اور نہایت معتبر ہے تحریر فرمائیں اگر کوئی یہ کہے کہ آج کل کے علما بالخصوص دہلی کے منع کریں تو نہیں مانا جائے گا اور اکثر کر کے دہلی کے علما لاندہب ہوتے ہیں اب اس قائل کا کیا حکم ہے؟ بیوا تو جروا

(جواب ۳۴۳) احتیاط الظہر جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت بلکہ بعض فقہاء نے اس وجہ سے کہ بعض شروط جمعہ کے وجود میں شبہ تھا محض احتیاط کے طور پر استحباً یہ حکم دیا تھا کہ ظہر احتیاطی پڑھ لی جائے اور ظاہر ہے کہ احتیاط وہاں متصور ہو سکتی ہے جہاں شبہ اور شک ہو تعدد جمعہ یا عدم وجود سلطان مسلم یا اختلاف فی حد المصر کی وجہ سے جو اختلاف پیدا ہوا ہے وہ فقہائے کرام کے فیصلے سے طے ہو گیا کہ بنا بر روایات صحیحہ فقہیہ تعدد جائز ہے (۲) اور سلطان مسلم کا وجود شرط نہیں اور حد مصر

(۱) و تقع فرضاً فی القصات والقری الکبیرة التي فیها أسواق الخ و قبیل هذه العبارة 'وبهذا ظہر جهل من يقول لا تصح الجمعة فی أيام الفتنۃ' مع أنها تصح فی البلاد التي استولی علیها الکفار الخ (رد المحتار باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید) وقد أفتیت مرارا بعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة الخ (الدر المختار باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)

(۲) وتؤدی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب و علیہ الفتوی (التنویر مع شرحه باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید)

میں جو اختلاف تھا اس میں سے امام ابو حنیفہ کی تعریف صحیح ہے پس جب کہ ان مسلوں میں قوت دلیل سے وہی جانب راجح اور متعین ہو گئی جس میں جمعہ کی صحت یقینی ہے تو اب احتیاط الظہر کے باقی رہنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ احتیاط کا مفہوم یہ ہے کہ قوی دلیل پر عمل کیا جائے فان الاحتیاط هو العمل باقوی الدلیلین (۱) اور صورت مذکورہ میں اقوی اور اصح جمعہ کی صحت ہے رہا بعض لوگوں کا احتیاط الظہر پڑھنا اور علامہ شامی کا احتیاط کو بمعنی هو الخروج عن العہدۃ بیقین (۲) لیکر عام حکم دینا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ بات کسی درجہ میں قابل اعتبار بھی ہوتا ہم لوجہ خوف مفسدہ عظیمہ واجب الترتک ہے وہ مفسدہ یہ ہے کہ احتیاط کا حکم دینے کی صورت میں عوام کے عقیدہ میں یا تو جمعہ کی فرضیت مشکوک ہو جائے گی یا ایک وقت میں دونوں کے فرض ہونے کا یقین کر لیں گے اور یہ دونوں باتیں حرام ہیں پس ایک امر مستحب کی تحصیل کے لئے عوام کو حرام میں مبتلا کرنا کسی سمجھ دار آدمی کا کام نہیں اور نہ قواعد شرعیہ اس کی اجازت دیتے ہیں ہاں خواص خود بغیر اس کے کہ عوام کو حکم کریں یا اپنے پڑھنے کی ان کو خبر کریں اسپر عمل کر لیں تو مضائقہ نہیں لیکن عام حکم دینا ہرگز جائز نہیں۔ (۳) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ

(۱) بعد نماز جمعہ احتیاط الظہر جائز نہیں

(۲) عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کرنا

(سوال) بعض لوگ جمعہ کے بعد صرف دو سنتیں پڑھتے ہیں اور بعض چھ سنتیں پڑھتے ہیں اور بعض چار رکعتیں احتیاط الظہر بھی چھ پر زیادہ کرتے ہیں ان میں سے کون سی صورت معتبر ہے؟

(۲) امام عربی خطبہ کا اردو میں ترجمہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۴۴) احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں، کیونکہ بلاد ہندوستان میں مذہب مفتی بہ کے موافق شہروں میں جمعہ جائز ہے پس احتیاط الظہر کے کوئی معنی نہیں اور یہی قول راجح ہے (۴)

(۲) خطبہ صرف عربی نثر میں مسنون ہے اور یہی صورت سلف صالحین اور ائمہ متبوعین سے منقول

(۱) (رد المحتار) باب الجمعة ۲ / ۱۴۵ ط سعید

(۲) (رد المحتار) باب الجمعة ۲ / ۱۴۵ ط سعید

(۳) و فی البحر: "وقد أفتت مرارا بعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتیاط فی زماننا (الدر المختار) باب الجمعة ۲ / ۱۳۷ ط سعید) وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز فی الصغيرة التي ليس فيها قاضٍ ومبصرٍ وخطيبٍ كما في المصنوعات (رد المحتار) باب الجمعة ۲ / ۱۳۸ ط سعید

(۴) و فی البحر: "وقد أفتت مرارا بعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة الخ (الدر المختار) باب الجمعة ۲ / ۱۳۷ ط سعید) فلو الولاية كفار يجوز للمسلمين إقامة الجمعة ويصير القاضى قاضياً بتراضى المسلمين، ويجب عليهم أن ياتمسوا واليا مسلماً (رد المحتار) باب الجمعة ۲ / ۱۴۴ ط سعید

ہے اس کا خلاف مکروہ ہے (۱) فتاویٰ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر پڑھنا جائز نہیں

(سوال) جس قصبے کی آبادی دس ہزار سے زائد ہو اور جہاں متعدد مسجدوں میں اب بھی نماز جمعہ پڑھی جاتی ہو ایسی بستی کا ایک شخص کہ جس کا شمار جاننے والوں میں کیا جاتا ہو اور وہ اس خیال سے کہ ہندوستان میں کسی جگہ بھی جمعہ صحیح نہیں پچاس سال کی عمر ہونے تک جمعہ کی نماز نہ پڑھے اور صرف ظہر کی نماز ادا کیا کرے مگر جب دو روپے ماہوار مقرر کر دیئے جائیں تو چند سال جمعہ کی نماز کی امامت کرے اور جب اس خدمت سے موقوف ہو تو معافی نماز جمعہ بھی چھوڑ بیٹھے اور ایسا کرنے میں کوئی موانع یا عذرات شرعی نہ ہوں نہ جن مسجدوں میں جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہے وہاں تک جانے سے مجبور ہو تو اس شخص کا مندرجہ بالا عمل درست سمجھنے کے لئے کوئی شرعی دلیل ہونا ممکن ہے اگر شرعی حکم کے خلاف ہو تو اس عمل کے لئے اور ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟ جمعہ کی نماز کے بعد اگر کوئی احتیاط نہ پڑھے تو اس پر کوئی مذہبی نقص یا شرعی حرف آسکتا ہے؟ اگر احتیاط پڑھنے کا حکم دیں تو فرمائیں کہ اس کی نیت کس طرح کی جائے؟ احتیاط کو واجب کہا جائے تو واجب کما درست ہے؟

المستفتی محمد خاں منشی قصبہ دھولقہ ضلع احمد آباد گجرات۔ ۲ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

(جواب ۳۳۵) اس شخص کا یہ فعل اس کی بیباکی اور امور دینیہ کی جانب سے بے پروائی پر دلالت کرتا ہے اور اس میں خوف کفر ہے کیونکہ اگر کسی شبہ کی وجہ سے وہ اس جگہ جمعہ جائز نہیں سمجھتا تھا تو پھر دو روپے لیکر جمعہ پڑھا دینے کے کیا معنی گویا وہ اپنے خیال کے مطابق نفل بالجماعة پڑھتا ہے لیکن لوگ اس کے پیچھے جمعہ کی نیت سے نماز پڑھتے ہیں اور وہ مفترض ہیں اور امام متفل تو ان کی نماز اس کے پیچھے جائز نہیں اور یہ بھی دو روپے کے لالچ سے ان کی نمازیں فاسد کرنے پر آمادہ ہو گیا نفل کی نیت ہونا اس کا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ پہلے جمعہ پڑھتا تھا اور نہ تنخواہ بند ہونے کے بعد جمعہ پڑھتا تھا اور اگر جمعہ کو فرض سمجھنے کے باوجود جمعہ نہیں پڑھتا تاہم فاسق ہے اور اس صورت میں امامت تو اس کی صحیح ہوگی اور اجرت بھی جائز لوگوں کی نماز بھی ہو جائے گی مگر یہ خود ترک جمعہ کی وجہ سے فاسق ہوگا مگر چونکہ سوال میں تصریح ہے کہ وہ ہندوستان کے کسی شہر میں بھی جواز جمعہ کا قائل نہیں اس لئے پہلا احتمال متعین ہے اور اس کا یہ خیال کہ کہیں جمعہ نہیں ہوتا غلط ہے فقہاء کی تصریح موجود ہے کہ ایسے شہروں میں جہاں کفار حاکم ہوں مسلمانوں کو جمعہ و عیدین پڑھنا جائز ہے (۲) پس بنا بر قول راجح اور مختار اور معمول بہ کے شخص

(۱) فائدہ لاشک فی أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ و الصحابة فيكون مكروها تحريما عمدة الرعاية على هامش شرح الوفاية باب الجمعة ۱/ ۳۰۰ ط سعید

(۲) فلو الولاية كفار يجوز للمسلمين إقامة الجمعة و يصير القاضي قاضيا بتراضى المسلمين (رد المحتار) باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعید

مذکور ترک جمعہ کی وجہ سے فاسق ہے۔

جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط الظہر پڑھنا ناجائز ہے واجب کہنا چہ معنی دارد؟ نہ پڑھنے میں نقصان ہونا کجا؟ بلکہ نہ پڑھنا ہی متعین ہے۔ کتبہ محمد کفایت اللہ غفر لہ، سنہری مسجد دہلی۔
مہر دارالافتاء مدرسہ امینیہ اسلامیہ دہلی

عنوان مثل بالا

(سوال) جمعہ کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر کی نیت سے پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۳۴۶) جمعہ کے بعد چار رکعتیں جو بہ نیت احتیاط الظہر پڑھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہیں (۱) نماز جمعہ کے بعد جو نماز پڑھی جائے وہ بہ نیت سنت یا نفل پڑھی جائے ظہر کی نماز کی نیت یا ارادہ نہ ہو اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ جمعہ کے بعد سنتوں کی کتنی رکعتیں ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ تعداد رکعات میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک صرف چار رکعتیں ہیں اور بعض کے نزدیک صرف دو اور فقہاء نے دونوں قولوں کو جمع کر کے چھ رکعتیں اس لئے بتائی ہیں کہ چار والوں کا قول بھی پورا ہو جائے اور دو والوں کا بھی۔ اس سے آپ کی سمجھ میں یہ بات آجائے گی کہ یہ چھ رکعتیں خالص سنت کے ارادہ سے پڑھنی چاہئیں اور اگر کوئی صرف چار پڑھ لے تو وہ بھی قابل گرفت نہیں ہے اور جو صرف دو پڑھ لے وہ بھی مستحق ملامت نہیں ہے اور جو چھ پڑھے وہ افضل و اولیٰ پر عمل کرنے والا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عنوان مثل بالا

(سوال) بہت علماء کہتے ہیں کہ جمعہ کے بعد چار رکعت سنت پڑھی جاتی ہے اس کو احتیاط الظہر پڑھو تو یہ سنت اس طریقہ سے پڑھی جاوے یا کہ نہیں اور بعد چار سنت کے دو سنت اور دو نفل جو پڑھی جاتی ہے تو اس کی نیت کس طرح سے کرے ظہر کی نیت کرے یا کہ بعد از جمعہ کر کے نیت کرے
المستفتی نمبر ۱۱۷۳ عبد الرزاق صاحب (ضلع میدانی پور) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۴۷) جمعہ کے بعد چار سنتیں سنتوں کی نیت سے پڑھنی چاہئیں احتیاط الظہر کی نیت سے پڑھنا درست نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) وفي البحر : وقد أفتيت مرارا بعدم صلاة الأربع بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا الخ (الدر المختار باب الجمعة ۳۷/۲ ط سعيد)
(۲) والسنة قبل الجمعة أربع و بعدها أربع و عند أبي يوسف السنة بعد الجمعة ست ركعات وهو المروى عن علي والأفضل أن يصلى أربعاً ثم ركعتين للخروج عن الخلاف (حلبى كبير) باب النوافل ص ۳۸۹ ط سهيل اكيڈمى لاهور (پاكستان)
(۳) والسنة قبل الجمعة أربع و بعدها أربع (حلبى كبير) باب النوافل ص ۳۸۹ ط سهيل اكيڈمى لاهور) وقد أفتيت مرارا بعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا الخ (الدر المختار باب الجمعة ۳۷/۲ ط سعيد)

سنوان مثل بالا

(سوال) ایک شہر یا قصبہ میں نماز جمعہ کے بعد ظہر احتیاطاً پڑھنا ضروری ہے یا نہیں اور بشرط اختلاف تارک اس کا قابل گرفت ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۷۱۷۱ فیروز خان صاحب (جہلم)

کیم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۴۸) شہر یا قصبے میں جمعہ کی نماز ادا کی جائے اس کے بعد ظہر احتیاطی پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے بعض فقہانے ظہر احتیاطی کی اجازت دی ہے مگر وہ بھی ضروری اور لازمی نہیں بتاتے اور تارک کو ملامت نہیں کرتے اور قول قوی اور راجح یہ ہے کہ جمعہ کے بعد احتیاطی ظہر پڑھنے کا عوام کو حکم نہ کیا جائے ورنہ ان کے عقیدے خراب ہوں گے اور نہ ان کا جمعہ صحیح ہوگا نہ ظہر یہی احوط اور قابل فتویٰ ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له وہابی

متعدد جگہ جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم

(سوال) اسولہ ثلاثہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بصورت اشتباہ جواز و عدم جواز تعدد جمعہ پڑھنا کیسا ہے؟ اور جہاں مصر ہونے میں شبہ ہو وہاں جمعہ پڑھا جائے یا نہیں اور پڑھے جانے کی صورت میں احتیاط الظہر پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۴۹) نعم ان ادى الى مفسدة لا تفعل جهار او الكلام عند عدمها ولذا قال المقدسى نحن لا نامر بذلك امثال هذه العوام بل ندل عليه الخواص ولو بالنسبة اليهم. انتهى (شامی ص ۵۹۶) ۲۱. اقول وقد كثر ذلك من جهلة زماننا ايضاً و منشأ جهلهم صلاة الاربع بعد الجمعة بنية الظهر و انما وضعها بعض المتأخرين عند الشك في صحة الجمعة بسبب رواية عدم تعددها في مصر واحد وليست هذه الرواية بالمختارة وليس هذه القول اعنى اختيار صلاة الاربع بعدها مرويا عن ابى حنيفة و صاحبيه حتى وقع لى انى افتيت مرارا بعدم صلاتها خوفا على اعتقاد الجهلة بانها الفرض وان الجمعة ليست بفرض. (بحر ص ۱۵۱)

مع مالزم من فعلها في زماننا من المفسدة العظيمة وهو اعتقاد الجهلة ان الجمعة ليست بفرض لما يشاهدون من صلاة الظهر فيظنون انها الفرض وان الجمعة ليست بفرض فيتكاسلون عن اداء الجمعة فكان الاحتياط في تركها وعلى تقدير فعلها ممن لا

(۱) قال في الدر المختار: 'و في البحر: وقد أفتيت مرارا الخ (باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعيد)

(۲) (رد المختار) باب الجمعة ۱۴۶/۲ ط سعيد

(۳) (باب الجمعة ۱۵۱/۲ ط بيروت لبنان)

يخاف عليه مفسدة منها فالاولى ان تكون في بيته خفية خوفا من مفسدة فعلها (۱) والله تعالى اعلم (ص ۱۵۵)

اقول و بالله التوفيق

(۱) جواز تعدد جمعہ میں کوئی شبہ نہیں جہاں اقامت جمعہ جائز ہے وہاں تعدد جمعہ بھی جائز ہے مذہب مختار اور معتمد اور مفتی بہ یہی ہے۔ چنانچہ ان عبارات سے صاف طور پر واضح ہے۔ وتؤدی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب و علیہ الفتوی (۲) (شرح الجمع للعینی و امامة فتح القدير و فعلاً لخرج۔ در مختار) قوله علی المذهب فقد ذکر الامام السرخسی ان الصحيح من مذهب ابی حنیفة جواز اقامتها فی مصر واحد فی مسجدین او اکثر و به ناخذ لا طلاق " لا جمعة الا فی مصر" شرط المصر فقط و بما ذکرنا اندفع ما فی البدائع من ان ظاهر الرواية جوازها فی موضعین لا فی اکثر و علیہ الا اعتماد فان المذهب الجواز مطلقاً (۳) (رد المختار، نقلاً عن البحر الرائق)

وتؤدی الجمعة فی مصر واحد فی مواضع كثيرة وهو قول ابی حنیفة و محمد وهو الاصح و ذکر الامام السرخسی انه الصحيح من مذهب ابی حنیفة و به ناخذ هكذا فی البحر الرائق (۱) (فتاویٰ عالمگیریہ)

پس جب کہ مذہب مختار اور مفتی بہ یہی ہے کہ ایک شہر میں چند جگہ جمعہ جائز ہے تو اب اس میں شبہ کرنا فضول ہے اگرچہ متقدمین سے عدم جواز تعدد کی روایت ہے لیکن جب معلوم ہو گیا کہ ان کا قول ضعیف اور خلاف مذہب ہے اور جب کہ متاخرین نے بالاتفاق اس کے خلاف پرادلہ عقلیہ و نقلیہ قائم کر کے جواز تعدد کو مذہب مفتی بہ قرار دے لیا تو اب قول اول کو بھنی شبہ قرار دینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ اس کے علاوہ امام سرخسی کے قول سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام صاحب کا مذہب صحیح یہی ہے کہ چند مقام پر جمعہ جائز ہے اور عدم جواز تعدد کی روایت امام صاحب سے ضعیف ہے۔

(۲) جب تک کسی مقام کا مصر ہونا متعین نہ ہو جائے اس جگہ جمعہ نہ پڑھا جائے کیونکہ مصر شرائط جمعہ سے ہے اور تا وقتیکہ وجود شرط یقینی نہ ہو جائے وجود مشروط یعنی صحت جمعہ کا یقینی حکم نہیں ہو سکتا اور ایسی حالت میں اقامت جمعہ جائز نہیں اور مصر کی تعریف صحیح معتبر یہ ہے کہ جس جگہ کوئی شخص واقعات مختلفہ میں فتویٰ بتانے والا اور ایک ایسا حاکم جو فتنہ و فساد کو روک سکے اور مظلوم کی دادرسی کر سکے موجود ہو اور وہاں گلیاں سڑکیں اور بازار ہوں وہ مصر ہے۔ اس بنا پر آج کل تمام ضلعے اور اکثر قصبے مصر میں

(۱) (باب الجمعة ۲/۱۵۵ ط بیروت لبنان)

(۲) (باب الجمعة ۲/۱۴۴ ط سعید)

(۳) (باب الجمعة ۲/۱۴۵ ط سعید)

(۴) (الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة ۱/۱۴۵ ط ماجدیہ)

داخل ہیں۔ وظاهر المذهب انه كل موضع له امير وقاض يقدر على اقامة الحدود كما حررنا فيما علقناه على الملتقى (درمختار) قوله وظاهر المذهب قال في شرح المنية والحد الصحيح ما اختاره صاحب الهداية انه الذي له امير وقاض ينفذ الاحكام و يقيم الحدود (۱) (ردالمحتار) والمصر في ظاهر الرواية الموضع الذي يكون فيه مفت وقاض يقيم الحدود و ينفذ الاحكام و بلغت ابنته ابنة منى. هكذا في الظهيرية وفتاوى قاضى خاں و فى الخلاصة و عليه الا اعتماد كذا فى التاتار خانية و معنى اقامة الحدود القدرة عليها. هكذا فى الغياثية (۲) (فتاوى عالمگیری)

(۳) جمعہ قائم ہونے کی صورت میں احتیاط الظہر پڑھی جائے یا نہیں اس کے جواب کے لئے چند امور بطور تمہید کے تحریر کر کے جواب لکھوں گا۔

(الف) احتیاط کہتے ہیں عمل باقوی الدلیلین کو۔ یعنی اگر کسی مسئلے میں دو صورتیں ہو سکتی ہیں اور ان دونوں کے لئے دلیلیں ہیں ان میں سے قوی دلیل پر عمل کرنا احتیاط ہے۔ قال الجلبی فی حاشیة التلویح و ذکر فی الجامع السمر قندی ان الاخذ بالا احتیاط بعمل باقوی الدلیلین وقال فی البحر فلیس الاحتیاط فی فعلها لانه العمل باقوی الدلیلین وقد علمت ان مقتضی الدلیل هو الاطلاق (۳)

(ب) جب کسی فعل کی دو صورتیں ہوں اور ان میں سے ہر ایک میں کوئی مفسدہ شرعیہ ہو لیکن ایک میں مفسدہ عظیمہ ہو اور دوسری میں اس سے کم تو اس وقت اسی صورت کو اختیار کریں گے جس میں مفسدہ کم ہو۔ من ابتلی ببلیتین فلیختر اھو نہما۔ وھذا ظاہر۔

(ج) جو فعل عوام کے لئے قابل فتویٰ نہ ہو صرف خواص کے لئے ہو اس پر عمل جائز ہو اس کو عام تحریروں اور اردو میں رسالہ یا فتویٰ کے طور پر شائع کرنا ہرگز جائز نہیں مفتی کا فرض ہے کہ زبانی یا کسی ایسی تحریر کے ذریعے سے جس کا عوام تک پہنچنا غیر مقصود ہو خواص کو بتائے اور ان خواص پر بھی ضروری ہے کہ وہ اس کو مشتہر نہ کریں مشتہر وہی فتویٰ کیا جائے جو عوام کے عمل کے لائق ہو اور جس میں خواص و عوام یکساں ہوں۔

(د) کتب فتاویٰ فقہیہ میں بعض ایسے مسائل مذکور ہیں جو خواص کے لئے مخصوص ہیں اور ان میں تصریح کی گئی ہے کہ یہ مسائل خواص کے ساتھ مخصوص ہیں پس ایسے مسائل کو محض اس وجہ سے کہ کتب فتاویٰ میں موجود ہیں عام فتوؤں میں تحریر کر دینا اور عوام کی حالت کو نہ دیکھنا مفتی کی قلت فہم پر

(۱) (باب الجمعة ۲/۱۳۷، ۱۳۸ ط سعید)

(۲) (الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة ۱/۱۴۵ ط ماجدیہ)

(۳) (باب الجمعة ۲/۱۵۴ ط دار المعرفة بیروت لبنان)

وال ہے۔

بعد تمہید ان مقدمات کے معلوم کرنا چاہیے کہ چونکہ یہ سوال عام ہے اور مقصود مسائل کا یہی ہے کہ اس کے جواب کو طبع کرا کے مشتہر کروں گا اس لئے اس کا جواب مقدمات مہمدہ پر نظر کر کے یہی ہے کہ احتیاط الظہر پڑھنا جائز ہے اور اس کی تین وجہیں ہیں۔

اول یہ کہ احتیاط الظہر جس کا نام ہے وہ احتیاط ہی نہیں ہے کیونکہ احتیاط نام ہے عمل باقوی الدلیلین کا اور یہاں معلوم ہو چکا کہ دلیل قوی یہی ہے کہ جمعہ متعدد جگہ ادا ہو جاتا ہے اور عدم جواز تعدد کا قول ضعیف ہے لہذا اس پر عمل کرنا احتیاط نہیں ہے۔ بحکم المقدمة الاولى کما حققه فی البحر الرائق وهذا الصمه اقول وقد کثر ذلك الخ

دوسری وجہ یہ ہے کہ بر تقدیر تسلیم اس بات کے کہ یہ احتیاط بمعنی الخروج عن العهدہ بیقین ہے جیسے کہ علامہ شامی کی رائے ہے اس کے ادا کرنے میں خوف فساد اعتقاد ہے یعنی ایک فرض کی عدم فرضیت کا اعتقاد ہو جانا۔ بنا بر اکثری حال عوام کے لازم آتا ہے اور نہ کرنے میں صرف ایک وہم عدم خروج عن العهدہ کا ہے اور ظاہر ہے کہ فساد اول یعنی فساد عقیدہ فساد دوم یعنی وہم عدم خروج سے بدرجہا زائد ہے پس حکم مقدمہ ثانیہ ضروری ہے کہ فساد عظیم سے احتراز کیا جائے گو فساد قلیل کا ارتکاب کرنا پڑے۔ وهذا ظاہر جدا لمن له نظر وسیع فی الفقه ویؤیدہ قول صاحب البحر مع مالزم من فعلها الخ

تیسری وجہ یہ ہے کہ بر تقدیر تسلیم جواز کے یہ حکم خواص کے لئے ہے نہ کہ عوام کے لئے اور اس بنا پر اس کے جواز کا علی الاعلان حکم دینا اور رسالوں اور فتوؤں میں شائع کرنا ہرگز کسی روایت فقہی سے ثابت نہیں ہو تا بلکہ خود علامہ شامی جن کا قول اثبات احتیاط الظہر میں بڑے زور و شور سے پیش کیا جاتا ہے خود اپنی تحقیق کے آخر میں لکھتے ہیں نعم ان ادی الی مفسدة الخ. (۱) اس عبارت سے اور علامہ مقدسی کے قول سے صاف معلوم ہو گیا کہ عوام کو اس کے کرنے کا حکم ہرگز نہ دیا جائے علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اگر احتیاط الظہر میں کوئی مفسدہ ہو تو اس کو کھلم کھلا نہ کرنا چاہیے (۲) صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں عوام کے عقائد میں اس احتیاط الظہر کی وجہ سے فرضیت ظہر اور عدم فرضیت جمعہ کا فساد پیدا ہو گیا تھا تو پھر زمانہ حاضرہ کے عوام تو بوجہ قلت علم و عدم توجہ الی الدین صاحب بحر الرائق کے زمانے کے عوام سے زیادہ خطرے میں ہیں اور ان کے عقائد بگڑنے کا اندیشہ بدرجہا زائد ہے۔

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ جب فقہانے خواص کے لئے اجازت دی ہے تو اگر کوئی مفتی اس

(۱) (باب الجمعة ۲/ ۱۴۶ ط سعید)

(۲) (باب الجمعة ۲/ ۱۵۱ ط بیروت)

طرح شائع کرے کہ خواص کے لئے جائز ہے اور عوام کے لئے ناجائز تو اس میں کیا قباحت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس زمانہ میں جو شیوع اعجاب کل ذی رأى برأیة ایک عام بلا یہ پھیل گئی ہے کہ جاہل سے جاہل اپنے آپ کو خاص بلکہ اخص الخواص خیال کرتا ہے وہ اس فتوے پر عمل کر کے خود بھی گمراہ ہوگا اور جو قلت مبالغت کے دوسروں کو بھی بتائے گا کہ میں نے فلاں رسالہ میں یا فتوے میں دیکھا ہے کہ احتیاط الظہر جائز ہے پس سب کے سب ضلوا و اضلوا کے مصداق ہو جائیں گے۔

پھر یہ کہ علامہ مقدسی کے قول بل ندل علیہ الخواص سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عوام کو اس کے جواز کی خبر بھی نہ دینی چاہیے صرف خواص کو مفتی بطور خود خفیۃ اجازت دے سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ اس قسم کے فتویٰ سے عوام میں ایک اور فساد پیدا ہوگا کہ شریعت بھی دو قسم کی ہے ایک خواص کے لئے اور ایک عوام کے لئے اور اس کے مسائل بھی خاص و عام ہیں اور یہ تصور متضمن فسادات غیر متناہیہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ احتیاط الظہر حکم فتویٰ ناجائز ہے اور اس کی اجازت عامہ تمام فقہاء کے اقوال کے خلاف اور اجازت خاصہ علی الاعلان بھی تصریحات محققین کے خلاف ہے پس احتیاط الظہر کے جو فتوے علی الاعلان شائع ہوئے ہیں اور متضمن اجازت عامہ ہیں وہ سب مذہب حنفیہ کے خلاف ہیں کتب فقہ حنفیہ معتبرہ میں ان کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہذا واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ عنہ

قصبہ میں جمعہ اور احتیاط الظہر کا حکم

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک قصبہ ضلع لدھیانہ میں ہے وہاں جمعہ کے بارے میں اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط الظہر پڑھنی چاہیے کوئی انکار کرتا ہے جمعہ کے بعد کی سنتوں کے متعلق بھی اختلاف ہے؟

(جواب ۳۵۰) اس قصبہ میں جمعہ پہلے سے ہوتا چلا آتا ہے تو پڑھتے رہیے اور احتیاط الظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں جمعہ کے بعد چار سنتیں ایک سلام سے پھر دو سنتیں کل چھ سنتیں پڑھنی چاہئیں۔ (۱) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ عنہ

(۱) وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیہا أسواق الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید) و ذکر فی الأصل: وأربع قبل الجمعة وأربع بعدها. و ذکر الطحاوی عن أبی یوسف أنه قال یصلی بعدها ست ینبغی أن یصلی أربعاً ثم رکعتین الخ (بدائع، فصل فی صلاة المسنونة ۲۸۵/۱ ط سعید و حلہ کبیر، باب صلاة الجمعة ص ۳۸۸ ط سهیل)

فصل دوم - شرائط جمعہ

قصبہ جس میں تھانہ یا تحصیل ہو جمعہ کا حکم

(سوال) ایک بستی موضع نیسنگ کرنال سے ۱۵ میل مغرب کی طرف لب سڑک واقع ہے جو آبادی کے لحاظ سے تخمیناً چوبیس پچیس سو کی مردم شماری ہے گاؤں مسلمانوں کا ہے پانچ مسجدیں ہیں سب مسجدوں میں ہجگانہ نماز بھی التزام سے ہوتی ہے تھانہ ڈاکخانہ اور سرکاری مدرسہ بھی ہے عید گاہ بھی موجود ہے باقی ضروریات بھی قریب قریب پوری ہو جاتی ہیں بعض صاحب نماز روزے کے مسائل بھی جاننے والے موجود ہیں اگرچہ علم عربی کے ماہر نہیں اس بستی میں ہمیشہ سے جمعہ ہوتا ہے اب کچھ عرصہ سے بعض لوگوں نے جمعہ پڑھنا ترک کر دیا ہے اور کہتے ہیں کہ گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا اب گزارش ہے کہ کیا ہمارے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۵۱) جس گاؤں میں تھانہ یا تحصیل ہو وہ عموماً بڑا ہی ہوتا ہے پس جب کہ مذکورہ گاؤں میں تھانہ موجود ہے تو یہ قصبے کے حکم میں ہے اور اس میں جمعہ جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دیہات میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) ایک بڑا گاؤں جس کو اہل علاقہ یعنی اس کے گرد و نواح والے بڑا گاؤں جانتے ہیں اور آبادی اس کی اس وقت ۱۲۵۳ آدمی شمار میں آئی ہے ایک مدرسہ اور کئی مسجدیں بھی اس گاؤں میں ہیں آیا ایسے گاؤں میں عند الفقہاء جمعہ و عیدین جائز ہے یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔

(جواب ۳۵۲) دیہات میں جمعہ پڑھنا فقہائے حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ منجملہ شرائط صحت جمعہ کے مصر جامع یا فناء مصر ہے اور مصر جامع وہ جگہ ہے جس میں بازار، سڑکیں اور ایسا حاکم موجود ہو جو غالبہ کے اعتبار سے ظالم سے مظلوم کا انصاف لے سکے۔

اما المصر الجامع فشرط وجوب الجمعة و شرط صحة اداءها عند اصحابنا حتى لا تجب الجمعة الا على اهل المصر و من كان ساكنا في توابعه و كذا لا يصح اداء الجمعة الا في المصر و توابعه فلا تجب على اهل القرى التي ليست من توابع المصر ولا يصح اداء الجمعة فيها (۲) (بدائع ص ۲۵۹ ج ۱) و روى عن ابى حنيفة انه بلدة كبيرة فيها سكك و اسواق و لهار سائق و فيها و ال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم بحشمه و

(۱) و عبارة القهستاني: تقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق (رد المحتار) باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید) لأن الأمير والقاضي الذي شأنه القدرة على تنفيذ الأحكام وإقامة الحدود لا يكون إلا في بلد كذلك (رد المحتار) باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)
(۲) (بدائع فصل في بيان شرائط الجمعة ۲۵۹/۱ ط سعید)

علمہ او علم غیرہ والناس يرجعون اليه في الحوادث وهو الاصح (۱) (بدائع ص ۲۶۰ ج ۱) وقال في العالمگیریة. ولا دائها (ای الجمعة) شرائط في غير المصلی منها المصر کذافی الکافی والمصر فی ظاهر الروایة الموضوع الذی یكون فيه مفت وقاض یقیم الحدود و ینفذ الاحکام و بلغت ابنته ابنة منی هكذا فی الظهیریة و فتاوی قاضی خان و فی الخلاصة و علیه الاعتماد کذافی التارخانیة و معنی اقامة الحدود القدرة علیها هكذا فی العنایة و كما یجوز اداء الجمعة فی المصر یجوز اداؤها فی فناء المصر وهو الموضوع المعد لمصالح المصر متصلاً بالمصر. انتهى. (۲) (ص ۱۵۳ ج ۱) پس جو مقام کہ خود مصر ہو یا توابع مصر سے ہو اس میں جمعہ جائز ہے اور جو مقام ایسا نہیں ہے اس میں جمعہ جائز اور صحیح نہیں ہے توابع مصر وہی جگہ ہو سکتی ہے جس سے مصر کے تعلقات وابستہ ہوں اور ضروریات مصر وہاں سے بہم پہنچائی جاتی ہوں ان دو جگہوں کے علاوہ کسی اور جگہ کے باشندوں پر جمعہ فرض بھی نہیں اور نہ ان کے ادا کرنے سے ادا ہو گا ہندوستان میں جمعہ صرف ان جگہوں میں جائز ہے جہاں کوئی حاکم مجاز رہتا ہو کسی ایسی بستی میں جہاں کوئی حاکم مجاز نہ ہو جمعہ صحیح نہیں اور نہ وہاں کے باشندوں پر جمعہ فرض ہے لیکن اگر کسی جگہ پہلے سے ہوتا چلا آتا ہے اور اب موقوف کرنے سے فتنہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ میوات و پنجاب کے بعض دیہات کے متعلق سنا گیا ہے کہ وہاں جمعہ موقوف کیا گیا تو لوگوں نے ہتھیار نہا کر نماز بھی چھوڑ دی تو ایسی صورت میں اس کا بند کرنا بھی مناسب نہیں کیونکہ نماز چھوڑ دینے سے تو یہی بہتر ہے کہ جمعہ پڑھ لیں اس لئے کہ جمعہ حسب اختلاف روایات یا اختلاف مجتہدین ایسی جگہ پڑھنا جائز تو ہے اور ترک صلوة سخت کبیرہ ہے۔

واستشهد له بما في التجنيس عن الحلواني ان كسالى العرام اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمنعون لا نهم اذا منعوها تركوها اصلا و اداؤها مع تجويز اهل الحديث لها اولی من تركها اصلا (رد المحتار) (باب العیدین) مطلب یطلق علی السنة وبالعکس ص ۱۷۱ ج ۲ (ایم سعید)

تحقیق جمعہ فی القرئی اور مصر و قریہ کی تعریف

(سوال) (۱) عند الاحناف جو جمعہ کے واسطے مصر کی قید ہے اس سے یہی عرفی مصر مراد ہے یا اور کچھ؟ اگر عرفی ہے تو قببات اور بڑے گاؤں میں جمعہ درست نہ ہو گا کیونکہ ان کو عرف میں شہر نہیں کہا جاتا حالانکہ فقہان ہردو میں جمعہ درست کہتے ہیں تعریف مصر میں فقہاء کے کس قدر اقوال ہیں؟ اور مختار

(۱) (ایضاً حاشیہ گذشتہ صفحہ ۲۶۰/۱) (-----)

(۲) (الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة ۱/۱۴۵ ط ماجدیہ)

متاخرین مثل صاحب شرح وقایہ ودر مختار وطحطاوی و بحر العلوم وغیرہ کیا ہے؟
(۲) قصبہ وقریہ کبیرہ اور قریہ کبیرہ و صغیرہ میں ماہ الفرق کیا ہے؟ اس کو بسط کے ساتھ تحریر فرمائیں
جس سے شہر قصبہ قریہ کبیرہ میں تین فرق معلوم ہو جائے۔

(۳) مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی اور بحر العلوم مولانا عبدالعلی حنفی تھے یا غیر مقلد؟ اول الذکر مصنف شرح
موظا میں شہر اور قریہ دونوں میں جمعہ واجب کتے ہیں اور مؤخر الذکر ارکان اربعہ میں کتے ہیں۔ فالقابل
للفتوی فی مذهبنا الروایة المختار للبلخی

(۴) کیا شرطیت سلطان و مصر میں اختلاف فاحش اس امر کی دلیل نہیں کہ یہ دونوں قطعی نہیں بلکہ
ظنی ہیں جیسا کہ بحر العلوم اور مولانا محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں فیوض قاسمیہ میں ہے ”اگر کسے دردیہے
جمعہ قائم کند دست و گریبان نزنند کہ شرط مصر ظنی است بل ہم ضعیف“ ایسی صورت میں تمام مشروط
جمعہ موجود ہوں اور صرف مصریت مروجہ نہ ہو تو جمعہ بہتر ہے ظہر پڑھنے سے یا اس کا عکس؟ (۵)
الجمعة واجبة علی کل قرية اس حدیث کو علامہ سیوطی نے جامع صغیر میں اور مولانا شاہ ولی اللہ نے
حجتہ اللہ البالغہ میں نقل کیا ہے یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف یا موضوع؟ نیز اس سے مولانا شاہ ولی اللہ کا
استدلال علی وجوب الجمعة فی القری صحیح ہے یا نہیں

(۶) ایسے گاؤں میں جس پر حنفی فقہا کی بیان کی ہوئی تعریفوں میں سے کوئی نہ کوئی تعریف صادق آتی ہو
جمعہ پڑھنے والے غیر مقلد ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ جو شخص حنفی المذہب عالم کو صرف ایسے گاؤں میں
جمعہ پڑھنے سے غیر مقلد کہہ کر لوگوں کو اس کی طرف سے بدگمان کرے وہ کیسا ہے؟ جب کہ مولانا
محمد قاسم، مولانا محمد یعقوب و حاجی امداد اللہ مہاجر مکی و مولانا عبدالخالق دیوبندی وغیر ہم دیہات میں جمعہ
پڑھتے رہے ہیں کیا یہ سب حضرات دیہات میں جمعہ پڑھ کر گناہ گار ہو گئے؟

(۷) جس مقام میں تین مسجدیں ہوں اور وہاں کی بڑی مسجد میں مکلف بالجمعہ مسلمان نہیں سما سکتے بلکہ
تینوں مسجدوں میں بھی نہیں سما سکتے اور چار پانچ دکانیں بھی ہوں جن سے ضروری اشیائے خوردنی و
پوشیدنی دستیاب ہو سکیں جمعہ درست ہے یا نہیں؟ مختار شرح وقایہ ودر مختار وطحطاوی و بحر العلوم کے
موافق اگر مذکورہ بالا گاؤں والے جمعہ پڑھ رہے ہوں اور وہاں دوسری مسجد میں چند آدمی ازراہ نفسانیت و
تعصب اسی وقت بالمقابل اپنی علیحدہ اذان و اقامت کہہ کر ظہر کی نماز جماعت سے پڑھیں جس سے
تفرقہ پیدا ہوتا ہے ان دو چار آدمیوں کا یہ فعل کیسا ہے؟ حالانکہ مجالس الابرار میں ہے لو صلیت
الجمعة فی القرية و کنت فیہا یلزمک ان تحضرها الخ سب سوالات کے جوابات مشرح اور
مدلل حوالہ کتب تحریر فرما کر مطمئن فرمائیں۔ خاکسار حافظ امام الدین

(جواب ۳۵۳) حضرت علیؑ کے قول میں لفظ مصر موجود تھا اور اشتراط مصر میں یہی قول حنفیہ کا ماخذ
ہے مصر اگرچہ عرف میں معروف اور معلوم المر او لفظ تھا مگر فقہائے حنفیہ نے اس کی تعریف بیان کی ہے

اور تعریفیں مختلف عبارتوں میں ہوئیں اس لئے تعین مراد میں اختلاف ہو گیا چونکہ بعض تعریفیں ایسی بھی تھیں جو قصبہ اور قریہ کبیرہ پر صادق آتی تھیں اس لئے فقہاء نے قصبات و قریات کبیرہ کو مصر میں داخل کر دیا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مصر اور قصبہ اور قریہ کبیرہ کو شرعاً تین چیزیں قرار دیکر تینوں میں جمعہ جائز قرار دیا بلکہ مطلب یہ تھا کہ چونکہ مصر کی تعریف قصبات و قریات کبیرہ پر صادق آگئی اس لئے یہ تینوں شرعاً مصر قرار پائے اور جمعہ کے جواز کا حکم دیا گیا۔

اب یہ بات کہ حنفیہ کا اصل مذہب کیا ہے تو یہ بات صاف صاف ہے کہ اصل مذہب جو متون میں منقول ہے وہ یہی ہے کہ جمعہ کے لئے مصر شرط ہے پس جو مقام کہ مصر قرار پائے گا وہاں جمعہ جائز ہوگا (خواہ وہ عرف میں شہر کہلاتا ہو یا قصبہ یا بڑا گاؤں) مصر کی کونسی تعریف معتبر ہے؟ تو معتبر تعریف تو وہی ہے جو امام ابو حنیفہ سے باختلاف عبارات منقول ہے اگرچہ بہت سے متاخرین نے مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ (۱) کو اختیار کیا ہے مصر کی شرط بے شک ظنی ہے لیکن حنفیہ کے اصل مذہب میں مصر کا شرط ہونا ظنی نہیں ہے اور ایک حنفی محیثیت حنفی ہونے کے اس کا انکار نہیں کر سکتا حضرت شاہ ولی اللہ فروع میں مذہب حنفیہ کے منبع تھے لیکن چونکہ وہ ایک تبحر اور محقق عالم تھے اس لئے انہوں نے چند مسائل میں حنفی مذہب کے خلاف بھی اظہار رائے کیا ہے اسی طرح مولانا بحر العلوم سے چند مسائل میں حنفیہ کا خلاف کرنا منقول ہے ان بزرگوں کے قول کا یہ مطلب ہے کہ شرط مصر ہمارے نزدیک ضروری نہیں اگرچہ حنفی مذہب اس کے اشتراط کی تصریح کرتا ہے یہ مطلب نہیں کہ حنفیہ کے مذہب میں مصر شرط نہیں ہے (۲)

پس اگر کوئی حضرت شاہ ولی اللہ کے اس قول کے موافق عمل کرے یا فتویٰ دے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اس مسئلے میں اپنے امام کی تقلید چھوڑ کر شاہ ولی اللہ صاحب یا مولانا بحر العلوم کی تقلید کی ان دونوں بزرگوں نے اس میں اگر حنفیہ کے اصل مذہب سے عدول کیا تو حنفی ہونے سے نہ نکلیں گے کیونکہ ان کا تبحر اور درجہ تحقیق بہت اعلیٰ ہے۔

حدیث الجمعة واجبة علی کل قریة. مجھے اس کی سند اور مرفوع یا موقوف ہونے کا علم نہیں (۲) گاؤں میں (جس پر مصر کی کوئی تعریف صادق آتی ہو) جمعہ پڑھنے والوں کو غیر مقلد نہیں کہا جاسکتا زیادہ سے زیادہ ان کے فعل کو مرجوح کہا جاسکتا ہے چونکہ ایسے گاؤں کے مصر ہونے نہ ہونے میں

(۱) الدر المختار، باب الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعید

(۲) ویشرط لصحتها سبعة أشياء: الأول المصر الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعید)

(۳) حضرت نے حدیث "الجمعة واجبة علی کل قریة" کے بارے میں توقف کیا ہے، لیکن محدث دار قطنی نے اس کو ضعیف کہا ہے الحدیث مع ضعف رواۃ منقطع أيضاً فلا ینتھض لا حتجاج بہ (سنن دار قطنی، باب الجمعة علی اهل القرية ص ۷ ط دار نشر الكتب الإسلامية، لاہور) اسی طرح سنن کبریٰ حنفی میں ہے: الحکم بن عبد اللہ متروک و معاویة بن یحییٰ ضعیف ولا یصح هذا ان الزهری وقد روى فی هذا الباب حدیث فی الخمسین لا یصح اسنادہ (۳/۱۷۹ ط نشر السنة بیرون بوہر گیت ملتان)

اختلاف ہے اس لئے جمعہ پڑھنے والے اور ظہر پڑھنے والے دونوں ماؤل ہیں کوئی دوسرے کی تاضلیں یا تفسیق نہیں کر سکتا ہاں ہر ایک اپنے فعل کو راجح اور دوسرے فعل کو مرجوح ثابت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے نفسانیت امر مخفی ہے اس کا الزام کوئی دوسرے پر نہیں لگا سکتا۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

تین ہزار کی آبادی اور فوجی چھاؤنی والی جگہ جمعہ

(سوال) کسولی ایک پہاڑی مقام ہے فوجی چھاؤنی ہے مجموعی آبادی قریباً تین ہزار ہے مسلمانوں کی آبادی قریباً ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے کیا اس مسجد میں نماز جمعہ کامل اجر و ثواب کے ساتھ ہو سکتی ہے؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ایک بستی میں ایک سے زائد مساجد ہوں تب نماز جمعہ جامع مسجد میں ہو سکتی ہے ورنہ نہیں اگر یہ خیال صحیح ہے تو کیا جمعہ کے دن نماز ظہر کی ادائیگی پر اکتفا کر لینا چاہیے؟

(جواب ۳۵۴) جمعہ کے جواز کے لئے یہ ضروری نہیں کہ متعدد مساجد ہوں جب نماز جمعہ جامع مسجد میں ہو سکے بستی پر مصر کی تعریف صادق آئی چاہیے کسولی اپنی تعداد آبادی اور فوجی چھاؤنی ہونے کے لحاظ سے اس کی قابلیت رکھتی ہے کہ اس میں نماز جمعہ پورے ثواب کے استحقاق کے ساتھ ادا ہو لہذا اس میں جمعہ کی نماز جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسجد کے قریب جماعت خانہ بنانا

(سوال) ایک قصبہ میں زمانہ قدیم سے سب اہل اسلام ایک مسجد میں نماز جمعہ پڑھتے تھے چند دنوں سے ایک فرقہ ذاکرین کا آیا ہے انہوں نے ایک جگہ ذکر و شغل اور حلقے کے لئے مقرر کی ہے جسے وہ زاویہ کہتے ہیں یہ لوگ مسجد قدیم میں جمعہ کی نماز پڑھنے نہیں آتے بلکہ اسی زاویہ میں نماز جمعہ ادا کرتے ہیں ان کے اس فعل سے مسجد کی جماعت میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے آئندہ عید کی نماز بھی وہ لوگ اسی زاویہ میں ادا کریں گے مسجد کی جماعت کم کرنے کی غرض سے وہ لوگ زاویہ میں ہمیشہ جماعت کرتے ہیں آیا ان لوگوں کی نماز جمعہ و عید وغیرہ اس جگہ ادا ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ادا ہو سکتی ہے تو ثواب مسجد و جماعت سے محروم ہوئے یا نہیں؟ اور جب کہ مسجد کی جماعت کم کرنے کی غرض سے انہوں نے یہ فعل کیا ہے تو ان کے زاویہ پر احکام مسجد ضرار کے عائد ہوں گے یا نہیں؟ بیوا تو جروا

(جواب ۳۵۵) اگر ان کے اقرار یا قرائن قویہ معتبرہ سے ان کی یہ نیت ثابت ہو جائے کہ مسجد کی

(۱) و تقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة النی فیہا أسواق الخ (رد المحتار باب الجمعة ۲/۱۳۸ ط سعید)
بلاد کبیرة فیہا سکک و أسواق ولہا ر سائق الخ (رد المحتار باب الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعید)

جماعت کم کرنے کے لئے انہوں نے یہ فعل اختیار کیا ہے تو ان کی جماعت پر حرام ہونے کا حکم کیا جائے گا اور اگر اس نیت کا ثبوت کافی طور پر موجود نہ ہو تو بصورت واقع میں اس نیت کے ہونے کے کراہت تحریمی لازم ہے اور اگر نیت مذکورہ نہ ہو تو نہیں البتہ زاویہ میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب بہر صورت نہ ملے گا اسی طرح اگر جماعت قلیلہ سے نماز پڑھیں تو جماعت کثیرہ کے ثواب سے محروم رہیں گے تقلیل جماعت مکروہ تحریمی ہے تاخیر عشا نصف لیل پر مکروہ تحریمی اسی وجہ سے ہے۔ فان اخرها الی مازاد علی النصف کرہ لتقلیل الجماعة (درمختار) قوله کرہ ای تحریما (رد المحتار) (۱) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ

فتنہ کے خوف سے جمعہ جاری رکھنے کا حکم

(سوال) ملک برما میں شہر مانڈلے سے ۳۲ میل کے فاصلے پر ایک قصبہ چوکسی نام کا ہے اس قصبہ سے تین چار میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جس کا نام لیپان ہے گاؤں اور قصبہ کے پچ میں کھیت اور جنگل ہیں اس گاؤں میں کافر سرکار کی طرف سے ایک نائب ہے جسے برمی زبان میں تجی کہتے ہیں وہ مسلمان ہے اور ایک عالم ہے آبادی مسلم وغیر مسلم چودہ سو نفوس ہیں اس گاؤں میں ایک مسجد ہے جس کی لمبائی ۳۰ ہاتھ اور چوڑائی ۲۴ ہاتھ ہے وہاں پرانے زمانے سے جمعہ ہوتا ہے اب یہ چرچا ہوا کہ مذہب حنفی میں گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا اب دو گروہ ہو گئے ہیں ایک گروہ جو ترک جمعہ کا قائل ہے اپنی دلیل میں بھشتی گوہر ص ۹۲ اور فتاویٰ عالمگیری ص ۲۰۴ اور فتاویٰ امدادیہ جلد اول ص ۹۰ اور تترہ فتاویٰ امدادیہ جلد اول ۳۲ اور ترجیح الراجح حصہ دوم ص ۱۷۱ کے حوالے پیش کرتا ہے آپ کے نائب مفتی صاحب نے فرمایا ہے کہ :

” اگرچہ چھوٹے گاؤں میں موافق مذہب حنفی کے جمعہ نہیں ہوتا ہے لیکن جس گاؤں میں قدیم سے جمعہ قائم ہو تو روکنا نہیں چاہیے اپنے مذہب کی پابندی سے اور روک دینے سے مفاسد عظیمہ میں پڑ جانے کا خوف و خطر بظن غالب ہوتا ہے لہذا اس ضرورت کی وجہ سے اپنے مذہب کی پابندیوں کو چھوڑ دینا جائز ہے۔ ہاں نہ پڑھنے والوں پر معترض بھی نہ ہونا چاہیے“

حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ، دہلی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا ہے مگر روکنا نہیں چاہیے نہ روکنے کی صورت میں جو لوگ جمعہ پڑھیں گے ان کا فرض ادا ہو جائے گا یا نہیں اگر نہیں ہو گا تو کیا ہو گا؟

جس جگہ نماز جمعہ فرض نہیں ہے وہاں جمعہ پڑھنے سے اپنے مذہب کے لحاظ سے چند مکروہات کا ارتکاب لازم آتا ہے اول نفل کی جماعت۔ دوم نوافل نماز میں جہر، سوم غیر لازم کا التزام، چہارم ترک

جماعت فرض ظہر، پنجم اگر کوئی ظہر نہ پڑھے تو ترک فریضہ کہ حرام اور فسق ہے؟ بیوا تو جروا
المستفتی نمبر ۱۱۱ عبد الحمید صاحب موضع ننڈالوگانوں ضلع چوکسی۔

۲۴ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۴ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۵۶) گاؤں میں جمعہ کا صحیح ہونا نہ ہونا مجتہدین میں مختلف فیہ ہے حنفیہ کے نزدیک جواز جمعہ کے لئے مصر ہونا شرط ہے لیکن مصر کی تعریف میں اختلاف عظیم ہے تاہم جس مقام میں کہ زمانہ قدیم سے جمعہ قائم ہے وہاں جمعہ کو ترک کرانے میں جو مفسد ہیں وہ ان مفسد سے بدرجہا زیادہ سخت ہیں جو سائل نے جمعہ پڑھنے کی صورت میں ذکر کئے ہیں جو لوگ جمعہ کو جائز سمجھ کر جمعہ پڑھتے ہیں ان کا فرض ادا ہو جاتا ہے نفل کی جماعت یا جہر بقرات نفل نہا یا ترک فرض لازم نہیں آتا۔ (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) مسجد کی تنگی کی وجہ سے مکان میں جمعہ پڑھنا

(۲) فنائے مصر کی تعریف

(سوال) (۱) بوجہ تنگی مسجد کسی شخص کے مملوک مکان میں کہ جس میں تمام مسلمان بلا روک ٹوک آسکیں اور فراخ ہو جمعہ کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۲) فنائے مصر کس کو کہتے ہیں؟ المستفتی نمبر ۱۸۵ محمد لائل پوری دیوبندی (ضلع لدھیانہ)

۸ شوال ۱۳۵۲ھ ۲۴ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۵۷) ہاں مکان میں بھی جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے جب کہ کسی کی روک ٹوک نہ ہو مگر ہمیشہ مکان میں ہی نماز قائم کرنا اور مسجد کو معطل کرنا نہیں چاہیے (۲)

(۲) فنائے مصر وہ مقام ہے جو شہر سے باہر مگر متصل ہو اور شہر کی بعض ضروریات اس مقام سے بہم پہنچتی ہوں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ، دہلی

(۱) گاؤں میں فتنہ کے خوف کی وجہ سے جمعہ جاری رکھنے کا حضرت کا یہ قول توسع اور ذاتی رائے پر مبنی ہے کیونکہ تمام کتب میں عدم جواز پر تصریح کی گئی ہے اس کے علاوہ فتاویٰ معاصرہ امداد الفتاویٰ ۱/۲۶۶ خیر الفتاویٰ احسن الفتاویٰ امداد الاحکام ۱/۶۰۶ فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۵/۹۹ وغیرہ میں بھی عدم جواز پر جواز اتفاق ہے لہذا آنے والے مسائل جمعہ فی القرئی کے بارے میں حضرت کی رائے کا دخل ہے نیز جواب ۳۸۸ میں انہوں نے خروج عن المذہب کی تصریح بھی کی ہے۔ وتقع فرضاً فی القصابات والقری الکبیرة التي فیها أسواق الخ (الدر المختار باب الجمعة ۱۳۸/۲ سعید) و فی الجواهر: " لوصلوا فی القری لزمهم اداء الظهر الخ (رد المختار جمعہ ۱۳۸/۲ سعید) و فی الدر المختار: " صلوة العید فی القری مکروه تحریم الخ و فی الشامیة: " ومثله الجمعة (باب الجمعة ۱۵۲/۲ ط سعید) (۲) والسابع الإذن العام وهو يحصل بفتح أبواب الجامع للواردین الخ (الدر المختار جمعہ ۱۵۲/۲ سعید) (۳) و شرط صحتها المصر و فناءه وهو ما اتصل به لأجل مصالحه كدفن الموتى و ركض الخيل الخ (الدر المختار باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید)

گاؤں جس کے لوگ مسجد میں نہ سما سکیں، جمعہ کا حکم

(سوال) گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے گناہ لازم تو نہیں آتا اور ظہر اس کے ذمہ سے ساقط ہوتی ہے یا نہیں؟ اور وہ جو مصر کی تعریف شرح وقایہ میں لکھی ہے معتبر ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۹۴ عبد العزیز، حسین پور ڈاکخانہ کلیانپور۔ ضلع جالندھر

۱۵ اشوال ۱۳۵۲ھ ۳۱ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۵۸) اگر آپ کے موضع میں عرصے سے جمعہ جاری ہے اور متعدد مساجد یعنی دو یا دو سے زائد مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں موضع کے مکلف بالجمعہ اشخاص نہ سما سکیں تو وہاں جمعہ پڑھتے رہنے میں مضائقہ نہیں اور فرض ظہر ذمہ سے ساقط ہو جائے گا شرح وقایہ کی یہ تعریف قابل عمل ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جس گاؤں میں سو برس سے جمعہ ہوتا ہو

(سوال) ایک گاؤں جس کے اندر ڈیرہ سو گھر ہندو مسلمانوں کے ہیں چند چھوٹی چھوٹی دکانیں مریج مسالہ کی ہیں بازار اس گاؤں سے تین میل کے فاصلے پر ہے اور یہاں پر قریب ایک سو برس سے جمعہ ہوتا چلا آیا ہے لیکن ایک مولوی صاحب آکر ہم لوگوں کو حدیث و مسئلہ سے سمجھا کر گاؤں میں مطلق جمعہ خنفی مذہب میں جائز نہیں اب گاؤں میں ایک جماعت جمعہ پڑھتے ہیں اور ایک جماعت ظہر پڑھتے ہیں اب دونوں جماعت میں جھگڑا ہوتا ہے لیکن اگر بزرگ صاحب کے یہ کہنے پر کہ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب جو جمعیتہ علمائے ہند کے صدر ہیں اور تمام مسلمان آپ کو بزرگ عالم مانتے ہیں اگر وہ اجازت دیدیں گاؤں میں جمعہ پڑھنے کی تو ہم سب متفق ہوں گے۔

المستفتی نمبر ۱۹۷ احمد النبی صاحب محلہ سردھا پور ڈاکخانہ خوردہ ضلع پوری۔

۲۵ اشوال ۱۳۵۲ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۵۹) اگر اس جگہ ایک سو برس سے جمعہ کی نماز ہوتی ہے تو اسے ہند نہ کرنا چاہیے کہ اس کی بندش میں دوسرے فتن و فسادات کا اندیشہ ہے جو لوگ نہ پڑھیں ان پر بھی اعتراض اور طعن نہ کرنا چاہیے وہ اپنی ظہر کی نماز پڑھ لیا کریں اور جو جمعہ پڑھیں وہ جمعہ پڑھ لیا کریں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) و عند البعض موضع إذا اجتمع أهلہ فی اکبر مساجدہ لم یسعہم، فاختار المصنف، هذا القول وما لا یسع اکبر مساجدہ أهلہ مصر وإنما اختار هذا القول دون تفسیر الأول، لظہور التوائی فی أحكام الشرع (شرح الوقایہ) باب الجمعة ۱۹۸/۱ ط سعید

(۲) واستشهد له بما فی التحییس عن الحلوانی أن کسالی العوام إذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا یستعزون لأنہم إذا منعوا ترکوها أصلاً وأداؤها مع تجویز اهل الحدیث لها أولى من ترکها أصلاً الخ (رد المحتار) باب العیدین ۱۷۱/۲ ط سعید

چھوٹی بستی میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) اس جگہ ہمارے قریب تحصیل گوہد جو کہ ایک معقول قصبہ ہے دو مسجدیں ہیں اور دونوں میں نماز جمعہ ہوتی ہے ہر دو امام صاحب یہاں ایک مصنوعی مزار کے پجاری ہیں اور اس کی آمدنی سے گزر اوقات کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں طوائفوں کا کھانا بھی بڑی خوشی و دلچسپی سے نوش فرماتے ہیں اور ناچ رنگ آتش بازی سے بھی قطعی پرہیز نہیں اور خود اپنی تقریبوں میں بھی طوائفوں کو بلاتے ہیں اور آتش بازی بھی استعمال کرتے ہیں تعداد نمازیان ایک مسجد میں تقریباً آٹھ دس نمازی دوسری میں پندرہ بیس نمازی جمعہ میں شرکت کرتے ہیں نمازی سب کے سب بے علم ہیں اور امام صاحب بھی تقریباً ایسے ہی ہیں کیا ان صورتوں کے ہوتے ہوئے نماز جمعہ ادا کریں یا ظہر؟ نیز بندہ اپنے پورہ فاضل پور میں رہتا ہے جہاں ہم صرف پانچ مسلم آباد ہیں صرف دو گھروں کے، مگر جمعہ کے دن اور عید کے دن ارد گرد کے مسلم صاحبان بوجہ ہونے مسجد کے جمع ہو جاتے ہیں کیا ہم نماز جمعہ اور عید ادا کریں یا نہیں؟ اور ہماری مسجد میں پانچوں وقت نماز کے لئے اذان ہوتی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۱۰ محمد عبدالحمید زمیندار فاضل پورہ ریلوے اسٹیشن۔ گوہد روڈ۔ ریاست گوالیار

۳۰ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۶۰) ایسی صورت میں اگر ان اماموں کی جگہ کوئی اور بہتر اور متدین اور مسائل سے واقف شخص کو امام مقرر نہیں کیا جاسکتا تو آپ کے لئے بہتر ہے کہ اپنے گاؤں میں نماز ظہر باجماعت ادا کر لیا کریں کیونکہ آپ کا گاؤں بہت چھوٹا ہے اور جمعہ پڑھنے کے قابل نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

بستی والوں کا شہر جا کر جمعہ پڑھنا

(سوال) ہمارے گاؤں سے کوئی شہر یا قصبہ سات کوس سے کم نہیں اس لئے جمعہ کی نماز سے محروم رہتے ہیں گاؤں سے دو کوس فرید پور ایک اوسط درجے کی بستی ہے وہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے اس میں دو مسجدیں ہیں ایک شیعوں کی دوسری سنیوں کی گاؤں میں صرف ایک آدھ مکان پر کچھ کپڑا مل جاتا ہے اور ایک نامکمل سی دکان پنساری کی بھی ہے مٹھائی یا سبزی وغیرہ کئی کوئی دکان نہیں برست ڈھائی کوس پر ہے۔ وہاں بھی جمعہ کی نماز ہوتی ہے برست میں چھ سات مسجدیں ہیں مگر سب شیعوں کی ہیں انہوں نے ایک مسجد سنیوں کو دی ہوئی ہے اسی میں جمعہ ہوتا ہے اور جب چاہتے ہیں چھین لیتے ہیں دوسری دے دیتے ہیں مگر برست میں سوائے سبزی کے ضروریات کی سب چیزیں ملتی ہیں اور آبادی دونوں بستیوں کی تقریباً یکساں ہے کیا ہم ان دونوں بستیوں میں نماز جمعہ پڑھ سکتے ہیں؟

(۱) و فیما ذکرنا إشارة إلى أنه لا يجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاضٍ و منبر و خطيب كما في المصنوعات (رد

المجتاز باب الجمعة ۲ ۱۳۸ ط سعید)

المستفتی نمبر ۲۴۹ شہباز خاں سب انسپکٹر پولیس موضع گڑھی بیرل ڈاکخانہ گھروندہ ضلع کرنال

۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۱) ان دونوں مقاموں میں سے کسی ایک جگہ جا کر جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہو (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

مسجد کی تنگی کی وجہ سے میدان میں جمعہ پڑھنا

(سوال) اگر الوداع کو بوجہ کثرت آدمیوں کے جمعہ کی نماز عید گاہ یا حدود شہر میں اور جگہ پڑھی جائے جامع مسجد کو چھوڑ کر کیا یہ جائز ہے؟ اور ثواب میں کمی تو نہیں ہوگی؟ اس جگہ دو باتیں قابل غور ہیں ایک تو جامع مسجد کو چھوڑنا دوسرے ثواب وغیرہ میں کمی مہربانی فرما کر اپنی رائے بیان نہ کریں بلکہ کتاب کا حوالہ دیں ہاں اگر کتابوں میں یہ جزئی موجود نہ ہو تو پھر اپنی رائے پیش فرما سکتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۲ مولوی محمد عمر خطیب جامع مسجد سرگودھا۔ ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ ۶ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۲) کوئی جزئی نہیں دیکھی۔ مگر مسجد کو چھوڑنا مناسب نہیں ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

جہاں عرصہ سے جمعہ پڑھا جا رہا ہو

(سوال) ہمارے گاؤں جس میں تقریباً ایک سو ساٹھ گھر ہوں گے اور بالغ مرد دو سو ستاون ہیں دو مسجدیں ہیں جمعہ پہلے سے جاری ہے تقریباً تین ساڑھے تین صفیں نمازیوں کی ہو جاتی ہیں اب ایک ماہ سے ایک مولوی صاحب نے آکر جمعہ بند کر دیا ہے اس دن سے ظہر کی اذان بھی سنائی نہیں دیتی کیونکہ ہمارے امام صاحب اور چند آدمی ڈالوال میں جمعہ پڑھنے چلے جاتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۳۵۲ نذر محمد (ضلع جہلم)۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۵ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۳۶۳) اس مقام پر پہلے سے جمعہ قائم تھا تو اب اس کو بند کرنا نہیں چاہیے جمعہ کی نماز بدستور

پڑھتے رہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) و تقع فرضا فی القصات والقری الکبیرة التی فیہا اسواق الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید)

(۲) و تزدی فی مصر واحد بمواضع کثیرة مطلقاً علی المذہب و علیہ الفتوی (التنویر مع شرحہ باب الجمعة

۱۴۴/۲ ط سعید) و شرط لصحتها سبعة اشياء الأول المصر الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)

(۳) واستشهد له بما فی التحنيس عن الحلوانی أن کسالی العوام إذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا یمنعون

لانہم إذا منعوا ترکوها أصلاً وأداؤها مع تجویز أهل الحدیث لها أولى من ترکها أصلاً الخ (رد المحتار، باب

الجمعة ۱۷۱/۲ ط سعید)

ہندوستان میں جمعہ پڑھا جائے، احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ ہندوستان میں غیر مسلم حکومت کی وجہ سے جمعہ فرض نہیں دلیل کے طور پر کہتے ہیں کہ شہر کے اندر قاضی یا مفتی کا ہونا ضروری ہے جو شرعی حدود جاری رکھ سکتا ہو اور ہندوستان میں شرعی سزا نہیں دی جاسکتی اس لئے جمعہ فرض نہیں اور اس صورت میں چار رکعتیں نماز ظہر ضروری پڑھنی چاہئیں؟

المستفتی نمبر ۵۲۲ مؤذن صاحب گولروالی مسجد دہلی۔ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۸ جولائی ۱۹۳۵ء (جواب ۳۶۴) ہندوستان میں جمعہ کا فرض نہ ہونا صحیح نہیں جن شرائط کی بنا پر فرضیت جمعہ میں شک کیا جاتا ہے ان کا فیصلہ محققین فقہا کر چکے ہیں اور جب کہ فرضیت جمعہ راجح ہے (۱) تو احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے جمعہ بھی پڑھنا اور پھر احتیاطی ظہر بھی پڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا اور عام طور پر عقیدے کو بگاڑنا ہے اس لئے اس نماز کو رواج دینا اور عوام کو تعلیم دینا کہ احتیاطی ظہر پڑھیں درست نہیں۔
فقط، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جہاں کافی عرصہ سے جمعہ پڑھا جاتا ہو

(سوال) ایک بستی میں ہمیشہ سے لوگ جمعہ پڑھتے ہیں اب ایک مولوی صاحب بند کرانا چاہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اس ملک گجرات میں چھوٹی چھوٹی بستیاں ہندوؤں کی بسائی ہوئی ہیں اور ان میں پانچ یا سات گھر مسلمانوں کے ہوں وہاں جمعہ شروع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۴ وی جی پٹیل (ضلع بھروچ) ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ م ۲۳ جولائی ۱۹۳۵ء (جواب ۳۶۵) جن بستیوں میں قدیم سے جمعہ پڑھا جاتا ہے اور جمعہ چھوڑانے سے لوگ نماز پنج وقتہ بھی چھوڑ دیتے ہیں ایسی بستیوں میں جمعہ پڑھنا چاہیے تاکہ اسلام کی رونق اور شوکت قائم رہے اور جو لوگ کہ ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے وہ نہ پڑھیں ان سے جھگڑا نہیں کرنا چاہیے پڑھنے والے بھی گناہ گار نہیں ہیں اور نہ پڑھنے والے بھی گناہ گار نہیں آپس میں اختلاف اور فتنہ و فساد پیدا کرنا حرام ہے ہاں جن چھوٹے گاؤں میں پہلے سے جمعہ قائم نہیں ہے وہاں قائم نہ کریں اور جہاں پہلے سے قائم تھا پھر چھوڑ دیا اور اس کی وجہ سے لوگوں نے نماز جمعہ چھوڑ دی وہاں پھر شروع کر دیں۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) فلو الولاية كفاراً يجوز للمسلمين إقامة الجمعة ويصير القاصي قاضياً بتراضي المسلمين (رد المحتار) باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید) وفي البحر: "وقد أفتيت مراراً لعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا الخ (رد المحتار) باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)
(۲) واستشهد له بما في التجنيس عن الحلواني أن كسالي العوام إذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمنعون لأنهم إذا منعوا تركوها أصلاً وأداؤها مع تجويز أهل الحديث لها أولى من تركها أصلاً الخ (رد المحتار) باب الجمعة ۱۷۱/۳ ط سعید)

ڈھائی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) ضلع مظفرنگر میں ایک جگہ پھلت ہے جس کی موجودہ حالت حسب ذیل ہے کل تعداد اکیس سو آدمیوں کی ہے اشیائے ضروریہ دستیاب ہو جاتی ہیں چھ دکانیں پر چون کی ہیں دو ہزار کی دو عطار کی تین درزی کی۔ پانچ چھ دکانیں اور متفرق ہیں دس گیارہ دکانیں قصاویوں کی ہیں پانچ چھ حکیم ہیں حافظ پندرہ بیس کے قریب ہیں مولوی پندرہ بیس کے قریب ہیں ایک بازار ہفتہ وار یعنی پینٹھ ہوتی ہے چار مسجدیں ہیں ایک ان میں سے جامع مسجد کے نام سے مشہور ہے یہ مسجد پہلے چھوٹی تھی لیکن جمعہ ہوتا تھا اور اس مسجد کی دوبارہ تعمیر کی بنیاد حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی نے اپنے دست مبارک سے نصب فرمائی ہے جو بڑے پیمانے پر تیار ہے ایک مدرسہ اسلامیہ ہے جو فیض الاسلام کے نام سے موسوم ہے جفت فروش کی کوئی دکان نہیں ہے اور تھانہ ڈاکخانہ شفاخانہ مدرسہ سرکاری ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ہے پھلت میں ایک عرصہ سے جمعہ قائم ہے جس کی ابتدا معلوم نہیں ہے ایک صاحب مسمیٰ حافظ احمد صاحب جن کی عمر چوراسی سال ہے وہ یہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ہوش سے یہاں جمعہ ہوتا دیکھ رہا ہوں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ اور حضرت مولانا شاہ اہل اللہ رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں حضرات کی پیدائش پھلت کی ہے اور حضرت شاہ اہل اللہ کا تو قیام ہمیشہ پھلت میں ہی رہا ہے حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی چونکہ یہاں قرابت تھی آمد و رفت کا سلسلہ ضرور رہا ہوگا اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ ان حضرات نے بھی یہاں جمعہ پڑھا ہوگا اور اس زمانے کی آبادی کا حال کچھ معلوم نہیں حضرت مولانا شاہ محمد عاشق صاحب و حضرت مولانا شاہ محمد فائق و حضرت مولانا شاہ محمد حسیب اللہ صاحب یہ تینوں حضرات بھی پھلت کے ہیں اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ ان حضرات نے بھی یہاں جمعہ پڑھا ہوگا حضرت مولانا نواب قطب الدین خاں دہلوی حضرت مولانا وحید الدین پھلتی مولانا محمد صاحب پھلتی مولانا عبدالقیوم پھلتی قاضی ریاست بھوپال مولانا محمد ایوب پھلتی قاضی ریاست بھوپال مولانا عبدالرب پھلتی مولانا عبدالعدل پھلتی مولانا محمد یحییٰ پھلتی قاضی ریاست بھوپال مولانا فیض احمد پھلتی مولانا محمود احمد پھلتی مولانا محمد فاضل پھلتی مولانا محمد قاسم نانوتوی مولانا محمد یعقوب نانوتوی شیخ السنہ مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہم اللہ نے یہاں جمعہ پڑھا ہے اکثر قرب و جوار کی بستیوں کے آدمی پھلت میں آکر جمعہ و عیدین پڑھتے ہیں اور اکثر دیہات میں مساجد بھی نہیں ہیں اور وہاں کے مسلمان کفار کی رعایا رہتے ہیں جو حضرات یہاں پر جمعہ پڑھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہاں بہت سے علمائے جمعہ پڑھا ہے جن کے اسمائے گرامی اوپر درج ہیں ان کے فعل ہمارے لئے سند ہے اگر ناجائز ہوتا تو یہ حضرات کیوں پڑھتے دوسرے یہ کہ جس جگہ ایک عرصہ سے جمعہ ہو رہا ہو اسے بند نہیں کرنا چاہیے ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ جب تیس سال تک نماز پڑھی اور مسلمان حاکموں نے روکا نہیں تو اب کسی شخص کو روکنے کا اختیار نہیں ہے جو صاحب یہاں جمعہ نہیں پڑھتے وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک گاؤں میں جمعہ درست نہیں اور

پھلت بھی گاؤں ہی ہے چونکہ آبادی تھوڑی ہے علیٰ القیاس بازار جس میں کل تیرہ دکانیں ہیں اور ایسی بستی جس میں تین ہزار آدمیوں سے کم ہوں اور بازار بھی نہ ہوں وہاں جمعہ درست نہیں ہے بہت سے علماء کی تحریرات سے ایسا ہی ثابت ہوتا ہے ذیل میں بعض علما کی تحریرات نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ گنگوہی نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے جو فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم میں مرقوم ہے وہ ہذا۔ جس موضع میں دو ہزار آدمی ہندو مسلمان ہوں اس جگہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک جمعہ ادا نہیں ہوتا ہے الخ حضرت مولانا عزیز الرحمن نور اللہ مرقدہ مفتی دار العلوم دیوبند نے ایک استفتا کے جواب میں ارقام فرمایا ہے 'وہ استفتا مع جواب ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ استفتا۔ جس آبادی میں مسجد نہ ہو وہاں جمعہ درست ہے یا نہیں؟ الجواب۔ اگر وہ بستی بڑی ہو مثلاً قصبہ یا بڑا قریہ ہو کہ تین چار ہزار آدمی وہاں آباد ہوں اور بازار ہوں تو اگرچہ وہاں مسجد نہ ہو جمعہ صحیح ہے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے بھشتی گوہر میں تحریر فرمایا ہے "مصر یعنی شہر یا قصبہ، پس گاؤں یا جنگل میں نماز جمعہ درست نہیں ہے۔ البتہ جس گاؤں کی آبادی قصبے کے برابر ہو مثلاً تین چار ہزار آدمی ہوں وہاں جمعہ درست ہے" حضرت مولانا ضیا احمد صاحب مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے ایک سوال کے جواب میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ "قصبے کی آبادی تین چار ہزار ہوتی ہے" اور یہ کہنا کہ علما کا فعل ہمارے لئے سند ہے غلط ہے کیونکہ کسی عالم کا فعل حجت شرعی نہیں ہے اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ جس جگہ ایک عرصہ سے جمعہ ہو رہا ہے اسے بند کرنا نہیں چاہیے ضرور بند کرنا چاہیے اگر اس میں فی الحال شرائط صحت جمعہ مفقود ہوں یعنی وہ چھوٹا گاؤں ہو اب چونکہ وہ محل اقامت جمعہ نہیں ہے اور ایسی جگہ جمعہ پڑھنے کو فقہائے کرام و مجتہدین عظام مکروہ تحریمی فرماتے ہیں یہ امر دریافت طلب ہے کہ مقام مذکور میں بحالت موجودہ نماز جمعہ و اعیاد عند الاحناف جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۵۰ حافظ محمد قاسم (پھلت) ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۷ جولائی ۱۹۳۵ء
(جواب ۳۶۶) (از مفتی اعظم) پھلت کی یہ حیثیت جو سوال میں مذکور ہے اس کو قریہ کبیرہ بنا دینے کے لئے کافی ہے اس لئے اس میں اقامت جمعہ جائز ہے بالخصوص عرصہ دراز کا قائم شدہ جمعہ بند کرنا مفاسد کثیرہ کا موجب ہے اس لئے اس کو بند کرنا مصالح شرعیہ کے منافی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ
(جواب) (از نائب مفتی صاحب) موضع پھلت میں جمعہ کی نماز پڑھنی بنا بر فتویٰ متاخرین فقہائے حنفیہ کے جائز ہے کیونکہ جو تعریف مصر کی متاخرین فقہائے حنفیہ نے کی ہے اور معنی یہ بھی اکثر فقہاء کے نزدیک تعریف ہے۔ المصر وهو مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا وعلیہ فتویٰ اکثر الفقہاء (مجتبی) لظہور التوانی فی الاحکام (۲) تنویر الابصار و در مختار علی

(۱) وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التي فیہا أسواق الخ (رد المحتار جمعہ ۲/۱۳۸ ط سعید)

(۲) (باب الجمعة ۲/۱۳۸ ط سعید)

ہامش رد المحتار ج اول ص ۵۸۹ تو اس تعریف مذکور کی یہ بستی پھلت بظاہر مصداق ہے اور اگر بالفرض مصداق نہ بھی ہو تو قدیمی جمعہ و اعیاد قائم شدہ کو روکنا نہیں چاہیے۔
حبیب المرسلین عنہ

تمیں گھروں والے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) موضع اموکونہ جس کی آبادی میں چونتیس گھر اور اکاون مزد مکلف بستے ہیں ایضاً موضع بتاپور کہ موضع اموکونہ سے تخمیناً پانسو ہاتھ فاصلے پر ہے اس میں تیس گھر ہیں اور ستاون مزد مکلف بستے ہیں ان سب آدمیوں کا پیشہ کاشتکاری ہے اور موسم برسات میں ہر موضع کے چاروں طرف پانی سے سیلاب ہو جاتا ہے جو بدون کستی کے آمد و رفت دشوار ہے ہر موضع کے چاروں طرف زراعت اور تین طرف ندی بھی ہے اور دونوں موضعوں کے درمیان جو فاصلہ ہے چراگاہ ہے موسم برسات میں وہ بھی دو ڈھائی ہاتھ پانی نیچے پڑتا ہے اس آبادی میں کوئی بازار وغیرہ نہیں ہے اب علی الانفراد دونوں موضعوں میں جمعہ قائم کرنا اور درمیان کی چراگاہ میں علی الاجتماع عید گاہ بنا کے نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۰۹ چودھری محمد صفدر (ضلع سہٹ) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ م ۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء (جواب ۳۶۷) ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز حنفی مذہب کے موافق قائم نہ کرنا چاہیے لیکن اگر قدیم الایام سے ان میں جمعہ قائم ہو تو اسے بند بھی نہ کرنا چاہیے کہ دوسرے ائمہ کے مذہب کے موافق جمعہ ہو جاتا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جواب بالا پر اشکال اور اس کا جواب

(سوال) اس جواب حضرت والا کی جس عبارت کا مطلب پوری طور پر سمجھ میں نہیں آیا اس کے متعلق عرض ہے (۱) ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز (حنفی مذہب کے موافق قائم نہ کرنا چاہیے) عبارت مذکورہ افہام ناقصہ کے نزدیک دو معنی کے محتمل ہے اول یہ کہ ان مواضع میں اگر پہلے سے جمعہ قائم نہ ہو تو حنفی مذہب کے موافق اب جدید طور پر قائم نہ کرنا چاہیے (پھر لفظ نہ کرنا چاہیے کا مطلب مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی ہے یا حرام و نادرست)

دوسرے یہ کہ ان دونوں موضعوں میں جمعہ کی نماز حنفی مذہب کے موافق پڑھنا ہی نہیں چاہیے لیکن اگر پہلے سے وہاں قائم کیا ہو تو بھی اب بوجہ عدم صحت جمعہ فی القری کے ترک کرنا چاہیے (اس کا مطلب ترک افضل ہے یا واجب یا فرض)

(۱) و فیما ذکرنا إشارة إلى انه لا تجوز فی الصغيرة التي ليس فيها قاض و منبر و خطيب كما فی المضمرة (رد المحتار) باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید

اگر پہلے احتمال کو مواضع مذکورہ میں نیا طور پر قائم نہ کرنا اور قدیم الایام سے چلے آنے والی نماز کو قائم رہنے دینا یہ حکم حنفی مذہب کے موافق ہے یا حنفی مذہب میں قدیم و جدید کا فرق نہیں رکھا گیا دوسرا احتمال مراد ہو تو اس حالت میں عبارت کے الفاظ سے وہ معنی صاف طور پر سمجھ میں نہیں آتا

(۲) ”لیکن اگر قدیم الایام سے“ ”تو اسے بند نہ کرنا چاہیے کہ دوسرے ائمہ کے مذہب کے موافق ہو جاتا ہے“ اس حالت میں اگر جمعہ کو قائم رکھا جائے تو ایک حنفی کے لئے اپنے مذہب کے موافق فرض ظہر ادا کرنا چاہیے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۶۱۰ محمد زاہد الرحمن (ضلع سہٹ)

۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ م ۱۴ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۶۸) حنفی مذہب کے موافق قرئی یعنی دیہات میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا اس لئے اگر کسی گاؤں میں پہلے سے جمعہ قائم نہیں ہے تو وہاں جمعہ قائم نہ کرنا چاہئے کیونکہ حنفی مذہب کے موافق اس میں جمعہ صحیح نہ ہوگا اور فرض ظہر جمعہ پڑھنے سے ساقط نہ ہوگا لیکن اگر وہاں قدیم الایام سے جمعہ قائم ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں یا یہ کہ اسلامی حکومت میں بادشاہ اسلام کے حکم سے قائم ہوا تھا تو حنفی مذہب کی رو سے بھی وہاں جمعہ صحیح ہوتا ہے اس لئے بند کرنا درست نہیں یا یہ کہ بادشاہ اسلام کے حکم سے قائم ہونا ثابت نہیں یا یہ معلوم ہے کہ مسلمانوں نے خود قائم کیا تھا مگر ایک زمانہ دراز سے پڑھا جاتا ہے اس صورت میں حنفی مذہب کے اصول کے موافق تو اسے بند کرنا چاہئے یعنی بند کرنا ضروری ہے لیکن چونکہ عرصہ دراز کے قائم شدہ جمعہ کو بند کر دینے میں جو فتنے اور مفاسد پیدا ہوتے ہیں ان کے لحاظ سے اس مسئلے میں حنفیہ کو شوافع کے مذہب پر عمل کر لینا جائز ہے اور جب کہ وہ شوافع کے مذہب پر عمل کرے جمعہ پڑھیں گے تو پھر ظہر ساقط نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں مسئلہ مجتہد فیہ ہے اور مفاسد لازمہ عمل ہمد مذہب الغیر کے لئے وجہ جواز ہیں۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ له

کل آبادی کا مسلمان ہونا ضروری نہیں، مصر کی مفتی بہ تعریف

(سوال) جمعہ کے لئے جو مصر کی شرط ہے فقہانے تو مصر کی مختلف تعریضیں کی ہیں مصر کی معتبر اور محقق تعریف تحریر فرمائیں مصر کی تعریف مقرر ہونے کے بعد یہ چیز بھی قابل دریافت ہے کہ مصر کے رہنے والے سب کے سب یا اکثر مسلمان لوگ ہوں یا مثلاً ایک شہر ایسا ہے کہ سب کے سب رہنے والے کفار ہیں مسلمانوں کے دس پندرہ گھر ہیں کیا یہ لوگ بھی وہاں جمعہ پڑھ سکتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۵۰ مولوی سراج الدین (ضلع ملتان) ۸ ازیقعدہ ۱۳۵۳ھ م ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء

(۱) وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض و منبر و خطيب كما في المضمرة (رد المحتار) باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید و عن أبي حنيفة أنه بلدة كبيرة فيها سلك و اسواق و بهار سائق و فيها وال الخ (رد المحتار) الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید و الثاني السلطان أو مأموره بإقامتها الخ (التنوير و شرحه) باب الجمعة ۱۳۹/۲ ط سعید السابع الإذن العام من الإمام الخ (الدر المختار) باب الجمعة ۱۵۱/۲ ط سعید

(جواب ۳۶۹) فی حد ذاتہ تحقق مصریت کے لئے تمام آبادی کا مسلمان ہونا یا اکثر کا مسلمان ہونا ضروری نہیں البتہ ظاہر روایت کی تعریف کی بنا پر وہاں حکومت اسلامیہ قائم ہونی شرط ہے شرطیت مصر میں فقہانے بہت تنزل کر لیا ہے حتیٰ کہ مالا یسع اکثر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا تک اتر آئے اور اس تعریف پر خالص کافر حکومت کے شہر مثلاً لندن وغیرہ بھی مصر میں داخل ہو جاتے ہیں نیز بہت سے دیہات بھی مصر میں شامل ہو جاتے ہیں (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ہندوستان میں جمعہ کی فریضیت

(سوال) ہند میں آج کل جمعہ پڑھنا فرض ہے یا نہیں؟ اگر فرض ہے تو پھر فقہاء کی دو شرائط یعنی امامت اور مصریت کا جواب کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۸۲۲ محمد نذر شاہ۔ ۶ محرم ۱۳۵۵ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء۔ ضلع گجرات

(جواب ۳۷۰) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے اور امام (یعنی سلطان) اور مصر کی وہ تعریف جو نفاذ حدود احکام شرعیہ پر مشتمل ہے خود فقہائے حنفیہ کی تصریح سے متروک ہو چکی ہے۔ بلاد علیہا ولایة کفار یجوز للمسلمین اقامة الجمع والا عیاد فیہا (۲) (رد المحتار)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

شہر اور قصبہ میں جمعہ پڑھا جائے، احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) نماز جمعہ کا لزوم ہمارے ملک پاکستان میں کتنی بستی پر ہو سکتا ہے؟ احتیاط الظہر جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۷۱) جو بستی بڑی ہو اور اس میں کم از کم دو مسجدیں ہوں یا وہاں ضروری سامان مل جاتا ہو اس میں جمعہ پڑھنا چاہیے ظہر احتیاطی کوئی شرعی چیز نہیں ہے جمعہ پڑھیں یا ظہر پڑھیں۔ دونوں پڑھنا صحیح نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

قریہ کبیرہ میں جمعہ کا حکم

(سوال) یہاں جمعہ کی نماز کی وجہ سے دو پارٹیاں قائم ہو چکی ہیں اور آپس میں جنگ و جدال رہتا ہے اور ایک ہی مسجد میں بیک وقت دو جماعتیں ہوتی ہیں۔

(۱) المصر وهو مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا و علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء الخ و ظاہر المذہب انہ کل موضع لہ امیر وقاض یقدر علی اقامة الحدود الخ (التنویر مع شرحہ، باب الجمعة ۱۳۷/۲، ۱۳۸ ط سعید)
(۲) (باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)
(۳) وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التي فیہا أسواق الخ (رد المحتار، جمعہ ۱۳۸/۲ ط سعید)

تاریخین جمعہ کے استدلالات حسب ذیل ہیں۔ اول یہ کہ قریہ کبیرہ حقیقت میں گاؤں ہے اور ان کے زیادہ تر استدلالات وہ ہیں جن کو العدل گو جرنوالہ سے مولوی میرک شاہ کشمیری سے نقل کیا ہے، اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ قریہ کبیرہ سے ہمیشہ قصبات ہی مراد ہوتے ہیں اور مصر سے ضلع مراد ہوتا ہے قریہ کبیرہ سے فقہاء کی مراد وہ قصبہ ہوتا ہے جس پر مصر کی تعریف صادق آتی ہو اور جو در حقیقت ایک چھوٹا سا شہر ہی ہوتا ہے دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر بڑے گاؤں میں جمعہ کی تمام شرائط بھی بالفرض موجود ہوں تاہم جب تک وہ گاؤں ہے اس میں جمعہ نہیں ہو سکتا انتہی۔ وغیر ذلک طویل۔

فریق ثانی اپنے استدلال میں فتاویٰ اکابر امت پیش کرتے ہیں اور ان کا یہ بھی استدلال ہے کہ قریہ کبیرہ ظاہر ہے کہ مافوق القریۃ الصغیرہ و مادون المصر ہو اور اگر مادون المصر نہ ہو تو وہ عین مصر ہے فہو المراد۔ لہذا قصبات کو قریۃ الکبیرۃ میں داخل کرنا اور مصر سے خارج کرنا صریح غلطی ہے اس لئے کہ عرف عام میں سب ڈویژن کو قصبہ کہا جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سب ڈویژن کو عرف عام میں شہر اور مصر کہا جاتا ہے لہذا تمہارا استدلال عجیب ہے کہ کہیں تو عرف عام کو لیتے ہو اور کہیں من گھڑت تقریر کرتے ہو۔

علاوہ ازیں مجوزین کے مد نظر اصلاح بن المسلمین ہے تاکہ جہاں تک ہو سکے آپس میں تشتت و افتراق تضلیل و تفسیق نہ ہو۔ والجماعة الثانية فى وقت واحد وفى المسجد الواحد على سبيل الدوام والا ستمرار وغير ذلك كثيراً من المفسدات اور العدل کا اتنی بڑی جماعت کو جو تمام ہندوستان میں بلا استثناء ہوتی ہے اس کو تارک صلوة بنا کر من ترك الصلوة متعمداً فقد كفر (الحديث) کا مستحق قرار دینا یہ سب ظاہر ہے کہ اشد ہیں الجمعة فى القرية الكبيرة سے الفتنة اشد من القتل.

المستفتی نمبر ۹۳۳ مولوی محمد اسماعیل (کتاب)

۲۷ صفر ۱۳۵۵ھ ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۲) قریہ کبیرہ جس پر مصر کی کوئی تعریف بھی صادق آجائے مثلاً مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا۔ اس میں اقامت جمعہ جائز ہے اور اگر کوئی تعریف بھی صادق نہ آئے جب بھی اس مسئلے میں حنفیہ کے لئے مصالح عامہ اسلامیہ کے لحاظ سے شوافع کے مسلک پر عمل کر لینا جائز ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) (الترغیب والترہیب من الحدیث الشریف : الترہیب من ترک الصلاة متعمداً و إخراجها عن وقتها تھاونا ۳۸۱/۳۸۲ ط إحياء التراث العربی بیروت لبنان)
(۲) المصر وهو مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا و علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء الخ (الدر المختار) باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید و تقع فرضاً فی القصبات والقری الكبيرة التي فیها أسواق الخ (رد المختار) باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید

جمعہ کے بارے میں چند سوالات کے جوابات

(سوال) (۱) مسر از روئے شریعت کسے کہتے ہیں جس میں جمعہ کا جواز اور صحت ہو اور دیہات میں جمعہ ہو سکتا ہے یا نہیں (۲) ان القرية الكبيرة في حكم المصر قرية كبيرة کسے کہتے ہیں جو مصر کا حکم رکھتا ہو (۳) لا جمعة الا في مصر جامع کا کیا مطلب ہے؟ اور ان القرية الكبيرة کے مقابلے میں اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟ (۴) ما لا يسع الناس اكبر مساجده کا کیا مطلب ہے؟ مساجد صیغہ منتہی المجموع کا ہے اگر ایک ہی مسجد ہو تو اس پر مصداق ہو گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۳۹ سلیمان کریم (پالن پور)۔ ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۳) حنفیہ کے اصول کے بموجب دیہات میں اقامت جمعہ درست نہیں (۱) مصر ہونا جواز جمعہ کے لئے شرط ہے (۲) لیکن مصر کی تعریفیں مختلف اور متعدد منقول ہیں اس مسئلے میں زیادہ سختی کا موقع نہیں ہے اور اس زمانے کے مصالح عامہ مبہمہ اس امر کے مقتضی ہیں کہ اقامت جمعہ کو نہ روکا جائے تو بہتر ہے بالخصوص ایسی حالت میں کہ مدت دراز سے جمعہ قائم ہو اس کو روکنا بہت سے مفاسد عظیمہ کا موجب ہوتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

” لا جمعة ولا تشریق الا في مصر جامع“ کا مطلب

(سوال) لا جمعة ولا تشریق الا في مصر جامع اس نفی سے کیا نفی وجوب مراد ہے یا نفی استحباب اگر نفی وجوب ہے تو کس قانون سے؟

المستفتی نمبر ۹۵۷ موای عبد الحکیم (ضلع پشاور) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۷۴) لا جمعة ولا تشریق الخ حنفیہ نے اس میں اسے نفی صحت مراد لی ہے مگر محتمل ہے کہ نفی وجوب مراد ہو (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

شرائط جمعہ کیا ہیں؟

(سوال) شرائط نماز جمعہ کیا ہیں کیا ایسے گاؤں میں جہاں پچاس ساٹھ گھر مسلمان آباد ہوں اور مسجد قریب قریب بھر جاتی ہو نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۹ ایم عمر صاحب انصاری مقام باگھاڈاک خانہ تھاوی ضلع سارن

(۱) وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاص و منبر و خطيب الخ (رد المختار) باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید

(۲) ويشترط لصحتها سبعة أشياء: الاول المصر الخ (الدر المختار) باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید

(۳) لا تصح الجمعة الا في مصر جامع لقوله عليه السلام ” لا جمعة ولا تشریق الخ (هداية) باب صلاة الجمعة ۱۶۸/۱ ط مکتبہ شرکة علمیه ملتان

۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۵) جس مسجد میں قدیم الایام سے جمعہ ہوتا ہو اور وہاں ضرورت کی چیزیں مل جاتی ہوں وہاں جمعہ قائم رکھنا جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہلی

(۱) ہندوستان میں جمعہ فرض ہے

(۲) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(سوال) (۱) اس وقت جمعہ ہمارے لئے بحیثیت محکوم بر لٹس اسپائر فرض ہے یا نہیں؟ (۲) جمعہ کے لئے ظہر کی نماز کے فرض ادا کرنے چاہئیں یا نہیں اگر ہیں تو کیسے ادا کرنے چاہئیں اگر نہیں تو کیوں؟

المستفتی نمبر ۱۱۹۱ محمد دانیال صاحب (لاہور) ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۶) (۱) جمعہ ہندوستان میں مسلمانوں پر فرض ہے اور اس کی ادائیگی شرعاً صحیح ہے (۲)

(۲) جمعہ کی نماز ادا کر لینے سے ظہر کی نماز ساقط ہو جاتی ہے اس لئے جمعہ کی نماز پڑھ کر ظہر پڑھنا

درست نہیں کہ ایک وقت میں دو فرض نہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہلی

۳۵۰ گھر والی بسستی میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) ہمارے شہر میں مسجد بنوئی عالیشان تیار ہو گئی ہے ایسی مسجد اس علاقہ کے مانند کوئی نہیں ہے

جس کے تین گنبد ہیں اور ابھی ہم لوگ اس جگہ جمعہ پڑھ رہے ہیں اور شہر بڑا نہیں ہے قریب ۳۵۰ گھر

آباد ہوں گے یا کچھ کم کچھ زیادہ اور سوائے اس مسجد کے اور کوئی مسجد نہیں ہے شہر سے باہر دو سو گز کے

قریب تھوڑے گھر ہیں اس جگہ ایک مسجد ہے اور کوئی مسجد نہیں ہے اور آگے اس جگہ جمعہ جاری نہیں

تھا ابھی تھوڑے عرصہ سے جمعہ پڑھاتے ہیں اور عالم بھی کوئی نہیں ہے علم فقہ حدیث کوئی نہیں جانتا

صرف حافظ قرآن و ناظرہ قرآن ہیں مسائل سے ناواقف ہیں اور اس جگہ ڈھائی میل کے فاصلہ پر ایک

شہر ہے اس جگہ جمعہ جاری ہے اور اس جگہ بڑا امیر آدمی بھی کوئی نہیں جس کی بات کا لوگوں پر اثر ہو یا اس

کے تابع ہوں اور قاضی خود نہیں ہے بازار بھی نہیں ہے کہ ہر ایک چیز مل جائے اب مہربانی فرما کر فتویٰ

دیویں کہ جمعہ جاری کر دیویں تو ہو گا یا نہ ہو گا؟

المستفتی نمبر ۱۲۲۰ پنشنر مہدی خاں صاحب (ضلع کامل پور) ۲۰ رجب ۱۳۵۵ھ ۷ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(۱) وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیہا أسواق الخ (رد المحتار جمعہ ۱۳۸/۲ ط سعید)

(۲) فلو الولاية کفاراً یجوز للمسلمین إقامة الجمعة و یصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین و یجب علیہم أن یلتمسوا والیا معلماً (رد المحتار باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید)

(۳) و فی البحر: "وقد أفتیت مراراً بعدم صلاة الأربعاء بعده بنية آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة الخ (

الدر المختار باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)

(جواب ۳۷۷) تشریح سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھوٹا گاؤں ہے اس لئے سب لوگ اتفاق کر کے اس جگہ ظہر کی نماز باجماعت ادا کر لیا کریں (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

سات ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) بصیر پور کی موجودہ حالت ایک شہر سے کم نہیں لوازمات ملاحظہ فرمائیں ریلوے اسٹیشن، قیام ملازمین، ضلعدار، قانون گوین، اسٹنٹ ڈسٹرکٹ اسپیکر مدارس تحصیل ہذا، ڈسٹرکٹ بورڈ کے دو ہسپتال انسان اور حیوانات کا اور آبادی تقریباً چھ یا سات ہزار تک ہے اور تینوں بازاروں میں دکانات کا شمار ایک سو بیس ہے بازار میں آمد و رفت بوجہ بیع و شرا بآسانی نہیں ہو سکتی منڈی کی دکانات اور آبادی اس کے علاوہ ہے چودہ پندرہ مساجد ہیں جملہ آثار دلالت کرتے ہیں کہ بصیر پور ایک شہر ہے اور اس میں نماز جمعہ ادا کرنا فقہ حنفیہ کے لحاظ سے فرض ہے عرصہ پانچ سال سے مولانا مولوی نور نبی صاحب جو کہ مدرسہ امینیہ اور جناب کے فیض تدریس سے ۱۹۳۹ء میں تعلیم دورہ حاصل کر کے آئے ہیں فریضہ جمعہ ادا کرتے رہے ہیں مگر اس جگہ کے علماء اور عوام الناس کا خیال ہے کہ جمعہ ملک ہندوستان میں نصاریٰ کے تسلط کی وجہ سے فرض نہیں رہا لہذا بالکل نہ پڑھنا چاہیے ہمارا جمعہ پڑھنا اور ان کا اس پر تنازعہ کرنا ایک نمایاں جھگڑے کی صورت اختیار کر گیا تھا کافی تنازعات کے بعد حضرت مولانا مولوی خیر محمد صاحب جالندھری سے بطور فیصلہ فتویٰ حاصل کیا گیا مولانا موصوف کے فتوے پر ان کے تنازعات بند ہوئے اور پر امن نماز جمعہ ہوتی رہی مگر شومی قسمت سے ہمارے مقامی زمیندار رئیس عالم کی ایک مولوی صاحب کے ساتھ جمعہ کے متعلق گفتگو ہوئی جس کی وجہ سے انہوں نے یہ فرمادیا کہ قصبہ ہذا میں جمعہ کے متعلق میں مولانا موصوف کے فتوے سے رجوع کرتا ہوں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ بصیر پور میں تعریف مصر صادق نہیں آتی کیونکہ اکبر مساجد والی تعریف ضعیف اور مرجوح ہے اور تنفیذ احکام و اقامت حدود والی تعریف قوی اور مفتی بہ ہے اور لاہور وغیرہ کے متعلق ان کا یہ خیال ہے کہ وہاں مجسٹریٹ و جج وغیرہ ظالم و مظلوم کے تنازعات کا تصفیہ کرتے رہتے ہیں اور بصیر پور میں تحصیل دار بھی نہیں رہتا لہذا لاہور میں نماز جمعہ فرض ادا ہو سکتی ہے اور بصیر پور میں نہیں وائے ناکامی۔ و احسر تاکہ ان ارشادات عالیہ سے سوئے ہوئے فتنہ پھر جاگ اٹھے اور عنقریب حالات مایوس کن پیدا ہونے والے ہیں عوام کی باہمی چہ می گوئیاں ان فسادات کا پیش خیمہ ہیں مگر ہمارے رئیس عالم موصوف کا آپ پر اور مولانا خیر محمد صاحب جالندھری پر اعتماد و اعتقاد ہے کہ قصبہ ہذا کی حالت کو دونوں حضرات پختہ خود ملاحظہ فرما کر جو فتویٰ صادر فرمائیں بالیقین تسلیم کروں گا لہذا التجا آنکہ جناب اپنے قیمتی لمحات میں چند لمحے امیدواروں کے لئے موقوف فرما کر شکر

(۱) و فیما ذکرنا إشارة إلى أنه لا تجوز فی الصعيرة التي ليس فيها قاص و مسبر و حطیب كما فی المضمرات (رد

المحتار باب الجمعة ۲/۱۳۸ ط سعید)

گزارى کا موقع بخشىں اور تشرىف آورى كى تاريخ معين فرما كر منتظر ان كو مطمئن فرمائىں اور عند اللہ ماجور ہوں گر قبول اقتدز ہے عزو شرف۔ نیز مفصل حالات مسكى محمد شريف متعلم جماعت دورہ مسجد فتح پورى جو کہ قصبہ ہذا کا باشندہ ہے جناب كى خدمت میں حاضر ہو كر عرض گزارى گا ان كو بذریعہ مراسلہ مطلع كیا گیا ہے۔ المستفتى نمبر ۱۲۹۳ اللہ ویا صاحب مدرس ڈل اسکول قصبہ بصیر پور ضلع فنگمرى

۲۶ شوال ۱۳۵۵ھ ۱۰ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۷۸) قصبہ بصیر پور جس كى حیثیت آپ نے اس كا غذ كى پشت پر تحریر فرمائی اس لائق ہے کہ اس میں جمعہ كى نماز ادا كى جائے مالا یسع اكبر مساجد پر بہت سے مشائخ حنفیہ نے فتوى دیا ہے تنفیذ احكام و اقامت حدود والى تعريف آج كل كسى شر پر صادق نہیں ہے اور قدرت على التنفيذ كى تاویل بھی اقامت حدود میں صحیح نہیں كیونکہ حدود شرعیہ قانون مروجہ كے ماتحت ممتنع الاقامت ہیں كوئى حاكم حتى کہ دیس رائے بھی رجم پر قدرت نہیں ركھتا قطع ید پر قدرت نہیں ركھتا اس لئے اس كو جواز جمعہ كے لئے مدار حكم ٹھہرانا كسى بھی طرح درست نہیں بہر حال بصیر پور میں جس كى حیثیت ایک قصبہ اور شہر كى ہو گئی ہے اس میں بغیر تردد جمعہ جائز ہے پہلے اس كى حیثیت كتر ہو گى کہ گزشتہ زمانے میں علماء نے وہاں جمعہ نہیں پڑھا مگر اب جمعہ ترك كرنا درست نہیں (۱) مولانا خیر محمد صاحب ایک اچھے معتبر عالم ہیں ان كو بلا كر اطمینان كر لیں خاكسار آنے سے معذور ہے۔ فقط محمد كفایت اللہ كان اللہ دہلى

ہندوستان میں جمعہ فرض ہے احتیاط الظہر كى ضرورت نہیں

(سوال) نماز جمعہ اس وقت فرض كر كے پڑھی جائے یا نہ كیونکہ پنجاب میں خصوصاً لاہور میں بعض لوگ نماز جمعہ فرض نیت كر كے پڑھتے ہیں اور بعض صرف دو ركعت نماز جمعہ پڑھتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہندوستان پنجاب دار الحرب ہے بعض کہتے ہیں کہ دار الامان ہے اب تحریر فرمائیں جمعیتہ علمائے ہند اس مسئلے كو اگر جمعہ نہیں ہوتا یعنی فرض نہیں ہے تو پھر نماز ظہر پڑھی جائے یعنی چار فرض ظہر كے پڑھے جائیں اور اگر یہ قطعی دلیل سے فرض عین ہے تو نماز ظہر كس لئے پڑھی جائے؟

المستفتى نمبر ۱۶۹۰ عبدالحنان صاحب خطیب مسجد دربار حضرت داتا گنج بخش (لاہور)

۱۵ جمادى الثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۳ اگست ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۷۹) جمعہ فرض قطعی ہے اور ہندوستان اگرچہ دار الحرب ہو پھر بھی یہاں اقامت جمعہ فرض ہے كیونکہ اقامت جمعہ كى كوئى قانونى ممانعت نہیں ہے پس یہاں جمعہ ہی ادا كرنا چاہیے نہ کہ ظہر كتب

(۱) المصر وهو مالا یسع اكبر مساجده اهلہ المكلفین بها و علیہ فتوى اكثر الفقهاء الخ (الدر المختار باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید) و تقع فرضا فى القصات والقرى الكبرى التى فیها أسواق الخ (رد المختار باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید)

فتاویٰ فقہیہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ بلاد علیہا ولایة کفار یجوز للمسلمین اقامة الجمع والا عیاد فیہا (۱) اور اسی قسم کی تصریح فتح القدر اور معراج الدر ایہ وغیرہ سے منقول ہے رہا یہ کہ نیت میں دو رکعت نماز فرض جمعہ کہیں یا صرف دو رکعت نماز جمعہ تو اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ زبان سے لفظ فرض کہنا لازم نہیں خیال اور ارادے میں اس کو فرض سمجھ کر پڑھنا چاہیے اور ادائے جمعہ کے بعد جو لوگ چار رکعتیں بنیت ظہر احتیاطی پڑھتے ہیں یہ بھی من جہتہ الدلیل ثابت نہیں ہیں۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

جس گاؤں میں پانچ سو گھر ہوں اور اشیاء ضرورت مل جائیں، جمعہ کا حکم

(سوال) ایک گاؤں میں تقریباً چار پانچ سو گھر کی آبادی مسلمانوں کی ہے مالکان تمام نیک سیرت پابند شریعت ہیں آبادی مذکورہ میں تین مساجد بڑی آباد ہیں اور سات مساجد آس پاس ہیں دکان بازار گلی کوچہ خرید و فروخت کھانے پینے کی اشیاء میسر ہیں جامع مسجد میں نماز جمعہ عرصہ سے جاری ہے اور نماز عیدین بھی عرصہ سے جاری ہے عید گاہ عمدہ باہر آبادی سے ہے اور ایک عالم جمعہ کے روز وعظ و نصیحت فرماتے ہیں رونق اسلام کی خوب ہے اور ایک عالم نے آکر جمعہ مبارک کو روک دیا ہے اور نماز عیدین بھی روک دی ہے وہ صاحب فرماتے ہیں کہ گاؤں مذکورہ میں نماز عیدین و جمعہ جائز نہیں اگر کوئی پڑھے گا تو سزاوار عذاب ہوگا اس پر عید ہے ایک صاحب فرماتے ہیں تارک پر عید ہے ہم لوگ کون سا راستہ اختیار کریں المستفتی نمبر ۱۸۲۳ حاجی فخر الدین صاحب (ضلع منگمری) ۲۳ رجب ۱۳۵۶ھ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۷ء (جواب ۳۸۰) اس مقام میں جس کا حال سوال میں لکھا ہے کہ اس میں مجموعی تعداد مساجد کی دس ہے اور آبادی میں تمام اشیاء ضروریہ مل جاتی ہیں بازار و گلی کوچے ہیں اور عرصہ دراز سے وہاں نماز جمعہ و عیدین قائم ہے بے شبہ نماز جمعہ و عیدین جائز ہے۔ مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ اس تعریف پر بہت سے مشائخ نے فتویٰ دیا ہے اور امام اعظم کی روایت پر بالاتفاق عمل متروک ہے کیونکہ اجراء احکام اور تنفیذ حدود تو بہت سے ممالک اسلامیہ میں نہیں چہ جائیکہ ہندوستان میں نیز فقہاء کی اس تصریح نے کہ دار الحرب میں بھی جمعہ ادا ہو سکتا ہے بلاد علیہا ولایة کفار یجوز للمسلمین اقامة الجمع والا عیاد فیہا مصر کی تعریف میں اجراء احکام و تنفیذ حدود کی شرط کو نظر انداز کر دیا اسی طرح باقی شرط بھی مالا یسع والی تعریف میں نظر انداز کر دی گئیں اور اس پر بہت سے مشائخ نے فتویٰ دے دیا ہے اور آج کل اقامتہ جمعہ بہت سے مصالِح عظیمہ اسلامیہ کی وجہ سے اہم ہے اس لئے بھی اور اس نظر سے بھی کہ

(۱) فلو الولاية کفاراً یجوز للمسلمین إقامة الجمعة ویصیر الفاضی قاضیاً بتراض المسلمین الخ (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعید)

(۲) وقد اُفتیت مراراً بعدم صلاة الاربع بعدها بنية آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتیاط فی زماننا الخ (الدر المختار باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعید)

جمعہ قدیمہ کو بند کرنا بہت سے فتنہ ہائے شدیدہ کا موجب ہوتا ہے۔ مالایسوع والی روایت پر عمل کرنا لازم ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

۸۵۰ والی آبادی میں تھانہ بھی ہو تو جمعہ کا حکم

(سوال) گاؤں کا کسی آج سے تقریباً دو سو سال کا ہے تو جب سے یہ گاؤں قائم ہوا ہے اس وقت سے یہاں پر عیدین کی نماز ہوتی ہے اور قرب و جوار سے لوگ بھی آکر شریک نماز ہوتے ہیں اور یہاں کی آبادی قریباً آٹھ سو ساڑھے آٹھ سو گھر کی ہے پولیس تھانہ ہے ریل ہے سرکاری اسکول ہے سوائے سبزی بھاجی کے ضرورت کی ہر شے مل جاتی ہے سبزی بھاجی بھی کبھی کبھی مل جاتی ہے اور جب گاؤں میں پیداوار ہوتی ہے تو ہمیشہ مل جاتی ہے مساجد تین ہیں اور یہاں کی بڑی مسجد میں اگر سب جمع ہوں تو سب نہیں آسکتے مسجد کے تین حصے ہیں ہر تین کا عرض و طول درج ذیل ہے حصہ اول کا طول بیس ہاتھ عرض چودہ ہاتھ، حصہ ثانی کا طول ساڑھے چودہ ہاتھ عرض چھ ہاتھ، حصہ ثالث کا طول ۲۶ ہاتھ عرض ۲۴ ہاتھ۔ حصہ ثالث صحن ہے باقی کنواں غسل خانہ وغیرہ علیحدہ ہیں تو کیا ان سب باتوں کے باوجود یہاں پر نماز عیدین یا جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۰۹ ایچ کے ایس ایچ اے قدوسی صاحب

مدرسہ اسلامیہ کا کسی مٹر اناروڈ۔ ۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۱) قائم شدہ نماز عیدین اور نماز جمعہ اس موضع میں ادا کرتے رہنا جائز ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

دوسو گھر والی آبادی میں چالیس سال سے عیدین ہوتی ہو تو جاری رکھیں یا نہیں؟

(سوال) تحصیل تلہ گنگ ضلع کیمل پور میں موضع گئال واقع ہے جس میں تقریباً دو سو گھر کی آبادی ہے عرصہ دراز یعنی چالیس سال سے بھی زائد ہو چکے کہ عیدین کی نماز وہاں پڑھائی جاتی ہے جس میں وہاں کے باشندے اور گرد و نواح کے لوگ کثرت سے جمع ہو جاتے ہیں جس میں اکثر اس طور پر مواعظ حسنہ سے جملاء کو نہایت فائدہ ہوتا ہے اب گزشتہ سال سے ایک مولوی صاحب نے آکر فرمایا کہ یہاں عید مبارک نہیں ہو سکتی یہاں عید پڑھنا پڑھانا جائز ہے لوگ بہت پریشان اور حیران ہیں اتنا عرصہ ہو گیا

(۱) المصر، وهو ما لا یسع أكبر مساجده أهلہ المکلّفین بها، و علیہ فتویٰ اکثر الفقهاء الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید) وفي الشامية: " فلو الولاة كفاراً يجوز للمسلمين إقامة الجمعة و یصیر القاضی قاضیا تراوی المسلمین" الخ (رد المختار، باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید)

(۲) واستشهد له بما فی التحییس عن الحلوانی أن کسالی العوام إذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا یمنعون لأنهم إذا منعوا ترکوها أصلاً وأدوا مع تجویز أهل الحدیث لها أولى من ترکها أصلاً الخ (رد المختار، باب العیدین ۱۷۱/۲ ط سعید)

اور کسی مولوی نے ناجائز نہیں کہا حتیٰ کہ عید نہ پڑھی جائے تو نہ کسی اور شہر میں شوق کر کے جائیں گے اور بہت خطرہ ہے کہ بہت جاہل نہ ہو جائیں نہ کوئی ایسا معین وقت نظر آتا ہے کہ ان کو جمع کر کے وعظ حسنہ سنایا جائے مہربانی کر کے مطلع فرمایا جائے کہ عند الشرع ایسی جگہ عیدین کی نماز کو ممنوع کر دیا جائے یا کہ بطریق سابقہ نماز پڑھی جائے۔ المستفتی نمبر ۲۰۱۱ فیض بخش صاحب (کیمبل پور)

۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۳ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۲) چالیس سال سے عید کی نماز اس موضع میں پڑھی جاتی ہے تو اب اس کو بند کرنا جائز نہیں کیونکہ اس میں دینی فتنہ ہے (۱) لہذا عیدین کی نماز وہاں حسب دستور قائم رکھنی چاہئے اور جمعہ کی نماز بھی وہاں ہو سکتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں

(سوال) ایک موضع میں قریباً ۳۰ آدمی مصلیٰ ہیں اور ایک مسجد ہے ہفتہ میں دو بار بڑی بازار لگتی ہے سامان ضروری مثلاً کفن وغیرہ ملتا ہے لہذا مصلیان نماز جمعہ بھی اس موضع میں ادا کرتے ہیں اور بچوں کی تعلیم کے لئے ایک قاری صاحب بھی مقرر ہیں اب اس موضع میں شرعاً جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۱۲ مرزا عبدالستار (بازہ بنگی)

(جواب ۳۸۳) اگر نماز جمعہ وہاں عرصہ سے قائم ہے تو اب اس کو بند کرنے میں مذہبی و دینی فتنہ ہے اس لئے اس کو موقوف کرنا درست نہیں بلکہ اس مسئلے میں امام شافعی کے قول یا امام مالک کے قول کے موافق عمل کر لینا جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

چھوٹی آبادی میں جمعہ درست نہیں

(سوال) دیہاتی آبادی کے چھوٹے گاؤں میں جہاں مسلمان کم تعداد میں ایک یا دو چار گھر آباد ہیں وہاں عیدین یا جمعہ کی نماز جائز ہے یا نہیں اگر انہیں دیہاتوں میں کوئی گاؤں مرکزی حیثیت رکھتا ہو اور وہاں تعداد بھی زیادہ ہے ہمیشہ جمعہ و عیدین کی نماز بھی پڑھی جاتی ہے تو کیا چھوٹے گاؤں والوں کا وہیں شرکت کرنا اولیٰ نہیں ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۸ ایچ ایم رفیق صاحب (بلیا)

۱۱ رمضان ۱۳۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۴) ایسے چھوٹے گاؤں میں کہ ان میں صرف ایک یا دو چار گھر مسلمانوں کے ہیں

(۱) واستشهد له بما في التنجيس عن الحلواني ان كسالى العوام اذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا يمنعون لانهم اذا منعوا تركوها أصلاً وأداؤها مع تجويز اهل الحديث لها أولى من تركها أصلاً الخ (رد المحتار) باب العیدین ۱۷۱/۲ ط سعید

(۲) (ایضاً)

جمعہ کی نماز پڑھنا درست نہیں ہاں ان میں سے کوئی بڑا گاؤں جو مرکزی حیثیت رکھتا ہو اس میں آس پاس کے مسلمان مرکزی حیثیت سے جمع ہو سکیں اس کو جمعہ یا عیدین کی نماز کے لئے مقرر کر لینا بہتر ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

چھوٹی بستیوں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) بستیوں میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو فقہاء کرام رحمہم اللہ کے مقرر کردہ شرائط کا کیا جواب ہے اور بعد ادائے جمعہ احتیاطی ادا کرنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۹۸ شیخ محمد عبداللہ صاحب (مظفر گڑھ) ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۹ جنوری ۱۹۳۸ء (جواب ۳۸۵) چھوٹی بستیوں میں نماز جمعہ حنفیہ کے نزدیک نہیں ہے (۲) لیکن انہوں نے جمعہ کی اہمیت کو قائم رکھتے ہوئے مصر کی تعریف میں یہاں تک تنزل کیا ہے کہ مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بھا (۳) تک لے آئے حالانکہ ان کے اپنے اقرار (ہذا یصدق علی کثیر من القری) سے یہ تعریف بہت سے قری پر صادق آتی ہے پس نماز جمعہ کی اہمیت اور مصالح مہمہ عالیہ اسلامیہ کا مقتضی یہ ہے کہ نماز جمعہ کو ترک نہ کیا جائے اگرچہ امام شافعی کے مسلک پر عمل کے ہی ضمن میں ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) شہر کی شرعی تعریف کیا ہے

(۲) چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں

(سوال) (۱) بلحاظ شرع شہر کسے کہتے ہیں (۲) جس موضع کی مسجد میں صرف بیس یا تیس تقریباً اس سے اور کم مجتمع ہوں کیا ایسے دیہات میں جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں اگر دیہاتوں میں ایسی حالت پر نماز جمعہ پڑھ لیں تو حکم شرعی کیا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۴۰۴ نبی پارخاں صاحب (فیض آباد)

۳ رجب ۱۳۵۷ھ ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۸۶) (۱) جمعہ کے مسئلے میں شہر سے مراد ایسی بستی ہے جہاں ضرورت کی چیزیں مل جاتی ہوں تھانہ یا تحصیل اور ڈاکخانہ ہو کوئی عالم یعنی مسائل ضروریہ بتانے والا اور کوئی معالج موجود ہو (۲)

(۱) وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض و منبر الخ (رد المحتار) باب الجمعة (۱۳۸/۲)

(۲) (ایضاً)

(۳) (الدر المحتار) باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید

(۴) عن أبي حنيفة أنه بلدة كبيرة فيها سلك وأسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم الخ (رد المحتار) باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید

(۲) - حنفی: ہب کے موافق ایک چھوٹی بستی میں جمعہ جائز نہیں (۱) مگر آج کل حنفی اس مسئلے میں شافعی مذہب کے اوپر عمل کر سکتے ہیں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

ہندوستان میں جمعہ فرض ہے

(سوال) بعض حضرات کہتے ہیں کہ فی زمانہ ملک ہند میں اداء جمعہ فرض نہیں کیونکہ شرائط ادا جو شریعت نے مقرر فرمائے ہیں مثلاً امیر اور قاضی جو اجر الاحکام شرعی کا کر سکتا ہو، یہ مفقود ہیں لہذا نماز جمعہ بلا قید و بلا لحاظ فرض مطلق نماز کی نیت سے ادا کرنا چاہیے اور بعد کو نماز ظہر بنا کر احتیاط پڑھنا ضروری ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ نماز جمعہ کو فرض کی نیت سے پڑھنا درست نہیں اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ جمعہ بہ نیت فرض پڑھنا ضروری ہے اور احتیاطی پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں اور شرط امیر و قاضی کے واسطے علماء اور حکماء وقت کفایت کر سکتا ہے کیونکہ مسئلہ مذکور شدت سے زیر بحث ہے اور عوام کو یقین عمل میں نہایت خلجان اور اضطراب واقع ہے لہذا حسب اللہ جلد تر موافق اہل سنت والجماعت مدلل مفصل راہ عمل کی ہدایت بطور افتاء فرمایا جائے تو امن عامہ اور اجدارین کا باعث ہوگا۔

المستفتی نمبر ۲۴۱۳ مقصر شاہ صاحب (جہلم) ۲۳ رجب ۱۳۵۵ھ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۸۷) فقہاء حنفیہ نے تصریح کی ہے کہ جن بلاد میں کافروں کی حکومت ہو وہاں بھی مسلمان نماز جمعہ ادا کر سکتے ہیں بلاد علیہا ولایة کفار یجوز للمسلمین اقامة الجمع والاعیاد فیہا (۱) (رد المحتار نقلاً بالمعنی) اس سے صاف ظاہر ہے کہ سلطان اسلام کی شرط کو نظر انداز کر دیا گیا اور جواز جمعہ کا حکم دے دیا گیا ہے اسی پر امت کا عمل ہے پس جمعہ کی نیت سے نماز پڑھنا چاہیے اور ظہر احتیاطی کی ضرورت نہیں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دوسو آبادی والے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک موضع کرینڈاریاست اور جس کی آبادی قریب دو سو آدمیوں کی ہے ان میں سے دوسری قوموں کے صرف پچیس تیس آدمی ہیں بقیہ سب مسلمان ہیں پچگانہ نمازی قریب پچاس آدمی ہیں اس گاؤں میں سنا گیا ہے کہ بیس پچیس سال قبل جمعہ ہوتا تھا یہاں کے باشندگان کو نماز جمعہ کی سخت تکلیف ہوتی ہے جس مقام پر قدیمی جمعہ ہوتا چلا آتا ہے وہ اس گاؤں سے تین چار کوس کے فاصلے پر ہے وہاں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے جانا اور واپس آنا اس میں بہت تکلیف ہوتی تھی تمام دن بیکار ہو جاتا تھا

(۱) و فیما ذکرنا إشارة إلى انه لا تجوز فی الصغيرة التي ليس فیها قاضٍ و منبر و خطیب الخ (رد المحتار) باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید

(۲) (رد المحتار) باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید

اس گاؤں میں صرف ایک مسجد ہے اس میں جو مقررہ امام ہے سال بھر سے جمعہ پڑھانا شروع کر دیا ہے دس بارہ آدمی کسی جمعہ میں باہر کے بھی آجاتے ہیں جمعہ کی نماز میں بلاشبہ ہر جمعہ کو اندازاً چالیس پچاس آدمی ہو جاتے ہیں لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس گاؤں میں جمعہ قائم کرنا چاہیے یا نہیں اور آیا یہ ایک سال سے جو جمعہ ہو رہا ہے اس کو بند کر دیا جائے یا جاری رکھا جائے؟

المستفتی نمبر ۲۶۸۲ شمولہ حسن خاں وغیرہ (ریاست الور) ۱۱ رجب ۱۳۶۰ھ ۶ اگست ۱۹۴۱ء (جواب ۳۸۸) جمعہ بند نہ کیا جائے جاری رکھا جائے اور سب لوگوں کو لازم ہے کہ اتفاق سے رہیں آپس میں اختلاف کرنا بہت برا ہے۔

قلت وهذا وان كان غير موافق لما عليه الحنفية ولكنه اشد موافقة لمصالح الاسلامية الاجتماعية خصوصا في هذا القطر وفي هذا الزمان فان اعداء الاسلام يظفرون بمقاصد هم المشومة في قري لا تقام فيها الجمعة و يخيبون في مواضع اقامة الجمعة والتوفيق من الله عز وجل و حفاظة الاسلام خير من الاصرار على تركها والمسئلة مجتهد فيها (۱)

۱۲۸۰ آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم

(سوال) ایک گاؤں جس کی کل آبادی دو سو پچھتر گھر اور بارہ سو اسی آدمیوں پر مشتمل ہے نیز چند دکانیں بھی موجود ہیں جن سے معمولی نمک مرچ وغیرہ کی ضرورتوں کا انصرام ہو جاتا ہے وہیں کیا اس گاؤں میں ہفتوائے اصول مقررہ مذہب حنفی جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور کیا اتنی آبادی پر تفسیر مصر حسب اصول فقہاء حنفیہ (کثر ہم اللہ تعالیٰ) صادق آتی ہے یا نہیں اور اتنی آبادی میں اگر جمعہ کی نماز ادا کی جائے تو ظہر ساقط ہو جائے گی یا ذمہ باقی رہے گی مصر یا قریہ کبیرہ کی وہ تعریف مع مذہب حنفی کے اصول مقررہ کے موافق جمہور فقہاء حنفیہ کے نزدیک مسلم ہو تحریر فرمائی جائے صورت مسئولہ بالا میں محض امام اعظم کا مذہب درکار ہے امت کے کسی دوسرے محقق کی تحقیق کی بنا پر رخصت اور گنجائش مقصود نہیں علم فقہ کے مشہور و معتبر متن قدوری میں ہے۔ لا تصح الجمعة الا في مصر جامع او في مصلی المصر ولا يجوز في القرى (۲) یعنی جمعہ کی نماز مصر جامع میں یا مصلی مصر میں درست ہے اور گاؤں میں درست نہیں ہوتی کیا مذہب حنفیہ کے اصول مقررہ کے موافق صحیح ہے اور ہم مقلدین مذہب حنفیہ کو اس پر عمل کرنا لازم ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۰۷ شبیر احمد صاحب۔ نوح (گوڑگانوں) ۲۰ صفر ۱۳۶۱ھ ۹ مارچ ۱۹۴۲ء

(۱) یہاں تصریح فرمائی ہے کہ مصلحت کی وجہ سے توسع اختیار کیا ہے اور یہ حضرت کی ذاتی رائے اور تفرود شمار ہوتا ہے فافہم۔

(۲) (باب الجمعة ۳۱ ط نور محمد اصح المطابع کراچی)

(جواب ۳۸۹) یہ صحیح ہے کہ حنفیہ کا مذہب یہی ہے کہ نماز جمعہ کے لئے مصر شرط ہے گاؤں میں نماز جمعہ نہیں ہوتی لیکن مصر کی تعریف میں جو تدریجی تنزل فقہاء و مشائخ حنفیہ کرتے رہے ہیں وہ بھی ہمارے سامنے ہے پہلے ظاہر روایت کی بناء پر مصر کی تعریف یہ تھی کہ مصر وہ مقام ہے کہ جہاں امیر اسلام ہو اور حدود شریعیہ کی تنفیذ اور احکام اسلام کا اجراء ہو ظاہر ہے کہ اگر اس تعریف کا اعتبار کیا جائے تو آج دہلی لاہور اور ہندوستان کے کسی بڑے سے بڑے شہر میں بھی جمعہ جائز نہیں کیونکہ اس تعریف کے بموجب کوئی شہر مصر نہیں اس لئے فقہاء کرام نے امام ابو یوسف کی دوسری تعریف - مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا کو معتبر اور معمول اور مفتی بہ بنا لیا اور فقہاء کا خود اقرار ہے کہ یہ تعریف بہت سے قریٰ پر صادق آتی ہے و ہذا یصدق علی کثیر من القرى (۱) (ردالمحتار) پس اگر مسئول عنہ موضع پر یہ تعریف صادق آتی ہو کہ اس میں کم از کم دو مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں موضع کے مکلفین بالجمعہ نہ سما سکیں تو اس میں مذہب حنفی مفتی بہ کے موافق نماز جمعہ جائز ہے (۲) اور امام ابو حنیفہ کے قول اور ان سے جو تعریف مصر مروی ہے اس کے موافق تو دہلی و لاہور میں بھی جائز نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) متعدد مساجد میں جمعہ جائز ہے

(۲) جمعہ کے لئے کیا شرائط ہیں؟

(۳) نماز جمعہ کے بعد احتیاط الظہر کا حکم

(سوال) (۱) ایک گاؤں میں چھ سو پانچ (۶۰۵) گھر ہیں دو جگہ یا اس سے زائد جمعہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) جمعہ باشرائط ہے یا بلاشرائط پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۳) جمعہ کی نماز کے بعد فرض احتیاطی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۸۷۱۸ راجہ فیروز خاں (جہلم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۳۹۰) (۱) جس مقام میں جمعہ کی نماز پڑھنی جائز ہے وہاں دو جگہ بھی پڑھی جائے تو درست ہے (۲) لیکن اگر وہ بستی زیادہ بڑی نہ ہو اور ایک مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے میں دشواری نہ ہو تو ایک ہی جگہ ادا کرنا افضل ہے، کیونکہ جمعہ کی نماز میں جہاں تک ممکن ہو تعدد نہ ہونا چاہیے اور ضرورت تعدد

(۱) (باب الجمعة ۲/ ۱۳۷ ط سعید)

(۲) المصر وهو مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا وعلیہ فتویٰ اکثر الفقہاء (الدر المختار باب الجمعة

۲/ ۱۳۷ ط سعید)

(۳) وتودی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقاً علی المذہب و علیہ الفتویٰ (الدر المختار الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط

سعید)

کی ہو تو تعدد بلا کراہت جائز ہے اور بلا ضرورت تعدد ہو تو خلاف افضل ہے۔
 (۲) جمعہ کی شرطیں ہیں جب وہ شرطیں پائی جائیں تو جمعہ کی نماز پڑھنا فرض ہے (۱) اور اگر شرط نہ پائی جائے تو پھر جمعہ کی جگہ ظہر یا جماعت پڑھی جائے یہ سوال مبہم ہے جس شرط میں کلام ہو اس کو صاف صاف تحریر کر کے اور اس کی صورت بیان کر کے دریافت کرنا چاہیے۔
 (۳) اگرچہ جمعہ کی نماز کے بعد ظہر احتیاطی کی بعض فقہاء نے اجازت دی ہے مگر صحیح اور قوی قول یہ ہے کہ ظہر احتیاطی کوئی ثابت شدہ نماز نہیں ہے اس لئے اس کا ترک اس کے فعل سے اولیٰ ہے اور محققین کا اس پر توافق ہے کہ عام طور پر اس کا فتویٰ اور حکم نہ دینا چاہیے اور اگر کوئی اس کا قائل نہ ہو اور نہ پڑھے تو اس پر کوئی الزام اور اعتراض نہیں ہو سکتا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

۲۵ گھر والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) اعظم پور میں قریب ۲۰-۲۵ گھر مسلم آباد ہیں قربانی ہر سال ہوتی ہے چھوٹی سی مسجد ہے پنج وقتہ نماز میں دو تین افراد اور نماز جمعہ میں دس بارہ افراد شرکت کرتے ہیں عیدین بھی وہیں ادا کرتے ہیں۔
 المستفتی محمد ادریس اعظمی ۱۱ اپریل ۱۹۵۱ء
 (جواب ۳۹۱) اعظم پور چھوٹا سا موضع ہے اس میں جمعہ کی نماز نہ پڑھنی چاہیے اور اگر کوئی دینی مصلحت ہو کہ وہاں جمعہ پڑھنا مناسب ہے تو پھر حنفیہ کے نزدیک تو جمعہ جائز نہیں دیگر ائمہ کے قول کے موافق پڑھ لیں تو گنجائش ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اقامت جمعہ کے متعلق ایک خط کا جواب

(سوال) متعلقہ اقامت جمعہ جو اب مکتوب حضرت مولانا میر ک شاہ صاحب کشمیری (جواب ۳۹۲) مکرمی محترمی دام فضلہم۔ بعد سلام مسنون۔ فتویٰ مرسلہ پہنچا مولانا اس مسئلے میں میرے پیش نظر یہ بات ہے کہ ہمارے فقہاء حنفیہ نے اقامت جمعہ کو اس قدر اہم لکھا ہے کہ ظاہر روایت کی تمام شرائط کا گلا گھونٹ کے ان کو کالعدم بنا دیا شرطیت مصر یقیناً متفق علیہ ہے یعنی متون اس پر متفق ہیں لیکن مصر کی تعریف ظاہر الروایۃ میں یہ تھی کہ وہاں امیر و قاضی ہو جو تنفیذ احکام و اقامت حدود کرتا ہو لیکن اسلامی زمانے میں ہی تنفیذ احکام و اقامت حدود میں سستی واقع ہوئی تو انہوں

(۱) ویشرط بصحتها سبعة أشياء الأول المصر الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعید)
 (۲) قال فی البحر: "وقد أفتیت مراراً بعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة، وهو الاحتياط فی زماننا الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۲/۱۳۷ ط سعید)
 (۳) و فیما ذکرنا إشارة إلى انه لا تجوز فی الصغيرة التي ليس فیها قاض و منبر و خطیب الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۲/۱۳۸ ط سعید)

نے یہ دیکھ کر کہ جمعہ بند ہو جانے کا فوراً یقین و یقین کی جگہ یقین علی التنفیذ و الإقامة کر دیا اور جب بلاد اسلامیہ پر کفار کی حکومت ہو گئی تو انہوں نے بلاد علیہا و لاء کفار يجوز للمسلمین إقامة الجمع والا عیاد فیہا (۱) کہہ دیا یعنی ظاہر روایت کی تعریف کے بموجب وہاں مصریت باطل ہو جانے کے بعد بھی جمعہ قائم رکھا اسی طرح سلطان کی قید و شرط کا گلا گھونٹ دیا اور سب سے آخر میں مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ (۲) کہہ کر اور بلاد محکومہ کفار میں اجازت دیکر دونوں شرطوں کو عملاً باطل کر دیا اس کے علاوہ شرطیت مصرو وجوب جمعہ کے لئے تو صحیح لیکن جواز کے لئے بھی ہو یہ میں نہیں سمجھ سکا اور اس زمانے کی ضروریات اس کی مقتضی ہیں کہ اگر حنفی مذہب کی رو سے کسی طرح بھی اجازت نہ نکلے تو دوسرے ائمہ کے مذہب پر ہی عمل کر کے دیہات میں اقامت جمعہ سے نہ روکا جائے اور قائم شدہ جمعہ کو بند کرنا تو بہت خطرناک چیز ہے کم از کم میں اس کی جرأت نہیں کر سکتا اور ایک مجتہد فیہ مسئلے میں ترک ظہر کی بناء پر مسلمانوں کو فاسق یا گناہ گار کہنا امر عظیم ہے امید ہے کہ مزاج مقدس خیر ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ شنبہ ۲۹ فروری ۱۹۳۶ء

جمعہ میں کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا ضروری ہے

(سوال) متعلقہ تعداد مقتدیان نماز جمعہ

(جواب ۳۹۳) نماز جمعہ میں ماوہ امام کے اگر تین مقتدی ہوں تو نماز جمعہ جائز ہے جماعت کے لئے تین مقتدیوں کا ہونا کافی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) شرائط جمعہ پائی جائیں تو جمعہ پڑھا جائے احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں

(۲) مصر اور فنائے مصر کی تعریف متعین ہے یا نہیں؟

(الجمعیتہ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) اگر شرائط وجوب یادائے جمعہ میں اشتباہ واقع ہو تو کیا صلوة جمعہ کو ترک کریں گے اگر ترک کریں گے تو ظہر پڑھیں گے یا نہیں (۲) ایک قصبہ کی آبادی دو ڈھائی سو تک ہے تو اس میں صلوة جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اگر اس میں تین مسجدیں یا زیادہ ہوں تو سب مسجدوں میں پڑھیں گے یا ایک میں؟ (۳) وہ کون سا شہر ہوگا جو جامع شرائط ہو اور اس کے گھروں کی تعداد بھی معلوم و مقدر شرعی ہو؟ (۴) جس گاؤں میں بیس یا تیس گھر ہوں اس میں اقامت جمعہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۵)

(۱) الدر المختار: باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید

(۲) رد المختار: باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید

(۳) والسادس الجماعة وأقلها ثلاثة رجال ولو غير الثلاثة الذين حضروا الخطبة سوى الإمام بالنص لانه لا بد من

الذاکر وهو الخطيب و ثلاثة سواہ الح (التنوير مع شرحه) باب الجمعة ۱۵۱/۲ ط سعید

وہ کس قدر فاصلہ ہے جو فارق المصرین ہو؟

(جواب ۳۹۴) شرائط وجوب اور شرائط ادا کا پورا فیصلہ کر کے رائے قائم کرنی چاہیے اور پھر صرف جمعہ یا صرف ظہر پڑھنی چاہیے دونوں نمازیں پڑھنے کے کوئی معنی نہیں جس قصبے میں تین مسجدیں ہوں اور بڑی مسجد میں وہاں کے مکلف بالجمعہ اشخاص نہ سما سکیں تو وہاں جمعہ پڑھا جائے (۱) نمبر ۳، ۴، ۵ کا جواب یہ ہے کہ نہ کوئی تعریف متفق علیہ ہے نہ کوئی تعداد گھروں کی معین ہے نہ کوئی فاصلہ معین ہے (۲)

محمد کفایت اللہ غفرلہ

جس گاؤں کو مرکزی حیثیت حاصل ہو وہاں جمعہ کا حکم
(الجمعیۃ مورخہ ۵ مئی ۱۹۳۵ء)

(سوال) ایک قریہ میں ایک جامع مسجد زہر تعمیر ہے مسلم آبادی کا مرکز ہے۔ یکصد سے زائد دکانات کا بازار ہے، ڈل اسکول، تھانہ، ڈاکخانہ وغیرہ واقع ہونے کی وجہ سے صداہا نمازی موجود رہتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے شرعی حکم کیا ہے جو عدم جواز کے شبہ یا بہانہ سے جمعہ کے دن تارک الجماعت رہتے ہیں؟

(جواب ۳۹۵) ایسے مقام میں جس کا ذکر سوال میں کیا گیا ہے نماز جمعہ جائز ہے (۲) جو لوگ کہ وہاں جمعہ کو ناجائز سمجھ کر نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے ان کے ساتھ کوئی سختی نہیں برتنی چاہیے کہ ان کا خیال بھی مذہبی وجوہ پر مبنی ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ایک موضع میں اقامت جمعہ کی تحقیق

(۲) مسلم بادشاہ نہ ہو مسلمان اپنا امیر بنالیں

(۳) ہندوستان میں جواز جمعہ کے لئے ”وقایہ“ سے استدلال

(۴) ”عمدہ الرعاۃ“ کی طرف منسوب عبارت کا مطلب

(سوال) (۱) زید ایک ایسے موضع میں جمعہ پڑھتا ہے جس میں نو مسجدیں ہیں اور تعداد کثیر مسلم عاقلان بالغان پر مشتمل ہے جو بوجہ اتم لا یسع اکبر مساجدہ کا مصداق ہے زید پکا حنفی اور اسلامی درس گاہ سے سند یافتہ اور لوگوں میں معتمد علیہ ہے کیا زید کو حق ہے کہ جمعہ قائم کرے (۲) بصورت نہ

(۱) المصر وهو ما لا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا و علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء الخ (الدر المختار جمعہ ۱۳۷/۲ ط سعید)

(۲) اعلم ان بعض المحققین اهل الترحیح أطلق الفناء عن تقدیرہ بمسافة . والتعریف احسن من التحدید لانه لا یوجد ذلك فی کل مصر وانما هو بحسب کبر المصر وصغره الخ (رد المختار باب الجمعة ۱۳۹/۲ ط سعید)

(۳) وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التي فیها أسواق (الدر المختار باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید) وعن ابي حنیفة انه بلدة کبیرة فیها سکک وأسواق ولها سائیق و فیها وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم الخ (رد المختار باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)

ہونے بادشاہ اسلام کے جو ایک شخص پر اتفاق کیا جاتا ہے اس میں شہر کے کل افراد کی رائے وہی ضروری ہے یا بعض کی؟ یا اکثر کی؟ (۳) بوجہ نہ ہونے بادشاہ اسلام کے اور تعریف اول مصر کہ کل موضع لہ امیر وقاضی ینفذ الاحکام و یقیم الحدود زید پر مبتدع ہونے کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ بصورت اول ہندوستان کے اہل سنت والجماعت اسی روایت وقایہ کو اعتبار دیکر ہر مصر میں نماز جمعہ کیوں پڑھا کرتے ہیں؟ (۴) نیز صاحب عمدہ الرعاۃ نے بلاد تحت الذی الکفرہ میں شرط سلطان کو ضروری جاننے والے کو فضل و اضل سے منسوب کیا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ حالانکہ سب کتب فقہ حنفیہ میں سلطان کا شرط بلا کسی قید کے موجود ہے۔

(جواب ۳۹۶) (۱) ایسے موضع میں اقامت جمعہ جائز ہے اس موضع میں اقامت جمعہ کرنے والا قابل اعتراض اور مستحق ملامت نہیں (۱) (۲) موجودہ زمانے میں شرط سلطان کی جگہ مسلمانوں کا اتفاق کر لینا کافی سمجھا گیا ہے اور اتفاق کے لئے مسجد کے نمازیوں کا اپنے امام پر اتفاق کافی ہے کیونکہ بڑے شہروں میں متعدد جگہ مساجد میں جمعہ قائم ہوتا ہے اور تمام شہر یا اکثر شہر کے مسلمانوں کا اتفاق تمام ائمہ مساجد کے لئے نہ آسان ہے اور نہ اس کی کوئی ضرورت ہے (۲) (۳) وقایہ کی روایت اکثر علما کے نزدیک معمول اور مفتی بہا ہے اور اس پر شبہ کرنے کی کوئی مضبوط اور مستحکم وجہ نہیں ہے (۲) (۳) یہ تحقیق مولانا بحر العلوم کی طرف منسوب کرنی چاہیے کہ انہوں نے رسائل الارکان میں تحریر فرمائی ہے مولانا عبدالحی صاحب نے عمدہ الرعاۃ میں رسائل الارکان سے ہی نقل کی ہے اور ان کی یہ ذاتی رائے ہے جو اکثر علمائے حنفیہ اور فقہاء کے خلاف ہے شرطیت سلطان کے لئے مولانا عبدالحی نے جو آثار اسی حاشیے میں نقل فرمائی ہے وہ کافی ہے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

موضع پیر جی میں جمعہ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) ہمارا گاؤں موضع پیر غنی ایک مسلمان رئیس اعظم کی واحد ملکیت ہے جس کی تمام آبادی ایک سو ستر گھروں پر مشتمل ہے اور تمام آبادی سوائے چند ہندو دکانداروں کے اہل اسلام کی ہے اور تین بستیاں اہل اسلام کے اس کے جوار میں ایک میل کے حدود کے اندر آباد ہیں خاص پیر غنی میں دو پختہ مسجدیں ہیں اور تمام آبادی حنفی المذہب مسلمانوں کی ہے اس گاؤں میں ہندو اور مسلمانوں کی سات دکانیں ہیں

(۱) المصر وهو ما لایسع أكبر مساجده أهله المكلفین بها و علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء الخ (الدر المختار ۱۳۷/۲ ط سعید)

(۲) فلو الولاية كفاراً يجوز للمسلمين إقامة الجمعة و یصیر القاضی قاضياً بتراضی المسلمین و یجب علیہم أن یلتمسوا و الیا مسلماً الخ (رد المحتار باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید)

(۳) (ایضاً)

جن میں کافی خرید و فروخت ہوتی ہے اور گاؤں کی ضرورت کی تقریباً تمام اشیاء ان میں مہیا رہتی ہیں ان حالات میں ہم کو جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۳۹۷) اس بستی میں جمعہ پڑھنا جائز ہے حنفیہ کے مذہب میں بھی اس کی گنجائش ہے کیونکہ حد مصر میں مالا یسع اکبر مساجدہ پر بہت سے فقہائے حنفیہ نے فتویٰ دیا ہوا ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

ہندوستان کی بستیوں میں جمعہ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) حیدرآباد وکن بھوپال رامپور اور دیگر مسلمان ریاستیں جو ہندوستان میں ہیں انہیں کے جیسے اختیارات مثلاً نیل پھانسی جرمانہ وغیرہ ہندو ریاستوں کو بھی ہیں اور بڑی سے بڑی بڑودہ، کشمیر، گوالیار اندور اور چھا اور چھوٹی ریاستیں جو کشمیری شملہ میں ہیں مثلاً کوٹھار جس کی کل آبادی ۱۵۰ ہے اور انھار دھامی، کیونکھل جس کی کل آبادی ۵۰۰ ہے ٹھیور، میڑھی اور جیل وغیرہ بھی ایسے اختیارات رکھتے ہیں اب ان شہروں میں جو مسلمان آباد ہیں ان کے لئے نماز جمعہ ظہر سے راج سے یا نہیں ان پہاڑی ریاستوں کی راجدھانی شہر یا قصبہ یا گاؤں کس چیز میں شمار ہیں۔

(جواب ۳۹۸) ہندوستان تمام کا تمام غیر مسلم یعنی انگریزوں کے زیر حکم ہے اسی طرح ہندو ریاستیں بھی اسی حکم میں ہیں جس ریاست میں مسلمانوں کو نماز جمعہ ادا کرنے سے ممانعت نہ کی جائے وہاں جمعہ پڑھنا راج ہے رہی یہ بات کہ کس مقام کو شہر کہا جائے تو یہ تو مصر کی مختلف تعریفوں کے لحاظ سے قدرے مختلف ہو سکتا ہے تاہم جس جگہ کم از کم دو مسجدیں ہوں اور ان میں سے بڑی مسجد میں وہاں کے مسلمان مکلف بالجمعہ نہ سما سکیں وہ شہر کا حکم رکھتی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

۲۰۰۰ سے زائد آبادی والے گاؤں میں جمعہ

(الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) ہمارے ضلع میں چار مواضع بڑے بڑے ہیں آبادی ان مواضع کی کل دو ہزار سے زائد ہے اور مسلمانوں کی تعداد ہزار سے زائد ہے اور چار چار پانچ پانچ مسجدیں ہیں اور نماز جمعہ بھی سو برس سے

(۱) المصر وهو لا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا' و علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء الخ (الدر المختار ۱۳۷/۲ ط سعید) و تقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ الی فیہا أسواق الخ (رد المختار باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید) (۲) فلو الولایة کفاراً یحوز للمسلمین إقامة الجمعة ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین ویجب علیہم أن یلتمسوا والیا مسلماً الخ (رد المختار باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید) المصر وهو مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا' و علیہ فتویٰ اکثر الفقہاء (الدر المختار باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)

جاری ہے اب چند روز سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہاں جمعہ جائز نہیں ہے۔؟
 (جواب ۳۹۹) سو برس سے قائم شدہ جمعہ کو بند کرنا مصالِح مہمہ اسلامیہ کے خلاف ہے اور جب کہ
 مواضع کی آبادی بھی زیادہ اور مساجد بھی متعدد ہیں اور مکلف بالجمعہ بڑی مسجد میں سما نہیں سکتے تو حنفی
 مذہب کے بموجب بھی ان مواضع میں جمعہ جائز ہے ایسی حالت میں منع کرنے والے غلطی کر رہے
 ہیں ہاں پڑھنے والوں کو بھی مانعین پر تشدد نہ کرنا چاہیے جو نہیں پڑھتے ان سے تعرض نہ کریں (۱)
 محمد کفایت اللہ کان اللہ

مصر کی تعریف میں ”مالا یسع اکبر مساجدہ“ کی شرط
 (الجمعیۃ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(سوال) مصر کی مختلف تعریفوں میں سے کیا یہ بھی صحیح ہے کہ جس جگہ کم از کم دو مسجدیں ہوں اور ان
 میں سے بڑی مسجد میں وہاں کے مسلمان مکلف نہ سما سکیں تو وہ شہر ہے۔
 (جواب ۴۰۰) ہاں یہ تعریف بھی مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا بہت سے
 فقہائے عظام کے نزدیک معتبر اور مفتی بہ ہے اس لئے اس کے موافق عمل کرنے میں بھی کوئی مضائقہ
 نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

فصل سوم - خطبہ و اذان خطبہ

غیر عربی میں خطبہ خلاف سنت ہے

(سوال) خطبہ جمعہ یا عیدین میں اردو فارسی یعنی غیر عربی نظم یا نثر بطور وعظ کے پڑھنا درست ہے یا
 نہیں اور اگر درست ہے تو فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب اور خالص عربی میں پڑھنا باوجودیکہ لوگ
 سمجھتے بھی نہ ہوں بہتر ہے مختلط عربی اور غیر عربی سے خصوصاً جب کہ لوگ خالص عربی پڑھنے پر
 اعتراض کریں اور خالص عربی پڑھنے والوں کو غیر مقلدی کا الزام لگائیں اور اس کو غیر عربی پڑھنے پر
 مجبور کرتے ہوں اور ناجائز ہے تو کیا حرام یا مکروہ تحریمی یا تنزیہی؟ مع حوالہ کتب فقہ تحریر فرمائیں۔ بیوا
 توجروا۔

(۱) وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ الی فیہا أسواق الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۱۳۸/۲ ط سعید)
 واستشهد له بما فی التنجیس عن الحلوانی أن کسالی العوام إذا صلوا الفجر عند طلوع الشمس لا یمنعون لأنہم إذا
 منعوا ترکوها أصلاً و إذاؤها مع تجویز اہل الحدیث لہا أولى من ترکها أصلاً الخ (رد المحتار، باب العیدین
 ۱۷۱/۲ ط سعید) (۲) (الدر المختار، باب الجمعة ۱۳۷/۲ ط سعید)

(جواب ۴۰۱) سامعین خواہ ماہرین زبان عربی ہوں یا نہ ہوں اردو، فارسی یا کسی زبان کی نظم میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے حضرت رسول مقبول ﷺ فدائے امی وانی سے و نیز آپ کے صحابہ سے غیر عربی میں خطبہ پڑھنا منقول نہیں حالانکہ انما جم جو خطبہ کی عربی زبان سمجھنے سے قاصر تھے زمانہ صحابہ میں بجز تہ داخل دائرہ اسلام ہو گئے تھے لیکن کسی صحابی سے منقول نہیں کہ انہوں نے عربی کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ پڑھا ہو خطیب پر یہ لازم نہیں سامعین کو سمجھانے کیلئے غیر عربی میں خطبہ پڑھے یہ تو خود سامعین کی کمزوری ہے کہ عربی زبان سے ناواقف ہیں۔

فی مجموعة الفتاوی لمولانا اللکنوی نقلا عن اکام النفائس فی اداء الاذکار بلسان الفارس الکراهة انما هی لمخالفة السنة لان النبی ﷺ واصحابه قد خطبوا دائما بالعربية ولم ينقل عن احد منهم انهم خطبوا خطبة ولو خطبة غیر الجمعة بغير العربية انتهى وفيه الخطبة بالفارسية التي احد ثوها واعتقدوها حسناً ليس الباعث اليها الا عدم فهم العجم اللغة العربية وهذا الباعث قد كان موجوداً في عصر خير البرية وان كان فيه اشتباه فلا اشتباه في عصر الصحابة والتابعين ومن تبعهم من الأئمة المجتهدين حيث فتحت الا مصار الشاسعة والديار الواسعة واسلم اكثر الحبش والروم والعجم وغيرهم من الا اعجام وحضروا مجالس الجمع والا عياد وغيرها من شعائر الاسلام وقد كان اكثرهم لا يعرفون اللغة العربية ومع ذلك لم يخطب احد منهم بغير العربية ولما ثبت وجود الباعث حتى تلك الا زمنا وفقد ان المانع والتكاسل ونحوه معلوم بالقواعد المبرهنة لم يبق الا الكراهة التي هي ادنى درجات الضلالة (۱) انتهى.

خطبہ میں حاکم وقت کا نام لیکر دعا کرنا

(سوال) کیا زید کا یہ کہنا شرعاً جائز ہے کہ اگر خطبہ جمعہ میں خلیفہ وقت یعنی سلطان المعظم ٹرکی کا نام بصر احت نہ پڑھا جائے تو وہ خطبہ ناقص ہوتا ہے اور اس نقص خطبہ کی وجہ سے نماز جمعہ فاسد ہوتی ہے؟

(جواب ۴۰۲) زید کا یہ قول کہ خطبہ جمعہ میں خلیفہ وقت کا بصر احت نام نہ لینے سے خطبہ ناقص اور نماز فاسد ہو جاتی ہے صحیح نہیں ہے خلیفہ وقت کا خطبہ جمعہ و عیدین میں نام لینا خطبہ کی ضروریات میں سے نہیں ہے جسکے ترک سے خطبہ ناقص یا کالعدم ہو جائے ہاں عرصہ دراز سے خطبائے مسلمین کا تعامل اس طرح جاری ہے کہ خلیفہ وقت کا نام لیکر اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور نام لینا اور دعا کرنا جائز تھا پھر تعامل سے اس جواز کو اور زیادہ تقویت ہو گئی اس لئے خطیب کو خلیفہ کا نام بصر احت لینا اور اس کے لئے دعا کرنا ہی مناسب ہے اور جب ترک ذکر میں کسی فتنہ کا اندیشہ ہو تو ذکر کرنا مؤکد ہو جاتا ہے شامی میں ہے

وايضا فان الدعاء للسلطان على المنابر قد صار الان من شعار السلطنة فمن تركه يخشى عليه ولذا قال بعض العلماء لو قيل ان الدعاء له واجب لما في تركه من الفتنة غالباً لم يبعد

(۱) (مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی کتاب الصلاة ۱/۱۵۱ ط امجد اکیڈمی لاہور)

انتہی (۱) (ردالمحتار شامی جلد ۱ مطبوعہ مصر) واللہ اعلم۔

کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

ہاتھ میں عصا لیکر خطبہ پڑھنا

(سوال) ہمارے شہر جام نگر اور تمام علاقہ کا ٹھیاواڑ میں جمعہ کا خطبہ پڑھتے ہوئے ایک عصا نہایت مزین لے کر کھڑا ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے اور بغیر عصا خطبہ پڑھنے کو خلاف سنت بتایا جاتا ہے اور تارک کو ملامت اور طعن کیا جاتا ہے اور ثبوت زید یہ دیتا ہے کہ شامی میں اور حدیث ابو داؤد میں ایسا کرنا سنت لکھا ہے عمرو جو تارک ہے کہتا ہے کہ حضور ﷺ نے اس وقت تک عصا لے کر خطبہ پڑھا ہے جب تک منبر نہیں بنا تھا بعد میں ایسا کرنا منقول نہیں اور عالمگیری میں خلاصہ اور محیط کے حوالہ سے قوس پر یا عصا پر سہارا لگا کر خطبہ پڑھنا مکروہ لکھا ہے اس لئے ضروری ہے کہ علمائے کرام ساتھ دلیل کے ہم کو اس کا فیصلہ دیں کہ مفتی بہ حنفیہ کے نزدیک کیا قرار پایا ہے اور ابو داؤد اور شامی میں سنت ہونے کا جواب کیا ہے؟ بیوا تو جروا

(جواب ۴۰۳) عصا ہاتھ میں لیکر خطبہ پڑھنا ثابت تو ہے لیکن بغیر عصا کے خطبہ پڑھنا اس سے زیادہ ثابت ہے پس حکم یہ ہے کہ عصا ہاتھ میں لینا بھی جائز ہے اور نہ لینا بہتر ہے اور حنفیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے پس اس کو ضروری سمجھنا اور نہ لینے والے کو طعن تشنیع کرنا درست نہیں اسی طرح لینے والے کو بھی ملامت کرنا درست نہیں (۲) فقط

اردو زبان میں خطبہ خلاف سنت متواتر ہے

(سوال) مسلمانان ہند کی مادری زبان عموماً اردو ہے اور وہ زبان عربی سے بالکل ناواقف ہیں نیز اکثر مسلمان احکام ضروریہ سے بھی بے بہرہ ہیں خطبہ عربی میں پڑھا جاتا ہے تو وہ اس سے کچھ بھی مستفید نہیں ہو سکتے اس لئے ان کی خواہش ہے کہ عربی خطبہ پڑھنے کے بعد اس کا ترجمہ اردو زبان میں پڑھا جائے یہ جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی سید ابوالحسن قادری مددگار صدارت العالیہ سرکار عالی

(جواب ۴۰۴) خطبہ کا مسنون اور متواتر طریقہ یہی ہے کہ خالص عربی نثر میں ہو قرن اول میں بلاد عجم فتح ہوئے اور ان میں تبلیغ و تفہیم کی ضرورت آج سے بہت زیادہ تھی اور صحابہ کرامؓ میں عجمی زبان جاننے والے بھی موجود تھے اس کے باوجود کہیں ثابت نہیں کہ عجمی زبان میں خطبہ پڑھا گیا ہو تفہیم کی ضرورت سے انکار نہیں لیکن طریقہ ماثورہ کی حفاظت بھی ضروری ہے اس کی اچھی صورت یہ ہے کہ خطیب مادری

(۱) (باب الجمعة ۲/ ۱۴۹ ط سعید)

(۲) ویکرہ ایتکنی علی قوس أو عصا (درمختار) و فی الشامیة: " فی روایة أبی داؤد انه ﷺ قام ای فی الخطبة تنو کنا علی عصا أو قوس أو نعل القمہستانی عن عبدالمحیط أن اخذ العصا سنة کالقیام (باب الجمعة ۲/ ۱۶۳ ط سعید)

زبان میں خطبہ شروع کرتے سے پہلے تقریر کر دے اور ضروریات دینیہ بیان کر دے پھر خطبہ کی اذان ہو اور دونوں خطبے عربی زبان میں پڑھے (۱) خطبوں میں اختصار کو مد نظر رکھے مثلاً مادری زبان میں ۳۰ منٹ تقریر کرے اور دونوں عربی خطبے پانچ سات منٹ میں ختم کر دے اسی طرح تبلیغ و تفہیم کی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اور خطبہ کی بنیت مسنونہ ماثورہ بھی محفوظ رہے گی۔

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ۔ ۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۰ھ

اذان ثانی خطیب کے سامنے ہونی چاہیے

(سوال) جو اذان بروز جمعہ بوقت خطبہ خطیب کے سامنے پڑھی جاتی ہے وہ مسجد کے اندر خطیب کے سامنے ہو یا باہر صحن میں؟

(جواب ۴۰۵) خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے ہونا چاہیے خواہ مسجد کے اندر ہو یا باہر۔ احادیث میں دونوں طرح وارد ہوئے ہیں۔ وقال ابن سعد بالسند الی ام زید بن ثابت کان یتبی اطول بیت حول المسجد فکان بلال یؤذن من اول ما اذن الی ان بنی رسول اللہ ﷺ مسجده فکان یؤذن بعد علی ظهر المسجد وقد رفع له شئی فوق ظهره (۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدود مسجد کے اندر اذان دینا جائز ہے اور خود آنحضرت ﷺ کی مسجد میں حضرت بلالؓ چھت پر اذان کہتے تھے۔ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ سنہری مسجد دہلی

ڈھائی ہزار والی آبادی میں جمعہ کا حکم

(سوال) ایک بستی کی آبادی ڈھائی ہزار ہے تین مسجدیں ہیں آبادی کل مسلمانوں کی ہے ضروریات بھی مہیا ہوتی ہے عرصہ دراز سے تینوں مسجدوں میں جمعہ ہو رہا ہے ایک بزرگ صاحب آج کل آئے ہوئے ہیں وہ جمعہ نہیں پڑھ رہے ہیں۔ المستفتی نمبر ۹۹ فدا حسین موضع شوندت ڈاکخانہ کٹھور ضلع میرٹھ

۸ رجب ۱۳۵۲ھ ۸ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۰۶) جمعہ کی نماز اس بستی میں پڑھی جائے مگر تینوں مسجدوں میں سے ایک مسجد میں جو بڑی ہو پڑھنی چاہیے اگر تینوں مسجدیں برابر ہوں تو جو مسجد سب سے قدیم ہو اس میں پڑھیں (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) فأنه لاشك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة عن النبي والصحابة فيكون مكروهاً تحريماً الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعید)
(۲) (باب الأذان) مطلب من بنى المنابر للأذان ۱/ ۳۸۷ ط سعید) قال في التنوير و شرحه و يؤذن ثانياً بين يدي الخطيب الخ وفي الشامية: "أى سبيل السنة كما يظهر من كلامهم (باب الجمعة ۲/ ۱۶۱ ط سعید)
(۳) وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق الخ (رد المحتار باب الجمعة ۲/ ۱۳۸ ط سعید)

جمعہ و عیدین کا خطبہ فارسی میں پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) جمعہ کا خطبہ اردو فارسی نظم میں پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱ حاجی عبدالرشید خیاط قصبہ دارنگر، ضلع بجنور۔ ۲۸ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۸ نومبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۴۰۷) جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں نظم اردو فارسی پڑھنی مکروہ ہے کیونکہ قرون اولیٰ میں باوجود ضرورت شدیدہ کے عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھے جانے کا ثبوت نہیں ہے اور نثر کے سوا نظم کا وجود نہیں پس طریقہ مسنونہ متواتر یہی ہے کہ خطبہ خالص عربی نثر میں پڑھا جائے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) مسجد میں آتے ہی سنت پڑھی جائیں

(۲) اذان ثانی کا جواب زبان سے نہ دیا جائے

(۳) خطبہ کا کچھ حصہ عربی اور کچھ اردو میں پڑھنا

(۴) دوران خطبہ منبر سے ایک زینہ اتر کر پھر چڑھنا بدعت ہے

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں اکثر اصحاب اس طور پر نماز جمعہ ادا فرماتے ہیں کہ جمعہ مسجد میں آکر بیٹھ جاتے ہیں جب ایک بجتا ہے تو اقامت خطبہ سے پہلے ایک تکبیر کہی جاتی ہے جب تکبیر پکاری جاتی ہے تو اذان کی سنت کے لئے اٹھتے ہیں اور سنت ادا کر لینے کے بعد خطبہ ہوتا ہے تکبیر و خطبہ کے ساتھ مصلیٰ و امام تکبیر کے الفاظ کو مثل اذان کی تکبیر کے دہرا کر دے مانتے ہیں بعدہ خطبہ شروع ہوتا ہے جب امام خطبہ اولیٰ عربی کے اندر پڑھ چکے ہیں تو اس کا ترجمہ اردو اشعار میں کر کے خطبہ اولیٰ ختم کرتے ہیں جس سے خطبہ طویل ہو جاتا ہے بعد اس کے خطبہ ثانیہ میں جب الفاظ دعائیہ بحق سلطان المسلمین کے مقام پر آتے ہیں تو منبر کے دوسرے زینے پر نیچے آجاتے ہیں اور الفاظ دعائیہ ختم ہونے پر پھر سابق مقام پر اوپر جاتے ہیں ایسی صورت میں آپ سے نمبر وار ذیل کی صورتوں پر طالب فتویٰ ہوں کہ ان صورتوں میں از روئے عقائد حنفیہ امام اعظم کا کیا طریقہ تھا مفصل مع حوالجات جواب سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱) سنت قبل جمعہ کو تکبیر کے لئے مؤخر کر دینا (یعنی تکبیر صلوة پر سنت پڑھنا) کیسا ہے؟

(۲) صلوة خطبہ کے الفاظ کو مثل الفاظ اذان دہرانا اور دعائیں گنا چاہئے یا نہیں؟

(۳) خطبہ کے اندر خطبہ اولیٰ عربی زبان میں پڑھ چکنے کے بعد ترجمہ اردو اشعار میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) خطبہ ثانیہ میں بمقام دعائیں بحق سلطان المسلمین ایک زینہ نیچے آجانا اور پھر اوپر چلا جانا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۳۰ محمد اسماعیل مقام گوندیاسی پی ۴ شعبان ۱۳۵۲ھ

(۱) فانہ لا شک فی أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من انبي و الصحابة فيكون مكروها تحريما الح
(عمدة الرعاية على هامش شرح الوفاية باب الجمعة ۲/ ۳۸۷ ط سعید)

(جواب ۴۰۸) (۱) سنتوں کو تکبیر کے لئے مؤخر کرنا نہیں چاہئے بعد زوال مسجد میں آنے والے آتے ہی سنتیں پڑھ لیں بلکہ بیٹھنے سے پہلے سنتوں کو شروع کر دینا چاہئے یہی مسنون ہے (۱)

(۲) اذان خطبہ کو دہرانا امام اعظم کے نزدیک نہیں چاہئے (۲) اذان اول کی اجابت مسنون ہے نہ اذان خطبہ کی لیکن امام محمد کے نزدیک اذان خطبہ کا جواب بھی دینا جائز ہے اگر اس کے موافق دہرائیں تو آہستہ دل میں دہرائیں۔

(۳) اردو ترجمہ نثر یا نظم میں کرنا سنت متواترہ کے خلاف ہے (۲)

(۴) بوقت دعائے سلطان المسلمین ایک زینہ نیچے اترنا اور پھر چڑھنا بے دلیل ہے اور مکروہ ہے (۳)

(۱) جو خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے

(۲) امام کے ساتھ محراب میں کھڑے ہونا

(۳) خطبہ میں حاکم وقت کا نام لینا

(سوال) (۱) جمعہ کے دن ایک آدمی خطبہ پڑھے اور دوسرے آدمی سے نماز پڑھانے کو کہے تو جائز ہے یا نہیں؟

(۲) دو آدمی اگر محراب کے اندر کھڑے ہو جائیں اور ایک آدمی نماز پڑھائے اور دوسرا یونہی مقتدی بن کر کھڑا ہو اور باقی سب لوگ پیچھے کھڑے ہوں جگہ بھی بہت ہے صفوں کے اندر اگر سو دو سو آدمی اور بھی ہوں تو آسکتے ہیں تو ایسی صورت میں امام کے ساتھ کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر ایک معمولی نواب کسی گاؤں کے اندر آجائیں اور جمعہ کا دن ہو اور خطبہ پڑھنے کے وقت ان کا نام خطبہ میں شامل کر کے پڑھ لیں تو جائز ہے یا نہیں؟

(۴) ایک معمولی نواب کے لئے مسجد سے نکلتے وقت ایک آدمی پکار کر کہے کہ ان نواب کا نام زور سے لیں اور باقی سب لوگ آمین کہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۲ مولوی عبدالستار صاحب نول گڑھ

۲ شعبان ۱۳۵۲ھ ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء

(۱) عن أبي قتادة أن رسول الله ﷺ قال: "إذا جاء أحدكم المسجد فليصل سجدتين من قبل أن يجلس" (ابوداؤد، باب ماجاء في الصلوة عند دخول المسجد ۷۴/۱ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۲) قال في التوير: "إذا خرج الامام فلا صلوة ولا كلام الخ (باب الجمعة ۱۵۸/۳ ط سعید) وفي الشامية: ينبغي أن لا يجيب بلسانه اتفاقاً بين يدي الخطيب الخ (باب الأذان ۳۹۹/۱ ط سعید)

(۳) فإنة لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي والصحابة فيكون مكروهاً تحريماً الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۲۰۰/۱ ط سعید)

(۴) قال ابن حجر في الصحفة: "ويحث أن ما اعتد الآن من النزول في الخطبة الثانية إلى درجة سفلى ثم العود بدعة قبيحة شنيعة (رد المحتار باب الجمعة ۱۶۱/۲ ط سعید)

(جواب ۴۰۹) (۱) ایک شخص جمعہ کا خطبہ پڑھے اور اس کی اجازت سے دوسرا شخص نماز پڑھاوے تو یہ جائز ہے (۱)

(۲) جگہ ہو تو امام کے ساتھ کھڑا نہ ہونا چاہئے جگہ کی تنگی ہو تو ایسی صورت میں جائز ہے۔

(۳) معمولی نواب اگر باختیار حاکم ہو تو خیر ورنہ غیر مختار اور غیر حاکم کا نام لینا مکروہ ہے (۲)

(۴) اس سوال سے کیا غرض ہے سمجھ میں نہیں آئی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

پہلے وعظ کر کے خطبہ عربی میں پڑھا جائے

(سوال) ایک فریق جمعہ کے عربی خطبہ کے مفہوم کو اردو میں سننے اور سمجھنے پر مصر ہے دوسرا فریق ایسا کرنے کو بدعت اور مکروہ تحریمی قرار دیتا ہے اور اپنی تائید میں متقدمین کے مسلک کو پیش کرتا ہے اختلاف کو مٹانے کا کوئی احسن طریقہ تحریر فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۲۴۶ حافظ عبدالشکور صاحب

۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۱۰) اس اختلاف کو مٹانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ خطیب منبر پر جا کر پہلے اردو میں وعظ و نصیحت جو کچھ کرنا ہو کر دے پھر خطبہ کی اذان کہلوائے اور دونوں خطبے خالص عربی میں نہایت مختصر طور پر پڑھ دے کہ دونوں خطبوں میں پانچ منٹ صرف ہوں اس طرح دونوں فریق مطمئن ہو جائیں گے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ

(سوال) خطبہ جمعہ سے قبل وعظ کہنا کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۲۴۷ انوار الحق صاحب

ناظم مدرسہ تجوید القرآن قصبہ جہالو ضلع ججنور۔ ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۱۱) خطبہ جمعہ سے قبل وعظ کہنا جائز ہے اس میں کوئی وجہ ممانعت کی نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

غیر عربی میں خطبہ درست نہیں

(سوال) پنجاب میں رواج ہے کہ جمعہ کو بعد اذان ثانی کچھ خطبہ عربی میں پڑھ کر اردو میں نثر اور نظما وعظ لیتے ہیں بعض جگہ کئی کئی گھنٹے تک وعظ کے بعد خطبہ پورا کرتے ہیں کہیں کہیں دوران وعظ میں چندہ بھی جمع

(۱) لا ینبغی أن یصلی غیر الخطیب لان الجمعة مع الخطبة کشی واحد فلا ینبغی أن یقیمہما اثنان وإن فعل جاز الخ (رد المحتار) باب الجمعة ۲/ ۱۴۱ ط سعید

(۲) فإن الدعاء للسلطان علی المنابر قد صار الآن من شعائر السلطنة فمن تراه یخشی علیہ الخ (رد المحتار) باب الجمعة ۲/ ۱۴۹ ط سعید

ہوتا ہے نماز جمعہ میں اکثر تین بج جاتے ہیں کیا یہ حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے؟ نیز قبل از نماز چنگانہ یا قبل از اذان خطبہ مسائل و احکام دین بیان کرنا (تاکہ لوگ بیکار نہ بیٹھیں) جائز ہے یا نہیں؟ یہ عاجز سہارنپور کا باشندہ ہے اور مظاہر علوم سے تحصیل عربی کئے ہوئے ہے اس کا طرز عمل یہ ہے کہ پہلی اذان کے بعد جب تک خطبہ کا وقت ہو اور لوگ جمع ہوں کچھ ضروری مسائل سنا دیتا ہے اس پر اہل حدیث لوگ خصوصاً مولوی عبداللہ امرتسری اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کہیں ثابت نہیں نہ حضور ﷺ نے نہ صحابہ نے نہ اس کے بعد تابعی نے کیا یہ بدعت ہے اس سے بچنا چاہیے گویا خطبوں کے درمیان وعظ حضور ﷺ سے ثابت ہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۱ حافظ محمد اسحاق انصاری۔ روپڑ۔ ضلع انبالہ۔ ۷ محرم ۱۳۵۳ھ م ۲۲ اپریل ۱۹۳۴ء (جواب ۱۲۴) خطبہ جمعہ خالص عربی نثر میں ثابت ہے عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ ثابت نہیں (مگرچہ صحابہ بلکہ خلفاء کے زمانے میں ہی فارس وغیرہ فتح ہو گئے تھے اور لوگوں کے جدید الاسلام ہونے کی وجہ سے ان کی زبان میں تفہیم کی ضرورت آج سے بہت زیادہ تھی اور صحابہ اور مسلمانوں میں فارسی زبان جاننے والے بھی کثرت سے موجود تھے باوجود اس کے عربی کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ نہیں پڑھا گیا اس لئے خطبہ کا طریقہ ماثورہ متواترہ مسنونہ یہی ہے کہ وہ خالص عربی میں ہو اور تطویل خطبہ کی بھی مکروہ ہے کہ وہ لوگوں کے لئے پریشان کن ہے اب رہا فہام و تفہیم کا مسئلہ تو اس کی بہتر صورت یہی ہے کہ خطبہ کی اذان سے پہلے مقامی زبان میں لوگوں کو وقتی ضروریات اور ضروری مسائل سے آگاہ کر دیا جائے لیکن تطویل نہ کی جائے تھوڑا سا وقت جو قابل برداشت ہو اس میں صرف کیا جائے اس کے بعد خطبہ کی اذان ہو اور خطبہ مسنونہ طریقہ پر خالص عربی میں ادا کیا جائے دونوں خطبے صرف پانچ منٹ میں ادا ہو سکتے ہیں اس میں کوئی کراہت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

(۱) عنوان مثل بالا

(۲) ایضاً (۳) ایضاً

(سوال) المستفتی نمبر ۳۱۵ محمد رفیق امام جامع مسجد (گیا) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۷ جون ۱۹۳۴ء (جواب ۱۲۳) خطبہ جمعہ کی اذان سے پہلے مقامی زبان میں وعظ و نصیحت کرنا جائز ہے خطبہ خالص عربی میں مسنون و متواتر ہے اس کو غیر عربی سے مخلوط نہ کرنا چاہیے اگر کیا جائے گا تو مسنون متواتر کے خلاف ہوگا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم

(جواب ۱۲۴) (المستفتی نمبر ۳۱۱ سید محبوب حسن (نرائن گڑھ)

۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(۱) فانہ لا شک فی ان الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبی والصحابة فيكون مكروها تحريماً الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعید) (۲) (ايضاً)

جمعہ کے خطبہ میں اردو فارسی نظم یا نثر خلاف سنت ہے (۱) عربی نثر میں خطبہ پڑھنا مسنون ہے خطبہ سے پہلے اپنی زبان میں وعظ و نصیحت کر سکتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب ۴۱۵) (المستفتی نمبر ۵۲۷ مرزا یوسف بیگ) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء
جمعہ کی نماز میں مسلمانوں کے جمع عظیم کے اجتماع اور اظہار شوکت اسلامیہ کو بڑا دخل ہے اجتماع عظیم کے سامنے خطبہ دینے کا مقصد ان کی دینی اجتماعی ضرورتوں کا رفع کرنا اور ان کے متعلق احکام اسلامیہ کی تبلیغ کرنا ایک جم غفیر کا اجتماعی حیثیت سے رب العالمین کی بارگاہ معلیٰ میں سر بسجود ہونا ہے ایک خطبہ ہمیشہ کے لئے معین کر لینا اور ہر جمعہ کو وہی پڑھ دینا اگرچہ خطبہ کی فرضیت کو پورا کر دیتا ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ مقصد خطبہ سے دور ہے یا اس ہمہ خطبہ میں نظم و اشعار پڑھنا غیر ضروری باتیں کرنا عربی نثر کے سوا اور کسی طرح خطبہ پڑھنا بھی سنت قدیمہ متوارثہ کے خلاف ہے (۲) بہتر صورت یہ ہے کہ اذان خطبہ سے پہلے مقامی زبان میں تمام ضروری باتیں بیان کر دی جائیں جن میں مسائل بھی ہوں اور دوسری اجتماعی اور سیاسی ضروری باتیں بھی ہوں اس کے بعد خطبہ کی اذان ہو اور زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں دونوں خطبے خالص عربی زبان میں ادا کر لئے جائیں اس میں ضرورت بھی پوری ہو جائے گی اور خطبہ کی وضع مسنون بھی قائم رہے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اذان ثانی کے بعد دعا زبان سے نہ پڑھی جائے

(سوال) اذان ثانیہ جو منبر کے سامنے دی جاتی ہے اس کے بعد دعا ہے جیسا کہ اذان اول میں مسنون ہے اللهم رب هذه الدعوة الخ پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۳۳۱ (ازٹرانسوال) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۹ جون ۱۹۳۳ء
(جواب ۴۱۶) اذان ثانیہ کے بعد دعائے اذان نہیں پڑھنی چاہیے لیکن اگر کوئی شخص دل ہی دل میں بغیر ہاتھ اٹھانے امام کے خطبہ شروع کرنے سے پہلے پڑھ لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اگرچہ نہ پڑھنا؟ بہتر ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بوقت خطبہ ہاتھ میں عصا لینا کیسا ہے؟

(سوال) اگر فتن عصا بوقت خطبہ خواندن نماز جمعہ چگونہ است؟

(۱) ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ حاشیہ (۱)

(۲) فإنہ لا شک فی أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها

تحريماً الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعید)

(۳) و يسعى أن لا يجيب بلسانه اتفاقاً بين يدي الخطيب الخ (الدر المختار باب الأذان ۱/ ۳۹۹ ط سعید)

المستفتی نمبر ۷۸۷۲ بارہ میاں (مولین برما) ۱۱ صفر ۱۳۵۴ھ ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء

(ترجمہ) خطبہ جمعہ کے وقت ہاتھ میں عصا تھا منا کیسا ہے؟

(جواب ۴۱۷) بوقت خطبہ عصا گرفتن لازم نیست اگر ملک عنوة فتح کرده شود خطیب را شمشیر جمائل کردن مستحب است اما عصا بدست گرفتن بدعت ہم نیست۔ چہ از روایتی معلوم میشود کہ آنحضرت ﷺ ہم بوقت خطبہ عصایا قوس بدست گرفتہ اند۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(ترجمہ) خطبہ کے وقت عصا تھا منا لازم نہیں ہے اگر ملک کو غلبہ کے ساتھ فتح کیا جائے تو خطیب کو شمشیر کا جمائل کرنا مستحب ہے لیکن ہاتھ میں عصا لینا بدعت بھی نہیں ہے کیونکہ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی خطبہ کے وقت عصایا قوس تھامی ہے۔ (۱) واللہ اعلم، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سوال مثل بالا

(سوال نمبر ۵۰۹)

(جواب ۴۱۸) خطبہ جمعہ میں عصا ہاتھ میں رکھنا واجب ہے نہ مسنون مؤکدہ زیادہ سے زیادہ مستحب مندوب ہے جس کو سنن زوائد میں شمار کیا جاسکتا ہے اور ”در مختار“ میں سے ”تو خلاصہ“ سے عصا پر خطیب کا سہارا دینا مکروہ لکھا ہے مگر فقہستانی نے اس کو سنت بتایا ہے سنت سے مراد وہی سنت غیر مؤکدہ ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۶ جولائی ۱۹۳۵ء

خطبہ میں بادشاہ وقت اور خادم الحرمین کے لئے دعا

(سوال) ایک خطیب نے جمعہ کے دوسرے خطبہ میں حجاز مقدس کے بادشاہ سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمن السعود کا نام لیکر دعا کی سامعین خطبہ کہتے ہیں کہ مسلمانان ہند ان کو بادشاہ تسلیم نہیں کرتے ان کا نام نہیں پڑھنا چاہیے اور بعض لوگ انکو برا بھلا کہتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۴۹۲ حافظ اسماعیل بادبان۔ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۱۸ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۱۹) سلطان ابن سعود حجاز و نجد کے حکمران اور حرمین شریفین کے خادم و محافظ ضرور ہیں ان کے لئے خطبہ میں دعا کرنا بحیثیت خادم حرمین شریفین ہونے کے جائز ہے ان کو برا بھلا کہنا گناہ ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

(۱) وفي رواية أبي داؤد أنه ﷺ قام أي في الخطبة متوكنا على عصا أو قوس و نقل القهستاني عن عبدالمحيط أن أخذ العصا سنة كالقيام (رد المحتار باب الجمعة ۱۶۳/۲ ط سعيد)
(۲) وفي الخلاصة: " يكره أن يتكى على قوس أو عصا (در مختار) وفي الشامية: " و نقل القهستاني عن عبدالمحيط أن أخذ العصا سنة كالقيام " (رد المحتار باب الجمعة ۱۶۳/۲ ط سعيد) فقهاء في عبارات مختلف بين في ذلك في سنة غير مؤكده هي اور اس کا اتہام مکروہ اور بدعت ہے
(۳) أما ما اعتيد في زماننا من الدعاء للسلطين العثمانية أيد هم الله . كسلطان البرين والبحرين و خادم الحرمين الشريفين فلا مانع منه (رد المحتار باب الجمعة ۱۵۰/۲ ط سعيد)

خطبہ عربی میں اور مختصر ہونا چاہیے اور منبر پر پڑھا جائے

(سوال) ایک امام صاحب نماز جمعہ پڑھاتے ہیں خطبہ بہت طویل پڑھتے ہیں کہ ایک گھنٹہ ہو جاتا ہے خطبہ کا پورا ترجمہ بھی پڑھتے ہیں کیا خطبہ کا ترجمہ پڑھنا بھی ضروری ہے؟

ایک شخص کا بیان ہے کہ مسجد میں جو منبر ہوتا ہے وہ رسول کریم ﷺ کے وقت میں نہ تھا منبر حضرت امیر معاویہ نے ایجاد کیا ہے حقیقت اس کی کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۵۲۲ شیخ شفیق احمد (ضلع موٹنگیر) ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء
(جواب ۴۲۰) خطبہ زیادہ طویل پڑھنا نہیں چاہیے (۱) اور خطبہ کا ترجمہ پڑھنا بھی طریقہ مسنونہ متواترہ کے خلاف ہے۔

منبر آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بنا اور حضور اکرم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا ہے یہ بات غلط ہے کہ منبر کی ایجاد حضرت امیر معاویہ نے کی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) خطبہ میں لاوڈ اسپیکر کا استعمال مباح ہے

(۲) خطبہ عربی زبان میں ہونا چاہیے

(سوال) (۱) کیا بروز جمعہ جمع کی کثرت کو پیش نظر رکھ کر لاوڈ اسپیکر کا مسجد میں استعمال کرنا شرعاً جائز ہے؟ تاکہ اس کے ذریعہ دور دور کے لوگوں تک خطیب کا خطبہ اور ضروری مسائل کی تقریر پہنچائی جاسکے نماز کی قراۃ اور تکبیرات کی تبلیغ ہرگز مقصود نہیں ہے۔

(۲) جمعہ کے خطبہ میں اردو زبان میں وعظ کرنا یا اردو میں خطبہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۹ حضرت مولانا مولوی سید سراج احمد صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ جامع ڈابھیل ضلع سورت۔ ۲۴ رمضان ۱۳۵۳ھ ۲۱ دسمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۲۱) (۱) لاوڈ اسپیکر (آلہ مبحر الصوت) کا خطبہ اور وعظ میں استعمال کرنا جائز ہے کوئی وجہ عدم جواز کی نظر نہیں آتی (۲) (۳) خطبہ جمعہ و عیدین میں خالص عربی نثر میں خطبہ پڑھنا مسنون و متواتر ہے اس کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا یا عربی نظم میں پڑھنا سنت متواترہ کے خلاف ہے گو خطبہ تو ادا ہو جائے گا لیکن خلاف متواترہ ہونے کی وجہ سے کراہت ہوگی (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) والرابع عشر تخفيف الخططين بغير سورة من طوال المفصل و يكره التطويل (عالمگیریة: الباب العاشر في صلاة الجمعة ۱/ ۱۴۷ ط ماجدیه) (۲) ومن السنة ان يحطب عليه اقتداء به ﷺ..... و منبره ﷺ كان ثلث درج غير المسلمات بالمستراح الخ (رد المحتار: باب الجمعة ۲/ ۱۶۱ ط سعید) عن عبدالله بن مسعود قال: "كان رسول الله ﷺ إذا استوى على المنبر استقبلناه بوجوهنا" (ترمذی باب في استقبال الإمام إذا خطب ۱/ ۱۱۴ ط سعید) (۳) ومن المستحب ان يرفع الخطيب صوته الخ (عالمگیریة: الباب العاشر في صلاة الجمعة ۱/ ۱۴۷ ط ماجدیه) (۴) فإنه لا شك في ان الحطبة بغير العربية خلاف السنة المتواترة من النبي ﷺ و الصحابة فيكون مكروهاً تحريماً الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية: باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعید)

(۱) خطبہ اردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟

(۳) وعظ خطبہ سے پہلے ہو اور خطبہ عربی میں

(۴) نماز کے بعد انتشار فی الارض کا حکم باحت کے لئے ہے

(سوال) خطبہ جمعہ و عیدین کس زبان میں ہونے چاہئیں؟ (۲) شریعت مطہرہ میں خطبہ کی حقیقت کیا ہے؟ (۳) لوگوں کا اشتیاق اگر ہو تو کیا خطبہ کا ترجمہ خطیب کو سنا دینا چاہیے یا نہیں؟ اگر ترجمہ سنایا جائے تو کب؟ خطبہ کے بعد ہی منبر پر یا فراغ جمعہ کے بعد؟ (۴) بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ کے فرضوں کے بعد فوراً ہی مسجد سے چلے جانا چاہیے اور کسی ضرورت شرعی (مثلاً ادائیگی سنن و نوافل سماع و وعظ تسبیح و ذکر وغیرہ) کی وجہ سے بھی مسجد میں ٹھہرے رہنا جائز نہیں اور کہتے ہیں کہ آیت کریمہ فاذا قضیت الصلوة فانتشروا سے یہ حکم ثابت اور مخصوص ہے کیا اس انتشار سے یہی مراد ہے مسائل مذکورہ میں شوافع اور احناف کے نزدیک اگر کوئی گنجائش اور توسع ہو تو ظاہر کر دی جائے یہ اختلاف وہاں ہے جہاں حنفی اور شافعی دونوں قسم کے حضرات ہیں۔

المستفتی نمبر ۷۴۴ عبد الحمید کوکنی ڈابھیل ضلع سورت۔

۶ اذیقعدہ ۱۳۵۴ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۲) (۱) خطبہ جمعہ و عیدین کا طریقہ مسنونہ متواتر یہی ہے کہ وہ عربی زبان میں ہو قرون اولیٰ میں باوجود ضرورت شدیدہ کے کہ اس وقت تعلیم احکام اور تبلیغ اسلام کی بہت زیادہ ضرورت تھی خطبہ کی عربیت کو ترک نہیں کیا گیا (۱) (۲) خطبہ کی حیثیت و وعظ و تذکیر اور ذکر اللہ سے مرکب ہے (۲) (۳) اگر خطیب اذان خطبہ سے پہلے مقامی زبان میں پندرہ پس منٹ پہلے کچھ ضروری باتیں بیان کر دے اس کے بعد اذان کہلوائے اور بقدر ادائیگی فرض مختصر طور پر عربی میں خطبہ پڑھ لے (اور خطبتین کے لئے پانچ سات منٹ کافی ہوں گے) تو یہ صورت بہتر ہوگی (۴) انتشار فی الارض کا حکم محض باحت کے لئے ہے نہ وجوب کے لئے اور اگر کوئی مسجد میں نوافل و سنن پڑھے یا مسجد سے نہ نکلے شام تک بیٹھا رہے تو وہ کسی قسم کا گناہ گار نہیں ہوگا جیسے کہ مسجد سے نکلنے والے اگلے حکم وابتغوا من فضل اللہ کے ترک سے گناہ گار نہیں ہوں گے اس کے علاوہ قضیت الصلوة کا مفہوم فراغ من السنن والنوافل تک و سب ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريما الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوفاية باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعيد)

(۲) الشرط الرابع الخطبة و عليه الجمهور و ذكرها مطلق ذكر الله تعالى بيئتها الخ و سنتها كونها خطبتين بجلسة بينهما تشمل كل منهما على الحمد و الشهد و الصلاة على النبي ﷺ (حلبى كبير فصل في صلاة الجمعة ص

غیر عربی میں خطبہ سنت متواترہ کے خلاف ہے

(سوال) خطبہ جمعہ کا مع عربی کے ترجمہ کرنا یا صرف اردو میں بطور وعظ و لیکچر پڑھنا امام شافعیؒ و امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اگر اردو یا کسی غیر عربی زبان کو خطبہ میں شامل کیا جائے تو جمعہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۷۰ مولوی محمد علی (جوہانس برگ افریقہ) ۱۱ ربيع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲ جولائی ۱۹۳۶ء (جواب ۴۲۳) امام شافعیؒ کے نزدیک خطبہ کا عربی زبان میں ہونا شرط ہے بغیر عربی زبان کے خطبہ صحیح نہیں اور جب خطبہ صحیح نہیں ہو تو جمعہ بھی صحیح نہیں ہو اگر خطبہ کے عربی ہونے سے مراد یہ ہے کہ خطبہ میں جتنی چیزیں فرض ہیں وہ سب عربی زبان میں ہوں (دونوں خطبوں میں حمد و صلوة اور وصیت اور وصیت بالتقویٰ کا ہونا اور کسی ایک خطبہ میں قرآن مجید کی کم از کم ایک آیت کی تلاوت کرنا اور دوسرے خطبہ میں مسلمانوں کے لئے دعا کرنا فرض ہے) ان کے علاوہ باقی خطبہ غیر عربی میں ہو تو سقوط فرضیت خطبہ کے منافی نہیں۔ ويشترط كونها كلها عربية . قوله كلها اي الخطبة اي كل اركانها في الخطبتين ولا يضر غير العربية في غير الاركان (۱) (شرح منهاج الطالبين مع حاشية للعلامة القليوبي) اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عربیت شرط نہیں ہے یعنی غیر عربی زبان میں بھی خطبہ ادا ہو جائے گا لیکن غیر عربی زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ بالاتفاق ہے کیونکہ قرون اولیٰ مشہود لہما بالخیر میں اس کا تعامل نہ تھا (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اردو یا فارسی میں خطبہ پڑھنے کا حکم

(سوال) جمعہ کا خطبہ عجمی زبان میں مثلاً اردو یا فارسی وغیرہ میں جائز ہے یا نہیں اور اگر عربی زبان میں ہو تو ترجمہ کرنا اردو وغیرہ میں کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۱۰۸۳ گل بادشاہ پشاور (پشاور)

۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۴) خطبہ جمعہ خاص عربی زبان میں پڑھنا چاہیے اور منبر پر یعنی خطبہ پڑھنے کے وقت ترجمہ نہ کریں یہ طریقہ مرضیہ اسلاف رحمہم اللہ و سنت سنیہ اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم و اسوہ حسنہ حضرت سید المرسلین شفیع المذنبین ﷺ کا ہے اور اس سے خلاف کرنا مذموم و مکروہ ہے۔ ملخصاً حررہ مولوی عبداللہ الطوروی عفی عنہ۔

ہوالموفق بے شک سنت قدیمہ متواترہ یہی ہے کہ خطبہ خالص عربی نثر میں ہو اس کے خلاف کرنا

(۱) (باب الجمعة ۱/ ۲۷۸ ط دار احیاء الکتب العربیة مصر)

(۲) فانه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروهاً تحريماً الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعید)

مکروہ ہے اگرچہ خطبہ ادا ہو جائے گا مگر خلاف سنت ہونے کی وجہ سے کراہت آئے گی (۱)۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

خطبہ سے پہلے وعظ کرنا جائز ہے

(سوال) جمعہ کے روز جس وقت پہلی اذان جمعہ مسجد میں ہو جائے اس وقت کسی واعظ کو وعظ کہنا یا کہ خطیب جامع مسجد کو وعظ کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی آمد شروع ہو جاتی ہے اور وہ مسجد میں داخل ہو کر نماز سنت ادا کرتے ہیں وہ وعظ ہونے کی حالت میں نماز سنت ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۰۸۶ جناب قاضی عبدالعزیز صاحب (انبالہ چھاؤنی)

۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م یکم اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۵) اذان اول ہو جانے اور سنتیں ادا کرنے کے لئے وقت چھوڑ کر اذان خطبہ سے قبل اگر کچھ ضروری باتیں مسلمانوں کو مقامی زبان میں سنادی جائیں تو مضائقہ نہیں لوگوں کو خیال رکھنا چاہئے سنتیں پڑھ کر فارغ ہو جایا کریں یا علیحدہ جگہ میں سنتیں ادا کر لیا کریں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

اذان ثانی خطیب کے سامنے دی جائے

(سوال) بروز جمعہ خطیب کے سامنے جو اذان کہی جاتی ہے وہ منبر کے سامنے قریب میں کھڑے ہو کر جیسا کہ عام دستور ہے دینی چاہئے یا مسجد کے باہر صحن میں منبر سے دور تمام نمازیوں کے پیچھے کھڑے ہو کر دینی چاہئے۔
المستفتی نمبر ۱۱۶۵ عبدالرحمن و محمد حسین صاحبان (ساورہ)

۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۲۶) لازم نہیں کہ اذان خطبہ منبر کے پاس کہی جائے بلکہ منبر سے دور امام کے سامنے دو چار صفوں کے بعد یا تمام صفوں کے بعد بھی کہنی جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ولا يشترط كونها بالعربية فلو خطب بالفارسية جاز' كذا قالوا' والمراد بالجواز هو الجواز في حق الصلاة بمعنى أنه يكفي لأداء الشرطية و تصح بها الصلاة لا الجواز بمعنى الإباحة المطلقة فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريماً وكذا قراءة الأشعار الفارسية والهندية فيها (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية' باب الجمعة ۲۰۰/۱ ط سعيد)

(۲) ان تميم الداري استأذن عمر في القصص سنين فأبى أن يأذن له فاستأذنه في يوم واحد فلما أكثر عليه قال له ما تقول قال اقرأ عليهم القرآن وامرهم بالخير وأنها عن الشر قال عمر ذلك الذبح ثم قال عظم قبل أن أخرج في الجمعة فكان يفعل ذلك يوماً واحداً في الجمعة (موضوعات كبير' مقدمة ص ۲۰، نور محمد، اصح المطابع، كراچی)
اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر نے حضرت تميم داری کو وعظ کہنے کی اجازت دی تھی۔

(۳) صف اول کی قید تو کہیں نہیں ملتی البتہ کتب فقہ کے الفاظ 'إمام المنبر' عند المنبر اور بين يدي المنبر وغيره سے ثابت ہوتا ہے کہ اذان منبر کے سامنے اور قریب ہونی چاہئے و صرح بہ القمہستانی حیث قال وإذا جلس الإمام على المنبر أذن أذاناً ثانياً بين يديه (جامع الرموز' فصل في صلاة الجمعة ۶۶۸/۱ ط كريميه قران)

غیر عربی میں خطبہ سنت متواترہ کے خلاف ہے

(سوال) (۱) جمعہ کا خطبہ کونسی زبان میں پڑھنا جائز ہے اگر اردو یا کسی اور زبان میں جمعہ کا خطبہ پڑھا جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ (۲) جمعہ کے خطبہ کو الحمد للہ اور درود شریف سے شروع کر کے ابا بعد فی ایہا الناس کے بعد سارا مضمون اگر خطیب اردو یا کسی اور زبان میں بیان کر دے تو اس کے لئے فقہائے کرام کا کیا فتویٰ ہے۔
المستفتی نمبر ۷۳۳۷ امام عبدالصمد (جنوبی افریقہ)

۹ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۲۷) (۱) خطبہ جمعہ و عیدین عربی زبان میں مسنون و متواتر ہے عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ کل یا جزو پڑھنے سے خطبہ ادا تو ہو جائے گا مگر مکروہ ہوگا (۲) نمبر ۱ کا جواب اس کا بھی جواب ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

حضرت شاہ اسماعیل کا خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) حضرت شاہ اسماعیل صاحب کا خطبہ جمعہ کیسا ہے اشعار خطبہ میں پڑھے جائیں یا نہیں؟ عربی اردو اشعار میں کیا کچھ فرق ہے؟ المستفتی عزیز احمد مدرس مکتب عبداللہ پور (ضلع میرٹھ)
(جواب ۴۲۸) حضرت شاہ اسماعیل صاحب کا خطبہ جمعہ بہتر ہے اشعار خطبہ میں پڑھنا مکروہ ہے خواہ اردو ہوں یا فارسی یا عربی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

اذان ثانی کا جواب اور دعا زبان سے نہ پڑھی جائے

(سوال) جمعہ کی اذان ثانی کا جواب اور دعائے وسیلہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بصورت جواز ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی چاہیے یا بغیر ہاتھ اٹھائے نیز اس اذان کے جواب و دعائے وسیلہ میں امام و قوم کا ایک ہی حکم ہے یا کچھ فرق ہے زید کہتا ہے کہ خطبہ کی دعا کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ہے اور نہ مانگنے والا گمراہ ہے زید کا یہ قول کیسا ہے اور جو لوگ بعد اذان خطبہ دعا نہیں مانگتے ان کا عمل کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۸۳۶ محمد یاسین مدرس مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور۔ اعظم گڑھ

(جواب ۴۲۹) ہوا الموفق امام ابو حنیفہ کے نزدیک خروج امام سے ختم خطبہ تک کوئی کلام نہیں کرنا چاہیے ان کی دلیل بخاری شریف کی یہ روایت ہے عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ ﷺ من اغتسل یوم الجمعة و تطہر بما استطاع من طہر ثم ادھن او مس من طیب ثم راح فلم یفرق

(۱) فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريما الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الرقابة باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعید)
(۲) (ايضا)

بین اثنین فصلى ما كتب له ثم اذا خرج الامام انصت غفر له ما بينه و بين الجمعة الاخرى (۱) (بخاری جلد اول ص ۱۲۳) کہ اس حدیث میں انصت کو خروج امام سے متعلق فرمایا ہے اور حدیث معاویہ کا جواب امام ابو حنیفہ کی طرف سے یہ ہو سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور حضرت امیر معاویہ چونکہ امام و خطیب تھے لہذا ان کی طرف سے اجابت اذان خارج نہیں کیونکہ انصت کا حکم غیر خطیب کے لئے ہے ہاں امام ابو یوسف و امام محمد خطبہ شروع ہونے سے پہلے غیر خطیب کے لئے کلام دینی کو جائز فرماتے ہیں (۲) تو اجابت اذان اور دعائے وسیلہ ان کے نزدیک جائز ہے مگر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت ہمارے علم میں نہیں ہے زید جو اس بات کا مدعی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ہے اس کا ثبوت پیش کرنا اس کے ذمہ لازم ہے ورنہ من کذب علی متعمداً کی وعید کا مستحق ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

خطبہ جمعہ زیادہ طویل نہ ہو

(سوال) جمعہ میں خطبہ کا طویل ہونا اور نماز کا قصیر ہونا شرعاً کیسا ہے بعض مساجد میں امام صاحب خطبہ جمعہ تقریباً پندرہ منٹ میں ختم فرماتے ہیں اور نماز جمعہ تقریباً چار منٹ میں پس ارشاد فرمادیں کہ ان امام صاحب کا یہ طرز عمل حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۳۲ حاجی داؤد ہاشم یوسف صاحب (رنگون) ۲۷ رجب ۱۳۵۵ھ ۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء (جواب ۴۳۰) خطبہ جمعہ کا طویل نہ کرنا بہتر ہے اور نماز میں امام کو خفت کا لحاظ رکھنا مامور بہ ہے۔ عن عمار بن یاسر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ان طول صلوة الرجل و قصر خطبته مئنة من فقہه فاطيلوا الصلوة و قصروا الخطبة وان من البيان لسحر ارواه مسلم (۳) (مشکوٰۃ) (۴) وعن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا صلى احدكم للناس فليخفف فان فيهم السقيم والضعيف والكبير الخ متفق عليه (۵) (مشکوٰۃ) (۶)

پس نماز کی تطویل کی ترغیب جو مسلم کی روایت مذکورہ بالا میں ہے ابو ہریرہ کی روایت کی بنا پر اس حد کے اندر محدود ہے کہ جماعت پر مشقت نہ ہو اور حد مسنون سے آگے نہ بڑھے اور خطبہ کے اختصار سے غالباً یہ مقصد نہیں ہے کہ نماز کے وقت سے خطبہ کا وقت کم ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ خطبہ ان خطبوں سے

(۱) (باب لا يفرق بين اثنین يوم الجمعة ۱/۱۲۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
 (۲) قال: "لا بأس بالكلام قبل الخطبة وبعدها وإذا جلس عند الثاني" (الدر المختار، باب الجمعة ۲/۱۵۹ ط سعید)
 (۳) (فصل فی إيجاز الخطبة وطوال الخطبة ۱/۲۸۶ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
 (۴) (باب الخطبة والصلوة، الفصل الأول ص ۱۲۳ ط سعید)
 (۵) (بخاری باب إذا صلى لنفسه فليطول ماشاء ۱/۹۷ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)
 (۶) (باب الإمامة ص ۱۰۱ ط سعید)

کم ہو جو عرفا طویل اور بڑے خطبے سمجھے جاتے ہیں خطبہ میں ضروری امور پر اکتفا کرنا چاہیے۔ (۱) ترمذی شریف کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی نماز بھی معتدل متوسط درجے کی ہوتی تھی خطبہ بھی معتدل اور متوسط درجہ کا ہوتا تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) خطبہ عبادت ہے یا نصیحت؟

(۲) غیر عربی میں خطبہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) خطبہ جمعہ و عیدین عبادت ہے یا نصیحت؟ (۲) خطبہ سامعین کی زبان میں پڑھا جاسکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۷۷۷۷۷ فرزند علی صاحب (برما) ۲۴ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۴۳۱) (۱) عبادت بھی ہے اور نصیحت بھی ہے (۲) عربی عبارت میں سنت متواترہ قدیمہ کے موافق پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر مقامی زبان میں پڑھا جائے گا تو خطبہ ادا ہو جائے گا مگر سنت کے خلاف ہوگا (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) اردو زبان میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے

(۲) ترکی ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھانا

(۳) ابتدا خطبہ میں تعوذ و تسمیہ آہستہ پڑھی جائے

(۴) خطبہ کے وقت ہاتھ میں عصا لینا جائز ہے

(۵) خطبہ میں منبر سے اترنا اور چڑھنا ثابت نہیں

(۶) خطبہ کے سننے کے وقت درود دل میں پڑھا جائے

(۷) خطبہ کے درمیان سنتیں پڑھنا جائز نہیں

(۸) مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی حرام ہے

(سوال) (۱) ہمارے ملک گجرات میں رواج ہے کہ زبان اردو میں خطیب خطبہ جمعہ پڑھتا ہے جائز ہے یا نہیں؟

(۲) پیش امام نماز جمعہ ترکی ٹوپی پہن کر بغیر صافہ نماز جماعت پڑھاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۳) خطیب اعوذ باللہ اور بسم اللہ آواز بلند پڑھتا ہے؟

(۱) (باب ماجاء فی قصر الخطبة ۱/۱۱۳ ط سعید)

(۲) و يبدأ أى قبل الخطبة الاولى بالعود سرا ثم بحمد الله تعالى و الثناء عليه والشهادتين . و العظة والتذكير والقراءة الخ (رد المحتار) باب الجمعة ۲/۱۴۹ ط سعید

(۳) فإنه لا شك فى أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبی ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريماً الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية) باب الجمعة ۱/۲۰۰ ط سعید

- (۴) خطیب کا بوقت خطبہ عصا پکڑنا یہ جائز ہے یا نہیں؟
- (۵) خطیب کا خطبہ ثانیہ میں ذکر سلاطین کے وقت سیڑھی سے اترنا جائز ہے یا نہیں؟ پھر واپس چڑھنا
- (۶) خطیب کا خطبہ ثانیہ میں آیت ان الله و ملائکته کا پڑھنا اور مصلیان کا خطبہ میں جہر سے درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
- (۷) دو رکعت نماز خطبہ ہے یا نہیں؟
- (۸) مردوں کو سونے کے بٹن اور سونے کی خالص انگوٹھی پہننا جائز ہے یا نہیں؟
- المستفتی نمبر ۲۱۲۵ سید محمد رشید ترمذی صاحب (مسی کاٹھا) ۱۳ شوال ۱۳۵۶ھ ۱۸ دسمبر ۱۹۳۳ء
- (جواب ۴۳۲) (۱) اردو میں خطبہ پڑھنا خلاف اولیٰ ہے خطبہ ادا ہو جاتا ہے (۱)
- (۲) ٹوپی اور ترکی ٹوپی پہن کر نماز پڑھانے سے نماز ہو جاتی ہے۔ مگر اولیٰ یہ ہے کہ صاف باندھ کر نماز جمعہ پڑھائے۔ (۲)
- (۳) خطبہ کو الحمد للہ سے جہر شروع کرنا چاہیے۔ اعوذ باللہ اور بسم اللہ خطبہ سے پہلے جہر نہیں پڑھنا چاہیے (۲)
- (۴) عصا ہاتھ میں لیکر خطبہ پڑھنا جائز تو ہے مگر لازم نہیں ہے (۴)
- (۵) خطبہ میں ذکر سلاطین کے وقت سیڑھی سے اترنا اور پھر چڑھنا جائز نہیں (۵)
- (۶) خطبہ میں جہر اور درود شریف پڑھنا سامعین کو جائز نہیں جب خطیب آیت ان الله و ملائکته پڑھے تو سامعین دل میں درود شریف پڑھ لیں (۱)
- (۷) خطبہ کے درمیان میں سنتوں کا پڑھنا بھی جائز نہیں ہے (۷)

- (۱) ولا يشترط كونها بالعربية فلو خطب بالفارسية جاز... فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريماً (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية) باب الجمعة ۲۰۰/۱ ط سعید
- (۲) وقد ذكروا ان المستحب أن يصلي الرجل في قميص وإزار و عمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱۶۹/۱ ط سعید
- (۳) ويبدأ بالتعوذ سرا (درمختار) اي قبل الخطبة الأولى بالتعوذ سرا ثم بحمد الله تعالى والشنا عليه (رد المحتار) باب الجمعة ۱۴۹/۲ ط سعید
- (۴) وفي الخلاصة: " يكره أن يتكى على قوس أو عصا (درمختار) وفي الشامية: " وفي رواية أبي داؤد أنه ﷺ قام أي في الخطبة متوكئاً على عصا أو قوس اه و نقل القهستاني عن عبدالمحيظ: " ان أخذ العصا سنة كالقيام" (رد المحتار) باب الجمعة ۱۶۳/۲ ط سعید
- (۵) أما اعتيد من النزول في الخطبة الثانية إلى درجة سفلى ثم العود بدعة قبيحة شنيعة (رد المحتار) جمعة ۱۶۱/۲ ط سعید
- (۶) وكذلك إذا ذكر النبي ﷺ لا يجوز أن يصلي عليه بالجهر بل بالقلب و عليه الفتوى (رد المحتار) باب الجمعة ۱۵۸/۲ ط سعید
- (۷) إذا خرج الإمام فلا صلوة ولا كلام إلى تمامها الخ (تنوير الأبصار) باب الجمعة ۱۵۸/۲ ط سعید

(۸) مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی حرام ہے (۱) اور خالص سونے کے بٹن بھی مکروہ ہیں (۲)

خطبہ جمعہ عربی نثر میں پڑھنا چاہیے

(سوال) اشعار کا خطبہ جو جمعہ میں پڑھا جاتا ہے (الہی انت یا مولیٰ الموالی۔ مصورنا بتقدیر الکمال) پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۶۲ محمد عبدالوہاب (رام پور)

۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۳۳) خطبہ جمعہ میں عربی کے اشعار پڑھنا خلاف اولیٰ ہے نثر عربی میں خطبہ ہو تو بہتر ہے (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

عربی میں خطبہ مسنون ہے

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں یہاں کی دوسری مسجدوں کے مطابق یہ دستور چلا آتا ہے کہ بروز جمعہ اذان اول کے بعد اتنا وقفہ کیا جاتا ہے کہ چار سنتیں باطمینان پڑھ لی جائیں یعنی تقریباً نو دس منٹ کے بعد خطبہ بزبان عربی شروع ہوتا ہے جامع مسجد مذکور کے امام صاحب کی بابت مقتدیوں کو خطبہ کی طوالت کی شکایت پہلے سے تھی اور اس سے ان کو گرانی تھی مزید برآں انہوں نے کئی جمعہ سے یہ نیا طریقہ اختیار کیا کہ چار سنتوں کے بعد وقت مقررہ پر خطبہ شروع کرنے کے بجائے پہلے اردو زبان میں مضمون خطبہ کے علاوہ دوسری تقریریں شامل کر کے بیان کرنا شروع کیا جس میں مقتدیوں نے یہ محسوس کیا کہ ان تقریروں میں مسلمانوں پر چوٹ اور طنز یہ جملے وغیرہ اور ذاتی جذبات نفسانیہ کا بھی شمول ہے ان تقریروں کے بعد اذان ثانی ہو کر ممدوح نے خطبہ عربی پڑھا متولیان مسجد وغیرہ کو پہلے ایک دفعہ کچھ خیال نہ ہوا لیکن بعد میں انہوں نے دیکھا کہ مقتدیوں میں اس کا چرچا ہو رہا ہے اور ان کو قوی اندیشہ ہوا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آئندہ رفتہ رفتہ خطبہ عربی کے بجائے خطبہ اردو جاری کر دیں اس کے علاوہ چونکہ نمازیوں کی بہت سی تعداد بہت پہلے سے آجاتی ہے اور بعد فراغت از جمعہ کھانا کھاتی ہے اس لئے بنا بر تاخیر و طوالت ان کو اور بھی زیادہ گرانی ہونے لگی طوالت خطبہ کی بابت متولیوں نے امام صاحب موصوف کو پہلے ہی توجہ دلائی تھی کہ خطبہ جو لمبا پڑھتے ہیں

(۱) والتختم بالذهب علی الرجال حرام لما روينا عن علی الخ (هدایة کتاب الکراہیة ۴/۲۸۸ ط مکتبہ شریکۃ علمیہ ملتان)

(۲) لیکن ”در مختار“ کی عبارت سے بلا کراہت جواز معلوم ہوتا ہے، وفي التارخانیة عن السیر الکبیر: ”لا بأس بأزارار الدیباج والذهب“ (کتاب الحظر والإباحة فصل فی اللبس ۶/۳۵۵ ط سعید و امداد الفتاویٰ ۴/۱۲۹ ط دار العلوم کراچی)

(۳) فإنه لا شک فی أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبی ﷺ والصحابة فيكون مکروها تحريما وكذا قراءة الأشعار الفارسية والهندية فيها“ (عمدة الرعاية علی هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۱/۲۰۰ ط سعید)

اس کو مسنون طریقہ کے مطابق مختصر فرمادیں اور خطبہ اور تقریروں میں اپنے جذبات سے کام لیتے ہوئے کسی مسلمان پر حملہ اور طنز نہ کریں اور اب یہ صورت حال دیکھتے ہوئے اور مذکورہ وجوہ پر نظر رکھتے ہوئے ہدایت کی کہ آئندہ اذان اول کے بعد قدیمی دستور پر عمل کرتے ہوئے محض خطبہ عربی پر قناعت کریں کہ یہ نیا طریقہ مسجد مذکور کے نمازیوں میں تفرقہ اور جھگڑے کا باعث بن جائے گا اس لئے کہ گرانی مذکور کے علاوہ غیر زبان عربی میں خطبہ کے قائلین کی تعداد بھی یہاں بہت کم اور برائے نام ہے متولیوں کی طرف سے امام صاحب کو اس کی بھی اطلاع دی گئی کہ اگر نمازیوں کے سامنے کچھ بیان فرمانا چاہتے ہیں تو شب جمعہ کو بعد نماز عشاء کے جس میں بھی صدہا نمازیوں کی تعداد ہوتی ہے صحیح صحیح خطبہ کا مطلب سادگی کے ساتھ بیان فرمادیا کریں اور متولیوں نے بھی یہ آپس میں قرار دے لیا تھا کہ اگر امام صاحب کی خواہش ہوگی تو ان کو بعد فراغ نماز جمعہ بیان کرنے کا موقع دے دیا جائے گا اس صورت میں بہت پہلے سے آنے والے اور بھوک سے گھبرا جانے والے جو چاہیں گے جا سکیں گے ان پر کوئی جبر نہیں پڑے گا بہر حال ان کی اختیار کردہ صورت کے کہ اس میں سب کو خیال ادائے جمعہ خواہ مخواہ مجبوراً رکناً پڑتا ہے پس ارشاد ہو کہ صورت مسئلہ میں متولیان مسجد کا امام موصوف کو عمل مذکور سے روک دینا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۲۳ عبد الرزاق صاحب۔ ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۲۲ جنوری ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۳۴) میں اس سے قبل متعدد سوالات کے جوابات میں لکھ چکا ہوں کہ خطبہ جمعہ و عیدین کا خالص عربی زبان اور نثر میں ہونا طریقہ مسنونہ متوارثہ ہے اس سنت قدیمہ متوارثہ کو محفوظ اور جاری رکھنا چاہیے معہذا جو لوگ کہ مقامی زبان میں خطبہ کو ضروری اور مفید سمجھ کر اس کے اجرا کی حمایت کرتے ہیں ان کی یہ دلیل بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں کہ نمازیوں کی بڑی تعداد عربی زبان سے ناواقف ہوتی ہے بلکہ خطیبوں کی اکثریت میں بھی عربیت سے ناواقف خطیب ہوتے ہیں اور خطیبوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ایک مضمون کے چھپے ہوئے خطبے ہوتے ہیں اور خطیب ان کو ہمیشہ سنا دیتا ہے نہ خود سمجھتا ہے کہ اس نے کیا کہا نہ سامعین سمجھتے ہیں بلکہ ہمیں کیا سنایا گیا اس صورت میں خطبہ کی جہت تذکیر بالکل معطل ہو کر رہ گئی ہے (۱)

میں اس کے متعلق کئی مرتبہ یہ لکھ چکا ہوں کہ اگر خطیب مقامی زبان میں اذان خطبہ سے پہلے لوگوں کو وقتی ضرورت اسلامیہ سنا دیا کرے پھر اذان خطبہ کہلو اور عربی زبان میں خطبہ بقدر ادائیگی فرضیت خطبہ پڑھ دیا کرے تو مضائقہ نہیں تاکہ ضرورت تذکیر بھی پوری ہو جائے اور خطبہ کی ہیئت مسنونہ متوارثہ بھی پوری طرح محفوظ رہے بقدر ضرورت عربی خطبہ میں زیادہ سے زیادہ پانچ چھ منٹ (خطبتین کے لئے) کافی

(۱) فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروهاً تحريماً (عمدة الرعاية على هامش شرح الوفاية باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعید)

ہوں گے۔

مگر اذان خطبہ سے پہلے مقامی زبان میں تذکیر کے لئے دو باتیں لازم ہیں اول یہ کہ لوگ اس وقت اس مقام پر سنتیں نہ پڑھتے ہوں بلکہ کوئی علیحدہ جگہ سنتیں پڑھنے کے لئے ہو دوسرے یہ کہ لوگ اس تقریر کو رغبت سے سنیں کیونکہ یہ محض ایک منظوم فعل ہے یہ فرض خطبہ نہیں ہے کہ کوئی راضی ہو یا نہ ہو وہ پڑھا جائے گا نیز اس تقریر میں صرف وہی باتیں بیان کی جائیں جن کا مذہبی لحاظ سے بیان کرنا ضروری ہو۔ تقریر میں طعن و تشنیع وغیرہ ہرگز نہ ہونی چاہیے کہ اس سے آپس میں اختلاف اور بغض و عناد پیدا ہوگا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی

(۱) خطبہ کا کچھ حصہ عربی میں اور کچھ اردو میں پڑھنا مکروہ ہے

(۲) خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

(سوال) (۱) جمعہ و عیدین کے خطبے صرف اردو میں یا عربی خطبہ کا کامل ترجمہ یا بعض عربی میں اور بعض اردو میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو باکراہت یا بلاکراہت۔

(۲) نیز کیا شرعی مصالح پر نظر رکھتے ہوئے ان خطبوں میں الہ مکبر الصوت یعنی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۶۱ جمیل الرحمن دہلی۔ ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ م ۱۷ جنوری ۱۹۴۰ء۔

(جواب ۴۳۵) خطبہ جمعہ و عیدین میں سنت قدیمہ متوارثہ یہی ہے کہ عربی زبان میں ہو صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں عجمی ممالک فتح ہو گئے تھے اور اسلام کے حدیث العہد ہونے کی بناء پر اس وقت بہت زیادہ ضرورت تھی کہ ان کی زبانوں میں احکام اسلام کی تبلیغ کی جائے باوجود اس کے صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین نے جمعہ اور عیدین کے خطبات کو خالص عربی زبان میں رکھا اور کسی عجمی زبان میں خطبہ نہیں پڑھا گیا لہذا خطبہ خالص عربی زبان میں پڑھنا سنت قدیمہ متوارثہ ہے اور اس کے خلاف اردو یا کسی دوسری مقامی زبان میں خطبہ پڑھنا یا عربی اور عجمی کو مخلوط کر دینا سنت قدیمہ متوارثہ کے خلاف ہے (۱)

(۲) لاؤڈ اسپیکر کا خطبہ جمعہ و عیدین میں استعمال کرنا فی نفسہ مباح ہے کیونکہ یہ صرف ترفع الصوت یعنی آواز کو بلند کرنے کا آلہ ہے (۲) لیکن اگر اس آلہ کے استعمال کو اس امر کا ذریعہ بنا لیا جائے کہ خطبہ کی عربی زبان بدل کر کسی عجمی زبان میں خطبہ پڑھا جائے تو پھر اس آلہ کا استعمال بھی اس تسیب کی وجہ سے خلاف سنت کی مد میں داخل ہو جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی۔

(۱) فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريما عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۱/۲۰۰ ط سعید

(۲) ومن المستحب أن يرفع الخطيب صوته الخ (عالمگیریة) الباب العاشر في صلاة الجمعة ۱/۱۴۷ ط ماجدیه

خطبہ سے پہلے یا بعد میں خطبہ کا ترجمہ کرنا

(سوال) جمعہ کے پہلے خطبہ کا ترجمہ منبر پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر پڑھے اور بعدہ اصلی عبارت خطبہ پڑھے تو یہ کیسا ہے؟ نیز جمعہ کا خطبہ پہلا پڑھے اور بعدہ ترجمہ منبر پر کھڑے کھڑے پڑھے تو یہ کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۶۷۷ جناب محمد خاں صاحب (افریقہ)۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ م ۲۱ جولائی ۱۹۴۱ء (جواب ۴۳۶) اگر خطیب اذان خطبہ سے پہلے منبر پر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر مقامی زبان میں وعظ و تذکیر یا خطبہ کا ترجمہ سنا دے پھر خطبہ کی اذان کہی جائے اور خطیب دونوں خطبے عربی نثر میں پڑھے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں مگر یہ معاملہ خطبہ عربی کے بعد نہ کیا جائے اور اذان خطبہ کے بعد عربی خالص کے علاوہ کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھنا یا ترجمہ کرنا سنت قدیمہ متوارثہ کے خلاف ہے۔ خطبہ ادا ہو جاتا ہے مگر کراہت کے ساتھ۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

خطبہ غیر عربی میں سنت متوارثہ کے خلاف ہے

(سوال) ما قولکم فی ترجمة خطبة الجمعة والحال ان الحاضرين جاهلون بالعربية. المستفتی نمبر ۲۵۶۲ حاجی گل محمد منگھوری۔ ایس کے۔ ۸ اذی الحجہ ۱۳۵۸ھ م ۲۸ جنوری ۱۹۴۰ء (ترجمہ) جمعہ کے خطبہ کا ترجمہ کرنے کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ جب کہ حاضرین عربی زبان سے ناواقف ہوتے ہیں۔

(جواب ۴۳۷) الخطبة فی العربية هی المسنونة المتوارثة و ترجمتها فی لسان اخر مخالفة للسنة المتوارثة ومع هذا تنوب الترجمة باى لسان كان مناب الخطبة المفروضة وتصح الصلوة مع الكراهة (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(ترجمہ) عربی زبان میں ہی خطبہ دینا سنت متوارثہ ہے اور کسی دوسری زبان میں اس کا ترجمہ کرنا طریقہ متوارثہ کے خلاف ہے اس کے باوجود ترجمہ سے خطبہ کی فرضیت ادا ہو جائے گی اور نماز کراہت کے ساتھ صحیح ہو جائے گی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

الجواب صحیح۔ حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ

(۱) فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية الخ (عمدة الرعاية ۲/ ۲۰۰)
(۲) ولا يشترط كونها بالعربية فلو خطب بالفارسية أو بغيرها جاز، كذا قالوا والمراد بالجواز هو الجواز في حق الصلاة بمعنى أنه يكفي لأداء الشرطية وتصح بها الصلاة لا الجواز بمعنى الإباحة المطلقة، فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروها تحريماً (عمدة الرعاية على هامش شرح وقاية باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعيد)

خطبہ غیر عربی زبان میں مکروہ ہے

(سوال) ایک پیش امام صاحب جمعہ کے روز خطبہ نہ پڑھ کر منبر پر کھڑے ہو کر وعظ کرتے ہیں اور مثنوی پڑھتے ہیں بعض مقتدیوں نے امام صاحب سے کئی دفعہ گزارش کی کہ خطبہ پڑھا کریں مگر وہ نہیں مانتے؟ المستفتی نظیر الدین امیر الدین (املیزہ ضلع مشرقی خاندیش)

(جواب ۴۳۸) شاید امام صاحب جمعہ کا خطبہ ہی اردو میں پڑھتے ہیں عربی میں نہیں پڑھتے تو یہ بات مکروہ ہے خطبہ عربی زبان میں پڑھنا سنت قدیمہ متوارثہ ہے ہاں خطبہ کی اذان سے پہلے اردو میں کچھ وعظ کر دیں یا مسائل و احکام بیان کر دیں تو اس میں مضائقہ نہیں ہے پھر خطبہ کی اذان ہو اور عربی زبان میں خطبہ پڑھا جائے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

اذان ثانی خطیب کے سامنے کہی جائے

(سوال) دوسری اذان جو خطبہ جمعہ کے قبل کہتے ہیں وہ خطیب کے سامنے کہنا چاہئے یا دوسری صف کے پیچھے پیچ کے درمیں کہنا چاہئے؟

(جواب ۴۳۹) خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے ہونی چاہئے خواہ منبر کے قریب ہو یا دوسری تیسری صف کے درمیان ہو خواہ بالکل صفوں کے بعد۔ غرضیکہ مؤذن کا خطیب کے قریب ہونا ضروری نہیں ہے صرف سامنے ہونا چاہئے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ مدرسہ امینیہ دہلی

خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنا جائز نہیں

(المجمعیۃ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۲۷ء)

(سوال) خطبہ ثانی کے وقت نماز سنت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بعض لوگ جائز کہتے ہیں بعض ناجائز کونسی بات صحیح ہے؟

(جواب ۴۴۰) حنفی مذہب میں خطبہ کے وقت نماز پڑھنی مکروہ ہے اس میں پہلے خطبہ اور دوسرے خطبہ کا حکم ایک ہے یعنی جس وقت سے خطبہ شروع ہو بلکہ امام خطبہ کے لئے منبر پر جانے کے لئے اٹھے اس وقت سے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے ہاں جن لوگوں نے کہ امام کے اٹھنے سے پہلے سنت یا نفل یا کسی نماز کی نیت باندھ رکھی ہے وہ اپنی نماز پوری کر لیں اور کوئی شخص امام کے اٹھنے کے بعد سنت یا نفل کی نیت نہ باندھے یہ حنفی مذہب میں حکم ہے غیر مقلد خطبہ کے وقت سنتیں پڑھنے کو جائز سمجھتے ہیں اور پڑھتے ہیں (۳)

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ) (۲) إذا جلس الإمام على المنبر أذن أذاناً ثانياً بين يديه الخ (جامع الرموز) فصل في صلاة الجمعة ۱/۲۶۸ ط كريمة قران (۳) إذا خرج الإمام فلا صلوة ولا كلام إلى تمامها ولو خرج وهو في السنة أو بعد قيامه لثلاثة النفل يتم في الأصح (تتوير مع شرحه) قال الشامي: "قوله: "فلا صلوة" شمل السنة وتحية المسجد (باب الجمعة ۲/۱۵۸ ط سعيد)

خطبہ خالص عربی نثر میں پڑھا جائے

(سوال) زید ایک مسجد میں امام ہے وہ خطبہ جمعہ پڑھتے وقت خطبہ اولیٰ میں چند جگہ عربی عبارت کا ترجمہ اردو زبان میں شرح و مفصل بطور وعظ کر دیتا ہے آیا یہ درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۴۱) خطبہ کا مسنون و متواتر طریقہ تو یہی ہے کہ وہ خالص عربی نثر میں ہو اگر خطبہ عربی میں پڑھا جائے مگر درمیان میں اس کا اردو ترجمہ کر دیا جائے تو یہ خلاف اولیٰ ہو گا لیکن خطبہ ادا ہو جائے گا (۱)
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

خطبہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا

(الجمعیۃ مورخہ ۶ اگست ۱۹۲۷ء)

(سوال) جمعہ کے خطبہ ثانی میں جب بادشاہ اسلام کا نام لیا جاتا ہے تو کیا ممبر کی ایک سیڑھی اترنا ضروری ہے؟ حیدرآباد کن کی اکثر بڑی بڑی مساجد جامع مسجد مکہ مسجد چوک کی مسجد وغیرہ میں خطیب صاحب منبر سے ایک سیڑھی نیچے نہیں اترتے مگر بعض مساجد میں ایک سیڑھی نیچے اترنے کا عمل ہوتا ہے۔؟

(جواب ۱۴۲) خطبہ جمعہ میں بادشاہ اسلام کے لئے دعا کرنا جائز ہے (۲) اور اس کا نام لینے اور دعا کرنے کے وقت منبر کی سیڑھی سے اترنا ضروری نہیں ایک فضول بات ہے (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

خطبہ سے پہلے وعظ کہنا درست ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک مسجد کا خطیب بعد اذان اول جب کہ کچھ لوگ جمع ہو جاتے ہیں مسجد سے ملے ہوئے مکان سے مسجد میں آتا ہے سلام کر کے لکڑی کے منبر کے پاس کھڑا ہو کر خطبہ وعظ یعنی الحمد لله نحمدہ الخ اما بعد فاعوذ باللہ الخ کے بعد کوئی ایک یا چند آیات تلاوت کر کے اردو میں وعظ کرتا ہے پون گھنٹہ یا کم و بیش وعظ کے بعد چار سنت ادا کرتا ہے اور دیگر مردم کچھ تو اذان اول کے بعد وعظ سے پہلے فارغ ہو لیتے ہیں کوئی درمیان وعظ میں ہی پڑھ لیتا ہے باقی وعظ کے بعد پڑھتے ہیں خطیب سنت ادا کرنے کے بعد منبر پر بیٹھتا

(۱) ولا يشترط كونها بالعربية فلو خطب بالفارسية أو بغيرها جازاً كذا قالوا والمراد بالجواز هو الجواز في حق الصلاة بمعنى أنه يكفي لأداء الشرطية وتصح بها الصلاة لا الجواز بمعنى الإباحة المطلقة فإنه لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة فيكون مكروهاً تحريماً (عمدة الرعاية على هامش شرح وقاية باب الجمعة ۱/۲۰۰ ط سعید)

(۲) فإن سلطان هذا الزمان أخرج إلى الدعاء له ولأمراء بالصلاح والنصر على الأعداء..... فإن الدعاء للسلطان على المنابر قد صار الآن من شعائر السلطنة الخ (رد المحتار باب الجمعة ۲/۱۴۹ ط سعید)

(۳) قال ابن حجر في التحفة: "وبحث بعضهم أن ما اعتد الآن من النزول في الخطبة الثانية إلى درجة سفلى ثم العود بدعة قبيحة شنيعة (رد المحتار باب الجمعة ۲/۱۶۱ ط سعید)

ہے اس کے سامنے اذان ثانی ہوتی ہے پھر خطبہ مسنونہ پڑھ کر نماز پڑھاتا ہے اس صورت مذکورہ کو ایک مولوی صاحب خلاف سنت بتاتے ہیں اور تین خطبوں سے تعبیر کرتے ہیں؟

(جواب ۴۴۳) یہ صورت جائز ہے اور تین خطبے نہیں ہوئے بلکہ اذان ثانی کے بعد جو خطبے وہ پڑھتا ہے وہی مسنون خطبے جمعہ کے ہو جاتے ہیں اور پہلا وعظ وعظ ہی ہوگا خطبہ میں شامل نہیں ہوگا (۱)

محمد کفایت اللہ غفر لہ

بوقت خطبہ درود دل میں پڑھا جائے

(سوال) دوران خطبہ میں کوئی شخص درود یا کوئی وظیفہ یا تسبیح اپنے دل میں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ السلام علیکم

یا علیکم السلام کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ خطیب جب محمد ﷺ کہے تو خطبہ سننے والا ﷺ کہہ سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۴۴) دوران خطبہ میں وظیفہ، تسبیح، درود پڑھنا، سلام کرنا، سلام کا جواب دینا سب منع ہے صحیح

حدیث میں ہے من قال یوم الجمعة والخطیب یخطب انصت فقد لغا آنحضرت ﷺ کا نام مبارک

سن کر دل میں ﷺ کہہ لے زبان سے نہ کہے نہ زور سے نہ اہستہ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) خطبہ میں ”اللهم اید الإسلام“ دعا پڑھنا

(۲) خطبہ میں بادشاہ کا نام لیکر دعا کرنا

(۳) جو صفات بادشاہ میں نہ ہوں بیان نہ کی جائیں

(۴) غیر متبع شریعت حاکم کے لئے دعا کرنا

(۵) بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے نعرے لگانا

(۶) خطبہ میں دعا کے لئے کیسے الفاظ ہونے چاہئیں؟

(الجمعیتہ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) (۱) مندرجہ ذیل عبارت کو خطبہ جمعہ میں شامل کر کے پڑھنے کا حکم تمام مساجد بھوپال میں

حکومت کی طرف سے جاری کر دیا گیا ہے اس سے نماز جمعہ میں کوئی نقص تو نہیں آئے گا؟

اللهم اید الإسلام والمسلمین بالا میر العادل والرئیس الفاضل الامیر الحاج محمد

حمید اللہ خان لا زالت ریات اقبالہ عالیة وایات جلالہ تالیة ظل اللہ علی العالمین والعالمین

(۱) ویسن خطبتان خفیفتان وتکرہ زیاد تهما علی قدر سورة من طوال المفصل بجلسة بینهما (التنویر مع شرحہ

باب الجمعة ۱۵۸/۲ ط سعید)

(۲) إذا ذکر النبی ﷺ لا یجوز أن یصلی علیہ بالجهر بل بالقلب علیہ الفتوی (رد المحتار) باب الجمعة ۱۵۸/۲

ط سعید)

خلد الله ملكه الى يوم الدين .

(۲) جس رئیس کا نام خطبہ میں لیا جائے اس کا عامل شرع ہونا لازم ہے یا نہیں؟

(۳) خطبہ میں جو صفات بیان کئے جائیں وہ اس میں موجود نہ ہوں تو کیا حکم ہے؟

(۴) اور اس حکومت میں قانون شرع بھی جاری نہ ہو بلکہ قانون انگریزی پر عمل درآمد ہوتا ہو اور صرف چند دفعات قانون موافق شرع ہوں تو کیا حکم ہے؟

(۵) اور اگر رئیس کو خوش کرنے کی نیت سے کسی سرکاری آدمی نے یہ طریقہ اختیار کیا ہو؟

(۶) جو الفاظ خطبہ میں شامل کئے جائیں وہ دعائیہ ہونے چاہئیں یا متکبرانہ؟

(جواب ۴۴۵) خطبہ میں بادشاہ وقت کے لئے نصرت و فتح مندی اور ثبات علی الشریعت کی دعا کرنا جائز ہے (۱) جن فقہانے منع کیا تھا ان کا مطلب یہ تھا کہ بادشاہ کی تعریف میں مبالغہ کرنا ناجائز ہے نفس دعاب کہ عامہ مومنین کے لئے خطبہ میں ممنوع نہیں تو اولی الامر کے لئے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے پھر یہ کہ سلف سے متواتر بھی ہے اس لئے جواز میں تردد نہیں ہے۔ ہاں بادشاہ کے ذکر میں ایسے الفاظ نہ کہنے چاہئیں جو اطرائے ممنوع یا کذب صریح میں داخل ہو جائیں سوال میں جو عبارت مذکور ہے وہ عدم جواز میں داخل ہو سکتی ہے البتہ اگر اس کو اس طرح بدل دیا جائے تو زیادہ بہتر ہو جائے گی۔

اللهم انصر اميرنا امير الاسلام والمسلمين الامير محمد حميد الله خان نصره منك توية ووفقه لا قامه العدل و رفع اعلام الدين المبين وايد بدوام دولة الاسلام والمسلمين و متعنا بظله الممدود على العلمين امين يا رب العلمين۔

اس عبارت میں کسی فقہی روایت کی مخالفت نہیں ہے اور کوئی محذور شرعی نہیں ہے اور یہ مقصد کہ رئیس کا نام خطبہ میں آجائے اور اس کے لئے دعا ہو جائے جو کہ اتم حاصل ہو جاتا ہے۔ باقی یہ بات کہ دعا واجب ہے یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ بادشاہ کے لئے خطبہ میں دعا کرنا فی حد ذاتہ واجب تو کیا مستحب بھی نہیں ہاں اگر بادشاہ کسی مندوب یا مباح کا حکم کرے تو اطاعت واجب ہو جاتی ہے کیونکہ جائز امور میں اولی الامر کی اطاعت واجب ہے اور چونکہ اولی الامر سے مراد مسلم بادشاہ ہیں اس لئے اس حکم کا اطلاق غیر مسلم امراء پر نہیں ہوگا۔

اس جواب کے بعد سوال کے باقی نمبروں کا جواب بھی سمجھ میں آجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم

وا حکم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) ویندب ذکر الخلفاء الراشدين و العمین لا الدعاء للسلطان وجوزہ القہستانی ویکرہ تحریمہ بما لیس فیہ الخ (در مختار) وفي الشامية "لا مانع من استحبابہ فیہا کما یدعی لعموم المسلمین" فان فی صلاحہ صلاح العالم فان سلطان هذا الزمان اخرج الى الدعاء له ولأمراءه بالصلاح والنصر علی الأعداء فان الدعاء للسلطان قد صار الآن من شعائر السلطنة (باب الجمعة ۲/ ۱۴۹ ط سعید)

خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

(سوال) جمعہ و عیدین کے دو خطبوں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد عنایت حسین کھنور۔ ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۴۶) خطبوں میں جلسہ کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

فصل چہارم - تعطیل یوم جمعہ

جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو وہاں خرید و فروخت کی ممانعت نہیں

(سوال) جن جگہوں میں جمعہ جائز نہیں وہاں جمعہ کے روز بعد اذان ظہر خرید و فروخت بند کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۴۷) جن جگہوں میں جمعہ جائز نہیں ایسی جگہوں میں بعد اذان ظہر خرید و فروخت میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ جمعہ کے روز اذان کے بعد خرید و فروخت کے مکروہ ہونے کی علت استماع خطبہ ہے اور یہ علت ظہر میں مفقود ہے (۲) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ

اذان جمعہ سے پہلے کاروبار جائز ہے

(سوال) مسلمان جمعہ کے دن جمعہ کی فضیلت و غسل و نماز کے لئے فجر سے نماز جمعہ کے بعد تک اپنی دکانوں کو بند رکھتے ہیں آیا یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟ یہاں کے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ طریقہ بدعت بلکہ حرام ہے کیونکہ اس میں عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے وہ لوگ بھی اتوار کے دن اپنی دکانیں بند کرتے ہیں دوسرے یہ کہ قرآن شریف میں سورہ جمعہ میں آیت اذا نودى للصلاة الخ میں خدائے تبارک و تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ جب اذان ہو تو کاروبار بند کر دو کیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے؟

(جواب ۴۴۸) جمعہ کے روز اذان جمعہ سے پہلے تجارت اور تمام کاروبار کرنا جائز ہے اذان جمعہ سے پہلے کوئی کام ممنوع نہیں پس اگر کاروبار بند کرنے والے اس خیال سے دکانیں اور کاروبار بند کریں کہ نماز جمعہ سے پہلے ان چیزوں میں مشغولی رکھنا ناجائز اور گناہ سمجھتے ہوں تو بے شک یہ خیال ناجائز اور بدعت ہے کیونکہ ایک مباح شرعی کو مکروہ یا حرام سمجھنا خود مندوم اور بدعت ہے لیکن اگر وہ جمعہ کی اذان سے پہلے کاروبار کو ناجائز نہ سمجھتے ہوں بلکہ باوجود جائز اور حلال سمجھنے کے محض انتظام ضروریات نماز کے خیال سے دکانیں بند رکھیں کیونکہ

(۱) ولا يجوز للقوم رفع اليدين ولا تأمين باللسان جهراً الخ (رد المحتار، باب الجمعة ۱۵۸/۲ ط سعید)

(۲) إذا نودى للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا إلى ذكر الله الآية (سورة الجمعة ۹) ووجب السعي إليها وترك البيع

بالأذان الأول في الأصح (الدر المختار، باب الجمعة ۱۶۱/۲ ط سعید)

غسل وغیرہ کے لئے اور نماز جمعہ میں تبخیر یعنی جلدی سے حاضری کے واسطے اس صورت میں آسانی ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ موجب اجر ہے (۱) اور اس صورت میں یہ خیال کہ اس میں اہل کتاب کی مشابہت ہے اس لئے ناجائز ہونا چاہئے صحیح نہیں کیونکہ کاروبار بند رکھنا عیسائیوں کا تمام دن میں ہوتا ہے اور مسلمانوں کا صرف نماز تک دوسرے وہ اس کو مذہبی سمجھتے ہیں اور مسلمان صرف آسانی کے لئے ایسا کرتے ہیں تیسرے نفس مشابہت کسی فعل میں ممنوع نہیں بلکہ جو مشابہت امر مذموم میں ہو یا بقصد مشابہت ہو اور امر مختص میں ہو وہ مذموم ہے اور یہاں ایسا نہیں ہے اور آیت قرآنی سے اذان کے بعد کاروبار کا عدم جواز ثابت ہوتا ہے وہ اس صورت میں بھی بحالہ باقی ہے اور اس سے پہلے کے لئے کاروبار کرنے کا آیت میں حکم نہیں ہے کہ نہ کرنے کی صورت میں اس کی خلاف ورزی ہو۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت ممنوع ہے

(سوال) جمعہ کی نماز کے قبل خرید و فروخت کرنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۶۴۶ عبد الاحد (ضلع در بھنگہ)

۱۴ رجب ۱۳۵۴ھ م ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۴۹) اذان جمعہ ہونے کے بعد خرید و فروخت کرنا منع ہے اس سے پہلے جائز ہے اور پھر نماز کے بعد جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

اذان جمعہ سے پہلے زبردستی بازار بند کرانا

(الجمعیۃ مورخہ یکم مئی ۱۹۳۵ء)

(سوال) ہم مسلمانان اہل سنت والجماعۃ شافعی اپنے وطن سے تقریباً ایک سو میل دور شہر منگور میں بغرض تجارت مقیم ہیں ہم نے یہاں ایک انجمن قائم کی ہے جس کا نام ”جماعت المسلمین اہل بھٹکل مقیمان منگور“ ہے اس جماعت کی مجلس عاملہ نے ایک قانون بنایا ہے کہ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد دکانیں بند رکھنا ضروری ہے جو ممبر اس کی خلاف ورزی کرے اس کو جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔

(جواب ۴۵۰) جمعہ کے روز نماز جمعہ سے پہلے دکان کھولنا تجارت کرنا اذان اول سے پہلے تک جائز ہے اس لئے کوئی ایسا قاعدہ مقرر کرنا جس میں کسی کو زبردستی ایک مشروع کام سے روکا جائے درست نہیں ہے ہاں اگر سب لوگ بالاتفاق نماز سے پہلے دکانیں بند رکھنا منظور کر لیں تو جائز ہے ان کی اپنی مرضی پر منحصر

(۱) مانصہ أنه يوم الذي يستحب أن يتفرغ فيه للعبادة وله سائر الأيام مزية بأنواع العبادات واجبة مستحبة فالله سبحانه وتعالى جعل لأهل كل ملة يوماً يتفرغون فيه للعبادة ويتخلون فيه عن اشتغال الدنيا بيوم الجمعة يوم عبادة وهو في الأيام كشهر رمضان (زاد المعاد)

(۲) يا أيها الذين آمنوا إذا نودى للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا إلى ذكر الله وذروا البيع الآية (سورة الجمعة: ۹)

ہے، جبر و اکراہ نہ ہونا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

فصل پنجم - مصافحہ بعد جمعہ و عیدین

بعد نماز جمعہ و عیدین مصافحہ سنت نہیں

(سوال) نماز جمعہ و عیدین کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو تحریمی یا تنزیہی ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد عنایت حسین صاحب (کھنور) ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ ۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۵۱) نماز جمعہ و عیدین کے بعد مصافحہ کرنا اور اس کو اس وقت خاص سنت سمجھنا مکروہ ہے، کراہت تنزیہی ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ تنزیہی کو ہلکا سمجھ کر مصافحہ کیا جائے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

فصل ششم - امامت جمعہ

ہندو ریاست میں جمعہ کا قیام

(سوال) ایک ہندو ریاست میں ایک شہر ہے جہاں کے حکام اور والی ہنود ہیں کسی عالم قاضی یا امام کا جو متفق علیہ ہو قوم کی طرف سے انتظام نہیں، حالانکہ روایات صحیحہ فقہیہ کتب معتبرہ اسی کو شرط بیان کرتے چلے آئے ہیں۔ والی شرط لا داء الجمعة و کذا المصر الجامع (سراجیہ) حتی لا تجوز اقامتها بغير امر السلطان و امرنا نبه کذا فی المحيط السرخسی الصحیح فی زماننا ان صاحب الشرط وهو الذی یسمى شحنه والی والقاضی لا یقیمون الجمعة لا نهم لا یولون ذلك الا اذا جعل ذلك فی عهدهم و منشور هم کذا فی الغیاثیة فان لم یکن ثمه واحد منهم واجتمع الناس علی رجل فصلی بهم جاز. کذا فی السراجیہ. بلاد علیها ولاه کفار یجوز للمسلمین اقامة الجمعة ویصیر القاضی قاضياً بتراضی المسلمین ویجب ان یلتمسوا والیاً مسلماً کذا فی معراج الدرایة. ایسی صورت میں جب کہ ولایت کفار میں علما نے کسی ایسے شخص پر اتفاق یا قاضی بنانے کی ضرورت بیان کی ہے

(۱) ووجب السعی بالأذان الأول فی الأصح الخ (الدر المختار، باب الجمعة، ط سعید)

(۲) و نقل فی تبیین المحارم عن الملتقط، أنه تکره المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حال لأن الصحابة... ماصافحوا بعد أداء الصلاة ولأنها من سنن الروافض ثم نقل ابن حجر عن الشافعية: أنها بدعة مکروہة لا أصل له فی الشرع وإنه ینبه فاعلها أولاً و یعزر ثانياً ثم قال وقال ابن الحاج بن المالکیة فی المدخل أنها من البدع وموضع المصافحة فی الشرع إنما هو عند لقاء المسلم لأخیه لافی أدبار الصلاة فحیث وضعها الشرع یضعها فینها عن ذلك ویزجر فاعله لها أتی به من خلاف السنة الخ (رد المحتار، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغیره، ۳۸۱/۶ ط سعید)

اور قوم کی طرف سے امور بالا کا التزام نہ ہو بلکہ تصریحات مذکورہ کے خلاف ہو کیا جمعہ بطور فرضیت کے واقع ہوگا اور اس کا نہ پڑھنے والا گناہ گار ہو گیا نہیں؟ پینو اتوجروا

المستفتی نمبر ۶۲۰ شرف الدین (اجمیر) ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۴۵۲) ایسی جگہ جب مسلمان کسی شخص کو امامت جمعہ کے لئے مقرر کر لیں تو یہی تقرر اور انتخاب کافی ہے ورنہ تمام مسلمانوں کا کسی ایک شخص کو بحیثیت والی منتخب کرنا شرط ہو تو یہ بات شہروں اور انگریزی علاقوں میں بھی متحقق نہیں ہے فتاویٰ سراجیہ سے جو عبارت سوال میں نقل کی ہے واجتمع الناس علی رجل فصلی بہم جاز . یہ دلیل ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز جمعہ میں سجدہ سو کا حکم

(سوال) نماز جمعہ میں امام کو سو ہو جائے تو سجدہ سو کیا جائے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۷۲۴ شیخ اعظم شیخ معظم (دھولیہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۵۳) جمعہ کی نماز میں سو ہو جائے تو سجدہ سو کرنا جائز نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

متعدد مساجد میں جمعہ کا حکم

(سوال) شو مارکیٹ آگرہ کی تعمیر کے ساتھ ممبران شو مارکیٹ نے اندرون مارکیٹ ایک شاندار منزل مسجد بھی خاص اپنے مشترکہ سرمایہ سے تعمیر کرائی ہے جس میں پانچ سال سے بیچ وقت نماز کے علاوہ نماز جمعہ بھی ادا کی جاتی ہے ممبران مارکیٹ نے ایسے انتظامات بھی کئے ہیں لیکن مسجد نمازیوں کی کمی کی وجہ سے خالی رہتی ہے مسجد متذکرہ بالا سے ایک صد چار قدم کے فاصلے پر بیرون شو مارکیٹ ایک اور مسجد ہے جس میں کبھی نماز جمعہ ادا نہیں کی گئی مگر اس وقت کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بیرون شو مارکیٹ کی مسجد میں بھی نماز جمعہ ادا کیا جاوے ایسی حالت میں یہ خدشہ ہے کہ مسجد اول الذکر جو نمازیوں کی کمی کی وجہ سے خالی رہتی ہے اور بھی خالی ہو جائے گی اور ممبران مارکیٹ کا وہ انتظام جو مسجد سے ملحق ہے درہم برہم ہو جائے گا ایسی حالت میں دو جگہ نماز جمعہ کا ہونا صحیح ہے؟ اور اگر صحیح ہے تو افضل کونسی مسجد میں ہے؟

المستفتی نمبر ۷۱۰ حافظ محمد مسلم صاحب (آگرہ) ۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۲۳ جولائی ۱۹۳۶ء

(۱) فلو الولاية كفارة يجوز للمسلمين إقامة الجمعة و يصير القاضي قاضياً بتراضى المسلمين ويجب عليهم أن يلتصقوا والياً مسلماً (رد المحتار باب الجمعة ۴/۲ ط سعید)
(۲) والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرين عدمه في الأولين لدفع الفتنة (در مختار) قال الشامي: "وفي جمعة حاشية أبي السعود عن الغرمية أنه ليس المراد عدم جوازها بل الأولى تركها؛ لتلايقع الناس في فتنة الخ (رد المحتار باب سجود السهو ۹۲/۲ ط سعید)

(جواب ۴۵۴) جمعہ کی نماز متعدد مساجد میں ادا کرنے سے تو سب مسجد والوں کی ہو جاتی ہے (۱) لیکن بلا ضرورت جمعہ کی نماز جہاں تک ہو سکے تعدد اور کثرت سے بچائی جائے یہ افضل اور مستحسن ہے اور سوال میں جو صورت کہ مذکور ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مجوزہ نماز جمعہ بلا ضرورت قائم کی جا رہی ہے اور اس سے پہلی مسجد کی جماعت میں کمی واقع ہوگی اس لئے یہ جدید اقامت جمعہ خلاف اولیٰ اور خلاف افضل ہوگی۔ فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

متعدد جگہ جمعہ ہو تو مسجد محلہ افضل ہے

(سوال) خطیب صاحب جامع کیمبل پور نے فرمایا ہے کہ جمعہ صرف جامع مسجد میں ہونا چاہیے اگر جامع مسجد کے سوا کسی دوسری مسجد میں جمعہ پڑھا جائے تو جمعہ نہیں ہوتا کیمبل پور شہر میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً چار ہزار ہے اور تین مساجد ہیں اور تینوں کے درمیان کافی فاصلہ ہے اور جمعہ دو مساجد میں پڑھا جاتا ہے لیکن خطیب صاحب فرماتے ہیں کہ جمعہ صرف ایک مسجد میں یعنی جامع مسجد میں ہو سکتا ہے جہاں وہ خود (خطیب جامع) امام ہیں سوال اب صرف یہ ہے کہ دوسری مسجد میں سوائے جامع مسجد کے اگر جمعہ پڑھا جائے تو ہو سکتا ہے یا نہیں؟ خطیب صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جامع مسجد کے سوا دوسری مسجد میں جمعہ نہیں بلکہ جمیاں یا جمعی پڑھی جاتی ہے اس پر بھی روشنی ڈالی جائے۔

خطیب صاحب جامع کیمبل پور نے فرمایا ہے کہ ہر ایک محلہ کے لوگ محلہ کی مسجد میں نماز ادا کریں اگر کوئی شخص اپنے محلہ والی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں عمداً نماز پڑھنے جائے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی بلکہ الٹا گناہ ہوگا۔

المستفتی نمبر ۱۶۷۸ محمد شریف نگر ریکمبل پور (ضلع انک) ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ م ۷ اگست ۱۹۳۷ء (جواب ۴۵۵) ایک بستی میں ایک جگہ جمعہ پڑھنا افضل ہے لیکن اگر بستی بڑی ہو اور ایک جگہ سب لوگوں کا جمع ہونا دشوار ہو تو دو جگہ حسب ضرورت جمعہ پڑھنا جائز ہے (۲) اور بلا ضرورت بھی کئی جگہ جمعہ پڑھا جائے تو نماز ہو جاتی ہے البتہ خلاف افضل اور خلاف اولیٰ ہوتی ہے۔

اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے مگر کوئی شخص دوسرے محلہ کی مسجد میں اس نیت سے جائے کہ دور جانے سے ثواب زیادہ ہوگا اور اس کے جانے کی وجہ سے اس کے محلہ کی مسجد کی جماعت کو نقصان نہ پہنچے تو یہ بھی جائز ہے ہاں اگر اس کے جانے سے محلہ کی مسجد کی جماعت ویران ہوتی ہو تو پھر نہ جانا

(۱) وتؤدی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب، و علیہ الفتوی الخ (التنویر و شرحہ باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید)

(۲) وتؤدی فی مصر بمواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب، و علیہ الفتوی الخ (الدر المختار، باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید) و مسجد حیہ افضل من الجامع، والصحيح أما الحق بمسجد المدينة ملحق به فی الفضيلة الخ (الدر المختار، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، ۱/۶۵۹ ط سعید)

چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

شہر میں متعدد جگہ جمعہ جائز ہے

(سوال) مظفر پور ٹاؤن کے اندر ۲ جگہ نماز ہوتی ہے اور اس میں ایک بڑا محلہ سعد پورہ جس میں دو ٹولہ میں دو مسجد ہے دونوں مسجد کے درمیان چار سو قدم یا ہزار فٹ کا فاصلہ ہے عرصہ سے ایک مسجد میں جمعہ کی نماز قائم ہے مگر بوجہ چند مصلحت کچھ لوگوں نے دوسری مسجد میں بھی جماعت مسجد اول ترک کر کے نیا جمعہ قائم کیا ہے اور وہ مصلحت یہ ہے کہ کچھ بے نمازی جو نماز جمعہ نہیں پڑھتے تھے پڑھنے لگیں اور دوسری مصلحت یہ کہ مسجد کے انتظام کے لئے پریشانی سے چندہ مہیا ہوتا تھا تو اس مصلحت سے بھی کہ جمعہ کے روز چندہ وصول کر کے مسجد کا انتظام کیا جاوے اور بقیہ رقم مسجد میں وقف کی جائے اول مسجد کے جمعہ کی نماز میں چار کبھی پانچ صفیں ہوتی تھیں اور دوسری مسجد میں بھی چار پانچ صف جمعہ کی جماعت سے ہوتی ہے اور یہی امید ہے تو ایسی صورت میں دوسری مسجد میں نماز جمعہ پڑھنا جائز ہو گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۹۵ حافظ عبدالحق صاحب کیپ مرچنٹ (مظفر پور)

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۸ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۵۶) پہلی مسجد میں جمعہ موقوف کر کے دوسری مسجد میں جمعہ قائم کر لیں تو یہ بات مصالح مذکور کی وجہ سے جائز ہے اور پہلی میں جمعہ ہوتا رہے اور دوسری میں بھی جمعہ مقرر کر لیا جائے تو اس صورت میں صرف یہ بات ہوئی کہ شہر کے جمعوں کی تعداد بجائے بارہ کے تیرہ ہو گئی اس کا حکم یہ ہے کہ متعدد مساجد میں جو جمعہ کی نمازیں ہوتی ہیں یہ سب ہو جاتی ہیں (۱) مگر اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ جمعہ کی نماز جہاں تک ممکن ہو ایک جگہ ہو ورنہ سخت حاجت اور ضرورت میں دو یا تین جگہ کی جائے بلا ضرورت زیادتی مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نماز جمعہ مسجد محلہ میں افضل ہے

(سوال) (۱) زید کا بیان ہے کہ ہمارے یہاں زمانہ قدیم سے تمام مسلمان متفقہ طور پر ایک ہی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرتے تھے لیکن اب مذہبی اختلافات و عقائد کی بناء پر نخوشی تین چار مسجدوں میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے اب جناب تحریر کریں کہ آیا جمعہ کے فضائل ان چاروں مسجدوں میں یکساں ہوتے ہیں یا کم و بیش؟

(۲) زید کے محلہ کی مسجد میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے لیکن زید اپنے محلہ کی مسجد کو چھوڑ کر دیگر مسجد میں جا کر نماز جمعہ ادا کرتا ہے آیا زید کا یہ فعل درست ہے یا نہیں؟

(۱) وتو دی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب و علیہ الفتوی الخ (التنویر و شرحہ باب الجمعة

المستفتی نمبر ۱۹۰۷ محمد ملی پیش امام مسجد آسیاں (ضلع خنجر) ۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۴۵۷) (۱) افضل اور بہتر یہی ہے کہ جمعہ کی نماز ایک مسجد میں پڑھی جائے بلا ضرورت متعدد
مسجدوں میں نماز جمعہ ادا کرنا بہتر نہیں ہے لیکن نماز چاروں مسجدوں میں ہو جاتی ہے (۱)
(۲) زید دوسرے محلہ کی مسجد میں اگر اس خیال سے جاتا ہے کہ وہاں جماعت بڑی ہوتی ہے یا امام اچھا ہے یا وہ
قدیم سے جمعہ کے لئے مخصوص ہے تو اس کے اس عمل میں کوئی برائی نہیں ہے (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

قریب قریب مساجد میں جمعہ کا حکم

(سوال) گورستان کے درمیان ایک مسجد عرصہ سے موجود ہے بعد میں اس محلہ کے اندر دو مسجدیں اور
بھی تعمیر شدہ موجود ہیں کیا ابتدائی مسجد گورستان والی میں نماز جمعہ و عیدین وغیرہ باقاعدہ پڑھے جاسکتے ہیں
اور زیادہ حقداران میں سے کون سی مسجد ہے؟ المستفتی نمبر ۲۰۲۰ مولوی محمد عبد اللہ شاہ (میانوالی)
(جواب ۴۵۸) گورستان والی قدیم مسجد میں اگر نماز جمعہ و عید ہوتی تھی تو اب بھی پڑھی جاسکتی ہے البتہ
اگر ان مساجد میں سے بڑی اور محل وقوع کے لحاظ سے مناسب مسجد کو سب لوگ منتخب کر کے صرف ایک
مسجد میں جمعہ پڑھا کریں تو بہتر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ایک جگہ نماز جمعہ کا اجتماع افضل ہے

(المجمعیۃ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۲۷ء)

(سوال) موضع بلند تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں واقع ہے تمام گاؤں میں مسلمان ہی آباد ہیں یہاں دو
مساجد ہیں جن کا درمیانی فاصلہ دس بارہ قدم ہے ان ہر دو مساجد میں جمعہ کی نماز علیحدہ علیحدہ ادا کی جاتی ہے اگر
ایک ہی مسجد میں ادا کی جائے تو اتنی گنجائش ہے کہ سب لوگ ایک ہی مسجد میں آجائیں گے؟
(جواب ۴۵۹) مسلمان قوم کو لازم ہے کہ آپس میں اتفاق و محبت کے ساتھ ایک مسجد میں جو دونوں میں
سے بڑی ہو جمعہ کی نماز پڑھیں کہ یہ اعلیٰ اور افضل ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

(۱) وتودی فی مصر واحد بسواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب و علیہ الفتوی الخ (الدر المختار باب الجمعة
۱۴۴/۲ ط سعید)

(۲) اذا كان لمنزل الرجل مسجد ان يذهب إلى مكان أقدم فإن كان سواء يذهب إلى مكان أقرب من منزله وإن
استويا فهو محذور فإن كان قوم احدهما أكثر يذهب حيث أحب (فتاوی قاضی خان علی ہامش العالمگیریۃ فصل
فی المسجد)

(۳) وتودی فی مصر واحد بسواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب و علیہ الفتوی الخ (الدر المختار باب الجمعة
۱۴۴/۲ ط سعید) (۴) وتودی فی مصر واحد بسواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب و علیہ الفتوی الخ
(الدر المختار باب الجمعة ۱۴۴/۲ ط سعید)

دہلی میں متعدد جگہ جمعہ کا حکم

(سوال) دہلی میں نماز جمعہ علاوہ جامع مسجد و مسجد فتح پوری کے کتنی جگہ کتنے فاصلہ پر ادا کی جاسکتی ہے؟
(جواب ۴۶۰) جمعہ کی نماز جہاں تک ممکن ہو سخت ضرورت کے مواقع میں قائم کرنی چاہیے بلا ضرورت
تعدد مکروہ ہے دہلی جیسے شہر میں ایک دو جگہ پر اکتفا کرنا تو ممکن الوقوع نہیں مگر زیادہ سے زیادہ تمام شہر میں
پندرہ بیس جگہ جمعہ ہو سکتا ہے اس سے زیادہ غیر ضروری مواقع کے جمعہ بند کر دینا ہی بہتر ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل ہشتم - جمعہ کے نوافل مسنونہ

سنت جمعہ کے لئے ”الصلوة قبل الجمعة“ پکارنا

(سوال) بروز جمعہ قبل از وقت چار رکعت سنت قبل الجمعة پڑھنے کے لئے مؤذن کا الصلوة قبل الجمعة
وغیرہ کہہ کر صلوة ہونا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد گھوڑو خاں صاحب (ضلع دھارواڑ)

۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ م ۳ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۶۱) نماز جمعہ سے پہلے الصلوة قبل الجمعة پکارنا آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کے مبارک زمانہ
میں نہیں تھا اور نہ ائمہ مجتہدین نے اس کا حکم دیا اس لئے یہ رواج سنت کے خلاف ہے اسے ترک کرنا لازم
ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

بروز جمعہ زوال کے وقت نوافل پڑھنے کا حکم

(سوال) جمعہ کے دن زوال ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۲۵ حافظ محمد صدیق صاحب (سہارنپور) ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۹ جون ۱۹۳۸ء
(جواب ۴۶۲) زوال جمعہ کے روز بھی ہوتا ہے مگر اس دن بعض فقہاء نے زوال کے وقت نوافل و سنن
پڑھنے کی اجازت دی ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) (ایضاً) حوالہ کصفحة گذشتہ وفي الشامية: "ای سواء كان المصير كبيراً أو لا وسواء فصل بين جانبیه نهر كبير
أولاً..... وسواء كان التعدد في مسجدين أو أكثر الخ (باب الجمعة ۲/ ۱۴۴ ط سعید)

(۲) من أحدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد (بخاری) كتاب الصلح باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو
مردود ۳۷۱/۱ ط قدیمی)

(۳) ويكره تحريماً مطلقاً ولو قضاء أو واجبة أو نفلاً على جنازة و سجدة تلاوة و سهو مع شروق واستواء إلا يوم
الجمعة على قول الثاني الصحيح المعتمد الخ (الدر المختار: كتاب الصلوة ۱/ ۳۷۰ ط سعید) وروى عن ابى
يوسف انه جوز التطوع وقت الزوال يوم الجمعة (حلى كبير: فروع ص: ۲۳۷ سهيل اكيديمي)

فصل نہم۔ مسافر کا جمعہ

سفر میں جمعہ و عیدین واجب نہیں۔

(سوال) سفر میں جمعہ و عیدین کی نمازیں واجب تو نہیں یا واجب ہیں؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۳) سفر میں جمعہ کی نماز فرض نہیں اور عید کی نماز واجب نہیں پڑھ لے تو بہتر ہے نہ پڑھ سکے

تو اجازت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

فصل دہم۔ عورتوں کے لئے جمعہ و عیدین

عورتوں کا جمعہ میں شریک ہونے کا حکم

(سوال) کیا آج کل عورتوں کو تلقین کرنا کہ وہ جمعہ کو اگر جماعت میں شریک ہوں اور ان کے لئے ایک

مسجد کے حصہ میں عمارت تعمیر کرانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۲۳ ملک محمد امین صاحب (جالندھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۴) عورتوں کو جمعہ کی نماز میں شرکت کی ترغیب و تلقین اس حدیث کے خلاف ہے۔ عن ابی

عمرو الشیبانی انه رای عبد اللہ ینخرج النساء من المسجد یوم الجمعة ویقول اخرجن الی

بیوتکن خیر لکن (رواہ الطبرانی فی الکبیر و رجالہ موثقون کذانی مجمع الزوائد) (۲) یعنی ابو عمرو شیبانی بیان کرتے

ہیں کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو دیکھا کہ جمعہ کے روز عورتوں کو مسجد سے نکالتے تھے اور

فرماتے تھے کہ اپنے گھروں کو جاؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

یعنی عورتوں کے لئے گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں جانے اور جمعہ پڑھنے سے بہتر ہے صحابہ کرامؓ

کے زمانہ کا طرز عمل یہ تھا پھر آج فتنہ و فساد کے زمانہ میں اس کے خلاف مسجد میں آنے کی ترغیب دینا ظاہر

ہے کہ غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

سوال مثل بالا

(سوال) عورتوں کو جمعہ کی نماز میں مسجد میں جا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) فی التنبیہ و شرحہ: "و شرط لا فترا ضہا إقامة بمصر" وفي الشامية: "خرج به المسافر" الخ (باب الجمعة

۱۵۳/۲ ط سعید) قال فی الدر المختار: "تجب صلاتہما علی من تجب علیہ الجمعة بشرائطها الخ (باب العیدین"

۱۶۶/۱ ط سعید) (۲) (باب خروج النساء الی المساجد ۳۵/۲ ط بیروت لبنان)

(جواب ۴۶۵) جائز ہے مگر بہتر نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

چھٹا باب نماز عیدین

شافعی امام کے پیچھے حنفی کے لئے تکبیرات زوائد کا حکم

(سوال) عید کی نماز بارہ تکبیروں سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ بلا ضرورت حنفی امام بارہ تکبیروں سے پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۶۶) بارہ تکبیروں سے حنفی امام کو عید کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہاں اگر امام بارہ تکبیر کے مذہب کا قائل ہو تو حنفی مقتدی کو اس کی متابعت کر لینی چاہئے۔ قال محمد فی الجامع اذا دخل الرجل مع الامام فی صلوة العید وهذا الرجل یری تکبیر ابن مسعود فکبر الامام غیر ذلك اتبع الامام الخ (عالمگیری ص ۱۶۰ ج ۱) (۲)

نماز عید میدان میں ادا کرنا سنت ہے

(سوال) ہمارے ہاں شہر بھر وچ میں نماز عید کے لئے قاضی شہر ایک جلسہ کے ساتھ بیرون شہر جا کر نماز عید کو عید گاہ پر جماعت کثیر کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور بہت سے لوگ اپنے اپنے محلہ کی مسجدوں میں چھوٹی چھوٹی جماعت کے ساتھ نماز عید ادا کر کے اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں یا عید گاہ سیر و تماشا کے لئے چلے جاتے ہیں حالانکہ عید گاہ نہایت وسعت کے ساتھ بنائی گئی ہے جس وقت خطیب خطبہ پڑھ رہا ہے یہ لوگ سیر کرتے پھرتے ہیں پس جو لوگ محلہ کی مسجد میں نماز گزارتے ہیں اور جو لوگ ہمراہ قاضی بیرون شہر عید گاہ میں نماز پڑھتے ہیں تو ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ دوسرے یہ کہ جب قاضی شہر نماز عید کے واسطے عید گاہ روانہ ہو اس وقت بغیر عذر دوسروں کو محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

(جواب ۴۶۷) عید کی نماز شہر سے باہر جا کر عید گاہ میں پڑھنا مسنون ہے۔ والخروج اليها (ای الجبانه) لصلوة العید سنة وان وسعهم المسجد الجامع وهو الصحيح (درمختار ص ۶۱۲ ج ۱) (۳) اور شہر میں بلا عذر عید کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ نماز ہو جائے گی مگر ثواب کم ہو گا اور اگر عذر ہو

(۱) ویکرہ حضور هن الجماعة ولو لجمعة و عید و وعظ مطلقاً ولو عجزوا لیلأ علی المذهب المفتی به الخ (الدر المختار) باب الإمامة ۱/۵۶۶ ط سعید

(۲) (الباب السابع عشر فی صلاة العیدین' ۱/۱۵۱ ط مکتبہ ماجدیہ' کوائفہ)

(۳) (باب العیدین' ۲/۱۶۹ ط سعید)

تو بلا کراہت جائز ہے۔ فی الخانیة السنة ان ینخرج الامام الی الجبانة و ینستخلف غیره لیصلی فی المصر بالضعفاء والمرضى والا ضراء و یصلی هو فی الجبانة بالا قریاء والا صحاء وان لم ینستخلف احداً کان له ذلك (۱) و فی عمدة الرعاية حاشیة شرح الوقایة والا صل فیہ ان النبی ﷺ کان ینخرج الی المصلی ولم یصل صلوة العید فی مسجده مع شرفه الامرة بعد المطر کما بسطه ابن القیم فی زاد المعاد والقسطانی فی مواهب اللدنیة وغیرهما (۲)

عورتوں پر عید واجب نہیں

(سوال) ایک شخص عیدین کی نماز باجماعت پڑھتا ہے پھر جا کر عورتوں کو عیدین کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھاتا ہے آیا اس طرح پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۴۶۸) عورتوں پر عیدین کی نماز واجب نہیں ہے اگر پڑھیں گی تو نفل ہوگی اور نفل میں جماعت مکروہ ہے۔ لا یصلی التطوع بالجماعة ما خلا قیام رمضان و کسوف الشمس الخ (۳) (بدائع ص ۲۷۰ ج ۱) التطوع بالجماعة اذا کان علی سبیل التداعی یکره (۴) (ہندیہ ص ۸۷ ج ۱) و التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکره ذلك لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحد کما فی الدرر (۵) (درمختار) قال شمس الائمة الحلوانی ان کان سوی الامام ثلاثة لا یکره بالاتفاق و فی الاربع اختلف المشائخ والاصح انه یکره هكذا فی الخلاصة (عالمگیریہ) (۶)

نماز عید سے پہلے نوافل کا حکم

(سوال) عید کے روز عید گاہ میں یا مکان پر نماز عید سے قبل یا بعد دو رکعت یا چار رکعت نفل پڑھ کر میت کو ثواب بخشنے کے متعلق کوئی حدیث ہے یا نہیں؟ اور کیا حضرت رسول مقبول ﷺ نے اس کے متعلق کچھ ارشاد فرمایا ہے؟

(جواب ۴۶۹) قبل از نماز عید گھر میں اور مسجد و عید گاہ میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے اور بعد ادائے نماز عید گاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے، لیکن اگر عوام الناس میں سے کوئی شخص قبل از نماز یا بعد از نماز عید گاہ میں ہی پڑھنے لگے تو منع کرنا بھی مناسب نہیں۔ ولا یتنفل قبلها مطلقاً و کذا لا یتنفل بعدها فی مصلاھا فانه

(۱) (خانیة علی هامش العالمگیریة "باب صلوة العیدین" ۱/۱۸۳ ط ماجدیہ)

(۲) (باب العیدین ۱/۲۰۲ ط سعید)

(۳) (فصل فی صلاة الكسوف ۱/۲۸۰ ط سعید)

(۴) (الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الأول فی الجماعة ۱/۸۳ ط ماجدیہ)

(۵) (باب الوتر والنوافل ۲/۴۸ ط سعید)

(۶) (الباب الخامس فی الإمامة الفصل الأول فی الجماعة ۱/۸۳ ط ماجدیہ)

مکروہ عند العامة وان تنفل بعدها فی البيت جازبل یندب تنفل باربع وهذا للخواص . اما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل اصلا لقلۃ رغبتهم فی الخیرات . بحر (در مختار مختصراً) (۱) لیکن بالخصوص ایصال ثواب کے لئے کوئی نفل عید کے دن خاص طور پر پڑھنا اور اسے مستحب یا سنت سمجھنا مکروہ و بدعت ہے ۔

عید گاہ میں بلند آواز سے ذکر کرنا

(سوال) مساجد میں بانتظار نماز عیدین مسلمان جمع ہوتے ہیں اور بجائے فضول اور لغو باتوں کے ذکر الہی میں مصروف رہتے ہیں اس طرح کہ ایک شخص تکبیر یا آواز بلند کرتا ہے دوسرے سننے والے باجماع آوازہ تکبیر بلند کرتے ہیں اور جب تک سب مصلی یکجا نہ ہو لیں اسی طرح ذکر میں مشغول رہتے ہیں اور بعد نماز کے لوگ مع امام کے دعائے نکتے ہیں سوال یہ ہے کہ اس طریقے کا حدیث شریف و فقہ سے ثبوت ہے یا نہیں؟

(جواب ۴۷۰) تسبیح و تکبیر بالسر تو ایک مستحسن فعل اور موجب اجر ہے لیکن صورت مسئلہ فی السؤال میں جہر بالتکبیر بنیت مذکورہ اور اجتماعی حالت کی وجہ سے بدعت اور ناجائز ہے کیونکہ جس بات میں شارع کی طرف سے کوئی تعیین نہ ہو اپنی طرف سے اس میں تعینات و تخصیصات کر لینا اس کو بدعت بنا دیتا ہے دلیل کے لئے حضرت عبداللہ بن مسعود کا یہ اثر ملاحظہ ہو ۔ اخبر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بالجماعة الذین کانو یجلسون بعد المغرب و فیہم رجل یقول کبر واللہ کذا و کذا سبحوا اللہ کذا و کذا او احمدوا اللہ کذا و کذا فیفعلون فحضرہم فلما سمع ما یقولون قام فقال انا عبداللہ بن مسعود فوالذی لا الہ غیرہ لقد جنتم ببدعة ظلماء اولقد فقتم علی اصحاب محمد علیہ السلام علماً (مجالس الابوار) (۲) یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود کو خبر دی گئی کہ ایک جماعت ہے جو بعد مغرب بیٹھتی ہے اور ان میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ اکبر اتنی مرتبہ کہو سبحان اللہ اتنی مرتبہ کہو الحمد للہ اتنی مرتبہ کہو تو سب ایسا ہی کرتے ہیں پس حضرت عبداللہ بن مسعود انکے پاس گئے اور ان کی تسبیح و تحمید گوسنا اور کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں عبداللہ بن مسعود ہوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم ایک سخت تاریک بدعت کے مرتکب ہو یا اصحاب رسول اللہ ﷺ پر علم میں فوقیت حاصل کر لی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود کے اس قول سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایسا طریقہ جس میں شارع کی طرف سے کوئی خصوصیت ثابت نہیں اس کا ارتکاب بدعت ہے اور کتب فقہ حنفیہ میں یہ حکم

(۱) (باب العیدین ۱۶۹/۲ ط سعید)

(۲) مجالس الابوار عربی میں طبرہ ترجمہ ماہی اس کا حوالہ درج ہے (مجالس الابوار مجلس نمبر ۸ بدعت اور اس کے اقسام و احکام ص ۱۶۵ ط دارالاشاعت کراچی)

قال فی التنویر: "ولا یکبر فی طریقہا ولا ینفل قبلنا مطلقا الخ (۱۶۹/۲ باب العیدین سعید) و فی التنویر و شرحہ "و یکبر جہراً فی الطریق قبل و فی المصلی الخ (۱۷۶/۲ باب العیدین ط سعید)

موجود ہے کہ تکبیر بالجہر عید الفطر میں امام ابوحنیفہ کے نزدیک نہیں ہے اور عید الاضحیٰ میں تکبیر بالجہر راستہ میں ہے مصلیٰ میں تکبیر بالجہر اور وہ بھی اس اجتماع و اہتمام کے ساتھ فقہ حنفی کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت ہے

(سوال) کسولی ایک پہاڑی مقام ہے فوجی چھاؤنی ہے مجموعی آبادی قریباً تین ہزار ہے مسلمانوں کی آبادی قریباً ایک ہزار ہے یہاں ایک ہی مسجد ہے عیدین کی نماز میں اسی مسجد میں پڑھی جاتی ہیں اس مرتبہ بعض مسلمانوں نے سنت نبوی کا تتبع کرتے ہوئے نماز عید باہر میدان میں ادا کی اس پر بعض مسلمانوں نے یہ کہا کہ جن لوگوں نے نماز عید میدان میں ادا کی ہے ان کا جنازہ مسجد میں نہ آنے پائے؟
(جواب ۴۷۱) عیدین کی نماز آبادی سے باہر میدان میں یا اسی غرض سے بنائی ہوئی عید گاہ میں پڑھنی سنت ہے اگرچہ شہر کی مسجد میں پڑھ لینی بھی جائز ہے مگر اعلیٰ و افضل و مسنون باہر پڑھنا ہے (۱) جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھنی مکروہ ہے بلا عذر مسجد میں نہ پڑھی جائے باہر پڑھی جائے عیدین کی نماز باہر پڑھنے کو سنت نہ سمجھنا جہالت ہے اور اس کے متعلق اس قسم کے کلمات اہانت کہنا مذموم ہے۔

(۱) مسجد میں نماز عید پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) شہر سے باہر میدان میں نماز عید پڑھی جائے

(۳) بلا عذر مسجد میں عید پڑھنا کیسا ہے؟

(۴) متعدد جگہ نماز عید جائز ہے یا نہیں

(۵) حدود شہر سے کیا مراد ہے؟

(۶) شہر کے اندر عید گاہ میں نماز کا حکم

(۷) فتاویٰ عبدالحی کی عبارت کی تحقیق

(سوال) (۱) عیدین کی نماز جامع مسجد میں خلاف سنت ہے یا نہیں؟ (۲) میدان میں نماز پڑھنے سے کیا مراد ہے آیا مسجد سے باہر کسی میدان میں نماز پڑھنا مسنون ہے یا حدود شہر سے باہر کسی میدان میں؟ (۳) مساجد میں بلا عذر کے عیدین کی نماز پڑھنا کراہت کے بغیر جائز ہے یا نہیں؟ (۴) متعدد جگہوں میں عیدین ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۵) شہر کا حکم حدود میونسپلٹی سے معلوم ہو گا یا اور کسی طریقہ سے؟ (۶) جو کھلے میدان اور عید گاہ ہیں حدود میونسپلٹی کے اندر موجود ہیں ان میں نماز عید بلا کراہت ہو جاتی ہے یا نہیں؟ (۷) فتاویٰ

(۱) والخروج إلى المصلیٰ وہی الجبابة سنة (حلبی کبیر) باب صلاة العید ص ۵۷۱ ط سہیل اکیڈمی لاہور
والخروج إليها أي الجبابة لصلاة العید سنة (الدر المختار) باب العیدین ۱۶۱/۲ ط سعید

عبدالرحمنؒ جو خلاصۃ الفتاویٰ کے حاشیے پر چڑھا ہوا ہے اس کے صفحہ ۱۵۸ پر مولانا مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ ”مکہ معظمہ میں عیدین کی نماز ہمیشہ سے مسجد حرام میں پڑھی جاتی ہے اہل مکہ کبھی میدان میں نہیں گئے اور بعض علماء کی یہ تحقیق ہے کہ آنحضرت ﷺ اس لئے مسجد نبوی میں عیدین کی نماز ادا نہیں فرماتے تھے کہ مسجد اہل مدینہ کے لئے کافی نہیں تھی اور جب سے مسجد نبوی وسیع ہو گئی ہے اس وقت سے اہل مدینہ عیدین کی نماز مسجد نبوی میں ادا کرتے ہیں باہر میدان میں نہیں جاتے“ کیا مولانا کی یہ تحقیق صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۵۰۱ مولانا حبیب الرحمن لدھیانہ۔ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۲۵ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۷۲) عیدین کی نماز ادا کرنے کا طریقہ مسنونہ و متواترہ سلفا و خلفا یہی ہے کہ شہر کے باہر میدان میں ادا کی جائے (۱) اور تمام شہر کے لوگ جن کو کوئی عذر نہ ہو باہر جا کر ہی نماز ادا کریں آنحضرت ﷺ نے ہجر ایک مرتبہ کے ہمیشہ شہر کے باہر جہانہ میں ہی نماز عید ادا فرمائی ہے اور حضور اکرم ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کے فعل سے بھی یہی ثابت ہے اور ایک مرتبہ جو شہر میں حضور اکرم ﷺ نے نماز عید پڑھی ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ بارش کی وجہ سے باہر جانا دشوار تھا ہمیشہ شہر سے باہر عید کے لئے تشریف لے جانا ظاہر ہے کہ کوئی عادی فعل نہیں تھا بلکہ نماز کی باہر افضلیت کی بنا پر تھا اس بنا پر محققین احناف بلا عذر شہر میں نماز عید ادا کرنے کو خلاف سنت اور مکروہ کہتے ہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ شہر کے تمام لوگ باہر جانے کے لائق نہیں ہوتے کیونکہ آبادی میں بوڑھے اور کمزور اور مریض وغیرہ بھی ہوتے ہیں اس لئے یہ بھی سنت ہے کہ امام شہر کی جامع مسجد میں اپنے نائب کو نماز عید پڑھانے کے لئے چھوڑ جائے تاکہ معذورین کی نماز بھی آسانی سے ہو جائے اور اگر شہر بڑا ہو اور تمام معذورین کا ایک مسجد میں جمع ہونا بھی بعد اطراف شہر کی وجہ سے مشکل ہو تو دو تین مسجدوں میں نماز عید ہو سکتی ہے۔

میدان میں نماز پڑھنے سے یہی مراد ہے کہ شہر کی آبادی سے باہر جا کر میدان میں پڑھی جائے بعض عبارات میں لفظ صحرا واقع ہے جو آبادی سے باہر کے میدان پر ہی صادق آتا ہے ضرورت سے زیادہ تعدد اور مساجد میں نماز عید قائم کرنے کی کثرت اور غیر معذورین کا شہر میں نماز پڑھنا خلاف سنت اور مکروہ ہے کیونکہ عیدین کی نماز شہر سے باہر قائم کرنے کی حکمت یہی تھی کہ پوری جمعیت اسلامیہ کے اجتماع سے مسلمانوں کی شوکت ظاہر ہو اور ظاہر ہے کہ شہر میں بکثرت مقامات میں عید پڑھنے سے یہ غرض مفقود اور منضحل ہو جائے گی۔

یہ قول کہ آنحضرت ﷺ نے مسجد نبوی میں قلت گنجائش کی وجہ سے عید نہیں پڑھی بعض علماء کی رائے ہے اور محققین نے اسے تسلیم نہیں کیا مولانا عبدالرحمنؒ کی خودیہ رائے نہیں ہے انہوں نے

(۱) ثم خرجوا ماشيا إلى الجبابة وهي المصلى العام الخ والحروج إليها أى الجبابة لصلاة العيد سنة وإسهم المسجد الجامع هو الصحيح (درمختار) أى فى الصحراء نقلا عن الخلاصة والخانية السنة أن يخرج الإمام إلى الجبابة ويستخلف غيره ليصل فى المصر بالضعفاء بناء على أن صلاة العيد فى موضعين جائزة بالاتفق وإن لم يستخلف فله ذلك (رد المحتار باب العیدین ۲/ ۱۶۹ ط سعید)

مجموعہ فتاویٰ جلد دوم میں دو جگہ اور جلد سوم میں بھی اپنی رائے یہی لکھی ہے کہ عید کی نماز کے لئے باہر جانا سنت مؤکدہ ہے۔

اگر شہر میں معذورین کی ضرورت کا لحاظ کر کے ایک دو یا تین جگہ عید کی نماز ہو اور اس میں بعض غیر معذورین بھی شریک ہو جائیں تو اس میں مضائقہ نہیں اور امام اگرچہ خود غیر معذور ہے مگر معذورین کو نماز پڑھانا بھی اس کے لئے عذر ہے اس کی نماز میں اور اسی طرح دوسرے منتظمین کی نماز میں جو بغرض انتظام شہر میں نماز پڑھیں کوئی گراہت نہیں ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عورتوں کا عید گاہ میں نماز کے لئے جانا کیسا ہے؟

(سوال) عورتوں کو عید گاہ میں نماز عید کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۱۲ ربيع الثانی ۱۳۵۴ھ ۶ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۷۳) نہیں کہ ان کے جانے میں فتنہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دوران خطبہ چندہ کا حکم

(سوال) عیدین کے خطبہ ثانیہ میں کسی عالم یا مسافر یا امام و مؤذن کے لئے بطور خوشی چندہ کیا جائے مجبوراً اگر بعد میں کرتے ہیں تو مقصود بر نہیں آتا تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۳۲ عبد الرحمن (ضلع ناسک) ۱۱ ربيع الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۷۴) خطبہ کے اثناء میں چندہ کرنا جائز نہیں خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد کر سکتے ہیں یعنی امام سفارش کر دے اور لوگ دے دیں تو یہ عمل خطبہ کے بعد ہو سکتا ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

خطبہ کے وقت تکبیر کے بارے میں عالمگیری کی عبارت کا مطلب

(سوال) ہم لوگوں کے یہاں دیار آسام میں اور بنگال کی بعض جگہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے خطبہ میں

تکبیر کہنا رائج ہے اور خطیب کے خطبہ میں تکبیر کہتے وقت قوم بھی اس کے ساتھ باواز بلند تکبیر کہتے ہیں اور

یہ دستور تقریباً سو برس پہلے سے ہے امام کو خطبہ میں خواہ عید الفطر کا ہو خواہ عید الاضحیٰ کا تکبیر کہنا مستحب

سے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری مع فتاویٰ قاضی خاں مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۰-۱۵۱ میں مذکور ہے نیز فتاویٰ

عالمگیری میں یہ بھی ہے کہ اذا کبر الامام فی الخطبة تکبر القوم معه واذا صلی علی النبی یصلی

(۱) ویکرہ حضور من الجماعة ولو لجمعة ووعظ مطلقاً ولو عجوزاً لیل علی المذہب المفتی بہ لفساد الرمان الدر المختار باب الإمامة ۱/۵۶۶ ط سعید

(۲) حدیث میں سے "من مس الحصى فقد لغا" (مسلم کتاب الجمعة ۱/۲۸۳ ط قدیمی) قال فی الدر المختار "وکل ما حرم فی الصلاة حرم فیها ای فی الخطبة (باب الجمعة ۳/۱۵۹ ط سعید)

الناس في انفسهم امثالاً للامر والسنة الانصات. كذا في التارخانية ناقلاً عن الحجة (۱) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر امام کے ساتھ قوم کو بھی پکار کر کہنا چاہیے اور صرف امام کے صلوة پڑھتے وقت قوم دل میں آہستہ آہستہ پڑھے تکبیر کو صلوة پر قیاس کر کے آہستہ آہستہ پڑھنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتا ہوں مگر ایک مولوی صاحب لوگوں کو بلند آواز سے کہنے سے منع کرتے ہیں اور پہلے تکبیر خطبہ میں پڑھنا ہی بدعت اور ضلالت فرماتے تھے مگر اب امام کے خطبہ میں تکبیر کہنے کو مستحب مانتے ہیں مگر مقتدیوں کو بلند آواز سے تکبیر کہنے کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں اور دلیل ان کی یہ ہے کہ در المختار مع حاشیہ طحاوی صفحہ ۷۳۳ میں لکھا ہے۔ کل ما حرم فی الصلوة حرم فیہا ای فی الخطبة خلاصة وغيرها. فيحرم اكل وشرب و كلام ولو تسبیح او رد سلام او امر لمعروف بل يجب علیه ان يستمع ويستكتم..... وكذا يجب الاستماع لسائر الخطب كخطبة نكاح و ختم و عيد على المعتمد. اور بحر الرائق (۲) ص ۷۵ میں ہے يجب السكوت والاستماع فی خطبة العیدین (۳)

المستفتی نمبر ۶۹۰ مولوی سید عبد القدوس (شیب ساگر آسام) ۲۷ رمضان ۱۳۵۴ھ ۲۴ دسمبر ۱۹۳۵ء (جواب ۴۷۵) قوم کو امام کے ساتھ تکبیر کہنا جائز ہے مگر مثل صلوة کے اپنے دلوں میں تکبیر کہیں فتاویٰ عالمگیری میں جو عبارت ہے اس میں کلمہ فی انفسہم کا تعلق تکبیر اور صلوة دونوں کے ساتھ ہے اور یہی ہونا چاہیے تاکہ وجوب انصات کے ساتھ تعارض اور تزام نہ ہو اور اسی عالمگیری کے مصری نسخے میں اس عبارت کے حاشیے میں یہ لکھ دیا ہے۔ قوله فی انفسہم قال الظاهر انه متعلق بالتکبیر والصلوة لانه يجب الانصات لجميعها اذ یکی راجح اور اوفق بالاصول ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز عید کے بعد دعا

(سوال) عیدین کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو الدعاء من العبادات کا کیا مطلب ہوا؟
المستفتی نمبر ۹۱ محمد نور صاحب (ضلع جالندھر) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ۲ مارچ ۱۹۳۶ء
(جواب ۴۷۶) عیدین کے بعد دعا مانگنے کا کافی الجملہ تو ثبوت ہے مگر تعین موقع کے ساتھ ثبوت نہیں کہ نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد دونوں موقعوں میں سے کسی ایک موقع پر دعا مانگنے میں مضائقہ نہیں ہے (د)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (الباب السابع فی صلاة العیدین ۱/۱۵۱ ط ماجدیہ)

(۲) (باب الجمعة ۲/۱۵۹ ط سعید)

(۳) (باب صلاة العیدین ۲/۱۷۵ دار المعرفة بیروت لبنان)

(۴) (الباب السابع فی صلاة العیدین ۱/۱۵۱ ط ماجدیہ)

(۵) عن أم عطية قالت: أمرنا أن نخرج الحيض يوم العيد وذوات الخدور فشهدن جماعة المسلمين و دعوتهم (بخاری باب خروج النساء والحيض إلى المصلى ۱/۱۳۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۱) دعا نماز عید کے بعد ہو یا خطبہ کے بعد؟

(۲) جمعہ و عید کے دن نقارہ بجانا

(۳) ہندوؤں سے مٹھائی خرید کر کھانا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) عید کی نماز کے بعد دعا مانگنے یا خطبہ کے بعد؟ (۲) جمعہ اور عیدین کے دن نقارہ بجانے میں کوئی حرج تو نہیں؟ (۳) اہل ہنود سے مٹھائی وغیرہ خرید کر کھا سکتے ہیں یا نہیں جب کہ وہ ہمیں کتوں جیسا خیال کرتے ہیں بلکہ کتے تو ان کے برتنوں کو چاٹ سکتے ہیں لیکن مسلمان ہاتھ نہیں لگا سکتا؟
المستفتی نمبر ۸۳۱ مولوی محمد انور (ضلع جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۶ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۴۷۷) (۱) عیدین کے خطبہ کے بعد دعا مانگنا اچھا ہے (۲) نقارہ بجانے میں عیدین کے روز مضائقہ نہیں (۲) جمعہ کے دن نہیں چاہئے (۳) ہنود سے مٹھائی وغیرہ خریدنا جائز ہے لیکن اگر مسلمان غیرت برتیں اور نہ خریدیں تو بہتر ہے۔
• محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جمعہ و عیدین میں سہو کا حکم

(سوال) نماز جمعہ و نماز عیدین میں اگر سجدہ سہو ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی ۱۰۰ عبد الستار (گیا) ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۴۷۸) جماعت زیادہ بڑی نہ ہو اور کسی گڑبڑ کا خوف نہ ہو تو جمعہ و عیدین میں بھی سجدہ سہو کر لیا جائے البتہ کثرت جماعت کی وجہ سے گڑبڑ کا خوف ہو تو سجدہ سہو ترک کر دینا مباح ہے (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) عورتوں کا عیدین میں حاضر ہونے کا حکم

(۲) عہد نبوی ﷺ اور صحابہ کے زمانے میں عورتیں عید گاہ جاتی تھیں یا نہیں؟

(۳) موجودہ دور میں عورتوں کا جمعہ و عیدین میں جانا کیسا ہے؟

(سوال) مشکوٰۃ شریف باب نماز عیدین میں صحیحین کی یہ حدیث درج ہے۔ عن ام عطیة رضی اللہ عنہا قالت امرنا ان تخرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور فیشہدن جماعة المسلمین ودعوتہم

(۱) اکثر حضرات اکابر نے نماز کے بعد دعا کا لکھا ہے اس لئے یہ حضرت کی رائے پر محمول ہو سکتا ہے (امداد الفتاویٰ ۱/۴۰۵ خیر

الفتاویٰ ۳/۱۲۷ و دار العلوم دیوبند ۵/۲۳۱)

(۲) ومن ذلك ضرب التوبة للتفاخر فلو للتبیه فلا بأس به الخ (الدر المختار) کتاب الحظر والإباحة ۶/۳۵۰ ط سعید

(۳) والسہو فی صلاة العید والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرین عدمه فی الأولین لدفع الفتنة كما فی جمعة البحر (التنوير و شرحه 'باب سجود السهو' ۲/۱۲ ط سعید)

و تعتزل الحيض عن مصلاهن قالت امرأة يا رسول الله احد لنا ليس لها جلباب قال لتلبسها صاحبته من جلبابها (۱) (متفق عليه) (۱) کیا کوئی دوسرا ایسا حکم شرعی موجود ہے کہ جس کے باعث یہ حدیث اور اس کا حکم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منسوخ ہو گئے ہوں۔ (۲) کیا عہد نبوی ﷺ اور عہد صحابہؓ میں اس پر عمل ہوتا رہا (۳) اگر کوئی عذر شرعی (مثلاً فتنہ وغیرہ) نہیں ہے تو کیا اب شرائط و احکام شریعت کے مطابق اس حکم کی تعمیل لازم نہیں ؟

المستفتی جناب غلام دستگیر رشید ایم اے (عثمانیہ) حیدرآباد دکن

۶ ازیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۳۰ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۷۹) (۱) اس حدیث کی ناسخ کوئی دوسری حدیث میری نظر میں نہیں (۲) عہد نبوی ﷺ میں اس پر عمل ہوتا رہا اور عہد صحابہؓ میں بھی عمل ہوا مگر صحابہ کرام میں سے بعض جلیل القدر صحابہ نے عورتوں کے خروج من البیوت کو منع کرنا شروع کر دیا تھا اور ظاہر ہے کہ یہ ممانعت آنحضرت ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کے طور پر نہ تھی بلکہ علت ممانعت (خوف فتنہ) کے وجود کی بناء پر تھی یہ حدیث عید کے متعلق ہے اور عید کی تقریب میں عورتوں کی کثرت ابتدائے اسلام میں تکثیر سواد مسلمین اور اظہار شوکت اجتماعیہ کے لئے مؤکد تھی اور پجگانہ نمازوں میں شرکت کی اجازت تھی۔ و ضم معہ مقصد الآخر من مقاصد الشریعة وهو ان کل ملة لا بد لها من عرضة یجتمع فیها اهلها لتظهر شوکتهم و تعلم کثرتهم ولذلك استحب خروج الجميع حتی الصبيان والنساء وذوات الخدور الحيض ويعتزلن المصلی و يشهدن دعوة المسلمين (۲) (حجة اللہ البالغہ) عن ابن مسعود انه كان يحلف فيبالغ في اليمين ما من مصلی للمرأة خیر من بيتها الا في حج او عمرة الحديث (طبرانی فی الکبیر و رجاله موثقون کذانی مجمع الزوائد) (۳) و عنه انه قال ما صلت امرأة من صلوة احب الى الله من اشد مكان في بيتها ظلمة (طبرانی فی الکبیر و رجاله موثقون کذا فی مجمع الزوائد) (۴) و عن ابی عمرو الشیبانی انه رای عبد الله یخرج النساء من المسجد يوم الجمعة و يقول اخر جن الى بيوتكن خیر لكن (رواه الطبرانی فی الکبیر و رجاله موثقون کذانی مجمع الزوائد) (۵) عن ام حمید امرأة ابی حمید الساعدي انها جاءت النبي ﷺ فقالت يا رسول الله اني احب الصلوة معك قال قد علمت انك تحبين الصلوة معي و صلاتك في بيتك خیر

(۱) (بخاری 'باب خروج النساء والحيض إلى المصلی ۱/۱۳۳ ط قديمی کتب خانہ' کراچی) (مسلم 'فصل فی إخراج العواتق وذوات الخدور الخ ۱/۲۹۲ ط قديمی کتب خانہ' کراچی) (مشکوٰۃ 'باب العیدین ص ۱۲۵ ط سعید)

(۲) (باب العیدین ۲/۴۸۰ ط بغداد)

(۳) (باب خروج النساء إلى المساجد ۲/۳۵ ط دار الفكر، بیروت، لبنان)

(۴) (ایضاً)

(۵) (ایضاً)

صلواتك في حجرتك و صلواتك في حجرتك خير من صلواتك في دارك و صلواتك في دارك
خير من صلواتك في مسجد قومك و صلواتك في مسجد قومك خير من صلواتك في مسجد
قالت فامرت فبنى لها مسجد في اقصى بيت في بيتها و اظلمه فكانت تصلى فيه حتى لقيت الله
عزو جل (رواه احمد و رجاله رجال الصحيح غير عبدالله بن سويد الانصارى ثقہ ابن حبان
كذا في مجمع الزوائد. (۱)

ان احادیث پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ حدیث امر بالخروج للعیدین میں امر
وجوبی نہیں ہے اور مصلحت خروج اظہار شوکت و کثرت مسلمین تھی کیونکہ حائضہ عورتوں کو بھی نکلنے کے
حکم کی اور کوئی مصلحت نہیں۔

(۳) فتنہ کا وجود غالب ہے اور غالب ہی پر احکام شرعیہ مبنی ہوتے ہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

عید کے دن گلے ملنا رسم ہے

(سوال) کیا عید ملنا بے اصل چیز ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۳ محمد عزت علی خاں (ضلع ہردوی)

۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۸۰) عیدین میں معانقہ کرنا عید کی تخصیص سمجھ کر مصافحہ کرنا شرعی نہیں بلکہ محض ایک
رسم ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

عید الاضحیٰ جلد پڑھنا بہتر ہے

(سوال) عید الاضحیٰ کی نماز عید گاہ میں دس بجے سے گیارہ بجے تک ہوتی ہے حالانکہ نماز عید الاضحیٰ جلد ہونا
چاہئے مگر اکثر اشخاص کہتے ہیں کہ دیہات کے لوگ چونکہ دیر سے پہنچتے ہیں اس وجہ سے نماز میں تاخیر
ہونے میں کوئی حوج نہیں ہے نماز پڑھنے والے چند اشخاص جو کہ قربانی کی جلدی ضرورت کو محسوس کرتے
ہیں کہ ہم اسی میں سے کچھ پکوا کر کھائیں تو ان کو اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ کھانا بعد دوپہر ملتا ہے تو ایسی حالت
میں ان اشخاص کو کیا یہ اجازت ہے کہ وہ اول وقت کسی مسجد میں نماز ادا کر لیں اور بعدہ قربانی کریں ان دونوں

(۱) (باب خروج النساء إلى المساجد ۲/۳۳. ۳۴ ط دار الفکر بیروت لبنان)

(۲) ویکرہ حضور ہن الجماعة ولو لجمعة و عید و وعظ مطلقاً ولو عجوزاً لیلا علی المذہب المفتی بہ لفساد
الزمان (الدر المختار باب الإمامة ۱/۵۶۶ ط سعید)

(۳) و نقل فی تبیین المحارم عن الملتقط أنه تکرہ المصافحة بعد اداء الصلوة بكل حال لأن الصحابة ما صافحوا
بعد اداء الصلوة ولا منها من الروافض ثم نقل ابن حجر عن الشافعية أنها بدعة مکروہة لا أصل لها فی الشرع وإنه
ینبہ فاعلها أولاً و یعزر ثانياً ثم قال وقال ابن الحاج عن المالكية فی المدخل أنها من البدع و موضع المصافحة فی
الشرع إنما هو عند لقاء المسلم لأخيه لا فی أدبار الصلوة فحيث و وضعها الشرع يضعها فينهى عن ذلك و يزجر
فاعله لما أتى به عن خلاف السنة (رد المحتار كتاب الحظر والإباحة باب الاستبراء ۶/۳۸۱ ط سعید)

صورتوں میں کون افضل ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۱۵ ظفر یار خان صاحب (ہردوئی) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۴۸۱) کوشش کی جائے کہ نماز عید زیادہ سے زیادہ دس بجے ادا کر لی جائے لیکن اگر اس میں کامیابی
نہ ہو تو علیحدہ نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے قربانی میں تاخیر اور اس کی وجہ سے کھانے میں تاخیر برداشت کر لینا بہتر
ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

عید گاہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ نماز عید پڑھنا

(سوال) عید گاہ مقررہ کو چھوڑ کر دیگر جگہ سفید میں پڑھنا کیسا ہے بہتر جگہ کونسی ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۱۴ شیخ محمد شفیع صاحب (فیروزپور) ۱۱ شوال ۱۳۵۶ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۴۸۲) عید گاہ آبادی سے اگر باہر ہو تو اس میں نماز پڑھنی جائز ہے اور آبادی کے اندر ہو اور آبادی
سے باہر نماز کے لئے زمین مناسب موجود ہو اور مالک زمین کی اجازت ہو تو باہر عید کی نماز پڑھنی اولیٰ
ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

عید گاہ میں نماز عید پڑھنا افضل ہے

(سوال) عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا افضل ہے یا جامع مسجد میں؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۳ فرزند علی صاحب (برما) ۷ اذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء
(جواب ۴۸۳) عید گاہ کی نماز باہر میدان میں یا عید گاہ میں پڑھنا افضل ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

صحیح لفظ ”عید الاضحیٰ“ ہے

(سوال) کیا عید الاضحیٰ کی نماز میں عید الاضحیٰ کی نیت کرنی ضروری ہے اور کیا اگر عید الاضحیٰ کی نیت نہ کی گئی بلکہ
عید الاضحیٰ کی نیت کی گئی تو کیا ہرج ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۷۴ حفاظت علی خاں صاحب کوٹ (ضلع فتح پور)

۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ ۳۰ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۴۸۴) عید الاضحیٰ صحیح ہے اور عید الاضحیٰ صحیح نہیں ہے مگر نیت نماز میں اگر کسی نے عید الاضحیٰ کا نام

(۱) ویندب تعجیل الاضحیٰ لتعجیل الاضحیٰ و تاخیر الفطر لیؤدی الفطرة کما فی البحر (رد المحتار) باب
العیدین ۱۷۱/۲ ط سعید

(۲) والخروج إلى الجبانة لصلاة العيد سنة وإن وسعهم المسجد الجامع هو الصحيح (التنوير مع شرحه باب
العیدین ۱۶۹/۲ ط سعید)

(۳) (ایضاً)

لے لیا جب بھی نماز ہو جائے گی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) نماز عید آبادی سے باہر میدان میں پڑھنا افضل ہے

(۲) نماز عید کھلے میدان میں پڑھنا سنت متوارثہ ہے

(سوال) (۱) کیا حضور اکرم ﷺ نے بلا عذر نماز عید مسجد نبوی میں پڑھی ہے یا نہیں اور بصورت اجتماع عید گاہ میں تفریق بلا عذر شرعی جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کیا خروج جہانہ نماز عید کے لئے سنت ہے یا نہیں اور بشرط وجود عید گاہ تارک اس کا قابل ملامت ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۷۱۷۱ فیروز خاں (جہلم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ م ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء

(جواب ۴۸۵) (۱) عید کی نماز آبادی سے باہر میدان میں یا عید گاہ میں پڑھنا مسنون ہے بلا عذر آبادی کے اندر مسجد میں عید کی نماز ادا کرنا مکروہ ہے بارش ہو یا ایسی ہی کوئی عذر ہو کہ آبادی سے باہر جانا مشکل ہو یا بوڑھوں، بیماروں، کمزوروں کے لئے شہر کے اندر مسجد میں ادا کر لی جائے تو خیر ورنہ باہر جا کر ادا کرنا ہی مسنون ہے (۲)

(۲) ہاں عید کی نماز کے لئے خروج الی جہانہ سنت قدیمہ متوارثہ ہے عذر صحیح نہ ہو تو اس سنت کا ترک قابل ملامت ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

سنت زندہ کرنے کا ثواب

(سوال) کیا اگر کوئی شخص احياء سنت کا مانع ہو مثلاً بصورت اجتماع و خروج عید گاہ باوجود موجود ہونے عید گاہ یا بصورت اجتماع جمعہ وغیرہ کیا بانی امور مذکورہ قابل ملامت ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۷۱۷۱ فیروز خاں صاحب (جہلم)

(جواب ۴۸۶) جو شخص احياء سنت سے مانع ہو وہ یقیناً قابل ملامت ہے اور جو شخص کہ کسی سنت متروکہ کو جاری کرے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

شہر میں متعدد جگہ عید کا اجتماع

(سوال) ایک شہر میں دو جگہ یا اس سے زائد عیدین کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۱) وأحكامها أحكام الأضحى الخ (تنوير الابصار، باب العیدین ۱۷۶/۲ ط سعید)
 (۲) والخروج إلى المصلی، وهي الجبابة سنة الخ فإن ضعف القوم عن الخروج أمر الإمام من یصلی بهم فی المسجد (حلبی کبیر، باب العیدین، ص ۵۷۱ ط سهیل اکیڈمی، لاہور)
 (۳) (ایضاً) (۴) من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله أجر مائة شهید (مشکوٰۃ، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی ص ۳۰ ط سعید)

المستفتی نمبر ۱۸۷۲ راجہ فیروز خاں صاحب (جہلم)

(جواب ۴۸۷) عید کی نماز آبادی سے باہر جا کر میدان میں یا عید گاہ میں ادا کرنا سنت ماثورہ قدیمہ ہے شہر کے اندر بوڑھوں، بیماروں، کمزوروں کی خاطر یابارش یا کسی اور عذر کی وجہ سے پڑھی جائے تو خیر مضائقہ نہیں ورنہ بلا عذر شہر میں عید پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح بلا عذر تعدد بھی مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

نماز عید میں سہو کا حکم

(سوال) عیدین کی نماز چھ تکبیروں کے ساتھ دو رکعت واجب ہے اگر پیش امام ایک تکبیر بھول جائے تو سجدہ سہو کیا جائے یا نماز دہرائی جائے؟

المستفتی نمبر ۳۷۳۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دہلیہ ضلع خاندیس) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء (جواب ۴۸۸) سجدہ سہو سے نماز ہو جائے گی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

تکبیر تشریق بلند آواز سے پڑھی جائے

(سوال) زید کہتا ہے کہ تکبیر ایام تشریق امام اور مقتدی کو با آواز بلند کہنا واجب ہے اور بحر کہتا ہے کہ امام آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ کہیں دونوں میں سے کون ٹھیک کہتا ہے؟

(جواب ۴۸۹) ایام تشریق کی تکبیریں امام اور مقتدی دونوں کو با آواز بلند کہنی چاہئیں کیونکہ بعض کے نزدیک جہر کرنا واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت ہے۔ والجہر بہ واجب و قیل سنة کذا فی القہستانی (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ مدرسہ امینیہ دہلی

نماز عید کے بعد تکبیرات تشریق کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۲۸ء)

(سوال) عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد تکبیر پڑھنا مثل نماز جمعہ کے واجب ہے یا مستحب یا ممنوع؟

(جواب ۴۹۰) نماز عید کے بعد تکبیر پڑھنا جائز ہے واجب نہیں اور ناجائز بھی نہیں۔ ولا بأس بہ عقب العید لان المسلمین توارثوه فوجب اتباعهم و علیہ البلخیون (۴) در مختار۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

(۱) والخروج إليها أي الجبابة لصلاة العيد سنة (التنوير و شرحه باب العیدین) ۱۶۹/۲ ط سعید (و فی الشامیة: إن السنة أن يخرج الإمام إلى الجبابة ويستخلف غيره ' ليصلى في المصر بالضعفاء بناءً على أن صلاة العیدین فی موضعین جائزة بالاتفاق وإن لم يستخلف فله ذلك (باب العیدین ۱۶۹/۲ ط سعید)

(۲) والسهو فی صلاة العيد و الجمعة والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرین عدمه فی الأولین لدفع الفتنة (التنوير و شرحه باب سجود السهو ۹۲/۲ ط سعید)

(۳) (رد المختار) باب العیدین ۱۷۸/۲ ط سعید

(۴) (باب العیدین ۱۸۰/۲ ط سعید)

شافعی امام کا دو مرتبہ نماز عید پڑھانا
(الجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) الامام الشافعی یصلی صلاة العید للاحناف اولاً. و یصلی هو ایضاً للشافعیین ثانیاً مع
وسیع المسجد. بینواتو جروا

(ترجمہ) ایک شافعی امام نے عید کی نماز حنیفوں کو پڑھائی اس کے بعد اسی امام نے دوبارہ شافعیوں کو نماز
پڑھائی باوجودیکہ مسجد وسیع تھی (اور ایک جماعت بھی ہو سکتی تھی)

(جواب ۴۹۱) اذا امد الشافعی للحنفۃ فی صلوة العید جازت صلوتہم. ثم اذا ام الشوافع فی
ہذہ الصلاة جازت صلواتہم علی مذہبہم. نعم تکرار الصلاة فی مسجد واحد مکروہ عندنا
وعند الشافعی رحمہ اللہ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(ترجمہ) جب کہ شافعی امام نے نماز عید میں حنیفوں کی امامت کی تو حنیفوں کی نماز ہو گئی اور پھر جب اسی
شافعی امام نے دوبارہ شافعیوں کو وہی نماز عید پڑھائی تو شوافع کے مذہب کی رو سے ان کی بھی نماز ہو گئی البتہ
ایک ہی مسجد میں ایک نماز کی دوبارہ جماعت ہمارے اور امام شافعی دونوں کے نزدیک مکروہ ہے۔ محمد کفایت
اللہ غفر لہ

نماز عید کے لئے اذان مسنون نہیں
(الجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۸ء)

(سوال) بقر عید اور عید الفطر میں جو اذان پکاری جاتی ہے اس کا حکم حدیث و قرآن میں ہے یا نہیں؟
(جواب ۴۹۲) عید بقر عید میں کوئی اذان مسنون نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ غفر لہ

نماز عید کے بعد مصافحہ کا حکم
(الجمعیۃ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۳۵ء)

(۱) وكذا تكره خلف امر د (إلى أن قال) وزاد ابن ملك و مخالف كشافعي لكن في وتر البحر ان تبين المراعات
لم يكره (الدر المختار باب الإمامة ۱/ ۵۶۲ ط سعيد) وفي الشامية : " وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع
كالشافعي فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلاة على اعتقاد المقتدى عليه الإجماع (باب الإمامة ۲/ ۵۶۳ ط سنيہ
(شافعیوں کی اس لئے ہوئی کیونکہ ان کے ہاں متعل کے پیچھے مفترض کی اقتداء درست ہے وهو جواب بما استدل به الشافعی
على جواز الفرائض بالنفل وهو ما في الصحيحين أن معاذاً كان يصلی مع رسول الله ﷺ عشاء الآخرة ثم يرجع إلى
قومه فيصلی بهم تلك الصلاة" (رد المحتار باب الإمامة ۱/ ۵۷۹ ط سعيد) و يكره تکرار الجماعة بأذان وإقامة في
مسجد محللة الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱/ ۵۵۲ ط سعيد)

(۲) عن ابن جريج قال أخبرني عطاء عن ابن عباس و جابر بن عبد الله قال لم يكن يؤذن يوم الفطر ولا يوم الاضحى
ثم سألته بعد حين عن ذلك فأخبرني قال أخبرني جابر بن عبد الله الأنصاري أن لا أذان للصلاة يوم الفطر حين يخرج
الإمام ولا بعد ما يخرج ولا إقامة ولا نداء ولا شئى لإنداء يومئذ ولا إقامة (مسلم كتاب الصلاة العيدين ۱/ ۲۹۰ ط
قدیمی کتب خانہ کراچی)

(سوال) نماز عید کے بعد عید گاہ میں سب اٹھ کر مصافحہ کرنے لگتے ہیں یہ کیسا ہے؟
(جواب ۴۹۳) نماز عید کے بعد عید کی تخصیص کی وجہ سے مصافحہ کرنے کا شریعت میں ثبوت نہیں ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عورتوں کا نماز عید کے لئے جانا جائز نہیں
الجمعیۃ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء

(سوال) عورتوں کو عید گاہ میں نماز کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۴۹۴) نہیں۔ کہ ان کے جانے میں فتنہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز عید شہر سے باہر پڑھنا سنت ہے
(الجمعیۃ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۵ء)

(سوال) شہر سے بارہ پتھر باہر یعنی آخر کنارہ شہر دیہات میں نماز جمعہ و عیدین شہر میں عید گاہ ہوتے ہوئے پڑھنا کیسا ہے؟
(جواب ۴۹۵) عید کی نماز تو شہر سے باہر پڑھنی افضل ہے اور جمعہ آبادی کے اندر بہتر ہے مگر شہر کے باہر فنائے شہر میں جمعہ پڑھا جائے تو جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عید الفطر کے دن سویاں پکانا محض رسم ہے

(سوال) اس طرف عید الفطر کے روز عام طور پر یہ رواج جاری ہے کہ بعد نماز سویاں تقاضے کے ساتھ کھاتے کھلاتے ہیں یہ کیسا ہے؟
(جواب ۴۹۶) سویاں کھانا کھلانا کوئی شرعی بات نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عید اور نکاح پڑھانے کی اجرت لینے والے کی امامت

(سوال) قاضی صاحبان عیدین کی نماز پڑھاتے ہیں تو چندہ جمع کر کے اجرت لیتے ہیں اور نکاح پڑھائی دو

(۱) نقل فی تبیین المحارم عن الملتقط 'أه تکره المصافحة بعد أداء الصلاة بكل حال' لأن الصحابة ما صافحوا بعد أداء الصلاة ولأنها من سنن الروافض الخ (رد المحتار) کتاب الحظر والإباحة باب الاستبراء وغيره ۳۸۱/۶ ط سعید
(۲) ویکره حضورهن الجماعة ولو لجمعة و عیدو وعظ مطلقاً ولو عجوزاً لیلأ علی المذهب المفتی به لفساد الزمان (التنوير مع شرحه باب الإمامة ۱/۵۶۶ ط سعید)
(۳) والخروج إليها أى الجبابة لصلوة العید سنة وإن وسعهم المسجد الجامع (التنوير و شرحه باب العیدین ۱۶۹/۲ ط سعید)

روپے چار روپے طلب کرتے ہیں اور جو شخص انکار کرتا ہے نکاح نہیں پڑھاتے اور خود تارک الصلوة ہیں۔
المستفتی محمود خان (ہمیر پور)

(جواب ۴۹۷) عید کی امامت کی اجرت لینا جائز ہے نکاح کی اجرت بقدر وسعت یعنی جائز ہے (۱) مگر بے
نمازی کو امام بنانا مکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز عید کے بعد تکبیر تشریق پڑھنا جائز ہے
(سوال) عید الاضحیٰ کی نماز کے سلام پھیرنے کے بعد تکبیر تشریق پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں جگن پور ضلع فیض آباد
(جواب ۴۹۸) ہاں پڑھی جائے تو جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

ساتواں باب سنن و نوافل فصل اول۔ سنت فجر

جماعت کے وقت سنت فجر کا حکم

(سوال) نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ سنت فجر بعد اقامت فرض اسی مقام پر ادا کرنا کیسا ہے
صف کے برابر پڑھنا یا صف کے پیچھے مگر بغیر کسی حاجز و حائل کے پڑھنا یکساں ہے یا متفاوت الحکم اور در
صورت حاجز نہ ہونے کے اس مقام پر پڑھ لینا بہتر ہے یا چھوڑ دینا؟ بیوا تو جروا

(جواب ۴۹۹) عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا اقامت الصلوٰۃ فلا صلوة الا المكتوبة (۱)
(ترجمہ) حضرت رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ جب نماز کی تکبیر کہی جائے پھر کوئی نماز سوائے فرض
کے نہیں (پڑھنی چاہیے) اس عموم سے سنت فجر کی ممانعت بھی ثابت ہوتی ہے مگر چونکہ اس حدیث کو ابن
عمیرہ و حماد بن زید و حماد بن سلمہ نے ابو ہریرہ سے موقوفاً روایت کیا ہے اور سنت فجر اکدا سنن ہے اور صحابہ سے
سنت فجر کا بعد اقامت فرض پڑھ لینا بھی ثابت ہے۔ روی الطحاوی عن ابن مسعودؓ انه دخل

(۱) (امداد الفتاویٰ ۲/۲۶۳ ط مکتبہ دار العلوم، کراچی و خیر الفتاویٰ ۴/۵۸۶، ۵۸۷ ط مکتبہ الخیر جامعہ
خیر المدارس، ملتان)

(۲) قال فی التنویر: و یکرہ امامۃ عبدو اعرابی و فاسق الخ (باب الامامۃ ۱/۵۵۹ ط سعید)

(۳) ولا بأس بہ عقب العید لأن المسلمین توارثوہ فوجب اتباعہم و علیہ البلخیون ولا یمنع العامة من التکبیر الخ
(رد المحتار، باب العیدین ۲/۱۸۰ ط سعید)

(۴) (بخاری، باب إذا اقامت الصلوٰۃ الا المكتوبة ۱/۹۱ ط قدیمی کتب خانہ، کراچی)

المسجد وقد اقيمت الصلوة فصلی رکعتی الفجر فی المسجد الی اسطوانة وذلك بمحضر حذيفة وابی موسى . وروى مثله عن عمر بن الخطاب وابی الدرداء و ابن عباس ذكره ابن بطال فی شرح البخاری عن الطحاوی و عن محمد بن كعب قال خرج عبدالله بن عمر من بيته فاقيمت صلوة الصبح فرکع ركعتين قبل ان يدخل المسجد ثم دخل فصلی مع الناس وذلك مع علمه باقامة الصلوة و مثله عن الحسن و مسروق و الشعبي . انتهى كذا فی غنية المستملی (۱) .

پس ان وجوه ثلاثہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت فجر عموم حدیث سے مستثنیٰ ہے اس لئے فقہائے حنفیہ اس کے پڑھ لینے کی اجازت بعد اقامت فرض دیتے ہیں لیکن اسی مقام پر بغیر کسی حائل کے پڑھنا مکروہ ہے اور مخالط صف ادا کرنا سخت مکروہ ہے اس لئے کہ ان صورتوں میں مخالفت جماعت لازم آتی ہے اور صحابہ کرام جن سے سنتوں کا پڑھنا ثابت ہے وہ ایسی صورت سے ثابت ہے کہ یا تو خارج مسجد یا اسطوانہ یا ساریہ کے پیچھے پس انہیں صورتوں سے جائز ہوگا۔ فی غنية المستملی (۲) ثم السنة المؤكدة التي يكره خلافها في سنة الفجر وكذا في سائر السنن هو ان لا ياتي بها مخالطاً للصف بعد شروع القوم في الفريضة ولا خلف الصف في غير حائل وان ياتي بها اما في بيته وهو الا فضل او عند باب المسجد ان امكنه ذلك بان كان ثمة موضع يليق للصلوة وان لم يمكنه ذلك ففي المسجد الخارج ان كانوا يصلون في الداخل او في الداخل ان كانوا في الخارج ان كان هناك مسجد ان صيفى و شتوى وان كان المسجد واحداً فخلف اسطوانة ونحو ذلك كالعمود والشجرة وما اشبهها في كونها حائلاً والاتيان بها خلف الصف من غير حائل مكروه و مخالطاً للصف كما يفعله كثير من الجهال اشد كراهة لما فيه من المخالفة للجماعة. خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ جب نماز فرض شروع ہو جائے تو سنت یہ ہے کہ سنت فجر کو مکان میں پڑھے اور افضل یہی ہے یا دروازہ مسجد پر پڑھے (یعنی مسجد سے باہر۔ کما صرح بہ التہستانی و سیاتی ذکرہ) اگر وہاں پر کوئی جگہ نماز کے لائق ہو اور اگر دروازہ مسجد پر ممکن نہ ہو تو باہر والے درجہ میں پڑھے اگر جماعت فرض اندر ہو یا اندر پڑھے اگر جماعت باہر ہو اور اگر مسجد کا ایک ہی درجہ ہو تو ستون کے پیچھے یا اور کسی آڑ والی چیز کے پیچھے پڑھے اور صف کے پیچھے بغیر حائل کے پڑھنا مکروہ ہے اور صف کے برابر مخالط صف ہو کر پڑھنا جیسا کہ اکثر جاہل کرتے ہیں سخت مکروہ ہے اس عبارت سے خوب معلوم ہو گیا کہ افضل مکان میں پڑھنا ہے پھر مسجد کے باہر مسجد کے دروازہ پر اگر جگہ ہو پھر باہر والے درجہ میں اگر جماعت اندر ہو یا اندر والے درجہ میں اگر جماعت باہر ہو پھر کسی ستون یا آڑ کے پیچھے پڑھنا چاہئے رہا یہ کہ اگر درجہ بھی ایک ہو اور کوئی آڑ بھی نہ ہو تو کیا کرے اس کا حکم یہ ہے کہ سنت کو چھوڑ دے فرض میں شریک ہو جائے۔ فی الدر المختار (۳) بل يصلیها عند باب المسجد ان وجد مكاناً والا

(۱) (فروع فی شرح الطحاوی ص ۲۴۲ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) (فروع ص ۳۹۶ ط سہیل اکیڈمی لاہور) (۳) (باب أدراك الفريضة ۵۶/۲ ط سعید)

ترکھا لان ترک المکروه مقدمه علی فعل السنة . وفي ردا المحتار . قوله عند باب المسجد ای خارج المسجد كما صرح به القهستانی وقال فی العناية لانه لو صلاها فی المسجد کان متفلاً فیہ عند اشتغال الامام بالفريضة و هو مکروه فان لم یکن علی باب المسجد موضع للصلوة یصلیها فی المسجد خلف ساریة من سواری المسجد واشد ها کراهیة ان یصلیها مخالطاً للصف مخالفاً للجماعة والذی یلی ذلك خلف الصف من غیر حائل و مثله فی النهایة والمعراج . قوله والا ترکھا . قال فی الفتح و علی هذا ای علی کراهة صلاتها فی المسجد ینهی ان لا یصلی فیہ اذا لم یکن عند بابه مکان لان ترک المکروه مقدم علی فعل السنة غیر ان الکراهة تتفاوت فان کان الامام فی الصیفی فصلاته ایها فی الشتوی اخف من صلاتها فی الصیفی و عکسه واشد ما یكون کراهة ان یصلیها مخالطاً للصف كما یفعله کثیر من الجهلة انتهى . پس ان عبارتوں سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ اگر مسجد کے دروازہ پر جگہ نہ ہو اور مسجد میں کوئی موقع آڑکانہ ہو تو ایسی صورتوں میں سنتوں کو چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ آڑنہ ہونے کی صورت میں یا تو مخالط صف ہو کر پڑھے گا اور یہ سخت مکروه ہے یا صف کے پیچھے بغیر حائل کے پڑھے گا اور یہ بھی مکروه ہے اور کراہت کے ساتھ ادا کرنے سے چھوڑ دینا اچھا ہے۔ لان ترک المکروه مقدم علی فعل السنة . واللہ اعلم بالصواب . کتبہ العبد الضعیف الراجی رحمة مولاه محمد کفایت اللہ اوصلہ اللہ غایة ما یتمناه

حرر الاربع خلون . من شوال المکرم ۱۳۱۹ھ

جواب صحیح بہت درست ہے۔ سنت فجر مؤکدہ ہے۔ حتی الامکان مطابق سنت ادا کرے۔ فی النهایة اما انه یصلی فی المسجد وان قامت الجماعة فلان سنة الفجر اکدها قال النبی ﷺ صلوهما وان طرد تکم الخیل واما عند باب المسجد فلان الاشتغال بالنفل عند اشتغال الامام مکروه . واللہ اعلم و حکمہ احکم . کتبہ و صدقہ محمد اعظم غفرلہ اللہ ما اجرہم .

۴ شوال المعظم ۱۳۱۹ھ فی بلدة شاه جمانپور۔ الجواب صواب عبید الحق عنی عنہ۔

الجواب صحیح محمد ریاست علی خاں

جماعت ہو رہی ہو تو سنتیں کہاں پڑھی جائیں

(سوال) فجر کی سنت اگر جماعت ہو رہی ہو تو الگ ہو کر پڑھنی چاہئیں یا جماعت میں شامل ہو جانا چاہئے اگر وہ جائیں تو جماعت کے بعد ہی پڑھ لی جائیں یا سورج نکلنے پر پڑھی جائیں یا بالکل نہ پڑھی جائیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۹ شہباز خاں سب انسپکٹر پولیس۔

۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۲ء

(جواب ۵۰۰) فجر کی سنتیں جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد علیحدہ مقام میں جا کر پڑھی جائیں اور علیحدہ

کوئی جگہ نہ ہو تو جماعت میں شریک ہو جانا چاہیے (۱) اور جماعت کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے نہیں پڑھنا چاہیے آفتاب نکلنے کے بعد پڑھ لی جائیں تو بہتر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جماعت شروع ہونے کے بعد آنے والے کے لئے سنت فجر کا حکم

(سوال) ایک شخص بوقت فجر مسجد میں آتا ہے اور آگے جماعت ہو رہی ہے اب وہ پہلے سنتیں ادا کرے یا جماعت میں شریک ہو جائے؟ المستفتی ۴۱۱ سید محبوب حسن (نرائن گڈھ ضلع انبالہ)

۲۶ جمادی الثانیہ ۱۳۵۳ھ ۶ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۰۱) فجر کی جماعت شروع ہو جانے کے بعد کسی علیحدہ جگہ میں سنتیں ادا کرنے کا اتنا موقع مل جائے کہ سنت ادا کر کے فرض ایک رکعت مل سکے گی تو سنتیں ادا کر کے جماعت میں شریک ہو اور اگر کوئی علیحدہ جگہ میسر نہ ہو یا ایک رکعت فرض ملنے کی امید نہ ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے اور جماعت کے بعد سورج نکلنے سے پہلے سنتیں نہ پڑھے سورج نکلنے کے بعد چاہے تو پڑھے لے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سنت فجر رہ جائیں تو کب پڑھی جائیں

(سوال) زید کہتا ہے کہ اگر فجر کی سنتیں قضاء ہو جائیں تو بعد ادا کے فرض سنتیں پڑھ لے کوئی حرج نہیں بحر کہتا ہے کہ طلوع آفتاب سے قبل ہرگز سنتیں ادا نہیں کر سکتا اگر پڑھے گا تو گناہ گار ہو گا کس کا قول صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۵۴۴ فقیر احمد (سگر) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۰۲) فرض فجر ادا کرنے کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے سنتیں پڑھنا ممنوع ہے طلوع آفتاب کے بعد پڑھی جائیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بوقت جماعت آنے والوں کے لئے سنتوں کا حکم

(سوال) صبح کی جماعت کھڑی ہونے کے بعد ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جس نے صبح کی سنتیں نہیں

(۱) بل یصلیہا عند باب المسجد ان وجد مکاناً والیترکھا لان ترک المکرورہ مقدم علی فعل السنة الخ و فی الشامیة : عند باب المسجد ای خارج المسجد کما صرح به القہستانی وقال فی العنایة ولأنه لو صلاھا فی المسجد الخ (باب إدراك الفریضة ۲/ ۵۶۰ ط سعید)

(۲) أما إذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالإجماع (رد المحتار) باب إدراك الفریضة ۲/ ۵۷ ط سعید

(۳) بل یصلیہا عند باب المسجد ان وجد مکاناً والیترکھا الخ (الرد المحتار) باب إدراك الفریضة ۲/ ۵۶ ط سعید (و کرہ نفل — ولو سنة الفجر بعد صلاة فجر الخ) الدر المختار کتاب الصلاة ۱/ ۳۷۵ ط سعید

(۴) أما إذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس یالا جماع (رد المحتار) باب إدراك الفریضة ۲/ ۵۷ ط سعید

پڑھی تھیں اب یہ شخص جماعت میں بغیر سنت پڑھے شریک ہو جائے یا سنت پڑھ کر؟

انمستفتی نمبر ۹۶۱ رحمت علی (دہلی) ۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۳۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۰۳) فجر کی سنتیں فرض نماز شروع ہو جانے کے بعد ان شرائط کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہیں:

(۱) سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہو کر ایک رکعت ملنے کی قوی امید ہو۔

(۲) مسجد میں جماعت کے مقام پر سنتیں نہ پڑھی جائیں (۳) مسجد سے خارج کسی دالان میں یا حجرہ میں یا

دروازے کے باہر کسی جگہ میں ادا کی جائیں (۴) مسجد میں ادا کی جائیں تو جماعت سے آڑ کی جگہ ہو۔ اگر ان

شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی پوری نہ ہو تو سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شریک ہو جانا چاہئے (۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

فجر کی سنتیں رہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھی جائیں؟

(سوال) عن ابن عباس قال سمعت غیر واحد من اصحاب النبی ﷺ منهم عمر بن الخطاب

وکان من احبهم الی ان رسول اللہ ﷺ نہی عن الصلوة بعد الفجر حتی تطلع الشمس و عن

الصلوة بعد العصر حتی تغرب الشمس. ترمذی (۲) ص ۲۵ تجتبیائی دہلی.

صبح کی سنتیں اگر رہ جائیں تو کیا فرض سے فارغ ہو کر سورج نکلنے سے پہلے پڑھی جاسکتی ہیں بعض

لوگ روزانہ اس میں جھگڑتے ہیں حالانکہ یہ بالکل واضح حدیث موجود ہے یہ بھی جناب ہی واضح فرمادیں۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۰۴) صبح کی سنتیں اگر فرض سے پہلے نہ پڑھی جائیں تو پھر آفتاب نکلنے کے بعد پڑھی جائیں

فرض کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے پڑھنا حنفیہ کے نزدیک اسی حدیث کی وجہ سے جو آپ نے نقل کی ہے

منع ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل دوم۔ احکام سنن و نوافل

بوقت جماعت آنے والوں کے لئے سنتوں کا حکم

(الجمعیتہ مورخہ ۹ جون ۱۹۳۶ء)

(۱) و إذا خاف فوت رکعتی الفجر لا شتغاله بسنتها ترکها لکون الجماعة أكمل والإبان رجا أدراك رکعة فی ظاهر

المذهب لا یترکها بل یصلیها عند باب المسجد إن وجد مکانا والإ ترکها لأن ترک المکروه مقدم علی فعل السنة

(در مختار) قال الشامی: " قوله عند باب المسجد أى خارج المسجد كما صرح به القهستانی فإن لم یکن علی

باب المسجد موضع للصلاة یصلیها فی المسجد خلف ساریة من سواری المسجد وأشدھا کراهة أن یصلیها

مخالطاً للصف مخالفاً للجماعة (باب إدراك الفریضة ۲/ ۵۶ ط سعید)

(۲) (باب ماجاء فی کراهیة الصلاة بعد العصر و بعد الفجر ۱/ ۵ ط سعید)

(سوال) نماز فجر کی جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جس نے سنتیں نہیں پڑھی تھیں اب وہ بغیر سنتیں پڑھے جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۰۵) فجر کی سنتیں فرض نماز شروع ہو جانے کے بعد ان شرائط کے ساتھ ادا کی جاسکتی ہیں:-

(۱) سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہو کر ایک رکعت ملنے کی قوی امید ہو (۲) مسجد میں جماعت کے مقام پر سنتیں نہ پڑھی جائیں۔ (۳) مسجد سے خارج کسی دالان یا حجرے میں یا دروازے کے باہر کسی جگہ ادا کی جائیں۔ (۴) مسجد میں ادا کی جائیں تو جماعت سے آڑ کی جگہ ہو اگر ان شرطوں میں سے کوئی ایسی شرط بھی پوری نہ ہو تو پھر سنتیں چھوڑ کر فرضوں میں شریک ہو جانا چاہئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سلام کے بعد امام کے لئے محراب سے ہٹ کر سنتیں پڑھنا مستحب ہے

(سوال) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ منقول از الجواب المتین مصنفہ مولانا سید اصغر حسین صاحب مطبوعہ احمدی پریس ص ۱۹ حدیث اول ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جب فرض کے بعد سنت و نفل پڑھو تو ذرا آگے پیچھے یادائیں بائیں کو ہٹ جاؤ (ابو داؤد وابن ماجہ) حدیث دوم حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مسنون ہے یہ کہ امام نفل و سنت نہ پڑھے جب تک کہ اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائے (ابن ابی شیبہ و ابو داؤد از مغیرہ منقطعاً) سوال یہ ہے کہ کیا احادیث مذکورہ سے بعد فرضوں کے جگہ بدل کر سنت و نفل پڑھنا مسنون ہے اور یہ مسجد کے لئے ہے یا گھر میں نماز پڑھنے والوں کے لئے بھی ہے؟

(جواب ۵۰۶) فرض کی جگہ سے علیحدہ ہو کر سنن و نوافل پڑھنے کا استحباب اس بناء پر ہے کہ نماز پڑھنے والے کے لئے دو مقام گواہ بن جائیں یا فرائض و نوافل میں امتیاز ہو جائے اور اس بناء پر یہ استحباب مسجد کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مکان و مسجد دونوں میں پایا جائے گا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسنون ہے

(سوال) ما قولکم رحمکم اللہ کہ یہاں دو فرقہ ہو گیا ہے۔ ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ فرضوں کے بعد سنتوں کی تاخیر اللھم انت السلام و منک السلام الخ یا اس کے برابر کوئی دعا سے زائد مکروہ ہے۔ دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ حدیث سے جو دعائیں اور اذکار ثابت ہیں ان کا بعد فرضوں کے پڑھنا سنت ہے چاہے طویل ہو اور

(۱) و إذا خاف فوت رکعتی الفجر لا تشتغاله بسنتھا ترکھا لکون الجماعة أكمل و الإبان رجا إدراك رکعة فی ظاهر المذهب لا یترکھا بل یصلیھا عند باب المسجد إن وجد مکانا و إلا ترکھا لأن ترک المکروه مقدم علی فعل السنة (التنوير مع شرحه باب إدراك الفريضة ۵۶/۲ ط سعید)

(۲) ویکرہ للإمام التنفل فی مکانه لا للمؤتم (درمختار) و فی الشامیة: "أما المقتدی و المنفرد فانهما إن لبثا أو قاما إلى التطوع فی مکانهما الذی صلیا فیہ المکتوبة جاز و الأحسن أن يتطوع فی مکان آخر الخ (فصل فی تالیف الصلاة ۱/۵۳۱ ط سعید)

بعد دعا کے سنت اور نفل گھر میں جا کر پڑھنا افضل ہے اگرچہ گھر دور ہو غرضکہ اس مقدار سے زائد تاخیر کو کوئی مکروہ کہتا ہے اور کوئی سنت سوال یہ ہے کہ شامی کی عبارت (اذا تردد الحکم بین سنة و بدعة کان ترک السنة راجحاً علی فعل البدعة) (۱) کے مطابق یہ مقدار سے زائد تاخیر بدعت ہو گا یا نہیں؟ بیوا تو جروا

(جواب ۵۰۷) اذا تردد الحکم الخ سے مراد یہ ہے کہ کسی فعل کے سنت یا بدعت ہونے میں ایسا تردد ہو کہ کسی جہت کو ترجیح نہ ہو سکے تو ایسی حالت میں احتیاطاً ترک سنت راجح ہو گا فعل بدعت سے۔ لیکن اگر دلیل سے کسی جانب کی ترجیح ثابت ہو جائے تو اس راجح امر کو اختیار کرنا متعین ہے اور صورت مذکورہ فی السؤال میں روایات صحیحہ کثیرہ سے صراحتاً ثابت ہے کہ فرائض کے بعد اللهم انت السلام الخ سے زائد مقدار کی دعائیں آنحضرت ﷺ نے پڑھی ہیں اسی طرح نوافل کو گھر میں پڑھنے کا استحباب احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اس خصوص میں کوئی حدیث اس کے معارض بھی نہیں ہے تو یقیناً راجح یہی ہے کہ بعد فرائض اذکار و ادعیہ ماثورہ پڑھ کر گھر جا کر سنن و نوافل پڑھنا مسنون ہے (۲)

نماز مغرب سے پہلے نوافل کیوں مکروہ ہیں

(سوال) بعد غروب آفتاب قبل نماز مغرب حدیث صحیح سے دو رکعت نفل نماز پڑھنا ثابت ہے مگر حنفیہ کے نزدیک مکروہ لکھا ہے لہذا اس کے مکروہ ہونے کی کیا دلیل ہے؟

المستفتی ممتاز علی کلانور ضلع رتھک

(جواب ۵۰۸) بے شک صحیح حدیث سے بعض صحابہ کا اذان مغرب کے وقت دو رکعت نماز پڑھنا ثابت ہے مگر خود حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے کبھی نہیں پڑھی ہیں۔ عن منصور عن ابیہ قال ما صلی ابو بکر ولا عمر ولا عثمان الرکعتین قبل المغرب (عب و مسدد) (کذا فی کنز العمال) (۳) یعنی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھی ہیں اور فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے تسلیم کیا ہے کہ حضور ﷺ نے بھی نہیں پڑھی ہیں اما کونہ ﷺ لم یصلھما فلا ینفی الاستحباب الخ (۴) (فتح الباری) حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں یہ بھی لکھا ہے وروی عن ابن عمر قال ما رأیت احداً یصلیھما علی عهد النبی ﷺ و عن الخلقاء الاربعة و جماعة من الصحابة انھم کانوا لا یصلونھما (۵) یعنی حضرت ابن عمرؓ سے

(۱) (باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا ۱/۶۴۲ ط سعید)

(۲) عن جابر قال: "قال رسول الله ﷺ: "إذا قضی أحدکم الصلوة فی مسجده فلیجعل لیتہ نصیباً من صلاتہ فان اللہ جاعل فی بیتہ من صلاتہ خیراً" (مسلم باب استحباب النافلة فی بیتہ ۱/۲۶۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) (باب المغرب وما یتعلق بہ ۸/۵۰ ط بیروت لبنان)

(۴) (باب کم بین الأذان والإقامة ۲/۹۰ ط مصر)

(۵) (ایضاً)

مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں کسی کو یہ دور کعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور خلفائے اربعہ اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ یہ سب دور کعتیں نہیں پڑھتے تھے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کان رسول اللہ ﷺ يخرج علينا بعد غروب الشمس و قبل صلوة المغرب فيرانا نصلى فلا يامرنا ولا ينهانا (۱) (کنز العمال عن ابن النجار) یعنی آنحضرت ﷺ (حجرہ سے) باہر تشریف لاتے تھے تو ہم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے نہ تو ہم کو منع فرماتے تھے اور نہ نماز پڑھنے کے لئے حکم دیتے تھے۔

حنفیہ اس خیال سے کہ اس وقت نوافل کی اجازت سے فرض مغرب میں تاخیر ہوگی خلاف اولیٰ یا مکروہ تنزیہی کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(۲) مغرب اور عشاء کی سنتیں اور نوافل ثابت ہیں یا نہیں

(سوال) (۱) وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھی جاتی ہیں اس کو بیٹھ کر پڑھنا چاہیے یا کھڑے ہو کر؟ بہشتی زیور میں جناب مولانا اشرف علی صاحب نے کھڑے ہو کر پڑھنے کو لکھا ہے اور مفتاح الجنۃ میں لکھا ہوا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنا چاہیے (۲) ظہر کی نماز فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ جو پڑھی جاتی ہے اس کے بعد دو رکعت اور بیٹھ کر جو لوگ پڑھتے ہیں اس کی سند ہے یا نہیں؟ نیز مغرب کی دو رکعت سنت مؤکدہ اور عشاء کی دو رکعت سنت مؤکدہ کے بعد بھی لوگ دو رکعت اور بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۲۴ حبیب اللہ ضلع غازی پور۔ یکم شعبان ۱۳۵۲ھ م ۲۰ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۰۹) وتر کے بعد کی نفلیں کھڑے ہو کر پڑھنی بہتر ہیں تاکہ پورا ثواب ملے بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملے گا (۲) (۲) ہاں ان دو رکعت کی بھی سند ہے اور مغرب اور عشاء کے بعد دو سنت مؤکدہ ان کے بعد دو رکعت نفل کی بھی سند ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سنتوں اور نوافل کی نیت کس طرح کریں؟

(سوال) سنتوں اور نفلوں میں وقت کی پابندی ہے یا نہیں ہے مثلاً دو رکعت سنت رسول اللہ ﷺ کی

(۱) (باب المغرب وما يتعلق به ۵۳/۸ ط بیروت)

(۲) وكذا بناءً بعد الشروع بلا كراهة في الأصح "بحر" وفيه أجر غير النبي ﷺ على النصف إلا بعدد (الدر المختار) باب الوتر والنوافل ۳۶/۲ ط سعید

(۳) عن عائشة قالت: "قال رسول الله ﷺ: من ثاب على ثنتي عشر ركعة من السنة بنى الله له بيتاً في الجنة: أربع ركعات قبل الظهر وركعتين بعدها وركعتين بعد المغرب وركعتين بعد العشاء وركعتين قبل الفجر (ترمذی) باب ماجاء فيمن صلى في يوم وليلة ثنتي عشره ركعة من السنة ۹۴/۱ ط سعید) وسن مؤكداً أربعاً قبل الظهر وركعتان قبل الصبح وبعده الظهر وبعده المغرب والعشاء (التنوير و شرحه) باب الوتر والنوافل ۱۳/۲ ط سعید

وقت ظہر کہنا چاہیے یا نہیں؟ یا صرف دو رکعت سنت سنت رسول اللہ ﷺ کی منہ طرف کعبہ شریف کے کہنا چاہیے؟

المستفتی ۲۲۴ شہباز خاں سب انسپکٹر پولیس ضلع کرنال۔ ۶ اذیقعدہ ۱۳۵۲ھ ۳ مارچ ۱۹۳۴ء
(جواب ۵۱۰) سنتوں اور نفلوں میں وقت کا نام لینے کی ضرورت نہیں اور سنت رسول اللہ کی یہ لفظ کہنے کی بھی ضرورت نہیں صرف یہ کہنا چاہیے نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنت واسطے خدا کے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ

وتر کے بعد نوافل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر
(سوال) نوافل بعد وتر میں خصوصاً اور دوسرے نوافل میں عموماً کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پڑھنے میں افضلیت کا کوئی درجہ ہے یا نہیں؟ قیام کو فضیلت ہے یا قعود کو؟

المستفتی نمبر ۵۰۹ حاجی قاسم احمد سورتی۔ ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۶ جولائی ۱۹۳۵ء
(جواب ۵۱۱) نوافل کھڑے ہو کر پڑھنے میں پورا ثواب ملتا ہے اور بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے اس میں تمام نوافل برابر ہیں وتر کے بعد کی نفلوں کا اس حکم سے تخصیص کا ثبوت نہیں ہے آنحضرت ﷺ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب ملتا تھا اگر حضور اکرم ﷺ نے وتر کی نفلیں بیٹھ کر پڑھی ہیں تو ہم اپنے کو حضور ﷺ پر قیاس نہیں کر سکتے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

سنتوں کے لئے اذان کا انتظار ضروری نہیں

(سوال) سنت پڑھنے کے واسطے اذان کا انتظار ضروری ہے یا نہیں؟ جیسا کہ جمعہ و عشاء و ظہر کے وقت چار رکعت سنت پہلے پڑھی جاتی ہیں بغیر اذان ہوئے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۲۴ شیخ شفیق احمد (ضلع موگھیر)۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء
(جواب ۵۱۲) سنت پڑھنے کے واسطے اذان کا انتظار ضروری نہیں جمعہ اور ظہر اور فجر کی سنتیں اذان سے پہلے پڑھی جاسکتی ہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ

سنتیں گھر میں پڑھ کر آنے والے کے لئے تحیۃ المسجد کا حکم

(سوال) زید نفل و سنت پڑھ کر گھر سے مسجد آیا تو کیا یہ تحیۃ المسجد بھی پڑھ سکتا ہے؟ یعنی سنتوں اور فرض

(۱) وکفی مطلقاً نية الصلاة وإن لم يقل لله لنفل وسنة راقية الخ (الدر المختار بحث النية ۱/۴۱۷)
(۲) ویتنفل مع قدرته علی القيام قاعداً..... أحر غیر النبی ﷺ علی النصف إلا بعذر (التنوير و شرحه باب الوتر والنوافل ۲/۳۶ ط سعید)
(۳) لشر طیکہ وقت ہو چکا ہو۔

کے درمیان؟

المستفتی نمبر ۶۵۸ مجیدی دواخانہ بمبئی . ۲۷ رجب ۱۳۵۲ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۵۱۳) نماز کی مؤکدہ سنتیں گھر سے پڑھ کر آنا اور فرض نماز میں دیر ہے تو مسجد میں آکر تھیجہ
المسجد پڑھ لینا سنت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فرضوں سے پہلے اور بعد سنتوں کی کیا حکمت ہے؟

(سوال) فرضوں سے پہلے یا بعد جو سنتیں پڑھی جاتی ہیں یہ کس لئے قرار دی گئیں؟

المستفتی نمبر ۶۹۹ حکیم مولوی سید عبداللہ شاہ۔ ۹ شوال ۱۳۵۲ھ ۵ جنوری ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۱۴) ان سنن مؤکدہ کا حکم ہمارے لئے تو اتنا کافی ہے کہ حضور ﷺ نے پڑھی ہیں اور پڑھنے
کی ہم کو بھی تعلیم اور تاکید فرمائی ہے اس کے علاوہ ایک حکمت بھی حدیث سے ہمیں معلوم ہو گئی ہے کہ
فرائض میں اگر کچھ نقصان رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ ہماری سنن و نوافل سے پورا کر دیا
جائے گا اور یہ بہت بڑا فائدہ اور بڑی اہم مصلحت ہے (۲) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) جمعہ کی پہلی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھے؟

(۲) ظہر کی چار سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھیں؟

(۳) فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھ سکتے ہیں؟

(سوال) (۱) جمعہ کی چار رکعت سنت اگر کسی کو نہیں ملی تو فرض کے بعد اس کو ادا کرے یا اس سنت کو پہلے ادا
کرے جو فرض کے بعد پڑھی جاتی ہے؟ (۲) ظہر کی سنتوں کا کیا حکم ہے؟ (۳) فجر کی سنت اگر کسی نے نہیں
پڑھی اور فرض پڑھ چکا ہے تو سنت کس وقت ادا کرے اور نیت کس طرح کرے؟ سنت کی قضاء پڑھے یا
نہ پڑھے؟

المستفتی نمبر ۷۷۹ محمد رفیع سوداگر چرم - ضلع میدانی پور

یکم ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۱۵) جمعہ سے پہلے کی چار رکعتیں نماز کے بعد پڑھ لے اور چاہے انہیں پہلے پڑھ لے یا بعد
والی پہلے پڑھے دونوں جائز ہیں (۲) (۳) یہ بھی دونوں طرح جائز ہے (۴) (۳) بعد تظلم آفتاب پڑھ

(۱) ویسن تحیة رب المسجد وہی رکعتان الخ (تنویر مع شرحہ) و فی الشامیة : والحاصل أن المطلوب من داخل
المسجد أن یصلی فیہ الخ (باب الوتر والنوافل) مطلب تحیة المسجد ۱۸/۲ ط سعید

(۲) عن عبد اللہ بن شقیق قال : " سئلت عائشة عن صلوة رسول اللہ ﷺ عن تطوعہ فقالت : " کان یصلی فی بیئتی
قبل الظہر أربعاً ثم یدخل فیصلی بالناس ثم یدخل فیصلی رکعتین و کان یصلی بالناس المغرب ثم یدخل فیصلی
رکعتین و یصلی بالناس العشاء و یدخل بیئتی فیصلی رکعتین الخ (مسلم) باب جواز النافلة قائماً و قاعداً و فعل بعض
الرکعة قاعداً و بعضها قائماً ۲۵۲/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

(۳) بخلاف سنة الظہر و کذا الجمعة إنه یترکها و یقتدی ثم یأتی بها فی وقتہ الخ (الدر المختار) باب إدراک
الفریضة ۵۸/۲ ط سعید

(۴) (ایضاً)

سکتا ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وتر سے پہلے دو رکعت نفل کا ثبوت

(سوال) وتر کے قبل جو دو رکعت نفل لوگ پڑھتے ہیں ان کا کہیں ثبوت ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۰۴۱ مولوی عبدالقدوس صاحب امام مسجد (ترکمان دروازہ دہلی)

۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۷ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۱۶) عشاء کے بعد دو رکعتیں تو سنت مؤکدہ ہیں اور دو نفل ہیں آنحضرت ﷺ سے ان کا ثبوت ہے۔ بخاری (۲) میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ صلی رسول اللہ ﷺ العشاء ثم جاء فصلى اربع ركعات ثم نام ثم قام الخ یعنی آنحضرت ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر گھر میں آئے اور چار رکعتیں پڑھیں پھر سو گئے پھر (تہجد کے لئے) اٹھے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہیں یا نہیں؟

(سوال) وتر کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنا حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۲۱ عبدالحمید صاحب (مارواڑ) ۸ اذیقعدہ ۱۳۵۵ھ م کیم فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل حضور اکرم ﷺ سے بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہے ابو داؤد شریف میں یہ روایت کہ حضور اکرم ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے موجود ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) وتر کے بعد جو دو رکعت نفل نماز پڑھی جاتی ہے اس کو بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہو کر؟

المستفتی نمبر ۱۳۱۷ شمس الدین صاحب (مانڈلے برما) ۱۵ صفر ۱۳۵۶ھ م ۲۷ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۱۸) وتر کے بعد دو رکعتیں نفل کی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) إذا فاتت (سنة الفجر) وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالإجماع وقال محمد "أحب إلى أن يقضيها إلى الزوال" كما في الدرر قيل هذا قريب من الاتفاق لأن قوله: "أحب إلى" دليل على أنه لو لم يفعل لا لوم عليه وقال: "لا يقضى وإن قضى فلا بأس به (رد المحتار) باب إدراك الفريضة ۵۷/۲ ط سعید

(۲) (باب الوتر ۱/۱۳۵ ط قديمي كتب خانة كراچی)

(۳) عن عائشة. أن رسول الله ﷺ كان يوتر بتسع ركعات ثم أو تر بسبع ركعات و ركع ركعتين وهو جالس بعد الوتر يقرأ فيهما فإذا أراد أن يركع قام فركع ثم سجد (باب في صلاة الليل ۱/۱۹۸ ط مكتبة امداديه ملتان)

(۴) و يتنفل مع قدرته على القيام قاعداً لا مضطجعا إلا بعذر أجر غير النبي ﷺ على النصف إلا بعذر الخ (التنوير مع شرحه) باب الوتر والتوافل ۲/۳۶ ط سعید

سنت مؤکدہ کے تارک کا حکم

(سوال) امام مسجد لوگوں کو بتلاتا ہے کہ سنت مؤکدہ کا ادا کرنا یا بجالانا کوئی ضروری نہیں ہے پڑھنا نہ پڑھنا مساوی ہے اس کا حکم شرعی فرما کر مسئلہ کو روشن فرمادیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۲۱ اسراج الدین صاحب ملتانى۔ ۲۰ ربيع الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۱۹) سنن مؤکدہ کا تارک علیٰ الدوام گناہ گار اور تارک علی الاستخفاف کا فرہے اور اگر ترک احیاناً یا ضرورتاً یا کسی عذر سے ہو جائے تو جائز ہے۔ الذی یتظہر من کلام اهل المذہب ان الاثم منوط بترك الواجب او السنة المؤکدة علی الصحيح لتصریحهم بان من ترك سنن الصلوة الخمس قيل لا یأثم والصحيح انه یأثم ذکرہ فی فتح القدیر (کذا فی رد المحتار) (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نوافل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) نوافل کا کھڑے ہو کر پڑھنا تو یقیناً بیٹھ کر پڑھنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے لیکن کسی وقت کی نفل کو بیٹھ کر پڑھنے میں کھڑے ہو کر پڑھنے جیسا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ حبیب حسین (بہار) ۱۹ ربيع الثاني ۱۳۵۶ھ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۳۰) تمام نوافل کا یہی حکم ہے کہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے مگر آدھا ثواب ملتا ہے اس سے کوئی نفل مستثنیٰ نہیں ہے (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نفل کا ثواب فرض کے برابر نہیں

(سوال) اگر کوئی شخص پہچانہ نماز کا پابند نہ ہو اور وہ عید میلاد النبی ﷺ کے روز یا شب میں نوافل ادا کرے تو کیا ان نوافل دوگانہ سے کوئی فائدہ یا ثواب حاصل نہ ہوگا؟

المستفتی نمبر ۲۰۸۵ شیخ عبداللہ مولا بخش صاحب بمبئی نمبر ۸۔

۲۶ رمضان ۱۳۵۶ھ یکم ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۲۱) نوافل جو ادا کئے جائیں گے اس کا ثواب خدا تعالیٰ کی طرف سے ملے گا یہ دوسری بات ہے کہ ترک فرائض کے عقاب کے مقابلے میں وہ کچھ فائدہ بھی پہنچا سکتے ہیں یا نہیں؟ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

چند احادیث کا مطلب

(سوال) حسب ذیل احادیث کا کیا مطلب ہے؟

(۱) (کتاب الطہارة) مطلب فی السنة و تعریفها ۱/۱۰۴ ط سعید
(۲) و یتنفل مع قدرته علی القيام قاعداً لا مضطجعاً إلا بعذر۔ اجر غیر النبی ﷺ علی النصف إلا بعذر الخ (التنویر مع شرحہ) باب الوتر والنوافل ۲/۳۶ ط سعید

(الف) (۱) اذا اقيمت الصلوة فلا صلوة الا المكتوبة (۱) (۲) عن ابن عمر انه ابصر رجلا يصلي الركعتين والمؤذن يقيم فحصبه وقال اتصلي الصبح اربعا (۳) وروينا عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه كان اذا راى رجلا يصلى وهو سمع الاجابة ضربه (۴) ووقع نحو هذه القصة ايضا لا بن عباس رضي الله تعالى عنهما قال كنت اصلى واخذ المؤذن في الاقامة فجبذني النبي ﷺ وقال اتصلي الصبح اربعا. اخرجه ابن خزيمة وابن حبان والبراز والحاكم وغيرهم.

(ب) اور مسجد کے دالان میں جس میں جماعت ہو رہی ہو یا صف کے پیچھے ستون کی آڑ کافی ہوگی یا جماعت میں شریک ہو جائیں اور جماعت ہونے کی حالت میں اسی دالان میں سنت پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۵۳ عبدالحق صاحب دہلی۔ ۹ اذیقعدہ ۱۳۵۸ھ ۳۱ م ستمبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۵۲۲) حدیث نمبر اکا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب (فرض) نماز کی تکبیر ہو جائے تو سوائے فرض کے اور کوئی نماز نہیں حدیث نمبر ۲ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے دیکھا کہ مؤذن تکبیر کہہ رہا ہے اور ایک آدمی سنتیں پڑھتا ہے (یعنی پڑھنا چاہتا ہے) تو انہوں نے اس آدمی پر کنکری پھینکی اور فرمایا کہ کیا فجر کی چار رکعتیں پڑھے گا۔ حدیث نمبر ۳ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ جب دیکھتے کہ کوئی آدمی تکبیر سن رہا ہے اور پھر (اپنی علیحدہ) نماز پڑھتا ہے تو اسے مارتے۔ حدیث نمبر ۴ کا مطلب یہ ہے کہ ایسا واقعہ حضرت ابن عباسؓ کو بھی پیش آیا کہ وہ نماز پڑھنے لگے اور مؤذن نے تکبیر شروع کی تو آنحضرت نے انہیں کھینچ لیا اور فرمایا کہ کیا تم صبح کی چار رکعتیں پڑھو گے ان روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ فرض نماز کی تکبیر ہونے کے بعد اس جگہ سنتیں پڑھنے کی ممانعت ہے کیونکہ اس جگہ سنتیں پڑھنے سے صورتہ جماعت کی مخالفت لازم آتی ہے نیز صبح کی چار رکعتیں اکٹھی ہو جانے کی شکل پیدا ہو جاتی ہے لیکن اگر مسجد سے خارج یا آڑ کی جگہ میں سنتیں ادا کی جائیں تو بشرطیکہ ایک رکعت فرض مل جانے کا ظن غالب ہو تو یہ جائز ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ سے یہ عمل مروی ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ عمل کہ اقامت ہو جانے پر سنتیں پڑھنے والے کے کنکری ماری اور فرمایا کہ کیا فجر کی چار رکعتیں پڑھے گا حدیث نمبر ۲ میں مذکور ہے اور انہیں سے یہ عمل بھی ثابت ہے کہ اقامت ہو جانے کے بعد انہوں نے حضرت حصہؓ کے گھر میں جا کر سنتیں پڑھیں اور پھر آکر جماعت میں شامل ہوئے۔ وضح عنہ (ای ابن عمر) انه قصد المسجد فسمع الاقامة فصلى ركعتي الفجر في بيت حفصة ثم دخل المسجد فصلى مع الامام (۲) (فتح الباری ص ۳۶۹ ج ۳ طبع ہند) اسی طرح حضرت ابن عباس اور حضرت ابو الدرداء اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے فرض کی اقامت ہو جانے کے بعد مسجد سے باہر یا مسجد میں جماعت کی جگہ سے آڑ میں ہو کر سنتیں پڑھ لیں پھر جماعت میں شامل ہوئے ان

(۱) (بخاری 'باب إذا أقيمت الصلوة فلا صلوة إلا المكتوبة ۹۱/۱ ط قدیمی کتب خانہ' کراچی)

(۲) (باب إذا أقيمت الصلاة فلا صلوة إلا المكتوبة ۲/۲۷ ط مصر)

روایات سے ثابت ہوا کہ یہ الوالعزم فقہاء صحابہؓ ممانعت کو اسی صورت پر محمول سمجھتے تھے کہ سنتیں جماعت فرض کی جگہ پڑھی جائیں اور مسجد سے خارج یا آڑ کی جگہ میں اقامت ہو جانے کے بعد بھی پڑھنے کو جائز سمجھتے تھے اور پڑھ لیتے تھے۔ (۱)

(۲) جس جگہ جماعت ہو رہی ہو اسی جگہ سنتیں پڑھنا جائز ہے یا تو خارج مسجد پڑھی جائیں یا جماعت کی جگہ سے علیحدہ کسی آڑ کی جگہ میں پڑھے اور ایک رکعت فرض کی مل جانے کا پورا بھر وسہ ہو ورنہ جماعت میں شامل ہو جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

جماعت کے وقت سنتیں پڑھیں یا نہیں؟

(سوال) جماعت شروع ہو جانے کے بعد سنتوں کی نیت باندھنا کیسا ہے؟

(جواب ۵۲۳) جب فرض نماز کی جماعت شروع ہو جائے اس کے بعد سنتوں کی نیت نہ باندھی جائے صرف فجر کی سنتیں جماعت کی جگہ سے علیحدہ کسی جگہ پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے ایک رکعت ملنے کا یقین ہو تو ایسا کرے ورنہ فرض نماز میں شریک ہو جائے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

ظہر کی سنتیں پڑھتے وقت جماعت کھڑی ہو جائے تو کیا کرے؟

(سوال) متعلق سنن ظہر

(جواب ۵۲۴) ظہر کی سنتیں جو فرض شروع ہونے سے پہلے پڑھ رہا تھا اگر درمیان فرض شروع ہو جائیں تو سنتیں پوری کر کے سلام پھیرے اور فرض میں شامل ہو جائے لیکن اگر دو رکعت پر سلام پھیر کر فرض میں شریک ہو جائے اور پھر چاروں رکعتیں فرض کے بعد ادا کر لے تو یہ بھی جائز ہے پہلی صورت بہتر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

سنت پڑھے بغیر امامت کرا سکتا ہے

(سوال) ایک امام صاحب بوقت ظہر ٹھیک جماعت کے مقررہ ٹائم پر تشریف لائے مقتدی دوسرے

(۱) لما روی الطحاوی وغیرہ عن ابن مسعود أنه دخل المسجد وأقيمت الصلاة فصلی ركعتی الفجر فی المسجد إلى الأستوانة وذلك بمحضر حذيفة وأبي موسى ومثله عن أبي الدرداء وابن عباس وابن عمر كما سندہ الحافظ الطحاوی فی شرح الآثار ومثله عن الحسن ومسروق والشعبي "شرح المنية" (رد المحتار) كتاب الصلاة ۳۷۸/۱ ط سعید

(۲) وكذا يكره التطوع عند إقامة الصلاة المكتوبة لحديث إذا أقيمت الصلاة فلا صلوة إلا المكتوبة إلا سنة فجر إن لم يخف فوت جماعتها الخ (التنوير و شرحه كتاب الصلاة ۳۷۸/۱ ط سعید)

(۳) قال فی التنوير و شرحه: "والشارع فی النفل لا يقطع مطلقاً ويتمه ركعتين وكذا سنة الظهر وسنة الجمعة إذا أقيمت أو خطب الإمام يتمها لربعا على القول الراجح لأنها صلاة واحدة (باب إدراك الفريضة ۵۸/۲ ط سعید)

صاحب کو نماز پڑھانے کے لئے کھڑا کرنے لگے اتنے میں امام صاحب آگئے اور بغیر سنت مؤکدہ پڑھے امام نے فرض پڑھا دیئے عمر و کتا ہے کہ اس طرح بغیر سنت پڑھے فرض نماز پڑھانا جائز نہیں اور نماز نہیں ہوتی عمر و کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۲۵) بغیر سنت پڑھے فرض پڑھا دینے سے نماز ہو جاتی ہے یہ کہنا کہ نماز جائز نہیں ہوئی غلط ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سنتیں کس وقت تک مؤخر کر سکتا ہے؟

(سوال) بعد فرض کے سنتوں کی تاخیر کس مقدار تک اچھا ہے اور کس مقدار سے زائد تاخیر مکروہ ہے؟ (جواب ۵۶۲) زیادہ تاخیر کو حنفیہ نے مکروہ فرمایا ہے اور زیادہ تاخیر سے مراد یہ ہے کہ اذکار ماثورہ کی مقدار سے زائد ہو (۲) والتفصیل فی رسالتنا النفائس المرغوبہ واللہ اعلم.

محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

سنتوں اور نفلوں کے بعد دعا

(سوال) سنتوں اور نفلوں کے بعد بھی دعا کرنا ہر شخص کے لئے خواہ امام ہو یا مقتدی سنت ہے یا مستحب ہے یا کیا؟

(جواب ۵۲۷) انفراداً دعا مانگنا امام و مقتدی ہر ایک کے لئے سنتوں اور نفلوں کے بعد بھی جائز ہے اور اجتماعاً بھی۔ بشرطیکہ التزام و اعتقاد سعیت نہ ہو اور اجتماعی دعا کا افضل طریقہ یہ ہے کہ بعد فرائض اور قبل سنن و نوافل ہو (۳) وقد حققنا ذلك فی رسالتنا النفائس المرغوبہ. واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

سنن و نوافل گھر میں پڑھنا بہتر ہے

(سوال) بعد فرضوں کے سنتیں اپنے گھروں میں جا کر پڑھنی چاہئیں یا مسجد میں؟

(۱) لحديث عائشة أن النبي ﷺ كان إذا فاتته الأربع قبل الظهر قضاهن بعده" (رد المحتار، باب ادراك الفريضة ۵۸/۲ ط سعید)

(۲) ويكره تاخير السه إلا بقدر اللهم انت السلام الخ قال الحلواني: "لا بأس بالفصل بالأوراد واختار الكمال الخ (الدر المختار، فصل في تأليف الصلاة ۱/ ۵۲۰ ط سعید) (۳) إن الدعاء المعمول في زماننا بعد الفريضة رافعین أيديهم على الهتية الكذائية لم تكن المواظبة عليه في عهده عليه السلام، نعم الأذعية بعد الفريضة ثابتة كثيراً بلا رفع اليدين و بدون الاجتماع وثبوتها متواتر و ثبت الدعاء متواتراً مع رفع اليدين بعد النافلة في واقعتين..... وقال بعض الأحناف من اهل العصر: "ان رفع اليدين لما ثبت في مواضع الآخر يعدى إلى الدعاء بعد المكسوبة أيضاً واستدل بالعموم ايضاً (العرف الشذى على الترمذى باب ماجاء في كراهية أخص الإمام نفسه بالدعاء ۱/ ۸۶ ط سعید)

(جواب ۵۲۸) سنن و نوافل کا گھر میں ادا کرنا افضل ہے یہی اصل حکم ہے احادیث صحیحہ سے اور فقہ حنفی سے ثابت ہے۔ الافضل فی السنن و النوافل المنزل . لقوله عليه السلام صلوة الرجل فی المنزل افضل الا المكتوبة الخ (فتاویٰ عالمگیری) (۱) عموم حدیث میں فرضوں سے پہلے اور بعد کی سنتیں داخل ہیں ہاں تراویح بوجہ سنت جماعت مستثنیٰ ہے۔ ذکر الحلوانی الافضل ان یؤدی کله فی البیت الا التراویح (فتاویٰ عالمگیری) (۲) واللہ اعلم کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ سنہری مسجد دہلی

ظہر کی سنتیں رہ جائیں تو پہلے دو پڑھے یا چار
(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی جائے اور پہلی چار سنتیں رہ گئی ہوں تو پہلے دو سنت پڑھے یا چار؟
(جواب ۵۲۹) ظہر کے فرضوں سے پہلے کی سنتیں اگر جماعت میں شریک ہو جانے کی وجہ سے رہ جائیں تو فرضوں کے بعد اختیار ہے چاہے پہلے چار سنتیں پڑھے اور پھر دو یا پہلے دو پڑھے پھر چار۔ دونوں طرح جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جہاں سنتیں پڑھیں وہاں فرض پڑھنا جائز ہے
(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال) جس جگہ سنت پڑھی جاتی ہے اس جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ فرض نماز پڑھنا کیا شرعی حکم ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۳۰) جس جگہ سنت نماز پڑھی جائے فرض کے لئے اس جگہ سے ہٹنا ضروری نہیں ہے (۴)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (الباب التاسع فی النوافل ۱/۱۱۳ ماجدیہ)

(۲) (ایضاً)

(۳) بخلاف سنة الظهر و كذا الجمعة فإنه إن خاف فوت ركعة يتركها و يقتدى ثم يأتي بها على أنها سنة في وقتها أي الظهر قبل شفعه عند محمد و به يفتي (درمختار) أقول " و عليه المتون لكن رجح في الفتح تقديم الركعتين " قال في الإمداد: " وفي فتاوى العتابي أنه المختار و في مبسوط شيخ الإسلام إنه الأصح " لحدیث عائشة إنه عليه الصلاة والسلام كان إذا فاتته الأربع قبل الظهر يصلين بعد الركعتين وهو قول أبي حنيفة و كذا في جامع قاضي خاں (رد المحتار) باب إدراك الفريضة ۵۸/۲ ط سعید

(۴) أما المقتدى والمنفرد فإنهما إن لبثا أو قام إلى التطوع في مكانهما الذي صليا فيه المكتوبة جاز الخ (رد المحتار) فصل في تالیف الصلاة ۱/۵۳۱ ط سعید) جہاں فرض پڑھے ہیں وہاں سنت پڑھ سکتا ہے تو سنت والی جگہ پر بطریق اولیٰ فرض پڑھنا جائز ہے۔

فصل سوم۔ تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد

نماز فجر اور مغرب سے پہلے تحیۃ الوضو و تحیۃ المسجد کا حکم
(سوال) تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد فجر اور مغرب کی نماز سے قبل پڑھنا کیسا ہے؟
المستفتی نمبر ۵۴۴ محمد مقصود احمد خاں (تانبوے) ۲۹ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۳۱) تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد فجر یعنی صبح صادق ہو جانے کے بعد اور غروب شمس کے بعد
فرض سے پہلے پڑھنا حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل چہارم۔ نماز استسقاء

استسقا نماز ہے یا صرف دعا و استغفار
(سوال) استسقاء کے لئے نماز ہے یا صرف دعا و استغفار اگر نماز ہے تو باجماعت و باخطبہ ہے یا فرداً فرداً؟
المستفتی نمبر ۱۶۴۴ مظفر احمد صاحب (ضلع رنگ پور) ۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۳۱ جولائی ۱۹۳۳ء
(جواب ۵۳۲) استسقاء کے لئے نماز شرط ہے اور صرف دعا و استغفار بھی کافی ہے نماز باجماعت و باخطبہ کا بھی
ثبوت ہے اور فرداً فرداً پڑھ لی جائے تو جب بھی مضائقہ نہیں۔ لہ صلوة بلا جماعة مسنونہ بل ہی
جائزہ و بلا خطبہ و هذا قول الامام و قال محمد یصلی الامام او نائبہ رکعتین کما فی الجمعة
ثم یخطب ای یسن له ذلك (خلاصہ ما فی الدر المختار و رد المحتار) وان صلوا فرادی جاز
فہی مشروعة للمنفرد (در مختار) قوله هو دعاء وذلك ان يدعو الامام قائماً مستقبل القبلة
رافعاً یدیه والناس قعود مستقبلین القبلة یؤمنون علی دعاء الخ (رد المحتار) (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نماز استسقاء کا طریقہ

(سوال) موجودہ امساک بارش سے دہلی اور اس کے اطراف میں سخت بے چینی ہو رہی ہے اس کے واسطے
سوائے باری عزوجل کی بارگاہ میں حاضری اور انکساری کے کوئی چارہ نہیں اس لئے عرض ہے کہ نماز استسقاء
کے روز اور کس وقت اور کس صورت میں ادا کی جائے آیا اس میں عورتیں اور بچے، جانور اور ان کے بچوں کی

(۱) وكذا الحكم من كراهة نفل و واجب لغيره لا فرض و واجب لعينه بعد طلوع فجر سوى سنته لشغل الوقت به
تقدیراً حتی لو نوى تطوعاً كان سنة الفجر بلا تعيين و قبل صلاة المغرب كراهة تاخيره إلا يسيراً (التنوير و شرحه
كتاب الصلاة ۱/ ۳۷۵-۳۷۶ ط سعید)

(۲) (رد المحتار) باب الاستسقاء ۲/ ۱۸۴ ط سعید

حاضری بھی افضل ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۸۳ حاجی عبدالغنی صاحب یلماران (دہلی) ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۱ اگست ۱۹۳۷ء (جواب ۵۳۳) امساک باراں بھی مجملہ ان مصائب کے ہے جو اعمال شنیعہ اور معاصی کے ارتکاب پر بطور انتقام کے حضرت حق جل شانہ کی طرف سے مخلوق پر نازل ہوتی ہیں ان مصائب کا اصل علاج تو ان گناہوں سے باز آجانا استغفار تضرع جالانا صدقہ و خیرات کرنا پھر حضرت حق کی بارگاہ رحمت سے حاجت طلب کرنا ہے بارش طلب کرنے کے لئے بھی ضروری ہے کہ پہلے فسق و فجور اور طرح طرح کی معصیتوں سے جن میں مبتلا ہیں توبہ کریں لوگوں کے مظالم اور حقوق ادا کریں اور معاف کرائیں نیکو کاری اور صلاحیت اختیار کریں اور یہ سب کام جلد سے جلد کر کے بارش کی دعائنگنے کے لئے میدان میں نکلیں اور وہاں بھی توبہ و استغفار تضرع و زاری کے ساتھ کریں اور دو رکعت نماز بھی ادا کریں زینت اور تفاخر کا لباس پہن کر نہ جائیں بلکہ پرانا پھٹا پیوند لگا ہوا لباس پہنیں تو بہتر ہے بوڑھوں اور بچوں کو ساتھ لے جانا بھی بہتر ہے تین روز تک باہر نکلنا اور استغفار و تضرع کرنا نماز ادا کرنا چاہئے دو رکعتیں پڑھی جائیں پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ دوسری میں هل اتك حدیث الغاشیة پڑھی جائے پھر امام مختصر سا خطبہ پڑھے جس میں لوگوں کو گناہوں سے توبہ کھڑے اور بچنے اور حقوق العباد ادا کرنے کی نصیحت کرے اسی درمیان میں چادر پلٹ لے پھر قبلہ رخ کھڑا ہو جائے لوگ بیٹھے رہیں اور سب مل کر ہاتھ اٹھا کر دعائنگلیں ہاتھوں کو سر سے اونچا نہ کریں سامنے کو زیادہ پھیلائیں ہتھیلیاں طلب بارش کے موقع پر آسمان کی طرف اور رفع مصیبت کی دعا کے موقع پر زمین کی طرف کریں دعائناایت خشوع و خضوع اور تضرع کے ساتھ کی جائے (۱) اور آنحضرت ﷺ سے جو دعائیں ماثور ہیں وہ افضل ہیں ان میں سے ایک دعا یہ ہے۔

اللهم اسقنا غيثاً مغيثاً نافعاً غير ضارٍ عا جلاً غير آجلٍ اللهم اسق عبادك و بهائمك وانشر رحمتك واحي بلدك العميت اللهم انت الله لا اله الا انت الغني و نحن الفقراء انزل علينا الغيث وجعل ما انزلت لنا قوة و بلاغاً الى حين غير مسلم کو ساتھ نہ لے جائیں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

نماز استسقاء پرانے کپڑوں کے ساتھ میدان میں پڑھی جائے
(سوال) (۱) قحط سالی کے موقع پر نماز استسقاء کے لئے جنگل میں جا کر دعائنگنی افضل ہے یا نہیں؟ (۲)

(۱) يخرج الإمام و يصلي بهم ركعتين يحهر فيهما بقراءة كذا في المضممرات الأفضل أن يقرأ سبح اسم ربك الاعلى في الاولى و هل اتك حدیث الغاشية في الثانية كذا في العيني شرح الهداية ويخطب خطبتين بعد الصلاة ويدعو الله يسبحه ويستغفر للمؤمنين والمؤمنات فإذا مضى صدر من خطبته قلب رداءه ثم يشتغل بدعاء الاستسقاء قائماً والناس قعود مستقبلون ويخرجون مشاة في ثياب حلقة أو غسيلة أو رفعة متذللين خاشعين متواضعين لله تعالى ناكسي رؤسهم ولا يخرج أهل الذمة في ذلك مع أهل الاسلام (عالمگیریة) الباب التاسع عشر في الاستسقاء ۱/ ۱۵۳، ۱۵۴ ط ماجديه كونه

نماز استسقاء کے لئے ننگے سر پہرہ نہ جانا افضل ہے یا نہیں اگر نہیں تو حاجی عبدالغنی متولی عید گاہ نے کیوں یہ فتویٰ جاری کیا کہ ننگے سر پہرہ نہ جانا افضل ہے (۳) ایک شخص اپنے آپ کو اللہ کی درگاہ میں عاجزانہ ننگے سر پہرہ پیش کرتا ہے دوسرا شخص اپنے آپ کو لباس سے آراستہ و پیراستہ پیش کرتا ہے لہذا ان دونوں میں سے اللہ کے نزدیک کس کا عمل پسندیدہ ہے۔ فقط

المستفتی نمبر ۱۷۲۶-۱۷۲۷ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۳۴) (۱) برہنہ یا سر برہنہ نماز استسقاء کے لئے جانے کا حکم میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ حاجی عبدالغنی صاحب سے دریافت کیا جائے کہ انہوں نے کس بنا پر یہ لکھا تھا اور اگر کسی فتوے کی بنا پر انہوں نے لکھا ہے تو اس فتویٰ لکھنے والے سے دریافت کیا جائے (۲) پرانے اور پیوند لگے ہوئے کپڑے پہن کر جانا سر جھکائے ہوئے جانا پیدل جانا عاجزی اور خشوع و مسکنت ظاہر کرتے ہوئے جانا تو بے شک مستحب ہے جنگل میں جانا اور استغفار کرنا نماز پڑھنا و عامانگنا یہ سب ثابت ہے (۳) فقر و حاجت و تواضع و خشوع ظاہر کرنے کے موقع پر پھٹے پرانے کپڑے پہن کر جانا مناسب ہے اور کتب فقہ میں اس کی ترغیب بھی موجود ہے اگر ننگے سر ننگے پاؤں جانے کی ترغیب بھی کسی جگہ موجود ہو تو مضائقہ نہیں مگر میں نے نہیں دیکھی (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) نماز استسقاء سے پہلے تین روزے رکھنا مستحب ہے

(۲) نماز استسقاء کے لئے کوئی وقت مقرر ہے یا نہیں؟

(۳) نماز استسقاء میں تکبیرات زوائد ہیں یا نہیں؟

(سوال) (۱) زید کہتا ہے کہ جب بارش کی قلت ہو تو سب مسلمان پہلے تین روزے رکھیں اور چوتھے دن جنگل کی طرف نماز کے لئے نکلیں اور اپنے دعوے کی دلیل میں شافعی المذہب ہونے کی وجہ سے ”منہاج الطالبین و عمدۃ المفتین“ تالیف الامام التحق ناصر السنۃ ابن زکریا یحییٰ بن شرف النوی کی عبارت ذیل کا حوالہ پیش کرتا ہے۔ ویامر الامام بصیام ثلاثة ایام اولاً الخ

عمر و کہتا ہے کہ استسقاء کے روزوں کے متعلق صحاح ستہ میں کوئی حدیث نہیں لہذا روزے رکھنا بدعت ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا جواز صیام کے متعلق کوئی حدیث نہیں ہے اور امام شافعی نے اجماع یا قیاس سے یہ مسئلہ مستنبط فرمایا ہے؟ اگر کوئی حدیث ہو تو تحریر فرمائیں

(ب) زید کہتا ہے کہ صلوٰۃ استسقاء کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں استدلال کتاب مذکور کی عبارت ”ولا تختص بوقت العید فی الاصح“ سے پیش کرتا ہے عمر و کہتا ہے کہ صبح (وقت عید) کے سوا صلوٰۃ

(۱) ویخرجون مشاة فی ثياب خلقة او غسيلة او رفعة متذللین خاشعین متواضعین للہ تعالیٰ لا کسی روزہ

الخ (عالمگیریہ، الباب التاسع عشر فی الاستسقاء ۱/ ۱۵۴ ماجلیدہ)

استسقاء کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں بلکہ صبح کے سوا کسی غیر وقت میں پڑھنا خلاف سنت و ناجائز ہے دونوں میں سے کس قول پر عمل کیا جائے؟

(ج) زید کہتا ہے کہ صلوة استسقاء عید کی طرح ہے یعنی عید کی طرح صلوة استسقاء میں بھی پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیرات زائد ہیں ثبوت وہی رکعتان کعید۔ کتاب مذکور کی عبارت سے پیش کرتا ہے عمر و اس کے خلاف کہتا ہے آیازید صواب پر ہے یا عمرو۔

(نوٹ) چونکہ یہاں شافعی المذہب کثرت سے ہیں نیز کچھ احناف بھی ہیں دونوں کا خیال مد نظر رہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۸۴ عبد الحمید صاحب خطیب (بمبئی) ۲۵ رجب ۱۳۶۰ھ ۲۰ اگست ۱۹۴۱ء
(جواب ۵۳۵) (الف) نماز استسقاء کے لئے باہر جانے سے پہلے تین دن روزے رکھنے کا حکم دینا امام کے لئے مستحب ہے۔ یہ فقہ حنفی کی معتبر کتابوں مثلاً در مختار، طحطاوی علی مراقی الفلاح میں موجود ہے يستحب للامام ان يامر الناس اولاً بصيام ثلاثة ايام و ما اطاقوا من الصلوة والخروج عن المظالم والتوبة من المعاصي ثم يخرج بهم في اليوم الرابع (۱) در مختار. و طحطاوی (۲) علی مراقی الفلاح و لفظ الاخير. اور فقہ شافعی میں بھی یہ حکم مذکور ہے. و يامرهم الا دم لصيام ثلاثة ايام اولاً والتوبة والتقرب الى الله تعالى والخروج من المظالم في الدم والعرض والمال لان لكل مما ذكر اثر في اجابة الدعاء ويخرجون الى الصحراء في الرابع صياما في ثياب بذلة و تخشع (منهاج الطالبين) (۳) روزہ رکھنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ لوگ پہلے سے ذرا تیار ہو جائیں اور گناہوں سے بچنے اور استغفار اور تضرع کرنے کی صلاحیت ہو جائے۔

(ب) نماز استسقاء کے لئے عید کی نماز کا وقت ضروری ہے یا نہیں تو اس میں حنفیہ شافعیہ دونوں عید کے وقت کو لازم نہیں سمجھتے مگر اس کو بہتر اور افضل جانتے ہیں (۴)

(ج) نماز استسقاء میں حنفیہ کے نزدیک تکبیرات زوائد نہیں (۵) اور شافعیہ کے نزدیک پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیرات زوائد ہیں جیسے عید میں (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

(۱) (باب الاستسقاء ۱۸۵/۲ ط سعید)

(۲) (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۳۱ ط مصر)

(۳) (باب الاستسقاء ص ۲۲ ط المكتبة التجارية الكبرى مصر)

(۴) قالت عائشة: مخرج رسول الله ﷺ حين بدأ حاجب الشمس الخ (ابوداؤد) باب رفع اليدين في الاستسقاء ۱۷۲/۱ ط مكتبة امداديه ملتان)

(۵) وروى ابن كاهن عن محمد أنه يكبر فيها زوائد كما في العيد والمشهور عدم التكبير (حلبی كبر) باب الاستسقاء ص ۴۲۷ سهيل اكيذمي لاهور) وهل يكبر للزوائد فيه خلاف (در مختار) وفي الشامية: "ففي رواية ابن كاهن عن محمد يكبر الزوائد كما في العيد" والمشهور من الرواية عنهما أنه لا يكبر كما في الحلبة (باب الاستسقاء ۱۸۴/۲ ط سعید)

(۶) وصلاته ركعتان كصلاة العيد. وصلی ركعتين كبر في الأولى سبع تكبيرات وقرأ سبح اسم ربك الأعلى وفي الثانية هل أناك حديث الغاشية وكبر خمس تكبيرات (المجموع شرح المهذب للنووي باب صلاة استسقاء ۷۳/۵)

فصل پنجم - صلوة الحاجتہ

صلوة الحاجتہ کا طریقہ

(سوال) قول جمیل میں حضرت شاہ ولی اللہ ایک جگہ صلوة الحاجتہ کی چار رکعت اس ترکیب سے ارقام فرماتے ہیں کہ اول رکعت میں فاتحہ کے بعد آیہ کریمہ سوبار پڑھے دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین سوبار تیسری رکعت میں بعد فاتحہ افوض امری الی اللہ چوتھی میں بعد فاتحہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل سوبار پڑھے سوال یہ ہے کہ اس نماز میں دوسری رکعت کے اندر فاتحہ کے بعد بغیر سورۃ ملائ رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین کا پڑھنا قائم مقام سورۃ کے ہو جائے گا یا نہیں؟ جب کہ قرآن شریف کے اندر ربہ انی مسنی الضر آیا ہے یہ دعا ہو گئی یا آیت قرآنی ہی رہی اسی طرح و افوض امری کے بجائے افوض امری پڑھنا اس میں کچھ ہرج تو نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۸۶ محمد حبیب الرحمن سیوہارہ۔ ۴ دسمبر ۱۹۳۲ء

(جواب ۵۳۶) اس نماز میں بہتر صورت یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد قل هو اللہ پڑھے پھر پہلی رکعت میں آیہ کریمہ سوبار دوسری میں رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین سوبار تیسری میں افوض امری الی اللہ سوبار چوتھی میں حسبنا اللہ و نعم الوکیل سوبار۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھے اس صورت میں رب کا اضافہ اور و افوض میں سے واو کی کمی سے کوئی شبہ نہیں رہے گا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

فصل ششم - تحیۃ الوتر

وتر کے بعد دو رکعت نفل ثابت ہے

(الجمعیتہ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) بعد وتر دو رکعت نفل جس کو تحیۃ الوتر کہتے ہیں اس کا ثبوت ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۳۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل کا ثبوت ہے ترمذی شریف میں روایت موجود ہے (۲)

محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ

(۱) وأربع صلاة الحاجة (درمختار) وفي الشامية: "وذكر أنها أربع ركعات بعد العشاء وأن في الحديث المرفوع يقرأ في الأولى الفاتحة مرة وآية الكرسي ثلاثاً وفي كل من الثلاثة الباقية يقرأ الفاتحة والإخلاص والمعوذتين مرة مرة (رد المحتار) باب الوتر والنوافل مطلب في صلاة الحاجة ۲/۲ ط سعید

(۲) عن أم سلمة أن النبي ﷺ كان يصلي بعد الوتر ركعتين وقد روى نحو هذا عن أبي امامة وعائشة وغير واحد من النبي ﷺ (ابواب صلاة الوتر باب ماجاء لا وتر ان في ليلة ۱/۱۰۸ ط سعید)

آٹھواں باب

دعا بعد نماز

سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعائیں ثابت نہیں

(سوال) ہماری مسجد میں ایک پیش امام صاحب سنت و نفل کے بعد جماعت کے ساتھ دعا مانگنے کو بدعت کہتے ہیں اور ہماری طرف کے اکثر علماء کا بھی یہی خیال ہے کہ ثانی دعا نہیں مانگنی چاہیے؟

المستفتی نمبر ۳۲۸ حاجی عبدالصمد (ضلع ستارا) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۱۹ جون ۱۹۳۴ء
(جواب ۵۳۸) سنت اور نفل کے بعد اجتماعی طور پر دعا مانگنے کا طریقہ نہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں تھا نہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں اس لئے اسے سنت و مستحب سمجھنا صحیح نہیں اس کے لئے رسالہ نفائس مرغوبہ میں میں نے پوری تفصیل لکھ دی ہے اسے ملاحظہ کیا جائے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

سوال مثل بالا

(سوال)

(جواب ۵۳۹) (۵۴۱) مروجہ دعائے ثانی کا کوئی ثبوت شریعت میں نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ

سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف پھرنے کی کیا وجہ ہے؟

(سوال) حدیث سنن میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فرض نماز سے سلام پھیرتے تو آپ داہنی یباہیں طرف ہو جاتے اور قبلہ سے رخ پھیر لیتے تھے حالانکہ آداب دعا سے ہے کہ بوقت دعا قبلہ رخ ہو کر دعا کی جائے۔؟

المستفتی نمبر ۶۵۰ ابو محمد عبدالجبار (رنگون) ۲۳ رجب ۱۳۵۴ھ م ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۵۴۰) جماعت کے مسلمانوں کا احترام کہ ان کی طرف پیٹھ کئے ہوئے نہ بیٹھے رہیں قبلہ کے احترام سے زیادہ ہے نماز میں تو مجبوری تھی کہ استقبال قبلہ فرض ہے دعا میں استقبال قبلہ مستحب تھا مگر اس میں مسلمانوں کا احترام اس کے منافی تھا اس لئے احترام مومن کو احترام قبلہ پر ترجیح دی تھی دعا کرنے والا رو قبلہ ہو کر دعا مانگے اس کے لئے یہ بہتر ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) اس کی مفصل بحث جواب نمبر ۵۵۸ میں آ رہی ہے

(۲) (ایضاً)

(۳) عن سمرة بن جندب قال: "كان رسول الله ﷺ إذا صلى صلاة اقبل علينا بوجهه" (بخاری) استقبال الإمام الناس إذا سلم ۱/۱۱۷ ط قدیمی کتب خانہ کراچی) قال الأبصری: "والصحيح أن معناه أنه عليه الصلاة والسلام كان إذا فرغ من الصلوة استقبال المأمومين (مرقاة للقاری) باب الدعاء فی الشہد ۳/۳۰ ط مکتبہ حبیبہ کانسی روڈ کونہ

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا حکم

(سوال) فرض نماز کے بعد امام بلند آواز سے دعائنگتہ اور مقتدی آمین کہتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟ یہ تو ٹھیک ہے کہ سنن ونوافل کے بعد انتظار کرنا اور اجتماعی دعائنگتہ سنت کے خلاف ہے مگر فرضوں کے بعد دعائنگتہ تو ثابت ہے۔

المستفتی نمبر ۷۹۱ محمد نور (ضلع جالندھر) ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ۲ مارچ ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۴۱) اس طریقہ کو ضروری اور لازمی نہ سمجھا جائے تو مباح ہے مگر سنن ونوافل کے بعد سب کا موجود رہنا اور پھر اس طریقہ سے دعائنگتہ واجب ترک ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز فجر و جمعہ کے بعد فاتحہ پڑھنے اور مصافحہ کرنے کا حکم

(سوال) یہاں اکثر مقامات پر بعد نماز فجر اور بعد نماز جمعہ بوقت دعابآواز بلند فاتحہ پڑھا جاتا ہے اور بعد نماز ایک دوسرے سے مصافحہ کیا جاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۵۶ قاضی حکیم محمد نور الحق (چام راج نگر) ۲۱ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۴۲) نماز فجر اور نماز جمعہ کے بعد باآواز بلند فاتحہ پڑھنے اور بعد نماز ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے کا کوئی شرعی ثبوت نہیں ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز کے بعد تین مرتبہ دعا کرنا بدعت ہے

(سوال) نماز کے بعد تین دفعہ دعائنگتہ سے روکنا کیا صحیح ہے؟ ایسا ہی جمعہ کی رات سورۃ الملک پڑھنے سے روکنا اور اس کو بدعت کہنا بنیبت اجتماعی کے ساتھ ٹھیک ہے؟

المستفتی نمبر ۹۵۷ مولوی عبدالحلیم (ضلع پشاور)

۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۴۳) نماز کے بعد تین تین بار دعائنگتہ کا التزام بدعت ہے سورہ ملک کو بہیبت اجتماعی پڑھنے کو رسم بنالینا بھی بدعت ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ولتعلم أن الدعاء المعمول في زماننا من الدعاء بعد الفريضة رافعين أيديهم على الهيئة الكذائية . لم تكن المواظبة عليه في عهده عليه الصلاة والسلام الخ (العرف الشذی علی الترمذی' باب ما جاء في كراهية أن يحض الإمام نفسه بالدعاء ۱/۸۶ ط سعید)

(۲) قراءة الفاتحة بعد الصلاة جهراً للمهمات بدعة الخ (الدر المختار' كتاب الحظروالإباحة فصل في البيع ۶/۲۳ ط سعید)

(۳) وقد صرح علمائنا وغيرهم بكراهة المصافحة المعتادة عقب الصلوات مع أن المصافحة سنة، وما ذلك إلا لكونها لم تؤثر في خصوص هذا السوضع' فالمواظبة عليها فيه توهم العوام بأنها سنة فيه ولذا منعوا عن الاجتماع لصلوة الرغائب التي احدثها بعض المتعبدین الخ (رد المختار' باب صلاة الجنائز ۲/۲۳۵ ط سعید)

ہر نماز کے بعد فاتحہ و اخلاص پڑھ کر ایصالِ ثواب کرنا

(سوال) ملک دکن میں اکثر مقامات پر جو پیش امام ہوتے ہیں وہ بعد ختم ہو جانے نمازوں کے اس الفاظ کے ساتھ (الفاتحہ) کہتا ہے آخر کے حاضرین مقتدی امام مسجد کے برابر فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھا کر سورۃ الفاتحہ و سورۃ الاخلاص و درود پڑھ کر حضرت سرور کائنات ﷺ کی روح پاک پر ثواب پہنچا کر جمیع مومنین و المؤمنات و المسلمین و المسلمات کی روحوں کو بطفیل سرور کائنات بخشتے ہیں اس فعل پر ایک شخص مسمی زید انکار کرتا ہے کہ یہ فعل مدائمت کرنے کی وجہ سے بالکل ناجائز اور لفظ الفاتحہ کا لفظ ہر وقت استعمال کرنا فعل شیطانی ہے؟ المستفتی نمبر ۱۲۱۰ ایم اے رشید۔ ۳ رجب ۱۳۵۵ھ یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۴۴) ہاں نماز کے بعد الفاتحہ کہہ کر مذکورہ سوال عمل کا التزام طریقہ سلف صالحین نہ تھا اور نہ کسی حدیث یا قول صحابی یا قول مجتہد سے ثابت ہے اس لئے اس کو ترک کر دینا ہی لازم ہے ہر شخص کو ہر وقت اختیار ہے کہ وہ جس نقلی عبادت یا نیک کام کا ثواب حضور اکرم ﷺ کو پہنچانا چاہے وہ عمل کرے اور ثواب پہنچائے لیکن اس کو ایک طریقہ لازمہ بنا لینا اور پھر نہ کرنے والے کو طعن و تشنیع کرنا اس کو بدعت اور ناجائز بنا دیتا ہے (۱) واللہ الموفق۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سوال مثل بالا

(سوال) یہاں اس ضلع میں دستور ہے کہ اکثر مساجد میں پیش امام صاحب بعد ختم نماز پجگانہ کے بالعموم اور نماز صبح اور مغرب کے بالخصوص سورہ فاتحہ اور تین مرتبہ سورہ اخلاص جسکو عام طور سے فاتحہ کہتے ہیں پڑھ کر اس کا ثواب مسلمانوں کی ارواح کو پہنچاتے ہیں تو اس طرح تخصیص کے ساتھ نماز کے بعد فاتحہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۲۸۳ محمد گھوڑو خاں صاحب (ضلع دھارواڑ)

۱۹ شوال ۱۳۵۵ھ ۳ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۴۵) فرائض پجگانہ یا ان میں سے کسی خاص نماز (مثلاً نماز فجر یا عصر) کے بعد یہ مروجہ فاتحہ جس کا سوال میں ذکر ہے اس اہتمام کے ساتھ بے اصل ہے اس کے لئے آپ رسالہ نفائس مرغوبہ ملاحظہ فرمائیں اس رسالہ میں اس مسئلہ کی پوری تحقیق ہے (۲)

دعا بعد نماز عید ہے یا خطبہ کے بعد؟

(سوال) ہمارے اطراف میں یہ عادت جاری ہے کہ بعض جگہ بعد نماز عیدین امام مع جماعت دعا کرتے ہیں اور بعض مقامات میں بعد خطبہ عیدین کے دعا کرتے ہیں زید کہتا ہے کہ یہ دعانہ کرنا چاہیے اور

(۱) دیکھئے رسالہ "نفائس مرغوبہ فی حکم الدعاء بعد المكتوبة" ط میر محمد کتب خانہ کراچی

(۲) (ایضاً)

دلیل کے لئے کتاب علم الفقہ کی یہ عبارت پیش کرتا ہے بعد نماز عیدین کے یا بعد خطبہ کے دعا مانگنا نبی ﷺ اور ان کے اصحاب اور تابعین سے منقول نہیں اگر ان حضرات نے کبھی دعا مانگی ہوتی تو ضرور نقل کی جاتی لہذا بغرض اتباع دعائے دعا مانگنا دعا مانگنے سے بہتر ہے (علم الفقہ جلد دوم ص ۱۷۳ مصنفہ مولوی عبدالشکور صاحب لکھنؤ) نیز کتاب مذکور کے اسی صفحہ پر حاشیہ پر یہ عبارت بھی مندرج ہے مولانا شیخ عبدالحی اور مولانا محمد نعیم صاحب مرحوم نے بھی اپنے فتوے میں ایسا ہی لکھا ہے اب سوال یہ ہے کہ ہم حسب عادت عمل کریں یا زید کے قول پر۔

المستفتی نمبر ۱۳۱۵ حافظ صاحب (میل و شمارم) ۳۱ از یقعدہ ۱۳۵۵ھ م ۲۷ جنوری ۱۹۳۷ء (جواب ۵۴۶) یہ صحیح ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام سے یہ بات منقول نہیں ہوئی کہ نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد دعا مانگتے تھے اس لئے ان دونوں موقعوں میں سے کسی کو دعا کے لئے اس خیال سے متعین کرنا کہ اس موقع پر دعا مسنون ہے درست نہیں لیکن بخاری شریف اور دیگر صحاح ستہ کی کتابوں سے یہ ثابت ہے کہ کوئی عام اور اجتماعی دعا ہوتی تھی جس میں تمام عورتیں بھی شریک ہوتی تھیں حالانکہ حائضہ عورتیں نماز سے علیحدہ رہتی تھیں (۱) اس لئے دعا کو بالکل ترک کر دینا اس حدیث صحیح کے خلاف ہوگا پس راجح یہ ہے کہ امام اور جماعت ایک اجتماعی دعا مانگیں خواہ نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد اور جس موقع پر بھی مانگیں اس کو دعا کے لئے مخصوص اور مسنون نہ سمجھیں اور نماز کے بعد دعا مانگنے والے خطبہ کے بعد دعا مانگنے والوں کو ملامت نہ کریں اور اسی طرح خطبہ کے بعد دعا مانگنے والے نماز کے بعد دعا مانگنے والوں پر طعن نہ کریں۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

دعا نماز کے بعد ہو یا خطبہ کے

(سوال) بعد نماز عید خطبہ دعا مانگنا چاہیے یا نہیں، حضور اکرم ﷺ، صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا کیا معمول تھا؟ المستفتی نمبر ۱۳۳۳ محمد عزت خاں صاحب (ضلع ہردوئی)

۲۲ از یقعدہ ۱۳۵۵ھ، ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۷) عیدین کے اجتماع میں ایک بار اجتماعی دعا مانگنا تو ثابت ہے مگر یہ ثابت نہیں کہ یہ اجتماعی دعا نماز کے بعد یا خطبہ سے پہلے ہوتی تھی یا خطبہ کے بعد اس لئے ایک دعا مانگنا جائز ہے خواہ نماز کے بعد مانگی جائے یا خطبہ کے بعد ان میں سے جس موقع پر مانگی جائے خاص اسی موقع کو دعا کے لئے مخصوص اور مسنون نہ سمجھنا چاہیے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) عن ام عطیة قالت: "أمرنا أن نخرج فنخرج الحيض والعواتق وذوات الخدور... فأما الحيض فيشهدن جماعة المسلمين ودعوتهم ويعترزن مصلاهم (بخاری، باب خروج النساء والحيض إلى المصلی ۱/۱۳۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) عن ام عطیة قالت: "أمرنا أن نخرج فنخرج الحيض والعواتق وذوات الخدور... فأما الحيض فيشهدن جماعة المسلمين ودعوتهم (بخاری، باب خروج النساء والحيض إلى المصلی ۱/۱۳۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

فرض نماز کے بعد امام کس طرف منہ کر کے بیٹھے

(سوال) امام کے لئے بعد فراغ فرائض انحراف عن القبلة ایمن وایسر پہلو پر ہو کر دعائمانگنی ہر ایک پہچگانہ فرض کے بعد مستحب ہے یا بعض کے بعد۔ زید کہتا ہے کہ ہر ایک پہچگانہ فرض کے بعد انحراف عن القبلة کرنا مستحب ہے خالد کہتا ہے کہ صرف عصر و فجر کی نماز کے بعد مستحب ہے۔ دلیل میں فتاویٰ در مختار مطبع احمدی کی یہ عبارت پیش کرتا ہے۔ وفي الخانية يستحب للامام التحول يمين القبلة يعنى يسار المصلى للتفعل. نیز نور الايضاح نزل الثوى تقریر و حاشیہ ترمذی شریف بحوالہ فتح القدر شرح منیہ کبیری وغیرہ پیش کرتا ہے عبارت مذکورہ بالا کا واضح مطلب واحناف فقہاء کرام کا محقق و مفتی بہ قول مع حوالہ کتاب نقل عبارت کے ساتھ تحریر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی نمبر ۱۵۵۱ محمد حبیب حسین و محفوظ الکریم (صوبہ بہار)

۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۸) فرائض کے بعد دعا کے لئے دائیں یا بائیں مڑ کر بیٹھنا دونوں طرح جائز ہے خواہ کوئی نماز ہو عصر و فجر کی تخصیص نہیں ہے عبارت منقولہ سوال تو جگہ بدلنے کے متعلق ہے اس میں للتفعل کا لفظ اس کی دلیل ہے کہ وہ سنن و نوافل کے لئے تحول کو مستحب بتانے کے متعلق ہے اور یہ قول سلاحتہ و یکرہ للامام التفل فی مکانہ لا للمؤتم کے بیان کیا گیا ہے اور منیہ سے رد المحتار میں یہ عبارت منقول ہے۔ ان کان فی صلوة لا تطوع بعدها فان شاء انحراف عن یمنہ او یسارہ او ذهب الی حوائجہ او استقبال الناس بوجہہ وان کان بعدها تطوع وقام یصلیہ یتقدم او یتاخر او ینحرف یمینا او شمالا او یدھب الی بیتہ فیتطوع ثمہ. (۱) یعنی اگر ایسی نماز ہو جس کے بعد نفل نہیں مثلاً عصر و فجر تو چاہے دائیں جانب مڑے چاہے بائیں جانب یا چاہے تو اٹھ کر اپنے کام کو چلا جائے یا لوگوں کی طرف منہ کر لے اور اگر ایسی نماز میں ہو جس کے بعد سنن و نوافل ہیں اور کھڑے ہو کر سنت یا نفل شروع کر دے تو آگے بڑھ جائے یا پیچھے ہٹ جائے یا دائیں جانب یا بائیں جانب پھر جائے یا گھر میں جا کر سنن و نوافل پڑھے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

مغرب کی نماز کے بعد دعا مختصر ادعائمانگنی جائے

(سوال) زید کہتا ہے کہ ہر نماز کے بعد خلوص دل سے اور حضور قلب کے ساتھ گڑگڑا کر دعائمانگنی چاہئے اور بجر کا کہنا ہے کہ مغرب کی نماز میں زیادہ دعائمانگنا مکروہ ہے بلکہ سلام پھیر کر منہ پر ہاتھ پھیر لینے چاہئیں دونوں میں سے کون سی صورت بہتر ہے دعائمانگنی چاہئے یا صرف سلام پھیر کر منہ پر ہاتھ پھیر لینے چاہئیں۔ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی۔

(جواب ۵۴۹) مغرب کے بعد ہی مختصر دعا مانگ لے بغیر دعا کے صرف ہاتھ منہ پر پھیر لینا فضول ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نماز کے بعد با واز بلند کلمہ کا ورد

(سوال) ایک شخص جو شیخ وقتہ کا پابند نہیں ہے اور جب کبھی وہ نماز پڑھتا ہے تو با واز بلند کلمہ توحید پڑھتا ہے وہی شخص فرض یا جماعت کے فوراً بعد کلمہ توحید پڑھے تو مستحب ہے یا بدعت؟

المستفتی نمبر ۲۰۵۱ ظفر یار خاں صاحب (ہردوئی) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ ۵ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۵۰) با واز بلند کلمہ شریف پڑھنا مباح ہے مگر اس کو لازم کر لینا درست نہیں (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

بعد نماز عید و عاشورا ہے یا نہیں؟

(سوال) بعد نماز عیدین نبی کریم ﷺ سے دعا ثابت ہے یا نہیں بر تقدیر عدم ثبوت دعا جائز یا مستحسن ہے یا نہیں اگر جائز ہو تو کیوں اور ناجائز ہے تو کس بناء پر۔ نیز اگر بعد خطبہ کے بھی دعا کی جائے تو کیا حرج ہوگا؟

المستفتی نمبر ۲۰۶۶ مولوی بشیر احمد صاحب (سورت) ۹ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۳ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۵۱) عیدین کی نماز یا خطبہ کے بعد خصوصی طور پر دعا مانگنے کا کوئی صریح ثبوت نہیں ہے لیکن بخاری اور دیگر صحاح ستہ کی اس حدیث میں جو عورتوں کو عیدین میں جانے اور لے جانے کے متعلق ہے یہ الفاظ وارد ہیں۔ فلیشہدن الخیر و دعوة المؤمنین ولیعتزلن المصلی (۳) یعنی حائضہ عورتیں بھی جائیں اور نیکی اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہو جائیں ہاں نماز سے علیحدہ رہیں اس سے اتنا نکلتا ہے کہ ایک اجتماعی دعا غالباً ہوتی تھی لیکن نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد اس کا پتہ کسی روایت سے نہیں ملا پس ایک اجتماعی دعا نماز یا خطبہ کے بعد کر لینا تو ٹھیک ہے لیکن جہاں پر کی جائے اس جگہ کی خصوصیت کو مسنون نہ قرار دیا جائے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

دعائیں ”حینا ربنا بالسلام“ کا اضافہ

(سوال) نماز کے بعد جو دعائے مسنون اللہم انت السلام میں جو جملہ حینا ربنا بالسلام عوام پڑھا

(۱) ویکرہ تأخیر السنة إلا بقدر اللہم انت السلام الخ (الدر المختار، باب صفة الصلاة ۱/ ۵۳۰ ط سعید)

(۲) وإذا کبر وابتعد الصلاة علی اثر الصلاة فإنه یکره وإنه بدعة (عالمگیریة، الباب الرابع فی الصلاة والذکر والتسبیح ۵/ ۳۱۹ ط ماجدیہ)

(۳) (بخاری، باب خروج النساء والحیض الی المصلی ۱/ ۱۳۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

کرتے ہیں آنجناب کو معلوم ہے کہ حدیثوں میں اس دعائیں یہ جملہ نہیں ہے حینا بمعنی احینا (ہمیں زندہ رکھ) لیتے ہیں کیا اس کا کوئی ثبوت جناب کی تحقیق میں کتب سنت سے ملتا ہے ثانیاً کیا فی نفسہ اس قسم کا جملہ یعنی حینا کے ساتھ بالسلام کا ہونا عربیت میں صحیح اور ثابت ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۵۶ مولوی غلام قادر صاحب مظفر گڑھ۔

۲۶ شوال ۱۳۵۶ھ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۵۲) حینا ربنا بالسلام روایت تو ثابت نہیں مگر معنی اور عربیت کے لحاظ سے غلط نہیں ہے۔ قال الفراء حیاك الله ابقاك الله و حیاك الله ای ملكك الله و حیاك الله ای سلمه عليك (لسان العرب) (۱) و فی موضع آخر یقال احياء الله و حياہ بمعنی واحد اس تصریح سے ثابت ہوا کہ حینا ربنا بالسلام کے معنی احینا و ابقنا کے صحیح ہیں۔ و فی المرثیة تحینی بالسلام اخر عمر الخ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

امام سلام کے بعد کس طرف منہ کر کے بیٹھے؟

(سوال) امام کو بعد نماز صبح و عصر پس از سلام دو اناجانب شمال ہی مڑ کر بیٹھنا چاہیے یا گاہے شمال رو اور گاہے سمت جنوب اور کبھی پشت بقبلہ بیٹھنا لازم ہے ایک ہی رخ کے اختیار کر لینے کی نسبت کیا حکم ہے؟
المستفتی نمبر ۲۴۲۹ مولوی محمد ابراہیم صاحب۔ گورگاؤں چھاؤنی۔

۲۲ شوال ۱۳۵۵ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۵۳) امام کو تینوں صورتوں پر گاہے گاہے عمل کرنا چاہیے کبھی دائیں طرف مڑے، کبھی بائیں طرف اور کبھی مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے کسی ایک بنیت کو اعتقاد لیا عملاً لازم کر لینا مکروہ ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

نماز کے بعد دعا کتنی دیر تک مانگی جائے؟

(سوال) نماز کے بعد امام کو دعا کتنی دیر مانگنی چاہیے؟

(جواب ۵۵۴) دعا اتنی مانگی جائے کہ مقتدیوں پر شاق نہ ہو اور ان کو تطویل ناگوار نہ ہو (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) (۴/۲۱۶.۲۱۷ ط دار صادر بیروت لبنان)

(۲) إن كان في صلاة لا تطوع بعدها فإن شاه الحرف عن يمينه أو يساره أو ذهب إلى حوائجه أو استقبل الناس لوجهه وإن كان بعد ما تطوع و قام يصلية يتقدم أو يتأخر أو ينحرف يمينا و شمالا الخ (رد المحتار باب صفة الصلاة ۱/۵۳۱ ط سعید)

(۳) ويكره تأخير إلا بقدر اللهم أنت السلام الخ (الدر المختار باب صفة الصلاة ۱/۵۳۰ ط سعید)

بعد نماز دعائیں ”ربنا و تعالیٰ“ کی زیادتی

(سوال) بعد نماز کے جو دعا پڑھی جاتی ہے اس میں تبارکت کے بعد ربنا و تعالیٰ بھی شامل ہے یا نہیں؟
(جواب ۵۵۵) نماز کے بعد یہ الفاظ ثابت ہیں۔ اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذو الجلال والاكرام (کذا فی المشکوٰۃ ص ۸۸) (۱) اگر لفظ و تعالیٰ بھی ملا لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ اسے مسنون اور ماثور اعتقاد نہ کرے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی

فرض نماز کے بعد کتنی دیر تک دعائیں مانگی جائے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ہر ایک فرض نماز کے بعد دعا کتنا پڑھے اور نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے یا نہ پڑھے اور فرض نماز کے بعد دعا سے پہلے آیت الکرسی پڑھنا ہے یا کہ نہیں؟

(جواب ۵۵۶) جن نمازوں کے بعد سنت مؤکدہ ہے ان کے بعد مختصر دعا کرنی چاہئے اور جن کے بعد سنت نہیں ان کے بعد جتنی دعا کرے اختیار ہے آیت الکرسی دعا سے پہلے پڑھ لینے میں بھی مضائقہ نہیں ہے (۲)

محمد کفایت اللہ غفرلہ

”اللھم یا واجب الوجود“ کہہ کر دعا کرنا

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۵ء)

(سوال) اللھم یا واجب الوجود سے خدا کو مخاطب کر کے دعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۵۵۷) اللھم یا واجب الوجود دعائیں کہنا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

سنن و نوافل کے بعد دعا کے بارے میں مفصل بحث

(سوال) (ماخوذ از مجموعہ النفاہات المرغوبہ فی حکم الدعاء بعد المكتوبہ۔ مرتبہ حضرت مفتی اعظم مطبوعہ ۱۳۳۴ھ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض شہروں میں یہ طریقہ ہے کہ نماز کے سلام کے

(۱) (مسلم) باب استحباب الذکر بعد الصلوة و بیان صفته ۱/۲۱۸ ط قدیمی کتب خانہ، کراچی (مشکوٰۃ) باب الذکر بعد الصلوة الفصل الأول ص ۸۸ ط سعید

(۲) القیام الی اداء السنۃ الی تلی الفرض متصلاً بالفرض مسنون غیر أنه یتحب الفصل بینہما کما کان علیہ السلام إذا سلم یمکث قدر ما یقول: ”اللھم انت السلام و منک السلام..... ثم یقوم الی السنۃ..... و یتحب أن یتقبل بعده أى بعد التطوع و عقب الفرض إن لم یکن بعده نافلة یتقبل الناس ویستغفرون اللہ العظیم ثلاثاً ویقرؤن آیة الکرسی ویقرؤن المعوذات الخ (مراقی الفلاح) فصل فی صفة الأذکار انواراً بعد صلاۃ الفرض و فضلہا وغیرہ ص ۱۸۶ تہ ۱۸۸ ط مصر

بعد امام صرف اللهم انت السلام الخ پڑھ کر کھڑا ہو جاتا ہے پھر سنتیں پڑھ کر لوگ مع امام کے دعائے سنن ہیں اگر سنن و نوافل سے فارغ بھی ہو جائے اور لوگ پڑھ رہے ہوں تو اسے انتظار کرنا پڑتا ہے پھر الفاتحہ کہہ کر امام زور زور سے دعائے سنن پڑھتا ہے اور لوگ آمین کہتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس طریقہ دعا کا حدیث شریف و فقہ سے ثبوت ہے یا نہیں؟ اور اکثر دیار و امصار میں اس طرح ہوتا ہے کہ فرض کے بعد امام اللهم انت السلام الخ کے علاوہ بعض اور بھی مختصر دعائیں پڑھتا ہے ادعیہ طویلہ نہیں پڑھتا اس پر بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ فرض اور سنتوں کے درمیان میں سوائے اللهم انت السلام الخ کے اور دعاؤں کو فقہانے مکروہ لکھا ہے۔

سوال یہ ہے کہ آیا یہ اعتراض صحیح ہے یا غلط؟ اور فرض کے بعد مجموعی طور پر دعائے افضل ہے یا سنتوں اور نفلوں سے فارغ ہونے کے بعد؟ جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔ بیوا تو جروا
المستفتی خاکسار حاجی دلود ہاشم یوسف نمبر ۴۸ مرچنٹ اسٹریٹ۔ رنگون

(جواب ۵۵۸) اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارقنا اجتنابه. سوال مذکور میں کئی باتیں جواب طلب ہیں (۱) اول یہ کہ سنتوں نفلوں کے بعد لوگوں کا اجتماعی طور پر دعا کرنا ثابت ہے یا نہیں (۲) دوسرے یہ کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے دعائے نکلنے کا احادیث و فقہ سے ثبوت ہے یا نہیں (۳) تیسرے یہ کہ فرضوں کے بعد کس قدر دعا جائز اور ثابت ہے۔

ان باتوں کی توضیح و تفصیل تین فصلوں میں کی جاتی ہے۔ وباللہ التوفیق

فصل اول

سنن و نوافل کے بعد دعائے اجتماعی کا ثبوت ہے یا نہیں؟

جاننا چاہیے کہ احادیث و فقہ سے کہیں یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ قرونِ ثلاثہ میں دعا کا یہ طریقہ تھا کہ سنتیں، نفلیں پڑھ کر ساری جماعت دعائے سنن پڑھ کر ہو اور جب اس پر یہ قیود اور بڑھ جائیں کہ امام لوگوں کے فارغ ہونے تک ان کا انتظار کرے اور پھر الفاتحہ بلند آواز سے کہہ کر دعا شروع کرے تو اس طریقہ کا طریقہ جدید و محدث ہونا اور بھی پختہ ہو جاتا ہے۔

پھر اس پر اگر اس التزام کا لحاظ بھی کر لیا جائے جو بعض اطراف میں مشاہد ہے کہ اس طریقہ دعا کو ضروری سمجھتے ہیں اور نہ کرنے والے کو ملامت کرتے ہیں تو پھر اس کے بدعت ہونے میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہیں رہتا کیونکہ شریعت مقدسہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی امر مباح یا مستحب کو بھی ضروری سمجھ لیا جائے اور اس پر اصرار کیا جائے تو وہ بدعت ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دائیں اور بائیں دونوں جانبوں کو مڑ کر بیٹھتے تھے کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سیدھی جانب مڑنے کو ضروری سمجھے تو اس نے اپنی نماز میں شیطان کا حصہ بھی بنا دیا (ترمذی شریف میں یہ روایت موجود

ہے) دیکھو سیدھی طرف مڑنا خود آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے لیکن باوجود اس کے اسے ضروری سمجھنے کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ شیطان کا حصہ فرماتے ہیں۔

طیبی نے حاشیہ مشکوٰۃ میں اسی حدیث پر لکھا ہے۔

فيه ان من اصر على امر مندوب و جعله عزمًا ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الا ضلال فكيف من اصر على بدعة او منكر انتهى (۱) (کذا فی السعیة) (۱)

یعنی اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ جو شخص امر مندوب پر اصرار کرے اور اسے لازم سمجھ لے اور رخصت پر عمل نہ کرے تو شیطان اس کے گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گیا پھر اس کا توذکر ہی کیا ہے جو کسی بدعت یا منکر پر اصرار کرے۔ انتہی

یعنی جب کہ ان امور میں جو باحتیاج یا استحباً ثابت ہیں التزام کرنا اور ضروری سمجھنا ان امور کو ناجائز اور بدعت بنادینا ہے تو جن کا ثبوت بھی نہ ہو ان کا التزام اور اصرار اعلیٰ درجہ کی بدعت ہوگی اور اس طریقہ دعا کا حدیث و فقہ میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ومن ادعی فعلیه البیان بلکہ احادیث میں غور کرنے سے اس طریقہ کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں افضل الصلوة المرء فی بیتہ الا المكتوبة (رواہ الترمذی (۲) والبخاری (۳) و مسلم (۴) وغیر ہم (۵)) یعنی آدمی کی افضل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھے سوائے فرض نماز کے یعنی فرض نماز کے سوا باقی تمام نمازیں گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

و عن عبد الله بن سعد الانصاري رضى الله عنه قال سألت رسول الله ﷺ ايما افضل الصلوة في البيت او الصلوة في المسجد قال لان اصله في بيتي احب الي من ان اصلي في المسجد الا ان تكون صلوة مكتوبة (رواه ابن ماجه (۶) والترمذی (۷) فی شمائله)

(ترجمہ) عبداللہ بن سعد انصاری فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ نماز مسجد میں افضل ہے یا گھر میں فرمایا کہ مجھے گھر میں نماز پڑھنا زیادہ محبوب ہے مسجد میں نماز پڑھنے سے۔ مگر یہ کہ نماز فرض ہو (ابن ماجہ نے سنن میں اور ترمذی نے شمائل میں روایت کیا)

و عن عبد الله بن شفيق قال سألت عائشة عن صلوة رسول الله ﷺ فقالت كان يصلي في بيتي قبل الظهر اربعاً ثم يخرج فيصلي بالناس الظهر ثم يدخل فيصلي ركعتين ثم يخرج فيصلي بالناس العصر و يصلي بالناس المغرب ثم يدخل فيصلي ركعتين ثم يصلي بالناس

(۱) (باب صفة الصلاة ۲/ ۲۶۳ ط سهيل اكيدي 'لاهور)

(۲) (بامحاء في فضل صلاة التطوع في البيت ۱/ ۱۰۱ ط سعيد)

(۳) (باب ما يكره من كثرة السؤال و تكلف مالا يعنيه ۲/ ۱۰۸۳ ط قديمي 'كتب خانہ' كراچي)

(۴) (باب استحباب صلوة النافلة في بيته و جوازها في المسجد ۱/ ۲۶۵ ط قديمي 'كتب خانہ' كراچي)

(۵) (ابو داؤد 'باب صلاة الرجل التطوع في بيته ۱/ ۱۵۶ مکتبه امداديه' ملتان)

(۶) (باب ما جاء في التطوع في البيت ص ۹۸ ط قديمي 'كتب خانہ' كراچي)

(۷) (باب صلاة التطوع في البيت ص ۲۰ ط سعيد)

العشاء و يدخل في بيتي فيصلى ركعتين. الحديث (رواه مسلم (۱) و ابوداؤد (۲) و الامام احمد (۳))

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن شفیق روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے آنحضرت ﷺ کی نماز کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر باہر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھاتے پھر اندر تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے پھر (عصر کے وقت) باہر جاتے اور عصر کی نماز پڑھاتے اور (مغرب کے وقت) مغرب کی نماز پڑھاتے پھر اندر آکر دو رکعتیں پڑھتے پھر لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور میرے گھر میں آکر دو رکعتیں پڑھتے۔

پہلی دونوں حدیثیں اس امر کی صریح دلیل ہیں کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے افضل ہے اور تیسری حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ فرض نمازوں کے بعد والی سنتیں بھی گھر میں تشریف لے جا کر پڑھتے تھے اور جب کہ رسول اللہ ﷺ کا خود اس پر عمل تھا اور صحابہ کرامؓ کو بھی آپ نے یہ فرمادیا اور تعلیم کر دی تھی کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے تو ظاہر یہی ہے کہ صحابہ کرامؓ بھی سنتیں نفل میں اپنے گھروں میں جا کر پڑھتے ہوں گے اور شاذ و نادر کوئی شخص مسجد میں سنتیں پڑھتا ہوگا اور پھر کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ گھر میں سنتیں پڑھ کر دعا کے لئے مسجد میں تشریف لاتے ہوں یا صحابہ اپنے گھروں سے سنتیں پڑھ کر دعا کے لئے مسجد میں دوبارہ آکر جمع ہوتے ہوں اور ظاہر نظر بھی اس دوبارہ جمع ہونے کو حرج عظیم اور مشکل سمجھتی ہے بہر حال جب کہ روایتوں سے صراحت اور اشارہ یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ سنتیں مکان میں پڑھتے تھے تو سنتوں کے بعد پھر مسجد میں تشریف لانے اور دعا کرنے کا جو دعویٰ کرے اس کا ثبوت اسکے ذمہ ہے نیز امام کا زور زور سے دعا مانگنا بھی مکروہ ہے اگرچہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ ہی ہے لیکن اس کے اختیار کرنے اور عادت بنانے کی ضرورت ہی کیا ہے مکروہ بہر حال مکروہ ہے اسے چھوڑنا ہی بہتر ہے اور اولویت اور بہتری اس کے خلاف میں ہے۔

بہذہ الاخبار اجمع العلماء علی استحباب الذکر بعد الصلوة لکنہم اختلفوا فی موضعین. الاول فی انه هل یجہر بہا ام یسر فاختار ابن حزم الجہر اخذاً بحديث ابن عباس الصریح فی الجہر واختار غیرہ السرو حملوا حدیث ابن عباس علی الجہر احياناً بياناً للجواز و بعضهم حملوه علی انه كان فی سفر الغزوة لا رهاب العدو كذا فی عمدة القاری و غیرہ انتہی (سعیة) (۴)

(۱) (باب جواز النافلة قائماً و قاعداً) ۱ / ۲۵۲ ط قدیمی

(۲) ابواب التطوع و ركعات السنة ۱ / ۱۹۵ ط امدادیہ، ملتان

(۳) (مسند الامام احمد) ۶ / ۳۰ ط دار صادر للطباعة والنشر، بیروت، لبنان

(۴) (باب صفة الصلاة) هل یجہر بالذکر أم لا؟ ۲ / ۲۶۰ ط سهیل اکیڈمی، لاہور

یعنی ان حدیثوں کی وجہ سے (جو ذکر اور دعا بعد الصلوة کے بارے میں منقول ہیں) علما نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ نماز کے بعد ذکر و دعا مستحب ہے پھر دو باتوں میں اختلاف ہوا ایک یہ کہ آیا ذکر اور دعاؤں کو جہراً یعنی زور سے پڑھا جائے یا آہستہ تو ابن حزم نے ابن عباسؓ کی حدیث کی وجہ سے جہر کو اختیار کیا اور ان کے علاوہ اور لوگوں نے سراً یعنی آہستہ پڑھنے کو اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کا جواب یہ دیا کہ آنحضرت ﷺ کبھی کبھی بغرض تعلیم جہر فرمادیا کرتے تھے یا یہ کہ جہاد کے سفر میں دشمنوں کو خوف دلانے کے لئے جہر فرماتے تھے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں علامہ عینی نے اس طرح ذکر کیا ہے اور ان کے علاوہ اور علماء نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے۔

اذا دعا بالدعاء الماثور جہراً و جہر معہ القوم ایضاً لیتعلموا الدعاء لابأس بہ و اذا تعلموا ِح یكون الجہر بدعة . انتھی (بزازیة کذا فی السعیة) ۱۱

یعنی فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ اگر امام دعائے ماثور زور زور سے پڑھے اور لوگ بھی زور زور سے پڑھیں اس لئے کہ دعا کو سیکھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں اور جب کہ لوگ سیکھ جائیں پھر زور زور سے پڑھنا بدعت ہے۔

پس واضح ہو گیا کہ سنن و نوافل کے بعد دعائے ننگے کے طریقہ مذکورہ سوال کا حدیث و فقہ میں کوئی ثبوت نہیں۔

رہا اس کا حکم تو وہ یہ ہے کہ اگر اس میں کسی طرح کا التزام نہ ہو اور اسے بہتر اور افضل نہ سمجھا جائے اور اس کے تارک پر ملامت نہ کی جائے اور اجتماع کا اہتمام نہ کیا جائے اور امام کو اس کے لئے مقید نہ کیا جائے تو بعد سنتوں کے جو لوگ اتفاقی طور پر موجود ہوں اگر وہ دعائے ننگے لیں تو جائز ہے۔ لیکن نماز کے بعد سنتوں سے پہلے سب کو دعائے ننگے بہتر اور افضل ہے۔

فصل دوم

(فرضوں کے بعد دعائے ننگے کا ثبوت)

اس بارے میں احادیث و فقہ سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ فرائض کے بعد دعائے ننگے کا طریقہ نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے۔

(احادیث دعا بعد فرائض)

حدیث (۱) ای الدعاء اسمع فقال رسول اللہ ﷺ جوف اللیل الاخرو دبر الصلوة المكتوبات (رواہ الترمذی .

یعنی کس وقت کی دعا زیادہ مقبول ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات کے آخری حصہ کی دعا

اور فرض نمازوں کے بعد کی دعا۔ (ترمذی) (۱)

حدیث (۲) عن المغيرة بن شعبة قال ان رسول الله ﷺ كان اذا فرغ من الصلوة و سلم قال لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير . اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد ولفظ البخارى فى كتاب الاعتصام انه ﷺ كان يقول هذه الكلمات دبر كل صلوة و لفظ البخارى فى كتاب الصلوة فى دبر كل صلوة مكتوبة. (رواه البخارى ۲۱، ومسلم ۳، و ابوداؤد ۴، والنسائى ۵۱)

مغيرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد۔ بخارى میں كتاب الاعتصام میں اس روایت کے لفظ یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ کلمات ہر نماز کے بعد کہتے تھے اور بخارى کی كتاب الصلوة میں یہ روایت ان لفظوں سے ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد یہ الفاظ کہتے تھے۔

اس حدیث سے ہر فرض نماز کے بعد دعائے ثابت ہوتا ہے خواہ اس کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں۔ اسی طرح لفظ اذا سلم سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سنتوں سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے۔

حدیث (۳) وعن ابى امامة انه قال ما دنوت من رسول الله ﷺ فى دبر كل صلوة مكتوبة ولا تطوع الا سمعته يقول اللهم اغفرلى ذنوبى و خطاياى كلها اللهم انعشنى واجبرنى واهدنى لصالح الا عمال والا خلاق انه لا يهدى لصالحها ولا يصرف سيئها الا انت. (اخرجه ابن السنى فى عمل اليوم والليله كذا فى التحفة المرغوبة (۶))

حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ میں جب کبھی کسی فرض یا نفل نماز کے بعد آپ کے قریب ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا . اللهم اغفرلى ذنوبى . (باقی حدیث میں پڑھ لو)

(تحفہ مرغوبہ میں ہے کہ اس حدیث کو ابن السنی نے اپنی کتاب عمل اليوم والليلہ میں ذکر کیا ہے)

حدیث (۴) وعن عبد الله بن الزبير ان النبى ﷺ كان يقول فى دبر الصلوات لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير لا حول ولا قوة الا بالله لا اله الا الله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن الجميل لا اله الا الله مخلصين له الدين

(۱) (باب أحاديث شتى من ابواب الدعوات فى دعاء المريض ۱۸۷/۲ ط سعید)

(۲) (باب الذكر بعد الصلاة ۱۱۷ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) (باب استحباب الذكر بعد الصلاة ۱/۲۱۸ ط قدیمی)

(۴) (باب ما يقول الرجل إذا سلم ۱/۲۱۸ ط امدادیہ ملتان)

(۵) (نوع آخر من القول عند انقضاء الصلاة ۱/۱۵۰ ط سعید)

(۶) (ص ۹ ط لجنة التصيف والتالیف لدار العلوم النعمية کراتشى نمبر ۳۸)

ولو كره الكافرون . (رواه مسلم) (۱)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازوں کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔ لا الہ الا اللہ الخ (باقی دعا حدیث میں دیکھو)

حدیث (۵) وعن انس ان النبی ﷺ كان اذا صلى و فرغ مسح بيمينه على راسه وقال بسم الله الذي لا اله الا هو الرحمن الرحيم . اللهم اذهب عني الهم والحزن .

(رواه الطبراني والبخاري . كذا في السعاية) (۲)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے اور فارغ ہوتے تو سیدھا ہاتھ اپنے سر مبارک پر ملتے اور یہ دعا پڑھتے۔ بسم اللہ الذی لا الہ الا ہو الرحمن الخ .

حدیث (۶) وعن انس قال ما صلى رسول الله ﷺ بنا الا قال حين اقبل علينا بوجهه اللهم اني اعوذ بك من كل عمل يخزيني واعوذ بك من كل صاحب يرديني واعوذ بك من كل عمل يلهي عني واعوذ بك من كل فقر ينسيني واعوذ بك من كل غنى يطغيني .

(رواه البخاري وابو يعلى . كذا في السعاية) (۳)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب کبھی ہمیں نماز پڑھائی تو ہماری طرف منہ کر کے یہ دعا پڑھی۔ اللہم انی اعوذ بک من کل عمل الخ

حدیث (۷) وعن علي قال كان النبي ﷺ اذا سلم من الصلوة قال اللهم اغفر لي ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اسرفت وما انت اعلم به مني انت المقدم والمؤخر لا اله الا انت . (رواه ابو داؤد) (۴)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اللہم اغفر لی الخ

حدیث (۸) وعن ثوبان ان النبی ﷺ كان اذا اراد ان ينصرف من صلوته استغفر ثلاث مرات ثم قال اللهم انت السلام الخ (رواه ابو داؤد) (۵)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے لوٹنا چاہتے تو تین مرتبہ استغفار پڑھتے۔ پھر فرماتے۔ اللہم انت السلام الخ

حدیث (۹) وعن زيد بن ارقم قال كان رسول الله ﷺ يقول في دبر كل صلوة اللهم ربنا ورب

(۱) (باب استحباب الذكر بعد الصلاة ۲۱۸/۱ ط قدیمی)

(۲) (باب صفة الصلاة ۲۵۹/۲ ط سهیل اکیڈمی لاہور)

(۳) (باب صفة الصلاة ۲۶۰/۲ ط سهیل اکیڈمی لاہور)

(۴) (باب ما يقول الرجل اذا سلم ۲۱۸/۱ ط امدادیہ ملتان)

(۵) (باب ما يقول الرجل اذا سلم ۲۱۸/۱ ط امدادیہ ملتان)

كل شئى انا شهيد انك الرب لا شريك لك اللهم ربنا و رب كل شئى انا شهيد ان محمداً عبدك و رسولك اللهم ربنا و رب كل شئى انا شهيد ان العباد كلهم اخوة اللهم ربنا و رب كل شئى اجعلنى مخلصاً لك و اهلى فى كل ساعة من الدنيا و الاخرة يا ذا الجلال و الاكرام اسمع و استجب الله الاكبر الله الاكبر الله نور السموات و الارض الله الاكبر الاكبر حسبى الله و نعم الوكيل الله الاكبر الاكبر - (رواه ابو داؤد (۱) والنسائى (۲) و احمد (۳))

زيد بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللهم ربنا و رب كل شئى الخ .

(۱۰) و عن عقبه بن عامر قال امرنى رسول الله ﷺ ان اقرباً لمعوذات دبر كل صلوة (رواه ابو داؤد) (۴)

حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد معوذات پڑھا کروں۔ (معوذات سے مراد تین صورتیں ہیں۔ قل اعوذ برب الناس . قل اعوذ برب الفلق . قل هو الله احد)

(۱۱) اخرج الطبرانى من رواية جعفر بن محمد الصادق قال الدعاء بعد المكتوبة افضل من الدعاء بعد النافلة كفضل المكتوبة على النافلة انتهى . (كذافي السعاية (۵) نقلاً عن المواهب للقنطلانى نقلاً عن الحافظ ابن حجر)

طبرانی نے حضرت امام جعفر بن محمد صادق کی روایت سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ فرضوں کے بعد دعائیں نوافل کے بعد دعائیں نوافل سے اس قدر افضل ہے جس قدر فرض نوافل سے افضل ہیں۔

اور نماز کے بعد اذکار اور دعا کے بارے میں بے شمار روایات کتب احادیث میں موجود ہیں ہم نے صرف ان چند احادیث پر اکتفا کیا کہ طالب حق کے لئے اس قدر بھی کافی ہیں ان احادیث سے یہ باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد ذکر کرتے اور دعائیں لگتے۔ دیکھو حدیث نمبر ۶۳۲
(۲) نماز فرض کے بعد دعا کی مقبولیت کی زیادہ امید ہے کیونکہ یہ وقت خاص مقبولیت دعا کا ہے۔ دیکھو حدیث نمبر ۱۱۰ -

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ حاشیہ ۵)

(۲) (ایضاً)

(۳) (مسند الإمام احمد ۴ / ۳۶۹ دار صادر للطباعة والنشر بیروت لبنان)

(۴) (باب فى الاستغفار ۱ / ۲۲۰ ط امدادیہ ملتان)

(۵) (باب صفة الصلاة ۲ / ۲۵۸ ط سہیل)

(۳) فرض نماز کے بعد دعائے مانگنا ان فرضوں سے مخصوص نہیں ہے جن کے بعد سنتیں نہ ہوں بلکہ تمام فرضوں کے بعد دعا ثابت ہے خواہ ان کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں۔ دیکھو حدیث نمبر ۲ اور ۳ و ۶ و ۸ و ۹ کہ ان حدیثوں میں کل صلوة کا لفظ موجود ہے جو ہر نماز کو شامل ہے۔

(۴) آنحضرت ﷺ کی عادت شریفہ یہی نہ تھی کہ اللهم انت السلام و منك السلام الخ پڑھتے ہوں بلکہ اور دعائیں بھی آپ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں دیکھو حدیث نمبر ۲ سے ۱۰ تک۔

(۵) دعائیں جو آنحضرت ﷺ سے فرائض کے بعد ثابت ہیں وہ مقدار میں بھی اللهم انت السلام الخ سے بڑھی ہوئی ہیں بعض کم بعض زیادہ۔ دیکھو حدیث نمبر ۲-۳-۴-۶-۹-۱۰۔

(۶) فرضوں کے سلام کے بعد سنتوں سے پہلے آنحضرت ﷺ سوائے اللهم انت السلام الخ کے اور دعائیں بھی جو اس سے بڑی ہیں پڑھتے تھے دیکھو حدیث نمبر ۲-۷-۸۔

الحاصل ان تمام روایات سے یہ بات نہایت صراحت کے ساتھ ثابت ہو گئی کہ فرائض کے بعد دعائے مانگنا آنحضرت ﷺ کا طریقہ اور آپ ﷺ کی سنت ہے اور اس کی مقبولیت کی امید بھی زیادہ ہے اور یہ کہ اللهم انت السلام الخ سے کسی قدر زیادہ مقدار کی دعائے مانگنا بھی جائز ہے اور خود سرور کونین شفیع المذنبین ﷺ سے ثابت ہے۔

روایات فقہیہ ثبوت دعا بعد فرائض

(۱) قال فی شرعة الاسلام . و یغتم ای المصلی الدعاء بعد المكتوبة

(انتھی کذا فی التحفة المرغوبہ) (۱)

شرعاً الاسلام میں ہے۔ اور غنیمت سمجھے نماز پڑھنے والا دعا کو بعد نماز فرض کے

(۲) فی مفاتیح الجنان . قوله بعد المكتوبة ای قبل السنة . انتھی

(کذا فی التحفة المرغوبہ ۲۱ والسعیة ۳)

مفتاح الجنان شرح شرعاً الاسلام میں ہے بعد فرض کے یعنی سنتوں سے پہلے (دعائے مانگنے)

(۳) فی نور الابصار و شرحہ المسمی بامداد الفتح ثم بعد الفراغ عن الصلوة یدعو

الامام لنفسه وللمسلمین رافعی یدیہم حذ و الصدور و بطونها مما یلی الوجه بخشوع و سکون ثم یمسحون بها وجوهہم فی اخرہ ای عند الفراغ من الدعاء انتھی

(کذا فی التحفة المرغوبہ ۴؛ والسعیة ۵)

نور الابصار اور اس کی شرح امداد الفتح میں ہے۔ پھر نماز سے (یعنی فرض سے) فارغ ہو کر امام

(۱) (ص ۱۷ ط لجنۃ التصیف و التالیف لدار العلوم النعمیة کراچی نمبر ۳۸)

(۲) (ایضاً)

(۳) "سعیة" میں یہ عبارت نہیں ملی۔

(۴) (ص ۱۷ ط لجنۃ التصیف) (۵) (باب صفة الصلوة ۲ ۲۵۷ ط سہیل اکیدمی لاہور)

اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے دعا کرے سینہ کے برابر ہاتھ اٹھائیں اور ہتھیلیاں منہ کی طرف رکھیں خشوع اور سکون سے دعا مانگیں۔ پھر یعنی دعا سے فارغ ہو کر ہاتھ منہ پر پھیر لیں۔

(۴) قد اجمع العلماء على استحباب الذكر والدعاء بعد الصلوة وجاءت فيه احاديث

كثيرة انتهى (تهذيب الاذكار للرملي كذا في التحفة المرغوبة) (۱)

یعنی علما کا اس پر اتفاق ہے کہ نماز کے بعد ذکر اور دعا مستحب ہے اور اس میں احادیث کثیرہ وارد ہیں

(ناظرین احادیث کو ملاحظہ فرما چکے ہیں) (مؤلف)

(۵) عن البستي . انه قال في تفسير قوله تعالى فاذا قضيتم الصلوة فاذكروا الله قياماً و

قعوداً و على جنوبكم الاية اى اذكروا الله تعالى وادعوا بعد الفراغ من الصلوة انتهى

(فتاوى صوفيه كذا في التحفة) (۲)

یعنی بستی نے خدا تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہا ہے۔ (فاذا قضيتم الصلوة الاية) یعنی

نماز سے فارغ ہو کر خدا کا ذکر اور دعا کرو۔

(۶) من فوائد هذا الحديث استحباب الذكر عقب الصلوة لانها اوقات فاضلة

يرتجى فيها اجابة الدعاء . انتهى (عمدة القارى شرح صحيح البخارى) (۳)

یعنی علامہ عینی نے بیان کیا اس حدیث کے فوائد میں سے یہ ہے کہ نماز کے بعد ذکر مستحب ہے

کیونکہ وہ ایک عمدہ وقت ہے جس میں مقبولیت دعا کی امید ہے۔

(۷) ان الدعاء بعد الصلوة المكتوبة مسنون و كذا رفع اليدين و مسح الوجه بعد

الفراغ انتهى . منهج العمال و العقائد السنية كذا في التحفة) (۴)

یعنی منہج العمال اور عقائد سنیہ میں مذکور ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا مسنون ہے اور اسی طرح

ہاتھ اٹھانا اور منہ پر ہاتھ پھیرنا بھی مسنون ہے۔

(۸) فاذا فرغت من الصلوة فارغب للدعاء الى الله تعالى فانه اقرب الى الاجابة انتهى

(كذا في التحفة المرغوبة ۵، نقلاً عن المبسوط)

یعنی مبسوط میں ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو تو خدا سے دعا مانگو کیونکہ یہ مقبولیت کے زیادہ

قریب ہے۔

الحاصل یہ روایات فقہیہ ہیں جن سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز کے بعد امام اور

(۱) (ص ۱۷ ط لجنة التصيف)

(۲) (ايضا)

(۳) (باب الذكر بعد الصلاة ۲ ۱۳۲ ط بيروت لبنان)

(۴) (ص ۱۹ ط لجنة التصيف)

(۵) (ص ۱۸ ط لجنة التصيف)

مقتدی سب مل کر دعائیں اور دعا سے فارغ ہو کر ہاتھ منہ پر پھیریں۔

شرعۃ الاسلام اور مفتاح الجنان کی عبارتوں (نمبر او نمبر ۲) سے یہ بات صراحتہ ثابت ہو گئی کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے دعائیں پڑھنی اور یہی بہتر اور افضل ہے۔

اور نور الايضاح اور اس کی شرح امداد الفتح کی عبارت (نمبر ۳) سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس دعا میں ہاتھ اٹھانا اور منہ پر ہاتھ پھیرنا بھی جائز ہے اور منج العمال اور عقائد سنیہ کی عبارت (نمبر ۷) سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہاتھ اٹھانا اور منہ پر پھیرنا مسنون ہے۔

اور علامہ عینی کی شرح بخاری اور مبسوط کی عبارتوں (نمبر ۶ و ۸) سے یہ ثابت ہو گیا کہ فرضوں کے بعد دعائیں پڑھنے میں مقبولیت کی زیادہ امید قوی ہے اور یہ کہ یہ وقت دعا کے لئے نہایت عمدہ اور افضل وقت ہے۔

فصل سوم

(فرائض کے بعد دعا کی مقدار کیا ہے)

ناظرین! فصل دوم میں وہ حدیثیں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں، جن میں فرائض کے بعد دعا کی دعائیں منقول ہیں ان سے فی الجملہ ان دعاؤں کی مقدار معلوم ہوتی ہے جو فرضوں کے بعد آنحضرت ﷺ پڑھا کرتے تھے۔

پس ان دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھ لینا یا ان کی برابر اور دعائیں پڑھنا جائز ہے جو دعائیں آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں ان کے پڑھنے میں کسی قسم کی کراہت اور ممانعت نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔

پہلا شبہ: بعض لوگ یہ شبہ کرتے ہیں کہ اللھم انت السلام الخ سے زیادہ دعا پڑھنا حدیث کے خلاف ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی روایت اس کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے۔

عن عائشة قالت کان رسول اللہ ﷺ اذا سلم لم يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت السلام و منك السلام تبارکت يا ذا الجلال والاكرام (رواه ابن ماجة كذا في السعاية (۱) و رواه مسلم (۲) كذا في غنية (۳) المستملی)

یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو نہ بیٹھتے مگر اتنا کہ اللھم انت السلام و منك السلام تبارکت يا ذا الجلال والاكرام کی مقدار دعا پڑھیں۔ انتھی۔

جواب۔ اس شبہ کا جواب دو طرح پر ہے۔ اول یہ کہ یہ روایت ان روایات صحیحہ کثیرہ کے مخالف ہے جو بخیرت آنحضرت ﷺ سے اس کے خلاف میں منقول ہیں جیسے کہ فصل دوم میں ناظرین ملاحظہ

(۱) (باب صفة الصلاة ۲/ ۲۶۱ ط سهیل)

(۲) (باب استحباب الذكر بعد الصلاة ۱/ ۲۱۸ ط قدیمی)

(۳) (صفة الصلاة ص ۳۴۲ ط سهیل)

فرما چکے ہیں اور وہ روایات باوجود اپنی کثرت کے صحیح بھی اس روایت سے زیادہ ہیں بلکہ اس کی تو صحت میں بھی کلام ہے کیونکہ ابو معاویہ جو اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں انہیں ابو داؤد نے مرجیہ کہا ہے اور یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ ابو معاویہ عبد اللہ بن عمر سے منکر روایتیں کرتے ہیں پس اس روایت سے ان روایات صحیحہ کثیرہ کے مقابلہ میں استدلال کرنا اور حجت پکڑنا صحیح نہیں۔ (کذا فی التحفة المرغوبہ)

دوم۔ یہ کہ قطع نظر اس کی صحت و تعارض کے خود اس کے یہ معنی ہیں کہ ہمیں بیٹھتے مگر بقدر اللهم انت السلام الخ کے یعنی اس روایت سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ اللهم انت السلام الخ ہی پڑھا کرتے تھے بلکہ اتنی مقدار کی کوئی دعا پڑھا کرتے تھے خواہ وہ دعائیہ ہو یا اس کے علاوہ اور کوئی اور پھر مقدار سے مراد بھی حقیقی مقدار نہیں ہے بلکہ تقریبی ہے تو اس سے اگر کچھ زیادتی بھی ہو تاہم وہ تقریبی مساوات میں داخل ہوگی اور اس طرح یہ روایت ان روایتوں کے ساتھ جمع ہو سکے گی جو فصل دوم میں ہم نے ذکر کی ہیں۔

(دوسرا شبہ) بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت ان گزشتہ روایتوں کے مخالف نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ فرض کے بعد صرف اللهم انت السلام الخ پڑھ کر کھڑے ہو جاتے ہوں اور پھر سنتوں سے فارغ ہو کر یہ دعائیں پڑھتے ہوں جو حدیثوں میں آئی ہیں۔

جواب۔ اس شبہ۔ کہ کئی جواب ہیں۔ اول یہ کہ روایت نمبر ۲ میں یہ لفظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیرتے تو یہ پڑھتے لا الہ الا اللہ الخ (دیکھو فصل دوم کی روایت نمبر ۲) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنتوں سے پہلے فرض کا سلام پھیرتے ہی آپ اللهم انت السلام الخ کے علاوہ اور بڑی دعائیں بھی پڑھتے تھے اور اسی روایت نمبر ۲ میں دبر کل صلوة مکتوبہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ہر فرض کے بعد خواہ اس کے بعد سنتیں ہوں یا نہ ہوں یہ لمبی دعا پڑھتے تھے اور اسی طرح روایت نمبر ۷ میں بھی تصریح موجود ہے کہ سلام پھیرتے ہی اللهم اغفر لی ما قدمت وما آخرت الخ پڑھتے تھے اور حدیث نمبر ۸ میں اس امر کی تصریح ہے کہ تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللهم انت السلام الخ پڑھتے تھے پس حدیث عائشہؓ لا محالہ ان روایات کے معارض اور مخالف ہے اور اس لئے کہنا پڑے گا کہ یہ روایات بوجہ اپنی کثرت اور قوت صحت کے حدیث عائشہؓ سے راجح ہیں اور قابل عمل ہیں۔

دوم یہ کہ فصل اول میں ہم یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نوافل مکان میں پڑھا کرتے تھے اور لوگوں کو بھی گھر میں پڑھنے کا ہی ارشاد فرماتے تھے اور اسی کو افضل فرماتے تھے پس دعاؤں کی یہ روایات جن میں راوی آپ کی عادت شریفہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نماز فرض سے فارغ ہوتے تو یہ دعائیں پڑھتے یا یوں بیان کرتے ہیں کہ ہم آپ کو یہ دعائیں پڑھتے ہوئے سنتے تھے (دیکھو روایت نمبر ۳) یا یوں کہتے ہیں کہ جب آپ ہمیں نماز پڑھاتے تو یہ دعا پڑھتے (دیکھو روایت نمبر ۶) یہ دلائل واضح ہیں اس

امر ہے کہ آپ سنتوں سے پہلے یہ دعائیں پڑھا کرتے تھے پھر مکان میں تشریف لے جاتے اور سنتیں پڑھتے۔
 سوم یہ کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا یہ مطلب لینا کہ فرضوں کے بعد سنتوں سے پہلے صرف
 اللهم انت السلام الخ پڑھ کر کھڑے ہو جاتے تھے صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ یہ نہیں فرماتی
 ہیں کہ یہی دعا پڑھتے تھے بلکہ وہ یہ فرماتی ہیں کہ اتنی مقدار کی دعا پڑھتے تھے۔

(تیسرا شبہ) بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ سنتوں سے پہلے آنحضرت ﷺ سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا
 ثابت نہیں ہے۔ اس لئے ایسا نہیں کرنا چاہئے اور دلیل میں یہ عبارت پیش کرتے ہیں۔ ذکر الشیخ
 عبدالحق المحدث الدہلوی فی شرحہ علی الصراط المستقیم لما ین دعا کہ ائمہ مساجد بعد از سلام
 نماز می کنند و مقتدیان آمین آمین میگویند چنانکہ الآن در دیار عرب و عجم متعارف است از عادت پیغمبر ﷺ نبود
 و دریں باب بیحدیث ثابت شد و بدعت است مستحسن انتہی (کذافی التحفة المرغوبہ) یعنی شیخ محدث
 دہلوی نے شرح صراط مستقیم میں ذکر کیا ہے کہ یہ دعا جو مسجدوں کے امام نماز کے سلام کے بعد کرتے ہیں
 اور مقتدی آمین آمین کہتے ہیں جیسا کہ آج کل دیار عرب و عجم میں متعارف ہے آنحضرت ﷺ کی عادت ایسی
 نہ تھی اور اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور یہ بدعت مستحسن ہے انتہی۔

جواب۔ اس شبہ کے بھی کئی جواب ہیں اول یہ کہ حضرت شیخ محدث دہلوی کی اگر مراد یہ ہے
 کہ نفس دعا آنحضرت ﷺ سے سلام نماز کے بعد ثابت نہیں تو اس کے جواب کے لئے حدیث نمبر ۲۰ نمبر
 ۷ و نمبر ۸ ملاحظہ ہوں کہ ان سے سلام کے بعد دعا مانگنا ثابت ہوتا ہے اسی وجہ سے علامہ فتح محمد شطاری نے
 فتوح الاوراد میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالحق نے اس دعا کو بدعت اس لئے کہہ دیا ہے کہ ان کو ان احادیث کی
 اطلاع نہ ہوئی جو اس باب میں مروی ہیں۔

دوم یہ کہ شیخ کی مراد یہ ہو کہ ہاتھ اٹھانا اور آمین آمین کہنا ثابت نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ
 احادیث میں اس کا ذکر نہ ہونا اس دعا میں آپ ہاتھ اٹھاتے تھے اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ہاتھ نہیں
 اٹھاتے تھے کسی شے کا ذکر نہ ہونے سے اس کا عدم الزم نہیں۔ فان عدم الثبوت لا يستلزم ثبوت العدم
 وهذا ظاهر جدا جیسا کہ روایات سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ ہاتھ اٹھاتے تھے اسی طرح یہ بھی کسی روایت
 میں نہیں کہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اور جب کہ اس کا لحاظ کیا جائے کہ ہاتھ اٹھانا مطلق دعا کے آداب میں
 سے ہے تو ہاتھ اٹھانے کی ترتیب ثابت ہوتی ہے۔

عن السائب بن یزید عن ابیہ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا دعا رفع یدیه و مسح وجهه

(رواہ ابو داؤد) ۱۱

سائب بن یزید اپنے والد یزید سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا
 مانگتے تو ہاتھ اٹھاتے تھے اور منہ پر ہاتھ پھیرتے تھے۔

و عن ابن عباس[ؓ] ان رسول الله^ﷺ قال المسئلة ان ترفع يدك حذو منكبيك او نحوهما (رواه ابو داؤد) (۱)

حضرت ابن عباس[ؓ] سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ^ﷺ نے فرمایا کہ سوال (یعنی دعا) یہ ہے کہ تو اپنے ہاتھ موٹھوں تک یا ان کے قریب تک اٹھائے۔

ان من اداب الدعاء رفع يدين (حصن حصين) (۲)

علامہ ابن جزری حصن حصین میں فرماتے ہیں کہ ہاتھ اٹھانا آداب دعائیں سے ہے۔ غرض کہ یہ روایات اس بات پر دلیل واضح ہیں بالخصوص پہلی روایت کہ آنحضرت^ﷺ دعا مانگنے کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اور یہ اپنے عموم کی وجہ سے فرضوں کے بعد کی دعا کو بھی شامل ہے اور یہی راجح ہے مولانا عبدالحئی لکھنوی سعایہ میں بعد اس بیان کے کہ اس دعا میں ہاتھ اٹھانا صراحتہً ثابت نہیں تحریر فرماتے ہیں۔

الا انه لما ندب اليه في مطلق الدعاء استحبه العلماء في خصوص هذا الدعاء ايضاً (۳)
یعنی چونکہ مطلق دعائیں ہاتھ اٹھانے کو فرمایا گیا ہے تو علما نے خاص اس دعا (یعنی فرضوں کے بعد کی دعا) میں بھی ہاتھ اٹھانے کو مستحب کہا ہے۔

سوم یہ کہ شیخ کا یہ کہنا کہ یہ بدعت مستحسنہ ہے اس کے جواز کی دلیل ہے اگرچہ بدعت کا اطلاق باعتبار معنی لغوی کے شیخ نے اس پر کیا ہے لیکن مستحسنہ کہہ کر بتا دیا کہ یہ بدعت شرعیہ نہیں ہے اور اس کی اصل شریعت میں ثابت ہے اور وہ اصل یہی احادیث ہیں جن سے مطلق دعائیں رفع یدین کی فضیلت معلوم ہوتی ہے پھر شیخ کے اس قول سے عدم جواز پر استدلال کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

چہارم یہ کہ سنتوں کے بعد اجتماعی طور پر دعانا مانگنے کا عدم جواز بھی اسی قول سے اور اسی دلیل سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس کا احادیث سے ثابت نہ ہونا اس سے زیادہ اظہر ہے پس معترض کا سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کو جائز کہنا اور فرضوں کے بعد کی دعا کو ناجائز کہنا تعسف و تحکم ہے۔

پنجم یہ کہ روایات فقہیہ مذکورہ فصل دوم سے خاص اس دعا میں بھی رفع یدین ثابت ہے دیکھو روایات فقہیہ نمبر ۳۰ و نمبر ۳۱۔ اور اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ فقہاء کے نزدیک بھی عدم ثبوت رفع سے عدم رفع لازم نہیں اور یہ کہ انہوں نے رفع یدین کو راجح سمجھا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ فرضوں کے بعد اللهم انت السلام الخ . سے زیادہ دعا پڑھنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور دلیل میں یہ عبارتیں پیش کرتے ہیں۔

ان كان بعد الفريضة تطوع يقوم الى التطوع بلا فصل الامقدار ما يقول اللهم انت

السلام الخ و يكره تاخير السنة عن حال اداء الفريضة باكثر من نحو ذلك القدر انتهى (كذافي

(۱) (كتاب الصلاة) باب الدعاء ۱/ ۲۱۶ ط امداديه ملتان)

(۲) (آداب الدعاء ص ۳۹ ط ناج کمپنی)

(۳) (باب صفة الصلاة ۲/ ۲۵۸ سہیل)

شرح المنیة للحلبی (۱)

ترجمہ: یعنی اگر فرض کے بعد سنتیں ہوں تو سنتیں پڑھنے کے لئے بغیر تاخیر کھڑا ہو جائے ہاں بقدر اللہم انت السلام الخ کے تاخیر جائز ہے اور اس سے زیادہ تاخیر کرنا فرض و سنت کے درمیان میں مکروہ ہے اور اسی کے قریب قریب بعض اور کتابوں میں بھی مذکور ہے۔

جواب - اس شبہ کے بھی کئی جواب ہیں اول یہ کہ یہ عبارتیں معارض ہیں فقہ کی دوسری عبارتوں سے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ فرائض کے بعد ادعیہ ماثورہ پڑھنا جائز ہے بلکہ اولیٰ ہے۔

و يستحب له ای للامام بعد السلام ان يستغفر الله ثلاثا و يقرأ آية الكرسي و المعوذات و يقول اللهم انت السلام و منك السلام تباركت يا ذا الجلال و الاكرام و يقول ما ورد بعد كل صلوة مكتوبة وهو لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير . اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذا الجند منك الجند الى قوله ثم يدعو ای الامام لنفسه و للمسلمين من الادعية الجامعة الماثورة رافعا يديه حذاء صدره جاعلا باطن الكف مما يلي وجهه بخشوع و سكوت و يمسح بهما وجهه فى اخره ای فى اخر الدعاء (مواهب الرحمن و شرحه البرهان كذا فى التحفة) (۲)

ترجمہ: یعنی امام کے لئے مستحب ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھے اور آیت الکرسی اور معوذات پڑھے اور پھر کہے اللهم انت السلام و منك السلام تباركت يا ذا الجلال و الاكرام . پھر یہ الفاظ پڑھے جو ہر فرض کے بعد وارد ہوئے ہیں یعنی لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذا الجند منك الجند (الی قوله) پھر امام اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے ادعیہ ماثورہ میں سے کوئی دعائے سنیہ کے برابر ہاتھ اٹھا کر اور ہتھیلیاں منہ کی طرف کر کے خشوع و سکوت کے ساتھ پھر فارغ ہو کر منہ پر ہاتھ پھیرے۔

اس عبارت سے صراحت معلوم ہو گیا کہ ادعیہ ماثورہ میں سے کوئی سی دعا پڑھنا اور اذکار ماثورہ سنتوں سے پہلے پڑھنا جائز ہے کیونکہ اس عبارت میں سلام کے بعد ہی اذکار و ادعیہ کا پڑھنا بصراحت مذکور ہے۔

و فى شرح منظومة ابن وهبان للعلامة الشر نبالى انه ذكر شمس الائمة يعنى الحلوانى جواز تاخير السنة بعد الفرض للاشتغال بالدعاء والورد انتهى (كذا فى التحفة) (۳)

(۱) (صفة الصلاة ص ۳۴۱ ط سهيل)

(۲) (ص ۲۸ ط لجنة التصيف كراچى نمبر ۳۸)

(۳) (ص ۳۰)

وفي الذخيرة والمحيط البرهاني ويكره له تاخير التطوع عن حال اداء الفريضة الى قوله . قال
الامام شمس الائمة الحلواني هذا اذا لم يكن من قصدة الاشتغال بالدعاء الخ انتهى مختصراً
(كذافي التحفة باختصار) (۱)

ترجمہ: یعنی علامہ شرنبلالی نے شرح منظومہ ابن وہبان میں ذکر کیا ہے کہ شمس الائمہ حلوانی نے
فرمایا کہ فرضوں کے بعد دعا اور ذکر میں مشغولی کی وجہ سے سنت کی تاخیر جائز ہے۔
یعنی ذخیرہ اور محیط میں ہے کہ فرض سے سنتوں کو مؤخر کرنا مکروہ ہے (الی قولہ) امام شمس الائمہ
حلوانی نے فرمایا کہ یہ تاخیر جب مکروہ ہے کہ جب اس کا ارادہ دعائے مانگنے کا نہ ہو یعنی دعائے مانگنے سے جو تاخیر ہو وہ
مکروہ نہیں ہے۔

دوم یہ کہ اگر اس تعارض سے قطع نظر کی جائے تاہم ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ
اللهم انت السلام کے علاوہ اور دعا مکروہ ہے کیونکہ ان عبارتوں میں بھی اتنی مقدار کی تصریح ہے نہ
بالخصوص ان الفاظ کی۔ اور یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ اس دعا یعنی اللهم انت السلام کی حقیقی مقدار کے
مساوی ہونا شرط ہے بلکہ اس سے تقریبی مساوات مراد ہے یعنی امام خواہ اللهم انت السلام پڑھے یا کوئی
اور دعا جو تقریباً اس کے مساوی ہو یا اللهم انت السلام کے ساتھ کوئی چھوٹی اور دعائیں پڑھے لے جو
احادیث میں وارد ہوئی ہیں یہ سب جائز بنا کر اہت ہے۔

حقیقی مساوات مراد ہونے اور تقریبی مقدار مراد ہونے کے لئے یہ دلائل ہیں۔

ان ما فی صحیح مسلم (۲)

عن عائشة ان رسول الله ﷺ كان اذا صلى لم يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت
السلام و منك السلام الخ يفيد ان ليس المراد انه كان يقول ذلك بعينه بل كان يقعد زمانا يسع
ذلك المقدار و نحوه من القول تقريبا فلان في ذلك ما في الصحيحين عن المغيرة انه ﷺ كان
يقول في دبر كل صلوة لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ
قدير اللهم لا مانع لم اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد و كذا لاينا في
ماروى مسلم وغيره عن عبدالله ابن الزبير كان رسول الله ﷺ اذا سلم من الصلوة قال بصوته
الاعلى لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئقدير ولا حول
ولا قوة الا بالله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا الله مخلصين له
الدين ولو كره الكفرون لان المقدار المذكور في حديث عائشة يعتبر من حيث التقريب
والتخمين دون التحديد الحقيقي انتهى . (كبير شرح منية للحلبى) (۳)

(۱) (ص ۳۰ - ۳۱ ط لجنة التصنيف كراچي)

(۲) (باب استحباب الذكر بعد الصلاة ۱/۲۱۸ ط قديمي) (۳) (صفة الصلاة ص ۳۴۲ ط سهيل)

ترجمہ: علامہ حلبی شرمیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے جو روایت مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز کے بعد نہیں بیٹھتے تھے مگر اتنی مقدار کہ اللهم انت السلام الخ پڑھیں اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مراد نہیں ہے کہ خاص یہی دعا پڑھتے تھے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اتنی دیر بیٹھتے تھے جس میں یہ دعایا اتنا ہی کوئی اور ذکر پڑھا جاسکے اور اس سے بھی تقریبی مقدار مراد ہے اور اس صورت میں حضرت عائشہؓ کی یہ روایت اس حدیث کے مخالف نہ ہوگی جو بخاری اور مسلم میں مغیرہ بن شعبہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ لا الہ الا اللہ وحدہ الخ اور اسی طرح حضرت عائشہؓ کی روایت اس روایت کے خلاف نہ ہوگی جو صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو بآواز بلند یہ دعا پڑھتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ المملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قدير ولا حول ولا قوة الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمة ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکفرون۔ (اور حضرت عائشہؓ کا ان حدیثوں کے مخالف نہ ہونا) اس لئے ہے کہ حضرت عائشہؓ کی روایت میں مقدار سے مراد تقریبی اور تخمینہی مقدار ہے نہ حقیقی۔ انتہی۔

اور فتح القدیر میں ہے ومقتضی العبارة ح ان السنة ان يفصل بذكر قدر ذلك وذلك يكون تقریبا فقد یزید قليلا وقد ينقص قليلا الخ كذا فی السعایة (۱) یعنی علامہ ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا مقتضی یہ ہے کہ فرض و سنت میں فاصلہ کیا جائے کسی ذکر و دعا کے ساتھ جو مقدار اللهم انت السلام الخ کے ہو یہ مساوات تقریبی ہے پس کبھی کم ہو جائے کبھی اس سے زیادہ ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

و فی فتاویٰ الحجۃ الامام اذا فرغ من الظهر والمغرب والعشاء یشرع فی السنة ولا یشغل بادعیة طویلة انتھی (کذا فی السعایة) (۲) یعنی فتاویٰ حجۃ میں ہے کہ امام جب ظہر اور مغرب اور عشاء کی نماز سے فارغ ہو تو لمبی لمبی دعائیں نہ کرے اور سنت میں مشغول ہو جائے۔

و فی خزائنہ الفقہ عن البقالی الا فضل ان یشغل بالدعاء ثم بالسنة الخ

(کذا فی السعایة) (۳)

خزائنہ الفقہ میں ہے کہ بقالی نے فرمایا کہ افضل یہ ہے کہ (فرض کے بعد) دعائیں مشغول ہو پھر

سنتیں پڑھے۔

(۱) (باب صفة الصلاة ۲/۲۶۲ ط سہیل)

(۲) (..... ۲۶۱/.....)

(۳) (ایضا)

اور اشعة الممعات (۱) میں شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں
باید دانست کہ تعجیل سنت منافی نیست مر خواندن آیت الکرسی و امثال آل راجنا نکه در حدیث صحیح
وارد شده است کہ بعد از نماز فجر و مغرب دہ بار لا الہ الا اللہ و وحدہ لا شریک لہ لہ الملك و لہ الحمد
و هو علی کل شئی قدير . خواند (کذا فی التحفة) (۲)
ترجمہ : یعنی جاننا چاہیے کہ سنتوں میں جلدی کرنے کا حکم اس کے مخالف نہیں ہے کہ آیت
الکرسی اور اس جیسی دعائیں (سنت سے پہلے) پڑھ لی جائیں جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فجر اور مغرب
کی نماز کے بعد دس مرتبہ لا الہ الا اللہ و وحدہ لا شریک لہ الخ پڑھے۔
ان عبارتوں سے یہ امور بصر احت ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) حضرت عائشہ کی روایت اور فقہاء کی عبارت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فرضوں کے بعد
سنتوں سے پہلے بالتخصیص اللہم انت السلام الخ ہی پڑھنا چاہیے بلکہ اتنی مقدار کی کوئی دعا بھی ہو جائز ہے۔
(۲) مقدار سے مراد بھی تقریبی اور تخمینہ مقدار ہے جس میں تھوڑی سی کمی و پیشی کا کوئی مضائقہ
نہیں ہے۔

(۳) علامہ حلبی کی شرح منیہ کی عبارت اور شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کی اشعة الممعات کی
عبارت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ لا الہ الا اللہ و وحدہ لا شریک لہ لہ الملك و لہ الحمد و هو علی
کل شئی قدير و لا حول و لا قوة الا باللہ و لا نعبد الا ایاہ لہ النعمة و لہ الفضل و لہ الثناء الحسن
لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکفر و ن یادوسری دعا جو مغیرہ بن شعبہ کی روایت میں ہے یا
آیت الکرسی یا لا الہ الا اللہ لہ الملك و لہ الحمد و هو علی کل شئی قدير دس بار۔ یہ سب اس
تقریبی مقدار میں داخل ہیں اور اتنی بڑی دعائیں پڑھنے سے سنتوں کی تعجیل کے حکم کی مخالفت لازم نہیں
آتی۔

(۴) اور فتاویٰ حجتہ کی عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ لمبی لمبی دعائیں مکروہ ہیں پس کبیری اور شرح
مشکوٰۃ کی عبارتوں کے ساتھ ملانے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ لمبی دعاؤں سے وہ دعائیں مراد ہیں جو
مغیرہ اور عبد اللہ بن زبیر کی روایت کی ہوئی دعاؤں اور آیت الکرسی لا الہ الا اللہ لہ الملك و لہ الحمد
و هو علی کل شئی قدير دس بار سے زیادہ لمبی ہوں۔

(۵) ذرا غور کرنے سے انہیں عبارتوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ یہ بڑی بڑی دعائیں
جو تقریبی مقدار میں داخل کی گئی ہیں ان کے داخل کرنے کی وجہ صرف یہی ہے کہ یہ دعائیں صحیح حدیثوں
سے ثابت ہیں پس احادیث میں تطبیق دینے کے خیال سے حضرت عائشہ کی حدیث میں مقدار سے تقریبی

(۱) (باب الذکر بعد الصلوة ۱/۱۸) ط مکتبہ رضویہ سکھری پاکستان

(۲) (ص ۴۰ . ۴۱ ط لجنة التصنیف کراچی نمبر ۳۸)

اور تخمیشی مقدار مراد لی اور ان دعاؤں کو جو صحیح طور پر آنحضرت ﷺ سے ثابت ہوئیں اس تقریبی مقدار میں داخل رکھا پس فقہ کی وہ روایتیں جن میں بڑی دعاؤں کی کراہت مذکور ہے وہ بھی اس معنی پر لامحالہ محمول کی جائیں گی کہ ادعیہ منقولہ اور اذکار ماثورہ سے زیادہ لمبی دعائیں مکروہ ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ یہ حکم فقہی احادیث صحیحہ کے خلاف ہو۔

تکملہ مفیدہ

یہ بھی بتادینا ضروری ہے کہ یہ کلام انہیں فرائض کے بعد دعائنگنہ کے متعلق ہے جن کے بعد سنتیں ہیں اور جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد دعائنگنہ اور ذکر طویل اتفاقاً جائز ہے۔ نیز یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ فقہاء نے ادعیہ طویلہ کو جو مکروہ کہا ہے اس کراہت سے مراد بھی کراہت تنزیہی ہے جس کا مرجع خلاف اولیٰ ہے فتح القدر میں ہے۔

قولہم یکرہ التاخیر الطویل للسنۃ عن الفرض مراد ہم بها الکراہیۃ التزیہیۃ الی مرجعہا الی خلاف الاولیٰ انتہی (کذافی التحفۃ) (۱)
اور ادعیہ طویلہ سے وہ لمبی دعائیں مراد ہیں جو روایات صحیحہ سے ثابت شدہ دعاؤں سے بڑی ہوں۔

الحاصل

احادیث صحیحہ اور روایات فقہیہ سے نہایت واضح طور پر یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ فرائض کے بعد سنتوں سے پہلے دعائنگنہ اور ادعیہ ماثورہ کی مقدار تک دعائیں پڑھنا اور ذکر کرنا بلا کراہت جائز ہے بلکہ اس وقت دعائنگنہ افضل ہے اور اس دعائیں مقبولیت کی زیادہ امید ہے۔

(واللہ اعلم و علمہ اتم واحکم)

کتبہ الراجی رحمۃ مولانا محمد کفایت اللہ اوصلہ اللہ الی ما یتمناہ مدرس اول و مفتی
مدرسة العالیہ عربیہ امینیہ، دہلی

جمادی الاخریٰ ۱۳۳۲ھ

الصحائف المرفوعه

فی جواب

اللطائف المطبوعه

ماخوذ از مجموعہ نفائس مرغوبہ مرتبہ حضرت مفتی اعظمؒ مطبوعہ ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ العلیٰ العظیم

و نصلیٰ علیٰ رسولہ الکریم

المابعد۔ نفائس مرغوبہ کے طبع ثانی کے وقت بعض احباب رنگون نے میرے پاس ایک رسالہ بھیجا۔ جس کا نام اللطائف المطبوعہ فی جواب النفائس المرغوبہ ہے۔

یہ رسالہ جناب مولانا مولوی مفتی عبدالباری صاحب مرحوم و مغفور کی جانب سے منسوب ہے مگر اس کی صورت یہ ہے کہ مولوی محمد یعقوب صاحب نے حضرت مولانا عبدالباری صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد ان کے مسودات میں سے کچھ تحریرات نکالیں اور خود انہیں ترتیب دیکر لطائف مطبوعہ کے نام سے رسالہ بنا کر شائع کر دیا میرا خیال ہے کہ اگر مولانا عبدالباری صاحب مرحوم زندہ ہوتے تو وہ اس کو اس صورت میں شائع کرنا ہرگز پسند نہ فرماتے۔ کیونکہ اس کی موجودہ ترتیب اور صورت ان کے مرتبہ علم اور فقاہت کے خلاف ہے۔

بہر حال اب کہ رسالہ ان کے بعد ان کے نام سے شائع کر دیا گیا اور ناواقف حضرات کے لئے ایک اشتباہ کا موقع پیدا ہو گیا کہ یہ مولانا مرحوم کے خیالات ہیں اس لئے رفع اشتباہ کے لئے ضروری معلوم ہوا کہ رسالہ کے مضامین کا مختصر جواب بھی شائع کر دیا جائے تاکہ طالبین حق کے لئے چراغ ہدایت کا کام دے اور جو اشتباہ کہ پیدا ہو گیا ہے وہ رفع ہو جائے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

خاکسار محمد کفایت اللہ غفرلہ

شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ

واضح ہو کہ اصل مسئلہ جو زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ بعض اطراف ہندوستان میں معمول یہ ہے کہ جن فرائض کے بعد سنتیں ہیں ان کے سلام کے بعد امام اور مقتدی اللہم انت السلام کے علاوہ بھی ایک دو مختصر ماثور دعائیں ہاتھ اٹھا کر پڑھتے ہیں اور دعا سے فارغ ہو کر سنتیں نفلیں پڑھتے ہیں پھر ہر شخص اپنی اپنی دعائیں مانگتا ہے اور اٹھ کر چلا جاتا ہے کوئی پہلے کوئی پیچھے۔ یعنی سنن و نوافل سے فارغ ہونے کے بعد سب اجتماعی طور پر دعائیں مانگنے کے لئے انتظار نہیں کرتے۔

اس کے خلاف بعض مقامات (مثلاً برہما گجرات وغیرہ) میں یہ رواج ہے کہ فرض نماز کے بعد سلام کے بعد امام اور مقتدی صرف اللہم انت السلام الخ پڑھتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سنتیں

نفلیں پڑھ کر امام اور مقتدی سب مل کر دعائیں مانگتے ہیں اور اس رواج کی بھی مختلف مقامات میں مختلف صورتیں ہیں۔

کسی جگہ تو اللہم انت السلام الخ پڑھتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں اور کہیں نہیں اٹھاتے اور کسی جگہ سنن و نوافل کے بعد امام زور سے الفاتحہ کہہ کر صرف ایک بار مقتدیوں کے ساتھ دعائیں مانگتے ہیں اور کسی جگہ ایک بار دعائیں ختم کر کے اور منہ پر ہاتھ پھیر کر پھر دوسری بار الفاتحہ کہہ کر دعائیں مانگی جاتی ہے اور کسی جگہ دوسری دعائیں ختم کر کے اور منہ پر ہاتھ پھیر کر پھر تیسری مرتبہ امام الفاتحہ کہہ کر دعائیں مانگتے ہیں پھر سنن و نوافل کے بعد اس مروج دعا کو اس قدر ضروری سمجھا جاتا ہے کہ اگر کوئی امام سنن و نوافل کے بعد دعائیں مانگنے کے لئے نہ بیٹھے اور پہلے ہی اٹھ کر چلا جائے یا جائے تو نہیں مگر دعائیں مانگے تو امام کو برا بھلا کہنا امامت سے معزول کر دینا اور ایک جھگڑا فساد برپا کر دینا مسلمانوں میں نا اتفاقی اور پھوٹ ڈال دینا سب و شتم کرنا یہ معمولی باتیں جو پیدا ہو جاتی ہیں اور بیسیوں مثالیں اس کی موجود ہیں نفائس مرغوبہ میں یہ لکھا گیا تھا۔

دوسرے طریقہ کا احادیث و فقہ سے ثبوت نہیں ہے یعنی کسی حدیث یا آثار صحابہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور انور ﷺ یا صحابہ کرام یا ائمہ مجتہدین کے زمانہ میں لوگ سنن و نوافل کے اجتماعی دعا کے لئے بیٹھے انتظار کیا کرتے تھے اور جب خود حضور انور اور تمام مقتدی سنن و نوافل سے فارغ ہو جاتے تھے تو سب مل کر دعائیں مانگتے تھے پھر دعا کا طریقہ بھی یہی ہوتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ زور سے الفاتحہ فرماتے اور تمام مقتدی حضور کے ساتھ دعا میں شریک ہو جاتے پھر صرف ایک مرتبہ دعا فرماتے یا دو دو تین تین مرتبہ دعا کرتے ان میں سے کسی بات کا ثبوت نہیں ہے قاعدہ کے موافق ہمیں اتنا ہی کہہ دینا کافی تھا کہ ان میں سے کسی بات کا ثبوت نہیں ہے اور جو لوگ کہ اس طریقہ کو ثابت کرنا چاہتے ہیں ان پر لازم تھا کہ وہ ان باتوں کا ثبوت پیش کرتے اور وہ روایات بیان کرتے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سنن و نوافل کے بعد تمام صحابہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر دعائیں مانگتے تھے حضور الفاتحہ فرما کر دعا شروع کرتے تھے اور ایک بار دعائیں مانگتے تھے یا دو مرتبہ یا تین مرتبہ مگر ہم نے اس خیال سے کہ عوام علم مناظرہ کے اس قاعدے سے تو واقف نہیں ہوتے کہ ثبوت پیش کرنا کس کے ذمہ ہوتا ہے وہ تو ہر فریق سے خواہ مدعی ہو یا منکر دلیل پیش کرنے کے منتظر رہتے ہیں تطوعاً اپنی طرف سے دلائل بھی پیش کر دیئے تھے جن میں سے ایک دلیل یہ تھی کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نوافل کو گھروں میں پڑھنے کی ترغیب دی ہے اور گھر میں پڑھنے کا ثواب مسجد میں پڑھنے سے زیادہ فرمایا ہے اور خود بھی عام طور پر حضور اکرم ﷺ نوافل گھر میں پڑھتے تھے اس کے لئے نفائس مرغوبہ کے صفحہ ۳ میں حضرت عبداللہ بن سعد کی حدیث اور صفحہ ۴ میں حضرت عائشہ کی حدیث پیش کی یہ حدیثیں نہایت صاف اور صریح اور صحیح ہیں۔

ان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ عام طور پر سنن و نوافل گھر میں پڑھتے تھے اور چونکہ صحابہ کرام کو بھی گھروں میں سنن و نوافل پڑھنے کی ترغیب دی تھی اور صحابہ کرام حضور کی ترغیب پر دل و جان

سے عمل کیا کرتے تھے اور افضل اور بہتر صورت کو ہی اختیار کرتے تھے تو ضرور ہے کہ وہ بھی عام طور پر سنن و نوافل گھروں میں ہی جا کر پڑھتے ہوں گے۔

پس اس سے سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعا کا حضور انور ﷺ کے اور صحابہ کرام کے زمانہ میں رواج نہ ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔

لطائف مطبوعہ کا مضمون

لطائف مطبوعہ صفحہ ۱۰ میں اس روشن اور واضح ثبوت کا جواب دیا گیا ہے کہ جو حدیثیں نفائس مرغوبہ میں پیش کی گئی ہیں ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیشہ سنتیں مکان میں پڑھی ہیں کبھی باہر مسجد میں نہیں پڑھیں نہ سفر میں نہ حضر میں پس ممکن ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کبھی فرض کے بعد اسی جگہ سنتیں پڑھی ہوں اور سنتوں کے بعد دعا مانگی ہو۔

اس مضمون کا جواب

مجھے حیرت ہے کہ مولانا عبد الباری مرحوم جیسا فاضل ایسا کمزور اور بودا جواب کیسے لکھ سکتا تھا میں نے تو وہ حدیثیں پیش کی ہیں جن سے حضور اکرم ﷺ کی عادت شریفہ یہ ثابت ہوتی ہے کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھا کرتے تھے اور اسی کو افضل فرماتے تھے اور اسی بناء پر صحابہ کرام کا گھروں میں جا کر سنتیں پڑھنا غالب اور راجح بتایا تھا۔ تو ان کا فرض یہ تھا کہ وہ کوئی ایسی حدیث بیان کرتے جس سے حضور ﷺ کی عادت شریفہ ثابت ہوتی کہ سنن و نوافل مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور صحابہ کرام بھی سنن و نوافل مسجد میں ادا کیا کرتے تھے انہوں نے کوئی ایسی روایت تو پیش نہیں کی صرف یہ کہہ دیا کہ ممکن ہے کبھی آپ نے سفر میں یا حضر میں مسجد میں بھی سنتیں پڑھی ہوں۔

میں نے یہ کب کہا تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے ساری عمر میں کبھی مسجد میں سنن و نوافل نہیں پڑھے میں نے تو یہ ثابت کیا تھا کہ حضور ﷺ کی عادت شریفہ گھر میں پڑھنے کی تھی اس عادت کے خلاف کوئی روایت پیش نہیں کی نہ کر سکتے تھے۔

اب میں کہتا ہوں کہ اگر حضور اکرم ﷺ نے کبھی سفر میں یا حضر میں سنتیں باہر پڑھ لی ہوں اور ان کے بعد دعا بھی مانگ لی ہو تو آپ کو کیا فائدہ ہو گا کیا اس سے حضور ﷺ کے زمانے میں اس رواجی دعا کے رواج کا ثبوت ہو جائے گا ہرگز نہیں اور جب کہ یہ ثابت ہے کہ عادت شریفہ آنحضرت ﷺ کی یہی تھی کہ سنن و نوافل گھر میں جا کر پڑھتے تھے اس لئے رواجی دعائے ثانیہ یعنی سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعا کا حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ ہونا روز روشن کی طرح ثابت رہے گا۔

لطائف مطبوعہ کا مضمون

اسی صفحہ ۱۰ میں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ممکن ہے حضور ﷺ گھر میں سنن و نوافل کے بعد دعا

مانگ لیا کرتے ہوں۔

جواب : یہ قول پہلے قول سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے میں کہتا ہوں کہ صرف ممکن ہی نہیں بلکہ غالب ہے کہ آپ گھر میں سنتوں اور نوافل سے فارغ ہو کر دعائے مانگتے ہوں گے مگر اس سے اجتماعی دعا جو سنتوں اور نفلوں کے بعد مساجد میں خاص اہتمام کے ساتھ رواج پذیر ہے وہ تو ثابت نہیں ہوئی۔

کاش مولانا عبدالباری مرحوم اور ان کے ہم خیال علماء یہی تعلیم دیتے کہ امام اور مقتدی گھر میں جا کر سنتیں نفلیں پڑھا کر سنیں اور سنن و نوافل کے بعد دعائے مانگا کریں تو یہ ایک طریقہ مسنونہ کی تعلیم بھی ہو جاتی اور سارا جھگڑا ہی ختم ہو جاتا مسلمان بھی اتفاق و اتحاد سے رہتے اور کوئی ناگوار قصہ ہی پیش نہ آتا۔

اطائف مطبوعہ کا مضمون

تیسرا جواب اطائف مطبوعہ صفحہ ۱۰ میں یہ دیا گیا ہے کہ جب کہ احادیث قولیہ سے دعا بعد سنت کا ثبوت ہو گیا جیسا کہ اوپر گزرا تو اس پر عمل کرنا چاہئے گوہ آپ کے فعل سے اس کا ثبوت نہ سہی۔

اس مضمون کا جواب

اطائف مطبوعہ میں چار قولی حدیثیں بیان کی گئی ہیں جو یہ ہیں۔

(۱) حدیث السنن۔ ما من عبد بسط كفيه في دبر كل صلوة الخ

کوئی بندہ ایسا نہیں جو ہر نماز کے بعد ہاتھ پھیلائے الخ

(۲) حدیث فضل بن عباس۔ الصلوة تخشع و تضرع و تمسكن ثم تقنع يدك الخ

کمال نماز خشوع اور خضوع اور عاجزی ہے پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھائے۔

(۳) حدیث ابی امامہ۔ اے الدعاء اسمع قال جوف الليل ودبر الصلوات المكتوبة

کس وقت کی دعا زیادہ مقبول ہے فرمایا آخر شب کی اور فرض نمازوں کے بعد کی دعا۔

(۴) حدیث معاذ۔ یا معاذ! لا تدعن ان تقول في دبر كل صلوة

اے معاذ! ہر گز مت چھوڑ اللہم اعنی الخ کا کہنا ہر نماز کے

میں نے بقدر ضرورت ان حدیثوں کے الفاظ نقل کر دیئے ہیں جو اطائف مطبوعہ کے صفحہ ۵

صفحہ ۶ میں مرقوم ہیں ناظرین اطائف مطبوعہ میں ان حدیثوں کو پوری عبارت کے ساتھ مکرر سے کر

پڑھیں اور دیکھیں کہ ان احادیث میں اس کی تصریح کہاں ہے کہ لوگ سنن و نوافل مسجد میں پڑھیں اور پچ

سب مل کر دعائے مانگیں جو پہلے فارغ ہو جائیں وہ دوسروں کے فارغ ہونے تک بیٹھے انتظار کیا کریں۔

بلکہ ان حدیثوں پر عمل کرنے کی بہتر اور افضل صورت یہی ہے کہ فرضوں سے فارغ ہو

مختصر دعائے مانگی جائے اور حدیث عبد اللہ بن سعد و حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بموجب سنن و نوافل

گھروں میں جا کر پڑھیں اور وہاں بھی فراغت کے بعد دعائے مانگی جائے۔

پس ان قولی حدیثوں میں اور حضور اکرم ﷺ کے اس فعل میں کہ سنن و نوافل گھر میں پڑے

تھے اور مسجد میں اجتماعی دعا حضور ﷺ کے فعل سے ثابت نہیں کوئی تعارض اور مخالفت نہیں ہے۔

دونوں باتیں یعنی قول و فعل باہم مطابق و موافق ہیں۔

تنبیہ (۱)

یہاں پر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگرچہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کی عادت شریفہ اور اکثری طرز عمل تو یہی تھا کہ سنن و نوافل گھر میں پڑھتے تھے لیکن حضور اکرم ﷺ سے احیاناً یہ بھی ثابت ہے کہ مسجد میں بھی آپ نے سنن و نوافل پڑھی ہیں اس لئے اگر لوگ فرضوں کے بعد سنتیں نقلیں مسجد میں پڑھ لیں تو یہ ناجائز یا مکروہ نہیں ہے مگر سنن و نوافل کے بعد دعائے اجتماعی کا مروجہ طریقہ ہرگز ثابت نہیں ہے اس لئے اس کا التزام یقیناً لائق ترک ہے۔

تنبیہ (۲)

یہ بھی واضح رہے کہ فقہاء حنفیہ میں سے ایک جماعت نے ان فرضوں کے بعد جن کے بعد سنتیں ہیں دعا کو مکروہ کہا ہے اسی جماعت نے ان احادیث کی تاویل کی ہے جن میں لفظ دبر الصلوات المکتوبات اور اسی قسم کے الفاظ آئے ہیں کہ ان سے مراد سنن و نوافل کے بعد دعا مانگنا ہے۔

مگر خود فقہاء محققین حنفیہ نے یہ دیکھ کر کہ اول تو کراہت ایک حکم شرعی ہے اس کے لئے کوئی دلیل درکار ہے اور احادیث و آثار میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ فرضوں اور سنتوں کے درمیان میں دعا مکروہ ہے۔ دوم کہ لفظ دبر الصلوة یا دبر الصلوات المکتوبات کے ظاہری اور متبادر معنی یہی ہیں کہ فرض کا سلام پھیرتے ہی وہ اذکار پڑھے جائیں جن کی تعلیم دی گئی ہے اور اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ان ظاہری اور متبادر معنی کو چھوڑ کر سنن و نوافل کے بعد کا وقت مراد لیا جائے یہ تصریح کی کہ فرض نماز کے سلام کے بعد ہی دعا مانگنا بہتر اور افضل ہے اور یہی راجح اور صحیح ہے۔

اور اس صورت میں تمام احادیث اپنے ظاہری اور متبادر معنی پر محمول ہو سکتی ہیں اور حدیث ابی امامہؓ جو نفاس مرغوبہ کی فصل دوم میں نمبر ۳ پر مرقوم ہے اور جس کے الفاظ یہ ہیں۔

عن ابی امامةؓ انه قال ما دنوت من رسول الله ﷺ فی دبر کل صلوة مکتوبة ولا تطوع الا سمعته يقول اللهم اغفر لی ذنوبی و خطایای کلها اللهم انعشنی واجبرنی واهدنی لصالح الاعمال والاخلاق انه لا یهدی لصالحها ولا یصرف سینها الا انت. (اخرجه ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة کذا فی التحفة المرغوبہ) (۱)

(ترجمہ) ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ جب میں حضور ﷺ سے قریب ہوا تو ہر نماز فرض اور نفل کے بعد حضور

اکرم ﷺ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا۔ اللهم اغفر لی ذنوبی الخ

اس حدیث میں تصحیح ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد بھی اور نفل نماز کے بعد بھی حضور اکرم ﷺ یہ

دعا پڑھتے تھے اور اس میں لفظ دبر کل صلوة مکتوبة سے اس کے ظاہری اور متبادر معنی ہی مراد ہیں کہ

(۱) (عمل الیوم واللیلة لابن السنی) باب ما یقول فی دبر صلاة الصبح ص ۱۰۴، ۱۰۵ ط مکتبہ الشیخ کراچی

فرض کے بعد متصل دعا پڑھتے تھے کیونکہ اگر وہ ہر کل صلوة مکتویۃ میں یہ معنی مراد نہ ہوتے اور وہی تاویلی معنی مراد ہوتے کہ نوافل کے بعد دعا پڑھتے تھے تو پھر آگے ولا تطوع فرمانے کی ضرورت نہ ہوتی اور فرضوں اور نفلوں دونوں کی تصریح نہ کی جاتی۔

علامہ حلبی کی وہ عبارت جو نفائس المرغوبہ کے صفحہ ۱۹ میں مرقوم ہے اور جس میں انہوں نے حضرت عائشہؓ کی حدیث لم یقعد الا مقدار ما یقول اللهم انت السلام الخ کے معنی بتائے ہیں پڑھیے اور دیکھیے کہ علامہ نے صحیحین کی اس دعا کو لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على کل شئی قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ینفع ذا الجد منك الجد.

اور صحیح مسلم کی اس دعا کو

لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على کل شئی قدير ولا حول ولا قوة الا بالله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا الله مخلصین له الدين ولو کره الکفرون.

یہ فرما کر کہ یہ دعائیں بھی اللهم انت السلام کے ساتھ تخمیناً اور تقریبی مقدار میں برابر ہیں اس لئے ان دعاؤں کی حدیثوں اور حدیث عائشہؓ میں کوئی منافاة نہیں ہے یعنی فرضوں کے بعد متصلاً یہ دعائیں اسی طرح پڑھی جاسکتی ہیں جس طرح اللهم انت السلام الخ

اس سے صاف معلوم ہوا کہ علامہ حلبی بھی فرض و سنن کے درمیان اللهم انت السلام کے سوا دوسرے اذکار و ادعیہ کی کراہیت کے قائل نہیں ہیں اور ظاہر ہے کہ جب صحیح و صریح روایات حدیث موجود ہیں تو محققین حنفیہ کراہت کے قائل کیسے ہو سکتے تھے اسی وجہ سے امام شمس الاممہ حلوانی نے کراہت کی روایت کو قابل عمل نہیں سمجھا اور اسی وجہ سے علامہ ابن ہمام نے بھی تقریبی مقدار میں ان دعاؤں کو داخل کرنے سے اختلاف نہیں کیا اور اسی بناء پر مفتی البجانبی میں قبل السنۃ کی تصریح کر دی یعنی اذکار ماثورہ سنتوں سے پہلے پڑھے جائیں۔

اور اسی لحاظ سے حضرت امام الہند شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے یہ فرمایا والا ولی ان یأتی بہذہ الا ذکار قبل الرواتب الخ (حجۃ اللہ البالغہ) یعنی بہتر اور افضل یہ ہے کہ ان اذکار ماثورہ کو سنن راتبہ سے پہلے پڑھے۔

پس حاصل یہ ہے کہ سنتوں اور فرضوں کے درمیان دعائیں کو مکروہ کہنا قوی اور راجح نہیں ہے بلکہ فقہاء محققین کی تصریح کے موافق راجح یہی ہے کہ سنتوں سے پہلے اذکار و ادعیہ ماثورہ پڑھی جائیں اور یہی قول ظاہر حدیث کے موافق ہے ہاں بہت زیادہ تطویل کرنا یا غیر ماثور اذکار و ادعیہ پڑھنے کو مکروہ کہا جائے

تو گنجائش ہے۔

تنبیہ (۳)

جن فقہاء نے فرضوں اور سنتوں کے درمیان دعا کو مکروہ فرمایا ہے ان کا مطلب بھی یہ ہے کہ اگر فرض پڑھنے کی جگہ پر ہی سنتیں پڑھنے کا ارادہ ہو تو پھر سنتوں کے پڑھنے میں تاخیر مکروہ ہے لیکن فرضوں کے مقام میں سنتیں ادا کرنا خلاف اولیٰ ہے۔

اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ امام اپنے حجرے یا مکان میں جا کر سنتیں پڑھے اور اسی طرح لوگ بھی اپنے مکانوں میں جا کر سنتیں پڑھیں اگر مقتدی سب ایسا نہ کر سکیں تو جو کر سکتے ہوں وہ کر لیں اور تمام کے تمام نہ کر سکیں تو وہ امام کو اس اولیٰ اور افضل عمل سے نہ روکیں اگر امام فرض پڑھا کر مختصر ماثور ذکر و دعا پڑھ کر حجرے میں چلا جائے تاکہ سنن و نوافل کو اپنے حجرے میں افضل اور مسنون طریق پر ادا کرے تو جانے دو اس کو ایک غیر ثابت اور غیر مسنون رواجی دعا کے لئے ایک مسنون عمل سے کیوں روکا جاتا ہے۔ ان الکلام فیما اذا صلی السنة فی محل الفرض لا تفاق کلمة المشائخ علی ان الافضل فی السنن حتی سنة المغرب المنزل ای فلا یکره الفصل بمسافة الطريق (۱) (رد المحتار نقلًا عن الحلیہ)

یعنی تاخیر سنت کے مکروہ ہونے یا نہ ہونے میں جو کلام ہے وہ اسی صورت میں ہے کہ جب کوئی سنتوں کو وہیں پڑھے جہاں فرض پڑھے ہیں کیونکہ تمام مشائخ کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام سنتوں کو یہاں تک کہ مغرب کی سنتوں کو بھی گھر میں جا کر پڑھنا افضل ہے تو گھر تک جانے میں جو فاصلہ اور تاخیر ادائے سنت میں ہو یہ اتفاق مکروہ نہیں ہے۔

اطائف مطبوعہ میں باب اول صرف اس غرض کے لئے منعقد کیا گیا تھا کہ سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کو ثابت کیا جائے مؤلف نے اس مقصد کے لئے سب سے پہلے نور الايضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح کی عبارت پیش کی ہے مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یا تو مؤلف نے..... نور الايضاح اور مراقی الفلاح کا مطلب ہی نہیں سمجھایا قصد ان کتابوں کی عبارتوں میں قطع برید کر کے اپنا مطلب نکالنا چاہا ہے اس لئے میں ذرا تفصیل سے اس کو بیان کئے دیتا ہوں۔

سب سے پہلے یہ دیکھنے کہ نور الايضاح میں یہ بحث جس فصل میں ذکر کی گئی ہے اس کے عنوان کے الفاظ یہ ہیں۔

فصل فی الاذکار الواردة بعد الفرض

یعنی یہ فصل ان اذکار کے بیان میں ہے جو نماز فرض کے بعد وارد ہوئے ہیں مصنف پہلے نماز کے افعال کی ترکیب بیان کر چکا ہے اس فصل کو سلام تک پہنچا کر ختم کر دیا تھا اس کے بعد باب الامامة اور اس کے

متعلق فضول ذکر کیس پھر یہ فصل منعقد کی اس میں یہ بتانا تھا کہ نماز فرض کے سلام کے بعد کیا کیا ذکر اور دعائیں وارد اور منقول ہیں اسی لئے عنوان میں بھی بعد الفرض کا لفظ صراحتاً ذکر کر دیا۔
 پہلا مسئلہ یہ بیان کیا کہ نماز فرض کے بعد سنتوں کو فوراً شروع کر دینا چاہیے یا کچھ توقف بھی جائز ہے اس میں مصنف نے پہلی روایت یہ ذکر کی۔

القیام الی اداء السنة التلی الفرض متصلاً بالفرض مسنون غیر انه يستحب الفصل
 بينهما كما كان عليه السلام اذا سلم يمكث قدر ما يقول اللهم انت السلام و منك السلام
 و اليك يعود السلام تبارکت يا ذا الجلال و الاکرام ثم يقوم الی السنة (مراقی الفلاح) (۱)
 ترجمہ : یعنی فرضوں کے سلام کے بعد ان سنتوں کو ادا کرنے کے لئے جو فرضوں کے بعد پڑھی
 جاتی ہیں بلا توقف کھڑا ہو جانا چاہیے مگر یہ کہ فرضوں اور سنتوں میں علیحدگی کر دینی مستحب ہے جیسا کہ
 آنحضرت ﷺ جب فرض کا سلام پھیرتے تو اتنی مقدار ٹھہرتے کہ اللهم انت السلام و منك السلام
 و اليك يعود السلام تبارکت يا ذا الجلال و الاکرام پڑھ لیتے۔ پھر کھڑے ہوتے ادائے سنت کے لئے۔
 اس کے بعد مصنف نے علامہ ابن ہمام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ذکر اللهم
 انت السلام وہ ذکر ہے جو حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے مجملہ ان اذکار کے جن سے اداء سنت مؤخر کیا جاتا
 ہے اور جن کے ذریعہ سے فرضوں اور سنتوں میں فصل اور علیحدگی کی جاتی ہے چونکہ علامہ ابن ہمام کا
 مطلب یہ تھا کہ جو اذکار نماز فرض کے سلام کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھے جانے منقول ہیں ان میں سے
 اللهم انت السلام کا ثبوت پختہ ہے اس لئے صرف اسی کو پڑھنا چاہیے۔

مگر چونکہ اس ذکر کے علاوہ بعض ذکر دوسرے اور دعائیں بھی ثابت تھیں اور ان کا ثبوت بھی
 پختہ تھا اس لئے صاحب مراقی الفلاح نے علامہ ابن ہمام کا قول نقل کرنے کے بعد یہ فرمایا۔

قلت و لعل المراد غیر ما ثبت ایضاً بعد المغرب و هو ثمان رجله لا اله الا الله الخ عشر
 او بعد الجمعة من قراءة الفاتحة و المعوذات سبعا سبعا اه (مراقی الفلاح) (۲)

ترجمہ : میں کہتا ہوں غالباً علامہ کی مراد یہ ہے کہ اللهم انت السلام کی طرح اور جو ذکر ثابت
 ہیں وہ بھی سنتوں سے پہلے پڑھنا مستحب ہے جیسے کہ ایک حدیث میں نماز مغرب کے بعد اسی طرح بیٹھے
 ہوئے لا اله الا الله الخ دس مرتبہ پڑھنا ثابت ہے اور دوسری حدیث میں نماز کے بعد سنتوں سے پہلے
 سورۃ فاتحہ اور معوذات سات سات مرتبہ پڑھنا ثابت ہے۔ انتہے۔

پس صاحب مراقی الفلاح کی اس تصریح سے ثابت ہو گیا کہ ان کے نزدیک فرض نماز کے سلام
 کے بعد اللهم انت السلام کے علاوہ اور اذکار ثابتہ ماثورہ پڑھنا بھی جائز ہے اور ان کی وجہ سے جو تاخیر اداء

(۱) (فصل فی صفة الاذکار الواردة بعد صلاة الفرض ص ۱۸۶ ط مصر)

(۲) (ایضاً)

سنت میں ہوگی وہ تاخیر مکروہ یا خلاف اولیٰ نہیں ہے۔

ترجمہ : اس پر مراقی الفلاح کے محشی علامہ سید احمد طحطاویؒ نے یہ تحریر فرمایا ہے۔

وفی رواية عائشة قالت كان رسول الله ﷺ لا يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت

السلام الخ

یعنی حضرت عائشہؓ کی روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نہیں بیٹھتے تھے مگر اتنی مقدار جس

میں اللهم انت السلام پڑھ سکیں۔

وہی تفید کالذی ذکرہ المؤلف انه ليس المراد انه كان يقول ذلك بعينه بل كان

يقعد زمانا يسع ذلك المقدار ونحوه من القول تقريبا.

(حاشیہ طحطاوی بر مراقی الفلاح) (۱)

یہ روایت یہی بتلاتی ہے جو مؤلف نے ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد یہ نہیں کہ حضور ﷺ اللهم

انت السلام ہی پڑھا کرتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اتنی دیر بیٹھتے تھے کہ اس میں اللهم انت السلام یا

اسی کی تقریبی مقدار کا اور کوئی ذکر پڑھا جاسکے۔

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ طحطاوی کے نزدیک حضرت عائشہؓ کی روایت سے یہ بھی ثابت نہیں

کہ حضور ﷺ ہر فرض نماز کے بعد ضرور اللهم انت السلام پڑھتے تھے بلکہ اتنی مقدار کا ذکر پڑھتے تھے

خواہ یہی پڑھتے ہوں یا اور کوئی ذکر و دعا۔

اور یہی مطلب علامہ حلبی نے بھی بیان کیا ہے پھر ان دونوں بزرگوں نے یہ تصریح کی ہے کہ

صحیحین یعنی بخاری اور مسلم رحمہما اللہ کی کتابوں میں فرض کے بعد جو دعائیں منقول ہیں وہ بھی اللهم انت

السلام کے ساتھ تقریبی مقدار میں شامل ہیں اس لئے حضرت عائشہؓ کی روایت میں اور ان اذکار کی

روایتوں میں کوئی تعارض اور منافات نہیں ہے یعنی ان بزرگوں کے نزدیک فرض اور سنتوں کے درمیان ان

دعاؤں کا پڑھنا اسی طرح جائز اور ثابت اور مستحب ہے جس طرح اللهم انت السلام کا پڑھنا ہے بخاری

اور مسلم کی وہ روایتیں یہ ہیں جو طحطاوی اور کبیری دونوں میں منقول ہیں۔

عن المغيرة انه ﷺ كان يقول في دبر كل صلوة لا اله الا الله وحده لا شريك له له

الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا

ينفع ذا الجد منك الجد وكذا لا ينافي ما روے مسلم وغيره عن عبد الله بن الزبير كان رسول الله ﷺ

إذا سلم من الصلوة قال بصوته الاعلى لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله

الحمد وهو على كل شئ قدير ولا حول ولا قوة الا بالله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله الفضل

وله الشاء الحسن لا اله الا الله مخلصين له الدين ولو كره الكافرون (۱)
ترجمہ: یعنی مغیرہ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز کے بعد پڑھتے تھے۔ لا اله الا الله
وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما اعطيت ولا
معطى لما منعت ولا ينفع ذا الجند منك الجند (بخاری و مسلم) اور اسی طرح حدیث عائشہؓ کی
اس روایت کے بھی منافی نہیں ہے جو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ جب نماز
(فرض) کا سلام پھیرتے تھے تو بلند آواز سے فرماتے تھے۔ لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك
وله الحمد وهو على كل شئ قدير ولا حول ولا قوة الا بالله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله
الفضل وله الشاء الحسن لا اله الا الله مخلصين له الدين ولو كره الكافرون .
میں نہیں سمجھتا کہ علامہ طحطاوی اور علامہ حلی کی اس تصریح کے بعد کہ۔

- (۱) حدیث عائشہؓ کی حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ حضور اکرم ﷺ ضرور فرض نماز کے سلام کے بعد
اللهم انت السلام ہی پڑھا کرتے تھے۔
(۲) اور یہ کہ اللهم انت السلام والی روایت دوسرے ماثور ذکروں کے پڑھنے کے خلاف نہیں ہے۔
(۳) اور یہ کہ مذکورہ بالا دونوں ذکر اللهم انت السلام کے ساتھ تقریبی مقدار میں برابر ہیں۔
(۴) اور یہ کہ ان حدیثوں میں ان ذکروں کا سنتوں سے پہلے پڑھنا مراد ہے۔
(۵) اور یہ کہ مسلم کی روایت میں اذا سلم سے نماز فرض کا سلام ہی مراد ہے۔
(۶) اور نیچلین کی روایت میں دبر کل صلوة سے نماز فرض کے بعد اس کے متصل سنتوں سے پہلے کا
وقت ہی مراد ہے۔

اب کون کہہ سکتا ہے کہ نفائس المرغوبہ میں تقریبی مقدار کی جو توضیح کی گئی تھی وہ فقہاء حنفیہ
کی تصریح کے موافق نہ تھی اور کس کو یہ جرات ہو سکتی ہے کہ وہ فرض نماز کے سلام کے بعد اللهم انت
السلام کے علاوہ دوسرے اذکار و اعیہ ماثورہ کو ناجائز یا مکروہ کہہ سکے۔

تنبیہ

اوپر مرقی الفلاح کی عبارت میں اللهم انت السلام کو اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ اس میں
والیک يعود السلام بھی شامل ہے بعض کتابوں میں يعود کی جگہ یرجع ہے۔
اس پر علامہ طحطاوی تحریر فرماتے ہیں۔

قال فی شرح المشکوٰۃ عن الجزری وامامنا زاد بعد قوله و منك السلام من نحو
والیک یرجع السلام فحینا ربنا بالسلام و ادخلنا دار السلام فلا اصل له بل مختلق بعض

القصاص انتهى (۱) (حاشیہ طحاوی بر مرقی الفلاح)

ترجمہ: یعنی شرح مشکوٰۃ میں جزری سے منقول ہے کہ اس ذکر میں جملہ ومنک السلام کے بعد جو اس قسم کے جملے بڑھائے ہیں۔ والیک یرجع السلام فحینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تو ان جملوں کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ بعض واعظوں کے گھڑے ہوئے ہیں۔
مطلب یہ ہے کہ یہ ذکر صحیح روایات سے اس قدر ثابت ہے اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاكرام .

اس فصل کے اس پہلے مسئلہ میں کہ فرض کے بعد سنتوں میں کتنی تاخیر ہو سکتی ہے امام مقتدی منفرد سب شریک تھے اس لئے اس کو تو صاحب نور الايضاح و مرقی الفلاح نے عام الفاظ سے بیان کیا اس کے بعد اس فصل میں دوسرا مسئلہ یہ بیان کرنا مقصود تھا کہ آیا فرض کے بعد سنتیں اسی جگہ پڑھی جائیں جس جگہ فرض پڑھے ہیں یا اس سے دائیں یا بائیں یا آگے یا پیچھے ہٹ کر تو نور الايضاح میں امام کے لئے اس صورت کا یہ حکم ذکر کیا گیا ہے عبارت متن کی یہ ہے۔

و يستحب للامام بعد سلامه ان يتحول الى جهة يساره لتطوع بعد الفرض (۲)

(نور الايضاح)

ترجمہ: یعنی امام کے لئے مستحب ہے کہ سلام فرض کے بعد اپنی بائیں جانب ہٹ جائے فرض کے بعد کی سنتوں یا نفلوں کے ادا کرنے کے لئے۔

اس عبارت میں صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ سنتیں فرض کی جگہ پڑھی جائیں یا ہٹ کر یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سلام پھیرتے ہی بغیر کچھ ثناء یا دعا پڑھے فوراً ہٹ جائے بلکہ مراد یہ ہے کہ اللھم انت السلام ومنک السلام الخ یا اس کے مثل دوسرے اذکار وادعیہ ماثورہ پڑھ کر جب سنتوں کے لئے کھڑا ہو تو مستحب یہ ہے کہ بائیں جانب ذرا ہٹ کر کھڑا ہو۔

سنتوں کے لئے جگہ بدل کر کھڑا ہونا اس لئے مستحب ہے کہ (۱) اول تو باہر سے آنے والے کو یہ شبہ نہ ہو کہ امام فرض پڑھا رہا ہے اور وہ دھوکا کھا کر اقتدا کی نیت نہ کر لے (۲) دوسرا فائدہ یہ کہ جگہ بدلنے سے وہ دوسری جگہ بھی اس کے لئے نماز کی گواہ بن جائے گی۔

اپنی بائیں جانب ہٹنے کی وجہ یہ بیان کی کہ امام کی بائیں جانب قبلہ کی داہنی جانب ہوتی ہے اور قبلہ کی داہنی جانب کو اس کی بائیں جانب پر شرف حاصل ہے۔ (مرقی الفلاح) (۳)
مگر علامہ سید احمد طحاوی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

قال رسول الله ﷺ ايعجز احدكم ان يتقدم او يتاخر او عن يمينه او عن شماله في الصلوة يعنى

(۱) (فصل في صفة الأذكار الواردة بعد صلاة الفرض ص ۱۸۶ ط مصر)

(۲) (صفة الأذكار الواردة بعد الفرض : ۸۰ ط سعيد کمپنی کراچی)

(۳) (فصل في صفة الأذكار الواردة بعد صلاة الفرض ص ۱۸۷ ط مصر)

فی السبحة (رواه ابو داؤد و ابن ماجہ کذا فی طحطاوی) (۱)
ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ سنتوں، نفلوں کے لئے آگے بڑھ جاؤ یا پیچھے ہٹ جاؤ یا دائیں طرف یا بائیں جانب کو ہو جاؤ۔
اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے جگہ بدلنے کے لئے چاروں صورتوں کا ذکر فرما دیا ہے مگر یہ حکم اسی وقت ہے جب وہیں سنتیں پڑھنے کا ارادہ ہو ورنہ ان چاروں صورتوں سے افضل یہ ہے کہ مسجد سے جا کر اپنے مکان یا حجرے میں سنتیں پڑھے۔

وقد منا عن الحلبة ان الاحسن من ذلك كله تطوعه في منزله (رد المحتار) (۲)
ترجمہ: یعنی ہم پہلے حلیہ سے نقل کر چکے ہیں اور ان سب صورتوں سے بہتر یہ ہے کہ اپنے گھر جا کر سنن و نوافل پڑھے۔

تیسرا مسئلہ۔ پھر ماتن نے تیسرا مسئلہ یہ بیان کیا کہ اگر امام اپنی جگہ بیٹھ کر اذکار ماثورہ پڑھنا چاہے تو اس کی ہنیت کیا ہو اس کے لئے یہ عبارت ذکر کی۔

وان يستقبل بعده الناس - (نور الايضاح) اور مستحب ہے کہ امام فرضوں یا سنتوں کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے یعنی اگر وہ بیٹھنا چاہے تو مستحب یہ ہے کہ لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے یعنی قبلہ کی طرف منہ کئے بیٹھا رہنا نہیں چاہیے۔

وكذا يكره مكثه قاعدا في مكانه مستقبل القبلة في صلوة لا تطوع بعدها

(انتہی . رد المحتار) (۳)

ترجمہ: یعنی امام کا اپنی جگہ پر قبلہ رخ بیٹھا رہنا ان نمازوں کے بعد جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں مکروہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد تو امام اپنی جگہ نہ چھوڑے اور سوائے اس ذکر کے جس میں یہ مذکور ہے کہ بغیر پاؤں موڑے ہوئے پڑھا جائے باقی اذکار و ادعیہ اگر پڑھنا چاہے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے اور اذکار و ادعیہ پڑھ لے متن میں تو یہی صورت ذکر کی تھی مگر شرح میں اس پر یہ اضافہ کیا۔

يستقبل الناس ان شاء ان لم يكن في مقابله مصل (الی قوله) وان شاء الامام انحرف عن يساره و جعل القبلة عن يمينه وان شاء انحرف عن يمينه و جعل القبلة عن يساره (الی قوله)
وان شاء ذهب لحوانجه (مراقی الفلاح) (۴)

(۱) (ایضاً حوالہ صفحہ گزشتہ حاشیہ ۳)

(۲) باب صفة الصلاة ۱/۵۳۱ ط سعید

(۳) باب صفة الصلاة مطلب فيما لو زاد على العدد الوارد في التسيح غقب الصلاة ۱/۵۳۱ ط سعید

(۴) (فصل في صفة الأذكار ص ۱۸۷، ۱۸۸ ط مصر)

ترجمہ : یعنی اگر چاہے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے بشرطیکہ اس کے سامنے کوئی نماز نہ پڑھ رہا ہو اور اگر امام چاہے تو بائیں طرف مڑ جائے کہ اس کی داہنی طرف قبلہ ہو اور اگر چاہے تو داہنی طرف مڑے کہ قبلہ اس کی بائیں جانب ہو اور اگر چاہے تو اٹھ کر اپنے کام کاج کے لئے چلا جائے۔ چونکہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے لئے یہ شرط ہے کہ سامنے کوئی نمازی نہ ہو اور ماتن نے صرف ایک ہی صورت ذکر کی تھی کہ مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مستحب ہے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں لوگ سنتیں پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کوئی نہ کوئی امام کے مقابل بھی نماز پڑھتا ہوتا ہے اس لئے مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کے مسئلے کو شرح میں اس طرح مقید کر دیا۔

ان يستقبل بعده اى بعد التطوع و عقب الفرض ان لم يكن بعده نافلة

(مراقی الفلاح) (۱۱)

ترجمہ : یعنی امام کو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا اس وقت بہتر ہے جب سنتوں نفلوں سے فارغ ہو جائے۔

تاکہ کسی نمازی کا سامنا ہونے کی صورت نہ ہو اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان میں فرض کے بعد بھی لوگوں کی طرف منہ کر سکتا ہے بشرطیکہ سامنے کوئی نمازی (مبسوق وغیرہ) نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ سنتوں سے پہلے داہنی طرف یا بائیں طرف مڑ کر بیٹھ جائے یا داہنی طرف یا بائیں طرف یا آگے پیچھے ہٹ جائے یا اٹھ کر اپنے مکان یا حجرے میں چلا جائے تو یہ سب جائز ہے اور اٹھ کر چلا جانا اور اپنے گھریا حجرے میں جا کر سنتیں نفلیں پڑھنا سب سے زیادہ افضل اور بہتر ہے۔

چوتھا مسئلہ۔ پھر ماتن نے اس فصل میں چوتھا مسئلہ وہ بیان کیا جس کے لئے فصل منعقد کی ہے یعنی یہ کہ نماز فرض کے بعد کیا کیا اذکار و ادعیہ ماثور اور مروی ہیں اس مسئلہ کے بیان کے لئے اس نے یہ عبارت لکھی ہے۔

ويستغفرون الله ثلاثا ويقرؤون اية الكرسي ويقرؤون المعوذات الخ

(نور الايضاح) (۱۲)

ترجمہ : یعنی لوگ نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھیں اور آیت الکرسی پڑھیں اور معوذات پڑھیں۔ اس مسئلہ کی دلیل کے لئے یہ حدیث ذکر کی ہے۔

يقول ثوبان كان رسول الله ﷺ اذا انصرف من صلوته استغفر الله تعالى ثلاثا وقال

اللهم انت السلام و منك السلام تباركت يا ذا الجلال والاكرام (رواه مسلم) (۱۳)

(۱) (فصل في صفة الأذكار ... ص ۱۸۷، ۱۸۸ ط مصر) (۲) (فصل في الأذكار الواردة بعد الفرض؛ ص ۸۰ ط مير محمد کتب خانہ کراچی) (۳) (باب استحباب الذكر بعد الصلاة ۱/۲۱۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(مراقی الفلاح) (۱)

ترجمہ: یعنی ثوبان بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور فرماتے اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذا الجلال والا کرام
اسی ثوبان کی حدیث کے دوسرے طریق میں یہ لفظ ہیں۔
کان النبی ﷺ اذا سلم الخ (جمع الفوائد)
ترجمہ: یعنی آنحضرت ﷺ جب سلام پھیرتے تو تین بار استغفار کرتے اور اللھم انت السلام الخ پڑھتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مصنف نور الايضاح نے فرض کے سلام کے بعد ہی سے اذکار ماثورہ کا بیان شروع کیا ہے کیونکہ حدیث ثوبان کا مطلب یہی ہے کہ فرضوں کے سلام کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھ کر اللھم انت السلام پڑھا کرتے تھے وجہ یہ کہ اللھم انت السلام الخ کا فرض کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھنا متفق علیہ ہے۔

اور چونکہ فرائض کے بعد جو اذکار مصنف نے ذکر کئے ہیں ان میں امام مقتدی منفرد مسبوق وغیرہ کا کوئی فرق نہ تھا اس لئے جمع کے صیغے سے اس کو ذکر کیا مطلب یہ کہ تمام نمازی فرائض کے بعد یہ اذکار پڑھا کریں اور جب اذکار سے فارغ ہوں تو:

ثم يدعون لا نفسهم وللمسلمين رافعي ايديهم ثم يمسحون بها وجوههم في اخره (۲)
ترجمہ: نمازی اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کریں پھر اخیر میں اپنے ہاتھ منہ پر پھیر لیا کریں۔

یہ مصنف نے ذکر اور دعا کا مسنون اور مستحب طریقہ ذکر کیا ہے اس میں کہیں پر کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے یہ سمجھا جائے کہ یہ تمام کام سب مل کر اجتماعی طور پر کریں اور یہ تو ہو بھی نہیں سکتا اس لئے کہ یہ ذکر اور دعائیں اس شخص کے لئے بھی اسی طرح مستحب ہیں جو تنہا نماز پڑھے اور مسبوق کے لئے بھی اور ظاہر ہے کہ ان سب کی فراغت آگے پیچھے ہوگی۔

لطائف مطبوعہ میں اس عبارت کا جو ترجمہ کیا گیا ہے اس میں اصل عبارت کے خلاف یہ الفاظ اپنی طرف سے بڑھادیئے گئے ہیں (اور سب مل کر) حالانکہ اس معنی کا کوئی لفظ مراقی الفلاح میں نہیں ہے۔ پھر لطائف میں لکھا ہے :-

”عبارت مندرجہ بالا سے صاف طور پر ثابت ہے کہ امام اور مقتدین سب کامل کر اجتماعی طور پر دعا مانگنا بعد از سنت تالیہ و اذکار ماثورہ مستحب ہے“

(۱) (فصل فی صفة الأذکار ص ۱۸۸ ط مصر)

(۲) (فصل فی الأذکار الواردة بعد الفرض ص ۸۰ ط میر محمد کتب خانہ کراچی)

یہ نتیجہ بھی اسی غلطی پر مترتب ہے کہ مراقی الفلاح کی عبارت میں (سب مل کر اجتماعی طور پر) کے الفاظ اپنی طرف سے بڑھادیئے گئے ہیں۔

اور یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ یہ تمام اذکار اور دعائیں وہ ہیں جو سنتوں کے بعد پڑھی جائیں حالانکہ مراقی الفلاح میں اس کی بھی تصریح نہیں ہے اور اس کے جملہ بعدہ ای بعد التطوع کا تعلق صرف استقبال ناس کے مسئلے سے ہے نہ قرأت اذکار وادعیہ سے۔

لطائف مطبوعہ میں یہی ایک عبارت تھی جس سے لوگوں کو کچھ اشتباہ ہو سکتا تھا مگر اب ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اس عبارت میں بھی مروجہ اجتماعی دعا کی کوئی دلیل نہیں ہے اور جو الفاظ کہ اجتماع پر دلالت کرتے ہیں وہ اپنی طرف سے بڑھائے ہوئے ہیں۔

اور یہ کہ یہ سب کچھ اسی غیر افضل صورت میں ہے کہ فرضوں کے بعد سنتیں بھی مسجد میں پڑھی جائیں ورنہ افضل یہی ہے کہ گھر میں یا حجرے میں جا کر پڑھے اور اگر لوگ اس افضل پر کسی وجہ سے عمل نہ کر سکیں اور امام اس پر عمل کرنا چاہے اور سنتوں کے لئے اپنے حجرے میں جائے تو اسے کیوں روکا اور مجبور کیا جائے کہ وہ ایک غیر افضل صورت کو زبردستی اختیار کرے۔

اس کے علاوہ لطائف مطبوعہ میں اور کوئی چیز لائق جواب نہیں ہے بعض عبارتیں جو سنتوں کی تاخیر کرنے کے بارے میں مروی ہیں وہ اسی اختلاف پر مبنی ہیں کہ آیا اللھم انت السلام کے علاوہ اور اذکار ماثورہ اور ادعیہ مرویہ سنتوں سے پہلے پڑھنا جائز ہے یا نہیں تو اس کے بارے میں طحطاوی اور علامہ حلبی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اشعۃ الملمعات کی عبارتیں اس بارے میں صاف و صریح ہیں کہ جائز ہے اور کراہت یا عدم اولویۃ کی روایت مروجہ ہے۔

اور اس صورت میں تمام احادیث جن میں دبر الصلوات المکتوبات کا لفظ ہے اور وہ احادیث جن میں اذا سلم یا اذا انصرف کا لفظ ہے ان سے یہی مراد لینا بہتر ہے کہ فرض کے بعد سنتوں سے پہلے پڑھنا مراد ہے اور ان کی وہ تاویل جو علامہ ابن ہمام نے کی ہے بالکل غیر ضروری ہے اور اسی وجہ سے علامہ طحطاوی اور علامہ حلبی اور دوسرے محققین حنفیہ نے اسے پسند نہ کیا اور اذکار ماثورہ کی معتبر روایتوں کو اللھم انت السلام والی روایت کے ساتھ غیر معارض اور غیر منافی قرار دیکر ان کے پڑھنے کی اجازت دی۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ شعبان ۱۳۳۸ھ

فائدہ نفیہ

ہم نے مسئلے کی جو تحقیق گزشتہ سطور میں تحریر کی ہے اس کی تائید حضرت یقینۃ السلف حجتہ الخلف شاہ ولی اللہ نور اللہ مرقدہ کی مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتی ہے حجتہ اللہ البالغہ میں شاہ صاحب اول وہ اذکار وادعیہ جو خاکسار نقل کر چکا ہے اور جن میں اللھم انت السلام کے اور بھی قدرے طویل دعائیں شامل ہیں تحریر فرما کر لکھتے ہیں۔

والاولی ان یاتی بهذه الاذکار قبل الرواتب فانه جاء فی بعض الاذکار ما يدل علی ذلك نصا کقولہ ” من قال قبل ان يتصرف و یشئ رجلیه من صلوة المغرب والصبح لا اله الا الله وحده لا شریک له الخ “ و کقول الراوی کان اذا سلم من صلوة یقول بصوته الا علی لا اله الا الله الی اخره و فی بعضها ما يدل ظاهر ا کقولہ دبر کل صلوة . اما قول عائشة کان اذا سلم لم یقعد الا مقدار ما یقول اللهم انت السلام فیحتمل وجوهاً منها انه کان لا یقعد بهیئة الصلوة الا هذا القدر ولكنه کان یتیا من اوتیا سراویقبل علی القوم بوجهه فیأتی بالاذکار لثلاث یظن الظان ان الاذکار من الصلوة.

ومنها انه کان حینا بعد حین یتبرک الاذکار غیر هذه الکلمات یعلمهم انها لیست فريضة. والا صل فی الرواتب ان یاتی بها فی بیتہ . والسرفی ذلك کله ان یقع الفصل بین الفرض والنوافل بما لیس من جنسها وان یکون فصلاً معتد به یدرک ببادی الرأی . وهو قول عمر لمن اراد ان یشفع بعد المکتوبة اجلس فانه لم یهلك اهل الکتاب الا انه لم یکن بین صلواتهم فصل فقال النبی ﷺ اصاب الله بک یا ابن الخطاب وقوله صلعم اجعلوها فی بیوتکم والله اعلم . (حجة الله البالغة) ۱۱۰

(ترجمہ) اور اولیٰ یہ ہے کہ ان اذکار کو سنن مؤکدہ سے پہلے ادا کرے کیونکہ بعض اذکار میں تو اس کی تصریح ہے جیسے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد کہ ” جو شخص نماز مغرب اور نماز صبح کے بعد لوٹے اور پاؤں موڑنے سے پہلے یہ کہے لا اله الا الله الخ اور جیسے راوی کا یہ قول کہ آنحضرت ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے تو اپنی بلند آواز سے فرماتے لا اله الا الله الخ۔ اور بعض اذکار میں ظاہر اس پر دلالت ہے جیسے یہ قول کہ نماز کے بعد یہ پڑھتے تھے۔ رہا حضرت عائشہ کا یہ قول کہ جب آنحضرت ﷺ سلام پھیرتے تو اس سے زیادہ نہیں بیٹھتے کہ اللهم انت السلام الخ پڑھیں تو اس قول کے کئی احتمال ہیں ازاں جملہ یہ ہے کہ آپ نماز کی بنیت پر اس مقدار سے زیادہ نہیں بیٹھتے تھے بلکہ دائیں یا بائیں مڑ جاتے تھے یا لوگوں کی طرف منہ کر لیتے تھے تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ اذکار وادعیہ بھی نماز میں داخل ہیں اور ازاں جملہ یہ ہے کہ آپ سوائے اللهم انت السلام کے اور اذکار اچیاناً چھوڑ دیتے تھے چھوڑنے سے یہ تعلیم مقصود تھی کہ اذکار وادعیہ فرض نہیں ہیں اور سنتوں میں اصل حکم یہ ہے کہ گھروں میں ادا کی جائے اور اس سب کا راز یہ ہے کہ فرضوں اور نفلوں میں ظاہر طور پر فصل اور فرق ہو جائے جو ظاہری نگاہ سے معلوم ہو سکے اور یہی مطلب ہے حضرت عمر کے اس فرمانے کا اس شخص سے جو فرضوں کے بعد متصل سنتیں پڑھنا چاہتا تھا کہ بیٹھ جا۔ کیونکہ پہلی امتوں کو اسی بات نے ہلاک کیا کہ فرائض اور نوافل میں ان کے فرق نہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابن خطاب خدا نے تمہیں درست طریقہ ہدایت فرمایا اور یہی مطلب ہے آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا کہ سنتیں گھروں میں پڑھا کرو۔ انتہی

کتبہ العبد الضعیف محمد کفایت اللہ غفرلہ، شہری مسجد دہلی، شعبان ۱۳۳۳ھ

تمہ (مخطوطہ)

ایہا الکرام ! کیف تعرفون مسئلہ دعاء الا اجتماعية برفع الیدین دبر الصلوات المكتوبات و تامين المامومين على دعائه ؟ هل الدعاء بهذه الكيفية جائز شرعا ام لا ؟ ان جازما الاستدلال على ذلك ؟ و الا ما الحجة ما على عدم الجواز ؟ ففى صورة عدم الجواز اخبر ونى ما الجواب عن كثرة علماء اهل السنة فى زماننا هذا يدعون الله تعالى دعاء اجتماعية دبر الصلوات المكتوبات برفع الیدین كفتوى مولانا اشرف على تهانوى فى كتابه بهشتى زيور وان لم يسند بالقران ولا بالحديث ولا بالفقه و كفتوى مولانا مفتى كفايت الله الدهلوى كان الله تعالى له حيث حث عليه حثا عظيما فى كتابه النفائس المرغوبة فى حكم الدعاء بعد المكتوبة و عن حديث اسود العامرى عن ابيه اخرجها ابن ابى شيبه قال صليت خلف رسول الله ﷺ الفجر فلما سلم انحرف و رفع يديه و دعا (الحديث) و ان جازما الجواب عن حديث رسول الله ﷺ اخرجها البيهقى فى سنن الكبرى ص ۱۸۲ ج ۲ عن انس قال صليت خلف النبى ﷺ كان اذا سلم يقوم (الحديث) و عنه صليت خلف ابى بكر كان اذا سلم و ثب كانه على رصف . سنن الكبرى ص ۱۸۲ ج ۲ و عن حديث عائشة كما فى مسلم كان النبى ﷺ اذا سلم من الصلوة لم يقعد الا مقدار ما يقول اللهم انت السلام الخ و عن عدم تعامل الصحابة فى وقت ما . فحينئذ ما الحكم على حديث اسود العامرى المار ؟ هل هذه من اخبار الاحاد العدول التى كان الامام ابو حنيفة يروها فيما تعم به البلوى ام كيف . وايضا ما للكلام عليها من جهة الاسناد ؟

ضياء الحسن انصارى - ايل - ايس - ايم ايف پنجاب ميڈيكل افسر بدر الطيعة الحكومة (مظفر گڑھ)
(جواب) حديث حضرت انس كان اذا سلم يقوم الخ اور دوسرى حديث صليت خلف ابى بكر كان اذا سلم و ثب كانه على رصف الخ يه دونوں روايتیں تو حديث عائشة کے بھی خلاف ہیں جس میں اذا سلم من الصلوة لم يقعد الا مقدار ما يقول الخ موجود ہے حضرت عائشة سلام کے بعد تھوڑا سا قعود بيان فرماتی ہیں اور حضرت انس کی دونوں روايتیں قعود کی مطلقاً نفی کرتی ہیں اور مسئلہ کی تفصيل رسالہ نفائس مرغوبہ میں کر دی گئی ہے اسود عامرى کی روايت مجموعہ فتاوى عبدالحى سے نقل کی گئی ہے مصنف ابو بكر بن ابى شيبه كانسہ موجود نہیں ہے ورنہ اس کے صفحہ كا حوالہ دے ديا جاتا۔ اور يہ روايت اثبات احتجاب کے لئے كافى ہے۔
محمد كفايت الله كان الله له

نوال باب مسافر کی نماز (قصر)

وطن اصلی کب باطل ہوتا ہے؟

(سوال) ایک شخص کا وطن اصلی لاہور تھا پھر اُس نے لاہور کو چھوڑ کر دہلی کو اپنا وطن بنا لیا اور وہیں اس کے بال بچے اور اہلیہ ہے غرضکہ مدت سے وہ شخص دہلی میں مع اہل و عیال قیام گزیرا ہے اور لاہور میں اس کے بھائی حقیقی اور ماں بہنیں مکان اور کچھ زمین بھی ہے اور رہتا وہ مدت سے دہلی میں ہے اس شخص کو لاہور میں جانے کے لئے سوانیت ۵ ایوم کے ٹھہرنے کے لئے نماز قصر پڑھنی پڑے گی یا کہ پوری؟ رسالہ رکن دین اردو مؤلفہ مولوی رکن الدین الوری میں تحریر ہے کہ اگر پہلے وطن میں زمین یا مکان وغیرہ ہوں تو کم نیت اقامت ۵ ایوم کے بھی نماز پوری پڑھنی پڑے گی بحوالہ عالمگیری۔ اور حالانکہ شرح وقایہ (۱) میں عبارت پوں ہے۔ فاذا كان للانسان وطن اصلی ثم اتخذ موضعاً اخر وطناً اصلياً سواء كان بينهما مدة السفر اولم يكن يبطل الوطن الاصلی الاول حتى لو دخله لا يصير مقيماً الا بنية الإقامة اور لفظ يبطل پر حاشیہ عمدة الرعاية میں حدیث منقول ہے يدل عليه ان النبي ﷺ واصحابه لما دخلوا مكة وغزوة الفتح و حجة الوداع قصر و افیها مع انها كانت مولدهم و مسكنهم و ما ذلك الا لبطلان وطنيته باتخاذ المدينة و طناً بالهجرة. عبارت مذکورہ سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ اول وطن میں اگر مکان یا زمین وغیرہ ہو تو نماز قصر نہیں ہوگی۔ بیوا توجروا۔

(جواب ۵۵۹) وطن اصلی اگر اس طرح چھوڑا جائے کہ اس سے تمام تعلقات منقطع کر دیئے جائیں نہ کچھ زمین و مکانات ہوں اور نہ کوئی اہل و عیال میں سے وہاں ہو تو وہ وطن باقی نہیں رہتا اور پھر وہاں نماز پندرہ دن سے کم مدت میں قصر کرنا چاہیے ورنہ وہ وطن باقی رہتا ہے۔ فی العالمگیریة. و يبطل الوطن الاصلی بالوطن الاصلی اذا انتقل عن الاول باهله و اما اذا لم ينتقل باهله ولكنه استحدث اهلاً ببلدة اخرى فلا يبطل وطنه الاول و يتم فيهما (ص ۱۵۱) ولو انتقل باهله و متاعه الى بلد و بقى له دور و عقار في الاول قبل بقى الاول و طناله و اليه اشار محمد في الكتاب كذا في الزاهدي (عالمگیری ص ۱۵۱) (۲) اور محض کسی شہر کا مولد و مسکن ہونا وطن اصلی کے ثبوت کے لئے کافی نہیں اور آنحضرت ﷺ کا مکہ میں قصر کرنا اس وجہ سے تھا کہ وہاں آپ کا کوئی گھر وغیرہ باقی نہ تھا۔ يدل عليه قوله عليه السلام هل ترك لنا عقيل منزلاً (رواه البخاري) (۳)

(۱) بیان الوطن الاصلی و الإقامة ۱/۲۳۸ ط مکتبہ حقانیہ ملتان

(۲) الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ۱/۱۴۲ ط ماجدیہ کوئٹہ

(۳) باب توريث دور مكة و بيعها و شرانها كتاب المناسك ۱/۲۱۶ ط قدیمی

(۱) جہاز کے ملازم کے لئے نماز کا حکم
(۲) کارڈرائیور کے لئے نماز کا حکم

(سوال) (۱) ایک شخص جہاز میں نوکر ہے آج یہاں کل وہاں ایسا شخص قصر پڑھے یا پوری نماز۔ ایک شہر میں جاتا ہے دو دن جہاز وہاں ٹھہرتا ہے پھر وہاں سے لوٹتا ہے غرض جہاز کی ہی نوکری ہے اور یہی کام ہے۔
(۲) موٹر میں سیر کرنے کے لئے سو پچاس میل تک جاتے ہیں اور چارپانچ گھنٹے میں جاتے ہیں اور اسی مقدار میں لوٹتے ہیں راستے میں نماز کا وقت ہو گیا تو قصر پڑھیں یا پوری خواہ سیر کی غرض سے جائیں یا کسی کام سے۔

(جواب ۵۶۰) ان دونوں صورتوں میں قصر نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ مسافت قصر کا ارادہ کر کے نکلنا قصر کے ثبوت کے لئے کافی ہے (۱) خواہ وہ نکلنا دوامی طور پر ہو یا گاہے گاہے اور خواہ ملازمت کے صیغے میں ہو یا تجارت و سیاحت کے اور خواہ وہ مسافت کئی گھنٹے میں طے ہو جائے جیسے کہ ریل اور موٹر وغیرہ کے ذریعہ سے دنوں کی مسافت گھنٹوں میں طے ہوتی ہے۔ وھذا کله ظاہر واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔
کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

قریب قریب آبادیوں میں نماز کا حکم

(سوال) موضع سنہلیڑہ تحصیل جانشہ ضلع مظفر گڑھ میں واقع ہے اور موضع وہانسری وکمہڑہ و تیوڑہ وغیرہ موضع مذکورہ سے دو دو تین تین میل کے فاصلے پر آباد ہیں اور مواضع مذکورہ شہر دہلی کے ماتین پچاس کو س یا اس سے زائد کا فاصلہ ہے مولوی فاروق صاحب کی پیدائش موضع سنہلیڑہ مذکور کی ہے اور اسی موضع میں پرورش ہوئی ایک بھائی ملا محمد یعقوب صاحب وہیں رہتے ہیں اب مولوی فاروق صاحب دہلی سے مواضع مذکورہ کو سفر کرتے ہیں اور کسی موضع میں پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت بھی نہیں کرتے مگر مانند مقيم نماز پڑھتے ہیں قصر نہیں کرتے اگر کہا جاتا ہے تو کسی کو یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں اور کہیں یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں قصر نماز نہیں آئی اور کسی سے کہتے ہیں کہ مجھ پر نماز قصر واجب نہیں کیونکہ میں ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں تو صورت مسئلہ میں مولوی فاروق صاحب کا وطن دہلی ہے یا سنہلیڑہ اور ان پر قصر واجب ہے یا نہیں؟ اگر واجب ہے تو جن مقيم مقتدیوں نے مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان کی نماز ہو گئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو جتنی نمازیں مولوی صاحب کے پیچھے پڑھی ہیں ان کا لوٹنا واجب ہے یا نہیں اور مولوی فاروق کا یہ کہنا کہ یہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں اور حدیث میں نماز قصر نہیں آئی جس پر موضع تیوڑہ میں احقر کے سامنے روایت ابن عباس سے بحوالہ مشکوٰۃ استدلال کرنا چاہا اور

(۱) ولا بد للمسافر من قصد مسافته مقدرة بثلاثة ايام حتى يترخص برخصة المسافرین (عالمگیریۃ، الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر، ۱/۱۳۹ ط ما جدیدہ)

مشکوٰۃ منگانے پر جان چرا کر موضع کشن پور کو چمپت ہوئے اور یہ کہ میں ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں اس واسطے مجھ پر قصر واجب نہیں صحیح ہے یا غلط؟ اور کذب صریح؟ اور یہ شخص امام ابو حنیفہ کا مقلد ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۸۲ مولوی محمد حنیف صاحب ضلع مظفرنگر۔

۸ شوال ۱۳۵۲ھ ۲۴ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۶۱) بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاب نے سنبھلیڑہ سے ترک وطنیت اور دہلی کو وطن بنانے کی نیت نہیں کی تھی اس لئے وہ جب دہلی سے سنبھلیڑہ جاتے ہوں گے تو وہاں جاتے ہی وہ مقیم ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ ان کا وطن اصلی ہے وہاں پندرہ دن کی نیت کریں یا نہ کریں پھر سنبھلیڑہ سے اس کے آس پاس کے مواضع میں پھرتے ہوں گے اور چونکہ وہ مقدار سفر کی مسافت کے اندر اندر ہوتے ہوں گے اس لئے وہ مسافر نہیں ہوتے اور پوری نماز پڑھتے ہوں گے یہ ایک مسلمان اور عالم کے فعل کی توجیہ ہو سکتی ہے باقی حقیقت حال اللہ بہتر جانتا ہے ان کا یہ کہنا کہ سب گاؤں میرے وطن کے ہیں صحیح ہے جب کہ وہ وطن سے چلیں اور آس پاس کے دیہات میں دورہ کریں جو مدت سفر کے اندر اندر ہوں تو ان کا خیال کہ ان پر قصر نہیں ہے درست ہے اور یہ قول کہ حدیث میں نماز قصر نہیں آئی اس کا مطلب بھی یہی ہوگا کہ اس قدر کم مسافت کے اندر سفر کرنے میں حدیث سے نماز قصر ثابت نہیں اور یہ کہنا کہ مجھ پر نماز قصر اس لئے واجب نہیں کہ میں ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں اس میں غالباً کچھ غلط فہمی ہوئی ہے اس کے متعلق ان کا تحریری بیان لے کر میرے پاس بھیجی تو میں اس پر غور کروں ہمیشہ سفر میں رہنے سے تو ہمیشہ قصر پڑھنی پڑے گی نہ یہ کہ قصر واجب نہ ہو بہر حال سوال میں جو لوجہ اختیار کیا گیا ہے یہ علماء کے لئے مناسب نہیں ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

مقیم مقتدی مسافر کے پیچھے بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(سوال) امام اگر قصر پڑھ رہا ہے تو مقتدی دور کعت میں سورہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھے؟
المستفتی نمبر ۷۹ مولانا رفیع صاحب سوداگر (ضلع میدانی پور)

یکم ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۶۲) مقتدی اپنی دور کعتوں میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے بقدر فاتحہ کے قیام کر کے رکوع کر لے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) ولا ید للمسافر من قصد مسافراً. فتاویٰ ثلاثہ اباد حتی یشخص برخصة المسافرین (عالمگیریۃ) الباب الخامس فی صلاة المسافر ۱/ ۱۳۹ ط ماجدہ

(۲) وضح اقتداء المسافر بالمقیم فی الوقت و بعدہ فاذا افاد المقیم الی الأسماء لا یقرأ الخ (الدر المختار) باب صلاة المسافر ۲/ ۱۲۹ ط سعید

ریلوے ڈرائیور کے لئے نماز کا حکم

(سوال) ہم لوگ انجن ڈرائیور کا کام کرتے ہیں ہر ہماریلوے کے اندر اور ہم لوگوں کا کام ہمیشہ سفر کا ہے اور پانچ چھ روز کا سفر ہوتا ہے اور نو کمری ہم لوگوں کی بارہ گھنٹے کی ہے بارہ گھنٹے کام کرتے ہیں اور بارہ گھنٹے آرام سے سوتے ہیں لمبے سفر کا یہ حال ہے چھوٹا سفر بارہ گھنٹے کا ہوتا ہے وہاں پر ہم لوگوں کو ایک مکان ملا ہے سونے کے واسطے اور ایک باورچی خانہ ملا ہے کھانا بنانے کے واسطے ہم لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے اب ہم لوگ اس بات کے خواستگار ہیں کہ ایسی حالت میں ہم لوگ نماز قصر پڑھیں یا پوری نماز پڑھیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۵۹ محمد رؤف صاحب (رنگون)

(جواب ۵۶۳) اگر آپ لوگ ایک دم تین دن کے سفر یعنی ۳۸ میل جانے کی نیت سے سفر کرتے ہیں تو آپ مسافر ہیں (۱) اور اگر نیت کرنا آپ کے اختیار میں نہیں تو آپ مسافر نہیں ہوں گے اور اس صورت میں پوری نماز پڑھیں گے (۲) اور روزہ میں کوئی مشکل نہیں کیونکہ روزہ تو ہر حالت میں (خواہ مقیم ہو یا مسافر) رکھنا جائز ہے۔ فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

انگریزی میل کے حساب سے مسافت سفر

(سوال) سفر کی وہ مسافت جس کے ارادہ سے قصر ہوتی ہے انگریزی میل کے اعتبار سے مفتی بہ کتنے میل ہیں المستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یونس صاحب (متھرا) ۷۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۶۴) انگریزی میل سے چھتیس میل کی مسافت قصر نماز کے لئے کافی ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) نماز کن صورتوں میں قصر کریں؟

(۲) جس راستے پر چلے اس کا اعتبار ہوگا۔

(۳) وطن اقامت سے دورے کرنے والے کا حکم

(سوال) (۱) قصر نماز کن صورتوں میں واجب ہے (۲) ایک مقام ایسا ہے جہاں سے ریل پر سفر کرنے سے فاصلہ زیادہ ہوتا ہے اور قصر واجب ہوتا ہے اور اگر خشکی سے جایا جائے تو فاصلہ کم پڑتا ہے کونسی صورت

(۱) ومن خرج من موضع اقامته فاصدا مسيرة ثلاثة ايام ولياليها من اقصر ايام السنة صلى الفرض الرباعي ركعتين الخ (التنوير مع شرحه 'باب صلاة المسافر' ۱۲۱/۲ ۱۲۳ سعید کراچی)

(۲) والمعتبر نية المتبوع' لأنه اصل 'لا التابع كما مرأة و عبد - وأجير الخ (التنوير و شرحه' باب صلاة المسافر' ۱۳۳/۲ ۱۳۴ ط سعید)

(۳) چھتیس میل انگریزی درست معلوم نہیں ہے تاہم نہ کم از کم مقدار ۳۵ میل شرعی برابر ہے ۵۱ میل انگریزی کے اور احسن الفتاویٰ میں مفتی بہ قول ۵۳ میل شرعی ۶۱ میل انگریزی (احسن الفتاویٰ باب صلاة المسافر ۹۵/۴ ط سعید و خیر الفتاویٰ ۶۶۶/۲ ط ملتان)

اختیار کرنا چاہیے آسانی ریل و موٹر سے سفر کرنے میں ہے یہ مقام خشکی سے ۲۷ میل اور ریل سے ۵۳ میل پر ہے (۳) ایک شخص ملازم پیشہ ہے اور مکان سے اس کی ملازمت فاصلہ پر ہے اور ہیڈ کوارٹر میں جہاں قیام ہے رہنا پڑتا ہے اور وہیں سے دورہ کرنا ہوتا ہے اس صورت میں قصر کہاں سے شمار ہوگا اور دورہ کے سفر میں کہیں مسافت بعیدہ ہو جاتی ہے اور کہیں کم ایسی صورت میں سفر کے متعلق کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۳۳۳۳ حاجی محمد ذکریا صاحب (جونپور) ۶ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۱۷ مئی ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۶۵) جس راستے سے سفر کرے اس کی مسافت کا اعتبار ہے جب ۳۶ میل یا اس سے زیادہ مسافت کا سفر شروع کرے تو اپنی بستی سے نکلتے ہی قصر پڑنا چاہیے ہیڈ کوارٹر جہاں قیام رہتا ہے وہاں سے مسافت سفر کا اعتبار ہوگا وہاں سے ۳۶ میل کا ارادہ کر کے چلنے پر مسافر ہو جائے گا (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

سفر کے ارادے سے اسٹیشن پر پہنچنے والا پوری نماز پڑھے

(سوال) زید سفر کے لئے اپنے گھر سے چلا کئی گھنٹے دہلی اسٹیشن پر ریل میں بیٹھا رہا کہ نماز کا وقت آگیا تو نماز قصر پڑھے یا پوری پڑھنی چاہیے دہلی کا اسٹیشن بستی میں شمار ہوگا یا نہیں؟
المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی
(جواب ۵۶۶) دہلی کا اسٹیشن شہر کے اندر ہے یہاں نماز پوری پڑھنی چاہیے (۲)

ہمیشہ سفر میں رہنے والے کے لئے نماز کا حکم

(سوال) ہم بیس پچیس آدمی بخنور سے مراد نگر ضلع میرٹھ کپڑا فروخت کرنے آتے ہیں یہ مقام ایک سو میل ضلع بخنور سے ہے جب ہم گھر سے چلے تو یہ نیت تھی کہ دو مہینے مراد نگر اس طرح قیام کریں گے کہ اکثر رات کو مراد نگر میں رہیں گے اور دن کو وہاں سے دو چار کوس پر کپڑا فروخت کرنے چلے جائیں گے کبھی جائے قیام پر آجائیں گے اور کبھی وہیں گاؤں میں رہ جائیں گے مراد نگر ۱۵ یوم مستقل ٹھہرنے کی شروع ہی سے نیت نہ تھی اس پاس آتے جاتے رہنے کا پہلے سے قصد ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے اس صورت میں قصر کرے یا پوری نماز پڑھے۔

(۱) فإذا قصد بلدة والى مقصده طريقاً أحدهما مسيرة ثلاثة أيام ولياليها والآخر دونها فسلكت الطريق الأبعد كان مسافراً عندنا وإن سلك الأقصر يتم الخ (عالمگیریة الباب الخامس عشر فى صلاة المسافر ۱/۱۳۸ ط ماجدیہ) ومن خرج من موضع إقامته قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولياليها من أقصر أيام السنة صلى الفرض الرباعى ركعتين الخ (التنوير وشرحہ باب صلاة المسافر ۲/۱۲۱ تا ۱۲۳ ط سعید)

(۲) کیونکہ قصر کے لئے اپنی بستی یا شہر سے تجاوز کرنا شرط ہے ومن خرج من عمارة موضع إقامة من جانب خروجه وإن لم يجاوز من الجانب الآخر الخ (التنوير وشرحہ باب صلاة المسافر ۲/۱۲۱ ط سعید)

المستفتی نمبر ۱۵۹۷ اصغر حسین (ضلع بجنور)

۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۶۷) یہ لوگ گھر سے سو میل کی مسافت کا قصد کر کے چلنے سے مسافر ہو گئے اب جب تک کسی ایک مقام میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کریں مسافر ہی رہیں گے لہذا یہ اس حالت میں نماز قصر پڑھتے رہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(۱) مقیم کے پیچھے مسبوق مسافر بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں

(سوال) (۱) مسافر مقتدی کو ظہر، عصر یا مغرب کی جماعت میں دو رکعتیں ملیں امام کے سلام پھیرنے کے بعد بقیہ رکعتیں کیونکر پوری کرے ان میں سورہ فاتحہ پڑھے یا نہیں؟

(۲) مغرب کی نماز سفر میں قصر پڑھی اور رات کو پونے گیارہ بجے اپنے گھر پہنچ گیا تو اس کو نماز قصر پڑھنی پڑے گی یا وہ عشاء کی پوری نماز پڑھے؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۶۸) (۱) ہاں دو رکعتیں بھری یعنی سورہ فاتحہ اور سورت پڑھ کر نماز پوری کرے (۲)

(۲) مغرب کی نماز میں قصر نہیں ہے اس کی تین رکعتیں مقیم اور مسافر دونوں کے لئے ہیں (۳) اور جب عشاء کے وقت سفر ختم ہو گیا تو عشاء کی پوری نماز پڑھے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام کے بعد بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(۲) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کرے؟

(۳) سفر میں سنتوں کا حکم

(سوال) (۱) امام مسافر ہے اس نے قصر نماز پڑھی اور دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو مقیم مقتدیوں کو بقیہ دو رکعت کس طرح پوری کرنی چاہیے سورہ فاتحہ پڑھے یا خاموش رہے؟

(۲) سفر میں نماز قضا ہو گئی گھر پہنچ کر قصر کرنی چاہیے یا پوری نماز پڑھنی چاہیے؟

(۳) سفر میں سنتیں پڑھنی لازم ہیں یا نہیں اور سنت قصر پڑھے یا پوری؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(۱) ولا يزال على حكم السفر حتى ينوي الإقامة في بلدة أو قرية خمسة عشر يوم أو أكثر، كذا في الهداية (عالمگیریہ) باب صلاة المسافر ۱/۱۳۹ ط ماجدیہ

(۲) وأما اقتداء المسافر بالمقيم فيصح في الوقت و يتم الخ (الدر المختار، باب صلاة المسافر ۲/۱۳۰ ط سعید) والمسبوق من سبقه الإمام بها أو ببعضها وهو منفرد حتى يثنى و يعود و يقرأ و يقضى أول صلاته في حق القراءة و آخرها في حق التشهد الخ (الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۹۶ ط سعید)

(۳) واحترز بالقرض عن السنن والوتر وبالرباعي عن الفجر والمغرب (رد المحتار، باب صلاة المسافر ۲/۱۲۳ ط سعید)

- (جواب ۵۶۹) (۱) مسافر امام کے مقتدی مقیم ہوں تو امام کے دو رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد وہ کھڑے ہڈ جائیں اور اپنی دو رکعتیں پوری کریں ان رکعتوں میں سورہ فاتحہ نہ پڑھیں خاموش رہیں (۱)
- (۲) سفر کی قضا نماز قصر ادا کرنی چاہئے (۲)
- (۳) سفر میں سنتیں پڑھنی لازمی نہیں اگر موقع ہو تو پڑھ لے سنتوں میں قصر نہیں چار رکعتوں کی نماز چار رکعتیں ہی پڑھے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

ریلوے ڈرائیور سفر میں قصر پڑھے

- (سوال) ملازمین ریلوے یعنی انجن ڈرائیور وغیرہ جن کا کہ سفر تقریباً ساٹھ میل سے بغایت ڈیڑھ سو میل تک ہوتا ہے اور وہ لوگ دوسرے یا تیسرے یا چوتھی روز تک اپنے مکان پر واپس آجاتے ہیں ایسی حالت میں قصر واجب ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۶۰ نبی احمد خاں (آگرہ)

۷ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۶ جولائی ۱۹۳۸ء

- (جواب ۵۷۰) ہاں حالت سفر میں وہ قصر کریں گے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) سفر سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے

(۲) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر کر باتیں کیں

(۳) مقیم نے مسافر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

(۴) سفر میں فوت شدہ نمازیں کس طرح ادا کریں؟

- (سوال) (۱) ایک شخص لکھنؤ کا رہنے والا جو کافی عرصے سے یعنی دس پندرہ سال سے دہلی میں رہتا ہے اب وہ دہلی سے کلکتہ جاتا ہے وہاں جا کر وہ قصر نماز پڑھتا ہے چارپانچ روز کے بعد صرف ایک روز کے لئے دہلی آتا ہے تو کیا اس کو دہلی میں نماز قصر پڑھنی چاہئے؟

(۲) جس پر قصر نماز واجب ہے وہ شخص امام کی موجودگی میں نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں جب کہ اس نے اعلان نہ کیا ہو کہ میں مسافر ہوں اور دو رکعت پڑھ کر اس نے دونوں جانب سلام پھیر اور مقتدیوں نے بھی سلام

(۱) وصح اقتداء المقيم بالمسافر في الوقت و بعده فإذا قام المقيم إلى الإتمام لا يقرأ (التنوير و شرحه باب صلاة المسافر ۱۲۹/۲ ط سعید)

(۲) والقضاء يحكى اى يشابه الأداء سفر او حضراً الا انه بعد ما تقرر لا يتغير الخ و فى الشامية: "اى لو فاتته صلاة السفر وقضا فى الحضر (باب صلاة المسافر ۱۳۵/۲ ط سعید)

(۳) ويأتى المسافر بالسنن إن كان فى حال امن وقرار وإلا بأن كان فى خوف و فرار لا يأتى بها الخ (التنوير و شرحه باب صلاة المسافر ۱۳۱/۲ ط سعید)

(۴) ولا يزال فى حكم السفر حتى ينوى الإقامة فى بلدة أو قرية الخ (عالمگیریة، الباب الخامس عشر فى صلاة المسافر ۱۳۹/۱ ط ماجديه)

پھیر کر اور آپس میں بات چیت کرنے لگے کہ دو رکعت ہوئی ہیں امام نے کہا کہ تم اپنی دو رکعت پوری کر لو میں مسافر ہوں اس نیت سے مقتدیوں کی نماز بغیر سجدہ سو کے ہو گئی یا نہیں؟

(۳) امام جو مقیم تھا اس سے نمازیوں نے پوچھا کہ ہم نے سجدہ سو نہیں کیا نماز ادا ہو گئی یا نہیں تو مسافر امام نے کہا کہ نماز ہو گئی سجدہ سو کی ضرورت نہیں؟

(۴) زید جو کہ دہلی کا رہنے والا ہے وہ کسی کام کی وجہ سے سہارنپور جاتا ہے اور وہاں اس نے بالکل نماز نہیں پڑھی واپس دہلی آکر وہ اتنے لیا م کی نماز جو سفر میں گزرے قصر پڑھے گا یا پوری ادا کرے گا؟

المستفتی نمبر ۲۷۹۵ غیاث الدین دہلی۔ ۲۷ ربيع الثانی ۱۳۶۳ھ

(جواب ۵۷۱) (۱) دہلی میں اگر اس نے وطن اختیار نہیں کیا جب ایک روز کے لئے دہلی آئے گا تو قصر پڑھے گا (۱)

(۲) جن مقتدیوں نے سلام کے بعد باتیں نہیں کیں اور اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سو کر لیا ان کی نماز ہو گئی اور جنہوں نے باتیں کر لیں ان کی نماز نہیں ہوئی (۲)

(۳) اگر مقتدیوں نے امام کے سلام کے تلفظ کے بعد سلام پھیرا تو ان کو سجدہ سو کرنا واجب تھا (۳)

(۴) سفر کی نماز حضر میں دو رکعت قضا کی جائیں (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

بحری جہاز کے ملازمین کے لئے نماز کا حکم

(سوال) جو آدمی سمندر میں ہمیشہ جہاز پر نوکری کرتے ہیں اور ان کے واسطے کوئی گھر مقرر نہیں ہے اور جہاز بارہ میل کے اندر اندر روزانہ دورہ کرتا ہے اور ان لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کب ان کو اس جگہ سے بدل کر دوسری جگہ لے جاوے تو وہ نماز قصر پڑھیں گے یا نہیں؟

(جواب ۵۷۲) اگر بارہ میل کے اندر ہی دورہ رہتا ہے تو وہ ہمیشہ مقیم ہیں کبھی مسافر نہ ہوں گے مسافر ہونے کے لئے ایک دم چھتیس میل کے سفر کا ارادہ کرنا ضروری ہے (د) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(جواب) (از مولانا سید عمیم الاحسان صاحب مجددی سنی دارالافتا جامع مسجد ناخدا کلکتہ) ہو الموفق۔

(۱) کیونکہ وطن اقامت سفر شروع کرنے سے باطل ہو جاتا ہے و وطن الإقامة یبطل لوطن الإقامة و یانشاء السفر، ہکذا فی التبین (عالمگیریہ صلاۃ المسافر ۱/۱۴۲ ط ماجاہید)

(۲) و یفسدھا التکلم، وھو النطق بحر فین او حرف مفہم الخ (التنویر و شرحہ) باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا ۶۱۳/۱ ط سعید

(۳) فإذا سلم الإمام قام إلى القضاء، فإن ساء، فإن كان عامداً فسدت، وإلا لا ولا سجود عليه إن سلم سهواً قبل الإمام أو معه، وإن سلم بعده لزمه، لكونه منفرداً الخ (رد المحتار) باب سجود السهو، ۸۲/۲ ط سعید

(۴) والقضاء يحكى أى يشابه الأداء سفرًا، حضرًا إلا أنه بعد ما تقور لا يتغير الخ (التنویر و شرحہ) باب صلاۃ المسافر ۱۳۵/۲ ط سعید (۵) من خرج من موضع إقامته قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولها من أقصر أيام السنة الخ (التنویر و شرحہ) باب صلاۃ المسافر ۱۲۱/۲، ۱۲۲ ط سعید

مجیب صاحب کو جواب میں غلط فہمی ہو گئی کہ انہوں نے دریا کو محل اقامت سمجھا حالانکہ دریا محل اقامت نہیں در مختار (۱) ص ۷۳ ج ۱ میں ہے۔ فیقصر ان نوى الاقامة فى اقل من نصف شهر او نوى فيه نكن فى غير صالح كبحر انتهى. لہذا صحیح یہ ہے کہ جہاز پر نوکری کرنے والے ملاح وغیرہ جن کی رہائش بھی جہاز پر ہی ہوتی ہے ہمیشہ قصر پڑھیں گے خواہ بارہ میل کے اندر جہاز ہے یا ایک ہی جگہ کچھ زیادہ مدت تک رہنے کا اتفاق ہو جہاز کی روانگی کی تاریخ معلوم ہو یا نہ ہو چنانچہ رد المحتار (۲) ص ۷۳ ج ۱ اقل فى المجتبى والملاح مسافر الا عند الحسن و سفينة ليست بوطن آه بحر. و ظاهره ولو كان ماله و اهله معه فيها ثم رايته صريحا فى المعراج انتهى والله اعلم.

کتبہ السید محمد عمیم الاحسان المجددی عفا اللہ عنہ۔ ۲۹ رمضان ۱۳۵۵ھ

(جواب الجواب ۵۷۳) (از حضرت مفتی اعظم) میرے جواب کا مدار تو اس امر پر تھا کہ جب تک مسافر قرار پا کر قصر کی شرط پوری نہ کرے کوئی شخص نماز قصر نہیں پڑھ سکتا، اور مسافر قرار پانے اور قصر کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ تین دن کی مسافت قطع کرنے کی یکدم نیت کرے اگر یکدم تین دن کی مسافت قطع کرنے کی نیت نہ ہو تو چاہے ساری عمر چلتا رہے اور ساری دنیا کا سفر کر لے مگر نہ وہ مسافر قرار پائے گا نہ اس کے لئے قصر جائز ہو گا اس کی دلیل یہ ہے۔ واما الثانى (ای شرط القصر) فهو ان يقصد مسيرة ثلاثة ايام فلو طاف الدنيا من غير قصد الى قطع مسيرة ثلاثة ايام لا يترخص انتهى (بحر الرائق) (۳) سوال میں بھی اس امر کی تصریح تھی کہ جن لوگوں کے متعلق سوال ہے وہ سمندر میں روزانہ بارہ میل کے اندر سفر کرتے ہیں اور میں نے جواب میں بھی اس صورت کو صراحتاً ذکر کر دیا تھا کہ اگر بارہ میل کے اندر ہی دورہ رہتا ہے تو وہ ہمیشہ مقیم ہیں۔

جہازوں کے ملازم جو گودیوں میں کام کرتے ہیں اور جہازوں پر دس دس بارہ بارہ میل تک روزانہ آتے جاتے ہیں وہ ملازمت کے وقت بھی مسافر ہوتے ہوں تو محل تعجب نہیں لیکن ایسے ملازمین کی بڑی تعداد ایسی بھی ہوتی ہے جو ملازمت ملنے کے وقت مسافر نہیں ہوتے مثلاً کلکتہ کے باشندے یا کلکتہ کے گرد و نواح (مسافت سفر کے اندر) کے باشندے کلکتہ کی گودی میں آکر ملازم ہوں اور ان کو ان جہازوں میں جو کنارے پر کھڑے ہوتے اور ہمیشہ کھڑے رہتے ہیں اور ملازمین کی رہائش کے لئے ہی استعمال کئے جاتے ہیں جگہ دیدی گئی اور وہ اس میں رہنے لگے اور جہازوں پر کام کرنے لگے اور روزانہ دس بارہ میل کے اندر جانے آنے لگے تو ایسے لوگ کسی وقت مسافر نہیں ہوئے اور ان کو ہمیشہ نماز پوری پڑھنی چاہیے اور تا وقتیکہ وہ کسی وقت یکدم تین دن کی مسافت کا قصد کر کے نہ چلیں نہ مسافر ہوں گے اور نہ ان کو قصر پڑھنا جائز ہوگا

(۱) (باب صلاة المسافر ۲/ ۱۲۵ ط سعید)

(۲) (باب صلاة المسافر ۲/ ۱۲۶ ط سعید)

(۳) (باب المسافر ۲/ ۱۳۹ ط بیروت لبنان)

میرے جواب کا یہی مطلب تھا اور میں اسی کو صحیح سمجھتا ہوں لیکن اگر مولانا عمیم الاحسان ان لوگوں کو بھی محض اس وجہ سے کہ وہ سمندر میں جہاز میں رہتے ہیں بغیر اس کے کہ وہ مدت سفر کی نیت کر کے چلیں مسافر قرار دیتے ہیں تو یہ بات میرے خیال میں صحیح نہیں ہے۔

دریا کے کنارے کشتی میں رہنا حکم سفر لگانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ و اشار المصنف الی ان النية لا بدان تكون قبل الصلوة ولذا قال فی التجنیس اذا افتتح الصلوة فی السفينة حال اقامة فی طرف البحر فنقلها الريح وهو فی السفينة ونوی السفر یتتم صلوة المقیم عند ابی یوسف خلافاً لمحمد انتھی (۱) اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ محض کشتی میں چلا جانا کسی کو مسافر بنانے کے لئے کافی نہیں ورنہ اس شخص پر جو کشتی میں نماز شروع کرے قصر لازم ہوتا خواہ مزید سفر کی نیت کرے یا نہ کرے حالانکہ اس جزئیہ میں اس کی نیت سفر جو اثنائے نماز میں کی گئی غیر معتبر قرار دیکر پوری نماز اس پر لازم کر دی گئی۔

اور تمام فقہانے مسافر بننے کے لئے تین دن کی مسافت کا قصد کرنے کے بیان میں بھی مسافت فی البر و فی البحر دونوں کا ذکر کیا ہے۔ من جاوز بیوت مصرہ مرید اسیر اوسطاً ثلاثة ایام فی برا و بحر او جبل انتھی۔ یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ کشتی میں جانا اور رہنا ہی مسافر بنانے کے لئے کافی نہیں ورنہ سمندر میں تین دن کی مسافت کی شرط جواز قصر کے لئے نہ ہوتی۔ (نا تمام)

دسواں باب قضا نمازیں

قضائے عمری صحیح ہے یا نہیں اس کا طریقہ کیا ہے؟

(سوال) قضائے عمری نماز کب اور کس طرح پڑھی جائے؟

(جواب ۵۷۴) قضائے عمری کے نام سے جو نماز مشہور ہے کہ رمضان المبارک کے آخر میں ایک نماز باجماعت یا علیحدہ علیحدہ قضائے عمری کے نام سے پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ نماز عمر بھر کی قضاء نمازوں کے لئے قائم مقام ہو جاتی ہے یہ توبہ عت اور بے اصل ہے شریعت مطہرہ میں اس کی کوئی اصل نہیں (۲) ہاں اگر کسی کی کچھ نمازیں رہ جاتی رہی ہوں تو ان کو پڑھ سکتا ہے اگر ان کا شمار معلوم ہو تو اس کے موافق اور صحیح

(۱) (باب المسافر ۱۳۹/۲ ط بیروت لبنان)

(۲) وما نقل أن الإمام قضی صلاة عمره أنه لم یصح ذلك عن الإمام فلوجه كراهة القضاء لتوهم الفساد (رد المحتار) باب الوتر والنوافل ۳۷/۲ ط سعید قال فی الدر المختار: "كثرت الفوائد نوبی أول ظهر علیہ أو آخره" الخ (باب قضاء الفوائد ۷۶/۲ ط سعید)

تعداویاد نہ ہو تو اندازہ سے ان کا شمار متعین کر لے اور پھر ان کو ایک دفعہ یا آہستہ آہستہ ادا کرتا رہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ زمانہ بلوغ کے اندر چھوٹی ہوئی نمازوں کا پورا کرنا فرض ہے ہر نماز کو قضاء کرتے وقت مثلاً اگر فجر کی نماز پڑھتا ہے تو اس طرح نیت کرے کہ فجر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں ان میں سے پہلی نماز پڑھتا ہوں اسی طرح روز فجر کی قضا کرتے وقت یہی نیت کرے یہاں تک کہ سب نمازیں پوری ہو جائیں۔

فوت شدہ نمازوں کی قضاء ضروری ہے، توبہ کافی نہیں

(سوال) زید نے بڑی عمر میں نماز روزہ شروع کیا تو کیا نماز روزہ قضاء کرے یا خالی توبہ سے معافی ہو جاتی ہے؟ المستفتی نمبر ۶۵۸ مجیدی دواخانہ بمبئی، ۲۷ رجب ۱۳۵۴ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۵۷۵) جتنی نمازیں روزے قضا ہوئے ہیں تخمینہ کر کے ان کی قضاء کرے صرف توبہ کافی نہیں ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

فوت شدہ نمازوں کو کس طرح ادا کریں؟

(سوال) فائتہ نماز کو ہر نماز کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں اگر ہر نماز کے ساتھ ادا نہ کرے اور بے ترتیب ادا کرے تو جائز ہو گا یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۹۴۴ محمد مقصود احمد خاں (تانبوے) ۲۹ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۷۶) فائتہ نمازوں کو ہر نماز کے ساتھ ساتھ ادا کرنا لازم نہیں مگر جس قدر جلدی ادا کر سکے کر لے ایک وقت میں متعدد نمازیں قضا پڑھ سکتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

قضائے عمری کی کوئی اصل نہیں

(سوال) رمضان شریف میں آخری جمعہ کو قضائے عمری بارہ رکعت باجماعت پڑھتے ہیں یہ نماز کس کے لئے ہے پنج وقت نمازی کے واسطے ہے یا کہ ہر ایک کے لئے اور یہ نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۱) فی حکم الواجب بالأمر' وهو نوعان: أداء' وهو تسليم عين الواجب بسببه إلى مستحقه وقضاء وهو إسقاط الواجب بسئل من عنده (حسامی) فصل فی حکم الواجب' ص ۳۷ ط' التأخیر بلا عذر كبيرة لا تزال بالقضاء بل التوبة (در مختار) قال الشامي: "أى بعد القضاء' أما بدونه فالتأخير باق فلم تصح التوبة منه لأن من شروطها الإقلاع عن المعصية (باب قضاء الفوائت ۶۲/۲ ط سعید)

(۲) لأنه عليه السلام آخرها يوم الخندق ثم الأداء..... ذلك أن المشركين شغلوا رسول الله ﷺ عن أربع صلوة يوم الخندق حتى ذهب من الليل ما شاء الله فأمر بلالاً فأذن ثم أقام فصلى الظهر ثم أقام فصلى العصر' ثم أقام فصلى المغرب ثم أقام فصلى العشاء الخ (رد المحتار' باب قضاء الفوائت ۶۲/۲ ط سعید)

المستفتی نمبر ۱۳۷۸ شیخ اعظم شیخ معظم ملا جی صاحب۔ ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ المارچ ۱۹۳۷ء
(جواب ۵۷۷) یہ قضائے عمری کی نماز بے اصل ہے اور جماعت سے پڑھنا جائز ہے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

عمر بھر کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟

(سوال) زید اپنی عمر بھر کی نمازیں جو قضا ہو چکی ہیں ادا کرنا چاہتا ہے وہ کونسا طریق اختیار کرے وہ پچ میں کچھ نمازیں پڑھتا بھی رہا ہے۔ المستفتی نمبر ۱۶۲۳ ملک محمد امین صاحب (جالندھر)

۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۷۸) جس قدر نمازیں یکدم یا تدریجاً پڑھ سکتا ہو پڑھتا رہے ہر نماز کے ساتھ اول یا آخر وہی نماز قضا پڑھ لیا کرے یہ بھی جائز ہے مگر یہ صورت جب ہے کہ قضایقینی ہو ورنہ عصر و فجر کے بعد اور فجر طلوع ہونے کے بعد نہیں پڑھ سکے گا۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

عصر کے بعد فوت شدہ نمازوں کو پڑھنا جائز ہے

(سوال) ایک شخص کی چھ نمازوں سے زیادہ نمازیں قضا ہوئی ہیں تو اس کو بعد نماز عصر وہ نمازیں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نظیر الدین امیر الدین (املیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۵۷۹) فرض نماز کی قضا عصر و فجر کے بعد بھی جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

قضائے عمری کا حکم اور فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ

(سوال) متعلقہ قضائے عمری

(جواب ۵۸۰) قضائے عمری جو عام طور پر پڑھی جاتی ہے یہ بیکار ہے (۳) قضا شدہ نمازوں کا تخمینہ کر لیا جائے اور اس کے موافق ادا کی جائیں ہر قضا نماز کی نیت اس طرح کرے کہ میرے ذمہ جتنی فجر یا ظہر کی

(۱) ولا تعاد عند توهم الفساد للہی وما نقل أن الإمام قضی صلاة عمره الخ (الدر المختار) باب الوتر والنوافل ۳۷/۲ ط سعید

(۲) قضاء یقینی نہ ہونے کی صورت میں یہ نقل ہوگی اور نقل ان اوقات میں پڑھنا مکروہ ہے ویکرہ أن یتنفل بعد الفجر حتی تطلع الشمس و بعد العصر حتی تغرب الخ (ہدایۃ) باب موافقت الصلاة ۸۵/۱ 'مکتبہ شرکتہ علمیہ' ملتان) کثرت الفوائت نوی اول ظہر علیہ او آخرہ الخ (الدر المختار) باب قضاء الفوائت ۷۶/۲ ط سعید

(۳) وکرہ نفل بعد صلاة فجر و صلاة عصر ولا یکرہ قضاء فائتة ولو وترأ (التنویر و شرحہ) کتاب الصلاة ۳۷۵/۱ ط سعید

(۴) ولا تعاد عند توهم الفساد (الدر المختار) باب الوتر والنوافل ۳۷/۲ ط سعید) کثرت الفوائت نوی اول ظہر علیہ او آخرہ الخ (الدر المختار) باب قضاء الفوائت ۷۶/۲ ط سعید

نمازیں ہیں ان میں سے پہلی یا پچھلی نماز ادا کرتا ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پانچ سال کی نمازیں کس طرح ادا کریں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص کے ذمہ پانچ چھ سالہ نمازیں قضاء ہیں اب وہ اس نیت سے فائتہ نمازیں ادا کر چکا ہے کہ اول فجر و ظہر و عصر و مغرب و عشاء کے فرائض و واجبات سے جو میرے ذمہ ہیں وہ نمبر وار ادا کرتا ہوں کیا یہ صورت ٹھیک ہے؟

(جواب ۵۸۱) وہ گزشتہ قضا شدہ نمازیں اس طرح ادا کر سکتا ہے کہ جو نماز ادا کرے اس کی نیت اس طرح کرے کہ یہ نماز جو میں پڑھ رہا ہوں مثلاً فجر تو فجر کی تمام نمازوں میں سے جو میرے ذمہ ہیں سب سے پہلی یا سب سے پچھلی نماز فجر پڑھتا ہوں اسی طرح ہر نماز کی نیت کرے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

قضائے عمری کی حقیقت

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) بلاد خراسان میں ایک نماز مروج ہے جس کو قضائے عمری کہتے ہیں طریقہ ادا مختلف ہے بعض پانچ نمازیں باذان و جماعت پڑھتے ہیں اور بعض چار رکعت نماز نفل باجماعت ادا کرتے ہیں اور نفل کی نیت یہ کرتے ہیں۔ نویت ان اصلی اربع رکعات تقصیر او تکفیر المافات منی من جمیع عمری صلوٰۃ نفل الخ اور جواز کے ثبوت کے واسطے جو عبارت نقل کرتے ہیں ان کتابوں کا نام فتاویٰ واجدین نسفی ہے جس میں لکھا ہے کہ ”ہر کہ با کند ازین نماز ضال و مضل است و از دائرہ اسلام خارج است“ اور حدیث شریف نقل کرتے ہیں کہ ”یہ سات سو نمازوں کا کفارہ بلکہ آباؤ اجداد کی نمازوں کا کفارہ ہوتا ہے“

اور ایک حدیث شریف ابو داؤد ص ۱۲۵ مطبوعہ قادری واقعہ دہلی کی نقل کرتے ہیں۔ ”کل صلوٰۃ لا یتمہا صاحبہا تتم من تطوعہ“ اور نفل باجماعت جائز ہونے کے لئے حوالہ تفسیر روح البیان سے نقل کرتے ہیں اور یہ بھی دلیل پیش کرتے ہیں کہ نفل باجماعت چونکہ مکروہ تنزیہی ہے اور ہمارے ملک یعنی عجم میں چونکہ آیۃ الکرسی انا اعطیناک الکوثر کا پڑھنا نہیں جانتے اس لئے عجم کے واسطے اس میں جماعت اولیٰ ہے اور دوسرا یہ ہے کہ نفل باجماعت احیاناً مکروہ ہے یہ تو سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے اس لئے جائز ہے۔ (جواب ۵۸۲) یہ نماز جس کو قضائے عمری کے نام سے ادا کیا جاتا ہے اور اس کی مختلف صورتیں رائج ہیں کہیں پانچ نمازیں اذان و اقامت کے ساتھ اور کہیں چار رکعت نفل باجماعت ادا کی جاتی ہے محض بے اصل اور اختراعی ہے شریعت مقدسہ میں اس کی اصل نہیں نہ کسی حدیث میں آئی نہ صحابہ کے قول یا فعل سے

(۱) کثرت الفوائت نوی اول ظہر علیہ او آخرہ الخ (الدر المختار، باب قضاء الفوائت، ۲/۷۶ ط سعید)

ثابت ہے نہ مجتہدین امت سے منقول فتاویٰ واجدین نسفی کوئی غیر مشہور اور غیر معتبر کتاب ہے اس میں اگر واقعی یہ لکھا ہے کہ ”ہر کہ باکندازیں نماز ضال و مضل است و از دائرہ اسلام خارج است“ تو وہ کتاب یقیناً غلط اور خود اس حکم کی مستحق ہے کیونکہ دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا حکم قطعاً کے انکار پر دیا جاسکتا ہے اس نماز کا ابھی ثبوت ہی نہیں ہوا چہ جائیکہ اس کے منکر کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا جائے۔

کوئی ایسی حدیث کہ یہ نماز سات سو نمازوں کا کفارہ ہوتا ہے ہماری نظر میں نہیں ہے جو صاحب ایسی حدیث بیان کرتے ہیں وہ اس کی سند اور حوالہ بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ اس حدیث میں اس قضائے عمری کی مختلف صورتوں میں سے کس صورت کا ذکر ہے؟ اور دوسری صورت جو گھڑی گئی ہے وہ کہاں سے لی گئی ہے ابو داؤد والی روایت سے اس نماز کا کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں وہ تو تمام عبادات میں فرائض کے نقصان کو حضرت حق تعالیٰ اپنی رحمت سے نوافل سے پورا فرمادے گا نماز ہو یا روزہ حج ہو یا زکوٰۃ اور وہ نوافل سال بھر کے نوافل کو شامل ہیں کسی خاص تاریخ کے نفلوں میں یہ خاصیت کہ وہ عمر بھر کی نمازوں کا کفارہ ہو جائے گا یہ اس حدیث سے کہاں ثابت ہے؟

نفل باجماعت حنفیہ کے نزدیک سوائے ان چند نمازوں کے جن کی تصریح کر دی گئی ہے (مثلاً تراویح و نماز کسوف) مکروہ ہیں کسی فقہ حنفی کی کتاب میں قضائے عمری کا نہ ذکر کیا گیا ہے نہ اس کی جماعت کو کراہت کے حکم سے مستثنیٰ کیا گیا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ مکروہ خواہ تحریمی ہو یا تنزیہی ہو بہر حال وہ ممنوع شرعی ہے اور جو چیز شرعاً ممنوع ہے اس میں ثواب کی امید رکھنی احکام شریعت کو نہ سمجھنے پر مبنی ہے جس چیز کو شریعت منع کرتی اور مکروہ بتاتی ہے اس میں ثواب کیسا؟ اگر ثواب ہوتا تو وہ ممنوع اور مکروہ کیوں ہوتی؟ کیا شریعت ثواب کے کام کو بھی منع کر سکتی ہے؟ نیکی کا کام وہی ہے جو اصول شرعیہ کے موافق ہو ورنہ تو تمام بدعات بظاہر نیکی کے کام ہی ہوتے ہیں لیکن چونکہ شرعاً بے اصل ہوتے ہیں اس لئے وہ ناجائز اور ممنوع قرار دیئے جاتے ہیں۔

پس اس مصنوعی قضائے عمری کو ترک کرنا ہی شریعت کے موافق ہے کہ یہ بدعت ہے اور بے اصل اور ناقابل اعتماد اور فساد عقیدہ کو مستلزم ہے انکار کرنے والے ہی حق پر ہیں اور کوئی نفل نماز فرض کے قائم مقام نہیں ہو سکتی نہ چار رکعت نفل سے چار رکعتیں ظہر یا عصر کی معاف ہو سکتی ہیں چہ جائیکہ سیکڑوں یا ہزاروں نمازوں کی قضاء کے قائم مقام ہو جائے نیز معاملہ تو تو قیفی ہے جس کے لئے صاف و صریح آیت یا حدیث ہونی چاہیے محض قیاسی طور پر یہ ثابت نہیں ہو سکتا اور حق تو یہ ہے کہ کوئی قیاسی دلیل بھی اس نماز کے لئے نہیں ہے۔ (۱) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ولا تعاد عند توهم الفساد للنہی الخ (الدر المختار، باب الوتر والنوافل ۳۷/۲ ط سعید)

قضائے عمری کا مروجہ طریقہ بے اصل ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) اخیر جمعہ رمضان میں قضائے عمری کے طور پر اوقات خمسہ کی نماز کے بعد نماز جمعہ پڑھنا اور یہ خیال کرنا کہ یہ نماز تمام قضاء نمازوں کا کفارہ ہے کہاں تک صحیح ہے؟

(جواب ۵۸۳) یہ نماز جسکو قضائے عمری کے نام سے ادا کر کے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ایک نماز تمام عمر کی قضا شدہ نمازوں کے قائم مقام ہو گئی شرعاً بے اصل ہے اور اصول شریعیہ کے خلاف ہے لہذا واجب الترتک ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کنویں سے مراہو جانور نکلا تو چھلی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

(سوال) کنویں میں سے کوئی جانور پھولا پھٹا نکلے تو سارے پانی نکالا جائے اور تین دن تین رات کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے تو ان نمازوں کا اعادہ کرتے وقت کس طرح نیت کی جاوے آیا قضا کے لفظ کے ساتھ یا خود اعادہ کا لفظ نیت کرنے میں کہے؟

المستفتی مولوی عبدالرؤف خاں - جگن پور

(جواب ۵۸۴) تین دن کی نمازوں کے اعادہ کا حکم مفتی بہ نہیں ہے جس وقت سے مردہ جانور نکلے اسی وقت سے کنواں ناپاک قرار دیا جائے گا (۲) اور اعادہ کی نیت میں لفظ اعادہ کہنا لازم نہیں ہے قضا کی نیت کافی ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

گیارہواں باب

(نماز و ترود دعائے قنوت)

امام دعائے قنوت بھول گیا پھر رکوع کے بعد پڑھ کر سجدہ سہو کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) وتر میں امام دعائے قنوت پڑھنے کے بجائے بھولے سے رکوع میں چلا گیا مقتدی کھڑے رہے اور اللہ اکبر کہا تو امام رکوع سے واپس ہو اور دعائے قنوت پڑھ کر پھر رکوع کر کے آخر میں سجدہ سہو کر لیا تو امام اور مقتدی دونوں کی نماز ہو گئی یا نہیں؟

(جواب ۵۸۵) راجح یہی ہے کہ نماز سب کی ہو گئی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) قال فی العتایۃ عن ابی النصر فیمن یقضى صلوات عمره من غیر أفتاه شنی یرید الا حیاط فان کان لأجل النقصان والکراهۃ فحسن وإن لم یکن لذلك لا یفعل (عالمگیریۃ: باب قضاء الفوائت ۱/۱۲۴ ط ماجدیہ)

(۲) و یحکم بنجا ستها من وقت الوقوع ان علم والا فمذ یوم وليلة إن لم ینتفخ ولم ینفسخ ومن ثلاثة أيام ولها إن انتفخ أو انفسخ استحسننا وقالوا من وقت العلم فلا یلزمهم شنی من قبله قیل "وبه یفتی" (التنویر و شرحہ کتاب الطہارۃ فصل فی البر ۱/۲۱۹ ط سعید)

(۳) کما لو سها عن القنوت فرکع فإنه لو عاد وقت لا تفسد علی الأصح (رد المحتار) باب سجود السهو ۲/۸۴ ط سعید

وتر میں دعائے قنوت سے پہلے رفع یدین کا ثبوت

(سوال) وتر کی نماز میں قبل قنوت رفع یدین کا کیا سبب ہے؟

(جواب ۵۸۶) رفع یدین قنوت کا سبب شرعی یعنی دلیل نقلی دریافت کرنا مقصود ہے تو جواب یہ ہے کہ بخاری نے جزء رفع الیدین میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے یہ روایت کی ہے عن الاسود عن عبداللہ انه كان یقرأ فی اخر رکعة من الوتر قل هو اللہ ثم یرفع یدیه فیقنت قبل الرکعة (اثار السنن) (۱) اور بخاری نے اسی جزء رفع الیدین میں حضرت عمرؓ سے بھی قنوت میں ہاتھ اٹھانا روایت کیا ہے۔ عن ابی عثمان قال کنا وعمر یؤم الناس ثم یقنت بنا عند الرکوع یرفع یدیه حتی ید و کفاه ویخرج ضبعیه (اثار السنن) (۲) اور اگر رفع یدین کی حکمت یعنی وجہ عقلی دریافت کرنا مقصود ہے تو جواب یہ ہے کہ رفع یدین سے مقصود تبری عما سوی اللہ ہے اور قنوت کے معنی دعا کے ہیں اور دعا سے مراد عرض حاجت علی المولیٰ ہے پس قنوت یعنی عرض حاجت سے پہلے ماسوی المولیٰ سے تبری کر لینا اخلاص عبودیت کی علامت اور مفضی الی الاجابۃ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

وتر کے بعد دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

(سوال) وتر کے بعد نفل دو رکعتیں بیٹھ کر ادا کرنا افضل ہے اور بہتر ہے یا کھڑے ہو کر؟ اور ان دونوں میں سنت کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۶ محمد رفیق صاحب مورخہ ۲۲ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۵۸۷) وتر کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنا آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے (۳) مگر حضور ﷺ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پوری نماز کا ثواب ملتا تھا اور ہم کو بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے (۴) لیکن اگر کوئی شخص ان نفلوں کو بیٹھ کر ہی پڑھے تاکہ حضور اکرم ﷺ کے فعل کی مطابقت رہے اور آدھے ثواب کو ہی پسند کرے تو اسے اختیار ہے اور جو کھڑے ہو کر پڑھے وہ پورے ثواب کا مستحق ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (باب رفع الیدین عند قنوت الوتر ص ۱۶۹ مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۲) (باب رفع الیدین عند قنوت الوتر ص ۱۶۸ مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۳) عن عائشۃ قالت: "کان رسول اللہ ﷺ یوتر ثم یرکع رکعتین یقرأ فیہما وهو جالس فاذا اراد ان یرکع قام فرکع الحدیث (آثار السنن) باب الرکعتین بعد الوتر ص ۷۲ ط امدادیہ ملتان) وعن ابی امامۃ ان النبی ﷺ کان یصلیہا بعد الوتر وهو جالس الحدیث (آثار السنن) باب رکعتین بعد الوتر ص ۱۷۳ ط امدادیہ

(۴) و یتنفل مع قدرته علی القيام قاعداً اجر غیر النبی ﷺ علی النصف الا بعذر الخ (الدر المختار) باب الوتر والنوافل ۳۷/۲ ط سعید

فرض امام کے ساتھ نہیں پڑھے تو وتر میں شامل ہو سکتا ہے ۔

(سوال) ایام رمضان میں عشاء کی نماز کے وقت اگر کوئی فرض میں امام کے ساتھ شامل نہ ہو سکا تو اس کو وتر واجب امام کے ساتھ پڑھنے ہوں گے یا الگ؟

المستفتی نمبر ۷۰۲ شاہ محمد (ڈونگر پور) ۱۱ شوال ۱۳۵۳ھ م ۷ جنوری ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۸۸) اگر تراویح کی نماز جماعت سے پڑھے تو وتر کی جماعت میں شرکت جائز ہے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کیوں پڑھی جاتی ہے؟

(سوال) وتر کی تیسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ پڑھ کر پھر تکبیر کہہ کر دعائے قنوت پڑھنے کا کیا سبب ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۲۲ خواجہ عبد المجید شاہ صاحب (بنگال)

۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۲ جون ۱۹۳۶ء
(جواب ۵۸۹) وتر کی نماز میں تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ و سورت کے بعد تکبیر کہہ کر دعائے قنوت پڑھنا ثابت ہے اسی طرح پڑھنی چاہیے (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کچھ رکعات تراویح کر رہ جائیں تو وتر کے بعد پڑھے

(سوال) جماعت سے کچھ رکعت تراویح کی ادا کیں اور کچھ باقی رہ گئیں کہ امام نے وتر پڑھائے تو امام کے ساتھ وٹروں میں شامل ہو جانا چاہیے یا پہلے تراویح پوری کرنی چاہیے بعد میں وتر پڑھنے چاہئیں؟
المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۹۰) وتر میں شامل ہو جائے بقیہ رکعات تراویح کی بعد میں پڑھ لے (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

وتر کی پہلی رکعت میں سورہ نصر اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھنا

(سوال) اگر امام وتر کی نماز پڑھائے اور اس میں پہلی رکعت میں انا انزلنا دوسری میں انا انزلنا اور تیسری

(۱) بقی لو تر کھا کل هل یصلون الوتر بجماعة فلیراجع قوله فلیراجع قضية التعلیل فی المسئلة السابقة بقولهم لأنها تبع أن یصلی الوتر بجماعة فی هذه الصورة لأنه لیس بتبع للتراویح ولا للعشاء عند الإمام (طحطاوی علی الدر المختار) باب الوتر والنوافل بحث فی التراویح ۱/۲۹۷ ط بیروت
(۲) عن أبی بن کعب أن رسول الله ﷺ كان یوتر فیکنت قبل الركوع (آثار السنن ص ۱۲۷ ط امدادیہ ملتان) و یکبر قبل رکوعه ثالثا رافعا یدیه و کنت فیہ الخ (تنویر الابصار باب الوتر والنوافل ۶/۲ ط سعید)
(۳) و وقتها بعد صلاة العشاء إلى الفجر قبل الوتر و بعده فی الأصح فلو فاتہ بعضها وقام الإمام إلى الوتر أو تر معه ثم صلی ما فاتہ الخ (التنویر و شرحه باب الوتر والنوافل ۲/۴۴ ط سعید)

میں قل هو الله احد پڑھتا ہے تو نماز میں کسی قسم کی کراہت تو واقع نہیں ہوئی؟
المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۵۹۱) درمیان میں صرف تبت چھوڑنا بہتر نہیں خلاف اولیٰ ہے دوسری میں تبت پڑھے اور تیسری میں قل هو الله احد۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) تارک واجب گناہ گار ہے

(۲) وتر واجب ہے یا نہیں؟

(۳) وتر کا تارک گناہ گار ہے

(۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض؟

(۵) عیدین کا تارک گناہ گار ہے

(سوال) (۱) واجب کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں؟ (۲) نماز وتر واجب ہے یا نہیں (۳) وتر کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں (۴) عیدین کی نماز واجب ہے یا فرض؟ (۵) عیدین کی نمازوں کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۱۶۱۶ محمد ولی اللہ صاحب (پٹنہ سٹی) ۱۱ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۰ م جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۹۲) (۱) واجب کا تارک اس شخص کے نزدیک گناہ گار ہے جو اس فعل کو واجب قرار دیتا ہے (۲) نماز وتر میں امام ابو حنیفہ سے تین روایتیں ہیں (۳) یوسف بن خالد نے امام ابو حنیفہ سے یہ روایت کی کہ وتر واجب ہیں اور نوح ابن ابی مریم نے یہ روایت کی کہ وتر سنت ہیں اور حماد بن زید نے یہ روایت کی کہ وتر فرض ہیں اور امام محمد اور امام یوسف کے نزدیک وتر سنت ہیں۔

(۳) ہاں امام ابو حنیفہ کے مذہب راجح یعنی وجوب وتر کے لحاظ سے تارک وتر گناہ گار ہے (۴) مگر دوسری روایت سہیت اور قول صاحبین پر گناہ گار نہیں اگرچہ مستحق ملامت ان کے نزدیک بھی ہے۔

(۴) عیدین کی نماز میں بھی امام ابو حنیفہ سے وجوب اور سہیت کی دونوں روایتیں ہیں اور امام محمد نے بھی اس کے متعلق سنت کا لفظ استعمال کیا ہے (۵)

(۱) ویکرہ تنزیہاً إجماعاً إن ثلاث آیات إن تقاربت طولاً و قصرأ و إلا اعتبر الحروف والكلمات ویکرہ الفصل سورة قصيرة وأن یقرأ منکوساً الخ (التنوير و شرحہ فصل فی القراءة ۵۴۲ تا ۴۴۶ ط سعید)

(۲) إن السنة المؤکدة والواجب متساویان رتبة فی استحقاق الإثم بالترك الخ (رد المحتار باب العیدین ۱۷۷/۲ ط سعید) هو (الواجب) فی عرف الفقهاء عبارة عما ثبت وجوبه بدلیل فيه شبهة و يستحق بتركه عقوبة لولا العذر (قواعد الفقه ص ۵۳۹ ط الصدف پبلشرز کراچی)

(۳) عن أي حنیفة فی الوتر ثلاث روایات فی روایة فريضة و فی روایة سنة مؤکدة و فی روایة واجب (عالمگیریة الباب الثامن فی صلاة الوتر ۱/۱۱۰ ط ماجدیہ)

(۴) أن السنة المؤکدة والواجب متساویان رتبة فی استحقاق الإثم بالترك الخ (رد المحتار باب العیدین ۱۷۷/۲ ط سعید)

(۵) قال فی التنوير: "تجب صلاتهما علی من تجب علیه الجمعة الخ (باب العیدین ۱۶۶/۲ ط سعید)

(۵) عیدین کی نماز کا تارک و جوب کی روایت کی بنا پر گناہ گار ہوگا اور سنیت کی روایت کی بنا پر گناہ گار نہ ہوگا (الکرزک برینائے استخفاف نہ ہو) مگر مستحق ملامت ہوگا (۱)

خاصہ یہ کہ جس چیز کے واجب اور سنت ہونے میں اختلاف ہو اس میں تارک پر گناہ گار ہونے کا حکم بھی مختلف فیہ ہوگا اور جس کے واجب ہونے پر اتفاق ہوگا اس کے تارک پر گناہ گار ہونے کا حکم بھی متفق علیہ ہوگا یہ سب کلام مذہب حنفی کے ماتحت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) فرض و واجب کی تعریف کیا ہے اور ان کے تارک کا کیا حکم ہے؟

(۲) وتر کے تارک کا حکم

(سوال) (۱) واجب کا تارک گناہ گار ہے یا نہیں فرض اور واجب و مسنون کی کیا تعریف ہے ان تینوں کا تارک گناہ گار ہوگا یا نہیں اور ان تینوں کے گناہ میں فرق ہے یا نہیں اس کا جواب قرآن و حدیث سے مدلل چاہیے (۲) ایک شخص وتر کی نماز ادا نہ کرے تو وہ گناہ گار ہوگا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۳۴ عبدالمجید صاحب ضلع پٹنہ (بہار)

۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۹۳) واجب کا تارک اس شخص کے نزدیک گناہ گار ہے جو اسے واجب قرار دیتا ہے اگر واجب ہونے میں ہی اختلاف ہو تو گناہ گار ہونے کا حکم لگانے میں اختلاف کو پیش نظر رکھتے ہوئے محتاط طریقہ اختیار کرنا لازم ہے۔

فرض اعتقادی اس کو کہتے ہیں جس کا ثبوت دلیل قطعی سے ہو واجب اس کو کہتے ہیں جس کی قطعیت کے خلاف کوئی شبہ پیدا ہو جائے مسنون ان افعال کو کہتے ہیں جو آنحضرت ﷺ کے فعل یا ترغیب یا تقریر سے مستحسن قرار پاتے ہوں پھر اگر ان مواظبت مع ترک احیاناً ثابت ہو تو مؤکدہ ورنہ سنن زوائد میں داخل ہیں (۲) وتر کی نماز قصداً ادا نہ کرنے والا امام اعظم کے مسلک راجح (و جوب وتر) کے ماتحت گناہ گار ہوگا اور جو ائمہ کہ وتر کو سنت کہتے ہیں اور ان میں حنفیہ کے دو امام یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد بھی شامل ہیں (اور خود امام اعظم سے بھی سنیت و ترکی ایک روایت ہے گو مرجوح ہے) ان کے نزدیک گناہ گار تو نہیں مگر مستحق ملامت ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) أن السنة المؤكدة والواجب متساويان رتبة في استحقاق الإناء بالترك الخ (رد المحتار باب العیدین ۱۷۷/۲ ط سعید)
(۲) الفرض ما ثبت بدليل قطعي لا شبهة فيه كالإيمان والأركان الأربعة يكفر جاحده و يفسق تاركه بلا عذر والواجب ما ثبت بدليل فيه شبهة كصدقة الفطر والأضحية لا يكفر جاحده و يفسق تاركه بلا تاويل (رد المحتار كتاب الأضحية ۳۱۳/۶ ط سعید) السنة هي الطريقة المسلوكة في الدين من غير افتراض ولا وجوب وأيضا ما صدر عن النبي ﷺ من قول أو فعل أو تقرير على وجه التأس ومن السنن سنة هدى هي ما واطب عليها النبي ﷺ مع الترك أحيانا على سبيل العبادة وما كانت على سبيل العادة فهي السنة الرواندة (قواعد الفقه ص ۳۲۸ ط الصدف پبلشرز کراچی)

وتر کا ثبوت

(سوال) باری تعالیٰ نے اپنے نبی کی معرفت عوام الناس کو ارشاد فرمایا ہے۔ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ سو اس آیت کے تحت میں ہم پوچھتے ہیں اہل الذکر سے کہ وہ کونسی احادیث مرفوعہ یا آثار مقبولہ ہیں جن سے یہ پتہ چلے کہ آنحضرت ﷺ نے جب کہ تین وتر پڑھے دوسری رکعت میں تشهد کے لئے آپ بیٹھتے ہوں اور تیسری رکعت میں قبل دعائے قنوت کے رفع یدین کی اور اس کے متعلق اگر کوئی روایت ہے تو عنایت فرمائی جائے کہ کس کتاب کے کون سے صفحہ پر ہے یا اصل صحابہ سے ثابت ہو کیونکہ اللہ کے نبی نے فرمایا ہے جس نے میرا اور میرے صحابہ کا طریقہ اختیار کیا وہ لوگ فرقہ ناجیہ میں سے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۸۷ مسز می عبدالعزیز جامع مسجد دہلی ۸ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ م ۷ اپریل ۱۹۴۰ء (جواب ۵۹۴) صحیح مسلم شریف میں حضرت عائشہ کی ایک طویل روایت ص ۱۹۴ ج ۱ میں ہے جس کا ایک جملہ یہ ہے وکان یقول فی کل رکعتین التحیة وکان یفرش رجله الیسری وینصب رجله الیمنی الخ (۱) یعنی آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ ہر دو رکعتوں پر تحیة یعنی تشهد ہے اور حضور بائیں پاؤں پٹھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔

اور ترمذی شریف ص ۵۰ ج ۱ مطبوعہ مجتہبائی میں ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ الصلوٰۃ منی منی تشهد فی کل رکعتین الخ (۱) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا نماز دو رکعت ہے (یعنی نوافل) ہر دو رکعتوں پر تشهد ہے۔

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ ہر دو رکعتوں پر تشهد پڑھنا نماز کا عام قاعدہ ہے اور حضور ﷺ نے یہی ہم کو تعلیم فرمایا ہے اور بخاری شریف (۲) میں حضرت عائشہ کی روایت میں آنحضرت ﷺ کی صلوٰۃ تہجد و وتر کی گیارہ رکعتیں اس تفصیل سے بیان فرمائی گئی ہیں کہ پہلے چار پڑھتے تھے آخری تین رکعتیں وتر کی ہوتی تھیں اور مسلم شریف کی حدیث کے بموجب اس میں دو مرتبہ تشهد ہوتا تھا دوسری پر اور پھر تیسری پر بعض روایات میں یہ جو یہ آیا ہے کہ نہیں بیٹھتے تھے مگر آخر میں اس کی تفسیر حضرت عائشہ کی وہ روایت کرتی ہے جو نسائی اور مستدرک حاکم میں ان الفاظ سے آئی ہے۔ کان رسول اللہ ﷺ لا یسلم فی رکعتی الوتر (کذا فی آثار السنن) (۱) یعنی آنحضرت ﷺ وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ جن حدیثوں میں دو رکعت پر بیٹھنے کی نفی ہے اس میں بیٹھنے سے سلام پھیرنے کے لئے بیٹھنا مراد ہے اور یہ مطلب اس لئے ہے کہ تاکہ حضور ﷺ کا فعل حضور اکرم ﷺ کے اس قول کے خلاف نہ ہو جو مسلم کی روایت میں فی کل رکعتین التحیة کے الفاظ سے موجود ہے اور ترمذی میں تشهد فی کل

(۱) (باب ما یجمع صفة الصلاة وما یفتح به ۱۹۴/۱ قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) (باب ما جاء فی التخصع فی الصلاة ۸۷/۱ ط سعید)

(۳) (باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ ۱۵۴/۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴) (نسائی باب کیف الوتر بثلاث ۱۹۱/۱ ط سعید) (آثار السنن باب الوتر بثلاث رکعات ص ۱۶۹ ط امدادیہ ملتان)

دکعتین کے الفاظ سے مروی ہے باقی تیسری رکعت میں قنوت سے پہلے رفع یدین کرنا تو یہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عمر اور حضرت ابو ہریرہ سے ثابت ہے۔ عن عبداللہ انہ کان یقرأ فی آخر رکعة من الوتر قل هو اللہ احد ثم یرفع یدیه فیقنت قبل الرکعة . رواہ البخاری فی جزء رفع الیدین و اسنادہ صحیح (آثار السنن) (۱)

بخاری نے جزء رفع یدین میں حضرت عمر سے بھی قنوت سے پہلے رفع یدین کرنا روایت کیا ہے اور شہبختی نے معرفہ میں حضرت ابن مسعود اور ابو ہریرہ سے قنوت وتر میں رفع یدین کرنا روایت کیا ہے۔ کذافی آثار السنن (۲) مطبوعہ احسن المطابع پٹنہ ص ۸۱ ج ۲۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہلی

دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھی جائے یا بعد میں؟

الجمعیۃ مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۷ء

(سوال) نماز وتر میں اہل حدیث بعد تسمیع کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھتے ہیں اور احناف تیسری رکعت میں تکبیر اور رفع یدین کے بعد ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھتے ہیں ان دونوں میں کونسا فعل مدلل ہے۔

(جواب ۵۹۵) قنوت رکوع سے پہلے پڑھنی چاہیے نہ کہ بعد تسمیع۔ لماروی عن انس انہ سئل عن القنوت فقال قبل الرکوع رواہ البخاری (۳) ہاتھ اٹھا کر پڑھنا صراحتہ کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ حنفیہ نے ہر ایسے قیام میں جس میں ذکر مسنون طویل ہو ہاتھ باندھنے کو مستحب کہا ہے مجملہ اس کے قنوت وتر بھی ہے اور امام ابو یوسف سے ایک روایت میں ہاتھ اٹھا کر بھی قنوت پڑھنے کی مروی ہے لیکن ہاتھ باندھنا ہی راجح اور اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

بارہواں باب نماز تراویح

تراویح میں ختم قرآن پر سورہ بقرہ کی چند آیات پڑھنا

(سوال) ماہ رمضان میں تراویح میں قرآن کریم سنانے والے اکثر حفاظ کا دستور ہے کہ انیسویں رکعت میں الحمد شریف کے بعد باقی ماندہ سورتیں مثلاً معوذتین وغیرہ پڑھ کر رکوع کر دیتے ہیں اور بیسویں رکعت

(۱) باب رفع الیدین عند قنوت الوتر ص ۱۶۹ ط امدادیہ ملتان

(۲) ایضاً

(۳) بخاری باب القنوت قبل الرکوع و بعدہ ۱۳۶/۱ ط قدیمی (آثار السنن باب قنوت الوتر قبل الرکوع ص ۱۶۶ ط امدادیہ ملتان)

میں الحمد شریف پڑھ کر سورہ بقرہ کی ابتدائی آیتیں پڑھ کر رکوع کرتے ہیں بعض حفاظ اس کے بجائے انیسویں رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ہو اللہ پڑھ کر ختم کر کے ہی رکوع میں چلے جاتے ہیں اور پھر بیسویں رکعت میں الحمد شریف کے بعد معوذتین پھر الحمد شریف پھر سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات پڑھتے ہیں پھر رکوع کرتے ہیں مذکورہ دونوں طریقوں میں سے کون سا طریقہ زیادہ صحیح ہے؟ حافظ محمد سعید

(جواب ۵۹۶) ختم قرآن مجید کے بعد سورہ بقرہ کی ابتدائی آیتیں پڑھنا مسنون ہے (۱) خواہ بیسویں رکعت میں سورہ ناس کے بعد پڑھ لے یا انیسویں رکعت میں ناس تک پڑھ کر بیسویں میں آلم سے پڑھ لے بیسویں رکعت میں الحمد اور معوذتین پڑھ کر پھر فاتحہ پڑھنا اور آلم کی آیتیں پڑھنا نہیں چاہیے یعنی الحمد کی تکرار کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) جماعت کے ساتھ فرض نہ پڑھنے والا تراویح میں امام بن سکتا ہے

(۲) تراویح کے بعد آنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے

(سوال) جس حافظ نے عشاء کے فرض جماعت سے نہ پڑھے ہوں وہ ان لوگوں کو تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں جو عشاء کے فرض جماعت سے پڑھ چکے ہوں۔

ایک شخص نے عشاء کے فرض جماعت سے پڑھے پھر کسی حاجت یا کسی کام سے باہر چلا گیا جب وہ شخص کام سے فارغ ہو کر مسجد میں آیا تو وتروں کی جماعت ہونے والی تھی اس نے وتر جماعت سے پڑھ لئے اور تراویح پھر علیحدہ اس نے اپنی پڑھی دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کو وتر جماعت سے پڑھنے چاہیے تھے یا نہیں اور وتر لوٹانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۹۷) جس حافظ نے عشاء کے فرض باجماعت نہیں پڑھے وہ تراویح میں امامت کر سکتا ہے یعنی اس کے پیچھے تراویح پڑھنی جائز ہے (۲)

جس نے تراویح کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی اسے وتر کی جماعت میں شریک نہ ہونا چاہیے لیکن اگر شریک ہو گیا تو اس کے وتر ہو گئے لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) تراویح کی دوسری رکعت میں قعدہ کے بغیر تیسری پر سلام پھیر دیا تو اعادہ واجب ہے

(۱) "وَأَنْ يَقْرَأَ مَكْرُوسًا إِلَّا إِذَا خَتَمَ فَيَقْرَأُ مِنَ الْبَقْرَةِ (در مختار) قال في شرح المنية " وفي الولوالجية: " من يختم القرآن في الصلاة إذا فرغ من المعوذتين في الركعة الأولى ثم يقرأ في الثانية بالفاتحة وثنى من سورة البقرة؟ لأن النسيء قال خير الناس الحال المرتحل أي الخاتم المفتاح الخ (رد المحتار) فصل في القراءة ۱/ ۵۴۷ ط سعید

(۲) لو صليت بجماعة الفرض وكان رجل قد صلى الفرض وحده له أن يصلبها مع ذلك الإمام لأن جماعتهم مشروعة فله الدخول فيها معهم لعدم المحذورة (رد المحتار) محث التراويح ۲/ ۴۸ ط سعید

(۳) قال في التنوير و شرحه: " ووقتها بعد صلاة العشاء إلى الفجر قبل الوتر وبعده في الأصح فلو فاتته بعضها وقام الإمام إلى الوتر أو ترمة ثم صلى ما فاتته " الخ وفي الشامية: " أي على وجه الأفضلية (محث التراويح ۲/ ۴۴ ط سعید

(۲) در بیان قعدہ کنے بغیر چار رکعت تراویح کا حکم

(سوال) امام نے دو رکعت تراویح کی نیت باندھی بھولے سے دوسری رکعت کے قعدہ میں نہیں بیٹھا بلکہ تیسری رکعت کے سجدہ میں یا سجدہ کے بعد اس کو یاد آیا کہ یہ تیسری رکعت ہے اس نے تیسری رکعت پر قعدہ کر کے سجدہ سمو کے بعد سلام پھیر دیا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کی دو رکعت تراویح ہو گئی یا نہیں؟ اگر دو رکعت تراویح ہو گئی تو تیسری رکعت میں جو قرأت پڑھی ہے اس کو لوٹائے یا پہلی رکعت کی قرأت کو لوٹائے؟

(۲) اگر وہ تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرتا بلکہ چوتھی رکعت پڑھ کے قعدہ کرتا اور سجدہ سمو بھی کر لیتا تو چار رکعت تراویح کی ہو جاتیں یا دو ہوتیں اگر دو ہوتیں تو قرأت بھی لوٹانی جاتی یا نہیں اور کونسی رکعتوں کی قرأت لوٹانی جاتی پہلی رکعتوں کی یا آخری رکعتوں کی؟

(جواب ۵۹۸) اس صورت میں یہ تینوں رکعتیں تراویح میں محسوب نہ ہوں گی اور ان تینوں کی قرأت کا اعادہ کرنا ہوگا۔ واذا فسد الشفع وقد قرأه لا يعتد بما قرأه و يعيد القراءة ليحصل له الختم في الصلوة الجائزة وقال بعضهم يعتد بها كذا في الجوهرة (عالمگیری) (۱)

(۲) اس صورت میں دو رکعت تراویح کی ہو جاتیں اور شفع اخیر صحیح ہوتا شفع اول تراویح میں محسوب نہ ہوتا اور شفع اول کی قرأت کا اعادہ کرنا ہوتا۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

ہر ترویج میں بلند آواز سے ذکر

(سوال) نماز تراویح کی ہر چہار رکعت کے بعد تسبیح آواز سے پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد عنایت حسین صاحب کھنور۔ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۹۹) تھوڑی آواز سے پڑھنا جب کہ اس پر اصرار و التزام نہ ہو جائز ہے (۲) جہر پر اصرار کرنا مکروہ

محمد کفایت اللہ کان اللہ له

ہے۔

تراویح پڑھانے والے کی اجرت اور شبینہ کا حکم

(سوال) تراویح میں قرآن شریف سنانے والے حافظ کو اجرت دینا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو تعیین

(۱) (فصل فی التراویح ۱/۱۱۸ ط ماجدیہ کونہ)

(۲) (فلو فعلها بتسلیمة واحدة فان قعد لكل شفعة صحت بکراهة والا ثابت محسن شفع واحد بدفتی) (تذویر و شرح) لم ارمن صرح بهذا اللفظ هنا واما صرح به فی النہر عن الراہدی فیما لو صلی اربعاً بتسلیمة واحدة وقعدہ واحده الخ (رد المحتار بحث فی صلاة التراویح ۲/۴۵ ط سعید)

(۳) مجلس ندیا بین کل اربعة تعدد ہا کذا بین الحامسة والوتر وبحیر بین تسبیح وقراءة و سکوت (رد مختار) قال القہستانی " فیقال ثلث مرات سبحان ذی الملک الخ (رد المحتار) باب الوتر والنوافل" مبحث فی التراویح ۲/۴۶ ط سعید

کے ساتھ یا بلا تعین؟ شبینہ ایک رات میں کرنا جائز ہے یا تین راتوں میں؟

المستفتی ۳۰۲ حافظ محمد عزیز اللہ اجمیر۔ ۱۸ صفر ۱۳۵۳ھ ۲ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۰۰) بلا تعین دے دیا جائے اور نہ دینے پر کوئی شکوہ شکایت نہ ہو تو یہ صورت اجرت سے خارج اور حد جواز میں داخل ہو سکتی ہے شبینہ کی دونوں صورتیں بوجہ ان عوارض کے جو پیش آتے ہیں اور تقریباً لازم ہیں مکروہ ہیں (۱) اگر پڑھنے والے اور سننے والے سب کے سب مخلص ہوں اور بہ نیت عبادت شوق سے پڑھیں اور سنیں تین دن میں ختم کرنا بہتر ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس رکعت تراویح ثابت ہے یا نہیں؟

(۲) کیا حضرت عمرؓ موجد تراویح ہیں؟

(۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ پایا یا نہیں؟

(سوال) (۱) حضرت رسول اللہ ﷺ سے بیس رکعت تراویح کی کوئی حدیث صحیح ہے یا نہیں؟

(۲) موجد تراویح حضرت عمر فاروقؓ نے انی بن کعب و تمیم داری کو رمضان میں جماعت کو کتنے رکعت تراویح

کا حکم دیا تھا؟

(۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ پایا ہے یا نہیں؟ چونکہ کبیری شرح منیۃ المصلیٰ میں نیز مجلی شرح

مؤطا امام مالک میں ہے کہ یزید بن رومان نے عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا۔

المستفتی نمبر ۶۳۱ عبدالستار (ضلع بلاری) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۰۱) (۱) و (۳) یزید بن رومان نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بیس

رکعت تراویح کا ثبوت سائب بن یزید، محمد بن کعب قرطبی، یزید بن رومان، اعمش، عن عبداللہ، مسعود عن فحلہ،

عطاء وغیر ہم سے ثابت ہے (قیام اللیل) (۱)

(۲) حضرت عمرؓ موجد تراویح نہیں ہیں کیونکہ تراویح کا ثبوت آنحضرت ﷺ سے ہے اور نہ حضرت عمرؓ

موجد جماعت ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے تراویح جماعت سے پڑھائی ہے (۳) حضرت عمرؓ نے صرف اتنا

(۱) و یجتنب المنکرات ہذرمۃ القراءۃ (الدر المختار، محبت التراویح ۲/ ۴۷ ط سعید)

(۲) عن سائب بن یزید قال: کانوا یقومون علی عهد عمر بن الخطاب فی شہر رمضان بعشرین رکعة الحدیث وقال

الشعرانی فی کشف الغمۃ: وکانوا یصلونہا فی اول زمان عمر بثلاث عشرة رکعة الخ وکان امامہم ابی بن کعب و

تمیم الداری ثم ان عمر... امر بفضلہا ثلاثا وعشرین رکعة ثلث ثلث منها و ترا واستقر الامر علی ذلك فی الامصار

(التعلیق الحسن علی آثار السنن، باب فی التراویح بعشرین رکعة ص ۲۰۴ ط امدادیہ ملتان)

قلت: یزید بن رومان لم یدرک عمر بن الخطاب (التعلیق الحسن علی آثار السنن، باب فی التراویح بعشرین رکعة ص

۲۰۵ ط امدادیہ ملتان)

(۳) عن عروة أن عائشة أخبرته أن رسول اللہ ﷺ خرج ليلة من حوف الليل فصلى فی المسجد وصلى رجال بصلوته

فأصبح الناس فحدثوا فاجتمع أكثر منهم فصلى فصلوا معه الحدیث (آثار السنن، باب جماعۃ التراویح ص ۱۹۹ ط

امدادیہ)

کیا ہے کہ مسجد میں متعدد جماعتیں ہوتی تھیں ان کو ایک جماعت کی صورت میں جمع کر دیا (۱) حضرت ابی بن کعب اور تمیم داری کو حضرت عمرؓ نے گیارہ رکعت کا حکم دیا تھا یہ ایک روایت سے ثابت ہے لیکن انہیں کے زمانے میں پندرہ رکعتیں پڑھے جانے کا بھی ثبوت موجود ہے اور سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین میں پندرہ رکعت سے زیادہ کے قائل تو موجود ہیں مگر تراویح میں پندرہ رکعت سے کم کے قائل نہیں یا بہت کم ہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

فرض الگ پڑھنے والا وتر میں شریک ہو سکتا ہے۔

(سوال) اگر کوئی شخص عشا کی جماعت ہو جانے کے بعد مسجد میں داخل ہو اور اس نے تراویح جماعت سے پڑھی تو پھر وہ وتر جماعت سے پڑھے یا نہیں؟ کتاب رکن الدین کے مصنف نے پڑھنے کو منع کیا ہے اور شامی کا حوالہ دیا ہے۔

المستفتی نمبر ۶۸۸ سکر یٹری انجمن حفظ الاسلام (ضلع بھروچ) ۲۷ رمضان ۱۳۵۴ھ م ۲۴ دسمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۰۲) اگر کوئی شخص کسی وجہ سے جماعت سے علیحدہ ہو کر پڑھے تو مضائقہ نہیں اگر تراویح کی جماعت میں شریک رہا تو وتر کی جماعت میں بھی شریک رہ سکتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

ایک حدیث کی تحقیق

(سوال) عن ابن عباس ان النبی ﷺ کان یصلی فی شہر رمضان فی غیر جماعة عشرين رکعة والوتر (بہیقی) مندرجہ بالا حدیث کی تحقیق مطلوب ہے صحیح ہے یا ضعیف؟

المستفتی نمبر ۸۶۳ حافظ محمد شریف سیالکوٹ۔ ۲۲ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۵ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۳) یہ حدیث کان رسول اللہ ﷺ یصلی فی رمضان فی غیر جماعة عشرين رکعة والوتر۔ مصنف ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بغوی، طبرانی، شہتی کی طرف منسوب کی گئی ہے اور اس کو ضعیف کہا گیا ہے (کذافی مجموعۃ الفتاوی) (۲) مگر حضور اکرم ﷺ نے تین روز جماعت کے ساتھ بھی تراویح پڑھائی ہے اور وہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) فقال عمر "انی أری لوجمعت هؤلاء علی قاری واحد لکان أمثل" ثم عزم فجمعهم علی ابی بن کعب الحدیث (آثار السنن باب جماعة التراويح ص ۲۰۱ ط امدادیہ)

(۲) قال فی التنویر: "وهی عشرون رکعة بعشر تسلیمات" الخ و فی الشافیة: "وهو قول الجمهور و علیہ عمل الناس شرقا و غربا (مبحث التراويح ۲/۴۵ ط سعید)

(۳) و وقتها بعد صلاة العشاء إلى الفجر قبل الوتر و بعده فلو فاتہ بعضها وقام الإمام إلى الوتر أو تر معه ثم صلی ما فاتہ الخ (التنویر و شرحہ باب الوتر والنوافل ۲/۴۴ ط سعید)

(۴) قال ابن عباس کان رسول اللہ ﷺ یصلی فی رمضان فی غیر جماعة عشرين رکعة والوتر اخرجه ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و البغوی فی معجمہ و الطبرانی و البہیقی لکن سند این روایات ضعیف ست (مجموعۃ الفتاوی علی ہامش خلاصۃ الفتاوی کتاب الصلاة ۱/۱۱۴ ط امجد اکیدمی لاہور)

ایک سلام کے ساتھ بیس رکعت تراویح

(سوال) ایک شخص نے تراویح کی بیس رکعت نماز ایک سلام سے اس طرح پڑھی کہ ہر دو رکعت کے بعد قعدہ اولیٰ کیا اور اخیر میں سلام پھیرا۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۷۹-۵ اربع الاول ۱۳۵۵ھ ۶ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۴) نماز تو ہو گئی لیکن رات کی نماز میں آٹھ رکعت سے زیادہ رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا خلاف سنت ہے اس لئے نماز میں کراہت آئی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بیس رکعات تراویح کا ثبوت

(سوال) عن جابر قال صلی رسول اللہ ﷺ فی رمضان ثمان رکعات ثم اوتر (فتح الباری مطبوعہ دہلی) گزارش ہے کہ مندرجہ بالا حدیث کی صحت یا عدم صحت تحریر فرما کر مشکور فرمائیں اگر صحیح یا حسن ہو تو لفظ صحیح یا حسن لکھ دیں اور اگر ضعیف ہو تو ضعیف تحریر فرمائیں اور یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ ابن عباس والی روایت اور مذکورہ بالا روایت میں سے کون سی اصح ہے؟

المستفتی نمبر ۹۷۴-۹ بشیر احمد خاں (سیالکوٹ) ۳ اربع الاول ۱۳۵۵ھ ۴ جون ۱۹۳۶ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) یہ حدیث حضرت جابر کی تراویح کے بارے میں صحیح ہے لہذا آٹھ رکعت تراویح تو آنحضرت ﷺ کی سنت حقیقہ ہے اور بیس رکعات تراویح بھی آنحضرت ﷺ کی سنت ہی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے علیکم بسنتی و سنت الخلفاء الراشدين (۲) اور اسی بیس رکعت تراویح پڑھنے کا قول و عمل جمہور علماء کا شرعاً و غرباً ہے اور اسی بیس رکعت کے پڑھنے میں آٹھ رکعت بھی پڑھی جاتی ہیں جو کہ بعینہ آنحضرت ﷺ کی سنت حقیقہ ہے فتاویٰ شامی میں ہے (۳) قولہ وہی عشرون رکعة) هو قول الجمهور و علیہ عمل الناس شرقاً و غرباً الخ جلد اول ص ۵۲ فقط واللہ اعلم
حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی

سوال مثل بالا

(سوال) بندہ نے حضور سے ایک سوال کیا تھا جو کہ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء کو لکھا اور آپ کا نمبر ۹۷۴ ہے جواب

(۱) فی التنبیہ و شرحہ: "وہی عشرون رکعة بعشر تسلیمات فلو فعلها بتسلیمة فان قعد لكل شفع صحت بکراہة" الخ و فی الشامیة: "لا یخفی ما فیہ لمخالفة المتوارث مع تصریحہم بکراہة الزیادة علی ثمان فی مطلق التطوع لیلا الخ (مبحث صلاة التراويح ۵/۲ ط سعید) (۲) ابن ماجہ باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المہدیین ص ۵ ط میر محمد کتاب خانہ کراچی

(۳) (مبحث صلاة التراويح ۵/۲ ط سعید)

پر آپ کے دستخط نہیں ہیں لہذا دوبارہ آپ کو تکلیف دیتا ہوں نائب مفتی صاحب نے حضرت جابرؓ کی حدیث کو صحیح فرمایا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۵ اشیر احمد خاں (سیالکوٹ) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۲۳ جون ۱۹۳۶ء
(جواب ۶۰۵) (از نائب مفتی صاحب) حضرت جابرؓ کی روایت کی تصحیح غلطی سے ہو گئی ہے ہم کو معلوم نہیں کہ فتح الباری کے کس باب میں یہ حدیث ہے آپ پورا پتہ تحریر کیجئے حبیب المرسلین عفی عنہ۔
حضرت جابرؓ کی روایت منقولہ فی السؤال فتح الباری میں کس باب میں ہے؟ پورا پتہ تحریر کیجئے؟
محمد کفایت اللہ کان اللہ

تراویح کے بارے میں چند احادیث کا ثبوت

(سوال) ہمارے ہاں تراویح کی تعداد میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے بعض آٹھ رکعت کو سنت سمجھتے ہیں اور بعض پندرہ رکعت کو۔ فریقین نے جناب کے فیصلہ پر رضامندی ظاہر کی ہے امید ہے کہ آپ امور مستفسرہ کا مختصر جواب ارسال فرما کر عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں گے

(۱) نماز تراویح آپ کی تحقیق میں بیس رکعت سنت ہے یا آٹھ رکعت؟ (۲) حدیث عائشہؓ ماکان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ الحدیث۔ آپ کی تحقیق میں تہجد کے بارے میں ہے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے یا تراویح کے بارے میں (۳) حدیث جابرؓ جس میں آٹھ رکعت نماز اور وتر کا ذکر ہے جس میں عیسیٰ بن جاریہ منکر الحدیث اور ضعیف راوی ہے آپ کی تحقیق میں صحیح ہے یا ضعیف؟ (۴) حدیث ابن عباسؓ جس میں بیس رکعت تراویح کا ذکر ہے کیا صحابہ و تابعین و دیگر ائمہ کا عمل اسے تقویت دیتا ہے یا نہیں؟ (۵) حدیث سائب بن یزید جس کو شہقی نے اخراج کیا جس میں حضرت عمرؓ کے زمانے میں بیس رکعت تراویح پڑھنے کا ذکر ہے جس کو نووی وغیرہ محدثین نے صحیح کہا ہے آپ کی تحقیق میں صحیح ہے یا نہیں؟ بیواتوجروا المستفتی نمبر ۱۱۷۴ ابو یوسف محمد شریف (ضلع سیالکوٹ)

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۶) (۱) تراویح کی بیس رکعتیں مسنون ہیں میرے نزدیک راجح یہی ہے (۱) (۲) حدیث عائشہؓ صلوة اللیل یعنی تہجد کے ساتھ متعلق ہے (۲) (۳) حدیث جابرؓ کو صحیح ابن حبان سے نقل کیا گیا ہے اور

(۱) وہی عشرون رکعة بعشر تسلیمات فلو فعلها بتسلیمة فان فعد لكل شفيع صحت بکراهة " و فی الشامیة " وهو قول الجمهور و علیہ عمل الناس شرقاً و غرباً الخ (مبحث صلاة التراويح ۴۵/۲ ط سعید)

(۲) قال ابن حجر: " وظهر لی أن الحکمة فی عدم الزیادة علی إحدى عشرة أن التہجد والوتر مختص بصلاة اللیل وفرض النهار الظہر وہی أربع والعصر وہی أربع والمغرب وہی ثلاث وتر النهار فناسب أن تكون صلوة اللیل كصلوة النهار فی العدد جملة و تفصيلاً (فتح الباری) باب کیف صلاة النبی ﷺ وکم كان النبی ﷺ یصلی باللیل ۱۷/۳ ط مصر)

اس کو صحیح بتایا گیا ہے میرے خیال میں وہ متکلم فیہ ہے ابن حبان کے علاوہ اس کو طبرانی اور صحیح ابن خزمیہ اور قیام اللیل لمروزی کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے (۱) (۲) حدیث ابن عباسؓ اگرچہ ضعیف ہے مگر اس کی تائید دوسری روایات سے اور عمل امت سے ہوتی ہے (۲) (۵) سائب بن یزید کی روایت صحیح ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہلی

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت جابرؓ کی حدیث کی تحقیق

(سوال) بندہ کا بھائی بشیر احمد خاں آپ سے تراویح کے متعلق سوال کر کے جواب پاچکا ہے آخری جواب آپ کی طرف سے مکمل نہیں ہوا اور آپ نے دریافت فرمایا ہے کہ حضرت جابرؓ والی روایت فتح الباری میں کہاں ہے؟ چونکہ بھائی صاحب وزیا پیٹم گئے ہوئے ہیں آج ان کا خط آیا تو اس میں تراویح کا ذکر تھا اور آپ کے متعلق بھی لہذا دوبارہ عرض کرتا ہوں۔ حدیث ابن عباسؓ قال کان رسول اللہ ﷺ یصلی فی رمضان فی غیر جماعۃ عشرين رکعة والوتر (بیہقی) حدیث جابرؓ عن جابرؓ قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ فی رمضان ثمان رکعات ثم اوتر. فتح الباری مطبوعہ دہلی ج اول ص ۵۹۷ المستفتی نمبر ۱۱۷۹ حافظ محمد شریف۔ سیالکوٹ۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۷) حدیث ابن عباسؓ جسکو ابو بکر ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور بغوی اور طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے ضعیف ہے (کذافی آثار السنن) (۲) اور حدیث جابرؓ بن عبد اللہ جس کو طبرانی اور مروزی اور ابن خزمیہ اور ابن حبان نے روایت کیا ہے اس کی سند میں عیسیٰ بن جاریہ ایک راوی ہے جس کو ابو داؤد نے منکر الحدیث اور ابن معین نے عندہ منا کیر اور نسائی نے منکر الحدیث اور متروک بتایا ہے اور حافظ ابن حجر نے تقریب میں فیہ لین کہا ہے البتہ خزاعی نے ابن حبان سے توثیق نقل کی ہے اسی طرح ابو زرعہ سے یہ منقول ہے (کذافی آثار السنن) (۵) اس بناء پر حدیث جابرؓ کو بھی صحیح کے درجے میں نہیں سمجھا جاسکتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ ذہلی

(۱) رواہ الطبرانی فی الصغیر و محمد بن نصر المروزی فی قیام اللیل وابن خزيمة وابن حبان فی صحیحہما وفی اسنادہ لین (التعلیق الحسن علی آثار السنن) باب التراویح بثمان رکعات ص ۲۰۲ ط امدادیہ ملتان)

(۲) وہی کانت ضعیفةً لكنها تقوی حدیث ابن عباس فلا شک فی کونه حسناً بل لا یبعد أن یقال انه صحیح لغيره (التعلیق الحسن علی آثار السنن ص ۱۹۹ ط امدادیہ)

(۳) عن سائب بن یزید ثم ساقه قلت : رجال اسنادہ کلہم ثقات الخ (التعلیق الحسن علی آثار السنن) باب التراویح بعشرين رکعات ص ۲۰۴ ط امدادیہ ملتان)

(۴) وقد اخرجہ عبد بن حمید الکشی فی مسندہ و البغوی فی معجمہ و الطبرانی فی معجمہ الکبیر و البیہقی فی سننہ کلہم من طریق ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان جد الامام ابی بکر بن ابی شیبہ و هو ضعیف (التعلیق الحسن علی آثار السنن) باب التراویح بعشرين رکعات ص ۲۰۶ ط امدادیہ ملتان) (۵) قال ابن معین : "عندہ منا کیر" وقال النسائی " منکر الحدیث وجاء عنہ متروک" وقال ابو داؤد " منکر الحدیث" وقال الحافظ ابن حجر فی " التقریب" فیہ لین الخ (آثار السنن) باب التراویح بثمان رکعات ص ۲۰۲ ط امدادیہ ملتان)

ایک اشکال اور اس کا جواب

(سوال) گزارش ہے کہ آپ کا جواب نمبر ۹۷۱۱ موصول ہوا۔ جو بالامعروض ہے کہ جس حدیث کو جناب صحیح تحریر فرما چکے ہیں اس کو دوبارہ نہ ضعیف اور نہ صحیح فرماتے ہیں جب ایک دفعہ دارالافتاء سے ہمیں یہ الفاظ پہنچ چکے ہیں کہ ”یہ حدیث حضرت جابرؓ کی تراویح کے بارے میں صحیح ہے“ تو پھر کیا وجہ ہے کہ دوبارہ آپ البتہ سے کام چلانا چاہتے ہیں اگر آپ فرمائیں کہ میرے دستخط نہیں تو اس کے متعلق غور سے سنیے گا ہمارے مخاطب آپ۔ آپ کے نام ہمارا سلام کلام آپ کا پتہ پس دوسرا کون جو دخل در معقولات کرے بالفرض اگر آپ نے مندرجہ بالا حدیث کے بعض رواۃ کے متعلق کلام فرمایا ہے تو ہماری گزارش سن کر جواب مرحمت فرمائیں۔

اول آپ کا مندرجہ بالا فتویٰ۔ دوم حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری مطبوعہ دہلی صفحہ ۴ میں اس امر کی تصریح فرمادی ہے کہ ہم جو حدیث فتح الباری میں ذکر کریں گے اس شرط سے ذکر کریں گے کہ وہ حدیث یا تو صحیح ہوگی یا حسن ہوگی۔ الفاظ ملاحظہ ہوں بشرط الصحة او الحسن سوم علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۸۰ میں اسی حدیث کو اسی سند سے نقل فرمایا ہے جس سند سے امام محمد بن نصر نے روایت کیا ہے فرق دونوں میں صرف اسی قدر ہے کہ اس سند میں بجائے محمد بن حمید کے جعفر بن حمید ہیں اس کے بعد علامہ صالب نے اس کی سند کی نسبت فرمایا ہے۔ اسنادہ وسط۔ چہارم مولانا عبدالحی لکھنوی نے موطا امام محمد کے حاشیے (التعلیق المجد) میں حضرت جابرؓ والی روایت تحریر فرما کر لکھا ہے۔ ہذا صحیح۔ موطا امام محمد باب قیام رمضان (۱)

المستفتی نمبر ۱۹۶۱ حافظ محمد شریف (سیالکوٹ) ۶ رجب ۱۳۵۵ھ م ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۰۸) مدرسہ امینیہ کے دارالافتاء میں تمام استفتے میرے نام ہی آتے ہیں میں جتنے فتوؤں کا جواب خود لکھ سکتا ہوں لکھتا ہوں باقی جواب نائب مفتی مولانا حبیب المرسلین صاحب لکھتے ہیں یہ فتویٰ جس کا آپ ذکر کرتے ہیں ان کا لکھا ہوا تھا میں نے دیکھا بھی نہیں تھا جب آپ کا دوسرا خط آیا تو میں نے ان سے دریافت کیا اور رجسٹر نقول پر اس کی نقل دیکھی اور حدیث جابرؓ کی سند کی تحقیق کی تو یہ بات مجھے تحقیق سے معلوم ہوئی جو میں نے آپ کو لکھ کر بھیج دی۔

حدیث جابرؓ کی سند کے متعلق بے شک میزان الاعتدال میں یہ لفظ لکھا ہے۔ اسنادہ وسط مگر اسنادہ صحیح تو نہیں لکھا اور حافظ ابن حجر کے فتح الباری میں ذکر کرنے سے بھی صحت لازم نہیں کیونکہ وہ حدیث حسن بھی اس میں لاسکتے ہیں اور جب اس کی سند میں ایک مجروح راوی موجود ہے (۰) تو

(۱) (باب قیام رمضان) ص ۱۳۸ ط میر محمد کتب خانہ کراچی

(۲) وفي اسنادہ لین قلت: "مداره علی عیسی بن جاریہ" قال الذہبی "قال ابن معین: "عنده منا کثیر" وقال النسائی "منکر الحدیث وجاء عنہ متروک" وقال أبو زرعة: "لا بأس بہ" وقال أبو داؤد: "منکر الحدیث" قال ابن حجر فی "التقریب" فیہ لین الح (التعلیق الحسن علی آثار السنن) باب التراویح بشمان رکعات ص ۲۰۲ ط امدادیہ

ت کا حکم مشکل ہے مولانا عبدالحئی کے ہذا اصح کہنے سے بھی لازم نہیں کہ فی حد ذاتہ بھی صحیح ہے۔ نکہ اصح میں صحت اضافی مراد ہوتی ہے ہاں ابن حبان نے اس کو اپنے صحیح میں درج کیا اس سے اتنا سمجھا سکتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہوگی راوی کے جرح و تعدیل میں اختلاف ہونے کی بنا پر حدیث صحت و ضعف میں بھی یہ اختلاف ہو جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

نور اکرم ﷺ سے کتنی رکعات ثابت ہیں؟

سوال (کیا حضور ﷺ سے نماز تراویح رمضان شریف میں گیارہ رکعات مع وتر ثابت ہے یا کہ بیس عت؟ المستفتی نمبر ۱۱۸۸ عبدالعزیز مشین والا (ضلع سیالکوٹ)

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

جواب (۶۰۹) تراویح کی رکعات کی تعداد میں ایک روایت سے بیس اور دوسری روایت سے گیارہ عتیں معلوم ہوتی ہیں امت کا عمل صحابہ کرام کے زمانے سے بیس یا اس سے زیادہ رکعتوں پر رہا ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

راءت مقتدیوں کے حال کے مطابق کی جائے

سوال (قصبہ سردھنہ میں حفاظ نے متفقہ طور پر یک کمیٹی قائم کر کے یہ وجہ بتلاتے ہوئے کہ اس سے ن شریف پختہ یاد ہو جائے گا یہ پاس کیا ہے امسال ہم لوگ روزانہ ڈھائی پارہ تراویح میں سنائیں اور وہ طریقے سے کہ فی مسجد دو حافظ مقرر ہوں اور ہر ایک حافظ ایک ہی سو پارہ کو دس دس تراویح میں سنادے ایک حافظ کا پڑھنے میں سو پارہ ہو جائے اور مقتدیوں کے لئے ڈھائی ہو جائیں اگرچہ اکثر مقتدی اپنی ناتوانی بنا پر ڈھائی پارہ روزانہ تراویح میں سننے پر راضی نہیں ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اگر تم کو اپنا قرآن شریف یاد کرنا ظور ہے تو اس کی اور صورتیں ہو سکتی ہیں بارہ مہینے دور کرو علاوہ تراویح کے نفلوں میں بوقت تہجد کے ایک دو دو کو سناؤ مگر حفاظ ان صورتوں کو نہ مانتے ہوئے اور زبردستی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر تم کو سننا ہے تو ہمارے طے کئے ہوئے کے موافق ڈھائی پارہ ہی سنو ورنہ ہم نہیں سناتے ہر چند ان کو بھشتی زیور بیرہ دکھا کر سمجھایا جاتا ہے کہ تمہاری اس صورت میں جماعت کم ہوتی ہے آدھی مسجدیں بغیر قرآن ریف کے رہ جاتی ہیں مگر وہ نہیں مانتے ایسی صورت میں اگر مقتدی الم تر کیف سے تراویح پڑھنا شروع دیں تو کیسا ہے؟ ترک سنت قرآن لازم آتا ہے یا نہیں اور ثواب میں کمی ہوتی ہی یا نہیں؟ نیز ان حفاظ سے بعض ڈاڑھی منڈاتے ہیں اور بعض پہچگانہ نماز کے پوری طرح پابند نہیں ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ

(وہی عشرون رکعة بعشر تسلیمات الخ (التسویر) وقال الشیخ: "وهو قول الجمهور وعلیه الناس شرقاً و غرباً الخ بحث صلاة التراويح ۲/ ۴۵ ط سعید)

جو روپیہ طے کرتے ہیں ان کی امامت تراویح میں کیسی ہے ان صورتوں میں حفاظ کی ضد مان کر ڈھائی پارہ ہی سنیں ^{تقلیل} جماعت کا خیال نہ کریں یا جماعت کا خیال کرتے ہوئے الم تر کیف سے پڑھ لیں۔
المستفتی نمبر ۱۲۴۵ امیر الدین صاحب۔ قصبہ سردھند۔ ضلع میرٹھ

۷ رمضان ۱۳۵۵ھ م ۲۳ نومبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۱۰) حفاظ کی یہ ضد اور مقتدیوں کی مرضی کے خلاف جبراً ڈھائی پارہ پڑھنا اور جماعت کے تفرق اور انتشار کی پروا نہ کرنا گناہ کی بات ہے وہ اس میں یقیناً گناہ کے مرتکب ہوں گے بلکہ مقتدیوں کی رضامندی کے خلاف امامت کرنے والے کے حق میں لعنت کی وعید بھی وارد ہے اگر ضعیف و ناتواں لوگ اس طرز عمل کے خلاف الم تر کیف سے تراویح ادا کر لیں تو ان کے حق میں کوئی کراہت نہ ہوگی ڈاڑھی منڈانے والے اور نماز فرض کے تارک اور پیسے طے کر کے لینے والے حافظوں کی امامت مکروہ ہے (۱) ان کے پیچھے قرآن سننے سے نہ سننا اور سورت تراویح پڑھ لینا بہتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

شبینہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) یہاں کی جامع مسجد میں ہر سال ماہ رمضان کی اٹھائیسویں اور اترسویں شب ان دوراتوں میں شبینہ پڑھا جاتا ہے بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ شبینہ ایک ہی رات میں یا تین راتوں میں ہونا چاہیے؟
المستفتی نمبر ۱۲۴۶ قاضی کمال الدین صاحب (کاٹھیاواڑ)

۷ رمضان ۱۳۵۵ھ م ۲۳ رمضان ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۱۱) شبینہ کوئی ثابت شدہ چیز نہیں ہے کہ مساجد میں جماعت کے ساتھ کیا جاتا ہو اگر سننے والے اور پڑھنے والے شوق سے سنیں اور پڑھیں تو تین دن میں ختم کرنا بہتر ہے دس دس پارے ہر روز پڑھے جائیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مروجہ شبینہ کا حکم

(سوال) ایک زمانہ میں ایک شب میں چند آدمی مل کر قرآن شریف ختم کرتے ہیں جس کا نام شبینہ رکھا ہے اور اس میں عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں آیا یہ فعل حضور اکرم ﷺ نے یا کسی صحابی نے یا کسی امام نے کیا ہے یا

(۱) قال فی التنویر: "و یکرہ امامة عمد و أعرابی و فاسق" الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید) و التنویر مع شرحہ: "ومن ام قوما وهم له کارهون ان الکراہة لفساد فیہ کرہ له ذلك تحریما لحديث أبی داؤد " لا یقبل الله صلاہ من تقدم قوما وهم له کارهون الخ (باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ ط سعید) والختم مرة سنة ولا یترک الختم لکسل القوم لکن فی الاحتیار "الأفضل فی زماننا قدر ما یثقل علیہم الخ (الدر المحتار: مبحث صلاة التراويح ۲/ ۶۷ ط سعید)
(۲) ولا یختم فی أقل من ثلاثة ايام تعظیما له الخ (عالمگیری: الباب الرابع فی الذکر والصلوة والتسبیح ۵/ ۳۱۷ ط ماجدیہ کولند)

نہیں اور ایک شب میں قرآن شریف ختم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۵۱ عبد الجبار (دہلی) ۲۴ رمضان ۱۳۵۵ھ ۹ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۱۲) ایک رات میں قرآن شریف ختم کرنا اس شخص کے لئے جائز ہے جو خود اپنے ذوق و شوق سے پڑھے اور اس کے دل میں اول سے آخر تک کوئی وسوسہ بے رغبتی کا نہ آوے لیکن شبینہ کا یہ رواج جو عام طور پر مساجد میں کیا جاتا ہے نہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں تھا نہ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں نہ مجتہدین سلف سے یہ منقول کہ انہوں نے عام طور پر جماعت کے ساتھ ایک رات میں قرآن مجید ختم کرنے کا امر فرمایا ہو یا خود شبینہ کیا ہو اور تجربہ شائد ہے کہ ان شبینوں میں بہت سے مکروہات و محرمات کا ارتکاب ہوتا ہے (۱) ان وجوہ کی بناء پر شبینہ مروجہ کوئی اچھی اور ثواب کی بات نہیں ہے بلکہ بسا اوقات کرنے والے مواخذہ دارینی ہو جاتے ہیں۔ واللہ الموفق۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

چند احادیث کی تحقیق

(سوال) ہمارے ہاں تراویح کی تعداد میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے بعض آٹھ رکعت کو سنت سمجھتے ہیں اور بعض بیس رکعت کو۔ فریقین نے جناب کے فیصلہ پر رضامندی ظاہر کی ہے امید ہے کہ آپ مہربانی فرما کر امور مستفسرہ کا جواب لکھ کر ارسال فرمائیں گے تاکہ یہ نزاع ختم ہو اور آپ عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں

(۱) نماز تراویح آپ کی تحقیق میں بیس رکعت سنت ہے یا آٹھ رکعت (۲) حدیث عائشہؓ ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ الحدیث۔ آپ کی تحقیق میں تہجد کے بارے میں ہے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز نے فتاویٰ میں لکھا ہے یا تراویح کے بارے میں ہے۔ (۳) حدیث جابرؓ جس میں آٹھ رکعت نماز اور ترکا ذکر ہے جس میں عیسیٰ بن جاریہ منکر الحدیث اور ضعیف راوی ہے کیا آپ کی تحقیق میں صحیح ہے یا ضعیف (۴) حدیث ابن عباسؓ جس میں بیس رکعت تراویح کا ذکر ہے کیا صحابہؓ و تابعینؓ و دیگر ائمہ کا عمل اسے تقویت دیتا ہے یا نہیں (۵) حدیث سائب بن یزید جس کو شہتمنی نے اخراج کیا جس میں حضرت عمرؓ کے زمانے میں بیس رکعت تراویح پڑھنے کا ذکر ہے جس کو نووی وغیرہ محدثین نے صحیح کہا ہے آپ کی تحقیق میں صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۰۷ خادم العلماء ابو یوسف محمد شریف عفا اللہ عنہ۔

کوٹلی لوہارن - ضلع سیالکوٹ - ۵ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

(جواب ۶۱۳) (۱) تراویح کی بیس رکعتیں مسنون ہیں میرے نزدیک راجح یہی ہے (۲) حدیث عائشہؓ صلوٰۃ اللیل یعنی تہجد کے ساتھ متعلق ہے (۳) حدیث جابرؓ کو صحیح ابن حبان سے نقل کیا گیا ہے اور اس

(۱) و یجذب المنکرات ہذیمۃ القراءۃ الخ (الدر المختار) مبحث صلاۃ التراویح ۴۷/۲ ط سعید
(۲) و (۳) مذکورہ جوہات جمع حوالے جواب نمبر ۶۰۶ میں گزر چکے ہیں۔

کو صحیح بتایا گیا ہے میرے خیال میں متکلم فیہ ہے یعنی اس کے صحیح ہونے میں کلام ہے ابن حبان کے علاوہ اس کو طبرانی اور صحیح ابن خزیمہ اور قیام اللیل للمروزی کی طرف بھی منسوب کیا گیا ہے (۱) (۲) (۳) حدیث ابن عباسؓ اگرچہ ضعیف ہے مگر اس کی تائید دوسری روایات سے اور عمل امت سے ہوتی ہے (۴) (۵) سائب بن یزید کی روایت صحیح ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (اشرف برقی پریس سیالکوٹ)

(مہر مدرسہ امینیہ اسلامیہ دارالافتادہ دہلی)

الجواب کے پانچوں نمبر صحیح ہیں جہاں تک مجھے یاد ہے کچھ کمی پیشی نہیں ہے اور اب میں اس پورے جواب کی صحت کا التزام کرتا ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

سفر میں تراویح کا حکم

(سوال) سفر میں قصر تو لازم ہے ہی تراویح بھڑ کیا ضروری پڑھنی پڑے گی یا یہ بھی معاف ہوگی؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۱۴) تراویح کی تاکید سفر میں نہیں رہتی موقع ہو تو پڑھ لے بہتر ہے اور موقع نہ ہو تو ترک کر دینا جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

جتنی رکعات فاسد ہوئیں ان میں پڑھی ہوئی منزل کا اعادہ کیا جائے

(سوال) امرتسر میں چوک فرید میں ایک مسجد ہے اس میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے صاحبزادے قرآن مجید پڑھتے ہیں میں بھی وہیں نماز تراویح پڑھتا ہوں انہوں نے سجدہ کی آیت پڑھنے سے قبل یہ خیال کر کے کہ یہ سجدہ کی آیت ہے سجدہ کر لیا پھر سجدہ کی آیت پڑھنے پر سجدہ کیا گیا مگر انہوں نے سجدہ سو نہیں کیا سلام کے بعد میں نے ان سے کہا کہ تم کو سجدہ سو کرنا چاہیے تھا کیونکہ کسی واجب کے سوا چھوٹ جانے یا مکرر ہو جانے یا کسی فرض میں تاخیر ہو جانے سے سجدہ سو کرنا واجب ہوتا ہے چونکہ تم نے سجدہ سو نہیں کیا ہے اس لئے تم ان دونوں رکعتوں کا اعادہ کرو چنانچہ نماز دوبارہ پڑھی گئی اور چھوٹی سی سورت پڑھی گئی بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب نماز لوٹائی گئی ہے تو پھر قرآن بھی وہی پڑھنا چاہیے جو ان دو رکعتوں میں پڑھا گیا تھا میں نے ان سے کہا کہ چونکہ قرآن ترتیل کے ساتھ الفاظ اور معنی کے لحاظ سے پڑھا گیا ہے اس لئے قرآن کی وہی آیات پڑھنے کی ضرورت نہیں مجھے بھی کچھ شبہ ہو گیا اب آپ یہ شبہ دور فرمادیتے ہیں جو صرف نماز کا اعادہ کر لیا ہے قرآن کا نہیں کیا یہ درست ہے قرآن کے اعادہ کی تو ضرورت نہیں؟

(۱)، (۲)، (۳) (حاشیہ نمبر ۳ تا ۳ جواب نمبر ۶۰۶ میں ملاحظہ فرمائیں۔)

(۴) ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن و قرار والا بان کان فی خوف و فرار لا یاتی بہا ہو المختار (التبویر و شرحہ) باب صلاة المسافر ۱۳۱/۲ ط سعید

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۱۵) قرآن مجید کا اعادہ بھی کرنا چاہیے تھا (۱) کیونکہ جب تراویح کی وہ دور کعتیں تراویح میں شمار نہیں ہوئیں اور ان کا اعادہ کیا گیا تو ان میں پڑھا ہوا قرآن بھی ختم میں شمار نہیں ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

دور نبوی ﷺ اور صحابہؓ میں کتنی رکعات تراویح پڑھنا ثابت ہے؟

(سوال) نبی کریم ﷺ نے ماہ رمضان المبارک میں عشاء کی فرض نماز کے بعد باجماعت تراویح کتنی رکعت پڑھائیں نیز خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کتنی رکعت تراویح پڑھائیں اسی طرح خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کتنی رکعت تراویح پڑھائیں اسی طرح خلیفہ سوم و چہارمؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کتنی رکعتیں پڑھائیں علاوہ ازیں امام ابو حنیفہؒ کتنی رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور ان کا اس بارے میں کیا فتویٰ ہے۔ براہ کرم نبی اکرم ﷺ اور حضرات خلفائے کرام کا تعامل و حکم اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ بالتفصیل ذکر فرمائیں۔

المستفتی عبدالرحمن - فورٹ ولیم - کلکتہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۳ء

(جواب ۶۱۶) آنحضرت ﷺ کی تراویح باجماعت تین راتوں میں مروی ہے (۲) تعداد رکعات میں بیس کی روایت بھی ہے اور آٹھ کی بھی (۳) حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں کئی سال تک مسجد میں باقاعدہ تراویح کی جماعت کا اہتمام نہ ہوا لوگ پڑھتے تھے مگر یا تو تنہا یا دو دو چار چار آدمی مل کر متعدد جماعتیں کر لیتے تھے حضرت عمرؓ نے سب کو مل کر ایک جماعت سے تراویح پڑھنے کا حکم دیا اور صحابہ کرامؓ نے اس سے اتفاق کیا اور حضرت انی بن کعب کی امامت میں ایک جماعت ہونے لگی بیس رکعتیں وہ پڑھاتے تھے (۴) ابتدا میں آٹھ رکعتیں پڑھانا بھی منقول ہے مگر ائمہ مجتہدین میں سے کوئی بیس سے کم کا قائل نہیں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بیس رکعت مسنون ہیں اور بیس پر جمہور امت محمدیہ کا ہر زمانہ

(۱) وإذا غلط فی التراويح فترك سورة أو آية قرأها فاستحب له ان يقرأ المتروكة ثم المقرؤة ليكون على الترتيب - وإذا فسد الشفع وقد قرأ فيه لا يعتد بما قرأ فيه و يعيد القراءة (عالمگیریة، فصل فی التراويح ۱/۱۱۸ ط ماجدیہ)

(۲) عن عروة أن عائشة - أخبرته أن رسول الله ﷺ خرج ليلة من جوف الليل فصلى في المسجد وصلى رجال بصلوته الحديث (آثار السنن، باب فضل قيام رمضان، ص ۱۹۹ امدادیہ، ملتان)

(۳) بیس رکعت تراویح کی دلیل حضرت سائب بن یزید کی روایت ہے اور آٹھ رکعت کی دلیل حضرت جابر بن عبد اللہ کی (آثار السنن، باب التراويح بنمان رکعات ص ۲۰۲ ط امدادیہ)

(۴) عن عبد الله بن عبد القادر قال: خرجت مع عمر بن الخطاب ليلة في رمضان إلى المسجد فإذا الناس أوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه و يصلي الرجل فيصلي بصلوته الرهط فقال عمر: إني أرى لو جمعت هؤلاء على قاري واحد لكان أمثل ثم عزم فجمعهم على أبي بن كعب ثم خرجت معه في ليلة أخرى والناس يصلون بصلوة قارئهم قال عمر: نعم البدعة (آثار السنن، باب في جماعة التراويح ص ۲۰۱ ط امدادیہ)

میں عمل رہا ہے اور یہی تعداد رائج ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ : دہلی

ایک سلام کے ساتھ چھ رکعت تراویح

(سوال) امام صاحب نے چار رکعت تراویح کی نیت باندھی چار رکعت پوری کر کے ایک طرف سلام پھیرا مقتدی نے لقمہ دیا اللہ اکبر۔ امام صاحب کھڑے ہو گئے دو رکعت اسی نیت سے اور پڑھی اور ایک طرف سلام پھیر کر سمو کے دو سجدے کر کے دونوں طرف سلام پھیر آیا نماز ہوئی یا نہیں۔ اس حساب سے چھ رکعت تو پوری ہو گئی اور سمو کے سجدہ سمیت سات ہوئیں امام کہتے ہیں کہ میرے دل میں تو یہ خیال ہوا کہ دو رکعت ہوئی اور لقمہ دینے سے میں نے دو کھڑے ہو کر اور پڑھ لی اور سمو کا سجدہ کر لیا نماز ہوئی یا نہیں اس حساب سے پانچ رکعت ہوتی ہیں جب کہ امام نے چار رکعت پڑھ لی تو سجدہ سمو لازم تھا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۱ ابراہیم خاں (اور) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ ۵ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۱۷) نماز ہو گئی اور چھ رکعت جو امام نے پڑھیں وہ چھ رکعت سب تراویح میں شمار ہوں گی سجدہ سمو نہ کیا جاتا تب بھی نماز ہو جاتی اور کر لیا تو بھئی نماز ہو گئی سجدہ سمو کو نماز میں شامل کر کے سات رکعت قرار دینا غلط ہے سجدہ سمو کی رکعت شمار نہیں ہوتی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ : دہلی

(۱) تراویح عورتوں کے لئے بھی سنت مؤکدہ ہے

(۲) تنہا فرض پڑھنے والا و ترجماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے

(سوال) (۱) تراویح مردوں کے لئے ہی سنت مؤکدہ ہے یا عورتوں کے لئے بھی؟ (۲) ایک شخص نے ماہ رمضان میں فرض تنہا پڑھے تو کیا وہ وتر امام کے ساتھ باجماعت پڑھے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۳۹ اولیٰ محمد (کاٹھیاواڑ) ۲۲ رمضان ۱۳۵۶ھ ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۱۸) (۱) تراویح مردوں اور عورتوں سب کے لئے سنت مؤکدہ ہے مگر عورتوں کے لئے جماعت سنت مؤکدہ نہیں (۲) جو شخص تراویح کی جماعت میں شریک ہو جائے وہ وتر کی جماعت میں بھی شریک ہو سکتا ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ : دہلی

(۱) وہی عشرون رکعة الخ (تتویر) وهو قول الجمهور و عليه عمل الناس شرقا و غربا (رد المحتار) مبحث صلاة التراويح ۴۵/۲ ط سعید

(۲) فلور فعلها بتسليمه فان فعد لكل شفع صحت بكرامة الخ (الدر المختار) باب الوتر والنوافل مبحث صلاة التراويح ۴۵/۲ ط سعید

(۳) التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الحلفاء الراشدين للرجال والنساء اجماعا (التتویر و شرحه) باب الوتر والنوافل مبحث صلاة التراويح ۴۳/۲ ط سعید (۴) وكذا إذا لم يتابعه في التراويح ولا يتابعه في الوتر إذا صلى مع الإمام شيئا من التراويح يصلي معه الوتر وكذا إذا صلى التراويح مع غيره له أن يصلي الوتر معه وهو الصحيح الخ (حلی کبیر) فروع ص ۴۱۰ ط سهیل اکیدمی (لاهور)

پیس رکعت تراویح پر ائمہ اربعہ کا اتفاق

(سوال) زید و بکر کا جھگڑا یہ ہے کہ زید کہتا ہے کہ تراویح کی نماز صرف آٹھ رکعت ہیں حضرت عمرؓ نے نہ تو پیس رکعتیں پڑھیں اور نہ پڑھنے کا حکم کیا شرع سے ثبوت دینے پر میں بھی پیس رکعت پڑھوں گا اب آپ کی خدمت میں بکر کی عرض یہ ہے کہ مذکور سوال کا جواب شرع سے دیں کوئی حدیث تحریر فرمائیں تو کتاب کا نام اور صفحہ بھی درج فرمائیں؟ المستفتی نمبر ۱۷۱۷۱ عبد الرحمن صاحب گاندھولہ ضلع گنٹور (مدرا س)

۲ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ ۵ م جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۶۱۹) تراویح کی پیس رکعتیں ہیں پیس سے کم کا چاروں اماموں میں سے کوئی قائل نہیں۔ پیس سے زیادہ کے امام مالک اور امام شافعی قائل ہیں (۱)

آٹھ رکعت والی روایت نماز تہجد کے متعلق ہے اور نماز تہجد تراویح سے جدا ہے۔ مؤطا امام مالکؒ میں یہ روایت ہے۔ عن یزید بن رومان انه قال قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلاث و عشرين رکعة (۲) یعنی یزید بن رومان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب کے زمانے میں تیس رکعتیں پڑھتے تھے (یعنی پیس تراویح اور تین وتر) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

پندرہ سال والے لڑکے کے پیچھے تراویح کا حکم

(سوال) پندرہ سال سے کم اور بارہ سال سے زیادہ عمر والے بچے کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۲۱ حافظ محمد اسماعیل صاحب (آگرہ)

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۲۶ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۶۲۰) پندرہ سال سے کم عمر کا لڑکا اگر بالغ ہو جائے (مثلاً اسے احتلام ہونے لگے) تو اس کے پیچھے تراویح جائز ہے اگر کوئی علامت بلوغ ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال کی عمر پوری ہونا ضروری ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

حضور ﷺ سے کتنی رکعات تراویح ثابت ہے؟

(سوال) حضور اکرم ﷺ نے ماہ رمضان المبارک میں نماز تراویح کتنی رکعتیں پڑھائی ہیں؟ ثبوت مستند حدیث سے ہو؟

(۱) وہی عشرون رکعة الخ (التنویر) قال الشامی: "وهو قول الحسینور و علیہ عمل الناس شرقاً و غرباً الخ (باب الوتر والنوافل) میحث صلاة التراويح ۲/ ۴۵ ط سعید

(۲) مؤطا امام مالک باب ماجاء فی قیام رمضان ص ۹۸ ط میر محمد کتب خانہ کراچی

(۳) بلوغ الغلام بالا حتلام والاحمال والانزال الخ وان لم یوجد فیہما شئی فحتی یتم لکل منہما خمس عشرة سنة بد یفتی الدر المختار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام بالا حتلام ۶/ ۱۵۳ ط سعید

المستفتی نمبر ۷۳۷۷: مولانا اختر شاہ صدر مدرس امداد الاسلام میرٹھ۔ ۷ شعبان ۱۳۶۲ھ
(جواب ۶۲۱) نماز تراویح رسول اللہ ﷺ نے صرف تین دن جماعت سے پڑھائی ہے چوتھے دن باوجود صحابہ کے اجتماع اور اس کوشش کے کہ حضور اکرم ﷺ حجرے سے نکلیں اور نماز پڑھائیں حضور ﷺ تشریف نہیں لائے اور فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہوا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے (۱) چنانچہ تراویح کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ نہ اس رمضان کے باقی ایام میں حضور اکرم ﷺ نے پڑھائی نہ حضرت ابو بکر صدیق کے زمانہ مبارک میں جماعت سے پڑھی گئی اور حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں بھی کئی سال ایک جماعت اہتمام نہیں ہوا پھر حضرت عمر نے جماعت تراویح کا اہتمام کیا اور حضرت انی بن کعب کو تراویح پڑھانے متعین فرمادیا (۲)

رسول اللہ ﷺ نے تیسرے روز صبح صادق کے قریب تک تراویح کی نماز پڑھائی اور اس بات میں اختلاف ہے کہ حضور ﷺ نے کتنی رکعتیں پڑھائیں مگر یہ بات متفق علیہ ہے کہ تیسری رات قریب صبح صادق تک نماز پڑھی گئی صحابی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یہ خوف پیدا ہو گیا کہ آج سحری کھانے کا موقع بچر ملتا ہے یا نہیں۔

اکثر روایتوں سے حضور اکرم ﷺ کا آٹھ رکعتیں ثابت ہوتا ہے اور حضرت ابن عباس کی روایت سے بیس رکعتیں ثابت ہوتی ہیں حضرت ابن عباس والی روایت کو محدثین ضعیف بتاتے ہیں مگر اس ضعیف خلفائے راشدین اور جمہور امت محمدیہ کے عمل سے دور ہو جاتا ہے (۳) حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی کے زمانہ ہائے مبارک میں تراویح کی بیس رکعتیں پڑھی جاتی رہیں اور اسی پر تمام امت کا عمل رہا اب تک ہے کہ بیس سے کم رکعتیں نہیں بیس سے زیادہ کے تو امام مالک قائل بھی ہیں (۴) غرض بیس رکعتوں والی روایت کو تلقی امة بالقبول کی قوت حاصل ہے اور اس وجہ سے ضعیف سند مضر نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) عن عائشة أنه صلى في المسجد فصلى بصلوته ناس ثم صلى من القابلة فكثر الناس ثم اجتمعوا من الثالثة فلم يخرج إليهم فلما أصبح قال: "قد رأيت الذي صنعتم فلم يمنعني من الخروج إليكم إلا أني خشيت أن تفرض عليكم" (حلبی کبیر تراویح ص ۴۰۱ ط سہیل)

(۲) و عن عبدالرحمن بن عبدالقاری قال خرجت مع عمر بن الخطاب ليلة في رمضان إلى المسجد فإذا الناس أوزاع متفرقون يصلون الرجل لنفسه و يصلى الرجل فيصلي بصلوته الرهط " فقال: "إني لو جمعت هؤلاء على قاري واحد لكان أمثل ثم عزم فجمعهم على أبي بن كعب الحديث (آثار السنن باب في جماعة التراویح ص ۲۰۱ امدادیہ ملتان)

(۳) وهي إن كان ضعيفة لكنها تقوى حديث ابن عباس فلا شك في كونه حسنا الخ (التعليق الحسن على آثار السنن باب في جماعة التراویح ص ۱۹۹ ط امدادیہ ملتان)

(۴) قال في التنوير: "وهي عشرون ركعة" وقال الشامي: "وهو قول الجمهور و عليه عمل الناس شرقاً و غرباً و عن مالك ست و ثلاثون الخ (مبحث صلاة التراویح ۴۵/۲ ط سعید)

اجرت لیکر تراویح پڑھانا

(سوال) متعلقہ اجرت تراویح

(جواب ۶۲۲) اجرت دیکر قرآن شریف تراویح میں پڑھوانا درست نہیں (۱) اگر بے اجرت لئے ہوئے پڑھنے والا حافظ نہ ملے تو سورت تراویح پڑھنا بہتر ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

درمیانی قعدہ کئے بغیر چار رکعت پڑھیں تو دو شمار ہوں گی

(سوال) متعلقہ سو قعدہ

(جواب ۶۲۳) جب کہ درمیان میں قعدہ نہیں کیا بھول کر دو رکعتوں کی جگہ چار پڑھ لیں تو اس میں سجدہ سو ضرور کرنا چاہئے تھا آخر کی دو رکعتیں معتبر ہوتیں اور اول کی دو رکعتیں بیکار ہوتیں اب تراویح کی دو رکعتیں جو کم رہیں وہ رہیں اب ان کی کوئی صورت نہیں امام تارک سنت ہو (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) تنہا فرض پڑھنے والا وتر باجماعت پڑھ سکتا ہے

(۲) تراویح میں مقتدی کے لئے ثناء پڑھنے کا حکم

(سوال) (۱) زید بحر وغیرہ نے نماز عشاء تنہا پڑھی اور تراویح باجماعت تو زید بحر وغیرہ کو وتر تنہا پڑھنا بہتر ہے یا جماعت کیونکہ فرض عشاء جماعت سے نہیں پڑھی (۲) نماز تراویح میں امام مقتدی کو لازم ہے کہ ہر دو رکعت کی ابتدا میں ثناء پڑھیں یا صرف امام کا ثناء پڑھنا کافی ہوگا مقتدی سکوت اختیار کریں یا وہ بھی ضرور پڑھیں؟

(جواب ۶۲۴) (۱) اگر تراویح کی جماعت میں شریک ہو گیا ہو تو وتر کی جماعت میں بھی شریک ہو سکتا ہے (۲) (۳) اگر امام ثناء جلدی سے پڑھ کر قرأت شروع کر دے تو مقتدی ثناء نہ پڑھیں اور جب تک امام قرأت شروع نہ کرے مقتدی ثناء پڑھ لیں (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) وإن القراءة لشيء عن الدنيا لا تجوز وإن الاخذ بالمعطي آثمان لا ذلك يشبه الاستنجار على القراءة ونفس الاستنجار عليها لا يجوز فكلما ما أشبه ولا ضرورة في جواز الاستنجار على التلاوة (رد المختار باب قضاء القوائت مطلب في بطلان الوصية بالختومات والتهاليل ۷۳/۲ ط سعید)

(۲) وإن صلى أربع ركعات بتسليمة واحدة والحال أنه لم يقعد على ركعتين تجزى عن تسليمة واحدة وهو المختار (حلی کبیر فروع ص ۴۰۸ ط سهیل اکیڈمی لاہور)

(۳) ولو لم يصلها أى التراويح بالإمام أو صلاحها مع غيره له أن يصلى الوتر معه الخ (التنوير و شرحه مبحث صلاة التراويح ۴۸/۲ ط سعید)

(۴) أدرك الإمام في القيام يثنى ما لم يبدأ بالقراءة الخ (الدر المختار فصل في تأليف الصلاة ۱/۸۸ ط سعید)

امامت کی اجرت لینا جائز ہے، تراویح کی نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) گزشتہ ماہ رمضان سنہ رواں میں یہاں کے تاجر کاٹھیاواڑی اور کچھی میمنوں نے ایک مصری حافظ صاحب کو بمبئی سے ایک سو تیس روپے اجرت مقرر کر کے کچھیوں والی مسجد میں تراویح پڑھانے کو بلایا تھا اور یہاں کے ایک ہفتہ وار اخبار ”البرہان اکولہ“ مطبوعہ یوم جمعہ ۹ رمضان ۱۳۶۶ھ میں مندرجہ ذیل مضمون شائع ہوا تھا۔

”مقامی بیس مساجد میں سے صرف سات مسجدوں میں تراویح قرآن شریف کا دورہ رہا ہے خصوصاً کچھی صاحبان کی مسجد میں مولانا سید احمد صاحب مصری قاری کو جو کہ جامعہ ازہر کے ایک جید عالم ہیں بلایا گیا ہے۔“

اس اخباری شہرت نیز اکولہ میں مشہور عبدالقادر قندھاری صاحب مولوی بیڑی پان والے کی دکان پر بیٹھ کر مدح سرائی کی وجہ سے کچھیوں والی مسجد میں افطار و تراویح کے وقت مسلمانوں کا زیادہ ہجوم رہتا تھا۔ کیا اجرت دیکر امام مذکور کو بلانا جائز ہے؟

(جواب ۶۲۵) متاخرین فقہائے حنفیہ نے امامت کی اجرت لینے دینے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے (۱) پس اگر امام مذکور سے معاملہ امامت نماز کے متعلق ہوا تھا تو درست تھا لیکن قرآن مجید تراویح میں سنانے کی اجرت لینا دینا جائز نہیں ہے اگر معاملہ قرآن مجید سنانے کے لئے ہوا تھا تو ناجائز تھا (۲) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ

نابالغ کے پیچھے تراویح جائز نہیں

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۳۰ء)

(سوال) نماز تراویح بالغوں کی نابالغ کے پیچھے آیا صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۲۶) نابالغ امام کے پیچھے بالغوں کی اقتدا نماز تراویح میں بھی جائز نہیں (۳) محمد کفایت اللہ شفر لہ

تراویح میں دو مرتبہ قرآن ختم کرنا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) جب حافظ رمضان میں کلام الہی تراویح میں ایک قوم کے سامنے ختم کرے پھر دوسری قوم کے

(۱) وافتی الیوم بصحتها لتعليم القرآن والفقہ والامام والاذان (الدر المختار باب الإجارة الفاسدة ۶ ۵۵ ط سعید)
(۲) وأن القراءة لشئ عن الدنيا لا تجوز وأن الأخذ والمعطى آثمان لأن ذلك يشبه الاستجارة على القراءة الح (رد المختار باب قضاء الفوائت مطلب في بطلان الوصية بالختومات والنهاليل ۲/۷۳ ط سعید)
(۳) ولا يصح اقتداء رجل بامرأة وحشي وحسي مطلقا ولو في جنازة ونقل على الأصح (در مختار) والمختار أنه لا يجوز في الصلوات كلها الخ (رد المختار باب الإمامة ۵۷۷، ۵۷۸ ط سعید)

سامنے ختم کرنے سے اس دوسری قوم کا سنت ختم ادا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۲۷) ہاں اگر کوئی حافظ قرآن دس روز ایک جماعت کو تراویح میں قرآن مجید سنادے اور دس روز

دوسری جماعت کو اور دس روز تیسری جماعت کو تو تینوں جماعتوں کو سنت ختم کا ثواب مل جائے گا (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) تراویح میں تسبیحات معمولی آواز سے پڑھی جائیں

(۲) وتر کے بعد ”سبحان الملك القدوس“ بلند آواز سے پڑھنا

(الجمعیتہ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال) (۱) ماہ رمضان میں تراویح کی نماز میں تسبیحات جو بلند آواز سے پڑھتے ہیں کیا آہستہ نہیں پڑھ

سکتے؟ (۲) اور کیا بعد نماز وتر کے سبحان الملك القدوس اونچی آواز سے بولنا ضروری ہے؟

(جواب ۶۲۸) (۱) تسبیحات آہستہ پڑھنا بہتر ہے، معمولی آواز سے پڑھنے میں مضائقہ تو نہیں لیکن آہستہ

پڑھنا افضل ہے (۲) وتر کے بعد سبحان الملك القدوس ذرا اونچی آواز سے کہنا مستحب ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تراویح میں نابالغ کی امامت

(الجمعیتہ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۶ء)

(سوال) ایک نابالغ لڑکا حافظ ہو گیا ہے اور ایک مسجد میں تراویح پڑھا رہا ہے سوال یہ ہے کہ نابالغ کے

پیچھے تراویح ہو سکتی ہے یا نہیں؟ شرح و قایہ کے مؤلف نے لکھا ہے کہ نابالغ عورت یا مرد کے پیچھے نماز

پڑھنا جائز نہیں اور آگے جا کر یہ تشریح کی ہے کہ نابالغ کے پیچھے نماز اس وجہ سے نہیں ہوتی کہ نماز ابھی اس

پر فرض نہیں ہوئی ہے جو بجائے خود بالکل درست ہے کہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی

نماز نہ ہوگی لیکن اب سوال یہ ہے کہ تراویح جو نوافل میں داخل ہے نابالغ کے پیچھے ہوں گی یا نہ ہوں گی اس

لئے کہ مؤلف مذکور نے امام خمینی کے حوالے سے نماز تراویح کو نابالغ کے پیچھے پڑھنا جائز بتایا ہے لیکن بعض

علماء کا خیال یہ ہے کہ تراویح بھی نابالغ کے پیچھے نہیں ہوتی ہیں اب صورت حال یہ ہے کہ اس نابالغ کے حوا

(۱) الختم مرة سنة ومرتين فضيلة و ثلث افضل الخ (الدر المختار، مبحث صلاة التراويح ۲/۴ ط سعید)

(۲) عن أبي موسى الأشعري قال " أخذ النبي ﷺ في عقبه أو قال في ثنية " قال: " فلما علا عليها رجل نادی فرفع صوتہ لا إله إلا الله والله أكبر، قال: " ورسول الله ﷺ على بغلته قال: " فإنکم لا تدعون أصم ولا غانبا الحديث (بخاری، باب قول لا حول ولا قوة إلا بالله ۲/۸۴۸-۹۴۵ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) عن سعید بن عبد الرحمن بن أنزی عن أبيه قال: " كان رسول الله ﷺ يوتر سبح اسم ربك الاعلى وقل يا ايها الكفرون وقل هو الله احد واذا سلم قال سبحان الملك القدوس ثلث مرات يمدا صوتہ فی الثالثة ثم يرفع (نسائی، التسيح بعد الفراغ من الوتر ۱/۱۹۶ ط سعید)

۱۰ سر کوئی حافظ موجود نہیں اگر اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی گئی تو یا مسجد سونی پڑی رہے گی یا کسی کو معاوضہ دیکر بلانا پڑے گا؟

(جواب ۶۲۹) صحیح اور راجح یہی ہے کہ نابالغ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی (۱) اگر بالغ حافظ نہ مل سکے یا ملے مگر وہ اجرت لیکر پڑھے تو سورت تراویح پڑھ لینا بہتر ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) پیسے دیکر تراویح پڑھانا

(۲) موقوفہ دکان کی آمدنی سے امام مسجد کو تنخواہ دینا

(۳) تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز

(۴) تراویح کی اجرت لینا جائز نہیں

(المجمعیۃ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۳۸ء)

(سوال ۱) ایک مسلمان خود نماز پجگانہ یا تراویح نہیں پڑھتا لیکن بغرض حصول ثواب روپیہ دیکر کسی مسلمان سے نماز تراویح پڑھواتا ہے تو اسے ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۲) کسی مسلمان نے ایک مسجد پر اپنا موضع یا مکان وغیرہ بغرض حصول ثواب وقف کر دیا ہے تاکہ اس کی آمدنی سے انتظام صوم و صلوة و مرمت مسجد وغیرہ ہوتی رہے وقف کنندہ یا متولی روپیہ دیکر نماز تراویح پڑھواتا ہے اس مسجد میں کوئی امام ہر اے نماز پجگانہ نہیں سے تو وہ روپیہ جو تراویح میں خرچ ہوا وقف کنندہ کو اس کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۳) کسی مسجد میں ایک امام بہ تنخواہ قلیل یا کثیر شیخ وقتہ نماز پڑھانے کے لئے مقرر رہے اور وہ نماز تراویح بھی پڑھاتا ہے تو ایسی نماز تراویح سے امام و مقتدی کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ (۴) ایسا روپیہ جو امام صاحبان نماز تراویح میں خلاف شرع لیتے ہیں تو وہ رقم حلال ہے یا حرام؟

(جواب ۶۳۰) (۱) روپیہ دینا جب تراویح کے معاوضہ میں جائز ہی نہیں ہے تو اس کا ثواب کیا ملے گا (۲) اگر اس مسجد میں امام کوئی مقرر نہیں فرض نمازوں کے پڑھانے کے لئے تو یہ ہو سکتا ہے کہ صرف رمضان المبارک کی امامت کے لئے کسی شخص کو شیخ وقتہ نمازوں کے لئے اور نماز تراویح پڑھانے کے لئے امام مقرر کر دیا جائے تو وقف کو ثواب ہو گا بلکہ ابتر یہی ہے بلکہ ایسی صورت وقف مذکور میں ضروری ہے کہ بارہ مہینوں کے لئے امام مقرر کر لیا جائے تاکہ بارہ مہینے نماز باجماعت ہوتی رہے اور جائداد موقوفہ کی آمدنی میں سے پیش امام کو تنخواہ دی جائے تو اس تنخواہ کی دینے کا وقف کو بھی ثواب ملے گا (۳) (۴) بے

(۱) ولا یصح اقتداء رجل بامرأة وحشی و صبی مطلقاً ولو فی جنازة و نقل علی الأصح الخ (المختار المحتار) باب الإمامة (۵۷۷ ط سعید)

(۲) وأن القراءۃ لشی عن الدنیا لا تجوز ولا یحوز والمعطی آسمان لأن ذلك یشبه الاستحار علی القراءۃ و نفس الاستحار علیها لا یحوز فکذا ما أشبهہ کما صرح بذلك فی عدة کتب من مشاہیر کتب المذہب الخ (رد المحتار باب قضاء القوانت مطلب فی بطلان الوصیة بالختومات والنہالیل ۷۳/۲ ط سعید)

(۳) و يبدأ من غلته بعمارتہ ثم ماہو أقرب بعمارتہ کإمام مسجد و مدرس و مدرسة یعطون بقدر کفایتهم الخ (الدر المختار) کتاب الوقف ۴/۳۶۶-۳۶۷ ط سعید

شک ایسی نماز تراویح سے امام و مقتدیان کو بھی ثواب ملے گا (۱) یہ رقم جو ناجائز طریق پر وہ لیں گے ان کے لئے مکروہ تحریمی ہوگی۔ واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ له

تیرھواں باب سجدہ تلاوت اور نفلی سجدہ

بعد نماز سجدہ کی حالت میں دعا کرنا ثابت نہیں

(سوال) آج کل بعض آدمی جب نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو دونوں کف دست چت کر کے یا بغیر اس کے سر بسجود ہوتے ہیں اور دعا کرتے ہیں اور گڑ گڑاتے ہیں سند اور دلیل میں وہ حدیث پیش کرتے ہیں جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ خواب راحت فرماتے تھے اتفاق سے شب برأت تھی تھوڑی رات کے بعد جو میں جاگی دیکھتی ہوں کہ آپ بستر پر نہیں ہیں تو میں آپ کو تلاش کرنے کے واسطے نکلی اس خیال سے کہ شاید آپ کسی دوسری بیوی کے گھر گئے ہوں گے اور میں نے سب گھروں میں تلاش کیا کہیں آپ کا پتہ نہ لگا آخرش میں جنت البقیع کی طرف گئی کہ شاید آپ وہاں گئے ہوں جب میں وہاں گئی تو دیکھتی ہوں کہ آپ سجدے میں پڑے ہوئے ہیں اور اپنی امت کی بخشش کی دعا کر رہے ہیں اور رورہے ہیں اور گڑ گڑا رہے ہیں اور ایک حدیث جو حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے دلیل میں پیش کرتے ہیں قال قال رسول اللہ ﷺ الا انی نہیت ان اقرأ القرآن راكعاً وساجداً فاما الركوع فعظموا فيه الرب واما السجود فاجتهدوا في الدعاء فقمن ان يستجاب لكم رواه مسلم كذا في المشكوة (۲) باب الركوع اب سوال یہ ہے کہ اس طرح نماز کے بعد سر بسجود ہو کر دعا مانگنا اور اپنی مرادیں مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان دونوں حدیثوں سے استدلال پکڑنا صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۳۱) سوال میں جو احادیث منقول ہیں ان سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ نفل نماز کے اندر سجدہ میں دعا مانگی گئی ہے یا مانگی جائے بعد نماز صرف دعا کے لئے سجدہ کرنے کا ثبوت ان احادیث سے نہیں ہوتا اور حقیقت یہ ہے کہ نماز کے بعد محض دعا کرنے کے لئے سجدہ کرنے کی اصل شریعت میں نہیں بیشک سجدہ شکر جو کسی نعمت کے حصول پر کیا جائے وہ بقول مفتی بہ جائز ہے اور صرف دعا کے لئے سجدہ کرنے سے فقہاء اس لئے منع کرتے ہیں کہ اس سے جہلا کا عقیدہ فاسد ہوتا ہے۔ وسجدة الشکر مستحبة به يفتي لكنها تكره بعد الصلوة لان الجهلة يعتقدونها سنة او واجبة وكل مباح يؤدى اليه فمكروه (درمختار ۴) قوله لكنها تكره بعد الصلوة الخ الضمير للسجدة مطلقا قال في شرح

(۱) وفتي اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والإمامة والأذان الخ (الدر المختار باب الإجارة الفاسدة ۶/ ۵۵ ط سعید)

(۲) (الفصل الأول ص ۸۲ ط سعید)

(۳) باب سجود التلاوة مطلب في سجدة الشکر ۲/ ۱۱۹، ۱۲۰ ط سعید)

المنیة اخر الكتاب عن شرح القدوری للزاهدی اما بغير سبب فليس بقربة ولا مكروه وما يفعل عقيب الصلوة فمكروه كان الجهلة يعتقدونها سنة او واجبة وکل مباح يؤدي اليه فمكروه انتهى و حاصله ان ما ليس لها سبب لا تکره مالم يؤد فعلها الي اعتقاد الجهلة سببها کالتي يفعلها بعض الناس بعد الصلوة ورأيت من يواظب عليها بعد صلوة الوتر ويذكر ان لها اصلا وسندا فذكرت له ما هنا فتركها . ثم قال في شرح المنیة وأماما ذكرنا في المضرات ان النبي ﷺ قال لفاطمة ما من مؤمن ولا مؤمنة يسجد سجدتين الي اخر ما ذكر فحديث موضوع باطل لا اصل له. انتهى (رد المحتار) ۱۱ واللہ اعلم

نماز کے بعد سجدہ دعائیہ کا حکم

(سوال) نماز پڑھنے کے بعد سجدے میں گر کر قضائے حاجات کے لئے دعائیں اور عیب ماثورہ سے یا غیر ماثورہ سے عربی میں یا نجی میں جائز ہے یا ناجائز؟ اور آنحضرت ﷺ سے نماز کے بعد یا قبل ایسا کرنا ثابت ہے یا نہیں؟ جواب قرآن و حدیث و آثار سے دیا جائے؟

المستفتی اے ای ایم داؤد جی نمبر ۲۲ اسٹنڈرڈ روڈ۔ رنگون

(جواب ۶۳۲) نماز کے بعد سجدہ دعائیہ کو فقہائے کرام نے مکروه فرمایا ہے فتاویٰ عالمگیری (۲) میں ہے۔ وما يفعل عقيب الصلوة مكروه كان الجهال يعتقدونها سنة او واجبة وکل مباح يؤدي اليه فمكروه. یعنی جو سجدہ کہ نماز کے بعد کیا جاتا ہے مکروه ہے کیونکہ عوام اس کو واجب یا سنت اعتقاد کر لیتے ہیں اور جو مباح کہ اعتقاد و جوہر یا سنت پیدا کرے مکروه ہو جاتا ہے اسی عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ سجدہ فی حد ذاتہ مباح ہے کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اس مباح کو واجب یا سنت سمجھ لیا جاتا ہے یا لوگ دیکھ کر سمجھ لیتے ہیں اور جو کوئی نہ خود ایسا سمجھتا ہو اور نہ لوگوں کے سامنے کرے بلکہ تمنائی میں کرے تو مباح ہے۔ آنحضرت ﷺ یا صحابہ کرام یا ائمہ عظام کا یہ طریقہ نہ تھا۔ واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ، دہلی

سورہ ص میں کونسی آیت پر سجدہ کیا جائے؟

(سوال) سورہ ص کا سجدہ آیت مآب پر صحیح ہے یا اناب پر؟

المستفتی نمبر ۱۴۳۴ حکیم نظام الدین صاحب اجمیری۔ ۶ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ ۷ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب) (از مولانا احمد سعید صاحب) سورہ ص کا سجدہ آیت مآب پر صحیح ہے اناب پر درست نہیں ہے۔

فقیر احمد سعید کان اللہ

(۱) (باب سجود التلاوة) مطلب فی سجده الشکر ۲/۱۲۰ ط سعید

(۲) (الباب الثالث عشر فی سجود التلاوة ۱/۱۳۶ ط ماجدیہ کتوبہ)

(جواب ۶۳۳) (از حضرت مفتی اعظم) حسن مآب پر سجدہ کرنا اولیٰ اور احوط ہے اور یہی قول راجح ہے اور دوسرا قول کہ اناب پر سجدہ ہے مرجوح ہے کذا فی حاشیۃ مراقی الفلاح للطحاوی (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ

رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کی تو ادا ہوگا؟

(سوال) زید نے تراویح پڑھتے ہوئے آیت سجدہ کو پڑھ کر فوراً ہی رکوع کیا اور سجدہ تلاوت کو سجدہ نماز میں ادا کیا تو سجدہ تلاوت بھی ہو گیا یا نہیں؟ یعنی زید کا یہ عمل جائز ہے یا ناجائز؟ اگر سجدہ تلاوت کو سجدہ نماز میں ادا کرنا ناجائز خیال کرتے ہیں تو وہاں سجدہ تلاوت کو مستقل کرنا بہتر ہے یا سجدہ نماز میں ادا کرنا بہتر ہے؟

المستفتی نمبر ۲۰۷۲ محمود علی صاحب (سہارنپور)

۲۳ رمضان ۱۳۵۶ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۳۴) آیت سجدہ پڑھ کر رکوع میں چلے جانے اور سجدہ تلاوت کی نیت کر لینے سے سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے (۲) لوگوں کو مسئلہ معلوم نہ ہو تو ان کو دریافت کر لینا چاہئے خواہ مخواہ امام صاحب کے خلاف طوفان بپا کرنا کوئی دانشمندی نہیں ناواقفیت اور جہالت اپنی اور اعتراض امام پر یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے امام بھی سجدہ تلاوت مستقل طور پر ادا کر لے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نماز صبح کے بعد سجدہ تلاوت ادا کرنا جائز ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) صبح کی نماز ختم کرنے کے بعد جب کہ سوچ نکلنے میں پندرہ منٹ باقی ہیں سجدہ تلاوت جو ایک روز پہلے یا کسی وقت گزشتہ میں واجب ہو چکا ہے ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۳۵) صبح کی نماز کے بعد آفتاب نکلنے سے پہلے سجدہ تلاوت کر لینا جائز ہے خواہ پہلے کا واجب ہو یا اسی وقت آیت سجدہ تلاوت کی گئی ہو (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (وص) وظن داؤد أنما فتناد فاستغفر ربہ و خررا کعاً و اناب فعفر نالہ ذلک وإن لہ عندنا لولفی و حسن مآب و هذا هو الأولیٰ مما قال الربیعی تجب عند قولہ " و خررا کعاً و اناب و عند بعضهم عند قولہ تعالیٰ: " و حسن مآب الخ (باب سجود التلاوة ص ۲۸۹ ط مصر)

(۲) و تودی برکوع صلاة إذا کان الرکوع علی الفور من قراءة آية إن نواه أى کون الرکوع لسجود التلاوة علی الراجح الخ (التنویر و شرحہ باب سجود التلاوة ۱۱۱/۲-۱۱۲ ط سعید)

(۳) لا یکره قضاء فاتتہ ولو وتر او سجدة تلاوة و صلاة جنازة الخ (الدر المختار کتاب الصلاة ۱/۳۷۵ ط سعید)

چودھواں باب سجدہ سہو

مقدار رکن کی تاخیر سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے

(سوال) تاخیر واجب میں سجدہ سہو آتا ہے اور تاخیر اندازہ مقدار تین تسبیح کا ٹھہرایا گیا ہے جیسے قرأت سے فارغ ہو کر مقدار تین تسبیح کھڑا رہا بعد فراغ تشهد اسی قدر بیٹھا رہتا تاخیر رکن یا واجب کی مقدار تین تسبیح نہ ہونے پر سجدہ سہو واجب نہیں اب اگر کوئی شخص پانچویں رکعت کی طرف کھڑا ہو گیا یا تیسری رکعت صلوة رباعیہ میں بیٹھ گیا اگر اس قیام اور قعود میں بھی مقدار تسبیح ملحوظ ہے تو منیۃ المصلیٰ کی اس عبارت کا کیا مطلب ہوگا جس سے محض قیام و قعود بلا مقدار تسبیح معلوم ہوتا ہے۔ ولو قام الی الخامسة او قعد فی الثالثة یجب بمجرد القیام و القعود۔

المستفتی نمبر ۳ مولوی عبدالعزیز مدرس مدرسہ مفید الاسلام۔ نول گڈھ۔ جے پور

۹ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۳۶) پانچویں رکعت کی طرف کھڑے ہو جانے یا تیسری رکعت پر صلوة رباعیہ میں بیٹھ جانے میں بھی وہی مقدار رکن مراد ہے اور جن عبارتوں میں مجرد قیام و قعود وجوب سجدہ سہو کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ قیام و قعود کے بعد قرأت و تشهد ہو یا نہ ہو صرف قیام و قعود سے ہی سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے کسی دوسری بات کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قیام اور قعود کا تحقق ہی اس کے لئے کافی ہے کہ تاخیر بمقدار رکن ہو گئی۔ (۱) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

سجدہ سہو کئے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) ایک امام صاحب نماز میں کوئی سہو آجائے تو سجدہ سہو نہیں کرتے سلام کے بعد کوئی بتائے تو بعد گفتگو سجدہ سہو کر لیتے ہیں اور بغیر سلام سجدہ سہو ادا کرتے ہیں؟

(جواب ۶۳۷) کلام کے بعد سجدہ سہو سے نماز نہیں ہوتی اور سجدہ سہو سلام کے بعد ہونا چاہیے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ولا یجب السجود الا بترك واجب او تاخیرہ او تاخیر رکن الخ (عالمگیریۃ) باب سجود السہو ۱/۱۲۶ ط ماجدیہ
(۲) ویسجد للسہو ولو مع سلامہ ناویا للقطع لأن نية تغییر المشروع لغو مالہ یتحول عن القبلة أو یتکلم لبطان التحریمة الخ (التنویر و شرحہ) باب سجود السہو ۲/۹۱ ط سعید) ویجب بعد سلام واحد عن یمینہ فقط بسجدتان و تشهد و سلام لأن سجود السہو یرفع الشہد ویأتی بالصلوة علی النبی ﷺ والدعاء فی القعود الآخر (التنویر و شرحہ) باب سجود السہو ۲/۷۷-۷۸

التحیات کے بجائے الحمد پڑھی تو سجدہ سو واجب ہوگا

(سوال) التحیات کے بجائے الحمد پڑھ لی تو کیا سجدہ سہو ہے؟

المستفتی نمبر ۶۵۸ مجیدی دواخانہ بمبئی۔ ۷ رجب ۱۳۵۴ھ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۳۸) التحیات کی جگہ الحمد پڑھ لینے سے سجدہ سو واجب ہوگا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

جمعہ و عیدین میں سجدہ سہو کا حکم

(سوال) نماز جمعہ و نماز عیدین میں اگر سجدہ سہو ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۰۷ عبد الستار (گیا) ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۳۹) جماعت زیادہ بڑی نہ ہو اور گڑبڑ کا خوف نہ ہو تو جمعہ و عیدین میں بھی سجدہ سہو کر لیا

جائے البتہ کثرت جماعت کی وجہ سے گڑبڑ کا خوف ہو تو سجدہ سہو ترک کر دینا مباح ہے (۱۰) محمد کفایت اللہ

کان اللہ دہلی

جہری نماز میں سر اقرأت کی تو سجدہ سو واجب ہوگا

(سوال) فرض نماز جہروالی میں ایک رکعت پڑھ کر دوسری رکعت میں امام جہر بھول گیا اور خاموشی سے سورہ

فاتحہ پڑھی اور سورہ بھی پڑھی سورہ پڑھنے کے دوران میں جب کہ آدمی سے زیادہ پڑھ چکے اور یاد آگئی تو باقی

سورت کو جہر سے پڑھی جائے یا نہیں اگر یاد آنے کے بعد جہر نہیں کیا تو نماز ناقص نہ ہوئی اور سجدہ سہو کر لیا تو

نماز صحیح ہوگئی یا نہیں کراہت داریلدا کراہت مسئلہ نمبر ۳۸ بھشتی زیور حصہ دوسرا سجدہ سہو کے بیان میں

فرض کی دونوں پچھلی رکعتوں میں یا ایک میں الحمد پڑھنی بھول گئی چپکے کھڑی رہ کے رکوع میں چلی گئی تو بھی

سجدہ سو واجب نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۸۹ انعام الہی صاحب (دہلی) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ ۱۸ اپریل ۱۹۴۰ء

(جواب ۶۴۰) اگر جہری نماز میں قرأت سر پڑھ لی جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے (۲)

اگر قرأت بھولے سے آہستہ پڑھنی شروع کر دی اور درمیان میں یاد آیا کہ نماز جہری ہے مگر باقی قرأت بھی آہستہ

ہی پوری کر لی جب بھی سجدہ سہو سے نماز صحیح ہوگئی بشرطیکہ جتنی قرأت آہستہ پڑھی تھی وہ جواز نماز کے لئے

(۱) وإذا قرأ الفاتحة مكان التشهد فعليه السهو وكذلك إذا قرأ الفاتحة ثم التشهد كان عليه السهو الخ (عالمگیریۃ الباب

الثانی عشر فی سجود السهو ۱/۱۲۷ ط ماجدیہ کونہ)

(۲) والسهو فی صلاة العید والجمعة والمکتوبة سواء والمختار عند المتأخرین عدمه فی الأولین لدفع الفتنة كما فی

جمعة البحر الخ (الدر المختار باب سجود السهو ۲/۹۲ ط سعید)

(۳) والجهر فيما يخافت فيه الإمام وعكسه لكل متصل في الأصح والا صح تقديره بقدر ما تجوز به الصلاة في الفصلين و

قيل قائله قاضي خاں يجب السهو بهما أي بالجهر والمخافتة مطلقاً أي قل أو كثر وهو ظاهر الرواية (توبير و شرحه) وفي

الشامية "وقال في شرح المنية: الصحيح ظاهر الرواية وهو التقدير بما تجوز به الصلاة من تفرقة الخ (باب سجود

السهو ۲/۸۱-۸۲ ط سعید)

کافی ہو اور اسے یاد آنے پر جہر کرنا چاہیے مگر از سر نو فاتحہ اور سورۃ جہر سے پڑھے اور سجدہ سمو کر لے یہ نہ کرے کہ جہاں پر یاد آیا وہیں سے جہر شروع کر دے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

قعدہ اولیٰ میں ”اللہم صل علی محمد“ تک پڑھ لیا تو سجدہ سمو واجب ہوگا (سوال) تین یا چار رکعت والی نماز کے درمیانی قعدہ میں التختات کے بعد اگر درود شریف اللہم صل علی محمد پڑھ لی جائے تو سجدہ سمو واجب ہے یا نہیں؟ اور ایسا امام جو درود پڑھنے کے بعد سجدہ سمونہ کرتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۵۷۷ غیاث الدین دہلی۔ ۷ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ

(جواب ۶۴۱) فرض نماز کے درمیانی قعدہ میں تشہد پر اکتفا کرنا واجب ہے درود شریف اگر اللہم صلی علی محمد تک پڑھ لیا جائے تو سجدہ سمو واجب ہوگا (۱) سجدہ سمونہ کیا جائے تو نماز مکروہ ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

عیدین کی تکبیرات زوائد میں کمی کی تو کیا حکم ہے؟

(سوال) عیدین کی نماز چھ تکبیروں کے ساتھ دو رکعت واجب ہے اگر پیش امام ایک تکبیر بھول جائے تو سجدہ سمو کیا جائے یا نماز دوہرائی جائے؟

المستفتی نمبر ۷۲۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دہلیہ ضلع مغربی خاندیس) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ۔

(جواب ۶۴۲) سجدہ سمو سے نماز ہو جائے گی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

تاخیر واجب سے سجدہ سمو واجب ہوتا ہے

(سوال) تاخیر واجب سے سجدہ سمو واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۴۳) تاخیر واجب سے سجدہ سمو آتا ہے عالمگیری جلد اول ص ۱۳۳ میں موجود ہے۔ ولا

يجب السجود الا بترك الواجب او تاخيره او تاخير ركن الخ (۳) واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) و تاخیر قیام الی الثالثہ بزیادۃ علی التشہد بقدر رکن و قبل بحرف و فی الزیلعی الأصح و حویدہ باللہم صل علی محمد (التنویر و شرحہ باب سجود السہو ۸۱/۲ ط سعید)

(۲) و منها تکبیرات العیدین قال فی البدائع: "اذا ترکھا أو نقص منها أو زاد علیھا فإنه يجب علیہ السجود و قدر وی الحسن عن أبی حنیفۃ إذا سہا الإمام عن تکبیرة واحدة فی صلاة العید یسجد للسہو الخ (عالمگیریۃ) الباب الثانی عشر فی سجود السہو ۱۲۸/۱ ط ماجدیہ)

(۳) (الباب الثانی عشر فی سجود السہو ۱۲۶/۱ ط ماجدیہ)

امام نے مغرب کی دو رکعتوں پر سلام پھیرا، بتلانے پر تیسری رکعت ملا کر سجدہ سو کیا، نماز ہوئی یا نہیں؟
(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) امام نے مغرب کی نماز میں دو رکعت ختم کر کے سلام پھیر کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا اس پر آخر صف کے مقتدیوں نے کہا کہ نماز دو رکعت ہوئی ہے اور اس گفتگو میں خاصہ شور و شغب ہو گیا اس کے بعد امام نے پھر ایک رکعت نماز پڑھ کر سجدہ سو کر کے سلام پھیرا یہ نماز ہوئی یا نہیں؟ امام کہتا ہے کہ جب تک امام کا سینہ قبلہ سے نہ پھرے اس وقت تک وہ نماز سجدہ سو ادا کرنے سے ہو جائے گی جن مقتدیوں نے گفتگو کیا ان کی نماز کا کیا حکم ہے؟ (امام حنفی ہے، مقتدیوں میں حنفی، شافعی اور غیر مقلد تھے)

(جواب ۶۴۴) ہاں اگر امام نے خود کلام نہ کیا اور نہ قبلہ سے منحرف ہوا تو ایک رکعت پڑھ لینے اور سجدہ سو کر لینے سے نماز ہو گئی اور جن مقتدیوں نے کلام نہیں کیا (اور امام کے ساتھ تیسری رکعت پڑھی) ان کی بھی نماز ہو گئی اور جن لوگوں نے کلام کیا ان کی نمازیں باطل ہو گئیں (۱) ان کو اپنی نمازیں از سر نو پڑھنی چاہئیں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دوسری رکعت میں بیٹھتے ہی سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو گئی
(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص نے دو رکعت والی نماز پڑھی قعدہ اخیرہ میں بیٹھتے ہی سلام موڑ دیا التحیات اور درود وغیرہ کچھ نہیں پڑھا؟
(جواب ۶۴۵) نماز نہیں ہوئی۔ لو نا ضروری ہے (۱)

محمد کفایت اللہ غفر لہ

سوال نمبر ۶۴۴ کا دوسرا جواب
(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۸ء)

(سوال) سوال مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۲۷ء کا دوسرا جواب

(جواب ۶۴۶) امام کی اور ان مقتدیوں کی جنہوں نے بات نہیں کی اور قبلہ رخ سے نماز ہو گئی اور جن مقتدیوں نے بات کی یعنی یہ جملہ کہا کہ ”دو رکعت نماز ہوئی ہے“ اگر وہ حنفی ہیں تو مذہب حنفی کے بموجب

(۱) ویسجد للسهو ولو مع سلامہ ناویا للقطع مالم يتحول عن القبلة او يتكلم لبطلان التحريمۃ الخ (التنوير و شرحہ) باب سجود السهو ۹۱/۲ ط سعید
(۲) ولها واجبات لا تفسد بتركها و تعاد و جوبا في العمد والسهو إن لم يسجد له الخ (التنوير و شرحہ) باب صفة الصلاة ۴۵۶/۱ ط سعید

ان کو اپنی نماز دہرائینی چاہیے (۱) رہے شافعی اور غیر مقلد تو اگر وہ اس کو مفسد نماز نہ سمجھیں تو حنفیوں کو ان سے تعرض نہ کرنا چاہیے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جمعہ و عیدین میں سجدہ سہو کیا جائے یا نہیں؟
(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ فروری و یکم مارچ ۱۹۳۲ء)

(سوال) اگر امام کو نماز عیدین میں سہو ہو جائے اور واجب کو بھول کر مؤخر کر دے تو اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیے یا نہیں؟

(جواب ۶۴۷) عید اور جمعہ کی نماز میں جبکہ مقتدیوں کی بہت بڑی جماعت شریک نماز ہو اور سجدہ سہو کرنے سے تلبیس کا قوی اندیشہ ہو تو سجدہ سہو نہ کرنا اولیٰ ہے تاکہ نماز اختلال و انتشار سے محفوظ رہے (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) پہلی رکعت میں بیٹھ کر کھڑا ہو تو سجدہ سہو واجب ہو یا نہیں؟

(۲) سجدہ سہو کئے بغیر سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟
(الجمعیۃ مورخہ یکم فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) (۱) تراویح کی نماز میں امام پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے اس خیال میں کہ دوسری رکعت کا سجدہ ختم ہوا قعدہ میں بیٹھا ہو کہ مقتدی کے لقمہ دینے سے فوراً بلاتا خیر کھڑا ہوا اور دوسری رکعت پوری کی سجدہ سہو کئے بغیر جس پر مقتدیوں میں ایک سندی عالم نے کہا کہ سجدہ سہو واجب ہوا تھا جس کو ترک کیا گیا ہے لہذا نماز لوٹانی واجب ہے (۲) امام پر سجدہ سہو واجب تھا لیکن یاد نہ رہنے سے سلام پھیر کر نماز سے باہر آگیا تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

(جواب ۶۴۸) (۱) اگر دوسری رکعت میں بیٹھ کر فوراً بلاتا خیر کھڑا ہو گیا تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔
(۲) جب سجدہ سہو واجب ہو اور بھول کر بغیر سجدہ کئے سلام پھیر دیا جائے تو نماز کا اعادہ واجب ہے (۳)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) یفسدھا التکلم' هو النطق بحر فیہ او حرف، مفہم الخ (الدر المختار' باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا ۱/۶۱۳ ط سعید)

(۲) السہو فی صلاۃ العید والجمعة والمکتوبۃ والتطوع سواء' والمختار عند المتأخرین عدمہ فی الأولین لدفع الفتنة کما فی جمعة البحر الخ و فی الشامیة: "قیده محشیہا الوانی بما إذا حضر جمع کثیر' والإ فلا داعی إلى الترتک (باب سجود السہو' ۲/۹۲ ط سعید) (۳) والتأخیر الیسیر' وهو مادون رکن معفو عنہ (رد المختار' باب صفة الصلوة مطلب فی واجبات الصلوات' ۱/۴۶۰ ط سعید) (۴) ولہا واجبات لا تفسد بترکها وتعادو جوبا فی العمد والنہو إن لم یسجد وإن لم یعدھا یكون فاسقا وهي قراءة فاتحة الكتاب وضم سورة والقعدة الأولى وتشهد ان الخ (التبویر و شرحہ) باب صفة الصلوة ۱/۴۵۶ - ۴۵۷ ط سعید

پندرہواں باب رکوع و سجدہ اور قعدہ

نماز میں دونوں سجدے فرض ہیں

(سوال) نماز میں دو سجدے فرض ہیں یا ایک؟ اگر کسی مقتدی کا کسی وجہ سے ایک سجدہ رہ جائے امام دونوں سجدے کرے تو مقتدی کی نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۶ - ۷۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۴۹) دوسرا سجدہ بھی فرض ہے۔ السجود الثانی فرض کلاول باجماع الامة کذا فی الزاہدی (فتاویٰ عالمگیری) (۱) اگر مقتدی کو ایک سجدہ نہ ملا تو جس رکعت کا ایک سجدہ رہ گیا وہ رکعت محسوب نہ ہوگی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھ جانے کا حکم

(سوال) ایک مسجد کے امام صاحب سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھا دیتے ہیں؟

(جواب ۶۵۰) سجدے کی حالت میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھا دینے سے نماز نہیں ہوتی (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

امام کا درمیانی قعدہ میں دیر کرنا

(سوال) ایک امام صاحب قعدہ اولیٰ میں ہمیشہ دیر تک بیٹھے رہتے ہیں مقتدی اگر اعتراض کریں تو جواب

دیتے ہیں کہ یہ تو میری عادت ہے میں خاموش تھوڑی دیر بیٹھا رہتا ہوں؟

(جواب ۶۵۱) مقتدیوں کی رعایت سے ایسا کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں (۳)

رکوع میں ”ربی العظیم“ کی بجائے ”ربی الکریم“ پڑھنا

(سوال) رد المحتار شامی جلد اول ص ۳۶۵ باب مطلب فی اطالۃ الرکوع میں ہے کہ رکوع میں اگر سبحان

ربی العظیم کی ظ برابر ادا نہ ہو سکے تو اس کی جگہ سبحان ربی الکریم پڑھے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی

کیونکہ ظ برابر نہ ادا ہونے سے عزیم پڑھا جاتا ہے اور عزیم کے معنی شیطان کے ہیں لہذا بہتر یہ ہے کہ

(۱) (الباب الرابع الفصل الأول فی فرائض الصلاة ۱/ ۷۰ ط ماجدیہ)

(۲) ومنها السجود بجهة و قدمیه ووضع إصبع واحدة منها شرط الخ (درمختار) أفاد أنه لو لم يضع شينا من القدمين لم

يصح السجود الخ (رد المحتار) باب صفة الصلاة ۱/ ۴۴۷ ط سعید

(۳) وتاخير قيام إلى الثالثة بزيادة على التشهد بقدر ركن الخ (التنوير و شرحه باب سجود والسهو ۲/ ۸۱ ط سعید)

سبحان ربی الکریم پڑھنا چاہیے یہ مسئلہ ایک مولوی صاحب نے بیان کیا ہے اب عام لوگوں -
سبحان ربی الکریم رکوع میں پڑھنا شروع کر دیا ہے کیونکہ عظیم کی ظ نہیں ادا ہوتی ہے اس کے متعلق
شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۶۸ احمد صدیق (حیدرآباد سندھ) ۵ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۲۵ جولائی ۱۹۳۶ء
(جواب ۶۵۲) ہاں شامی جلد اول ص ۳۶۴ میں یہ جزئیہ درر البحار سے منقول ہے اور یہ احتیاط کی بنا پر
کیا ہے اور یہی حکم قرآن پاک میں جہاں ظا کی تبدیلی ز سے ہو جائے جاری ہوگا یعنی نماز فاسد ہوگی لیکن
جزئیہ قول بالفساد پر مبنی ہے اور متاخرین کے نزدیک مفتی بہ یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوتی خصوصاً عوام
جن کو حروف میں فرق کرنا دشوار ہے پس عوام کو سبحان ربی العظیم کی جگہ سبحان ربی الکریم بتا
ایک افتراق انگیز فتنہ ہوگا اور اس سے امت کو بچانا لازم ہے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی
الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

کمرسی پر نماز پڑھنے کا حکم

(سوال) عرض خدمت ہے کہ میں نوجوان اور تندرست آدمی ہوں کچھ بیماری وغیرہ نہیں مگر جس وقت
سجدہ نماز میں جاتا ہوں تو شکم میں کچھ گرانی محسوس ہوتی ہے یعنی پیٹ میں کچھ نیگی سی معلوم ہوتی ہے علماء
بھی کیا گیا مگر افاقہ نداد نہ بہت کھاتا ہوں اور اچھی طرح چلتا پھرتا ہوں اور خوب توانا اور طاقتور بھی ہوں
نیچے یعنی زمین پر نماز پڑھنا بہت دشوار معلوم ہو رہا ہے اس لئے عرض خدمت ہے کہ کیا میں کمرسی پر بیٹھ
کر روبرو کسی ٹیبل پر سجدہ کر سکتا ہوں یا نہیں یعنی کمرسی پر بیٹھ کر ٹیبل پر سر جھکانا جائز ہے یا ناجائز
المستفتی نمبر ۱۳۹۳ محمد فضل اللہ افضل صاحب (مدرسہ) ۱۵ محرم ۱۳۵۶ھ ۲۹ مارچ ۱۹۳۷ء
(جواب ۶۵۳) کمرسی پر پاؤں نیچے لٹکا کر بیٹھنا اور ٹیبل پر سجدہ کے لئے سر جھکانا جائز نہیں الا
سورت میں کہ زمین پر بیٹھنا اور زمین پر سجدہ کرنا طاقت سے باہر ہو جائے زمین پر بیٹھ کر کسی اونچی چیز پر
زمین سے ایک بالشت سے زیادہ اونچی نہ ہو سجدہ کر لیا جائے تو عذر کی حالت میں جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ

تشہد میں حضور ﷺ کا تصور کرنا

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۶ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ما قولکم فیمن یقول بتصویر النبی ﷺ فی الذہن عند قوله "السلام علیک ایہا

(۱) السنۃ فی تسبیح الرکوع سبحان ربی العظیم إلا ان کان لا یحسن الظاء فیبدل بہ الکریم لئلا یجری علی لسانہ العز
ففسد بہ الصلوة کذا فی شرح درر البحار (رد المحتار) فصل فی بیان تالیف الصلوة مطلب فی اطالۃ الرکوع للحار
۱/۴۹۴ ط سعید

(۲) اذا تعدر علی المریض القیام صلی قاعدا یرکع ویسجد فان لم یستطع الرکوع والسجود اومی ایما وجعل السجود
اخفض عن الرکوع ولا یرفع الی وجہہ شیئا یسجد علیہ الخ (قدروی) باب صلاۃ المریض ص ۵۱ ط سعید

النبي " في التشهد؟

(ترجمہ) تشهد میں السلام عليك ايها النبي پڑھتے وقت نبی ﷺ کا تصور ذہن میں لانا کیسا ہے؟
(جواب ۶۵۴) اعلموا رحمکم اللہ تعالیٰ تصور النبي ﷺ بقدر ان يعلم انه كان عبداً لله رسولا
ارسل الى خلقه للهداية واني اسلم عليه و يبلغ سلامي هذا ملائكة جعلهم الله سياحين يسبحون
في الارض يطلبون صلوات و تسليمات من امته و اذا وجدوا بلغوا " صحيح جازر
اما تصوير النبي ﷺ في الذهن بمعنى احضار صورته الشريفة فليس بلازم ولا يتصور
لمن لم يره ﷺ ولا يجوز ان يتوهم انه ﷺ يسمع هذا الكلام باذنه الشريف من كل مصل
يخاطبه بيا ايها النبي " محمد كفايت الله غفر له

(ترجمہ) تشهد میں نبی ﷺ کا تصور اس عقیدے کے ساتھ جائز ہے کہ آپ اللہ کے بندے اور رسول تھے اور
آپ کو اللہ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا اور میں جو سلام و درود آپ کے اوپر بھیج رہا ہوں اس کو
ملائکہ سیاحین آپ تک پہنچاتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسی کام کے لئے مقرر فرمایا ہے کہ زمین میں چلتے
پھرتے رہیں اور امت کے درود و سلام کو تلاش کرتے رہیں اور جہاں پاتے ہیں آپ تک پہنچا دیتے ہیں
لیکن تصور نبی سے مراد اگر یہ ہو کہ آپ کی تصویر مبارک کو ذہن میں لانا یا حاضر کرنا تو یہ لازم نہیں اور وہ
شخص آپ کے چہرہ مبارک کا تصور بھی کس طرح کر سکتا ہے جس نے کبھی آپ کو نہیں دیکھا۔
اور یہ خیال کرنا ہرگز جائز نہیں کہ آپ ہر اس شخص کی آواز کو اپنے گوش اقدس سے سنتے ہیں جو
نماز میں آپ کو ایھا النبی کہہ کر خطاب کرتا ہے۔

سولھواں باب

نماز کی تعریف اور طریقے (صفة الصلوٰۃ)

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے لئے کہاں تک جھکے؟

(سوال) نفل نماز یا مریض اپنی فرض نماز ادا کرے تو رکوع میں سر کہاں تک پہنچایا جائے قاعد کی نماز میں
اگر رکوع میں سرین پانوں سے علیحدہ ہو جائیں تو نماز باطل ہوگی یا نہیں؟ ایک صاحب عینی علی الہدایہ کا
حوالہ دیتے ہیں۔ بیوا تو جروا

(جواب ۶۵۵) عینی علی الہدایہ پر موجود نہیں کہ صحت نقل کی جانچ کی جاتی۔ رہا مسئلہ تو اس میں کوئی
وجہ فساد صلوٰۃ معلوم نہیں ہوتی (۱) واللہ اعلم
محمد کفايت الله كان الله له

(۱) عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ "ان لله ملائكة سياحين في الارض فيبلغوني من امتي السلام" الحديث
(نسائي) باب التسليم على النبي ﷺ ۱/ ۱۴۳ ط سعید (۲) البتہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کا طریقہ شامی میں یوں ہے: ولو كان
يصلی قاعدا ينبغي ان يحاذی جنبته قدام ركبتيه؟ ليحصل الركوع قلت: "ولعله محمول على تمام الركوع" والا فقد
علمت حصوله باصل طأ طأة الرأس (باب صفة الصلاة مبحث الركوع والسجود ۱/ ۴۴۷ ط سعید)

دوسری رکعت کے لئے اٹھتے ہوئے زمین پر ہاتھ ٹیکنا

(سوال) سہارا لینا سجدے سے اٹھتے وقت بلا عذر ضعیفی و امراض وغیرہ جائز ہے یا مکروہ اور گھٹنوں پر سہارا لینا (اعتماد علی الركبة) اگرچہ جائز ہے پر گھٹنوں پر سہارا لینے کو ترک کرنا اور بغیر کسی سہارے کے کھڑا ہو جانا مستحب ہے یا نہیں؟ فتاویٰ عالمگیری میں ہے لا يعتمد علی الارض بل يعتمد علی الركبة و ترک الاعتماد مستحب لمن لیس بہ عذر عندنا علی ما هو ظاهر فی کثیر الکتب المشہورۃ کذا فی البحر الرائق . و نیز کنز الدقائق کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ کسی چیز پر سہارا نہ لے شرح و فایہ کے ترجمے میں حضرت ابو ہریرہؓ وغیرہ صحابہ سے بھی اسی کی تائید میں حدیثیں بیان کی ہیں و نیز رکن دین و مفتاح الجنۃ میں بھی بغیر تکیہ کے دوسری رکعت میں اٹھنا لکھا ہے اس مستحب کے روکنے میں جو شخص سعی کرے وہ کیا حکم رکھتا ہے اور اس کے روکنے کو ماننا چاہیے یا نہیں؟ پینو اتوجرو

(جواب ۶۵۶) حنفیہ کے نزدیک اعتماد علی الارض خلاف اولیٰ یا زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے اعتماد علی الركبة بے تکلف جائز ہے نہ خلاف اولیٰ ہے نہ مکروہ ہے عالمگیری کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ زمین پر اعتماد نہ کرے بلکہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھے اور زمین پر اعتماد نہ کرنے کا حکم بھی استحباباً ہے۔ ویکبر للنہوض علی صدور قدمیہ بلا اعتماد الخ (درمختار) قوله بلا اعتماد الخ ای علی الارض الخ (رد المحتار) (۱)

عورتوں کے لئے نماز کا طریقہ

(سوال) عورتیں اگر نماز مردوں کی طرح پڑھیں تو اس میں کیا مضائقہ ہے؟

المستفتی نمبر ۲۷۵ والدہ ابن احمد ربگ۔ ۲۱ محرم ۱۳۵۳ھ ۶ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۵۷) عورتوں کی نماز مردوں کی طرح ہے صرف ایک دو باتوں میں فرق ہے تو وہ عورتوں کے تستر یعنی حفاظت پردہ کے لحاظ سے ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز میں ہاتھ اور بدن کا بلانا مکروہ ہے

(سوال) ایک پیش امام صاحب نماز پڑھاتے وقت ہاتھ اور بدن زور سے ہلاتے ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۴۱ ابی خاں (گولے)

(جواب ۶۵۸) نماز میں سکون کی ضرورت ہے اگر کوئی پیش امام قصد ایسا کرے تو نماز اس کی مکروہ

(۱) (باب صفة الصلاة ۱/ ۵۰۷ ط سعید)

(۲) ویسن أن یلصق کعبیہ و ینصب ساقیہ الخ (درمختار) وفي الشامیة: "هذا كله في حق الرجال" أما المرأة فتحنى في الركوع يسيراً ولا تفرج ولكن تضم و تضع يديها علی ركبتيها و صفا و تحنى ركبتيها ولا تحافى عضديها لأن ذلك استبر الخ (باب صفة الصلاة ۱/ ۴۹۴ ط سعید)

ہوگی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز میں ارسال یدین کا حکم

(سوال) اگر کوئی شخص نماز میں ارسال یدین نہیں کرتا تو اس کو کافر کہنا کہاں تک صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۶۶۶ سراج الدین ڈیروی۔ ۶ اربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۵۹) ہاتھ باندھنا یا چھوڑنا صراحتہ قرآن مجید میں مذکور نہیں ہاں آیت کریمہ ما اتاکم الرسول فخذوه وما نہاکم عنہ فانتهوا (۲) سے یہ امر ماخوذ ہو سکتا ہے اور حضور اکرم ﷺ سے بروایات صحیحہ کثیرہ ہاتھ باندھنا ثابت ہے (۲) پھر ہاتھ باندھنے والے کو کافر کہنا تو کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتا اگر محض اس وجہ سے کہ قرآن مجید میں ہاتھ باندھنے کا صراحتہ حکم نہیں کفر کا حکم لگایا جاتا ہے تو ہاتھ چھوڑے رکھنے کا بھی صراحتہ قرآن میں حکم نہیں ہے اور امت محمدیہ میں جمہیر علماء سلفاً و خلفاً ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے رہے ہیں ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے والے بہت کم ہیں پھر یہ کہ ہاتھ چھوڑ کر یا باندھ کر نماز پڑھنے میں ضروریات دین کا انکار یا تکذیب کا شائبہ بھی لازم نہیں آتا تو حکم کفر کا تو وہم و تصور بھی نہیں ہو سکتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) نماز کی رکعات ثابت ہیں یا نہیں؟

(۲) نمازوں کی رکعات مختلف کیوں ہیں؟

(سوال) (۱) پانچ وقت کی نماز فرض ہے جس کو چار تین یا دو رکعت کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔ فرض وہ حکم ہے جو نص قطعی (قرآن مجید) سے ثابت ہے اور سنت وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا اس لئے رکعتوں کی تعداد قرآن میں کہاں مذکور ہے؟

(۲) چار تین اور دو رکعت کی تعیین کی وجہ و علت کیا ہے؟ کیوں نہ پانچوں وقت ایک ہی طرح سے ادا کئے جانے کا حکم دیا گیا؟

المستفتی نمبر ۶۹۹ حکیم سید عبداللہ شاہ زنجانی (دہلی) ۹ شوال ۱۳۵۴ھ ۵ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۶۰) (۱) یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ فرض وہی ہے جو قرآن مجید سے ثابت ہو بلکہ فرض وہ ہے

(۱) و عبثہ بتوبہ و بجسده للنہی الا لحاجة (در مختار) قال الشامی: "قوله: "لنہی" وهو ما اخرجہ القضا علی عند ﷺ ان اللہ کرہ لکم ثلاثا: العبث فی الصلاة والرفث فی الصیام والضحک فی المقابر وہی کراهة تحزیم الخ (باب ما یقسد الصلاة وما یکرہ فیہا ۱/ ۶۴۰ ط سعید)

(۲) (سورة الحشر: ۷)

(۳) عن وانل بن حجر أنه رأى النبی ﷺ رفع یدیه حین دخل فی الصلاة کبراً و وصف ہمام خیال اذینہ ثم التحف بتوبہ ثم وضع یدہ الیمنی علی الیسری الحدیث (مسلم) باب وضع یدہ الیمنی علی الیسری ۱/ ۷۳ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

جس کو خدا یا رسول ﷺ نے فرض بتایا ہو خدا نے قرآن میں فرض فرمایا ہو گا تو قرآن کے نص سے ثابت ہوگا جیسے نماز کی فرضیت روزے کی فرضیت وغیرہ اور رسول اللہ ﷺ نے فرضیت بتائی ہوگی تو وہ خبر متواتر یا مشہور سے ثابت ہوگی خبر متواتر یا مشہور سے مطلب حدیث متواتر یا مشہور ہے یہ دونوں ثبوت فرضیت کے لئے کافی ہیں نماز میں تعداد رکعات کا ثبوت سنت متواترہ و مشہورہ سے ہے اس لئے ان رکعات کی فرضیت میں کسی وقت کسی کو تردد اور تامل نہیں ہوا۔

(۲) تعداد رکعات کی فرضیت میں کسی وقت کسی کو تردد اور تامل نہیں ہوا اور اس کی حکمت خدا اور رسول کو معلوم ہے ہمارا منصب یہ نہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ سے ثابت شدہ چیز کو بدل دیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی اقتدا و اتباع کرنا ہی ہمارے لئے ضروری اور راہ نجات ہے۔ آیتہ کریمہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۱) کا یہی مدعا اور مفاد ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کے قدم بقدم چلیں اگر کسی فعل کی حکمت بتادی جائے تو بہتر ورنہ حکمت کو بھی خدا اور رسول کے حوالہ کریں صرف اس امر کا یقین کہ آنحضرت ﷺ سے اس امر کا ثبوت پختہ ہے ہمارے عمل کے لئے کافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

ستر ہواں باب مستحبات نماز

تشہد میں انگلی سے اشارہ احادیث سے ثابت ہے

(سوال) حضرت مجدد صاحب شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوبات میں رفع السبابہ فی التشہد کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے حضرت شاہ صاحب دہلوی قدس سرہ نے اس کو بہت دلائل سے جائز فرمایا ہے ان پر بھی معترض ہیں مکتوبات کے دلائل یہ ہیں۔ کہ مبنی الصلوة علی السکینۃ والوقارۃ نیز اصول کی کتب مثلاً مبسوط جامع الصغیر میں اس کا ذکر نہ ہونا دلیل حرمت ہے نیز ممکن ہے حدیث رفع کسی حدیث سے منسوخ ہو نیز آخر عمر تک آل رسول مقبول ﷺ سے اس کا ثبوت نہ ہو یہ بھی ممکن ہے کہ رفع سبابہ کا معاملہ مثل جہر بالآمین و رفع یدین کے مختلف فیہ ہو۔

المستفتی نمبر ۷۰۴ مولانا رحمت اللہ ضلع بنجور۔ ۱۱ شوال ۱۳۵۲ھ ۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۶۱) اشارہ بالسبابہ مسنون ہے اور احادیث صریحہ سے ثابت ہے (۲) فقہائے حنفیہ میں سے

(۱) (سورة المستحثة: ۶) (۲) عن عبد الله بن زبير قال: "كان رسول الله ﷺ إذا قعد يدعو أوضع يده اليمنى على فخذه اليمنى و يده اليسرى على فخذه اليسرى وأشار بأصبعه السبابة ووضع إبهامه على أصبعه الوسطى و يلقم كفه اليسرى ركنة رواد مسلم (آثار السنن باب الإشارة بالسبابة ص ۱۲۳ ط امدادية ملتان) و عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ إذا قعد في التشهد وضع يده اليسرى على ركنة اليسرى ووضع يده اليمنى على ركنة اليسرى و عقد يده و حسيين وأشار بالسبابة) ص ۱۲۳-۱۲۴ (

محققین اور محدثین نے اسے سنت قرار دیا ہے اور یہی صحیح و راجح ہے حضرت مجدد الف ثانی نور اللہ ضریح نے اس مسئلہ میں ان فقہاء کے قول کو لیا ہے جو اشارہ کے مخالف ہیں حضرت شیخ مجدد کی اس بارے میں اتباع اس وجہ سے نہیں کی جاسکتی کہ محققین فقہاء اشارہ کی سنیت پر دلائل قویہ رکھتے ہیں شرح وقایہ میں بھی حضرت امام شافعی سے اشارہ کا قول اور وضع نقل کر کے صاحب شرح وقایہ نے و مثل هذا جاء عن علماءنا (۱) فرمادیا ہے اور حضرت امام محمد نے مؤطا میں حضرت ابن عمر سے یہ روایت نقل فرمائی ہے۔

كان رسول الله ﷺ اذا جلس وضع كفه اليمنى و قبض اصابعه كلها و اشار باصبعه التي تلي الابهام و وضع كفه اليسرى على فخذه اليسرى (۲) اس کے بعد امام محمد نے فرمایا ہے و بصنع رسول الله فاحد وهو قول ابي حنيفة. اور امام ابو یوسف نے امالی میں بھی ایسا ہی اشارہ کا ذکر فرمایا ہے۔ فقہ القدر (۳) غنیۃ المصلي (۴) بحر رائق (۵) شرف رائق مواہب الرحمن اور مختار اردو مختار (۶) مراقی الفلاح (۷) نور البحار وغیرہ کتب فقہ میں اس کی تحقیق ملاحظہ فرمائی جائے اس کے منسوخ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے کوئی حدیث اس کے خلاف اور اس کو منع کرنے والی نہیں اور عقلی دلیل مبنی الصلوة علی السکينة والوقار سے آید سنت ثابتہ صحیحہ رو نہیں کی جاسکتی اور بعض کتب میں مذکور نہ ہونا دلیل حرمت یا کراہت نہیں ہو سکتا (۸)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

تشہد میں انگلی کس وقت اٹھائی جائے؟

(سوال) کلمہ کی انگلی تشہد میں اٹھانا ضروری ہے اگر ضروری ہے تو کب تک اٹھائے رکھے؟

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۶۲) کلمہ کی انگلی تشہد میں اٹھانے والا الہ پر اٹھائے اور اللہ پر گرا دے یہ فقہاء کا قول ہے اور اخیر تک اٹھائے رکھے تو یہ بھی جائز ہے (۹) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) (باب صفة الصلاة ۱/۱۴۸ ط سعید)

(۲) (باب العیث بالحصى فی الصلاة ص ۱۰۸ ط میر محمد کتب خانہ کراچی)

(۳) (باب صفة الصلاة ۱/۳۱۳ ط مصر)

(۴) (صفة الصلاة ص ۳۳۶ ط سہیل)

(۵) (باب صفة الصلاة ۱/۳۴۲ ط دار المعرفة بیروت)

(۶) (باب صفة الصلاة مطلب عقد الأصابع عند التشهد ۱/۵۰۹ ط سعید)

(۷) (فصل فی کیفیة ترکیب أفعال الصلاة ص ۱۷۰ ط مصر)

(۸) قال فی الدر المختار: "وفی الشر نیلا لیه عن البرهان" الصحیح بشیر بسسححة وحدها یرفعها عند النفی و یضعها

عند الإثبات "وفی العینی عن التحفة: "الأصح أنها مستحبة" وفی المحيط "سنة" وفی الشامیة: "فی عقد عندها و

یرفع السبابة عند النفی و یضعها عند الإثبات وهذا ما اعتمده المتأخرون ثبوتہ عن النبی ﷺ بالأحادیث الصحیحة الخ باب

صفة الصلاة مطلب عقد الأصابع عند التشهد ۱/۵۰۹ ط سعید)

(۹) وفی المحيط أنها سنة یرفعها عند النفی و یضعها عند الإثبات وهو قول ابي حنيفة و محمد و كثرت به الآثار

والاخبار فالعسل به أولى (رد المختار باب صفة الصلاة مطلب فی عقد الأصابع عند التشهد ۱/۵۰۸ ط سعید)

انگلی اٹھائے رکھنا بہتر ہے یا گرا دینا؟

(سوال) التحیات میں انگلی اٹھائے رکھنا آخر سلام تک بہتر ہے یا گرا دینا بہتر ہے؟

المستفتی نمبر ۲۷۹۵ غیاث الدین دہلی۔ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ

(جواب ۶۶۳) انگلی اٹھائے رکھنا بہتر ہے اور گرا دینا جائز ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

اٹھاواں باب مفسدات و مکروہات نماز

آستین چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) اگر زید نماز اس طرح ادا کرتا ہے کہ جو عادت خلاف ہے جیسے آستین چڑھی ہوئی ہو یا گریبان کھلا ہوا ہو تو اس شخص کی نماز مکروہ تنزیہی ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۶۴) حالت صلوة میں اگر آستین چڑھی ہوئی ہو تو نماز مکروہ ہوگی اور اگر گلا کھلا ہو تو نماز مکروہ نہیں ہوگی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سجدہ میں جاتے ہوئے کپڑے سمیٹنا مکروہ ہے

(سوال) زید نماز پڑھتا ہے اور رکوع میں کھڑے ہونے کے بعد جب وہ سجدہ میں جاتا ہے تو ازار کو دونوں ہاتھوں سے کھینچ کر جاتا ہے آیا اس کی نماز عمل کثیر کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۸۸ سکریٹری انجمن حفظ الاسلام (ضلع بھروچ)

۲۷ رمضان ۱۳۵۳ھ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۶۵) یہ فعل مکروہ ضرور ہے مگر مفسد نماز نہیں ہے کراہت تحریمی بدرجہ غالب ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) اشارہ سے بعد کیفیت کے متعلق عبارات فقہاء میں "یجبہما" کے الفاظ ہیں اس سے انگلی کو بالکل گرا دینا مراد نہیں بلکہ قدرے جھکا دینا مراد ہے صریحہ السلا علی القاری لروایۃ ابی داؤد والنسائی ارفعا اصبغہ السبابة وقد مناها شیئا الی اما لہا (ترتین العبارة بتحسین الإیشارة لعلی القاری ص ۸)

(۲) و کرہ کفہ ای رفعہ ولو لترا ب کمشمر کم أو ذیل و عبثہ بہ ای بثوبہ (التنویر و شرحہ) وفي الشامیة " قوله کمشمر کم ای کمالو دخل فی صلاة" وهو مشمر کم أو ذیلہ (باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا ۱/ ۶۴۰ ط سعید)

(۳) و عبثہ ای بثوبہ و بحسدہ للنہی الخ (درمختار) قال الشامی " وهو ما أخرجه القضاعی عندہ أن اللہ کرہ لکم ثلاثا العیث فی الصلوة والرفث فی الصیام والضحک فی المقابر" وحی کراہة تحریم الخ (باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا ۱/ ۶۴۰ ط سعید)

نمازی کے سامنے چراغ ہونا

(سوال) نمازی کے سامنے اگر چراغ ہو تو نماز اس کی ہوگی یا نہیں اگر ہوگئی ہو تو کراہت کے ساتھ یا بلا کراہت؟ المستفتی نمبر ۱۰۴۱ مولوی عبدالقدوس امام مسجد (ترکمان دروازہ دہلی)

۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ م ۷ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۶۶) نماز ہو جائے گی اور اگر چراغ اپنی جگہ پر روشنی کے لئے رکھا گیا تو کراہت بھی نہیں ہاں اگر نمازی کے سامنے ایسی ہیئت سے رکھا ہو کہ گویا اس کو سجدہ کیا جاتا ہے تو ایسی ہیئت مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

عصر کی تیسری رکعت پر سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال) امام نے سہواً عصر کی تین رکعت پر سلام پھیر دیا جب لوگوں نے ان سے کہا تو کلام کرنے کے بعد نماز کا اعادہ کیا اور پوری عصر نماز پڑھائی کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایک رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کر لینا کافی تھا امام نے بالکل غلط کیا دریافت طلب امر یہ ہے کہ امام صاحب کا یہ فعل درست تھا کہ نہیں کیا قبلہ کی جانب سے منہ پھیرنے کے بعد اور کلام کرنے کے بعد بقیہ رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کرنا کافی ہے۔

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۶۷) امام کا فعل درست تھا کلام کر لینے کے بعد نماز کا اعادہ ہی کرنا چاہیے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

جالی کی ٹوپی کے ساتھ نماز مکروہ نہیں

(سوال) بعض لوگ بید کی ٹوپی اوڑھتے ہیں اس ٹوپی میں جالی ہوتی ہے اور اس کے سوراخوں میں سے سر کے بال دکھائی دیتے ہیں اس ٹوپی کو اوڑھ کر امامت کرنا اور نماز پڑھنا مکروہ ہے یا نہیں نماز کی حالت میں سر کے بالوں کے کھلنے سے کراہت لازم آتی ہے یا نہیں؟ فقط

المستفتی نمبر ۲۲۴۱ ضیاء الحق چوڑی گران دہلی۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۸ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۶۶۸) اس ٹوپی کو پہن کر نماز پڑھنا بلاشبہ جائز ہے اور امامت میں بھی کوئی کراہت نہیں (۳) سر

(۱) قال فی التنویر و شرحہ: "ولا یکرہ صلاة الی ظهر قاعد یتحدث ولا الی مصحف أو سیف مطلقاً أو شمع أو سراج الخ (باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیہا ۱/۶۵۲ ط سعید)

(۲) ویسجدہ للسیب و لو مع سلام امامہ ناویا للقطع مالم یتحول عن القبلة أو یتکلم لبطلان التحریمة الخ (التنویر و شرحہ باب سجود السهو ۲/۹۱ ط سعید)

(۳) والمستحب أن یصلی الرجل فی ثلاثة أثواب: قمیض، وازار، و عمامة أما لو صلی فی ثوب واحد متوحشاً به جمیع بدنہ کازار المیت تجوز صلاتہ من غیر کراهة و تفسیرہ ما یفعله القصار فی المقصورة (حلبی کبیر) فروع ص ۲۱۶ ط

کے بال کوئی ستر کی چیز نہیں ہے ننگے سر نماز پڑھی جائے اور نیت تواضع کی ہو تو وہ نماز بلا کراہت جائز ہے (۱) ہاں لابلالی پنے سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر اس کی کراہت کی علت عدم مبالغت ہے نہ کہ بالوں کا انکشاف۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پانجامہ ٹخنوں سے نیچے لڑکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) پانجامہ، تمبند، نیچا کپڑا جس سے ٹخنے ڈھک جاتے ہوں انکا پہننا تو حرام معلوم ہوا مگر ایسے لباس سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی یا تنزیہی یا نماز ہووگی ہی نہیں؟ بعض علماء سے سنا جاتا ہے کہ نماز ہوتی ہی نہیں کیا یہ درست ہے؟

المستفتی نمبر ۲۴۲۹ مولوی محمد ابراہیم صاحب۔ گورگاؤں ۲۲ شوال ۱۳۵۵ھ م ۱۵ سبتمبر ۱۹۳۸ء (جواب ۶۶۹) نماز ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہوتی ہے (۲) کراہت تنزیہی ہے اعادہ کر لینا اولیٰ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا

(سوال) بعض لوگ خیال یکسوئی منہ اور آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور فراتقض نماز ادا کرتے ہیں یہ عمل درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۲۵۱ شجاعت حسین آگرہ

۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۱۶ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۶۷۰) آنکھیں خیال خشوع بند کرنا جائز ہے (۳) منہ بند کرنے سے قرأت کا تلفظ زبان سے نہ ہوگا اس لئے یہ نہیں کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

انیسواں باب

مدرک - مسبوق - لاحق

(۱) مسبوق تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا گیا

(۲) اللہ کھڑے ہونے کی حالت میں اور ”اکبر“ رکوع میں جا کر کہا تو نماز صحیح نہیں ہوئی

(سوال) ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی ان رجلا ادرك الامام فی الركوع فکبر و رفع یدیه الی

(۱) قال فی شرح التنویر فی مکروہات الصلاة: "وصلاته حاسراً او كاشفاً رأسه للتكاسل ولا بأس به للتذلل وأما الإهانة بها فكفر ولو سقطت فلتسوته فإعادتها أفضل (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۶۴۱ ط سعید)
(۲) قال رسول الله ﷺ: "ما أسفل من الكعبين من الأزار في النار (مشكوة) كتاب اللباس الفصل الأول ص ۳۷۳ ط سعید (۳) وتحميض عينيه للنهي إلا لكمال الحشوع (درمختار) بل قال بعض العلماء أنه الأولى (رد المحتار) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/ ۶۴۵ ط سعید

شحمتی اذنیہ وتابعہ فیہ الا انه لم یقبض بیدہ الیمنی یدہ الیسری ولم یضعہما تحت السرة ولم یات بشیء من الشاء ولم یکبر ثانیاً عند الرکوع مخافة ان تفوته الرکعة الاولى

(۲) ورجلا اخر رای الامام فی الرکوع فکبر و رفع یدیه الا ان قول الله کان فی قیامہ واکبر وقع فی الرکوع مخافة ما ذکر. فکل واحد منهم یكون شارعاً بالصلوة ام لا؟

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جماعت میں شریک ہونے کے لئے آیا اور اس نے امام کو رکوع میں پایا پس اس شخص نے تکبیر تحریمہ کہی اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور رکوع میں شریک ہو گیا لیکن نہ تو اپنے ہاتھ ناف کے نیچے باندھے نہ ثنا پڑھی نہ رکوع میں جانے کے لئے دوسری تکبیر کہی کیونکہ اس کو اس پہلی رکعت کے فوت ہو جانے کا اندیشہ تھا آیا اس کی نماز صحیح ہو گئی یا نہیں۔

(۲) ایک شخص نے امام کو رکوع میں دیکھ کر ہاتھ اٹھاتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہی اور چونکہ رکعت کے فوت ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے جلدی میں یہ ہوا کہ لفظ اللہ حالت قیام میں اور لفظ اکبر حالت رکوع میں واقع ہوا تو اس کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

(جواب ۶۷۱) الرجل الذی اتی بتکبیرة التحریمة فی حال القیام لکنہ لم یضع یدیه تحت السرة ولم یکبر ثانیاً لل رکوع صحت صلوتہ و یكون شارعاً فی الصلوة (۱)

واما الذی قال الله فی القیام واکبر فی حالة الا نحناء فان کان بحیث لا تنال یداه الی الرکبة یصیر شارعاً فی الصلوة و تصح صلوتہ وان کان بحیث تنال یداه الی الرکبة لم تصح صلوتہ ولا یكون شارعاً فی الصلوة

قال فی الدر المختار، ادرك الامام راکعاً فقال الله فی القیام واکبر راکعاً لم یصح فی الاصح الخ

قوله قائماً ای حقیقۃً وهو الانتصاب او حکماً وهو الا نحناء القلیل بان لا تنال یداه رکتیہ. (رد المحتار) (۲)

(ترجمہ) جس شخص نے حالت قیام میں تکبیر تحریمہ کہی لیکن ہاتھ نہیں باندھے اور دوسری تکبیر رکوع میں جاتے وقت نہیں کہی اس کی نماز صحیح ہو جائے گی اور اس کو شارع فی الصلوة سمجھا جائے گا۔

(۲) اور جس شخص نے تکبیر تحریمہ کے لفظ اللہ کو حالت قیام میں اور لفظ اکبر کو جھکنے کی حالت میں کہا تو اگر اس کے ہاتھ ابھی گھٹنوں تک نہیں پہنچے تھے تو اس کی نماز صحیح ہو گئی اور اس کو شارع فی الصلوة کہا جائے گا اور اگر لفظ اکبر کہتے وقت اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ چکے تھے تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی اور وہ شارع فی الصلوة نہ

(۱) ومنها القیام بحیث لو مدید یہ لا ینال رکتیہ فلو کبر قائماً فرکع ولم یقف صح (الدر المختار) باب صفة الصلاة ۱/۴۴۴ ط سعید

(۲) (فصل فی بیان تالیف الصلاة ۱/۴۸۰ ط سعید)

ہوگا۔

در مختار میں ہے کہ جو شخص امام کو رکوع میں پائے اور تکبیر تحریمہ اس طرح کہے کہ حالت قیام میں لفظ اللہ اور حالت رکوع میں لفظ اکبر کہے تو صحیح یہی ہے کہ اس کی نماز نہ ہوگی۔ اور قیام سے مراد یا تو حقیقی قیام ہے یعنی بالکل سیدھا کھڑا ہونا یا حکمی قیام یعنی معمولی جھکاؤ کہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہنچیں۔ (ردالمحتار)

جن کا امام کے پیچھے رکوع چلا جائے ان کی یہ رکعت فوت ہوگئی

(سوال) امام نے قراءت میں سجدہ کی سورت پڑھی اور سجدہ تلاوت کی جگہ امام نے رکوع کر دیا اور مقتدی جو امام کے قریب تھے وہ رکوع میں چلے گئے اور جو مقتدی امام سے دور تھے جن کو یہ معلوم تھا کہ یہاں سجدہ تلاوت ہے وہ لوگ سجدہ میں چلے گئے جب امام نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا۔ تب ان کو پتہ چلا کہ امام رکوع میں تھا ان میں سے کچھ لوگ کھڑے ہو کر رکوع میں گئے اور پھر امام کے ساتھ سجدے میں مل گئے اور کچھ لوگ سجدے میں سے بیٹھ کر امام کے ساتھ سجدہ میں چلے گئے۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ جو لوگ امام کے رکوع کرنے کے بعد رکوع کر کے امام کے ساتھ سجدہ میں شامل ہو گئے ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟ دوسرے جو لوگ رکوع میں نہیں گئے بلکہ بیٹھ کر ہی امام کے ساتھ سجدہ میں شامل ہو گئے ان کی بھی نماز ہوئی یا نہیں؟

(جواب ۶۷۲) جو لوگ امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہیں ہوئے ان کی یہ رکعت جاتی رہی پھر جب وہ رکوع کر کے امام کے ساتھ سجدہ میں مل گئے تو ان کی نماز صحیح ہوگئی اور جو لوگ بغیر رکوع ادا کئے ہوئے سجدہ میں ملے ان کی ایک رکعت فوت ہوگئی اگر وہ امام کے سلام کے بعد اپنی رکعت پوری کر لیتے تو نماز ہو جاتی جب انہوں نے سلام پھیر دیا تو نماز نہیں ہوئی (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مقیم مسبوق، مسافر امام کے پیچھے بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(سوال) زید مسافر ہے عصر کی نماز دو رکعتیں پڑھ کر قعدہ پر بیٹھا ہوا تھا ایک شخص مقیم تشدد میں شریک ہو گیا اب یہ شخص کون سی رکعتیں پہلے پڑھے گا؟ فاتحہ والی یا فاتحہ سورت دونوں؟ (جواب ۶۷۳) جب کہ کوئی مقیم شخص چار رکعت والی نماز میں امام مسافر کے پیچھے قعدہ میں شریک ہو تو وہ مسبوق بھی ہے اور لاحق بھی اور اس کو چار رکعتیں پڑھنی ہیں پہلے وہ دو رکعتیں پڑھے جن میں لاحق ہے

(۱) واللاحق من فاتتہ الرکعات کلہا او بعضہا لکن بعد اقتدائہ بعد بان سبق امامہ فی رکوع و سجود فانہ یقضی رکعة یبدأ بقضاء ما فاتتہ عکس المسبوق ثم یتابع امامہ ان أمکنہ إدراکہ والا تابعہ ثم ما نام فیہ بلا قراءۃ (التنویر و شرحہ باب الإمامة ۱/ ۵۹۴ ط سعید)

یعنی آخر والی ان میں نہ فاتحہ پڑھے نہ سورت کیونکہ ان رکعتوں میں وہ حکماً امام کے پیچھے ہے پھر وہ رکعتیں پڑھے جن میں مسبوق ہے یعنی پہلی دور رکعتیں ان میں فاتحہ اور سورت دونوں پڑھے (۱) واللہ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

مغرب کے قعدہ اولیٰ میں شریک ہونے والے کے لئے کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص مغرب کی نماز ادا کرنے جماعت میں اس وقت شامل ہو جب کہ امام دوسری رکعت میں بیٹھ کر التحیات پڑھ رہا تھا اب مقتدی جو جماعت میں شامل ہوا ہے اس کو امام کی اتباع کرنی لازم ہے تو دو مرتبہ جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے اس نے التحیات پڑھ لی اور پھر اپنی پوری نمازی کرنے کو دو مرتبہ اس کو التحیات پھر پڑھنی لازم ہے یا جماعت میں جب مقتدی شامل ہو گا تو اس کو خاموش بیٹھنا ہوگا۔

المستفتی نمبر ۲۴۸ محمد صالحین صدر بازار دہلی ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۷۴) ہاں جب کہ نماز مغرب کی دوسری رکعت کے قعدہ میں امام کے ساتھ شریک ہو تو اس کو چار مرتبہ التحیات پڑھنی ہوتی ہے اور اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے چاروں مرتبہ التحیات پڑھنی چاہئے۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مقتدی کا درمیان نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو کس طرح کرے؟

(سوال) اگر ایک شخص جماعت میں کچھلی دور رکعتوں میں شامل ہوتا ہے تو اس کی یہ رکعتیں بھری ہوں گی یا خالی؟ المستفتی نمبر ۲۴۹ شہباز خاں (ضلع کرنال) ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء
(جواب ۶۷۵) کچھلی دور رکعتیں جو امام کے ساتھ پڑھی ہیں یہ خالی ہوئیں جب اپنی دور رکعتیں پوری کرنے لگے تو ان کو بھری پڑھے (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

آخری دور رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(سوال) ایک شخص صف اول میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے دور رکعت نماز ادا کر چکا ہے دور رکعت

(۱) واللاحق من فاتتہ الركعات کلہا أو بعضہا..... مقيم اتم بمسافر..... حکمہ حکم المؤتم فلا یأتی بقراءة و یدأ بقضاء ما فاتتہ عکس المسبوق (تنویر و شرحہ) هذا بیان للقسم الرابع وهو المسبوق اللاحق..... ثم یصلی الركعة التي سبق بها بقراءة الفاتحة و سورة (رد المحتار باب الإمامة ۱/ ۵۹۴ ط سعید)

(۲) و منها أنه یقضی أول صلاته فی حق القراءة و آخرها فی حق التشهد حتی لو أدرك ركعة من المغرب قضی رکعتین و فصل بقعدة فيكون بثلاث قعدات الخ (عالمگیریة باب الجماعة فصل فی المسبوق واللاحق ۱/ ۹۱ ط ماجدیہ)

(۳) والمسبوق من سبقه الإمام بها أو بعضها، وهر منفرد حتی یثنی ویتعوذ و یقرأ وإن قرأ مع الإمام لعدم الاعتداد بها لکراهتها..... فیما یقضیه..... و یقضی أول صلاته فی حق قراءة و آخرها فی حق تشهد الخ (التنویر و شرحہ باب الإمامة ۱/ ۵۹۶ ط سعید)

پڑھنے کے بعد اس کا وضو ٹوٹ گیا اب وہ نماز میں سے نکل کر کس طرح وضو کرے اور نماز پوری کرے جو دو رکعت امام کے ساتھ ادا کر چکا ہے وہ دوبارہ اس کو پڑھنی پڑیس گی یا وضو کرنے کے بعد بقیہ دو رکعت ادا کر لے اور جس جگہ سے یہ مقتدی وضو کے لئے جائے اس جگہ دوسرا مقتدی کھڑا ہو سکتا ہے یا وہی مقتدی وضو کر کے صفوں کے اندر گھس کر اپنی جگہ پہنچ کر نماز پوری کرے۔

المستفتی نمبر ۵۱۹ عبد الغنی (دہلی) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۶۷۶) یہ شخص وضو ٹوٹ جانے کے بعد پیچھے کی صفوں کو شق کرتا ہو وضو کرنے کے لئے نکل جائے اور وضو کر لینے کے بعد اس کا امام اگر نماز سے فارغ نہ ہو ہو تو اس مقتدی پر لازم ہے کہ اپنی جگہ پر آکر باقی ماندہ نماز کو ادا کر لے بشرطیکہ وضو کی جگہ کے متصل و قریب کوئی مانع اقتداء کا موجود ہو ورنہ اس کو اختیار ہو گا کہ وضو کی جگہ کے متصل باقی ماندہ نماز کو ادا کر لے یا پہلی جگہ پر جا کر باقی ماندہ نماز پڑھے۔ (ویتم صلوٰۃ تمہ) وهو اولی تقلیلا للمشی (او یعود الی مکانہ) لیتحد مکانہا (کمنفرد) فانہ مخیر وهذا کلہ (ان فرغ خلیفتہ والاعاد الی مکانہ) حتما لو بینہما ما یمنع الاقتداء (کالمقتدی اذا سبقہ الحدث) الخ (تنویر الابصار علی هامش رد المحتار و درمختار) (۱) فقط واللہ اعلم۔

حبیب المرسلین عقی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صحیح محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسبوق بقیہ نماز میں قراءت کرے یا نہیں؟

(سوال) نماز جماعت ہو رہی ہے اگر کوئی آدمی بعد کو آیا اور اس کو تین رکعت ملی یا دو ملیں یا دو نہیں ملی یا چار میں ایک رکعت ملی تو بقایا رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھے؟

المستفتی نمبر ۷۷۹ محمد رفیق سوداگر چرم (ضلع میدنی پور) یکم ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ۲۵ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۷۷) ہاں مسبوق اپنی نماز کی رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھے اور اس کی ترتیب وہ ہے جو اپنی ایکلی نماز کی ہے (۲)

مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) مسبوق اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۴۱ مولوی عبدالقدوس امام مسجد (دہلی)

۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۷ جولائی ۱۹۳۶ء

(جواب ۶۷۸) فوراً کھڑا ہو کر اپنی نماز پوری کرے اور اگر سلام امام کے بعد پھیرا ہے تو سجدہ سہو کرنا

(۱) (باب الاستخلاف ۱/ ۶۰۶ ط سعید)

(۲) ویقضى أول صلاته في حق القراءۃ و آخرها في حق تشهد الخ (الدر المختار باب الإمامة ۱/ ۵۹۶ ط سعید)

ہوگا (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

کسی وجہ سے دوبارہ نماز پڑھی جائے تو مسبوق کے لئے کیا حکم ہے؟
 (سوال) اگر نماز کا کسی واجب یا سنت کے ترک پر اعادہ کیا جائے تو مسبوق کا کیا حکم ہے؟ آیا وہ اپنی گئی ہوئی رکعت کو پورا کر کے جماعت میں ملے یا سلام پھیر کر فوراً مل جائے؟
 المستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یونس صاحب (متھر ۱) ۷۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء
 (جواب ۶۷۹) سنت یا واجب کے ترک پر اعادہ کیا جائے تو مسبوق اپنی نماز پوری کرے اور اعادہ والی نماز میں اپنی نماز پوری کر کے شریک ہو (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) مسبوق سجدہ سہو میں امام کی متابعت کرے
 (۲) مسبوق نے عمد یا سہو امام کے ساتھ سلام میں متابعت کی کیا حکم ہے؟
 (۳) مسبوق امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے
 (۴) مسبوق نے عمد یا سہو امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے؟
 (سوال) (۱) مسبوق سجدہ سہو کے سلام میں اپنے امام کی متابعت کرے یا نہیں؟
 (۲) اگر متابعت نہ کرنی چاہیے تھی اور پھر (الف) اگر عمد متابعت کرے تو کیا حکم ہے؟
 (ب) اگر سہو متابعت کرے تو اس مسبوق کو اپنی نماز کے ختم پر سجدہ سہو کرنا پڑے گا یا نہیں؟
 (۳) جب امام نماز کے ختم پر نماز سے فارغ ہونے کا سلام پھیرے تو مسبوق بھی امام کے ساتھ سلام پھیرے یا نہیں؟

(۴) اگر اس صورت میں مسبوق کو امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے تھا اور پھر اگر (الف) اس مسبوق نے امام کے ساتھ عمد اسلام پھیر دیا حالانکہ اس کو یاد تھا کہ مجھ کو ابھی اپنی باقی نماز ادا کرنی ہے تو اس مسبوق کی نماز فاسد ہوگی یا نہیں (ب) اپنی باقی نماز کی ادائیگی یاد نہیں تھی اور بھولے سے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں اگر فاسد نہ ہوگی اور نماز صحیح رہے گی تو کیا اس مسبوق کو اپنی نماز کے ختم پر سجدہ سہو کرنا پڑے گا یا نہیں؟ اگر سجدہ سہو کرنا پڑے گا تو کس صورت میں اور اگر سجدہ سہو نہ کرنا پڑے گا تو کس صورت

(۱) والمسبوق يسجد مع إمامه مطلقاً ثم يقضى ما فاتته الخ (در مختار) وفي الشامية فإذا سلم الإمام قام إلى القضاء فإن سلم فإن كان عامداً فسدت وإلا لا ولا سجود عليه إن سلم ساهياً قبل الإمام أو معه وإن سلم بعده لزمه لكونه منفرداً حينئذ الخ (باب سجود السهو ۲/۸۲ ط سعید)

(۲) وإذا ظهر حدث إمامه وكذا كل مفسد في رأى مقتدر بطلت فيلزم إعادتها لتضمنها صلاة المؤتمر صحة وفساداً كما يلزم الإمام إخبار القوم إذا أمهم وهو محدث أو جنب أو فاقد شرط أو ركن الخ (التنوير وشرحه باب الإمامة ۱/۵۹۱ ط سعید)

میں؟ المستفتی نمبر ۳۵۱ حافظ محمد عثمان صاحب سوداگر گھڑی و چشمہ چاندنی چوک دہلی

۷ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء

(حزاب ۶۸۰) مسبوق سجدہ سوادا کرنے میں تو امام کی متابعت کرے یعنی سجدہ سوا امام کے ساتھ ا کرے مگر سلام میں متابعت نہ کرے یعنی مسبوق بغیر سلام پھیرے امام کے ساتھ سجدہ میں چلا جائے۔
المسبوق انما يتابع الامام في السهو ای فی سجدة السهو بان سجد هو) دون السلام بل ينتظ الامام حتى يسلم فيسجد فيتا بعده في سجود السهو لا في سلامه (۱)

(۲) اگر مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو :-

(الف) اگر قصد اسلام پھیرا ہے تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔ وان سلم فان كان عامداً تفسد صلوته

(ب) اور اگر سوا سلام پھیرا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی وان كان ساهياً لا تفسد (۳) اور سجدہ سوا بھی اپنی

نماز کے آخر میں لازم نہ ہوگا۔ ولا سهو عليه لانه مقتد و سهو المقتدى باطل انتهى (۴) (هذا كله في

البدائع) ص ۱۷۶ ج ۱

(۳) جب امام نماز ختم کرنے کا سلام پھیرے اس سلام میں بھی مسبوق امام کی متابعت نہ کرے ولا

يسلم اذا سلم الامام (ای للخروج عن الصلوٰۃ) لان هذا السلام للخروج عن الصلوٰۃ وقد بقى

عليه ار كان الصلوٰۃ (۵)

(۴) اگر اس آخری سلام میں مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو :-

(الف) اگر قصد بات یاد رکھتے ہوئے کہ میری نماز باقی ہے سلام پھیرا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

فاذا سلم مع الامام فان كان ذا كرا لما عليه من القضاء فسدت صلوته لانه سلام عمد (۶)

(ب) اور اگر یہ بات یاد نہ تھی اور سوا سلام پھیر دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ وان لم يكن ذا كرا له لا تفسد

لانه سلام سهو فلم يخرج عن الصلوٰۃ (۷) اور یہ سلام جو سوا پھیرا گیا منفسد نماز تو نہیں لیکن یہ سلام

امام کے سلام سے کچھ پہلے یا بالکل ساتھ ساتھ واقع ہوا جب تو مسبوق پر اپنی نماز کے آخر میں اس سوا کی وجہ

سے بھی سجدہ سوا لازم نہیں ہوگا اور اگر امام کے سلام کے بعد اس نے سلام پھیرا تو اپنی نماز کے آخر میں اس

پر اس سوا کی وجہ سے سجدہ سوا لازم ہوگا۔ وهل يلزمه سجود السهو لاجل سلامه ينظر ان سلم قبل

تسليم الامام او سلما معاً لا يلزمه لان سهو سهو المقتدى و سهو المقتدى تعطل وان سلم بعد

(۱) (فصل فی بیان من یجب علیہ سجود السهو ۱ / ۱۷۶ ط سعید)

(۲) (_____)

(۳) (_____)

(۴) (_____)

(۵) (_____)

(۶) (_____)

(۷) (_____)

سليم الامام لزمه لان سهوه سهو المنفرد فيقضى مافاتہ ثم يسجد للسهو في آخر صلوتہ تہی۔ (هذا كله في البدائع (۱) ص ۱۷۶ ط ج ۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

سبوق بقیہ نماز پڑھنے کے لئے کب کھڑا ہو؟

(سوال) بحر بعد میں جماعت میں شریک ہو ایک رکعت امام پڑھ چکا تھا امام جب پہلا سلام پھیرے تب رکعت پوری کرنے کے لئے اٹھے یا جب دوسرا سلام پھیرے اس وقت کھڑا ہو؟

مستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی

(جواب ۶۸۱) دوسرا سلام امام شروع کر دے تو کھڑا ہو کیونکہ پہلے سلام کے بعد ممکن ہے کہ امام سجدہ سو کرے تو کھڑے ہونے والے کو سجدہ سمو کے لئے واپس آنا ہوگا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

غرب کی ایک رکعت پانے والا بقیہ رکعتوں میں قراءت کرے

(سوال) مغرب کی آخری رکعت امام کے ساتھ ادا کی۔ بقیہ دور کعتوں کو بھر اپڑھنا چاہئے یا خالی؟

مستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلی

(جواب ۶۸۲) مغرب کی ایک رکعت امام کے ساتھ پانے والا بقیہ دور کعتیں بھری پڑھے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

لبسیر تحریمہ رکوع میں جا کر ختم کی تو نماز نہیں ہوئی

(سوال) اگر کوئی امام کو رکوع میں پائے اور تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے رکوع میں چلا جائے اور تکبیر تحریمہ الت رکوع (نہ بحالت قیام) ختم کرے تو یہ شخص نماز میں شامل ہو گیا یا نہیں اور اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

مستفتی نمبر ۲۰۳۹ اولی محمد صاحب کاٹھیاواڑ۔ ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۶۸۳) اگر تکبیر تحریمہ بحالت قیام ختم نہ ہو تو اس کا نماز میں شمول صحیح نہیں ہو۔ فلوا درك الامام

اکعاً فکبر منحنيا لم تصح تحریمتہ (شامی) (۴) (نقلاً بالمعنی) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

(۱) (فصل فی بیان من یجب علیہ سجود السهو ۱/۱۷۶ ط سعید)

(۲) (وینبغی أن یصبر المسبوق حتی یفہم أنه لا سهو علی الإمام (در مختار) ای لا یقوم بعد تسلیمتہ أو تسلیمتین بل ینتظر اغ الإمام بعدها۔ قال فی الحلیة و لیس هذا الملازم بل المقصود ما یفہم أن لا سهو علی الإمام أو یوجد له ما یقطع رمة الصلاة الخ (رد المختار) باب الإمامة ۱/۵۹۷ ط سعید)

(۳) لو أدرك رکعة من المغرب قضی رکعتین و فصل بقعدة فیكون بثلاث قعدات و قرأ فی کل فاتحہ و سورة الخ (لمگیریة) الفصل السابع فی المسبوق واللاحق ۱/۹۱ ط ماجدیہ)

(۴) (الدر المختار) باب صفة الصلاة ۱/۴۸۰ ط سعید)

مسبق کے تکبیر تحریمہ کہتے ہی امام نے سلام پھیر دیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) ایک مسبوق نے امام کو نماز میں ایسی حالت میں پایا کہ امام قعدہ اخیرہ میں بیٹھا ہوا تھا مسبوق نے اللہ اکبر تکبیر تحریمہ کہا اور امام نے سلام پھیر دیا مسبوق قعدہ میں امام کے ساتھ بیٹھنے نہیں پایا تو مسبوق اسی تکبیر تحریمہ پر اپنی نماز پوری کرے یا سیدھا کھڑا ہو کر پھر تکبیر تحریمہ کہے۔

المستفتی نمبر ۶۸۷۷ مولوی شاہ ولی خاں۔ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۶۲ء م ۷ جون ۱۹۴۳ء

(جواب ۶۸۷) جب مسبوق مقتدی نے امام کے سلام سے پہلے امام کی نماز میں شریک ہونے کی نیت سے تکبیر تحریمہ ادا کر لی تو وہ امام کی نماز میں داخل ہو گیا صحت اقتداء کے لئے تحریمہ بہ نیت اقتداء کما کافی ہے اقتداء کی صحت صرف نیت اقتداء کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہنے سے ہو جاتی ہے۔ نیتہ المؤتم الاقتداء (در مختار) ای الاقتداء بالامام او الاقتداء به فی صلاته او الشروع فیها او الدخول فیها۔ الی قوله۔ و شرط النیة ان تكون مقارنة للتحریمة (رد المحتار) (۱) وفی باب اداریک الفریضة فاذا کبر قائما ینوی الشروع فی صلوة الامام تنقطع الاولی فی ضمن شروعه فی صلوة الامام (رد المحتار) (۲) پس اگر مقتدی کے بیٹھنے سے پہلے امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی اسی تحریمہ سے مسبوق کی طرح نماز ادا کرے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

جس مقتدی کا امام کے پیچھے رکوع رہ جائے

(سوال) لاحق نے امام کے رکوع کی تکبیر نہیں سنی اور رکوع فوت ہو گیا پھر وہ رکوع ادا کر کے امام کے فعل میں شریک ہو گیا نماز ہو گئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۵۷۷ عبد السعید شاہ جہانپور مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۶۳ء

(جواب ۶۸۵) اگر امام کے رکوع کی تکبیر نہیں سنی اور رکوع امام کے ساتھ نہیں کیا پھر رکوع کر کے امام کے ساتھ رکعت میں شریک ہو گیا تو نماز ہو گئی (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

دو رکعت پانے والا بقیہ نماز میں قراۃ کرے

(الجمعیۃ مورخہ یکم جون ۱۹۳۴ء)

(سوال) ایک شخص نماز باجماعت میں آخری دو رکعت میں شریک ہو اب باقی دو رکعتیں سورت بلا کر

(۱) (باب الإمامة ۱/ ۵۵۰ ط سعید)

(۲) (۵۲/۲ ط سعید)

(۳) واللاحق من فاتته الركعات کلها أو بعضها' لكن بعد اقتدائه بعذر بان یحق إمامه فی رکوع و سجود و یبدأ بقضاء ما فاتته عکس المسبوق' ثم ینابع أمامه (التبویر و شرحه' باب الإمامة ۱/ ۹۴ ط سعید)

پڑھے یا بغیر سورت کے؟

(جواب ۶۸۶) جس شخص کو جماعت میں آخری دور کعتیں ملیں اور امام کے سلام کے بعد وہ اپنی دور کعتیں پوری کرنے کھڑا ہو تو اس کو ان رکعتوں میں فاتحہ اور سورت دونوں پڑھنا چاہیے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جماعت کی ایک رکعت پانے والا بقیہ نماز کس طرح پڑھے؟

(المجمیۃ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۳ء)

(سوال) جماعت میں آخری ایک رکعت ملی۔ اب پچھلی تین رکعت میں سے کونسی رکعت میں قرأت پڑھے؟
(جواب ۶۸۷) چار رکعت والی نماز کی جماعت میں آخری رکعت ملی تو امام کے ساتھ سلام کے بعد تین رکعتوں میں سے پہلی دور کعتوں میں (جن کے درمیان قعدہ بھی کرے گا) قرأت کرے۔ (۲) محمد کفایت اللہ

بیسواں باب قنوت نازلہ

نماز فجر میں قنوت نازلہ کا حکم

(سوال) ایک مسجد میں امام صبح کی نماز میں مداومت کے ساتھ قنوت نازلہ پڑھتا ہے اور حنفی ہونے کے باوجود ہاتھ چھوڑ کر پڑھتا ہے کیا قنوت ہمیشہ پڑھنا جائز ہے کیا حنفی امام کا ہاتھ چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے؟ کیا بعض مقتدیوں کا ہاتھ چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے؟ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی
(جواب ۶۸۸) قنوت نازلہ کسی سخت مصیبت عامہ کے وقت پڑھی جاتی ہے اگر امام کے نزدیک کوئی ایسی مصیبت عامہ باقی ہے تو وہ قنوت نازلہ پڑھ سکتا ہے (۳) اور ہاتھ باندھنا اولیٰ ہے تاہم اس سے جھگڑا کرنا اچھا نہیں۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

قنوت نازلہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) قنوت نازلہ جو حادثات کے مواقع پر پڑھی جاتی ہے اور آج کل بھی اکثر مساجد میں پڑھی جا رہی

(۱) والمسبوق من سبقه الإمام بها أو بعضها، وهو منفرد حتى يثنى و يتعوذ و يقرأ فيما يقضيه أول صلواته في حق قراءة و آخرها في حق تشهد الخ (التنوير و شرحه باب الإمامة ۱/ ۵۹۶ ط سعید)
(۲) و يقضى أول صلواته في حق قراءة و آخرها في حق تشهد الخ
(۳) قال أبو جعفر الطحاوی: "إنما لا يقنت عندنا في صلاة الفجر من غير بلية فإن وقعت فتنة أو بلية فلا بأس به فعلة رسول الله ﷺ الخ (رد المحتار، باب الوتر والنوافل، مطلب في قنوت النازلة، ۱۱/۲ ط سعید)

ہے زید کہتا ہے کہ قنوت نازل اب نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے قنوت پڑھی۔ پھر اللہ پاک نے لیس لك من الامر شئی آیت نازل فرما کر منع کر دیا تو آپ نے پڑھنی چھوڑ دی۔ ثبوت میں زید ابومالک انجمی کی حدیث پیش کرتا ہے۔ عن ابی مالك الا شجعی قال قلت لابی یابن قد صلیت خلف رسول الله ﷺ وابی بكر و عمر و عثمان و علی ههنا بالكوفة نحو من خمس سنین اكانو یقنتون قال ای بنی محدث . راوه الترمذی (۱) والنسائی و ابن ماجه اس کے علاوہ بڑے بڑے حادثات ہوئے حضرت حسینؑ کا حضرت عثمان ذوالنورینؓ کا اور بھی شہید ہوئے کسی نے قنوت نازل نہیں پڑھی۔ المستفتی نمبر ۶۹۷۷۷ ۲۷ موادی نور الحسن۔ دہلی۔ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ م یکم جولائی ۱۹۴۳ء (جواب ۶۸۹) قنوت نازل رسول اللہ ﷺ نے پڑھی اور خلفائے راشدین نے حضور اکرم ﷺ کے بعد پڑھی ہے اس سے ثابت ہے کہ قنوت نازل ممنوع یا منسوخ نہیں ہوئی آیہ کریمہ لیس لك من الامر شئی کے نزول سے قنوت نازل کی ممانعت نہیں ہوتی آنحضرت ﷺ نے قنوت نازل میں بعض کفار کے نام لیکر بددعا کی تھی اس کی ممانعت ہوئی تھی کہ مخصوص طور پر کسی کا نام لیکر بددعا نہ کی جائے بخاری شریف (۲) میں یہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں انہ سمع رسول الله ﷺ اذا رفع راسه من الركوع فی الركعة الاخرة من الفجر یقول اللهم العن فلانا و فلانا و فلانا بعد ما یقول سمع الله لمن حمدہ ربنا لك الحمد فانزل الله لیس لك من الامر شئی الی قوله فانهم ظالمون . (ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے سنا کہ حضور ﷺ جب فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع الله لمن حمدہ ربنا لك الحمد کے بعد کہتے یا اللہ فلاں اور فلاں اور فلاں شخص کو لعنت کر تو یہ آیت اتری۔ بخاری (۳) کی دوسری روایت میں ان لوگوں کے نام بھی مذکور ہیں جن کے لئے بددعا فرماتے تھے کہ وہ صفوان بن امیہ اور سمیل بن عمرو اور حارث بن ہشام تھے اور اخیر میں یہ تینوں ایمان لے آئے تھے شاید اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کسی کا نام لیکر بددعا کرنے کی ممانعت فرمائی تھی اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے کسی کا نام لیکر قنوت میں بددعا نہیں کی کسی کافر قوم کے لئے یا عموماً کافروں کے لئے بددعا کرنی منع نہیں ہے ایسی بددعا تو قرآن مجید میں موجود ہے الا لعنة الله على الظلمین . اور حضرت ابومالک انجمی کی روایت قنوت نازل کے متعلق نہیں ہے وہ تو نماز فجر میں دوامی قنوت کے متعلق ہے وہ بے شک جمہور کے نزدیک بدعت ہے قنوت نازل جس کا ثبوت آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین سے ہے اس کو بدعت کیسے کہا جاسکتا ہے۔ حضور ﷺ سے ثبوت تو بخاری کی روایتوں میں ہے جس میں سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت اوپر بیان کی جا چکی ہے اور خلفائے راشدین کے متعلق فتح القدر میں حافظ بن ہمام نے ذکر کیا ہے۔ قدر وی عن

(۱) (مشکوٰۃ باب القنوت الفصل الثانی ص ۱۱۴ ط سعید)

(۲) (باب قوله لیس لك من الامر شئی ۲/۶۵۵ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) وعن حنظلة بن أبی سفیان سمعت سالم بن عبد الله یقول كان رسول الله ﷺ یدعو علی صفوان بن أمیه و سهل بن

عمر و الحارث بن هشام الحدیث (غزوة أحد) باب لیس لك من الامر شئی ۲/۶۵۵ ط قدیمی)

صديق انه قنت عند محاربة الصحابة مسيلمة و عند محاربة اهل الكتاب و كذلك قنت عمر و كذا على في محاربة معاوية و معاوية في محاربتنه (۱) اور كنزل العمال (۲) میں ہے۔ عن ابی رافع ان النبی ﷺ و ابا بكر و عمر و عثمان و علیاً قنتوا بعد الركوع . یہ قنوت نازلہ کا بیان ہے اور خلفائے راشدین نے جب حضور اکرم ﷺ کے بعد قنوت نازلہ پڑھی تو ثابت ہوا کہ قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہے نیل الاوطار میں قنوت نازلہ فجر کی نماز میں پڑھنے کا جواز خلفائے راشدین اربعہ اور بہت سے صحابہ کرام سے نقل کیا ہے لہذا یہ جواز صحیح اور ثابت اور قابل عمل ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) قنوت نازلہ میں بادشاہ کا حاضر ہونا ضروری نہیں
(۲) جواب دیگر

(سوال) ایک شخص کہتا ہے کہ قنوت نازلہ ائمہ مساجد کو پڑھنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ امام سے مراد خلیفۃ المسلمین ہے جیسا کہ فعل رسول اللہ ﷺ اور عمل خلفائے راشدین سے ثابت ہوتا ہے اور اسی قول کی روایات فقہیہ قنت الامام سے تائید بھی ہوتی ہے کیونکہ امام کا لفظ مشترک ہے جس میں تصریح مع حوالہ عمل غیر خلیفہ کی ضرورت ہے۔

المستفتی نمبر ۷۷۵۷۷۵ غلام محمد امام مسجد قادر پور ا ضلع ملتان۔ ۶ شوال ۱۳۶۲ھ

(جواب ۶۹۰) قنت امام میں امام سے مراد خلیفۃ الاسلام امیر المؤمنین نہیں ہے بلکہ امام جماعت مراد ہے اس کی دلیل یہ ہے جو شامی میں مذکور ہے۔ و ظاهر تقييد هم بالامام انه لا يقنت المنفرد وهل المقتدى مثله ام لا (۳) یعنی فقہ کی روایات میں قنوت کو امام کے ساتھ اس لئے مقید کیا گیا ہے کہ منفرد قنوت نازلہ نہ پڑھے اور آیا مقتدی بھی اسی کی طرح یعنی منفرد کے مثل ہے یا نہیں؟ دیکھئے لفظ امام کو منفرد اور مقتدی کو مقابل سمجھا ہے نہ خلیفۃ المسلمین کے معنی میں ورنہ یوں کہتے کہ خلیفۃ المسلمین کے علاوہ کوئی نہ پڑھے اور پھر مقتدی کے لئے قنوت پڑھنے کو ترجیح دی ہے جب کہ امام سر اڑھے اور امام جہر سے پڑھے تو مقتدی آمین کہتا رہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(جواب دیگر ۶۹۱) قنوت نازلہ کسی مصیبت کے دفعیہ کے لئے پڑھنا جائز ہے (۴) وہ فجر کی نماز میں رکوع کے بعد کھڑے ہو کر پڑھی جاتی ہے مگر اس میں امام اور مقتدیوں کو ہاتھ چھوڑے رکھنا یا باندھنا بہتر ہے ہاتھ اٹھا کر پڑھنا یا آمین بالجہر کہنا بہتر نہیں ہے مگر ناجائز بھی نہیں ہے (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (فتح القدیر 'باب صلاة الوتر ۱/۴۳۴ ط مصر) (۲) (القنوت ۸/۸۳ ط مكتبة التراث الإسلامی حلب) (۳) (باب الوتر والنوافل' مطلب في قنوت النازلة' ۱۱/۲ ط سعید) (۴) قال الزجاج: "والنازلة الشديدة من شدائد الدهر ولا شك أن الطاعون من أشد النوازل (رد المحتار' باب الوتر والنوافل' مطلب في قنوت النازلة' ۱۱/۲ ط سعید) (۵) إنما لا يقنت عند نافي صلاة الفجر من غير بلية . والذي يظهر لي أن المقتدى يتابع إمامه إلا إذا جهر فيؤمن وإنه يقنت بعد الركوع' لا قبله الخ (رد المحتار' باب الوتر والنوافل' مطلب في قنوت النازلة' ۱۱/۲ ط سعید)

(۱) قنوت نازلہ پڑھنے کا طریقہ

(۲) جواب دیگر

(سوال) آج کل جو روح فرسا مصائب مسلمانوں پر آرہے ہیں ان کے دفعیہ کے لئے نماز میں قنوت نازلہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اس کا طریقہ اور دعائے قنوت بھی تحریر فرمادیں؟

المستفتی محمد عبدالرؤف جگن پوری معلم مدرسہ امینیہ سنہری مسجد دہلی۔ ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۸ھ (جواب ۶۹۲) اس وقت کہ دنیا کی واحد اسلامی سلطنت کو جرّے اکھیڑ دینے اور صدیوں کی قائم شدہ اسلامی حکومت کو سر زمین یورپ سے مٹا دینے کی تجویزیں ہو رہی ہیں یورپ کی خود غرض اور متعصب مسیحی حکومتیں جلالت مآب خلیفۃ المسلمین سلطان المعظم کو مستقر خلافت (قطنظیہ) سے نکال دینے اور خلافت اسلامیہ کا اقتدار مٹا دینے کی کوششیں کر رہی ہیں اسلام اور مسلمانوں کے دشمن مسیحی پادری اور بشپ مذہبی تعصب سے دیوانے ہو کر عیسائی آبادی کو خلیفۃ المسلمین کے خلاف بھڑکا رہے ہیں انصاف اور انسانیت اور آزادی اور سچائی کا خون کرنے پر آمادہ ہیں تو ظاہر ہے کہ اسلامی سلطنت اور خلافت اسلامیہ کی وقعت اور اسلام اور اہل اسلام کی عزت کا خدا تعالیٰ ہی محافظ ہے۔ یہ وقت مسلمانوں کے لئے شدید ترین مصیبت کا وقت ہے ہر شخص جس کے سینے میں منصف دل ہے اور دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے خون کے آنسو روتا ہے عورتیں اور بچے تک بے قرار ہیں نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام عالم کے مسلمانوں میں ایک تلاطم برپا ہے اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس موقع کی نزاکت اور اہمیت کو پورے طور سے سمجھیں اور آپس کے بغض اور کینوں، حسد اور مناقشوں، غیبتوں اور عیب جو سب کو قطعاً ترک کر دیں باہمی اختلافات کو بھول جائیں اور اپنے فرض کو محسوس کریں۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا مندی حاصل کرنے اور اسلام کی مدد کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور حقیقی شہنشاہ رب العالمین احکم الحاکمین کی مقدس بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کریں۔ اور سچے دل سے رو کر گڑ گڑا کر مقامات مقدسہ اور جزیرۃ العرب کے غیر مسلموں سے پاک رہنے اور خلافت اسلامیہ کے اقتدار اور اسلامی سلطنت کی عزت قائم رہنے کی دعا مانگیں، جہری نمازوں کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد قوے میں قنوت نازلہ پڑھیں (۱) امام زور سے قنوت پڑھے اور مقتدی آہستہ آہستہ آمین کہتے جائیں۔ ہاتھ باندھے رکھیں قنوت نازلہ کے الفاظ یہ ہیں :-

اللهم اهدنا فیمن ھدیت و عافنا فیمن عافیت و تولنا فیمن تولیت و بارک لنا فیما اعطیت و قنا شر ما قضیت انک تقضی و لا یقضی علیک و انه لا یدل من والیت و لا یعز من عادیت تبارک ربنا و تعالیت و نستغفرک و نتوب الیک و صلی اللہ علی النبی الکریم، اللهم اغفر لنا و للمؤمنین و المؤمنات و المسلمین و المسلمات و الف بین قلوبہم و اصلح ذات بینہم

(۱) اذا وقعت نازلة فت الإمام فی الصلاة الجهریة والذی یتھیر لی أن المقتدی ینبع إمامہ إلا إذا جھر فیؤمن واند یقت بعد الركوع لا قبلہ (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی قنوت النازلة ۱۱/۲ ط سعید)

وانصرنا على عدوك وعدوهم. اللهم العن الكفرة الذين يصدون عن سبيلك ويكذبون رسلك ويقاتلون اولياءك اللهم خالف بين كلمتهم وزلزل اقدامهم وانزل بهم باسك الذي لا ترده عن القوم المعرّمين - (۱)

کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی - ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۸ھ
(جواب دیگر ۶۹۳) حوادث اور مصائب کے پیش آنے پر حنفیہ نے بھی فرائض میں قنوت پڑھنے کو مسنون کہا ہے (۲) اور اس مصیبت سے بڑھ کر مسلمانوں پر اور کیا آفت ہوگی جو آج کل جنگ بلقان سے پیش آرہی ہے تمام مسلمان خدائے پاک کی جناب میں گریہ و زاری کریں اور فجر کی نماز میں اخیر رکعت کے رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھیں اور اپنے اسلامی بھائیوں کی عزت و وقار کے ساتھ اس مصیبت سے نجات پانے کی دعا مانگیں اور جہاں تک ممکن ہو مجروحین و یتیمی اور بیواؤں کی امداد و اعانت کے لئے چندہ بھیجیں طریقہ قنوت کا یہ ہے کہ امام دوسری رکعت کے رکوع کے بعد قنوت میں یہ دعا پڑھیے :-

(یہاں مذکورہ بالا الفاظ دعائے قنوت کے درج ہیں)

اگر مقتدیوں کو یاد ہو تو بہتر ہے کہ امام اور مقتدی سب آہستہ آہستہ پڑھیں اور مقتدی نہ پڑھ سکیں تو بہتر ہے کہ امام زور سے یہ دعا پڑھے اور مقتدی آہستہ آہستہ آہستہ آہستہ کہتے رہیں امام اور مقتدی دونوں ہاتھ باندھے رہیں۔ (۲) کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح حقیر ضمیر الدین احمد۔ الجواب صواب بندہ محمد قاسم عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی
الجواب بندہ ضیاء الحق عفی عنہ۔ الجواب صحیح انظار حسین عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (مہر) یقال لہ
ابراہیم۔ (مہر) ابو محمد عبدالحق۔ (مہر) محمد سیف الرحمن۔ الجواب صحیح محمد عبدالرشید مہتمم مدرسہ نعمانیہ
دہلی۔ (مہر) ابو الحسن سید محمد تالطف حسین۔ الجواب صحیح محمد کرامت اللہ عفی عنہ۔ (مہر) عبدالجبار عمر
پوری۔ (مہر) سید محمد عبدالسلام عفی عنہ۔ (نوٹ) جو صاحبان مجروحین کے لئے چندہ جمع کرنا چاہیں ان کو
چاہئے کہ وہ براہ راست کوٹھی علیجان حاجی عبدالغفار صاحب خزانچی بلال احمر کے نام روانہ کریں۔ (اشتہار از
طرف طلبائے مدرسہ امینیہ دہلی)

(۱) (حلی کبیر: صلاة الوتر، ص ۴۱۷-۴۱۸ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) قال الشامی: "النازلة الشديدة من شدائد الدهر ولا شك أن الطاعون من أشد النوازل (باب الوتر والنوافل) مطلب فی قنوت النازلة ۱۱/۲ ط سعید"

(۳) لما رواه الإمام أبو حنيفة عن ابن مسعود لأن رسول الله ﷺ لم يقنت في الفجر قط إلا شهراً واحداً لم يرقبل ذلك ولا بعده وإنما قنت شهراً يدعوا على قوم من العرب ثم تركه الخ (البحر الرائق) باب الوتر ۴۷/۳ ط دار المعرفة بيروت لبنان) إنما لا يقنت عندنا في صلاة الفجر من غير بلية فإن وقعت فتنة أو بلية لا بأس به فعله رسول الله ﷺ الخ أن المقتدى يتابع إمامه إلا إذا جهر فيؤمن وإنه يقنت بعد الركوع لا قبله الخ (رد المحتار) باب الوتر والنوافل مطلب فی قنوت النازلة ۱۱/۲ ط سعید

قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہوئی

(سوال) قنوت نازلہ جو مصائب کے پیش آنے پر نمازوں میں پڑھی جاتی ہے اس کے متعلق بعض لوگ چند شبہات بیان کرتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک یہ منسوخ ہے کوئی کہتا ہے کہ صرف فجر کی نماز میں پڑھنی چاہیے کوئی کہتا ہے کہ رکوع سے پہلے پڑھنی چاہیے کوئی کہتا ہے کہ قنوت پڑھتے وقت ہاتھ چھوڑے رکھنا چاہیے۔ براہ کرم ان امور کے متعلق تحقیقی جو بات مرحمت فرمائیں

(جواب ۶۹۴) قنوت نازلہ مصیبتوں کے وقت فرض نمازوں میں پڑھنا جائز ہے اور اس کا جواز عموماً جمہور ائمہ اور خصوصاً حنفیہ کے نزدیک منسوخ نہیں ہے بلکہ جب کوئی عام مصیبت پیش آئے تو مصیبت کے زمانہ تک قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے (اباں قنوت دوائی جو فجر کی نماز میں امام شافعی کے نزدیک مسنون ہے وہ حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے فقہ حنفی کی کتابوں میں جہاں قنوت فجر کو منسوخ کہا ہے اس سے مراد یہی ہے کہ قنوت دوائی فجر کی نماز میں پڑھنا منسوخ ہے قنوت نازلہ کا منسوخ نہ ہونا ان روایات حدیثیہ و فقہیہ سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال قنت رسول اللہ ﷺ فی صلوة العتمة شہرا (الی قولہ) قال ابو ہریرۃ واصبح رسول اللہ ﷺ ذات یوم فلم یدع لہم فذکرت ذلک لہ فقال وما تراہم قد قدموا (ابوداؤد) (۲) (ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمان قیدیوں کی نجات اور کافروں کی ہلاکت کیلئے ایک مہینہ تک عشاء کی نماز میں قنوت پڑھی (الی قولہ) ابو ہریرہ نے فرمایا کہ ایک دن آپ نے دعا نہیں پڑھی تو میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ مسلمان قیدی چھوٹ کر آگئے (ابوداؤد)

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کا ایک مہینہ تک قنوت پڑھ کر چھوڑ دینا قنوت کی ضرورت نہ رہنے کی وجہ سے تھا نہ کہ منسوخ ہونے کی وجہ سے۔

عن انس بن مالک ان النبی ﷺ قنت شہراً ثم ترکہ (ابوداؤد) (۳) (ترجمہ) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہینہ دعائے قنوت پڑھی پھر چھوڑ دی۔ عن ابن عباس قال قنت رسول اللہ ﷺ شہراً متتابعاً فی الظهر والعصر والمغرب والعشاء و صلوة الصبح فی دبر کل صلوة اذا قال سمع اللہ لمن حمدہ من الرکعة الاخرة یدعو علی احياء من بنی سلیم علی رعل و زکوان و عصیة ویؤمن من خلفہ (ابوداؤد) (۴) (ترجمہ) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متواتر ایک مہینے تک ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازوں میں قنوت پڑھی۔ ہر نماز کے آخر میں جب کہ آخری رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے تو بنی سلیم کے قبیلوں رعل و زکوان و عصیہ پر بددعا فرماتے اور مقتدی آئین کتے رہتے۔ اوانہ لعدم وقوع نازلہ

(۱) إنما لا یقنت عندنا فی صلاة الفجر من غیر بلیة فان وقعت فتنة أو بلیة لا یاس بہ فعلمہ رسول اللہ ﷺ الخ (رد المحتار باب الوتر والنوافل مطلب فی قنوت النازلہ ۱/۲ ط سعید)
(۲) (باب القنوت فی الصلاة ۱/۲۰۴ ط سعید)
(۳) (ایضاً) (۴) (باب القنوت فی الصلاة ۱/۲۰۴ ط سعید)

تستدعی القنوت بعدھا فتكون شرعیتہ مستمرة وهو محمل قنوت من قنت من الصحابة بعد وفاته عليه الصلوة والسلام وهو مذهبنا و عليه الجمهور (کبیری) (۱) (ترجمہ) یا حضور کا قنوت کو چھوڑنا اس وجہ سے ہو کہ کوئی ضرورت بعد کو قنوت پڑھنے کی پیش نہ آئی پس قنوت نازلہ کی مشروعیت مستمر ہے اور جن صحابہؓ نے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد قنوت پڑھی ان کا پڑھنا اسی پر محمول ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی کے جمہور قائل ہیں۔ قال ابن الهمام فی شرح الہدایة ان هذا ینشئ لنا ان القنوت للنازلة مستمر لم ینسخ (الی قولہ) وما ذکرنا من اخبار الخلفاء یفید تقرره لفعالہم ذلك بعده ﷺ (فتح القدیر) (۲) (ترجمہ) ان ہمام نے فرمایا کہ مذکورہ بالا بیان ہمارے لئے ظاہر کرتا ہے کہ قنوت نازلہ کا جواز مستمر ہے منسوخ نہیں ہوا (الی قولہ) اور خلفائے راشدین کی جو روایتیں ہم نے ذکر کی ہیں ان سے قنوت نازلہ کا منسوخ نہ ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد قنوت نازلہ پڑھی ہے۔ اذا طبق علماءنا علی جواز القنوت عند النازلة (مرقاة) (۳) (ترجمہ) ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء (ائمہ حنفیہ) کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی مصیبت کے وقت قنوت نازلہ پڑھنی جائز ہے۔ روى عن ابی بکرؓ انه قنت عند محاربة مسیلمة و کذا قنت عمرؓ و کذا علیؓ و معاویہؓ عند تحار بہما (غنیة المستملی) (۴) (ترجمہ) حضرت ابو بکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسیلمہ کذاب سے جنگ کے زمانے میں دعائے قنوت پڑھی اور اسی طرح حضرت عمرؓ نے بھی پڑھی ہے اور ایسے ہی حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ نے بھی اپنی جنگ کے زمانے میں دعائے قنوت پڑھی ہے۔

ان روایات سے ثابت ہے کہ قنوت نازلہ ائمہ حنفیہ اور جمہور کے نزدیک جائز ہے اس کا جواز اور مشروعیت مستمر ہے منسوخ نہیں ہے کیونکہ اگر منسوخ ہوتا تو خلفائے راشدینؓ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد کیوں پڑھتے فتح القدیر، کبیری، عینی، شرح ہدایہ، طحاوی، مراقی الفلاح، در مختار، اشباہ و نظائر، بحر الرائق، غایہ شرح نقایہ، مرقاة شرح مشکوٰۃ، رد المحتار، وغیرہ بہت سی کتابوں میں حنفیہ نے قنوت نازلہ کے جواز کی تصریح کی ہے یہی بات کہ حنفیہ کے نزدیک صرف فجر کی نماز میں ہے یا تین جہری نمازوں میں یا پانچوں نمازوں میں؟ تو اس کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ علامہ طحاویؒ کی عبارت میں صرف فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے کا ذکر ہے (۵) اور اسی کو صاحب شامیؒ نے ترجیح دی ہے لیکن علامہ عینیؒ نے شرح ہدایہ میں صلوة

(۱) (صلوة الوتر ص ۴۲۰ ط سہیل)

(۲) (باب صلاة الوتر ۱/۴۳۴ ط بیروت لبنان)

(۳) (باب القنوت ۳/۱۷۸ ط امدادیہ ملتان)

(۴) (صلوة الوتر ص ۴۲۰ ط سہیل لاہور) (۵) قال أبو جعفر: "فقد يجوز ان يكون علی كان يرى القنوت فی صلاة الفجر سائر الدهر وقد يجوز ان يكون فعل ذلك فی وقت خاص للمعنی الذي كان فعله عمر من أجله الخ (شرح معانی الآثار) باب القنوت فی الفجر وغیرہ ۱/۱۷۲ ط سعید" قال ابو جعفر: "فذهب القوم إلى اثبات القنوت فی صلاة الفجر الخ (شرح معانی الآثار) باب القنوت فی الفجر وغیرہ ۱/۱۶۸ ط سعید"

الجہر لکھا ہے اور اسی طرح بحر الرائق و مراقی الفلاح میں شرح نقایہ سے صلوة الجہر نقل کیا ہے (۱) اور در مختار میں وقیل فی الصلوات کلھا بھی لکھا ہے یعنی کہا گیا ہے کہ تمام نمازوں میں پڑھنی جائز ہے اور احادیث میں بھی قنوت کا ذکر مختلف طریقوں سے آیا ہے کسی حدیث میں صرف نماز فجر کا ذکر ہے اور کسی میں نماز عشاء کا اور کسی میں دو تین نمازوں کا اور کسی میں پانچوں نمازوں کا پس صرف نماز فجر میں پڑھنے کی روایت اور جہری نمازوں میں پڑھنے کی روایت توفیق حنفی کی معتبر کتابوں میں بھی موجود ہے ان دونوں صورتوں میں توفیق حنفی کی رو سے بھی تامل کی گنجائش نہیں رہا پانچوں نمازوں میں پڑھنا تو دیگر ائمہ بموجب حدیث ابن عباس پانچوں نمازوں میں قنوت نازل کے جواز کے قائل ہیں اور یہی مطلب ہے در مختار کے اس قول کا وقیل الصلوات کلھا مگر ائمہ حنفیہ سے پانچوں نمازوں میں پڑھنے کی کوئی فقہی روایت نہیں ہے جہری نمازوں میں پڑھنے کی فقہی روایتیں یہ ہیں۔ ان نزل بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلوة الجہر وبہ قال الاکثرون واحمد الخ (عینی شرح ہدایہ) (۲) (ترجمہ) اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت آجائے تو جہری نمازوں میں امام قنوت پڑھے اسی کے اکثر علماء اور امام احمد قائل ہیں۔ وفی الغایة ان نزل بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلوة الجہر وهو قول الثوری واحمد الخ (مراقی الفلاح) (۳) (ترجمہ) غایہ میں ہے کہ اگر مسلمانوں پر کوئی مصیبت آجائے تو امام جہری نمازوں میں قنوت پڑھے امام ثوری اور امام احمد کا یہی قول ہے۔ "اسی طرح بحر الرائق و شامی میں بھی منقول ہے۔

رکوع سے پہلے پڑھی جائے یا بعد رکوع؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قنوت نازل کو بعد رکوع پڑھنا ہی باعتبار دلیل کے قوی ہے کیونکہ جن روایات حدیث سے قنوت نازل کے جواز پر حنفیہ نے استدلال کیا ہے اس میں تصریح ہے کہ یہ قنوت حضور اکرم ﷺ نے رکوع کے بعد پڑھی ہے اسی کو شامی نے رد المحتار میں ترجیح دی ہے اور اسی کو مراقی الفلاح میں اختیار کیا گیا ہے (۴) اور ملا علی قاری نے مرقاة شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔ قال البیہقی صح انہ علیہ السلام قنت قبل الركوع لکن رواة القنوت بعدہ اکثر واحفظ فهو اولی (مرقاة) (۵) (ترجمہ) علامہ شہبہقی نے فرمایا کہ حضور ﷺ سے قبل الركوع قنوت پڑھنا بھی ثابت ہے لیکن بعد رکوع قنوت کے روایت کرنے والے زیادہ بھی ہیں اور حافظ کے بھی قوی ہیں پس یہی اولیٰ ہے۔

(۱) قنت الإمام فی صلاة الجہر الذی فی البحر عن الشمنی فی شرح نقایة (مراقی الفلاح) باب الوتر ص ۲۲۶ ط (مصر)

(۲) (باب صلاة الوتر) ۲/۵۲۴ ط دار الفکر بیروت لبنان

(۳) (باب الوتر ص ۲۲۶) ط مصر

(۴) (۴) وأنه یقنت بعد الركوع لا قبلہ بدلیل أن ما استدلل به الشافعی علی قنوت الفجر و فیہ التصریح بالقنوت بعد الركوع حملة علماؤنا علی القنوت للنزلة ثم رأیت الشر نبالی فی مراقی الفلاح الخ (رد المحتار) باب الوتر والنوافل مطلب فی القنوت للنزلة ۱۱/۲ ط سعید

(۵) (باب القنوت ۳/۱۷۸) ط امدادیہ ملتان

ہاتھ باندھ لیں یا چھوڑے رکھیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایسے قیام میں جس میں کوئی ذکر مسنون ہو ہاتھ باندھنا سنت ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک جس قیام میں قرآن ہو یعنی قرآن مجید پڑھا جائے اس میں ہاتھ باندھنا مسنون ہے پس ہر نماز میں سبحانک اللہم کے ختم تک اور قنوت کے وقت اور نماز جنازہ میں امام محمدؒ کے نزدیک ہاتھ چھوڑے رکھنا چاہیے۔ اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان سب مواقع میں ہاتھ باندھنا چاہیے جیسے کہ تمام حنیفہ کا معمول ہے اور ثنا اور قنوت وتر اور نماز جنازہ میں ہاتھ باندھے رہتے ہیں پس قنوت نازلہ بھی چونکہ ذکر مسنون ہے اس لئے اس کے پڑھنے کے قیام میں بھی ہاتھ باندھنا ہی حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے مذہب کے موافق مسنون ہوگا لہذا ہاتھ باندھنا ہی اولیٰ اور راجح ہے۔ مراقی الفلاح کے حاشیہ میں علامہ شیخ احمد طحطاویؒ لکھتے ہیں و یضع فی کل قیام من الصلوة ولو حکما فدخل المقاصد ولا بد فی ذلك القیام ان یکون فیہ ذکر مسنون وما لا فلا کما فی السراج وغیره . وقال محمد لا یضع حتی یشروع فی القراءۃ فهو عندهما سنة قیام فیہ ذکر مشروع و عنده سنة للقراءۃ فی رسل عنده حالة الشاء والقنوت و فی صلوة الجنازة و عندهما یعمد فی الكل . الخ (طحطاوی علی مراقی الفلاح) (۱)

(ترجمہ) نماز کے ہر قیام میں ہاتھ باندھے اگرچہ قیام حکمی ہو تو اس میں بیٹھ کر نماز پڑھنے والا بھی داخل ہو گیا مگر یہ شرط یہ کہ اس قیام میں کوئی ذکر مسنون ہو اور جس میں ذکر مسنون نہ ہو نہ باندھے جیسا کہ سراج وغیرہ میں مرقوم ہے اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ جب تک قرآن شروع نہ کرے ہاتھ نہ باندھے پس ہاتھ باندھنا امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہر ایسے قیام کی سنت ہے جس میں کوئی ذکر مسنون ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک قرآن کی سنت ہے لہذا امام محمدؒ کے نزدیک حالت ثنا اور قنوت اور نماز جنازہ میں ہاتھ چھوڑے رکھنے چاہئیں اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان تمام حالتوں (یعنی ثنا، قنوت، نماز جنازہ) میں ہاتھ باندھنا چاہیے۔ انتہی

اگر کوئی ہاتھ اٹھا کر پڑھے تو حدیث شریف سے اس کی بھی گنجائش نکلتی ہے اور ایک فقہی روایت امام ابو یوسفؒ سے بھی منقول ہے کہ قنوت وتر انہوں نے ہاتھ اٹھا کر پڑھی ہے۔ حدیث شریف یہ ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ ﷺ اذا رفع رأسه من صلوة الصبح فی الرکعة الثانية یرفع یدیه فیہا فیدعو بهذا الدعاء اللهم اهدنی فیمن ہدیت الخ (۲) (ترجمہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں جب رکوع سے سر اٹھاتے تو قومے میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھتے اللهم اهدنی فیمن ہدیت الخ (زاد المعاد) حافظ ابن قیمؒ نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے لیکن حاکم سے اس کی تصحیح بھی خرید ہی نقل فرمائی ہے البتہ اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ ہاتھ اٹھانے سے کیا مراد ہے آیا

(۱) (فصل فی بیان سنتھا) تمۃ ص ۱۵۴ ط مصر

(۲) (زاد المعاد فی ہدی خیر العباد) بحث القنوت فی الفجر وغیرہ ۱/۶۹ ط مصر

ابتداء میں دعا شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانا جیسے تکبیر تحریمہ یا قنوت وتر کے وقت اٹھاتے ہیں یا تمام دعا پڑھنے اور آخر ختم کرنے تک اٹھائے رکھنا جیسے دعا میں ہاتھ اٹھاتے ہیں پھر بھی چونکہ حدیث میں یہ احتمال بھی ہے اس لئے ہاتھ اٹھا کر پڑھنے والوں سے بھی جھگڑنا مناسب نہیں ہے اسی طرح جو لوگ ہاتھ چھوڑ کر پڑھیں ان کے لئے بھی امام محمد کے مذہب کے موافق گنجائش ہے اس لئے ان سے بھی جھگڑنے کا موقع نہیں ہے اگر دعائے قنوت مقتدیوں کو یاد ہو تو بہتر ہے کہ امام بھی آہستہ پڑھے اور سب مقتدی بھی آہستہ پڑھیں اور مقتدیوں کو یاد نہ ہو جیسا کہ اکثری تجربہ اسی کا شاہد ہے تو بہتر یہ ہے کہ امام زور سے پڑھے اور سب مقتدی آہستہ آہستہ امین کہتے رہیں حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے قنوت نازلہ کا زور سے پڑھنا روایت کیا ہے۔ (بخاری) (۱)

مغرب کی تیسری رکعت 'عشاء' کی چوتھی رکعت 'فجر' کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر امام دعائے قنوت پڑھے مقتدی امین کہتے رہیں۔ دعا سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائیں دعائے قنوت کے الفاظ یہ ہیں۔ اللہم اھدنا فیمن ھدیت الخ۔

جو شخص تنہا نماز پڑھے وہ اپنی نماز میں اور عورتیں اپنی نماز میں قنوت پڑھیں یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی اجازت یا ممانعت کی تصریح میں نے نہیں دیکھی بجز فقہاء کے اس قول کے کہ قنوت الامام۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ حکم باعتبار اصل ہے کیونکہ فرائض میں اصل یہی ہے کہ وہ جماعت سے ادا کئے جائیں اور منفرد کے حکم سے سکوت ہے تاہم ممانعت کی کوئی وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ ۲۰ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

الجواب صواب محمد انور عفا اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند۔ محمد اعزاز علی غفرلہ۔ خاکسار سراج احمد رشیدی حبیب الرحمن عفی عنہ۔ فقیر اصغر حسین حسنی حنفی۔ بندہ ضیاء الحق عفی عنہ۔

موجودہ یاس انگیز حالت میں قنوت نازلہ ہر مسجد میں ہونی چاہیے اس کے مسنون ہونے میں ائمہ اربعہ متفق ہیں پانچوں نمازوں میں جائز ہے مگر جہری نمازوں میں معتاد اکثرین سلف ہونا ثابت ہے اور نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور ہاتھ باندھے ہوئے دعا کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ فاتحہ میں دعائے اھدنا اور آیت ترغیب و ترہیب میں دعائے مناسب دست بستہ منقول ہے قنوت میں امام ابو یوسفؒ سے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بھی منقول ہے مناسب ہے کہ ان جزوی امور میں اس وقت اختلاف نہ ہو۔ دست بستہ دعائے قنوت جہری نمازوں میں کیا کریں اگر اہل محلہ پانچوں نمازوں میں باہمی اتفاق سے کریں تو ان پر انکار نہ کریں قرآن پاک میں ہے۔ وما یفعلوا من خیر فلن یکفروہ۔ ولکل وجہۃ ہو مولیہا فاستبقوا الخیرات۔ فقط حررہ محمد ناظر حسین نعمانی نقشبندی دیوبندی صدر مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ۔

حامد اومصلیاً۔ قنوت عند المصیبت والحواث العامہ مشروع ہے جزوی و فرعی اختلاف کی وجہ سے

نزاع مناسب نہیں۔ فقط کتبہ الاحقر عبداللطیف عفا اللہ عنہ مدرس مظاہر علوم سہارنپور۔

حامد او مصلیا و مسلما۔ قنوت وقت نازلہ کے احناف کے نزدیک جائز ہے اور بعد رکوع آنحضرت ﷺ نے اس کو اختیار فرمایا ہے احناف کے نزدیک قنوت نماز صبح میں علی الدوام ثابت نہیں یہ قنوت جس کی بابت سوال ہے اس کے جواز میں چون و چرا کرنا لغو ہے جو اب جو مجیب نے تحریر فرمایا ہے یہ عاجز اس سے متفق ہے۔ واللہ اعلم۔ احمد علی عفی عنہ مدرس مدرسہ عربیہ میرٹھ۔

الجواب صحیح۔ محمد ادریس (کاندھلوی) مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ محمد شفیع مدرس مدرسہ عبدالرب دہلی۔ کریم بخش عفی عنہ مدرس مدرسہ عبدالرب۔ حبیب المرسلین عفی عنہ دہلی۔ محمد عبداللطیف سیفی عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی۔ محمد عبد۔ حسن مدرس مدرسہ فتح پوری دہلی۔ سلطان محمود غفرلہ مدرس مدرسہ فتح پوری بندہ احمد سعید غفرلہ واعظ دہلوی۔ محمد میاں عفی عنہ مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی۔ محمد کرامت اللہ عفا اللہ عنہ دہلی۔ محمد عبدالرحیم مہتمم مدرسہ رحیمیہ دہلی۔

بعد حمد و صلوة کے معلوم ہو کہ وقت سخت مصیبت کے قنوت کا پڑھنا ہمیشہ رسول اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین سے پایا گیا ہے اور حضرت ابو بکرؓ نے محاربہ مسلمہ کذاب میں دعائے قنوت پڑھی ہے اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ سے ثابت ہو اچنانچہ ماہرین اخبار پر مخفی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ السید ابوالحسن عفی عنہ۔

قنوت نازلہ پر اشکال اور اس کا جواب

(سوال) محبت نامہ بجواب عریضہ حقیر آیا۔

مولانا! اپنی تحریر میں آنجناب نے تحریر فرمایا ہے کہ ”جیسا کہ میرے لئے علامہ عینی و صاحب بحر و مراقی الفلاح کی عبارت دلیل ہے“ الخ عینی شرح ہدایہ میرے پاس موجود نہیں ہے ورنہ اس کو بھی غور سے مطالعہ کر کے عرض کرتا۔ صاحب بحر نے اس مسئلے کو شرح النقایہ سے لیا ہے اور شارح نقایہ اور صاحب مراقی الفلاح نے غایہ سے نقل کیا ہے اور دونوں نے نقل میں لفظ صلاة الفجر لکھا ہے اور صاحب اشباہ نے جو غایہ سے نقل کیا ہے اس میں لفظ صلاة الفجر لکھا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غایہ کے بعض نسخ میں صلاة الفجر ہے اور بعض دیگر میں صلاة الفجر ہے اور علامہ ابو سعود نے ملا مسکین کے حاشیے میں شرح النقایہ سے جو عبارت نقل کی ہے اس میں لفظ صلاة الفجر ہے ان کی عبارت بعینہ یہ ہے۔ وفي شرح النقایة عن الغایة وان نزل بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلاة الفجر آ ۱۵۸، جس سے یہ معلوم ہوا کہ شرح النقایہ کے بعض نسخ میں صلاة الفجر ہے اور بعض دیگر میں صلاة الفجر ہے ان دونوں میں سے ایک ہی صحیح ہو سکتا ہے مگر کوئی بھی صلاة الفجر والے نسخہ کی صحت کی تصریح نہیں کرتا نہ اشارۃ اس کی صحت کو بیان کرتا ہے خلاف صلاة

الفجر والے نسخہ کے کہ اس کو علامہ شامی نے صحیح مانا ہے اور اس کی تائید میں علامہ حلبي کی عبارت شرح منیہ سے نقل کی پس حقیقت میں تخصیص بالفجر پر غایہ کے ایک نسخہ صلاة الفجر والے سے استدلال ہے اور علامہ حلبي کی عبارت اس نسخہ کی صحت کی مؤید ہے اسی وجہ سے بعد اس کے تصریح کر دی کہ وهو صریح فی ان قنوت النازلة عندنا مختص لصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية او السرية آہ (۱) اور اسی طور سے علامہ طحاوی نے در مختار کے حاشیہ میں پہلے بحر اور مراقی الفلاح کی عبارت نقل کر کے یہ لکھا والذی فی ابی السعود عن الشرح المذكور ان نزل بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلاة الفجر آہ (۲) جس سے مقصود بیان مخالفت منقول عنہا تھا پھر ان دو نسخوں میں سے صلاة الفجر والے نسخہ کی صحت و ترجیح کے لئے عبارت امام طحاوی سے اسی کو متبادر لکھ کر دونوں نسخوں کی موافقت کے لئے یہ تحریر کر دیا کہ والذی یتظهر لی ان قوله فی البحر وان نزل بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلاة الجهر تحریف من النساخ و صوابه الفجر آہ (۳) اس سے صاف واضح ہو گیا کہ احتمال تحریف صرف موافقت نسخ کے لئے ہے نہ یہ کہ احتمال تحریف تخصیص بالفجر پر دلیل بلکہ تحریف محتمل نہیں ہے کیونکہ علامہ شامی نے بحر کے حاشیہ میں بعد نقل عبارت حلبي یہ نص فرمایا کہ و مقتضى هذا ان القنوت لنازلة خاص بالفجر. اس کے بعد یہ لکھا کہ ویخالفه ما ذكره المؤلف معزیا الى الغاية من قوله فی صلاة الجهر و لعله محرف عن الفجر وقد وجدته بهذا اللفظ فی حواشی مسکین و کذا فی الاشباہ و کذا فی شرح الشیخ اسماعیل لکنہ عزاه الى غاية البیان الخ (۴) اور طحاوی نے تخصیص بالفجر پر بطور دلیل کے علامہ حلبي کی عبارت کو نقل کر کے یہ فرمایا کہ فهذا صریح فی تخصیص القنوت للنوازل بالفجر آہ (۵) اور آل جناب نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ صلوات جہریہ میں قنوت نازلہ کا جواز علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں اور سید طحاوی نے مراقی الفلاح میں نقل فرمایا ہے الخ مولانا! طحاوی میں مجھے نہیں ملا بلکہ علامہ طحاوی نے شرح مراقی الفلاح میں جو عبارت شرح النقایہ کی نقل کی ہے اس میں صلاة الفجر لکھا ہے اور مراقی الفلاح کے قول وهو مذہبنا و علیہ الجمهور پر یہ تصریح فرمائی ہے ای القنوت للحادثة وان خصصناه بالفجر لفعله ﷺ و عممه الجمهور فی کل الصلوات آہ (۶) جس سے صاف معلوم ہو کہ احناف کے نزدیک قنوت نازلہ نماز فجر میں مخصوص ہے خلاصہ یہ کہ علامہ طحاوی اور شامی نے تائید اثبات میں علامہ حلبي کی عبارت کو تحریر فرمایا اور لفظ کانہم الخ۔ کو صرف احتمال کے طور پر حمل نہیں کیا

(۱) (رد المحتار' باب الوتر والنوافل' مطلب فی القنوت للنازلة ۱۱/۲ ط سعید)

(۲) (باب الوتر والنوافل ۱/۲۸۳ ط دار المعرفة للطباعة والنشر بیروت لبنان)

(۳) (باب الوتر والنوافل ۱/۲۸۳ ط دار المعرفة بیروت لبنان)

(۴) (باب الوتر والنوافل ۲/۴۷ ط دار المعرفة بیروت لبنان)

(۵) (حاشیة الطحاوی علی الدر المختار' باب الوتر والنوافل ۱/۲۸۳ ط بیروت)

(۶) (باب الوتر ص ۲۲۷ ط مصر)

بلکہ خود علامہ حلبی نے شرح منیہ صغیری میں یہ تحریر فرمایا ہے ویجوز عندنا ان وقعت فتنة او بلیة ان یقنت فی الفجر قاله الطحاوی پس عبارت بحر مرقی الفلاح جو غایہ سے نقل کر کے صلاۃ جہریہ کے قائل ہوئے ہیں بسبب اختلاف نسخ کے مفید تعمیم صلاۃ جہریہ کی نہیں ہوئی تاکہ دلیل ہو سکے گو وہ عبارت قبل ترجیح کے مفید تخصیص بالفجر کو بھی نہیں اور تخصیص بالفجر کے لئے امام طحاوی کا قول بلا کسی معارض و مخالف کے دلیل ہے جیسا کہ ان کو صغیری میں کہا قال الطحاوی اور کبیری میں اس کی وجہ سے احتمال نسخ کو ذکر کیا علاوہ ازیں آن جناب بھی تخصیص صلوات جہریہ کے بہ سبب روایات احناف کے قائل ہیں پس مسلم شریف کی حدیث کا جس میں لفظ انه قنت فی صلاۃ الظهر ہے احناف کی طرف سے کیا جواب ارشاد فرمائیں گے پس کانہم الخ کا احتمال ہونا تخصیص بالفجر کے لئے مضر نہیں ہے جیسا کہ آنجناب کے نزدیک تخصیص بصلوة الجہر کے لئے مضر نہیں علاوہ ازیں مسلم ہے کہ علامہ حلبی نے اس کو بطور احتمال کے بیان کیا ہے مگر علامہ نوح آفندی نے جزمًا و قطعاً بیان کیا ہے جیسا کہ علامہ شامی نے حواشی بحر میں تحت قوله ولہما انه منسوخ کے لکھا ہے قال العلامة نوح آفندی هذا علی اطلاقہ مسلم فی غیر النوازل واما عند النوازل فی القنوت فی الفجر فینبغی ان یتابعہ عند الكل لان القنوت فیہا عند النوازل لیس بمنسوخ علی ما هو التحقیق کما مروا ما فی القنوت فی غیر الفجر عند النوازل کما هو مذهب الشافعی فلا یتابعہ عند الكل فان القنوت فی غیر الفجر منسوخ عندنا اتفاقاً (۱) والسلام

مشتاق احمد عفا عنہ الصمد بقلم خود۔ مورخہ ۲۳ رجب ۱۳۲۰ھ

مدرسہ دارالعلوم مسجد رنگیان۔ کانپور

(جواب ۶۹۵) بعد سلام مسنون عرض ہے کہ نامہ سامی کئی روز ہوئے کہ موصول ہوا تھا بندہ مدرسہ کے طلبہ کے امتحان میں مشغول تھا اس لئے جواب نہ لکھ سکا۔

صاحب بحر نے شرح نقایہ سے اور مرقی الفلاح میں غایہ سے صلاۃ الجہر نقل کیا ہے اور علامہ شامی نے حواشی بحر میں شرح شیخ اسمعیل کے حوالے سے بنایہ شرح ہدایہ للعینی سے نقل کیا ہے اذا وقعت نازلة قنت الامام فی الصلوة الجہریة وقال الطحاوی لا یقنت عندنا فی صلوة الفجر فی غیر بلیة اما اذا وقعت فلا باس بہ (۲) اور ظاہر ہے کہ بنایہ کی عبارت میں لفظ فی الصلاۃ الجہریة میں صلاۃ الفجر سے تحریر ہونے کا احتمال نہایت بعید ہے اسی لئے علامہ شامی نے اس کے بعد فرمایا و لعل فی المسئلة قولین فلیراجع (۳) سید طحاوی نے حاشیہ مرقی الفلاح میں قنت الامام فی صلاۃ الجہر پر لکھا ہے۔ الذی فی البحر عن الشمنی فی شرح النقایة معرنا للغایة اذا نزل بالمسلمین نازلة قنت فی صلوة الفجر آہ (۴) حالانکہ بحر کے موجودہ مطبوعہ نسخہ میں لفظ صلاۃ الجہر ہے نہ کہ صلاۃ الفجر

(۱) (منجۃ الخالق) باب الوتر والنوافل ۲/۸ ط دار المعرفۃ للطباعة والنشر بیروت

(۲) (ایضاً) (۳) (ایضاً) (۴) (باب الوتر ص ۲۲۶ ط مصر)

پس میرا خیال اب تک یہی ہے کہ حنفیہ کے یہاں صلوٰۃ الجہر کی روایت بھی ہے اور صلوٰۃ الفجر کی بھی اور صلوٰۃ الجہر کی روایت چونکہ موجب بالاحادیث ہے اس لئے اس پر عمل کرنے میں حنفیت کی رو سے بھی مضائقہ نہیں رہا یہ کہ سری نمازوں کے لئے بھی قنوت کی روایتیں حدیث کی موجود ہیں تو میں حنفیت کے لحاظ سے ان پر عمل کی رائے نہیں رکھتا۔ اگرچہ قطعاً اس کو بھی منسوخ نہیں سمجھتا کیونکہ نسخ کی کوئی دلیل نہیں اور علامہ نوح آفندی یا مثل ان کے دیگر متاخرین کی تصریح بالسخ کو اس اختلاف نقل کی صورت میں ناکافی سمجھتا ہوں تا وقتیکہ یہ متقدمین سے تصریح نقل نہ فرمائیں۔ امام طحاویؒ کی عبارت بھی تخصیص بالفجر میں تصریح نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

اکیسواں باب قراءت اور تلاوت

فجر اور ظہر میں طوال مفصل پڑھنا سنت ہے

(سوال) فجر اور ظہر میں سورہ حجرات سے سورہ بروج تک اور عصر و عشاء میں سورہ الطارق سے سورہ لم یکن الذین تک اور مغرب میں سورہ زلزال سے سورہ ناس تک اور ترووں میں سج اسم ربک سورۃ القدر سورہ کافرون سورہ اخلاص (اور آخر میں سورہ اخلاص خاص کر) ان سورتوں کا اس طرح پڑھنا سنت ہے یا مستحب؟ اگر کوئی امام مندرجہ بالا سورتوں کے علاوہ اور کوئی رکوع یا تین چار آیت کہیں سے پڑھے تو وہ امام تارک سنت ہے یا نہیں؟ اور ان سورتوں کے نہ پڑھنے میں نماز کے ثواب میں کچھ کمی ہوتی ہے یا نہیں؟

(نوٹ) قرأت مندرجہ بالا سورتوں سے لمبی نہیں ہوتی۔

(جواب ۶۹۶) ہاں اس ترتیب سے سورتیں نمازوں میں پڑھنا سنت ہے مگر سنت مؤکدہ نہیں اس کے خلاف دوسرے رکوع پڑھ لینے میں کوئی کراہت نہیں ہے ہاں خلاف اولیٰ ہے (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

نماز میں خلاف ترتیب قراءت کا حکم

(سوال) زید نے مغرب کے وقت اول رکعت میں سورہ فلق اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھی۔ نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ احمد حسین صاحب سلطان پور۔ ۱۶ محرم ۱۳۵۳ھ

(جواب ۶۹۷) قرآن مجید کی ترتیب بدل کر الٹا کرنا مکروہ ہے یہ کراہت قصد پڑھنے کی صورت میں

(۱) ویسن فی الحضرة لامام و منفرد . طوال المفصل من الحجرات الى آخر البروج في الفجر والظهر و منها الى آخر لم یکن أو ساطه في العصر والعشاء و باقیہ قصارہ فی المغرب (التنوير و شرحه فصل فی القراءۃ ۱/۵۳۹، ۵۴۰ ط سعید)

سے نماز تو ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور بلا قصد پڑھ لی جائے تو کراہت بھی نہیں اور نماز بلا کراہت درست اور صحیح ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

”فمن تبعنی“ کی جگہ ”فمن تبعه“ پڑھا تو کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک امام نے نماز میں رب انھن اضللن کثیراً من الناس فمن تبعنی فانہ منی کی جگہ فمن تبعه فانہ منی پڑھ دیا آیا نماز درست ہوئی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۶۳ مولوی بشیر اللہ نواکھالی۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء
(جواب ۶۹۸) نماز ہوگئی کیونکہ فمن تبعه کی ضمیر منصوب کا مرجع رب کو قرار دیا جائے تو معنی بھی صحیح رہتے ہیں اور متاخرین کے اصول کے موافق بدون اس تاویل کے بھی نماز فاسد نہیں ہوتی (۲) محمد کفایت اللہ

درمیان میں چھوٹی سورت چھوڑنا مکروہ ہے

(سوال) زید نے رکعت اولیٰ میں اراء یت الذی پڑھی رکعت ثانیہ میں قل یا ایہا الکفرون اور تین آیت یا تین آیت سے کم درمیان میں چھوڑ دی یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۷۸۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ، ۶ جون ۱۹۳۶ء
(جواب ۶۹۹) قصد ایسا کرنا مکروہ ہے اور بلا قصد ہو جائے تو مضائقہ نہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

”بصیراً“ کے وقف پر نون کی بودینا

(سوال) جو امام بصیر اپرو وقف کرتے ہوئے نون کی بودیتا ہو اس کے اس فعل سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۹۱ جلال الدین (ضلع حصار، پنجاب) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۶ء
(جواب ۷۰۰) جو امام کہ وقف بصیر اپرو نون کی بودیتا ہے وہ غلطی کرتا ہے مگر اس سے نماز فاسد نہ ہوگی (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

”لله الصمد“ پڑھنے میں نماز ہوئی یا نہیں؟

(سوال) امام اللہ الصمد کی جگہ لله الصمد پڑھتا ہے۔ معنی بدل گئے نماز ہوئی کہ نہیں ہوئی؟

(۱) ویکرہ الفصل بسورة قصيرة وان یقرأ منکوسا الا اذا ختم الخ (الدر المختار، فصل فی القراءة ۱/ ۵۴۶ ط سعید)
(۲) ومنها ذکر کلمة مکان کلمة علی وجه البدل ان كانت الکلمة التي قرأها مکان کلمة یقرب معناها وهي فی القرآن لا تفسد صحاح الخ (عالمگیریة، الفصل الخامس فی زلة القاری ۱/ ۸۰ ط ماجدیہ، کونہ)
(۳) ویکرہ الفصل بسورة قصيرة وان یقرأ منکوسا الا اذا ختم الخ (الدر المختار، فصل فی القراءة ۱/ ۵۴۶ ط سعید)
(۴) والفتویٰ علی عدم الفساد لكل حال وهو قول عامة علمائنا المتأخرین (نور الايضاح ص ۸۵ ط سعید کمپنی کراچی)

المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب (دہلوی)

(جواب ۷۰۱) اللہ الصمد پڑھتا ہے یا احدن اللہ الصمد پڑھتا ہے اگر اللہ الصمد پڑھے تو نماز نہ ہوگی (۱) اور احدن اللہ الصمد پڑھے تو صحیح ہے نماز ہو جاتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھنا

(سوال) تراویح میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا جائز ہے یا ناجائز امام صاحب کیا فرماتے ہیں صاحبین کا کیا مسلک ہے حدیث عائشہ کا کیا جواب ہے ؟

المستفتی نمبر ۲۰۹۶ چودھری حاجی شیخ اللہ بخش صاحب (گوالیار)

۳ شوال ۱۳۵۶ھ ۸ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۰۲) امام ابو حنیفہ کے نزدیک نماز میں امام کا قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا مفسد ہے یعنی نماز درست نہیں ہوتی اور صاحبین و دیگر ائمہ کے نزدیک نماز درست ہو جاتی ہے اگر یہ شخص جس نے یہ اشتہار دیا ہے اور دیکھ کر قرآن شریف پڑھتا ہے حنفی ہے تو اس کا یہ فعل صحیح نہیں اور حنفی نہیں ہے تو حنفیوں کو اس سے تعرض کرنے کی ضرورت نہیں حضرت عائشہ کا غلام زکوان قرآن مجید دیکھ کر پڑھتا تھا حافظ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز کی نیت باندھنے سے پہلے قرآن مجید دیکھ کر پڑھ لیتا تھا تاکہ یاد ہو جائے پھر نماز میں یاد پڑھتا تھا اور آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں کوئی تصریح موجود نہیں اس لئے امام ابو حنیفہ نے احتیاط اسی میں سمجھی کہ یاد پڑھا جائے۔ (۲) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

پہلی رکعت میں ”سورہ اعلیٰ“ اور دوسری میں ”سورہ غاشیہ“ پڑھنا

(سوال) اکثر لوگ نماز میں پہلے سورہ اعلیٰ رکعت اول میں اور سورہ غاشیہ دوسری رکعت میں پڑھتے ہیں موافق ترتیب یہی ہے مگر سورہ اعلیٰ چھوٹی سورت ہے اور سورہ غاشیہ بڑی سورت ہے۔

المستفتی نمبر ۲۸۱۲ محمد عبدالشکور فیض آباد۔ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ

(جواب ۷۰۳) یہ دونوں سورتیں ایک نماز میں پڑھنا جائز ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) آی والحال فی أن معنی ذلك اللفظ بعید معنی لفظ القرآن متغیر معنی لفظ القرآن بہ تغیراً فاحشاً قویاً بحيث لا مناسبة بین المعینین أصلاً تفسد صلاته أيضاً الخ (حلی کبیر، احکام زلة القاری، ص ۴۷۶، ط سهیل اکیڈمی، لاہور)
(۲) ویفسد ما قراءته من مصحف عند ابی حنیفة وقالوا: "لا تفسد" له ان حمل المصحف و تقلیب الأوراق والنظر فیہ عمل کثیر وللصلاة عنه بد الخ (عالمگیریۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاة وما یکره فیہا ۱/۱۰۱ ط ماجدیہ)
(۳) روى أنه علیه السلام قرأ فی الأولى من الجمعة سبح اسم ربك الأعلى وفي الثانية هل اتاك حدیث الغاشیة الخ (رد المحتار، فصل فی القراءة ۱/۵۴۳ ط سعید)

نماز میں آیتوں کا تکرار

(سوال) ایک امام صاحب فجر، مغرب اور عشاء کی فرض نماز میں ایک رکعت میں سورۃ پڑھتے ہوئے ایک آیت کو دوبارہ پڑھتے کبھی ایک کلمہ کو دوبارہ پڑھتے ہیں مقتدی دریافت کرتے ہیں کہ امام صاحب آپ فرض نماز میں ایسا کیوں کرتے ہیں تو امام صاحب کہتے ہیں کہ ایسا فرض نماز میں پڑھنے کا حکم ہے، کیا یہ صحیح ہے؟
المستفتی نظیر الدین امیر الدین (املیزہ ضلع شرقی خاندیس)

(جواب ۷۰۴) کسی عذر کی وجہ سے فرض نماز میں آیت کو دوبارہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے اور عذر نہ ہو تو مکروہ ہے مگر امام صاحب سے وجہ دریافت کی جائے اور ان کے بیان کے ساتھ مسئلہ دریافت کیا جائے یہ بھی واضح ہو کہ آیت کی تکرار فرض میں کرنا مکروہ تحریمی نہیں مکروہ تنزیہی ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مل کر قرآن خوانی کرنے کا حکم

(سوال) متعلقہ تلاوت اجتماعاً

(جواب ۷۰۵) جب کئی آدمی مل کر قرآن خوانی کریں تو سب کو آہستہ پڑھنا چاہیے خواہ مسجد میں کریں یا کسی اور جگہ کریں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

ننگے سر قرآن کی تلاوت کرنا

(سوال) متعلقہ آداب تلاوت

(جواب ۷۰۶) قرآن خوانی کے وقت گرمی کی وجہ سے ننگے سر بیٹھنا مباح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

قراءت میں غلطی سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا

(سوال) متعلقہ سہو امام بقراءت

(جواب ۷۰۷) امام اگر بھول جائے یا غلط پڑھے یا رک جائے تو ان باتوں سے سجدہ سہو نہیں آتا (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) إذا كرر آية واحدة مراراً إن كان في التطوع الذي يصلية وحده فذلك غير مكروه وإن كان في الفريضة فهو مكروه وهذا في حالة الاختيار أما في حالة العذر والنسيان فلا بأس به الخ (حلی کبیر) تتمات فیما یکره من القرآن ص ۴۹۴ ط سہیل

(۲) ويكره للقوم أن يقرؤا القرآن جملة لتضمنها ترك الاستماع والإنصات المأمور بهما الخ (عالمگیریة) الباب الرابع في الصلاة والتسبيح وقراءة القرآن الخ ۳۱۷/۵ ط ماجدیہ

(۳) ولا يجب السهو إلا بترك واجب أو تأخيره أو تأخير ركن أو تقديمه الخ (عالمگیریة) الباب الثاني عشر في سجود السهو ۱۲۶/۱ ط ماجدیہ

جمعہ، عیدین اور تراویح میں جہر اقراءت کرنا واجب ہے

(سوال) جمعہ اور عیدین اور تراویح میں آواز سے قراءت کرنا واجب ہے یا سنت؟

(جواب ۷۰۸) جمعہ اور عیدین میں آواز سے قراءت کرنا واجب ہے۔ لو رود النقل المستفیض بالجهر کذا فی الهدایة (۱) حدیث روى ان النبی ﷺ جهر فیہما اور تراویح میں بھی واجب ہے ویجهر الامام وجوبا فی الفجر واولی العشاءین اداء وقضاء وجمعة و عیدین و تراویح ووتر بعدھا (کذا فی الدر المختار ص ۳۹۲) (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ مدرسہ امینیہ دہلی

دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فاصلہ کرنا مکروہ ہے

(سوال) امام نے مغرب کی نماز میں پہلی رکعت میں سورہ لہب پڑھی دوسری میں سورہ فلق، عمرو کہتا ہے کہ اس طرح پچ میں چھوٹی ایک سورہ چھوڑنے سے نماز نہیں ہوتی؟

(جواب ۷۰۹) درمیان میں قصد ایک چھوٹی سورت چھوڑنا مکروہ ہے، نماز تو ہو جاتی ہے مگر کراہت تنزیہی کے ساتھ اور بغیر قصد کی چھوٹ جائے تو کراہت بھی نہیں ہوتی (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز میں مکمل سورت پڑھنا افضل ہے

(سوال) نماز جہری میں سورت کا ملانا افضل ہے یا کہیں سے تین آیات کا پڑھنا افضل ہے؟

(جواب ۷۱۰) سورت ملائے یا تین آیتیں پڑھے دونوں جائز ہیں سورت ملانا افضل ہے مگر آیتیں پڑھنے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

امام کو لقمہ دینا

(سوال) ایک امام صاحب نے جمعہ کے دن حتی اذا جاؤ پڑھا جو کہ سورہ زمر میں ہے ایک مصلیٰ نے لقمہ دیا حتی اذا جاؤ ہا اور امام صاحب نے لقمہ لیا بعد نماز امام صاحب نے کہا کہ لقمہ دینے والے کی نماز مکروہ ہوئی؟

المستفتی نمبر ۳۳۰ (ترا سوال) ۱ ربيع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۹ جون ۱۹۳۳ء

(۱) ہدایة: فصل فی القراءۃ ۱/۱۱۶ ط مکتبہ شرکتہ علمیہ ملتان

(۲) فصل فی القراءۃ ۱/۵۳۳ ط سعید

(۳) ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وأن یقرأ منکوساً الخ (الدر المختار: فصل فی القراءۃ ۱/۵۴۶ ط سعید)

(۴) وكذا لو قرأ فی الأولى وسط سورۃ أو من سورۃ أولیها، ثم قرأ فی الثانیۃ من وسط سورۃ أخرى أو من أولیها أو سورۃ

قصیرۃ الأصح لا یکرہ، لکن الأولى أن لا یفعل من غیر ضرورۃ الخ (الدر المختار: فصل فی القراءۃ ۱/۵۴۶ ط سعید)

(جواب ۷۱۱) لقمہ دینے والے کی نماز مکروہ نہیں ہوتی (۱) امام صاحب کا یہ فرمانا درست نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) ہر رکعت کی ابتداء میں ”بسم اللہ“ پڑھنا

(۲) تیسری رکعت میں ملنے والا ثنا پڑھے یا نہیں؟

(سوال) (۱) حالت نماز میں ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنی چاہیے؟ نیز سورۃ فاتحہ کے بعد جب دوسری سورت شروع کریں تب بھی بسم اللہ پڑھیں؟ (۲) اگر جماعت میں تیسری رکعت میں شریک ہو اور امام خاموشی سے قرأت کر رہا ہے تب اول شروع کی ثنا پڑھنی چاہیے یا خاموش کھڑا ہو جائے؟
المستفتی نمبر ۱۶۱۸ محمد ابوراشد صاحب (پانی پت ضلع کرنال) ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ۔

(جواب ۷۱۲) (۱) ہر رکعت میں فاتحہ اور سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھنی جائز ہے مگر اخفا کے ساتھ جہر سے نہیں (۲) خاموش کھڑا ہو جائے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سورہ یس کے بعد درود پڑھنا ثابت ہے یا نہیں؟

(الجمعیۃ سہ روزہ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ سورہ یسین میں لفظ یسین کے بعد درود شریف پڑھنا ضروری ہے؟
(جواب ۷۱۳) زید کا قول صحیح نہیں ہے قراءۃ عظام کی قرأت میں لفظ یسین کے بعد درود نہیں ہے اور نہ کسی حدیث سے ثابت ہے پس زید کا قول بے دلیل ہے تلاوت میں نظم قرآنی کے درمیان غیر قرآن کو داخل نہیں کرنا چاہیے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ مدرسہ امینیہ دہلی

خارج از صلوة کے لقمہ سے فساد نماز کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۶ء)

(سوال) ماہ رمضان المبارک میں اکثر ایسا موقع ہوا کرتا ہے کہ بجز اس حافظ کے جو تراویح پڑھتا ہے کوئی

(۱) بخلافہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لفتح و آخذ بكل حال الخ (التنویر و شرحہ) باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا ۱/۶۲۲ ط سعید

(۲) وکما تعوذ سمی غیر المؤتم بلفظ التسمیۃ سراً فی اول کل رکعة الخ (التنویر و شرحہ) فصل فی بیان تالیف الصلوة ۱/۴۹۰ ط سعید

(۳) وقرأ کما کبر سبحانک اللہم — إلا إذا شرع الإمام فی القراءۃ سواء کان مسبقاً أو مدرکاً و سواء کان امامہ یجہر بالقراءۃ أو لا فإنہ لا یأتی بہ الخ (التنویر و شرحہ) فصل فی بیان تالیف الصلوة ۱/۴۸۸ ط سعید

(۴) من أحدث فی أمرنا ہذا اما لیس منه فهو رد (بخاری) کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود ۱/۳۷۱ ط قدیمی کتب خانہ کراچی

دوسرا حافظ سامع نہیں ہوتا اگر ایسی صورت میں کسی مقتدی نے جو غیر حافظ ہے قرآن کھول کر قاری کا سنا اور اس کی غلطی پر ٹوکا اور نماز کی پہلی رکعت میں بوجہ مجبوری مذکور کے شامل نہ ہو تو جائز ہے یا نہیں؟

العاجز ظفر عالم، برزادہ مولوی محمد ادریس صاحب۔ الوفی وارد حال میرٹھ

(جواب ۷۱۴) جو شخص امام کی نماز میں شریک نہیں ہے وہ امام کو قرأت وغیرہ میں لقمہ نہیں دے سکتا اگر لقمہ دے گا اور امام اس کو لے گا تو امام کی اور جماعت کی نماز فاسد ہو جائے گی (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پہلی رکعت میں اخلاص اور دوسری رکعت میں فلق پڑھنا

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید نے مغرب میں پہلی رکعت میں سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں سورہ فلق پڑھی ایسا قصدا نہیں کیا بلکہ بھول ہو گئی بحر نے سلام پھیرنے کے بعد کہا کہ نماز نہیں ہوئی اور آج سے تم امامت سے علیحدہ ہو جاؤ؟

(جواب ۷۱۵) اس صورت میں کہ پہلی رکعت میں سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں سورہ فلق پڑھی نماز درست ہو گئی نماز نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

قد افتح کو قد فلق پڑھنا

(الجمعیۃ مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) زید جو ایک مسجد کا امام جمعہ ہے وہ سورہ اعلیٰ میں قد افتح من تزکی اور سورہ والشمس میں قد افتح من زکھا ہر دو مقام میں قد کی وال کو مفتوح کر کے افتح کی فاسے ملا کر ہمزہ کو گرا کر پڑھتا ہے جب اس سے کہا گیا تو کہتا ہے کہ دونوں طرح جائز ہے بقاعدہ یسئل و یرمی اخاہ

(جواب ۷۱۶) اگرچہ بعض علمائے عربیہ نے اس صورت میں حذف ہمزہ کو جائز رکھا ہے مگر قرآن مجید میں جواز کے قاعدے کے ساتھ قرأت ماثورہ کی متابعت بھی ضروری ہے پس اگر قرأت ماثورہ منقولہ میں یہ قرأت ہو تو پڑھنے میں حرج نہیں ورنہ قرأت ماثورہ کا اتباع کرنا چاہیے (۲) واللہ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) فتحہ علی غیر امامہ ... وكذا الأخذ إلا إذا تذكر فتلا قبل تمام الفتح الخ وفي الشامية: "أخذ المصلي غير الإمام بفتح من فتح عليه مفسد أيضا" ... أو أخذ الإمام بفتح من ليس في صلاته الخ (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها) ۶۲۲/۱ ط سعید

(۲) ولو زاد كلمة أو نقص كلمة أو نقص حرفاً أو قدمه أو بدله بآخر ... لم تفسد ما لم يتغير المعنى الخ (الدر المختار) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۶۳۲/۱ ط سعید

- (۱) جہری نماز میں منفرد کے لئے قراءت کا حکم
 (۲) ہر رکعت کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے
 (۳) سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو سجدہ سہو واجب ہوگا
 (۴) سورہ فاتحہ قرآن کا جزو ہے یا نہیں؟
 (الجمعیۃ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۲۸ء)

- (سوال) (۱) ایک شخص نے نماز فجر اکیلے پڑھی اور قراءتہ بالجہر کی کیا اس کی نماز ہوگئی؟
 (۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم ہر ایک نماز میں اور ہر ایک رکعت میں بول سکتا ہے یا نہیں؟
 (۳) ایک شخص نے نماز فرض یا واجب یا سنت پڑھی ہے تو سورہ فاتحہ پڑھنی بھول گیا ہے اور باقی قراءتہ پڑھی اس کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

- (۴) سورہ فاتحہ قرآن کی سورۃ ہے یا دعا ہے؟
 (جواب ۷۱۷) (۱) نماز درست ہوگئی فجر، مغرب اور عشاء کی نماز تنہا پڑھنے والا بھی بالجہر پڑھ سکتا ہے (۱)

- (۲) ہر نماز میں اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ آہستہ پڑھنی چاہیے (۲)
 (۳) سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جاتی ہے سجدہ سہو نہ کرے تو لوٹانا واجب ہے (۳)

- (۴) سورہ فاتحہ قرآن مجید کی سورت ہے اس میں مضمون دعا کا بھی ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

امام بھول جائے تو لقمہ دینا جائز ہے

(الجمعیۃ مورخہ یکم اگست ۱۹۲۹ء)

- (سوال) نماز فرض ہو رہی ہو اور امام سے قراءتہ میں سہو ہو جائے اور امام تین آیت پڑھ چکا ہو تو مقتدی لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

- (جواب ۷۱۸) تین آیتیں پڑھ چکنے کے بعد بھی امام کو لقمہ دینا جائز ہے اور لقمہ دینے یا لینے سے نماز فاسد

(۱) قال فی التنبیہ و شرحہ: "ویجہر الإمام فی الفجر وأولی العشاءین اداءً وقضاءً..... ویخیر المنفرد فی الجہر" وهو أفضل الخ (باب صفة الصلاة ۱/۴۳۳ ط سعید)

(۲) وكما تعوذ سمي سراً في أول كل ركعة الخ (التنبیہ و شرحہ) باب صفة الصلاة ۱/۴۹۰ ط سعید

(۳) فيها قراءتہ الفاتحة والسورة إذا ترك الفاتحة في أوليين أو أحدهما يلزمه السهو (عالمگیریۃ) الباب الثاني عشر في سجود السهو ۱/۱۲۶ ط ماجدیہ

(۴) قال رسول الله ﷺ: "والذي نفسي بيده ما انزلت في التوراة ولا في الإنجيل ولا في الزبور ولا في الفرقان مثلها وإنها سبع من المثاني والقرآن العظيم الذي أعطيته" هذا حديث حسن صحيح (ترمذی) فضل فاتحة الكتاب ۲/۱۱۵ ط سعید

نہیں ہوتی ہاں بہتر یہ ہے کہ امام نین آیتیں پڑھ چکنے کے بعد بھولے تو فوراً رکوع کر دے (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھنا جائز ہے
(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) ایک مسجد کے امام صاحب مغرب عشاء و فجر کی نمازوں میں مستحسن سورتیں پڑھتے ہیں اور مہینے میں دو ایک مرتبہ ادھر ادھر کی سورتیں بھی پڑھ دیا کرتے ہیں اس پر زید یہ کہتا ہے کہ امام صاحب نے قرآن شریف کو بند کر دیا ہے چند مقرر سورتیں پڑھتے ہیں اور دوسری سورتیں نہیں پڑھتے کیا وجہ ہے؟ اس پر امام صاحب نے جواباً کہا کہ مستحسن یہی ہے لیکن پھر بھی گا ہے گا ہے دوسری سورتیں پڑھ لیا کرتا ہوں اس پر زید کہنے لگا کہ یہ گا ہے گا ہے نہیں ہو گا ہے گا ہے کے معنی یہ ہیں کہ ہفتے میں دو تین بار ادھر ادھر کی سورتیں یعنی غیر مستحسن سورتیں اور آیات پڑھی جائیں امام صاحب نے پھر جواباً کہا کہ یہی طریقہ مستحسن ہے اسی پر ہمارا عمل رہے گا سپر زید نے مسجد مذکور میں نماز پڑھنی چھوڑ دی نیز یہ بھی کہتا ہے کہ ہم کو پچھ قرآن شریف سے قراءت سننے کا شوق ہے اس طریقے پر جیسا کہ امام صاحب پڑھتے ہیں ہمارا دل نہیں لگتا زید اب ایسے پیش امام کے پیچھے نماز ادا کرتا ہے جو بدعتی اور غیر عالم ہے زید خود دیوبندی خیال رکھتا ہے۔

(جواب ۷۱۹) پنجگانہ نمازوں میں طوالمفصل اور اوساط مفصل اور قصار مفصل کی تعیین اس لئے ہے کہ یہ سورتیں یا اتنی مقدار قراءت قرآن پاک کے کسی حصے سے کی جائے اگر مقتدی یہ چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کے ہر حصے سے قراءت بقدر مسنون کی جائے تو یہ مطالبہ کچھ نامناسب نہیں ہے ہاں اگر امام کو قرآن مجید یاد نہ ہو تو پھر مقتدیوں کو بھی چاہئے کہ اسے مجبور و پریشان نہ کریں کیوں کہ سورتیں پڑھنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے اس سے بھی قراءت مسنونہ ادا ہو جاتی ہے۔

مختص اتنی بات کی وجہ سے مسجد میں آنا چھوڑ کے غیر عالم یا مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے (۲) عالم قاری 'شیخ العتقاد' متورع امام کے پیچھے نماز پڑھنا اولیٰ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مقتدی نے امام کی قراءت پر سبحان اللہ کہا تو نماز فاسد ہو گئی یا نہیں؟
(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(۱) بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لفتح و آخذ لكل حال الخ (التنویر و شرحہ) باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا ۱/۶۲۲ ط سعید (۲) قال فی الدر المختار: "لا بأس أن یقرأ سورة و یعیدھا فی الثانية وأن یقرأ فی الأولى من محل و فی الثانية من آخر ولو من سورة الخ (فصل فی القراءتہ ۱/۵۴۶ ط سعید) و یکرہ امامة عبد و أعرابی و فاسق و مبتدع (التنویر) باب الإمامة ۱/۵۶۰ والاحق بالإمامة تقدیماً بل نصباً الأعلیٰ ثم الأحسن تلاوة و تجریداً للقراءتہ ثم الأورع الخ (التنویر و شرحہ) باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعید

(سوال) نماز میں مقتدی کو امام کی خوش الحانی سن کر سبحان اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۷۲۰) امام کی خوش الحانی پر مقتدی کو نماز میں سبحان اللہ کہنا جائز نہیں (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ

سورہ فاتحہ کتنی رکعتوں میں پڑھی جائے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۶ مارچ ۱۹۳۲ء)

(سوال) تعلیم الاسلام تیسرا حصہ۔ نماز کے دوسرے رکن قراءت کا بیان۔ تیسرا سوال۔ سورہ فاتحہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں پڑھنا واجب ہے؟ ج۔ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر نماز کی۔ الخ اس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا؟

(جواب ۷۲۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ فرض نماز کی تیسری رکعت اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں۔ باقی تمام نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے (۲)
محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ

قراءت مسنونہ کے بعد امام کو لقمہ دینا، مفسد نماز

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۲ء)

(سوال) اگر پیش امام ساتویں آیت کے بعد بھول گیا اور پھر پانچویں آیت سے دہرانے کی حالت میں مقتدی نے لقمہ دے دیا امام نے قبول کر کے سجدہ سو کے ساتھ نماز ختم کی تو یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ دہرانا ضروری ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۲۲) نماز صحیح ہو گئی۔ دہرانا ضروری نہیں (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

غیر عربی زبان میں نماز پڑھنا جائز نہیں

(سوال) کیا سوشل لینڈ کے باشندے جو بسبب عدیم الفرستی وغیرہ عربی زبان و تلفظ کو سیکھنا دشوار سمجھتے ہیں سوئس زبان میں نماز ادا کر سکتے ہیں؟

(جواب ۷۲۳) نماز کے لئے عربی نظم قرآنی کی تلاوت ضروری ہے بقدر ادائے نماز قرآن مجید سیکھ لینا

(۱) فلو أعجبتہ قراءة الإمام فجعل يبكي ويقول: "بلى" أو "نعم" أو آرى لا تفسد "سراجية" لدلالته على الخشوع (درمختار) وفي الشاميه: "أفادانه لو كان استلذاً بحسن النغمة يكون مفسداً (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۶۵۹/۱-۶۶۰ ط سعید)

(۲) وتجب قراءة الفاتحة وضم السورة أو ما يقوم مقامهما من ثلث آيات قصار أو آية طويلة في الأولين بعد الفاتحة و في جميع ركعات النقل والوتر الخ (عالمگیریة الفصل الثاني في واجبات الصلاة ۷۱/۱ ط مکتبہ ماجدیہ کونہ)

(۳) بخلاف فتحه على إمامه فإنه لا يفسد مطلقاً لفتح وأخذ بكل حال الخ (التنوير و شرحه) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۶۲۲/۱ ط سعید

دشوار ہے نہ اس کے لئے زیادہ وقت کی ضرورت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دو سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت کا فاصلہ مکروہ ہے
(الجمعیۃ مورخہ ۹ فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال) زید نے پہلی رکعت میں ”سورہ الم تر کیف“ اور دوسری رکعت میں ارایت الذی یعنی درمیان میں ایک سورت چھوڑ کر پڑھی تو نماز ٹھیک ہو گئی یا نہیں؟

(جواب ۷۲۴) درمیان میں ایک چھوٹی سورت چھوڑ کر قصد اُپڑھنا تو مکروہ ہے (۲) لیکن اگر بلا قصد اتفاقاً ایسا ہو جائے تو مکروہ نہیں ہے اور نماز میں کوئی نقصان نہیں آتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بغیر معنی سمجھے تلاوت کرنا بھی ثواب ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) زید کہتا ہے کہ بغیر معنی سمجھے اور مطلب سمجھے ہوئے قرآن پاک کی تلاوت کرنا بے سود اور بے ثواب ہے آیا زید کا یہ قول درست ہے؟

(جواب ۷۲۵) قرآن مجید کی نظم یعنی عبارت کی حفاظت بھی ایک مقصود اور مہتمم بالشان امر ہے حضرت حق تعالیٰ نے آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (۳) میں قرآن مجید کے اپنی طرف سے نازل فرمانے کو ذکر کرنے کے ساتھ اس کی حفاظت کا بھی خود ہی ذمہ لیا ہے اور عالم اسباب میں حفاظت کا ذریعہ یہ قرار دیا کہ مسلمان اپنے سینوں میں اس کی حفاظت کریں اور ظاہر ہے کہ اس حفاظت کے لئے اس کی عبارت اور نظم کو پڑھنا اور یاد کرنا لازمی تھا اس لئے شریعت مقدسہ نے نفس عبارت کی تلاوت کو بھی موجب اجر و ثواب قرار دیا ہے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نظم قرآنی میں سے ایک حرف کی تلاوت کرے وہ دس نیکیوں کے اجر کا مستحق ہوتا ہے اور پھر یہ نہیں کہ آلم ایک حرف قرار دیا جائے بلکہ اس کے تین حرف الف لام میم جدا جدا معتبر ہوں گے اور تیس نیکیاں ملیں گی (۴)

کتب سماویہ میں تبدیل و تحریف سے محفوظ رہنے میں کوئی کتاب قرآن مجید کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی اور اس خاص تفوق کی اصل وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں نے نظم قرآنی کی تلاوت اور حفظ کے ساتھ والہانہ شغف رکھا اور یقیناً ان کا یہ فعل موجب اجر و ثواب ہے کہ اس سے قرآن پاک کا تحفظ مربوط

(۱) وأما القراءة لقادر علیها كما سیجی (درمختار) وقراءة الفاتحة والسورة أو ثلث آیات فہی واجب أيضاً (رد المحتار) باب صفة الصلاة، فصل فی القراءة ۱/۴۴۶ ط سعید

(۲) ویکرہ الفصل بسورة قصيرة وأن یقرأ منکوساً إلا إذا ختم الخ (الدر المختار) فصل فی القراءة ۱/۵۴۶ ط سعید

(۳) (سورة الحجر: ۹)

(۴) (ترمذی) فصل القرآن ۲/۱۱۹ ط سعید

ہے۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ نزول قرآن کا اصل مقصد اس کی ہدایات پر عمل کرنا ہے تو وہ اس کو مستلزم نہیں کہ عبارت کی تلاوت موجب اجر نہ ہو یہ بجائے خود ایک ثواب کا عمل ہے اور عمل کرنا بجائے خود دوسرا عمل ہے اور موجب اجر ہے اور وہ راجح و فائق بھی ہے اور عمل نہ ہو تو معنی و مطلب سمجھ کر پڑھنے اور بے سمجھے پڑھنے میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

بائیسواں باب فاتحہ خلف الامام، رفع یدین، آمین بالجہر، بسم اللہ بالجہر

(۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھیں یا ناف کے نیچے؟

(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کا حکم

(۳) مقتدی آمین سر اُکے یا جہراً؟

(۴) نماز میں رفع یدین کا حکم

(سوال) (۱) نماز میں ہاتھ سینے پر رکھے یا ناف پر؟ اولیٰ ناف پر ہاتھ رکھنا ہے یا سینے پر؟ حدیثیں کس مسئلے کی صحیح اور قوی ہیں جو اب حدیث صحیح سے ہو۔

(۲) امام کے پیچھے مقتدی سورہ فاتحہ پڑھے یا نہ پڑھنا اولیٰ ہے؟ جو اب حدیث صحیح سے ہو۔

(۳) نماز جہری میں آمین آہستہ کہنی چاہئے یا آواز بلند؟ آہستہ کہنا اولیٰ ہے یا آواز سے۔

(۴) نماز میں رفع یدین قبل الركوع اور بعد الركوع کرنا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی قادر بخش از بھرت پور

(جواب ۷۲۶) (۱) ہاتھ ناف کے نیچے رکھے۔ اس کے لئے مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ صریح روایت

موجود ہے۔ حدثنا وکیع عن موسیٰ ابن عمیر عن عقمۃ بن وائل ابن حجر عن ابیہ قال رايت

النبي ﷺ يضع يمينه على شماله تحت السرة انتهى كذا في اثار السنن (۱) بخاری و مسلم میں نہ سینے

پر ہاتھ باندھنے کی روایت ہے نہ ناف کے نیچے باندھنے کی۔

(۲) امام کے پیچھے کسی نماز میں فاتحہ نہیں پڑھنی چاہئے اس کے لئے یہ صحیح حدیثیں موجود ہیں۔ عن ابی

موسیٰ قال علمنا رسول الله ﷺ قال اذا قمتم الى الصلوة فليأتمكم احدكم واذا قرأ الامام

فانصتوا. رواه احمد و مسلم (اثر السنن) (۲) و عن جابر قال قال رسول الله ﷺ من كان له

(۱) (باب وضع الیدین تحت السرة) ص ۶۹ ط امدادیہ ملتان

(۲) (باب فی ترک القراءة خلف الإمام فی الجہریۃ) ص ۸۶ ط امدادیہ

امام فقراء الامام له قراءه. رواد الحافظ احمد بن منيع في مسنده و محمد بن الحسن في المؤطا والطحاوي والدار قاضي واسناده صحيح (آثار السنن) (۱)
 (۳) آئین آہستہ کہنا اولیٰ ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث صحیح ہے۔ عن وائل بن حجر قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ فلما قرأ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین واخفی بہا صوتہ۔ الحدیث رواہ احمد والترمذی وابوداؤد الطیالسی والدار قطنی والحاکم واخرون واسناده صحیح (آثار السنن) (۲)

(۴) رفع یدین رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت نہیں کرنا چاہیے اور اس کے لئے یہ حدیث دلیل ہے۔ عن علقمة قال قال عبد اللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوة رسول اللہ ﷺ فصلی ولم یرفع یدیہ الا فی اول مرة رواہ الثلثة وهو حدیث صحیح (آثار السنن) (۳) وفي التعليق قلت صححه ابن حزم وقال الترمذی حدیث ابن مسعود حدیث حسن. (۴) انتهى والله اعلم.
 کتبہ محمد کفایت اللہ کان اللہ

فاتحہ خلف الامام کا حکم

(سوال) زید کہتا ہے کہ بغیر سورہ فاتحہ کے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے اور استدلال میں عبادہ بن مسامت والی حدیث پیش کرتا ہے بجز کہتا ہے کہ جائز نہیں اور استدلال میں سورہ اعراف والی آیت کریمہ پیش کرتا ہے کس کا دعویٰ حق ہے؟ المستفتی نمبر ۴۲۵ قاضی منیر الحسن صاحب اٹاؤہ

۹ شعبان ۱۳۵۳ھ ۸ نومبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۲۷) حنفیہ کے نزدیک مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے حضرت عبادہ والی حدیث امام اور منفرد کے حق میں ہے مقتدی کے واسطے من کان له امام فقراء الامام له قراءه والی روایت ہے اور مسلم شریف (۱) کی روایت و اذا قرأ فانصتوا کی روایت ہے میں سورہ فاتحہ امام کے پیچھے نہیں پڑھتا اس کا قائل ہوں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) (باب فی ترک القراءه خلف الامام فی الصلوات کلھا ص ۸۸ ط امدادیہ)

(۲) (باب ترک الجہر بالتأمین ص ۹۷ ط امدادیہ)

(۳) (باب ترک رفع الیدین فی غیر الافتتاح ص ۱۰۴ ط امدادیہ)

(۴) (باب رفع الیدین عند الركوع ۱/۵۹ ط سعید)

(۵) (باب فی ترک القراءه خلف الامام فی الصلوات کلھا ص ۸۸ ط امدادیہ)

(۶) (باب التشهد فی الصلوة ۱/۱۷۴ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۱) صحابہ کرامؓ نے رفع یدین اور آمین بالجہر کیا یا نہیں؟

(۲) امام کے پیچھے فاتحہ پڑھی جائے یا نہیں؟

(سوال) (۱) کیا حضور اکرم ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ نے آمین بالجہر اور رفع یدین کی تھی؟

(۲) کیا امام کے پیچھے الحمد پڑھنا جائز ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۶۳ جناب سید عبدالمعبود صاحب

قادر آباد (ضلع بدایوں) ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۴ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۲۸) (۱) آمین بالجہر اور رفع یدین کا مسئلہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ سے مختلف فیہ ہے حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد بعض صحابہ آمین بالجہر کہتے تھے اور بعض بالا خفا اور بعض صحابہ رفع یدین کرتے تھے اور بعض نہیں کرتے تھے اسی وجہ سے مجتہدین امت میں بھی اختلاف ہوا بعض مجتہدین آمین بالجہر کو پسند کرتے ہیں اور بعض آمین بالا خفا کو امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ بنا بر قول جدید آمین بالا خفا کو پسند کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہؒ نے ترک رفع یدین کو راجح قرار دیا ہے (۱)

(۲) حنفیہ کے نزدیک امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت فاتحہ نہ کرنی چاہیے حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ صحیح مسلم (۲) میں آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث طویل مروی ہے جس میں واذا قرأ فانصتوا موجود ہے یعنی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور دوسری حدیث جو مؤطا امام محمد میں ہے من كان له امام فقرأه الامام له قراءة (۳) یعنی امام کے پیچھے جو شخص نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کے لئے بھی قرأت ہے پس حنفیہ کے مذہب میں امام کے پیچھے مقتدی کو فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

احناف کے نزدیک فاتحہ خلف الامام جائز نہیں

(سوال) فاتحہ خلف الامام کا احناف و اہل حدیث کے نزدیک کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۶۳۰ میاں محمد صدیق صاحب (فیروز پور) ۳ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ ۱۰ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۷۲۹) اہل حدیث کے نزدیک مقتدی پر امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے اور حنفیوں

کے نزدیک امام کے پیچھے مقتدی کو خاموش کھڑا رہنا چاہیے حنفیوں کی دلیل یہ ہے کہ مسلم (۴) شریف میں

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں یہ الفاظ موجود ہیں واذا قرأ فانصتوا

یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور مؤطا امام محمد میں روایت ہے

(۱) عن وائل بن حجر قال " كان رسول الله ﷺ إذا قرأ " ولا الضالين قال : " آمين " رفع بها صوته (آثار السنن باب الجهر بالتأمين ص ۹۳ ط امداديه) و عنه قال : " صلى بنا رسول الله ﷺ فلما قرأ " غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال : " آمين " واخفى صوته الحديث (آثار السنن باب ترك الجهر بالتأمين ص ۹۷ ط امداديه)

(۲) (باب التشهد في الصلاة ۱/ ۱۷۴ ط قديمي)

(۳) (باب القراءة في الصلوات خلف الإمام ص ۹۸ ط مير محمد كتب خالد كراچي)

(۴) (باب التشهد في الصلاة ۱/ ۱۷۴ ط قديمي)

من كان له امام فقراءة الامام له قراءة (۱) (انتهی بمعناه) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کا کوئی امام ہو تو امام کی قرأت مقتدی کے لئے بھی قرأت ہے یعنی امام کے قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

(۱) آمین بالجہر کا حکم

(۲) آمین بالجہر والے کو مسجد سے روکنا

(۳) کیا آمین بالجہر بدعت ہے

(۴) آمین بالجہر والے کو موذی کہنا

(۵) جماعت اہل حدیث کو گمراہ کہنا اور ان سے قطع تعلق کرنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) ایک مسجد میں حنفی اور اہل حدیث باہم نماز باجماعت ادا کرتے ہیں لیکن حنفی صاحبان آمین بالجہر کی سخت مخالفت کرتے ہیں اور اہل حدیثوں کو مسجد میں آنے سے روکتے ہیں نیز آمین بالجہر کو باعث ایذا رسائی سمجھتے ہوئے اہل حدیثوں کو موذی قرار دیتے ہیں اور موذی قرار دیکر بحوالہ درمختار جلد اول ص ۴۸۹ مسجد سے مانع ہوتے ہیں۔

اہل حدیث صاحبان آمین بالجہر کو سنت سمجھتے ہیں اور مسجد سے روکنے پر آیت کریمہ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یدکر فیہا اسمہ پڑھتے ہیں اور منع کرنے سے روکتے ہیں لیکن باہمی کشیدگی اتنی بڑھی کہ عدالت تک معاملہ پہنچ گیا اب سوال اس امر کا ہے کہ زور سے آمین کہنا از روئے حدیث کیسا ہے؟

(۲) آمین بالجہر کی بنا پر مسجد میں آنے سے روکنا از روئے قرآن و حدیث کیسا ہے؟ کیا آیت مذکورہ میں داخل ہے۔

(۳) کیا آمین بالجہر باعث ایذا و فساد ہے؟

(۴) کیا زور سے آمین کہنے والے کو موذی قرار دیکر مسجد میں آنے سے روکنا شرعاً جائز ہے؟

(۵) جماعت اہل حدیث کو گمراہ کہہ کر ان کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے روکنا شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۶۶۸ عبد الغنی (ملازم) یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ ۲۹ مئی ۱۹۴۱ء

(جواب ۷۳۰) آمین بالا خفا خفیہ اور امام شافعی کے قول جدید کے موافق مسنون ہے اور آمین بالجہر امام شافعی کے قول قدیم اور دیگر ائمہ کے نزدیک مسنون ہے۔ (۲) صحابہ کرامؓ میں بھی یہ اختلاف موجود تھا لہذا یہ

(۱) (باب القراءة فی الصلوات خلف الإمام ص ۹۸ ط میر محمد)

(۲) (معن وائل بن حجر قال: "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قرء "ولا الضالين" قال "آمين" رفع بهاصوته وعن ابي هريرة قال: "كان النبي ﷺ إذا فرغ من قراءة أم القرآن رفع صوته وقال "آمين" (آثار السنن باب الجهر بالتأمين ص ۹۳، ۹۴ ط امداديه) قال عطاء: "وقد قال الله تعالى: "ادعوا ربكم تضرعاً وخفية" (جاری ہے)

مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے باہم مسلمانوں میں انشقاق و اختلاف اور عداوت و دشمنی ہو اہل حدیث کے آئین بالجہر کہنے سے حنفیوں کی نماز خراب نہیں ہوتی اور اس وجہ سے کسی آئین بالجہر والے کو مسجد میں آنے سے روکا نہیں جاسکتا اہل حدیث کا بھی یہ فرض ہے کہ اگر وہ آئین بالجہر کو سنت سمجھتے ہیں تو محض اتباع سنت کے لحاظ سے عمل کریں محض حنفیوں کو چڑانے کے ارادے سے ایسا نہ کریں جیسا کہ بعض مقامات میں امام کے ولا الضالین پڑھنے پر بعض اہل حدیث جو نالی پر وضو کرتے ہوتے ہیں زور سے آئین پکار دیتے ہیں یا جماعت میں اتنے زور سے آئین پکارتے ہیں کہ قریب والے شخص چونک پڑتے ہیں فریقین کو نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ اپنے مسلک پر عمل کرنا چاہیے باہم اتفاق و اتحاد اور رواداری سے زندگی بسر کرنی چاہیے۔ فقط
محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جزو ہے یا نہیں؟

(سوال) بسم اللہ الرحمن الرحیم سورہ فاتحہ اور دوسری سورتوں کا جزء ہے یا نہیں؟ اگر جزء ہے تو جن نمازوں میں سورہ فاتحہ جہر کے ساتھ پڑھی جاتی ہے ان میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا جہر کیا جائے گا یا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کا عمل کیا تھا نماز میں قرأت الحمد للہ سے شروع کرتے تھے یا بسم اللہ سے۔ اسی طرح اور سورتوں کے ساتھ بھی نماز میں بسم اللہ جہر پڑھی جائے یا سراً یا بالکل نہیں جواب میں احادیث صحیحہ تحریر فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۲۶۹۰ مولانا محمد صدیق صاحب صدر مدرس کھارنہ صدیقیہ دہلی

۲۶ ذیقعدہ ۱۳۶۰ھ ۶ ادا سمبر ۱۹۴۱ء

(جواب ۷۳۱) بسم اللہ اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورتوں کا جزو ہے یا نہیں یہ مسئلہ ابتدا سے مختلف فیہ ہے۔ ائمہ حنفیہ کے اصح اور راجح قول کی بناء پر نہ سورہ فاتحہ کا جزو ہے اور نہ کسی سورت کا (سوائے سورہ نمل کی درمیانی بسم اللہ کے) ان کی دلیل یہ صحیح مسلم (۲) کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ قسمت الصلوٰۃ بینی و بین عبدی نصفین و لعبدی ما سال فاذا قال العبد الحمد لله رب العلمین . الحدیث. اس حدیث میں صلوٰۃ سے مراد سورہ فاتحہ ہے حضرت حق کا فرمان ہے کہ سورہ فاتحہ نصف میرے لئے ہے اور نصف میرے بندے کے لئے اور نصف اول کو بیان فرماتے ہوئے الحمد للہ سے ابتداء فرمائی۔ معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ الحمد للہ سے شروع ہوتی ہے بسم اللہ اس میں داخل نہیں ہے اور ترمذی (۲) میں

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) عن ابی ہریرۃ قال: "کان رسول اللہ ﷺ يعلمنا یقول: "لا تبادروا الإمام إذا کبر فکبروا وإذا قال ولا الضالین فقولوا آمین وإذا رکع فاركعوا رواه ا قال الیموی: "یستفاد منه أن الإمام لا یجهر بآمین" و عن وائل بن حجر قال: "صلی بنا رسول اللہ ﷺ فلما قرأ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال: "آمین واحفی بها صوتہ رواه احمد والترمذی و ابو داؤد الخ (آثار السنن) باب ترک الجهر بالتامین ص ۹۵ تا ۹۷ ط امدادیہ)

(۱) وہی ای بسم اللہ الخ آیت واحده من القرآن کلہ انزلت للفصل بین السور فما فی النمل بعض آیتہ (جماعاً و لیست من الفاتحہ ولا من کل سورۃ فی الاصح الخ (التنویر و شرحہ فصل فی بیان تالیف الصلاۃ ۱/۹۱ ط سعید)

(۲) (باب وجوب قراءۃ الفاتحہ فی کل رکعۃ ۱/۱۷۰ ط قدیمی) (۳) (باب ماجاء فی سورۃ الملک ۲/۱۱۲ ط سعید)

بسنده حسن یہ روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ان سورة من القرآن ثلاثون آية الى قوله وهى تبارك الذى بيده الملك — یعنی قرآن مجید کی تیس آیتوں والی ایک سورت ہے پھر فرمایا کہ وہ تبارك الذى بيده الملك ہے اور تبارك الذى میں بسم اللہ کے علاوہ تیس آیتیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ سورت کا جزو نہیں ہے۔

ہاں بسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ضرور ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے سورتوں کی ابتدا اور ابتدا معلوم ہو جائے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کے اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے۔ قال كان النبي ﷺ لا يعرف خاتمة السورة حتى تنزل بسم الله الرحمن الرحيم فاذا نزل بسم الله الرحمن الرحيم عرف ان السورة قد ختمت واستقبلت او ابتدئت سورة اخرى (رواه البزاز باسنادين رجال احدهما رجال الصحيح - كذا فى مجمع الزوائد) (۱) یعنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورتوں کی ابتدا نہیں پہچانتے تھے یہاں تک کہ بسم اللہ نازل ہو جب بسم اللہ نازل ہوئی تو حضور ﷺ اس بات کو پہچاننے لگے کہ ایک سورت ختم ہوئی اور دوسری شروع ہوئی۔

جہری نمازوں میں بسم اللہ بھی جہر پڑھی جائے یا نہیں، یہ مسئلہ بھی ابتدا سے مختلف فیہ ہے اس میں صحیح اور قوی یہ ہے کہ جہر سے نہ پڑھی جائے آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین سے بسند صحیح جہر سے پڑھنا ثابت نہیں یعنی سنت راتبہ وانمہ کے طور پر جہر انہیں بلکہ سر اڑھتے تھے۔ اس کی دلیل میں مسلم شریف (۲) کی یہ روایت ہے عن انس بن مالك انه حدثه قال صليت خلف النبي ﷺ و ابى بكر و عمر و عثمان فكانوا . يستفتحون بالحمد لله رب العلمين لا يذكرون بسم الله الرحمن الرحيم اول قراءة ولا فى آخرها .

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ اور ابو بکر و عمر اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی یہ سب قرأت الحمد لله رب العلمين سے شروع کرتے تھے۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔ نہ ابتدا قرأت میں پڑھتے تھے نہ آخر میں۔ یعنی فاتحہ کے ختم اور سورت کے شروع پر بھی نہیں پڑھتے تھے۔

صحیح مسلم (۳) میں حضرت انسؓ کی یہ حدیث بھی ہے۔ صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابى بكر و عمر و عثمان فلم اسمع احداً منهم يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم یعنی میں نے حضرت ﷺ اور ابو بکر اور عمر و عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے تو ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمن الرحيم پڑھتے میں نے نہیں سنا۔ طبرانی کبیر اور اوسط میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بسم اللہ الرحمن الرحيم پڑھتے تھے تو مشرکین بطور استہزاء کہتے تھے کہ محمد تو يمامہ کے خدا (یعنی مسلمانہ) کا نام

(۱) (باب بسم الله الرحمن الرحيم ۱۱۱/۲ ط بيروت لبنان)

(۲) (باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة ۱۷۲/۱ ط قدیمی)

(۳) (ایضاً)

لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو رحمن و رحیم کہلواتا تھا پھر جب یہ آیت (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم) نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے لوگوں کو یہ امر فرمایا کہ اسے جہر نہ پڑھیں یہ حدیث بھی مجمع الزوائد (۱) میں نقل کر کے مصنف نے کہا ہے۔ ورجالہ موثقون یعنی اس کے راوی معتبر اور قوی ہیں۔

صاحب فتح القدیر (۲) نے طبرانی سے حضرت انسؓ کی یہ روایت بھی ذکر کی ہے عن انسؓ ان رسول اللہ ﷺ کان یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم و ابا بکر و عمرو عثمان و علیاً یعنی حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمر اور عثمان و علی بسم اللہ الرحمن الرحیم اخفا سے یعنی آہستہ پڑھا کرتے تھے مجمع الزوائد (۳) میں حضرت انسؓ سے بہ روایت طبرانی یہ روایت اس طرح منقول ہے عن انس ان رسول اللہ ﷺ کان یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم و ابو بکر و عمر اور مصنف نے اس کی سند کے متعلق فرمایا ہے۔ رجالہ موثقون یعنی اس حدیث کے راوی معتبر ہیں اور اسی مجمع الزوائد (۴) میں حضرت ابوالفضل سے روایت ہے کہ حضرت علی اور عبد اللہ (ابن مسعود) بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اعوذ باللہ اور آمین جہر سے نہیں پڑھتے تھے اور ترمذی (۵) میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مغفل صحابی نے اپنے بیٹے کو بسم اللہ الرحمن الرحیم جہر سے پڑھتے ہوئے سنا تو ان کو سختی سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ بدعت ہے میں نے آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکر و عمر اور عثمان کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور کسی کو بسم اللہ الرحمن الرحیم جہر پڑھتے نہیں سنا تو بیٹا تم بھی نہ پڑھا کرو جب نماز پڑھو تو الحمد للہ رب العالمین سے پڑھو ترمذی نے یہ بھی لکھا کہ اکثر صحابہؓ کا مذہب یہی ہے کہ بسم اللہ جہر سے نہ پڑھی جائے چاروں خلفائے راشدین اسی کے قائل تھے (۶) مذکورہ احادیث کے علاوہ اور بھی بہت روایات ہیں جن سے بسم اللہ کا آہستہ پڑھا جانا ثابت ہے یہ حدیثیں اس بات کی بھی دلیل ہیں کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جزو نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ وہابی

(۱) مرض وفات میں حضور ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے یا نہیں؟

(۲) اس وقت آپ ﷺ نے آمین جہر آکی یا سر؟

(سوال) (۱) رسول اللہ ﷺ نے آخریام رحلت میں حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے کتنے وقت کی نماز پڑھی؟

(۲) آپ نے حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے جب نماز پڑھی تو بلند آواز سے خود رسول اللہ ﷺ نے آمین کہی یا

(۱) (باب بسم اللہ الرحمن الرحیم ۲/۱۱۱ ط بیروت)

(۲) (باب صفة الصلاة ۱/۲۹۲ ط مصر)

(۳) (باب بسم اللہ الرحمن الرحیم ۲/۱۱۱ ط بیروت)

(۴) (ایضاً)

(۵) (باب ماجاء فی ترک الجہر بسم اللہ ۱/۵۷ ط سعید)

(۶) (والعمل علیہ عند اکثر اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ، منهم ابو بکر و عمر و عثمان و علی و غیرہم و من بعدہم من

لتابعین (باب ماجاء فی ترک الجہر بسم اللہ ۱/۵۷ ط سعید)

نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۳۷۱ منشی جمال احمد (رتلام) ۹ اذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۳ مارچ ۱۹۳۷ء
 (جواب ۷۳۲) آنحضرت ﷺ نے شدت مرض کے وقت جب کہ حجرہ شریفہ سے مسجد میں تشریف
 لانے کی طاقت نہ تھی اپنی جگہ حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا امر فرمایا تھا اس اثناء میں ایک وقت
 حضور ﷺ کو تخفیف محسوس ہوئی تو حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور صفوں میں سے گزرتے ہوئے
 حضرت ابو بکرؓ کے پاس جا کھڑے ہوئے حضرت ابو بکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا اور حضور اکرم ﷺ نے ان کو
 اشارے سے فرمادیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور ان کی اقتدا میں نماز شروع کر دی مگر حضرت ابو بکرؓ حضور ﷺ
 کی موجودگی میں نماز نہ پڑھا سکے اور پیچھے ہٹ گئے اور حضور ﷺ نے امامت شروع کر دی (۱) اس واقعہ میں
 کہیں یہ بات میری نظر سے نہیں گزری کہ حضور ﷺ نے آمین زور سے کہی ہو اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ
 حضور ﷺ نے آمین زور سے کہی تھی تو اس کا ثبوت اس سے طلب کیجئے وہ روایت اور کتاب اور باب کا نام
 بتائے تو اس کی تحقیق ہو سکتی ہے۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ له ذیلی

(۱) غیر مقلدین، خفیوں کی جماعت میں آمین بالجہر اور رفع یدین کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اہل السنۃ والجماعت کسے کہتے ہیں؟

(۳) غیر مقلدین اہل السنۃ والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟

(۴) سابقہ دور میں آمین بالجہر اور اخفاء الوں کا کیا معمول تھا؟

(المجمعیۃ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۸ء)

(سوال) (۱) اگر کوئی شخص خفی لوگوں کے ساتھ شریک جماعت ہو کر نماز میں آمین بالجہر کہے اور رفع
 یدین کرے تو اس شخص کے آمین بالجہر اور رفع یدین سے خفیوں کی نماز میں کوئی خلل آئے گا یا نہیں؟ (۲)
 اہل سنت والجماعت سے کیا مراد ہے؟ یعنی سنت سے کیا مراد ہے اور جماعت سے کون سی جماعت مراد ہے
 ؟ (۳) اہل حدیث جن کو غیر مقلد بھی کہا جاتا ہے یہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟ (۴) زمانہ
 سلف یعنی صحابہ اور ائمہ مجتہدین کے زمانے میں آہستہ آہستہ آمین کہنے والے اور بالجہر آمین کہنے والے ایک ہی
 مسجد میں شامل نماز پڑھا کرتے تھے یا علیحدہ علیحدہ؟ اور آج کل مکہ معظمہ وغیرہ میں شریک ہو کر پڑھتے ہیں یا
 علیحدہ مسجدوں میں؟

(جواب ۷۳۳) (۱) کسی شریک جماعت کے آمین بالجہر کہنے سے خفیوں کی نماز میں نقصان نہیں آتا (۲)

اہل سنت والجماعت وہ گروہ ہے جو حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے طریقے پر چلتا ہے (۳) اہل حدیث

(۱) (بخاری) باب حد المریض أن یشہد الجماعة ۹۱/۱ ط ندیمی

(۲) إن بنی اسرائیل تفرقت علی ثنیں: سبعین ملة و تفرقت امتی علی ثلاث و سبعین ملة کلہم فی النار إلا ملة واحدة فالوا
 "من ہی یارسول اللہ" قال " ما أنا علیہ و أصحابی الحدیث (ترمذی) باب افتراق هذه الأمة ۹۳/۲ ط سعید

جماعت اہل سنت والجماعت میں داخل ہے (۱) (۴) اس قسم کے فروعی اختلاف رکھنے والے سب شریک ہو کر نماز ادا کرتے تھے اور آج کل بھی ممالک اسلامیہ میں اسی طرح نماز ادا کرتے ہیں۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ

اقتباس از تقریر ترمذی

ماخوذ از تقریر ترمذی ضبط کردہ حضرت مفتی اعظم

(۲) باب ماجاء فی ترک الجهر بسم اللہ الرحمن الرحیم . قوله فقال لی ای بنی محدث الخ یعنی عبد اللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے باپ نے نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم زور سے کہتے ہوئے سن لیا تو انہوں نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے یہ نواجہاد یعنی بدعت ہے اور پھر ڈراتے ہیں کہ ایاک والحدث یعنی تم حدث یعنی بدعت سے ہمیشہ بچتے رہنا اور پھر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابو بکر و عمرو عثمان کے ساتھ نماز پڑھی اور کسی کو بسم اللہ جہرا کہتے ہوئے نہیں سنا۔

جاننا چاہیے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک بسم اللہ آہستہ کہنا چاہیے اور امام شافعی صاحب جہر کے قائل ہیں پس یہ حدیث حنفیہ کی حجت امام شافعی پر ہے اور یہ صاف دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر و عمرو عثمانؓ یہ سب حضرات آہستہ بسم اللہ کہتے تھے۔ اب اس سے زیادہ اور کیا حجت ہوگی کہ عبد اللہ بن مغفل کس زور شور سے جہر کا انکار کرتے ہیں باقی رہی وہ حدیث جس سے امام شافعی نے جہر پر استدلال کیا ہے اور اس کو ترمذی نے اگلے باب میں بایں الفاظ نقل کیا ہے۔ عن ابن عباس قال کان النبی ﷺ یفتح صلوٰتہ بسم اللہ الرحمن الرحیم تو اس کی اول تو سند ہی پہلی حدیث کی طرح قوی نہیں امام ترمذی نے خود ویس اسنادہ بذاک فرمادیا ہے لیکن اس جواب سے قطع نظر کر کے ہم یوں کہتے ہیں کہ اس سے جہر ثابت ہی نہیں ہوتا کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بسم اللہ سے نماز شروع کرتے تھے جہر کہاں سے معلوم ہوتا ہے ہاں اگر یوں کہا جائے کہ اگر آپ آہستہ کہتے ہوں گے تو ابن عباس کو کہاں سے معلوم ہو گیا کہ آپ نے بسم اللہ سے نماز شروع کی تو اول یوں ثابت کر دینا چاہیے کہ معلوم ہونے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ جب امام جہر اڑھے جب ہی معلوم ہو کہ امام نے بسم اللہ سے نماز شروع کی۔ وھذا لیس بثبت فالموقوف علیہ بالطریق الاولیٰ اسی وجہ سے محققین شوافع نے بھی اقرار کر لیا ہے کہ امام شافعی صاحب کا یہ مذہب بلا دلیل ہے کوئی حدیث صحیح صریح اس بارے میں موجود نہیں پس اب حنفیہ کو جواب دینے کی کیا حاجت ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱) لیکن جو تقلید کو شرک کہیں ائمہ اربعہ پر طعن کریں اور بغض و عناد رکھیں ایسے غالی اور متعصب قسم کے لوگ اہل سنت والجماعت میں داخل نہیں (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۳/۲۹۱ ط امدادیہ ملتان) (۲) (۱/۵۷ ط سعید)

باب فی افتتاح القراءۃ بالحمد لله رب العلمین ، قوله كانوا یفتتحون القراءۃ بالحمد لله رب العلمین اس کے یہ معنی توہر گز نہیں کہ بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے ہاں یہ معنی ہیں کہ بسم اللہ کو جہراً نہیں پڑھتے تھے جہراً افتتاح قراءۃ الحمد لله سے ہوتا تھا اور امام شافعیؒ نے جو اس کی تاویل کی ہے بیشک ان معنوں کو یہ حدیث محتمل ہے لیکن جب کہ اس کا مطلب بلا تکلف بن سکتا ہے تو کیا ضرورت ہے کہ اس سے خواہ مخواہ باوجود مخالفت احادیث صحیحہ بسم اللہ کا جہر ثابت کیا جاوے۔

(۱) باب ماجاء انه لا صلوة الا بفاتحة الكتاب - قوله لا صلوة من لم یقرأ بفاتحة الكتاب . مولانا نے فرمایا کہ تمام ان مسئلوں میں سے جن میں امام ابو حنیفہؒ و امام شافعیؒ صاحب و اہل ظاہر مخالف ہوئے ہیں قابل تحقیق و بحث یہ مسئلہ ہے کیونکہ امام شافعیؒ تو فرماتے ہیں کہ قراءۃ فاتحہ نہ ہوگی تو نماز ہی نہ ہوگی اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر مقتدی امام کے پیچھے قراءۃ کرے گا تو اس کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی اسی وجہ سے ایک عالم تھے وہ کبھی مقتدی ہو کر نماز نہ پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھ کو امام ابو حنیفہؒ و امام شافعیؒ سے خوف آتا ہے کہ ایک صاحب میری نماز کو مکروہ تحریمی بتاتے ہیں اور ایک صاحب بالکل نماز ہی کا انکار فرماتے ہیں لہذا میں ہمیشہ امام بنتا ہوں تاکہ دونوں کے نزدیک میری نماز ہو جائے اب سنیے کہ امام شافعیؒ کی مستدل حدیث مذکور ہے اور اس سے دو مسئلے نکلتے ہیں اول تو وجوب قراءۃ فاتحہ دوسرے فرضیت عام خواہ امام و منفردہ مقتدی کوئی ہو سب کے واسطے فرضیت ثابت ہوتی ہے امام ابو حنیفہؒ ان دونوں مسئلوں میں مخالف ہیں پس امام شافعیؒ نے مسئلہ اول میں استدلال لفظ لا صلوة سے کیا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر الحمد نہ پڑھی جائے تو نماز ہی نہ ہوگی اور یہ شان فرضیت کی ہے نہ کہ وجوب کی پس اس کا جواب حنیفہ نے کئی طور پر دیا ہے اول تو ان روایات سے جن میں تارک فاتحہ کی نماز کو خداج وغیرہ فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز تو ہو گئی مگر ناقص ہوئی اور یہی شان وجوب کی ہے ثانیاً یہ کہ لا صلوة سے مراد نفی کمال ہے کہ نماز کمال نہیں ہوتی ناقص رہتی ہے اور یہ صیغہ نفی کمال میں مستعمل ہے پس یہاں بھی یہی معنی مراد ہیں بقرینہ روایات دیگر کے۔ اور اسی روایت میں کہ جس کو ترمذی نے باب ماجاء فی تحریم الصلوة و تحلیلہا میں روایت کیا ہے یہ زیادتی موجود ہے لمن لم یقرأ بالحمد و سورۃ فی فریضة او غیرہا اور اسی روایت میں مسلم میں لفظ فصاعد او غیرہ کی زیادتی ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے تو اب شوافع بتائیں کہ معنی اس حدیث کے کیا ہوئے اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ سورت بھی نہ پڑھے اس کی نماز نہ ہوگی تو اس سے فرضیت سورۃ بھی لازم آتی ہے تو ان کو بھی لاچار اس جملہ میں وہی تاویل کرنا پڑتی ہے جو حنیفہ نے دونوں جملوں میں کی ہے بلکہ حنیفہ کے نزدیک تو لفظ لا صلوة سے وجوب ثابت ہوتا تھا اور ان کے نزدیک سورۃ کے بارے میں اس سے انتخاب و سحیت ثابت ہوتی ہے تو وہی لفظ لا صلوة کہ جس سے بڑے زور و شور سے فرضیت ثابت کرتے تھے اسی کو اتنا گھٹایا کہ اس سے سحیت ثابت کی اور حنیفہ نے تو اب بھی اس کو متغیر نہیں کیا بلکہ فاتحہ و

سورۃ دونوں کا وجوب اسی سے ثابت کیا تو اب شوافع کا استدلال فرضیت فاتحہ پر جملہ لا صلوة سے بوجہ زیادتی لفظ و سورۃ و لفظ فصاعدا کے نہ رہا۔

اور بھی حنفیہ نے وجوب فاتحہ و عدم فرضیت پر آیہ فاقراً و اما تیسر من القرآن اور حدیث اعرابی ثم اقراما تیسر سے استدلال کیا ہے کہ لفظ ”ما“ عام ہے فاتحہ وغیر فاتحہ کو شامل ہے اور یہ محل فرضیت ہے پس وجوب ثابت ہو گا نہ کہ فرضیت اور باقی رہا اس میں امام شافعیؒ نے اسی حدیث کے لفظ لمن لم یقرأ سے استدلال کیا ہے کہ لفظ ”من“ عام ہے جیسا کہ اصول طرفین میں مبرہن ہے پس و بعمومہ امام و مقتدی سب کو شامل ہو گا تو اگر مقتدی فاتحہ نہ پڑھے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی حنفیہ کہتے ہیں کہ اس سے مقتدی مخصوص ہے اور یہ خصوصیت بوجہ روایات دیگر کے لامحالہ کرنی پڑتی ہے کیونکہ بعض روایات میں لفظ و سورۃ معها و فصاعداً بھی مروی ہے اور ظاہر ہے کہ مقتدی کے واسطے سورۃ پڑھنے کو سب ناجائز کہتے ہیں پس جو وجہ کہ ممانعت سورۃ کی ہوگی وہی ممانعت فاتحہ کی اور یا یوں کہا جاوے کہ قراءۃ مقتدی خلف الامام ممنوع بوجہ آیت قطعہ کے ہے اور وہ اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا الخ ہے کیونکہ یہ مملوقہ الشریف دلالت کرتی ہے کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو اس کو سنو اگر جہر اُپڑھا جاوے اور چپ رہو اگر سر اہو اور یہ معنی ان کے موافق جنہوں نے آیت کا شان نزول قراءۃ فاتحہ خلف الامام کو ٹھہرایا ہے بلا تکلف بنتے ہیں اور اکثر اکابر مفسرین مثل صاحب معالم التنزیل وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ شان نزول اس آیت کا قرأت مقتدی خلف الامام ہے اب کوئی وجہ اس کو خطبہ پر حمل کرنے کی نہیں اگرچہ بعضوں نے اس کا شان نزول خطبہ کو بھی لکھا ہے لیکن اول تو اس کا شان نزول خطبہ ہونا محذوش ہے کیونکہ یہ آیت سورہ اعراف میں ہے اور وہ باتفاق مفسرین مکئی ہے اور کسی نے اس کو اس میں سے مستثنیٰ نہیں کیا اور ادھر یہ بھی معلوم ہے کہ جمعہ مدینہ میں فرض ہوا ہے علی احسن الاقوال اور بعضوں نے کہا کہ مکہ میں فرض ہوا ہے لیکن اس پر سب متفق ہیں کہ آپ کو ادائے جمعہ کی نوبت مکہ میں نہیں آئی مدینہ میں جمعہ پڑھا گیا پس اس آیت کے نزول کی وجہ کلام فی الخطبہ کو کہنا ٹھیک نہیں اگر کسی نے نزلت فی الخطبہ کہا ہو گا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ یہی حکم جو قراءۃ مقتدی میں ہے یعنی ممانعت قراءۃ و کلام یہی خطبہ میں ہے اور نزلت کے یہ معنی محدثین و مفسرین صحابہ و من بعد ہم میں سنت رائج ہے۔ کما لا یخفی علی من له نظر علی تفسیراتہم پس جب اس کا شان نزول خطبہ ہونا ممنوع ہوا تو وہی قراءۃ فاتحہ خلف الامام رہی پس اس کی ممانعت پر نص صریح ہے بعض علماء نے اس میں لکھ دیا ہے کہ یہ قول کفار نقل کرتے ہیں مگر عاقل پر خوب ظاہر ہے کہ جب اکابر مفسرین و محدثین نے اس کا شان نزول قراءۃ مقتدی کو لکھا ہے تو اب اس کو قول کفار پر بلا دلیل محض انکل سے حمل کرنا بجا ہے یا بجا اور یا یوں کہا جاوے کہ لا صلوة الا بفاتحة الكتاب موافق تمہارے کہنے کے مقتدی کو بھی شامل ہے مگر یہ بتاؤ کہ مقتدی اصالتاً پڑھیں یا اگر ان کی طرف سے کوئی نائب ہو کر پڑھے لے تو بھی کافی ہو جائے گی اگر شق اول مراد ہے تو اس کے اوپر کیا دلیل ہے؟ اور اگر شق ثانی مراد ہے تو ہمارا مطلب ثابت

ہے کیونکہ ہم قراءۃ امام کو مقتدی کے واسطے کافی کہتے ہیں ہر چند کہ ہم کو اس پر دلیل لانے کی ضرورت نہیں رہی مگر خیر! زیادتی وضوح کے لئے بیان کرتے ہیں کہ قراءۃ امام مقتدی کے واسطے کافی ہونے کی دلیل حدیث رسول اللہ ﷺ من كان له امام فقراءه الامام له قراءه ہے کہ یہ معنوقہ صاف دلالت کرتی ہے کہ امام کی قراءۃ مقتدیوں کے واسطے کافی ہے بعض عاملین بالحدیث یوں کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے جو اب یہ ہے کہ یہ حدیث بہت سے طرق سے مروی ہے بعض ان میں سے ضعیف ہیں اور بعض قوی ہیں پس جب کہ ایک طریقہ سے تو یہ ثابت ہو گئی اب اس میں کلام کی گنجائش نہیں رہی اور اگر بالفرض اس کا کوئی طریقہ قوی نہ ہوتا سب کے سب ضعیف ہوتے تاہم طرق متعددہ سے مروی ہونا حسن لغیرہ ہونے کے واسطے کافی تھا جیسا کہ اصول حدیث میں مذکور ہے اور اسی کے مؤید ہے قول رسول اللہ ﷺ کا الامام ضامن کیونکہ یہ بھی بفحوانہ الشریف دلالت کرتا ہے اس پر کہ مقتدی کی نماز امام کی نماز میں ضمناً آتی ہے یعنی نماز مقتدی نماز امام کے ضمن میں متحقق ہے اور اس پر قرینہ اولویت امام و استخلاف وغیرہ شاہد ہیں جس کو فہم سلیم ہوگی وہ خود سمجھ لے گا پس جب ان دلالات و اشارات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام و مقتدی کی ایک ہی نماز ہے پھر اس میں ایک کی قراءۃ دوسرے کے واسطے کافی نہ ہونے کی کیا وجہ ہے کیونکہ در صورت قراءۃ امام و مقتدی تکرار قراءۃ لازم آئے گی اور اس پر آثار صحابہؓ بہت سے دال ہیں امام محمدؓ نے مؤطا میں نقل کئے ہیں پس ترمذی کا اس پر یہ کہنا کہ حضرت عمرؓ وغیرہ کا یہی مذہب تھا ممنوع ہے کیونکہ حضرت عمرؓ سے دونوں طرح کی روایتیں مروی ہیں بعض سے اثبات قراءۃ للمقتدی اور بعض سے ممانعت ثابت ہوتی ہے پس ان کی تعیین مذہب ایک جانب پر ٹھیک نہیں۔ ہذا ما حضرلی من تقریر مولانا الاعظم استاذنا المکرم المولوی محمود حسن المحدث الديو بندي ادام الله ظلہ علی رؤس الطالبین وقد بسط الکلام فیہ مولانا المقدس۔

تنیسوال باب ستر عورت

کافر کا ستر دیکھنا بھی ناجائز ہے

(سوال) قصد کافر کا ستر دیکھنا کیسا ہے؟ المستفتی نمبر ۵۳ شیخ بھائی جی (خاندیس)

۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۷۳۴) قصد کافر کا بھی ستر دیکھنا جائز نہیں بلا قصد نظر پڑ جائے اور فوراً نظر ہٹالے تو گناہ نہیں (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

سر پر رومال باندھ کر نماز پڑھنا

(سوال) ایک بزرگ مذہباً اہل حدیث ہیں بہت زیادہ پابند سنت ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں کبھی کبھی امامت کرتے ہیں لباس ان کا یہ ہوتا ہے کہ لونگی اور گیردا کرتے اور سر پر ایک رومال لپیٹے ہوئے ایک روز ایک شخص نے کہا کہ اگر آپ ٹوپی پہن کر آتے تو اچھا ہوتا۔ اس پر وہ بہت ناراض ہوئے۔؟

المستفتی نمبر ۵۲۴ شیخ شفیق احمد (ضلع موٹھی) ۷ ربيع الثاني ۱۳۵۲ھ ۹ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۳۵) قمیص یا کرتے اور لونگی اور سر پر رومال باندھا ہو تو یہ نماز کے لئے کافی لباس ہے اس میں

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز بلا کراہت جائز ہے (۲)

ننگے سر نماز کا حکم

(سوال) ننگے سر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۱۱ حکیم محمد قاسم (ضلع میانوالی) ۷ جمادی الثاني ۱۳۵۲ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۳۶) ننگے سر نماز پڑھنا جائز ہے اگر تواضعاً و خشوعاً ہو تو کوئی کراہت نہیں اور اگر بے پروائی اور

لابالی پن سے ہو تو بکراہت نماز ہو جائے گی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا

(سوال) اگر کوئی شخص دھوتی اس طرح باندھے کہ ستر عورت چھپ جائے یعنی بطور شلوار کے اور اسی حالت

(۱) وينظر من الأجنبية ولو كافرة إلى وجهها و كفيها فقط للضرورة (التنوير و شرحه كتاب الخطر والإباحة فصل في النظر والمس ۳۶۹/۶ ط سعيد)

(۲) والمستحب أن يصلی الرجل فی ثلاثة أثواب قمیص و إزار و عمامة الخ (حلی کبیر فروع فی الستر ص ۲۱۶ ط سهیل اکیڈمی لاہور)

(۳) و صلاته حاسراً أي كاشفاً رأسه للتكاسل ولا بأس به للتدلل وأما للإهانة بها فكفر الخ (التنوير و شرحه باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/۱ ط سعيد)

سے نماز پڑھا کرے تو کوئی حرج ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۲۴ حبیب اللہ (ضلع غازی پور) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ م کیم اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۷۳۷) اگر ستر چھپ جائے اور اثنائے نماز میں ستر کھلنے کا احتمال نہ رہے تو نماز ہو جائے گی۔
لیکن یہ بیئت مشابہت ہنود کی وجہ سے مکروہ ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دھوتی یا ساڑھی باندھ کر نماز پڑھنا

(سوال) عورت کی نماز دھوتی یعنی ساڑھی پہن کر جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۳۸) اگر ستر عورت کامل ہو تو عورت کی نماز ساڑھی پہن کر بھی ہو جاتی ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

مرد کا ستر کہاں سے کہاں تک ہے؟

(سوال) زید کہتا ہے کہ ستر عورت مرد کے لئے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک اور ایسا ہی در المختار، شرح الوقایہ، احسن المسائل ترجمہ کنز الدقائق، فتاویٰ مجموعہ سلطانی فتاویٰ برہنہ اور مفتاح الجنۃ میں لکھا ہے اور اس کی مؤید ایک حدیث بھی آئی ہے روایت ہے عمرو بن العاصؓ سے کہ فرمایا نبی ﷺ نے ناف کے نیچے سے گھٹنوں تک ستر ہے روایت کیا اس کو دار قطنی نے اور بحر کہتا ہے کہ ناف ستر میں داخل ہے پس صحیح مسئلہ کیا ہے۔

(جواب ۷۳۹) بقول راجح ناف مرد کے لئے ستر عورت کے حکم میں داخل ہے زید کا یہ کہنا صحیح ہے کہ ستر کا حکم ناف کے نیچے سے شروع ہوتا ہے ہاں گھٹنا بیشک ستر کے حکم میں داخل ہے بحر کا خیال درست نہیں (۲) واللہ اعلم۔
محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرسہ امینیہ دہلی

پانجامہ کے اندر لنگی پہن کر نماز پڑھنا

(سوال) امام یا کوئی مقتدی لو لنگی یا پاجامے کے اندر رومالی وغیرہ باندھ کر نماز پڑھے تو ہو جاتی ہے یا نہیں؟
(جواب ۷۴۰) پاجامے کے اندر یا لنگی کے نیچے اگر کوئی لنگوٹ باندھ لیا جائے تو اس سے نماز نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے نماز ہو جاتی ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) والرابع ستر عورتہ ووجوبہ عام ولو فی الخلوۃ علی الصحیح (التنویر و شرحہ) باب شروط الصلوة ۱/ ۴۵۴ ط سعید
(۲) والرابع ستر عورتہ وللحرة جميع بدنہا حتی شعرہا النازل فی الأصح خلا الوجه والكفین والقدمین الخ (التنویر و شرحہ) باب شروط الصلوة ۱/ ۴۵۵ ط سعید
(۳) العورة من الرجل ما تحت السرة منه إلى ركبته و علم بهذا أن السرة ليست بعورة ولكن الركبة غاية ودخولها والركبة عورة أيضا (حلی کبیر الشرط الثالث ص ۲۰۹ ط سہیل اکبدمی لاہور)

سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز مکروہ ہے

(اخبار الجمعیۃ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ایک شخص ننگے سر نماز پڑھتا ہے اور منع کرنے سے باز نہیں آتا ایک روز نمازی اس کو منع کر رہے تھے کہ اچانک ایک غیر مقلد مولوی صاحب آگئے انہوں نے فرمایا کہ تمہارے ہاں تو ننگے سر نماز پڑھنی جائز ہے امام اعظمؒ نے ننگے سر نماز پڑھنے کو منع نہیں فرمایا اور صحابہ کرامؓ نے ننگے سر نماز پڑھی ہے پھر تم اس کو کیوں منع کرتے ہو؟

(جواب ۷۴۱) اگر ننگے سر نماز پڑھنا ابالی پن اور بے پروائی کی وجہ سے ہو تو مکروہ ہے اور اگر فی الحقیقت انکسار و تذلل کی نیت سے ہو تو جائز ہے صحابہ کرامؓ نے یا تو تذلل کی نیت سے ننگے سر نماز پڑھی ہیں یا ٹوپی و عمامہ نہ ہونے کی وجہ سے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

گھٹنا ستر میں داخل ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) آج کل قریب قریب عام دستور ہوتا جا رہا ہے کہ طلبائے مدرسہ بوقت کھیل وغیرہ کے ایسے پاجامے استعمال کرتے ہیں جن سے گھٹنے نہیں ڈھکتے اور اس کی نسبت میں نے سنا تھا کہ گھٹنے ننگے رکھنا ٹھیک نہیں ہے بندہ نے شیخ الجامعہ جامعہ ملیہ اسلامیہ قرول باغ دہلی کو اس کی بابت لکھا تھا ان کا جواب بغرض ملاحظہ ارسال کرتا ہوں آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں (جامعہ ملیہ کا جواب یہاں منقول نہیں)

واصف عفی عنہ

(جواب ۷۴۲) اس بارے میں کہ گھٹنا ستر میں داخل ہے یا نہیں؟ علماء و فقہاء کا اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک گھٹنا ستر میں داخل ہے اس لئے اس کو چھپا ہوا رکھنا چاہیے کھلا رکھنے کی عادت ڈالنا درست نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ بوجہ اختلاف فقہاء کے اس میں شدت اور سختی برتنی بھی مناسب نہیں ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔ وحکم العورة فی الركبة اخف منه فی الفخذ حتی لورای رجل غیرہ مکشوف الركبة ینکر علیہ برفق ولا ینازعہ ان لرج وان راہ مکشوف الفخذ ینکر علیہ بعنف ولا یضربہ ان لرج (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) و صلواتہ حاسراً ای کاشفاً رأسہ للتکاسل ولا بأس للتذلل، وأما إهانة بها فكفر الخ (التنوير و شرحه 'باب ما یفسد

الصلاة وما یکرہ فیہا ۱/۱ ۶۴ ط سعید)

(۲) (باب شروط الصلاة ۱/۲۸۴ ط بیروت)

آدھی آستین والی بنیان میں نماز

(الجمعیتہ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء)

(سوال) گرمی کے موسم میں لوگ عموماً گنچی پہنا کرتے ہیں اور اسی پر نماز بھی ادا کرتے ہیں اور دونوں کہنیاں کھلی رہتی ہیں ایسی حالت میں نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۳) کرتا ہوتے ہوئے صرف نیم آستین بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے نماز ہو جاتی ہے مگر کراہت کے ساتھ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عورت کا منہ اور ہاتھ ستر میں داخل ہیں یا نہیں؟

(الجمعیتہ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) عورت کا منہ اور ہاتھ غیر نماز میں ستر میں داخل ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۴) منہ غیر نماز میں ستر میں داخل ہے حجاب کا ثبوت احادیث سے ظاہر ہے (۲)

چوبیسواں باب متفرقات

تارک نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(سوال) تارک صلوة جو ہمیشہ نماز چھوڑ دیتا اور سال بھر میں کبھی نہیں پڑھتا ہے اس کے حق میں حضرت رسول اللہ ﷺ اور ائمہ اربعہ کیا فرماتے ہیں؟

(جواب ۷۴۵) تارک صلوة عمداً کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بہت سخت الفاظ فرمائے ہیں حدیث میں ہے کہ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا اور امام احمد بن حنبل اس کے کفر کے قائل ہیں اگرچہ فقہائے حنفیہ نے اسے کافر نہیں کہا لیکن وہ بھی یہ فرماتے ہیں کہ اسے قید میں ڈال دیا جائے اور جب تک توبہ نہ کرے جیل خانے میں رکھا جائے اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ مارا کر اس کا جسم زخمی کر دیا جائے اور امام شافعی اس کو حدایا کھرا قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ وتارکھا مجانہ ای تکاسلا فاسق یحبس حتی یصلی لانه یحبس لحق العبد فحق الحق احق و قیل یضرب حتی یسیل منه الدم و عند الشافعی یقتل حداً و قیل کفراً انتھی۔ (در مختار) (۳)

(۱) ولو صلی رافعاً کعبہ الی المرفقین کرہ الخ (عالمگیریۃ) باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا ۱/۶/۱ ط ماجدیہ
(۲) و عن أم سلمة كانت عند رسول الله ﷺ و میمونة إذا قتل ابن أم مكتوم دخل علیه فقال رسول الله ﷺ: "احتجبانہ" فقلت: "یا رسول الله! أليس هو أعمى لا یبصرنا؟" فقال رسول الله ﷺ: "أفعمیا وأن انتما ألستما تبصرانه" (ترمذی) باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال ۱/۶/۲ ط سعید
(۳) (کتاب الصلوة ۱/۳۵۲ ط سعید)

نماز عصر اور فجر کے بعد امام کا قبلہ رو ہو کر بیٹھنا

(سوال) فجر و عصر کی نماز کے سلام پھیرنے کے بعد امام دائیں جانب و بائیں جانب منہ پھیر کر دعائے نکلتا ہے اور ظہر و مغرب و عشا کی نماز میں بغیر پھرنے دائیں بائیں کے قبلہ رو بیٹھے ہوئے دعائے نکلتا ہے فجر و عصر میں دائیں بائیں پھرنا اور باقی نمازوں میں قبلہ رو دعا کرنا آیا شرع شریف میں اس کی کوئی سند ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۶) عصر و فجر کے بعد قبلہ رو بیٹھے رہنا مکروہ ہے دائیں یا بائیں پھر جانا چاہیے یا مقتدین کی طرف منہ کر لے اس کے علاوہ تین نمازوں ظہر، مغرب، عشاء میں اولیٰ و افضل یہی ہے کہ دیر تک نہ بیٹھے اور عیب ماثورہ میں سے کوئی دعا پڑھ کر سنتوں میں مشغول ہو جائے۔ و اذا سلم الامام من الظهر والمغرب والعشاء کرہ له المكث قاعداً لکنه يقوم الى التطوع وفي صلوة لا تطوع بعدها كالعصر والفجر يکره المكث قاعداً في مكانه مستقبل القبلة والنبي عليه الصلوة والسلام سمي هذا بدعة. انتهى مختصراً. (۱) (ہندیہ)

”من ترك الصلوة متعمداً“ کا کیا مطلب ہے؟

(سوال) زید فرضیت نماز کا قائل ہے مگر نماز ادا نہیں کرتا یہ شخص مشرک ہے یا نہیں؟ اگر مشرک نہیں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ ”من ترك الصلوة متعمداً فقد كفر“ (۲)

(جواب ۷۴۷) جو شخص فرضیت نماز کا قائل ہو لیکن سستی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نماز نہ پڑھتا ہو اس کو مشرک کہنا درست نہیں اور نہ کوئی شخص ترک نماز سے کافر ہو جاتا ہے والکبيرة لا تخرج العبد المؤمن من الايمان (عقائد نفسی) ۳۱ ہاں بوجہ ارتکاب کبیرہ فاسق ہے وتارکھا عمداً مجانہ ای تکاسلا فاسق یحبس حتی یصلی لانه یحبس لحق العبد فحق الحق احق و قيل یضرب حتی یسیل منه الدم (درمختار) (۴) حدیث من ترك الصلوة الخ تشدید و تغلیظ پر مبنی ہے یا مطلب یہ ہے کہ یہ کام مسلمانوں جیسا نہیں یہ مطلب نہیں کہ تارک صلوة کافر ہے۔

نابالغ کو نماز روزہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

(سوال) نابالغ بچوں کی نماز روزہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۷۴۸) نابالغ بچوں کے نماز روزے کا ثواب والدین کو ملتا ہے اور بعض علماء کے نزدیک اگر بچے افعال کو سمجھ کر ادا کرنے لگیں تو خود ان کو بھی ثواب ملے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) (الفصل الثالث فی سنن الصلوة ۱/۷۷ ط ماجدیہ)

(۲) (الترغیب والترہیب من الحدیث الشریف الترہیب من ترک الصلوة متعمداً ۱/۳۸۱-۳۸۲ ط احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

(۳) (ص ۸۲ ط کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہر گیٹ ملتان)

(۴) (کتاب الصلوة ۱/۳۵۲ ط سعید)

تشہد میں سببہ کا اشارہ سنت ہے

(سوال) جب نمازی نماز میں بوقت تشہد کے اشارہ رفع سببہ کا جو کرتے ہیں یہ اشارہ ہمارے مذہب میں حرام ہے؟ یہ کرنا جائز نہیں جو کرے گا وہ گناہ گار ہوگا؟

المستفتی نمبر ۲۳۱ محمد رشید ترمذی مقام ایلول۔ ۸ اذی قعدہ ۱۳۵۲ھ ۵ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۴۹) تشہد کے وقت سببہ اٹھا کر اشارہ کرنا سنت ہے سنت کو حرام کہنے والا سخت خاطی ہے حرمت کا قول باطل ہے کیونکہ حرمت کے لئے دلیل قطعی کی ضرورت ہے اور اشارہ کی ممانعت کے لئے کوئی دلیل قطعی بھی نہیں ہے (۱)

نیت میں ”منہ طرف قبلہ“ کہنے کی ضرورت نہیں

(سوال) سنتوں اور نفلوں میں منہ طرف کعبہ شریف کے کہنا چاہیے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۹ شہباز خاں ضلع کرنال۔ ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۵۰) منہ طرف کعبہ کے کہنے کی ضرورت نہیں (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز کے بعد بلند آواز سے سلام کرنا

(سوال) ایک شخص فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے بعد یعنی امام کے دعا مانگنے کے بعد ذرا اونچی آواز سے سلام کرتا ہے یہ فعل ہر نماز کی جماعت کے بعد کرتا ہے اور نیت ہے کہ اس وقت جو ساری جماعت ہوتی ہے اس میں بڑے بڑے بزرگ فرشتے اور نیک لوگ ہوتے ہیں اس موقع پر سلام کرنا عین ثواب ہے۔

المستفتی نمبر ۴۰۱ مولوی محمد عبد الحفیظ صاحب (ضلع نیل گری)

۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۵۱) یہ سلام سنت سے ثابت نہیں جن و ملائک کے لئے وہی سلام کافی ہے جو نماز کے آخر میں ہوتا ہے کوئی اور جدید سلام ضروری نہیں نہ اس کا ثبوت ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) وفي الشر نبلا لية عن البرهان: "الصحيح أنه يشير بمسبحة وحدها يرفعها عند النفي و يضعها عند الإثبات واحترز بالصحيح عما قيل لا يشير لأنه خلاف الدراية والرواية ويقولنا بمسبحة عما قيل يعقد عند الإشارة وفي العيني عن التحفة: "الأصح أنها مستحبة وفي المحيط سنة (الدر المختار' باب صفة الصلاة ۱/ ۵۰۹- ۵۱۰ ط سعید)

(۲) والمعتبر فيها عمل القلب اللازم للإرادة فلا عبارة للذكر باللسان إن خالف القلب : لأنه كلام لانية إلا إذا عجز عن إحصائه الخ (الدر المختار' باب شروط الصلاة بحث النية ۱/ ۴۱۵ ط سعید)

(۳) من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد الحديث (بخارى' كتاب الصلح' باب إذا اصطلحوا على صلح جواز فهو مردود ۱/ ۳۷۱ ط قدیسی)

نماز میں امام کا جلسہ استراحت کرنا

(سوال) امام اہل حدیث اور مقتدیان حنفی ہیں امام صاحب جلسہ استراحت کرتے ہیں جس کے باعث مقتدی امام سے پیش قدمی کر جاتے ہیں ایک روز امام صاحب نے کہا کہ پیش قدمی کرنے والوں کی گردن قیامت کے دن مانند گدھے کے ہوگی اس امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۱۶ محمد حسین صاحب۔ ۱۰ رجب ۱۳۵۳ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۷۵۲) جلسہ استراحت حنفیہ کے نزدیک مسنون نہیں ہے یہ جلسہ عذر (مرض یا ضعف) کی حالت میں کیا گیا ہے نماز کے اصلی افعال میں نہیں ہے لیکن جلسہ استراحت کرنے والے امام کے پیچھے حنفیہ کی نماز ہو جاتی ہے حنفیہ کو چاہئے کہ وہ سجدہ سے اتنی دیر کر کے اٹھیں کہ امام جلسہ استراحت سے فارغ ہو جائے تاکہ امام سے پہلے مقتدیوں کا قیام نہ ہو جائے اور امام کو چاہئے کہ وہ جلسہ استراحت میں زیادہ دیر نہ لگائیں بلکہ حتی الامکان اسے ادا کر کے جلد کھڑے ہو جائیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عید گاہ میں نماز استغفار پڑھنا

(سوال) بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ بروز جمعہ نماز استغفار عید گاہ میں پڑھی جائے آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں نماز کے لئے صبح سات بجے کا وقت رکھنے کا خیال ہے؟

المستفتی نمبر ۴۹۰ حاجی عبدالغنی متولی عید گاہ دہلی

۳ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ ۱۶ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۵۳) کسی آسمانی حادثہ کے وقوع اور اس کے خوف کے وقت آنحضرت ﷺ نماز میں مشغول ہو جاتے تھے اور یہ امر مستحسن بھی ہے لیکن اس نماز کی جماعت معمود و متوارث نہیں ہر شخص بجائے خود توبہ و استغفار کرے اور گھر میں نماز پڑھے عید گاہ میں اجتماع کی غرض شاید جماعت ہو مگر جماعت مسنون نہیں ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بعد نماز صبح مصافحہ کا معمول

(سوال) بعد فراغت نماز صبح تمام مصلیان مسجد امام صاحب سے مصافحہ کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں روزانہ بعد ختم دعا کے یہ دستور کر رکھا ہے بعض لوگ اس کو بدعت بتاتے ہیں

المستفتی نمبر ۵۴۰ محمد بشیر حسن (مالوہ) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۱۸ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۷۵۴) ہاں نماز فجر کے بعد مصافحہ کرنے کا طریقہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے زمانے

(۱) ولنا حدیث ابی ہریرۃ أن النبی ﷺ کان ینہض فی الصلوة علی صدور قدمیہ وما رواہ محمود علی حالة الکبر ولأن

ہذہ قعدہ استراحة الخ (هدایة) باب صفة الصلوة ۱/۱۰ ط مکتبہ شرکتہ علمیہ ملتان

میں نہیں تھا اور اس کا رواج دینا اور التزام کرنا بدعت ہے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

جہری نماز میں منفرد کے لئے قراءت کا حکم

(سوال) اگر کوئی شخص نماز جماعت میں کسی عذر سے شریک نہ ہو پھر بعد میں وہ مسجد میں آیا تو وہ نماز اپنی اکیلا ہی جماعت سے پڑھ سکتا ہے اور کیا جہری نماز کو بالآخر منفرد بھی ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟ بعض علماء کہتے ہیں کہ منفرد شخص بھی اگر اپنی نماز پڑھے تو سری نماز کو سر ادا کرے اور جہری کو جہرا ان کا قول کس دلیل پر مبنی ہے؟

المستفتی نمبر ۶۵۰ ابو محمد عبد الجبار (رنگون) ۲۳ رجب ۱۳۵۴ھ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۷۵۵) ہاں جہری نماز کو منفرد جہرا ادا کرے تو اولیٰ ہے اور سر ادا کرے تو یہ بھی جائز ہے منفرد کے لئے وجوب جہر ساقط ہو جاتا ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) جیب میں روپے رکھ کر نماز پڑھنا

(۲) سجدے کی جگہ سکے گر جائیں تو ہٹا سکتے ہیں

(سوال) (۱) ہر شخص کی جیب میں سکے (روپے اٹھنیاں وغیرہ) رہتے ہیں کیا جیب میں سکے رکھ کر نماز ادا کرنے میں کسی قسم کی قباحت ہے کیونکہ سکوں پر بادشاہ کی مہرابھری ہوئی ہے۔

(۲) سجدے کی حالت میں اکثر جیبوں میں سے روپے یا پیسے نکل کر سجدہ گاہ کی طرف چلے جاتے ہیں ایسی حالت میں سجدے کے وقت جہاں سکے پڑا ہو اس جگہ سجدہ کرنا چاہئے یا ہٹ کر؟ یا سکے کو ہٹا دینا چاہئے اگر سکے ہٹاتے ہیں تو نماز میں خلل واقع ہوتا ہے اگر نہیں ہٹاتے تو سجدہ اس مہر کے سکے کو ہوتا ہے یعنی بادشاہ کو سجدہ کیا گیا۔

(جواب ۷۵۶) (۱) سکے جیب میں ہونے سے نماز میں کچھ نقصان نہیں آتا نماز صحیح ہو جاتی ہے (۳)

(۲) سکے احتیاط سے رکھنے چاہئیں کہ نماز میں نہ گریں بے احتیاطی سے اگر وہ سجدے کی جگہ گر جائیں تو ہاتھ سے ان کو سجدے کی جگہ سے اپنی طرف ہٹالے اس میں نماز میں کراہت نہ ہوگی (۴) محمد کفایت اللہ

(۱) وقد صرح بعض علمانا وغيرهم بکراهة المصافحة المعتادة عقب الصلوات مع أن المصافحة سنة وما ذلك إلا لكونها لم تؤثر في خصوص هذا الموضوع الخ (رد المحتار مطلب في دفن الميت ۲/۲۳۵ ط سعید)

(۲) ويحير المنفرد في الجهر وهو أفضل ويكتفى بأدناه وفي السرخاقت حتما على المذهب (التوير و شرحه فضل في القراءۃ ۱/۵۳۳ ط سعید)

(۳) ولا يكره لو كانت تحت قدميه أو في يده أو على حاتمته — قال في البحر — ومقاده كراهة المستين لا المستري كيس أو صرة أو ثوب آخر (توير و شرحه) وفي الشاميه بأن صلى و معه صرة أو كيس فيه دنا تير أو دراهم فيه صور صغار فلا تكره لا ستارها (باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/۶۴۸ ط سعید)

(۴) وقلب الحص للنهي إلا لسجوده التام فيرخص مرة و تركها أولى الخ (التوير و شرحه باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/۶۴۲ ط سعید)

(۱) درود میں ”سیدنا“ کا اضافہ

(۲) ”و کن من الساجدین“ سے پہلے تین مرتبہ استغفار پڑھنا

(سوال) (۱) نماز میں تشہد میں جو درود ابراہیمی ہے اس میں محمد ﷺ و حضرت ابراہیم کے اسمائے گرامی کے پہلے لفظ سیدنا بولنا کیسا ہے نماز میں کوئی خلل ہوتا ہے یا نہیں اور بغیر سیدنا کے نماز کیسی ہے کوئی نقصان ہے یا نہیں؟

(۲) فرض نماز جہریہ میں امام بعد فاتحہ سوزہ حجر کے آخر رکوع کی آیت ولقد اتینک سبعاً من المثانی الخ جب آیت فسبح بحمد ربک میں پہنچا یعنی پڑھا تو و کن من الساجدین کی جگہ واستغفرہ آیت مذکورہ کے پہلے تین بار تکرار کیا بعدہ مقتدی سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دیا تو سن کر رکوع کیا اور نماز ختم کیا اس میں قباحت ہوئی یا نہیں مکروہ ہو یا نہیں؟ سجدہ سہولاً نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۸۲ ایم محمد عبدالباری صاحب (آسام) ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۶ء (جواب ۷۵۷) قعدہ میں درود شریف کے اندر حضور انور ﷺ اور حضرت ابراہیم کے اسماء مبارک سے پہلے لفظ سیدنا کہنا جائز ہے اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں ہوتی اور بغیر سیدنا کے بھی نماز میں نقصان نہیں آتا (۱) (۲) اس صورت میں نماز بلا کراہت ہو گئی سجدہ سہولاً نہیں تھا (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

ظہر اور جمعہ کی سنتوں میں ثناء پڑھنے کا حکم

(سوال) زید نے فتویٰ دیا ہے کہ ظہر کی چار رکعت سنت اور جمعہ کی سنتوں میں ثناء دو دفعہ پڑھنا چاہیے تو یہ صحیح ہے یا غلط؟ المستفتی نمبر ۱۲۷۳ عبدالمحیط خاں صاحب کانسٹیبل (سندھ)

۱۲ اشوال ۱۳۵۵ھ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۷۵۸) ظہر کی چار سنتوں میں اور جمعہ کی چار سنتوں میں ثناء ایک مرتبہ پڑھی جائے اور نوافل کی چار رکعتوں میں دو مرتبہ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

نمازی کے سامنے کتنی دور سے گزرا جاسکتا ہے؟

(سوال) جامع مسجد میں نمازی کے سامنے سے کتنی دور ہو کر گزرا جائز ہے آیا محض نماز کے سجدہ کی جگہ چھوڑ کر یا کچھ مقدار معین ہے تحریر فرمائیے؟

(۱) وندب السیادة لأن زیادة الأخبار بالواقع عین سلوک الأدب فهو افضل من تركه الخ (الدر المختار: باب صفة الصلاة ۵۱۳/۱ ط سعید) (۲) ولو زاد كلمة أو نقص كلمة أو نقص حرفاً أو قدمه أو بدله بأخر لم تفسد صلاته عالم بتغير المعنى الخ (الدر المختار: مسائل زلة القاری ۱/۶۳۲ ط سعید) (۳) أما إذا كانت سنة أو نفلاً فيبتدى كما ابتداء في الركعة الأولى یعنی یأتی بالثناء والتعوذ لأن كل شفع صلاة على حدة الأصح أنه لا یصلی و یستفتح فی سنة الظهر والجمعة الخ (رد المختار: باب الوتر والنوافل ۱۶/۲ ط سعید)

المستفتی نمبر ۱۳۴۹ محمد یونس صاحب (مقرر) ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۳۷ء
(جواب ۷۵۹) بڑی مسجد میں اور میدان میں نمازی کے سامنے اتنی دور سے گزرنا جائز ہے کہ نمازی اگر
اپنے سجدہ کی جگہ پر نظر رکھے تو گزرنے والا اسے نظر نہ آئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نجاست لگی ہوئی صف پر نماز کا حکم

(سوال) مسجد کی صف باریک سوت کی بنی ہوئی جو کہ اگرہ کی ہوتی ہے تخمیناً دس یا بارہ گز لمبی ہو اس کے
درمیانی حصہ میں نجاست لگ جائے یا صرف ایک سرے پر لگی ہو تو اس صف میں سے نجاست کی جگہ چھوڑ
کر باقی صف پر نماز ہو سکتی ہے یا نہیں اسی طرح اگر ٹاٹ کی صف ہو تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟
المستفتی حاجی محمد داؤد صاحب (بیلسماران دہلی)

(جواب ۷۶۰) ناپاک جگہ پر کھڑے ہونے والے کی نماز تو نہ ہوگی باقی صف پر کھڑے ہونے والوں کی
نماز ہو جائے گی صف خواہ درمی کی ہو یا ٹاٹ کی یا یوریا ہو (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

عمداً تارک نماز کا حکم

(سوال) زید کلمہ پڑھتا ہے اور مسلمانوں کے تمام کام کرتا ہے مگر نماز نہیں پڑھتا یعنی تارک فرض ہے
مگر فرض نہیں جب اس سے کہا جاتا ہے کہ کیوں نماز نہیں پڑھتے تو جواب دیتا ہے کہ پڑھا کروں گا میں جو
نماز نہیں پڑھتا تو بیشک بہت گناہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کرے کہ میں نمازی ہو جاؤں آیا ایسے شخص مذکور کو
مسلمان کہیں یا کافر؟

المستفتی نمبر ۱۳۶۸ محمد احمد صاحب دہلی۔ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء
(جواب ۷۶۱) جو شخص نماز کی فرضیت کا اقرار کرتا ہے اور ترک نماز کو گناہ سمجھتا ہے وہ مسلمان ہے اس کو
ترک نماز کی بنا پر کافر کہنا نہیں چاہیے حنفیہ کا یہی مذہب ہے ہاں بعض علماء نے زجر کے طور پر ایسے شخص کو
کافر کہہ دیا ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) و مرور مار فی الصحراء أو فی مسجد کبیر بموضع سجودہ فی الأصح أو مرورہ بین یدیه الی حائط القبلة فی بیت و
مسجد صغیر 'فإنه كبقة واحدة مطلقاً (التنوير و شرحه) و فی الشامیة: "أنه قدر ما يقع بصره علی المار لو صلی بخشوع
أی رامياً بصره الی موضع سجودہ الخ (باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها ۱/۶۳۴ ط سعید)

(۲) قال فی التنوير و شرحه: "هی سنة طهارة بدنه من حدث و خبث و ثوبه و مکانه أی موضع قدمیه أو أحد هما إن رفع
الأخری و موضع سجودہ اتفاقاً فی الأصح الخ و فی الشامیة: " (قوله "ومكانه") فلا تمنع النجاسة فی طرف بساط ولو
صغیر فی الأصح (باب شروط الصلاة ۱/۴۰۳ ط سعید)

(۳) و تارکها مجاناً أی تکاسلاً فاسق ینحس حتی یصلی وقیل: " ینضرب حتی یسبل منه الدم" و عند الشافعی یقتل بضلوة
واحدة حداً وقیل: " کفر" (التنوير و شرحه) کتاب الصلوة ۱/۳۵۳ ط سعید

(۱) صاحب ترتیب کسے کہتے ہیں؟

(۲) قضاء یاد ہونے کی حالت میں وقتی نماز پڑھنا

(سوال) (۱) صاحب ترتیب کون شخص ہو سکتا ہے۔ اس علاقہ میں وہ شخص صاحب ترتیب کہلاتا ہے جس نے بالغ ہونے کے بعد ایک بھی نماز قضاء نہ کی ہو کیا یہ بات صحیح ہے اگر ایسا ہی ہے تو کونسی کتاب میں ہے؟

(۲) ایک شخص کی ظہر کی نماز قضاء ہو گئی اس کے بعد اس نے اپنے وقت میں عصر ادا کی اور جب وقت مغرب آیا تو مغرب کی نماز بھی پڑھی مگر اس شخص کو جب عصر کی نماز اور مغرب کی نماز پڑھتا تھا تو ظہر کی قضا نماز یاد تھی پھر اس نے ظہر کی نماز مغرب پڑھ کر قضا کر لی کیا اس کی عصر اور مغرب نمازیں ہو گئیں یا نہیں اگر وہ شخص امام ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی ۱۵۶۷ مولوی محبت حسین شاہ امام مسجد پلٹن۔ پنجاب کیمپ رزمک وزیرستان۔

۲۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۵ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۶۲) (۱) صاحب ترتیب وہ شخص ہے جس کے ذمے بلوغ سے اب تک چھ نمازیں قضا ہوں (۲) اگر یہ شخص صاحب ترتیب نہیں تو اس کی نماز ظہر و عصر و مغرب ہو گئیں اور اگر صاحب ترتیب ہے تو تینوں نہیں ہوئیں مگر اگلے دن کی ظہر پڑھنے سے سب ہو جائیں گی بشرطیکہ درمیان میں ظہر فوت شدہ ادا نہ کرے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

نماز صبح کے بعد مقتدیوں کے آگے چنے رکھنا

(سوال) ایک مسجد میں صبح کی نماز کے بعد نمازیوں کے آگے مٹھی مٹھی چنے دعا سے قبل سلام پھیرنے کے بعد رکھ دیئے جاتے ہیں کیا یہ سنت ہے؟ فرض ہے؟ یا واجب ہے؟ من احدث فی امرنا هذا ما لیس منہ فہورد صحیحین کی حدیث کے مصداق نہیں ہیں۔ المستفتی مولوی محمد رفیق صاحب۔ دہلوی (جواب ۷۶۳) یہ عمل نہ سنت ہے نہ مستحب۔ فرض و واجب تو ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں اگر اس کو لازم سمجھا جائے تو بدعت ہے اور لازم بھی نہ سمجھا جائے نہ کسی کو برا کہا جائے جو پڑھے پڑھے نہ پڑھے تو اس سے تعرض نہ کیا جائے تو مباح ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) يسقط الترتيب بصيرورة الفوائت ستا ولو كانت متفرقة كما لو ترك صلاة صبح مثلا من ستة أيام وصلى ما بينهما ناسيا للفوائت الخ (رد المحتار باب قضاء الفوائت ۲/۶۸ ط سعید)

(۲) واذا فسدت الفريضة لا يبطل أصل الصلاة عند أبي حنيفة وأبي يوسف وعند محمد يبطل: لأن التحريم عقدت للفرض الخ (رد المحتار باب قضاء الفوائت ۲/۷۰ ط سعید)

سلام علیکم کہنا

(سوال) اگر امام السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے الف کو ظاہر نہ کرے صرف سلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ المستفتی مولوی محمد رفیق دہلوی

(جواب ۷۶۴) یہ خلاف سنت ہے اور اس سے نماز میں کراہت آئے گی یہ جب کہ امام تلفظ میں ہی سلام علیکم کہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ الف اوگوں کے سننے میں نہیں آتا۔ امام تو السلام کہتا ہے لوگ سلام سنتے ہیں تو یہ مکروہ نہیں (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

محلہ کی مسجد میں نماز افضل ہے

(سوال) زید کے مکان کے پاس ایک مسجد ہے اور زید کی متولی مسجد سے کسی قسم کی نااتفاق ہو گئی اور اس نااتفاق کی وجہ سے مسجد کو چھوڑ دے اور دوسری مسجد اختیار کرے اور کوئی اگر زید کو کہے کہ بھائی آپ کے مکان کے پاس مسجد ہونے کے باوجود آپ اتنا لمبا سفر کیوں کرتے ہیں تو جواب میں زید جھوٹ کہتے ہیں مسجد کے متولی صاحب نے مسجد کو فضل لگا دیا ہے خاص کر میرے لئے اور مجھے منع کر دیا ہے تو ایسے آدمیوں کا کیا حکم ہے دوسری مسجد میں نماز اس کی ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اگر ہوتی ہے تو دونوں کے ثواب میں کوئی فرق ہے یا نہیں اور زید ایسے گناہوں کا مرتکب ہونے کے ساتھ دین کے دوسرے امور میں دوسروں کو تبلیغ کرتا ہے۔

المستفتی نمبر ۳۷۹۷۳ ماسٹر مرزا احمد حسین (گجرات) کاٹھیواڑ۔ ۲ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۷۶۵) اگر مسجد کے متولی نے زید کو مسجد میں آنے سے منع نہیں کیا تو زید کو مناسب نہیں کہ وہ دوسری مسجد میں نماز کے لئے جائے اور یہ بھی جائز نہیں کہ متولی کو خواہ مخواہ بدنام کرے۔ زید کی نماز دوسری مسجد میں ہو جاتی ہے مگر بلا وجہ معقول محلہ کی مسجد چھوڑ دینی مناسب نہیں ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

خطبہ و نماز کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

(سوال) اس دفعہ ملتان کی بڑی عید گاہ میں عید گاہ کی منتظم کمیٹی نے لوگوں کی آسائش کو مد نظر رکھتے ہوئے امام کے آگے لاؤڈ اسپیکر (لوگوں کو دور آواز پہنچانے کا آلہ) رکھا جس پر خطبہ کے علاوہ نماز کی تکبیرات رکوع جو دو قرأت اور التحیات بھی امام نے بلند آواز سے آلہ پر پڑھی لوگ اعتراض کر رہے ہیں کہ جو نماز پڑھائی گئی ہے ناجائز ہے۔ المستفتی نمبر ۲۰۹۸ مولوی غلام حیدر صاحب (ملتان)

(۱) قال فی البحر: "وہو علی وجہ الا کمل ان یقول: "السلام علیکم ورحمة اللہ" مرتین فان قال السلام علیکم او سلام علیکم او علیکم السلام اجزاه وکان تارکاً للسنۃ (رد المحتار) فصل فی بیان تالیف الصلوة ۱/۵۲۶ ط سعید (۲) ومسجد حیہ افضل من الجامع والصحیح ان ما الحق بمسجد المدینة ملحق بہ فی الفضیلة الح (الدر المحتار) باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا مطلب فی افضل المساجد ۱/۶۵۹ ط سعید

۴ شوال ۱۳۵۶ھ ۸ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۷۶۶) خطبہ اور تکبیرات انتقال کے لئے لاوڈ اسپیکر کا استعمال کرنا تو مباح ہو سکتا ہے لیکن قرأت قرآن کے لئے نہیں اور التحیات کو زور سے پڑھنا تو امام کی جمالت پر مبنی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) محراب سے ہٹ کر جماعت کرنا

(۲) مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

(۳) خطبہ جمعہ کے بعد اس کا ترجمہ پڑھنا

(۴) عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا افضل ہے

(سوال) (۱) اگر امام اصل مقام اور مقررہ جگہ یعنی محراب چھوڑ کر مسجد ہی میں کسی دوسری جگہ یا اس کے فرش پر گرمی کے سبب یا کسی شخص کے کہنے پر پہلی جماعت سے نماز پڑھائے تو نماز میں یا نماز کی اصلیت میں یا اس کی فضیلت میں کوئی فرق آئے گا یا نہیں؟

(۲) مسجد میں ثانی جماعت سے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے کیا اس کے لئے کوئی خصوصیت ہے؟

(۳) خطبہ جمعہ میں خطبہ اولیٰ عربی کے بعد اس کا ترجمہ اردو نظم یا نثر میں پڑھنا کیسا ہے؟

(۴) امام کا ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا اور عمامہ باندھ کر نماز پڑھانا دونوں میں کیا فرق ہے؟

المستفتی نمبر ۲۱۵۲ محمد ظہیر (ضلع ناسک) ۲۸ شوال ۱۳۵۶ھ م کیم جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۷۶۷) (۱) محراب میں کھڑا ہونا افضل ہے اور گرمی کی وجہ سے باہر کھڑا ہونا مگر امام محراب کے مقابل کھڑا ہو تو اس میں بھی مضائقہ نہیں ہے اور محراب سے شمالاً یا جنوباً ہٹ کر کھڑا ہونا پہلی جماعت میں بغیر عذر مکروہ ہے گرمی کا عذر کافی نہیں (۱)

(۲) جس مسجد میں نماز باجماعت مقرر ہو اس میں دوسری جماعت مکروہ ہے (۲)

(۳) اردو نظم و نثر خطبے میں خلاف اولیٰ ہے (۳)

(۴) ٹوپی پہن کر نماز پڑھانا جائز ہے مگر عمامہ کے ساتھ افضل ہے (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) قال الشامی: " (ویقف وسطاً) قال فی المعراج وفي مسوط بكر: " السنة أن يقوم في المحراب ليعتدل الطرفان ولو قام أحد جانبي الصف يكره والأصح ما روى عن أبي حنيفة أنه قال: " اكره أن يقوم بين الساريين أو في زاوية أو ناحية المسجد أو إلى سارية لأنه خلاف عمل الأمة (باب الإمامة ۱/ ۵۶۸ ط سعید)

(۲) ويكره تكرار الجماعة ... في مسجد محللة الخ (التنوير و شرحه باب الإمامة ۱/ ۵۵۲ ط سعید)

(۳) لا شك في أن الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة من النبي ﷺ والصحابة الخ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية باب الجمعة ۱/ ۲۰۰ ط سعید)

(۴) والمستحب ان يصلی الرجل فی ثلاثة أثواب قمیص وازار و عمامة أما لو صلی فی ثوب واحد متوحشابه جميع بدنه كأزار الميت يجوز من غير كراهة الخ (حلبی كیور فروع فی الستر ص ۲۱۶ ط سهیل اکیڈمی لاہور)

بے نمازی کے ہاتھ کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) زید نماز نہیں پڑھتا ہے اس کے ہاتھ کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں اور اس کا پیسہ مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۳۸۰ شیخ محمد قاسم صاحب (بلند شہر)

۲۵ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ م ۲۴ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۷۶۸) تارک الصلوة سخت گناہ گار اور فاسق ہے اس کے ہاتھ کا کھانا کھانا اور اس کی کمائی اگر حلال طریق سے ہو مسجد میں لگانا درست تو ہے لیکن اگر زجر اس کے ہاتھ کا کھانا نہ کھایا جائے اور اس کے پیسہ کو مسجد میں نہ لگایا جائے تو بہتر ہے (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

بے نمازی کا جنازہ پڑھا جائے

(سوال) عام مسلمان سالہا سال بالکل نماز نہیں پڑھتے کبھی سال کے بعد بعض مسلمان رمضان شریف میں نماز صرف ایک ماہ کے لئے پڑھ لیتے ہیں بعد ازاں پھر چھوڑ دیتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جمعۃ الوداع اور عید الفطر اور عید النضحی پڑھ لیتے ہیں پھر کنارے ہو جاتے ہیں اور بہتر سے مسلمان ایسے بھی ہیں جو کہ ارکان خمسہ سے بالکل ناواقف ہیں اور جنہوں نے اپنی حیات میں اپنے سر کو سجدہ کے لئے نہیں جھکایا ہے اور پھر وہ اپنے آپ کو مسلمان بننے کا دعویٰ رکھتے ہیں آیا کہ تارک الصلوة شرعاً کافر ہے یا گناہ گار ہے اگر تارک الصلوة مر جائے شرعاً شریف کے قانون سے اس شخص کا جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۴۶۹ وزیر حسین صاحب (لاہور چھاؤنی) ۵ صفر ۱۳۵۸ھ م ۲۷ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۷۶۹) ترک نماز گناہ کبیرہ اور قریب بجنف ہے لیکن جو شخص کہ فرضیت نماز کا منکر نہ ہو صرف تارک ہو وہ فاسق اور انتہا درجہ کا گناہ گار ہے مگر کافروں کے احکام اس پر جاری نہیں ہوں گے بے نمازی کا جنازہ ایک دو مسلمان پڑھ کر دفن کر دیں اور مسلمان زجراً شریک نہ ہوں تو یہ جائز ہے (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی

قرآن مجید سے پانچوں نمازوں کا ثبوت

(سوال) پانچ وقت نماز کے دلائل کون کون سی آیت سے معلوم ہوتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۴۶ حاتم احمد (بنگال) ۷ شعبان ۱۳۵۸ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۷۷۰) قرآن مجید میں کئی مقامات پر آیات ہیں ان میں سے یہ آیت بھی ہے فسبحن اللہ حین

(۱) وتارکھا عمداً مجاناً ای تکا سلاً فاسق یمس حتی یصلی لانه یمس بحق العبد فحق الحق أحق (التنویر و شرحہ کتاب الصلاة ۱/۳۵۳ ط سعید)

(۲) وتارکھا عمداً مجاناً ای تکا سلاً فاسق یمس حتی یصلی لانه یمس بحق العبد فحق الحق أحق (التنویر و شرحہ کتاب الصلاة ۱/۳۵۳ ط سعید)

تمسون و حين تصبحون (الآية) (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

(۱) مسجد میں باواز بلند سورہ کھف پڑھنا

(۲) بعد نماز بلند آواز سے کلمہ پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) بوقت خطبہ مسجد میں جمعہ کے دن سورہ کھف کا دو ربا و از بلند ایک ایک رکوع کر کے پڑھتے ہیں نو وارد مصلیان کی نمازوں میں نقصان آتا ہے بلکہ نماز جمعہ کا اور خطبہ کا تفسیح اوقات ہو جاتا ہے اس طرح کا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) جماعت کے ختم ہوتے ہی فوراً کلمہ طیبہ کا ذکر بالجہر کیا کرتے ہیں ۳ مرتبہ۔ لا الہ الا اللہ الا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلعم۔

المستفتی نمبر ۲۶۰۱ سیٹھ قاسم بابو گجرات۔ ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ

(جواب ۷۷۱) (۱) سورہ کھف آواز بلند سے مسجد میں پڑھنا جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل آئے ناجائز ہے (۲)

(۲) اسی طرح نماز کے بعد کلمہ طیبہ کو بلند آواز سے پڑھنے کی رسم بھی درست نہیں اتنی آواز سے کہ کسی نمازی کی نماز میں خلل نہ آئے سلام کے بعد کلمات ماثورہ کو پڑھنا جائز ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

کپڑے سے منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

(سوال) زید نماز کی حالت میں اپنے منہ کو کپڑے سے چھپا لیتا ہے۔ یہ کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۷۷۸ - ۵ صفر ۱۳۶۳ھ

(جواب ۷۷۲) منہ اور ناک کپڑے سے ڈھانک لینا نماز میں مکروہ ہے حدیث شریف میں منہ ڈھانکنے کی ممانعت آئی ہے۔ نہی رسول اللہ ﷺ عن السدل فی الصلوة وان یغطی الرجل فاه (مشکوٰۃ) (۱)؛ مرقاۃ (۲) شرح مشکوٰۃ میں ہے کانت العرب یتلثمون بالعمائم و یجعلون اطرافہا تحت اعناقہم فیغطون افواہہم کیلا یصیبہم الهواء المختلط من حرا و برد فنہوا عنہ لا نہ یمنع حسن

(۱) (سورۃ الروم - ۱۷)

(۲) أجمع العلماء سلفاً و خلفاً علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد و غیرہا إلا أن یشوش جہرہم علی نانہم أو یصل أو قاری الخ (رد المحتار) باب ما یفسد الصلوة وما یکرہ فیہا مطلب فی رفع الصوت بالذکر ۱/ ۶۶۰ ط سعید

(۳) یا یہا الناس اربعوا علی أنفسکم فإنکم لا تدعون أصم ولا غائباً الحدیث (بخاری) باب قول لا حول ولا قوۃ إلا باللہ ۲/ ۹۴۸-۹۴۹ ط قدیمی

(۴) (باب الستر ص ۷۳ ط سعید)

(۵) (باب الستر نہی عن السدل ۲/ ۲۳۶ ط امدادیہ ملتان)

اتمام القرءة و کمال السجود (الی قوله) وفي شرح المنية يكره للمصلي ان يغطي فاه او انفه (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

نماز کے بعد مصافحہ بدعت ہے

(سوال) مسجد میں پہنچانہ نماز کے بعد پیش امام کو مقتدیوں سے مصافحہ لینا جائز ہے یا نہیں؟
المستفتی نمبر ۲۳۷۲ شیخ اعظم شیخ معظم (دہلیہ ضلع مغربی خاندیس)

۸ صفر ۱۳۵۸ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۷۷۳) نماز کے بعد مصافحہ کی رسم بے اصل ہے (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

نقش جانماز پر نماز کا حکم
(سوال) متعلقہ جانماز منقش

(جواب ۷۷۴) مدینہ منورہ کے نقشے کی جانماز استعمال کرنا مکروہ ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی

عمداً تارک نماز فاسق ہے

(سوال) جو مسلمان نماز نہ پڑھتا ہو اور نہ اپنے تابعین کو تاکید کرتا ہو اس کی شادی یا میت میں یا جنازے کی نماز میں شریک ہونا یا اس کے ساتھ کھانا پینا یا اس سے کسی قسم کا لین دین کرنا جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۷۷۵) اسلامی فرائض میں سے نماز اہم ترین فرض ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کے بندے (مسلمان) اور کافر کے درمیان نماز کا فرق ہے (۴) یعنی مسلمان خدا کی عبادت نماز ادا کرتا ہے اور کافر نماز نہیں پڑھتا جو لوگ نماز نہیں پڑھتے وہ سخت گناہ گار اور فاسق ہیں ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ترک نماز سے تائب ہو خود بھی نماز پڑھے اور دوسروں یعنی اپنے متعلقین کو بھی تاکید کرتا رہے اگر کوئی مسلمان ترک نماز پر اصرار کرے اور سمجھانے اور تاکید کرنے کو بھی خیال میں نہ لائے تو دوسرے مسلمانوں کو جائز ہے کہ وہ زجراً اس کے ساتھ کلام و سلام کھانا پینا ترک کر دیں (۵)

محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی، احقر منظر الدین غفرلہ

(۱) کراہیة الصلاة ص ۳۴۵ ط سنہیل اکیڈمی لاہور

(۲) وقد صرح به بعض علمائنا وغيرهم بکراهة المصافحة المعتادة عقب الصلوات مع أن المصافحة سنة وما ذلك إلا لكونها لم تؤثر في خصوص هذا الموضوع الخ (رد المحتار كتاب الجنائز مطلب في الدفن ۲/۲۳۵ ط سعید)
(۳) ولا بأس بنقشه خلا محرابه فإنه يكره لأنه يلهي المصلي ويكره التكلف بدقائق النقوش و نحوها الخ (التنوير و شرحه باب ما يقصد الصلاة وما يكره فيها ۱/۶۵۸ ط سعید)

(۴) ترمذی باب ماجاء في ترك الصلوة ۲/۹۵ ط سعید (۵) وتاركتها عمداً مجازة ای تكاسلاً فاسق يحبس حتى يصلي لأنه يحبس لحق العبد فحق الحق أحق الخ (التنوير و شرحه كتاب الصلاة ۱/۳۵۳ ط سعید)

(۱) جیل میں اذان دی جائے یا نہیں؟

(۲) جیل میں پانی نہ ملے تو تیمم کیا جائے

(۳) جیل میں جماعت کرانا جائز ہے

(۴) احتجاجاً بھوک ہڑتال کا حکم

(از ہفتہ وار مسلم دہلی مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۲۲ء)

(سوال) (۱) جیل میں اگر اذان سے روک دیا جائے تو پھر کیا کرنا چاہیے؟ (۲) جیل میں اگر پانی نہ ملے یا جیل والے عمد پانی نہ لینے دیں تو نماز کی ادائیگی کے لئے کیا کرنا چاہیے؟ (۳) جیل میں اگر وہ جماعت نماز نہ پڑھنے دیں تو کیا صورت ہوگی؟ (۴) مقاطعہ جو عی بطور احتجاجی برخلاف بد سلوکی کیا جائے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی دفتر مجلس خلافت پنجاب (لاہور)

(جواب ۷۷۶) (۱) اذان دینے کی کوشش کرنی چاہیے اور جب کہ کسی طرح جابر حکام اجازت نہ دیں تو بغیر

اذان نماز پڑھ لی جائے (۱)

(۲) جیل میں اگر جابر حکام وضو کے لئے پانی نہ دیں اور کسی طرح پانی دستیاب نہ ہو یا اس کے استعمال پر

قدرت نہ ہو تو تیمم سے نماز پڑھ لیں (۲)

(۳) جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت کے لئے کوشش کی جائے اور کسی طرح بھی اجازت نہ ملے تو فرداً

فرداً نماز پڑھ لی جائے (۲)

(۴) مقاطعہ جو عی اس حد تک کہ ہلاکت کا گمان غالب نہ ہو جائے جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بے نمازی کی نماز جنازہ پڑھی جائے

(از الجمعية سے روزہ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) بے نمازی یعنی جس شخص نے تمام عمر میں کبھی نماز نہیں پڑھی ایسے شخص پر نماز جنازہ درست ہے

یا نہیں؟

(جواب ۷۷۷) تارک الصلوة دایماً حنفیہ کے نزدیک فاسق ہے مکافر نہیں۔ اور فاسق کے جنازے کی نماز

پڑھنی ضروری ہے بغیر نماز پڑھے دفن کر دینا جائز نہیں ہاں بے نمازیوں کو زجر کرنے کے لئے بزرگ اور

(۱) وهو سنة مؤكدة للفرائض في وقتها ولو قضاء الخ (تنوير الابصار' باب الأذان ۱/ ۳۸۴ ط سعید) بخلاف مصل ولو

بجماعة في بيته بمصر أو قرية لها مسجد فلا يكره تركهما إذ أذان الحي يكفيه الخ (التنوير و شرحه' باب الأذان ۱/ ۳۹۵ ط سعید)

(۲) من عجز عن استعمال الماء لبعده ميلاً أو لمرض أو برد أو خوف عدو — تیمم (تنوير الابصار' باب التيمم ۱/ ۲۳۲ تا ۲۳۶ ط سعید)

(۳) والجماعة سنة مؤكدة للرجال وأقلها اثنان ففسن أو تجب على الرجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصلاة بالجماعة من غير حرج الخ (تنوير الابصار' باب الإمامة ۱/ ۵۵۲ تا ۵۵۴ ط سعید)

مقتدا نماز نہ پڑھیں معمولی درجہ کے لوگوں کو کہہ دیں کہ وہ نماز پڑھ کر دفن کر دیں۔ (۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

عہد اتارک نماز فاسق ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۲۷ء)

(سوال) وہ کلمہ گو مسلمان جس نے عمر بھر نماز نہیں پڑھی اور سیکھی بھی نہیں مگر عقیدۃ نماز کو اچھا سمجھتا رہا اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

(جواب ۷۷۸) اگر وہ شخص توحید و رسالت اور ان چیزوں پر ایمان رکھتا تھا جن پر ایمان رکھنا ضروری ہے نماز کو فرض سمجھتا تھا تو صرف اس وجہ سے کہ اس نے نماز کبھی نہیں پڑھی اور نہ سیکھی کافر نہیں ہوگا ہاں وہ فاسق ضرور ہے مگر کفر کا حکم اس پر کرنا جائز نہیں البتہ اگر وہ نماز کی فرضیت سے بھی منکر ہو تو بلاشبہ کافر قرار دیا جائے گا (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز کے بعد مصلے کو الٹ دینا

(الجمعیۃ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) عام لوگ بعد نماز کے کونہ جانماز کا الٹ دیتے ہیں کیا یہ شرعاً جائز ہے؟
(جواب ۷۷۹) جانماز کا کونہ الٹ دینے کی کوئی اصل نہیں نہ کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے اور جو وجہ مشہور ہے کہ شیطان اس پر نماز پڑھ لیتا ہے یہ غیر ثابت اور غیر معقول ہے ہاں بغرض حفاظت جانماز کو لپیٹ دینا تو درست ہے مگر صرف کونہ الٹ دینے میں کوئی حفاظت بھی نہیں۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز میں خیالات اور وساوس کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۸ء)

(سوال) نماز کے اندر انواع و اقسام کے تخیلات پیدا ہو جاتے ہیں اور خیالات منتشر رہا کرتے ہیں اس سے نماز میں کوئی نقص تو نہیں آتا؟

(جواب ۷۸۰) غیر اختیاری خیالات سے نماز فاسد نہیں ہوتی حتی الامکان ان کو دفع کرنا چاہیے (۳)

(۱) صلوا علی کل برو فاجر الحدیث (کنز العمال ۶/۵۴ ط بیروت) وہی فرض علی کل مسلم مات حلالاً اربعۃ و قطع الطريق الخ (تنویر الابصار جنائر ۲/۲۱۰ ط سعید) وتارکھا عمداً مجانۃً ای تکاسلاً فاسق یحبس حتی یصلی الخ (التنویر و شرحہ کتاب الصلاة ۱/۳۵۳ ط سعید)

(۲) وتارکھا عمداً مجانۃً ای تکاسلاً فاسق یحبس حتی یصلی لانه یحبس لحق العمد فحق الحق أحق الخ (التنویر و شرحہ کتاب الصلاة ۱/۳۵۳ ط سعید) (۳) عن أبی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ: "إن تجاوز عن أمی عما حدثت به أنفسها مالم تعمل أو تتکلم به الخ (مسلم باب بیان تجاوز اللہ عن حدیث النفس ۱/۷۸ ط قدیمی کتب خانہ کراچی)

نماز کب معاف ہوتی ہے

(سوال) نماز کب معاف ہوتی ہے؟

(جواب ۷۸۱) جب انسان مرض کی وجہ سے بالکل ہوش و حواس سے عاری ہو جائے اور اسی حال پر چوبیس گھنٹے سے زیادہ گزر جائیں یا اتنا کمزور ہو جائے کہ سر سے صرف اشارہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو اور اسی حال پر ایک رات دن سے زیادہ ہو جائے تو ان نمازوں کی قضاء بھی اس کے ذمے نہیں ہوتی (۱) محمد کفایت اللہ

”اللہ اکبار“ کہنا مفسد نماز ہے یا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۴ء)

(سوال) اللہ اکبر کی باء کو جو فتح ہے کما حقہ ادا کرتے ہوئے راء کو خفیف سا کھینچ کر ادا کرنے میں نماز میں کیا نقصان ہوگا؟

(جواب ۷۸۲) با کا فتح کھینچنے سے اگر اکبار ہو جائے تو نماز مکروہ ہوگی (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نماز میں تصور شیخ کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) تصور شیخ جو اکثر مشائخ اپنے مریدوں کو بتاتے ہیں مراقبہ میں یا نماز میں جائز ہے یا نہیں؟ خصوصاً جب کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو؟

(جواب ۷۸۳) تصور شیخ کا مسئلہ تصوف کا مسئلہ ہے صوفیہ اس کو توحید خیال کے لئے مفید سمجھتے ہیں لیکن نماز کی حالت میں اصول فقہیہ کی رو سے اس کی اجازت دینی مشکل ہے (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

نمازی کے سامنے کتنے فاصلے پر گزرنا جائز ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) مصلیٰ کے آگے سے کتنے فاصلے کے درمیان سے گزرنا گناہ ہے اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ موضع سجود کے درمیان سے گزرنا منع ہے موضع سجود کے مطالب میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سجدہ کرنے

(۱) وإن تعذر الإيماء برأسه و كثرت الفوائت بأن زادت على يوم و ليلة سقط القضاء عنه و عليه الفتوى (التنوير و شرحه) باب صلاة المريض ۹۹/۲ ط سعید

(۲) ”حلی کبیر“ میں اس کو مفسد صلوة کہا ہے: وإن قال الله أكبار لا يصير شارعاً وإن قال في خلال الصلاة تفسد صلاته قيل لأنه اسم من أسماء الشيطان و قيل لأنه جمع كبر بالتحريك وهو الطبل و قيل يصير شارعاً ولا تفسد صلاته لأنه أساء و الاول أصح (الاول تكبير الافتتاح ص ۲۶۰ ط سهیل)

(۳) وإن المساجد لله فلا تدعو مع الله احداً الآية (جن: ۱۸) ولو تفكر في صلاة فتذكر حديثاً أو شعراً أو خطبة أو مسألة يكره (عالمگیریة) باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ۱/۱۰۰ ط ماجدیہ کوئٹہ

کی جگہ اور مصلیٰ کے قدم کے درمیان سے گزرنا منع ہے اور اس کے باہر سے گزرنا جائز ہے بعض کہتے ہیں کہ مصلیٰ کے آگے جو فرش پر صف بندی کی لیکر بنی ہوئی ہے یہی سترہ کے لئے کافی ہے اور اس خط کے باہر سے بلا ضرورت بھی گزرنا جائز ہے

(جواب ۷۸۴) نماز پڑھنے والے کے آگے سے چھوٹی مسجد یا چھوٹے مکان میں گزرنا جائز ہے جب تک کہ اس کے آگے کوئی آڑ نہ ہو اور بڑی مسجد یا بڑا مکان یا میدان ہو تو اتنے آگے سے گزرنا جائز ہے کہ اگر نمازی اپنی نظر سجدہ کی جگہ پر رکھے تو گزرنے والا اسے نظر نہ آئے (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) انتشار پھیلانے والا گناہ گار ہے

(۲) غیر مقلدین اہل السنۃ والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟

(۳) اہل حدیث کے پیچھے نماز عید کا حکم

(۴) عیدین میں عند الاحناف تکبیرات زوائد چھ ہیں

(۵) احناف کو اہل حدیث کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۶) تراویح مع وتر تیس رکعات مسنون ہیں

(۷) گیارہ رکعت تراویح کو سنت کہنا

(۸) عالم کی موجودگی میں غیر عالم کی امامت

(۹) حق بات کو چھپانا گناہ ہے

(الجمعیۃ مورخہ یکم فروری ۱۹۳۶ء)

(سوال) ہم لوگ جب کہ شرعی صدقہ فطر سے بالکل ناواقف تھے اور چرم قربانی کو بیچ کر اپنے مصرف میں لاتے تھے بلکہ بعض تو چرم قربانی بیچ کر تازی وغیرہ منشی و مسکر چیزیں پی جاتے تھے اس وقت سے آج تک علمائے اہل حدیث کے ساتھ عیدین کی نماز بے تکلف بارہ تکبیروں کے ساتھ پڑھتے رہے اور انہیں علمائے کرام کی بدولت شرعی مسائل سے واقف ہوئے صدقہ فطر نکالتے ہیں اور چرم قربانی کی قیمت مدارس اسلامیہ میں دیتے ہیں جس کو تمیں چالیس برس کا عرصہ ہوتا ہے اس عرصے میں بڑے بڑے مشہور علمائے احناف آئے اور آتے رہتے ہیں اور اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرماتے ہیں مگر آج تک کسی عالم نے یہ نہیں کہا کہ علمائے اہل حدیث کے پیچھے تم لوگوں کی نماز نہیں ہوگی اب کے سال چند بریلوی حضرات نے بڑی دھوم مچا رکھی ہے لوگوں کو اور غلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی مندرجہ ذیل

(۱) و مرور مار فی الصحراء او مسجد کبیر بموضع سجودہ فی الاصح او مرورہ بین یدیہ الی حائط القبلة فی بیت و مسجد صغیرہ فانہ کبقعة واحدة مطلقا الخ (التنویر و شرحہ) و فی الشامیہ: "انہ قدر ما یقع بصرہ علی النار لو صلی بحشوع ای راعیا بصرہ الی موضع سجودہ الخ (باب ما یفسدہ الصلاة وما یکرہ فیہا ۱/۶۳۶ ط سعید)

سوالات کے جواب مرحمت فرمائیں۔

(۱) جماعت کا منتشر کرنے والا مجرم ہے یا نہیں؟ (۲) اہل حدیث سنت جماعت میں سے ہیں یا نہیں؟
 (۳) علمائے اہلحدیث کے پیچھے احناف کی عیدین کی نماز ہوگی یا نہیں؟ (۴) عیدین کی نماز بارہ تکبیروں سے افضل ہے یا چھ تکبیروں سے؟ (۵) احناف اپنے کو اہل حدیث کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ (۶) تراویح کی نماز مع الوتر گیارہ رکعت افضل ہے یا تیس؟ (۷) کوئی شخص تراویح کی نماز سنت سمجھ کر گیارہ رکعت پڑھے تو کیا وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم ہوگا؟ (۸) عالم کے موجود ہوتے ہوئے معمولی اردو خواں کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ (۹) حق بات کو چھپانے والا کیسا ہے؟

(جواب ۷۸۵) (۱) تفریق پیدا کرنے والا سخت گناہ گار ہے (۲) ہاں اہل سنت والجماعت میں داخل ہے (۳) (۲) ہو جائے گی مگر حنفی مقتدی چھ تکبیریں کہیں (۳) (۴) حنفیہ کے نزدیک چھ تکبیروں سے ہے (۴) (۵) اصطلاحی معنی سے نہیں کہہ سکتے (۶) تیس رکعت افضل اور مسنون ہیں (۷) (۸) مجرم تو نہ ہوگا مگر تارک افضل و راجح ہوگا (۹) (۱۰) ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی (۱۱) (۹) ضرورت بیان کے موقع پر حق کو چھپانے والا گناہ گار ہے (۸) محمد کفایت اللہ کان اللہ

نماز میں کیا تصور کیا جائے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۱۶ جون ۱۹۳۸ء)

(سوال) جب انسان نماز پڑھنے کھڑا ہو تو اس کو ہمہ تن خالق دو عالم کی طرف رجوع ہو جانا چاہئے اور دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی قسم کا خیال نہیں گزرنا چاہئے ایسی تصورات میں نماز کی رکعات کا شمار اور رکوع و

(۱) قوله تعالى ص " واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا " الآية (آل عمران ۱۰۳) وقوله تعالى: " ولا تنازعوا فتفشلوا و تذهب ربكم " (انفال: ۴۶)

(۲) جو غیر مقلدین تقلید کو شرک کہیں "تمہ اربعہ پر طعن اور سب و شتم کریں اور اہل سنت والجماعت کے اجماعی مسائل کا انکار کریں وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں۔

(۳) جو غیر مقلدین تقلید کو شرک کہیں اور اہل سنت والجماعت کے اجماعی مسائل کا انکار کریں وغیرہ وہ متبذخ ہیں ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے (امداد الفتاویٰ باب الإمامة والجماعة ۱/۲۵۳ ط مکتبہ دار العلوم کراچی)

(۴) وہی ثلث تکبیرات فی کل رکعة الخ (الدر المختار باب العیدین ۲/۱۷۲ ط سعید)

(۵) وعن یزید بن رومان أنه قال: " كان الناس يقومون في زمان عمر بن الخطاب في رمضان بثلاث و عشرين ركعة (آثار السنن) باب التراویح بعشرين ركعة ص ۲۰۵ ط امدادیہ

(۶) وہی عشرون ركعة (درمختار) و فی الشامیہ: " هو قول الجمهور " و علیہ عمل الناس شرقاً و غرباً الخ (باب الوتر والنوافل) مبحث التراویح ۲/۴۵ ط سعید

(۷) والأحق بالإمامة تقدیماً بل نصباً الأعلیٰ بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة و تجويداً للقراءة الخ (التنوير و شرحه) باب الإمامة ۱/۵۵۷ ط سعید

(۸) إن الذين يكتفون ما أنزلنا من البیت والهدى من بعد ما بيناه للناس في الكتب أولئك يلعنهم الله و يلعنهم اللعنون (بقرہ: ۱۵۹)

ہجود کا خیال رکھنا مشکل ہے اگر نماز کی ترتیب اور شمار رکعات کا خیال رکھے تو اللہ تعالیٰ کا خیال قائم نہیں رہ سکتا۔؟

(جواب ۶ ۷۸) نماز میں صرف اللہ تعالیٰ کا خیال رہنا چاہیے اس کا مطلب یہ ہے کہ نمازی ہمہ تن اس تصور میں غرق ہو کہ میرا معبود اور مسجود اللہ تعالیٰ ہے اور میں اس کے سامنے کھڑا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور اگر خیال اتنا قوی ہو جائے کہ گویا میں خدا کو دیکھ رہا ہوں تو سبحان اللہ! بہر حال اس خیال اور تصور کے ساتھ قیام رکوع، ہجود اور رکعات کی تعداد کا تصور جمع ہو سکتا ہے اور ارکان کے تصور سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ کا جو تصور مطلوب ہے وہ باقی نہ رہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کفایت المفتی جلد سوم ختم ہوئی اس کے بعد جلد چہارم ہے

(۱) أن تعبد الله كأنك تراه وإن لم تكن تراه فإنه يراك الحديث (مسلم) كتاب الإيمان ۱/۲۷ ط قديمی کتب خانہ کراچی